مؤلف
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ
مترجم وشارح
مفتی عطاء الرحمن ملتانی دامت برکاتہم

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

محاسنِ ترمذی

ترجمہ وشرح اردو

جامع ترمذی

شریف

جلد پنجم

مؤلف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم وشارح

مفتی عطاء الرحمن ملتانی دامت برکاتہ

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

فون: 042-37224228-37355743

MAKTABA-E-REHMANIA

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھ ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب

محاسن ترمذی ترجمہ و شرح اردو جامع ترمذی

(جلد پنجم)

مؤلف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور
فون: 042-37224228-37355743

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست عنوانات

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ ۵۹۰

اَبْوَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ

قرآن کریم کی تفسیر کا بیان

ابتداء میں چند تفسیری فوائد ذکر کیے جاتے ہیں جس طرح کہ ہر علم اور فن کے شروع میں ذکر کیے جاتے ہیں متقدمین کے نزدیک نو چیزوں کا اور متاخرین کے نزدیک تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے: ① تعریف علم ② موضوع ③ غرض وغایت اور چونکہ یہ تفسیر بڑا علم بلکہ اشرف العلوم ہے تو یہاں پر ان تینوں چیزوں کو بھی بیان کیا جائے گا اور تفسیر کی مناسبت سے بھی تاویل اور تحریف کی تعریف بھی بیان کی جائے گی اور ان میں فرق بھی بیان کیا جائے گا۔

تفسیر کا لغوی معنی: تفسیر کے مادہ اشتقاق میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ فسر سے مشتق ہے جس کا معنی ہے اظہار اور ابانت جیسے قرآن مجید میں ہیں: ﴿وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾ (الفرقان: ۳۳)

دوسرا قول یہ ہے تفسیر کا مادہ ہے سفر، یہاں پر قلب مکانی کی گئی ہے اور سفر کا معنی بھی کشف اور ابانۃ ہے جیسے حدیث شریف میں ہے: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر.

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس مادہ میں فاسین راء پایا جائے تو وہاں کشف والا معنی ضرور ہوگا جیسے قرآن مجید میں ہیں: ﴿وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ﴾ (المدثر: ۳۴) اور سفر کو سفر اس لئے کہتے ہیں کہ مسافر کے جہاں کے حالات اور لوگوں کے اخلاق اور عادات کھل کر سامنے آجاتی ہے اور تفسیر کو بھی تفسیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے بھی خدا تعالیٰ کی مراد اور منشاء سامنے آجاتی ہے۔

تعریف یوں کی ہے:

علم يعرف به فهم كتاب الله المنزل على نبيه محمد ﷺ وبيان معانيه واستخراج احكامه وحكمه.

علم تفسیر وہ علم ہے جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل ہو اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جا سکے۔

تفسیر اور تاویل میں فرق؟

جمہور کے ہاں تاویل اور تفسیر میں فرق ہے اما راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان میں دو فرق ہیں:

① التفسير يستعمل فى الالفاظ والتاويل يستعمل فى المعانى: یعنی جو معنی قران کے عبارت سے معلوم ہوئی وہ تفسیر ہے جو معنی الفاظ کے اشارات سے معلوم ہوا وہ تاویل ہے۔

② التفسير يستعمل فى المفردات والتاويل يستعمل فى الجمل والمركبات: تفسیر کا استعمال مفردات میں اور

تاویل کا استعمال جملوں اور مرکبات میں ہوتا ہے۔

فائدہ۵: اُصول شرع (دین کے بنیادی مآخذ) تین ہیں: قرآن کریم، سنت نبوی اور اجماع امت۔ ان میں اصل قرآن کریم ہے، اس کو متن کی حیثیت حاصل ہے، وہ اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور نبی ﷺ کا کوئی دخل نہیں، البتہ اس کی تبیین وتشریح نبی ﷺ کے ذمہ رکھی گئی ہے۔ سورۃ النحل (آیت ۴۴) میں ہے: ﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ اور ہم نے آپ ﷺ پر یہ قرآن اتارا تا کہ آپ ﷺ جو وحی لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے اس کو کھول کر بیان کریں۔

غرض تمام احادیث شریفہ قرآن کریم کی تبیین وتشریح ہیں، اور اجماع امت چونکہ آثار پر مبنی ہوتا ہے اس لئے اس کا مرجع بھی قرآن کریم ہے۔ اس طرح تفسیر قرآن کی روایتیں محدود نہیں رہتیں، بلکہ تمام حدیثیں قرآن کریم کی تفسیر بن جاتی ہیں، مگر وہ تمام روایتیں ابواب التفسیر میں ذکر نہیں کی جاتیں کچھ مخصوص روایت ہی ذکر کی جاتی ہیں، جن کا تعلق یا تو بنیادی مسائل سے ہوتا ہے، یا شانِ نزول سے، یا آیات کے مضمرات سے، یا دیگر نکات سے، پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب جو ابواب شروع ہو رہے ہیں ان میں مذکور روایات ہی تفسیری روایات ہیں، یہ تو ان روایات کا بعض حصہ ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِى الَّذِى يُفَسِّرُ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ

باب ا: تفسیر بالرائے پر وعید

(۲۸۷۴) مَنْ قَالَ فِى الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص علم نہ ہونے کے باوجود قرآن کے بارے میں کوئی بات بیان کرے اسے جہنم میں اپنی جگہ پہنچنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

(۲۸۷۵) اتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّىْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ قَالَ فِى الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے احتیاط کرو صرف وہی چیز بیان کرو جس کے بارے میں تمہیں علم ہو (میں نے یہ فرمایا ہے) جو شخص میری طرف سے کوئی جھوٹ بات جان بوجھ کر بیان کرے وہ جہنم میں اپنی جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے اور جو شخص قران کی تفسیر کے بارے میں اپنی رائے کے ساتھ کوئی بات بیان کرے وہ جہنم میں اپنی جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

(۲۸۷۶) مَنْ قَالَ فِى الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ.

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی رائے کے ساتھ قرآن کی تفسیر بیان کرے تو اگر وہ ٹھیک بھی بیان کرے تو یہ اس نے غلط کیا۔

تشریح: تفسیر کی دو قسمیں ہیں تفسیر محمود اور تفسیر مذموم تفسیر محمود جو قران سے یا سنت رسول ﷺ یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہ اللہ کے اقوال سے کیا جائے اور تفسیر مذموم جو محض اپنی رائے اور خواہش کے مطابق' قواعد عربیہ اور قواعد شرعیہ کے مخالف اور محض اپنے باطل عقیدہ اور عمل کے ثابت کرنے کے لیے کیا جائے اس کو تفسیر بالرای بھی کہا جاتا ہے جیسے ہمارے زمانے میں باطل جماعتیں قرآن کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ نہ وہ تفسیر ہوتا ہے نہ تاویل ہوتا ہے بلکہ قرآن کی تحریف ہوتی ہے اور تحریف کی لغوی معنی تحریف الکلام عن موضعہ ای تغیرہ. یعنی کلام کو بدل دینا اور تعریف یہ ہے بیان مراد اللہ تعالیٰ علی خلاف ما یقتضیہ قواعد العربیہ. یعنی قواعد عربیہ کے مخالف محض اپنی من گھڑت بات کو اللہ کی مراد سے موصوف کرنا تحریف کہلاتا ہے:

تفسیر بالرای کا حکم؟

مذکورہ احادیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی رائے کے بل بوتے پر قران مجید کی تفسیر کرنا جائز نہیں بلکہ شرعی اصول اور ضوابط کو نظر انداز کیا جائے اگر اتفاق سے اس کی تشریح صحیح بھی ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔

اُصول تفسیر کو نظر انداز کر کے تفسیر کرنے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً:

① جو شخص تفسیر قران کے بارے میں گفتگو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ محض اپنی رائے کی بنیاد پر تفسیر شروع کردے۔

② کسی آیت کی کوئی تفسیر صراحت کے ساتھ نبی کریم ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہ اللہ سے ثابت ہو اور وہ اسے نظر انداز کر کے محض اپنی عقل سے کوئی معنی بیان کرنے لگے۔

③ جن آیات میں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہ اللہ سے کوئی صریح تفسیر منقول نہیں ان میں لغت اور زبان وادب کے اُصولوں کو پامال کر کے کوئی تشریح بیان کرے۔

④ قرآن وسنت سے براہ راست اجتہاد کے ذریعہ مسائل واحکام کا استنباط شروع کردے حالانکہ وہ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتا۔

⑤ قرآن کریم کی متشابہ آیات (جن کے بارے میں قرآن نے خود کہا ہے کہ ان کی سو فیصد صحیح مراد سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا) ان کی اپنی طرف سے یقین اور جزم کے ساتھ تفسیر بیان کرے اور اس پر وہ اصرار بھی کرتا ہو۔

⑥ اپنی رائے سے قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کرے جو اسلام کے دیگر مسلمہ اصول عقائد اور احکام کے خلاف ہو۔

⑦ تفسیر کے معاملے میں جہاں عقل وفکر کا استعمال جائز ہے وہاں کسی قطعی دلیل کے بغیر اپنی ذاتی رائے کو یقینی طور پر درست اور دوسرے مجتہدین کی آراء کو یقینی طور سے باطل قرار دے۔ یہ تمام صورتیں تفسیر بالرای کی ہیں جن سے اس کی احادیث سے منع کیا گیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن (۲، ۱۸۰)

تفسیر کا موضوع:

تفسیر کا موضوع کلام اللہ ہے اس لیے کہ علم کی موضوع وہ شے ہوتی ہے جس کی عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اور فن تفسیر کے اندر کلام اللہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے اس لیے فن تفسیر کا موضوع کلام اللہ ہے۔

غرض وغایت: اللہ کی (مراد) تبع ہو کر فوز بالسعادۃ الدارین ہے اور سعادۃ الدارین چند واسطوں سے ہیں اس لئے کہ سعادۃ دارین حاصل ہوتی ہے الاعتصام بالعروۃ الوثقی لن انفصام لھا سے اور اعتصام حاصل ہوتا ہے علم بالاحکام الشرعیۃ

سے اور علم احکام شرعیہ موقوف ہے فہم قرآن پر اور فہم قران موقوف ہی فن تفسیر پہ جب قران کا فہم حاصل ہوگا تو احکام شرعیہ کا علم حاصل ہوگا تو دین اسلام سے پختہ ہو کر چلنے والا بنے گا اور جب دین اسلام کے موافق چلے گا تو یقیناً اس دارین کی سعادۃ حاصل ہوگی اللہ فرماتا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل:۹۷)

درجاتِ تفسیر:

(۱) تفسیر القران بالقران: اور اس کی چند صورتیں ہیں کہیں تو ایسا ہوگا کہ ابہام کے بعد فوری آگے اس کی تفسیر آجاتی ہے اور اس کو تفسیر القران بالقران متصلاً کہا جاتا ہے جیسے:

﴿وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

کھاؤ اور پیؤ حتیٰ کہ صاف نظر آئے تمہیں خط سیاہ خط سفید سے اس مقام خیط الابیض اور خیط الاسود میں ابہام تھا کہ ایت میں حقیقی اور لفظی معنی مراد ہے یا کنایہ ہے آگے فرمایا من الفجر جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اس سے حقیقی اور لفظی معنی مراد نہیں بلکہ یہ کنایہ ہے صبح صادق اور صبح کاذب سے اور کہیں تفسیر القران بالقران منفصلاً ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: ﴿فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ (البقرہ:۳۷) تو دوسرے مقام پر اس کی تفصیل کردی۔

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۲۳)

دوسرا درجہ: تفسیر القران بالحدیث ہے مثال:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام:۸۲)

کہ وہ لوگ جنھوں نے ایمان لایا اور اپنے ایمان سے ظلم نہیں ملایا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظلم کی تشریح پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے مراد ہر قسم کا ظلم مراد نہیں بلکہ ظلم سے مراد شرک ہیں اور تائید کے طور پر قرآن کی یہ آیت ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان:۱۳) تلاوت فرمائی۔

تفسیر کا تیسرا درجہ: تفسیر القران باقوال الصحابہ ہے کہ قران کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے کی جائے گی قران کی آیت اور سورتوں کی شان نزول کے متعلق تو امت کا اجماع ہے کہ صحابی کا قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے البتہ شان نزول کے علاوہ کسی بھی آیت کی تفسیر کسی صحابی سے منقول ہو تو علماء کی ایک کثیر جماعت کے نزدیک وہ بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مستدرک میں لکھا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے نزدیک صحابی کی تفسیر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں لکھا ہے کہ جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے مذہب اور بیان کردہ تفسیر سے اعراض کریں تو وہ مبتدع اور خطا کار ہے اور بات بھی حقیقت ہے کہ قران کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست سبقاً سبقاً پڑھنے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

چنانچہ سیوطی نے الاتقان میں لکھا ہے کہ:

كان الرجل اذا قرء البقرة وآل عمران جد فی اعيينا.

جب کوئی سورۃ البقرہ اور آل عمران کی الفاظ' معانی اور تفسیر پڑھ لیتا تو ہمارے نگاہوں میں وہ شخص بہت قابل احترام بن جاتا اور مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: اقام ابن عمر علی حفظ البقرۃ ثمانی سنۃ. ابن عمر رضی اللہ عنہ آٹھ سال تک صرف سورۃ بقرہ یاد کرتے رہے حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قوی الحافظہ صحابی ہے اور آٹھ سال تک صرف الفاظ یاد نہیں کرتے بلکہ ان کی تفسیر اور تشریح میں وقت دیا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہے:

كان الرجل منا اذا تعلم عشر ايات لم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن. (ابن کثیر ج ۱ ص ۳)
عام لوگوں کو یہ معلوم تھا جب تک سیکھ لیتے کہ جب تک اس کی تفسیر وتشریح سیکھ نہ لیتے ان پر عمل نہ کرتے تو آگے نہیں پڑھتے تھے۔ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے: وتفسير الصحابي حجة. (صحابی کی تفسیر حجت ہے) تدریب الراوی میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: وتفسير الصحابي مرفوع۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو زیادہ ماہرین تھے ان کے نام (۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر بن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) ترجمان القران عبداللہ بن عباس (۶) قاری القران ابی بن کعب (۷) زید بن ثابت (۸) ابوموسیٰ اشعری (۹) عبداللہ بن مسعود (۱۰) سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ بنت صدیق (۱۱) عبداللہ بن زبیر (۱۲) عبداللہ بن عمر (۱۳) عبداللہ بن سلام (۱۴) سلمان فارسی (۱۵) ابو درداء (۱۶) معاذ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو زیادہ ماہر تھے: (۱) عمر (۲) علی (۳) عبداللہ بن مسعود (۴) عبداللہ بن عباس (۵) عبداللہ بن عمر (۶) زید بن ثابت (۷) عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا تو میں نے دیکھا ان حضرات کا علم چھ کی طرف لوٹتا ہے عمر علی ابن مسعود، معاذ، زید بن ثابت، ابوالدرداء رضی اللہ عنہم۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۰۴) اور فرماتے ہیں کہ میں ان چھ بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور ان سب کا علم ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں معلم اور مفتی بنا کے شہر کوفہ بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دار الخلافہ کوفہ ہی تھا اور دونوں بزرگوں نے اہل کوفہ کو علم تفسیر پڑھایا۔ اسی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت، تعلیم وتربیت ہوئی اور انہی حضرات کی سکھایا علم آپ نے سیکھا اور اپنے مسلک کی بنیاد رکھی اس لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ قران کے بڑے ماہر تھے۔ چنانچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے قران کی طرف رجوع کرتے ہے اور اکثر مسائل قران سے مستنبط کی۔

تفسیر کا چوتھا درجہ: تفسیر القرآن باقوال التابعین قرآن کی تفسیر تابعین اقوال سے کی جائے اس لیے کہ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قران کی تفسیر پڑھی ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قران کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین رحمہم اللہ کی تفسیر حجت ہے تفسیر القران باقوال التابعین کی مثال ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ (الاعراف: ۲۰۴) نماز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجمع الناس على انها نزلت في الصلاة. (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۴۳، مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۶۰۵، فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۱، شرح نقایہ ج ۱ ص ۸۳)

تمام لوگوں یعنی تابعین کا اجماع ہے کہ آیت ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ....﴾ نماز کے باری میں ہے اور تابعین میں سے جو علم تفسیر کے ماہر تھے ان کا تذکرہ تفاسیر میں بھی آتا ہے ان کے یہ نام ہیں: (۱) حضرت مجاہد بن زبیر مخزومی (۲) حضرت سعید بن جبیر (۳) حضرت عکرمہ (۴) عطاء بن ابی رباح (۵) حضرت حسن بصری (۶) مسروق (۷) سعید بن المسیب (۸) ابوالعالیہ (۹) ربیع

بن انس (۱۰) محمد بن سیرین (۱۱) زید بن اسلم (۱۲) عروہ بن زبیر (۱۳) قتادہ محمد بن کعب القرظی (۱۵) علقمہ رحمۃ اللہ علیہم۔

علم تفسیر کی شرافت:

علم تفسیر تمام علوم سے اشرف اور افضل ہے شرافت چار چیزوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے (۱) فن کی موضوع (۲) غرض وغایت کی وجہ سے (۳) مسائل واحکام کی وجہ سے (۴) شدت احتیاج کی وجہ سے اور فن تفسیر کو ان چاروں کی وجہ سے شرافت حاصل ہے:

اس کا موضوع تمام علوم کی موضوع سے اشرف ہیں اس لیے کہ اس کا موضوع کلام اللہ جو صفت اللہ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صفت اللہ تمام صفات سے اعلیٰ اور افضل ہے اور اسی طرح غرض وغایہ بھی اس فن کی اشرف ہے جو سعادۃ فی الدارین ہے اور یہ غرض تمام دنیاوی اغراض سے اشرف ہے اور اسی طرح اس کے احکام ومسائل بھی اشرف ہے اس لیے کہ ان میں مرادات اللہ کا بیان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مراد پر مطلع ہونا تمام مخلوق کی مرادوں کی مطلع سے افضل ہے اور اس علم کو اشد احتیاج ہے اس لیے اس علم کو رئیس علوم الدینیہ کہا جاتا ہے۔

فائدہ: علم تفسیر افضل ہے یا علم الحدیث تو بعض حضرات کی رائے ہے کہ علم التفسیر افضل کا تعلق کلام اللہ سے ہے اور کلام اللہ صفت اللہ ہے اور جس طرح ذات باری تعالیٰ قدیم اس طرح صفات اللہ بھی قدیم ہے اور غیر فانی ہے اور جو فن متعلق بالا باقی ہو وہ افضل ہوتا ہے اور علم الحدیث کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ حادث ہیں لہٰذا انکا کلام بھی حادث ہوا اور جو علم متعلق بالفانی ہو وہ متعلق بالباقی سے ادنی ہے لہٰذا علم التفسیر افضل ہے علم الحدیث سے۔

تفسیر کرنے کے لئے پندرہ علوم ضروری ہیں؟

تفسیر کرنے کے لئے صلاحیت ضروری ہے، علم کے بغیر جو تفسیر کرے گا وہ تفسیر بالرای ہوگی، اور علماء نے تفسیر کرنے کے لئے پندرہ علوم ضروری قرار دیئے ہیں، جو یہ ہیں: لغت، نحو، صرف واشتقاق، معانی، بیان، بدیع، قراءت، اصول دین (علم کلام) اصول فقہ، شانِ نزول، واقعات کی تفصیلات، ناسخ ومنسوخ، علم فقہ، وہ احادیث جن میں قرآن کے اجمال وابہام کی وضاحت ہے، اور تفسیر کرنے کی خداداد صلاحیت اور ان پندرہ کو اگر سمیٹا جائے تو پانچ علوم ضروری ٹھہرتے ہیں:

اوّل: عربیت کی بھرپور صلاحیت، جس میں لغت، نحو، صرف واشتقاق، معانی، بیان اور بدیع آجاتے ہیں۔

دوم: احادیث کا علم، جن میں اس نزول، واقعات کی تفصیلات اور ناسخ ومنسوخ کا بیان آجاتا ہے۔

سوم: علم کلام، کیونکہ جو اسلامی عقائد سے واقف نہیں وہ تفسیر کیسے کرسکتا ہے؟

چہارم: علم فقہ، اس کے بغیر مفسر قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔

پنجم: تفسیر کرنے کی خداداد صلاحیت۔ ان علام کے بغیر تفسیر قرآن پر اقدام کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔

فائدہ: تفسیر قرآن میں عقل کا استعمال ممنوع نہیں، قرآن کریم جگہ جگہ عقل کو استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے، پھر وہ قرآن فہمی میں عقل کے استعمال سے کیسے روک سکتا ہے؟ بلکہ اس حدیثوں میں "رائے" سے مراد "نظریہ" ہے۔ پہلے ایک نظریہ قائم کرنا پھر اس نقطۂ نظر سے قرآن پڑھنا، اور قرآن کو اس کے مطابق بنانا تفسیر بالرائے ہے، جو حرام ہے، جیسے ایک صاحب نے حالات زمانہ سے متاثر ہوکر نظریہ قائم کیا کہ نبوت کا مقصد دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرنا ہے، پس جو پیغمبر اس میں کامیاب ہوئے وہی اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور جو انبیاء علیہم السلام حکومت الٰہیہ قائم نہ کرسکے وہ اپنے مشن میں ناکام رہے، توبہ! توبہ!

فائدہ: کہ جب اور جہاں حالات سازگار ہوں: حکومت الٰہیہ قائم کرنا مقاصد نبوت میں سے ایک اہم مقصد ہے، مگر وہ تعلیمات انبیاء علیہم السلام کی ایک شاخ ہے، بلکہ اہم شاخ ہے، مگر وہ درخت کا تنا نہیں، اگر اس کو اصل (تنا) بنا دیا جائے اور دین کی تمام تعلیمات کو اس پر متفرع کیا جائے تو یہ غلطی ہوگی۔

پھر اس کے آخر میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے:

اعتراض: حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ وغیرہ تابعین جو تفسیریں بیان کرتے ہیں وہ ان کی اپنی رائیں ہوتی ہیں، انکا کوئی مستند نہیں ہوتا، تو کیا وہ بھی تفسیر بالرای کے زمرہ میں آتی ہیں؟

جواب: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ان حضرات نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا، انھوں نے یہ باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنی ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہیں، خود حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے قرآن کی ہر آیت کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ نہ کچھ سنا ہے، اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا موقع ملتا تو مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ بہت سی باتیں نہ پوچھنی پڑتیں جو میں نے ان سے پوچھی ہیں، ان روایات سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تفسیریں نقل پر مبنی ہیں، عقل پر مبنی نہیں۔

اسرائیلی روایات کا حکم؟

ان کی حقیقت یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ پہلے اہل کتاب کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے بعد میں جب وہ مشرف باسلام ہوئے اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی تو انہیں قرآن کریم میں پچھلی امتوں کے بہت سے وہ واقعات نظر آئے جو انہوں نے اپنے سابقہ مذہب کی کتابوں میں بھی پڑھے تھے چنانچہ وہ قرآنی واقعات کے سلسلے میں وہ تفصیلات مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے تھے جو انہوں نے اپنے پرانے مذہب کی کتابوں میں دیکھی تھیں یہی تفصیلات اسرائیلیات کے نام سے تفسیر کی کتابوں میں داخل ہوگئی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے جو بڑے محقق مفسرین میں سے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ روایات جن کی سچائی قرآن سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً فرعون کا غرق ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر تشریف لے جانا وغیرہ۔

(۲) وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن وسنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

(۳) وہ روایات جن کے بارے میں قرآن وسنت اور دوسرے شرعی دلائل خاموش ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قول فیصل یہ بیان کیا ہے کہ انہیں نقل کرنا جائز تو ہے لیکن اس نقل سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ شرعی اعتبار سے وہ حجت نہیں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمِنْ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۂ فاتحہ کی تفسیر

باب ا : سورۂ فاتحہ کی اہمیت

(۲۸۷۷) مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنِّيْ اَحْيَانًا اَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ فَاقْرَاْهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِيْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ يَقُوْمُ الْعَبْدُ فَيَقُوْلُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُ (اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ) فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) فَيَقُوْلُ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَهٰذَا لِيْ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) وَاٰخِرُ السُّوْرَةِ لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ يَقُوْلُ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص نماز پڑھتے ہوئے سورت فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی۔ راوی بیان کرتے ہیں میں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو کیا میں اس وقت بھی تلاوت کروں گا) انہوں نے فرمایا اے فارسی کے بیٹے تم اسے دل میں پڑھ لو۔ کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان میں دو حصوں میں تقسیم کرلیا ہے نصف حصہ میرے لیے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے وہ اس کو ملے گا بندہ کھڑا ہو کر یہ پڑھتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے نے میری حمد بیان کی پھر بندہ یہ کہتا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بندے نے میری تعریف بیان کی پھر بندہ پڑھتا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ اور سورت کا آخری حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے اس کو وہ ملے گا وہ یہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾

(۲۸۷۸) اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ اَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَمَّا دُفِعْتُ اِلَيْهِ اَخَذَ بِيَدِيْ وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّجْعَلَ اللهُ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ قَالَ فَقَامَ بِيْ فَلَقِيَتْهُ امْرَاَةٌ وَصَبِيٌّ مَعَهَا فَقَالَا اِنَّ لَنَا اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُمَا حَتّٰى قَضٰى حَاجَتَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ حَتّٰى اَتٰى بِيْ دَارَهٗ فَاَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيْدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا يُفِرُّكَ اَنْ تَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ اِلٰهٍ سِوَى اللهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا تَفِرُّ اَنْ تَقُوْلَ اللهُ اَكْبَرُ وَتَعْلَمُ شَيْئًا اَكْبَرُ مِنَ اللهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ وَاِنَّ النَّصَارٰى ضُلَّالٌ قَالَ قُلْتُ فَاِنِّيْ حَنِيْفٌ مُّسْلِمٌ قَالَ فَرَاَيْتُ وَجْهَهٗ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ اَمَرَبِيْ فَاُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْتُ اَغْشَاهُ طَرَفَيِ النَّهَارِ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا عِنْدَهٗ عَشِيَّةً اِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ فِيْ ثِيَابٍ مِنَ الصُّوْفِ مِنْ هٰذِهِ النِّمَارِ قَالَ فَصَلّٰى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةٌ وَلَوْ بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَقِيْ اَحَدُكُمْ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ اَوِ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَاقِي اللهِ وَقَائِلٌ لَهٗ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهٗ وَبَعْدَهٗ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِيْ بِهٖ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَقِ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنِّيْ لَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَاِنَّ اللهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيْكُمْ حَتّٰى تَسِيْرَ الظَّعِيْنَةُ فِيْمَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيْرَةِ اَوْ اَكْثَرَ مَا يَخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقَ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ فَاَيْنَ لُصُوْصُ طَيٍّ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے لوگوں نے بتایا یہ حاتم کا بیٹا عدی ہے میں چونکہ امان لیے بغیر اور کسی تحریری (معاہدے) کے حاضر ہوا تھا اس لیے جب میں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھام لیا آپ ﷺ اس سے پہلے ہی اپنے اصحاب سے یہ کہہ چکے تھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا پھر نبی اکرم ﷺ مجھے ساتھ لے کر کھڑے ہوئے تو ایک خاتون اپنے بچے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی ہمیں آپ ﷺ سے کچھ کام ہے نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ گئے اور اس کا کام کر کے واپس آئے اور میرا ہاتھ دوبارہ پکڑ لیا اور اپنے گھر لے گئے ایک بچی نے نبی اکرم ﷺ کے لیے بچھونا بچھا دیا جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہو گئے میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر مجھ سے دریافت کیا تمہیں کلمہ پڑھنے سے کون سی چیز روکتی ہے؟ کیا تمہارے علم میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں پھر آپ ﷺ اس کے بعد کچھ دیر تک گفتگو کرتے رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ اکبر کہنے سے اس لیے بھاگ رہے ہو کہ تم اسے بڑی کسی چیز کے بارے میں جانتے ہو؟ تو میں نے عرض کی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور عیسائی گمراہی کا شکار ہیں حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی میں ایک خالص مسلمان

ہوں حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل اٹھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں حکم دیا اور مجھے ایک انصاری کے ہاں (مہمان) کے طور پر ٹھہرنے کے لیے فرمایا میں صبح شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگا ایک مرتبہ میں رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا اسی دوران کچھ لوگ آئے انہوں نے اون سے بنے ہوئے دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد تقریر کرتے ہوئے صدقہ دینے کی ترغیب دی اور ارشاد فرمایا (تم لوگ صدقہ کرو) خواہ ایک صاع ہو یا نصف صاع ہو یا ایک مٹھی جتنی کوئی چیز یا مٹھی کے کچھ حصے جتنی ہو آدمی اپنے آپ کو جہنم کی گرمی سے بچائے خواہ ایک کھجور کے ذریعے یا کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے بچائے کیونکہ ہر شخص نے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ بندے سے جو فرمائے گا وہ میں تمہیں بیان کر رہا ہوں (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا میں نے تمہیں سماعت اور بصارت عطا نہیں کی تھی؟ تو بندہ جواب دے گا جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں عطا کئے تھے؟ تو وہ جواب دے گا جی ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کہاں ہے جو تم نے اپنے لیے آگے بھیجا تھا؟ یعنی تم نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے؟ تو وہ شخص اپنے آگے پیچھے اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے ایسے کوئی چیز نہیں ملے گی جو اسے جہنم کی تپش سے بچا سکے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تو ہر شخص کو جہنم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے خواہ نصف کھجور کے ذریعے بچائے اگر وہ بھی نہ ملے تو پاکیزہ بات کے ذریعے بچانے کی کوشش کرے مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم فقر و فاقہ کا شکار ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے وہ تمہیں عطا کرے گا (یہاں تک کہ ایک وہ وقت آئے گا) جب کوئی عورت مدینہ منورہ سے حیرہ تک کا یا اس سے بھی زیادہ سفر کرے گی اور اسے یہ اندیشہ بھی نہیں ہوگا کہ اس کی سواری چوری ہو جائے گی۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دل میں سوچا اس وقت طے قبیلے کے چور کہاں ہوں گے؟

(۲۸۷۸) اَلْیَهُوْدُ مَغْضُوْبٌ عَلَیْهِمْ وَالنَّصَارٰی ضُلَّالٌ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں یہود وہ لوگ ہیں جن پر غضب ہوگا اور عیسائی وہ لوگ ہیں جو گمراہی کا شکار ہیں۔

تشریح: سورۃ الفاتحہ مکیہ: سورۃ المدثر کے بعد ۵ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے انمبر پر ہے۔

ربط باعتبار نزولی کے سورہ فاتحہ کا ربط باعتبار نزولی اس طرح فرماتے تھے کہ سورۃ علق میں فرمایا کہ اقراء کہ آپ کام سکھانا کہ آپ خود سکھیں گے اور لوگوں کو سکھاؤ گے۔ جس حدیث میں ہے: انما بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔

قرآن کریم کی موجودہ ترتیب (ترتیب مصحفی) یہ توقیفی ہے نہ کہ قیاسی جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی سورۃ یا چند آیات نازل ہوتی تھیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو حکم دیتے کہ "ضعوھا بعد سورۃ فلان وفی سورۃ فلان" اور اسی ترتیب توقیفی سے لوح محفوظ میں بھی موجود تھا لیکن اس ترتیب کے ساتھ نازل نہیں ہوا چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں سورۃ البروج کی آیت نمبر ۲۱، ۲۲ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو اس ترتیب کا منکر ہو کہ قرآن کریم لوح محفوظ میں بایں ترتیب نہ تھا تو وہ کافر ہے۔

فضیلۃ السورۃ او وجہ تقدیم السورۃ: مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم لکھتے ہیں کہ جس قدر کثرت سورۃ فاتحہ کی فضیلت کے بارے

میں روایات موجود ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کے اسماء:

مفسرین نے سورۃ الفاتحہ کے بتیس نام ذکر کیئے ہیں اور کچھ مفسرین نے اس سورۃ کے چھبیس نام گنوائے ہیں! کہ کسی چیز کے زیادہ نام، اس چیز کی فضیلت وعظمت اور شرف ومرتبہ پر دلالت کرتے ہیں ناموں کی کثرت سے بھی معلوم ہوا کہ سورۃ الفاتحہ بڑے مرتبے، بڑے شرف اور مقام والی سورۃ ہے۔

فاتحہ الکتاب: اس سورۃ کا سب سے مشہور نام، سورۃ فاتحہ ہے۔فاتحہ الکتاب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ فاتحہ کا معنی کھولنے والی ہے۔اس کا معنی ابتداء کرنے والی سورت بھی ہے۔چنانچہ قرآن پاک کی ابتداء اسی سورۃ سے ہوتی ہے اس لیے اس کو فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں۔تعلیم کی ابتداء، نماز کے اندر قرأت کی ابتداء بھی اسی سورۃ سے ہوتی ہے اسی لیے آپ ﷺ نے بھی اس سورۃ کو فاتحۃ الکتاب فرمایا۔

سورۃ الحمد: اس سورۃ کا تیسرا نام سورۃ الحمد ہے اور حمد تعریف کو کہا جاتا ہے اور مراد ایسی سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جاتی ہے اس لیے اس کا نام سورۃ الحمد بھی رکھا گیا ہے۔

وافیہ: اس سورت کا چھٹا نام الوافیہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا معنی ہے پورا کرنے والی چونکہ یہ سورت ہر مقصد کو پورا کرتی ہے مقصود اصلاح عقائد ہو یا اعمال یا اخلاق یہ سورت سب کو پورا کرتی ہے لہٰذا اسے وافیہ کہا جاتا ہے۔

سورۃ الکنز: ایک نام سورۃ الفاتحہ کا سورۃ الکنز بھی ذکر کیا گیا ہے کنز کا معنی ہے خزانہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ((أُعْطِيتُ مِنْ خَزَائِنِ الْعَرْشِ)) مجھے عرش کے خزانوں میں سے تین خزانے عطا کئے گئے ایک سورۃ الفاتحہ، دوسرا آیۃ الکرسی اور تیسرا خزانہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

سورۃ الشفاء: سورۃ الفاتحہ کا ایک نام سورۃ الشفاء بھی ہے یہ مبارک سورۃ انسان کے جسم کو لگنے والی بیماریوں کے لئے بھی شفاء ہے اور یہ سورۃ انسان کی روح اور سینے میں لگنے والے روگ (شرک وکفر) کے لئے بھی شفاء ہے ویسے تو سارے کا سارا قرآن شفاء ہے۔ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲) امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ میں ہر بیماری کے لئے شفاء موجود ہے۔(سنن دارمی ص: ۳۲۰ ج: ۲)

امام الانبیاء ﷺ کا ایک اور ارشاد سنیئے گا:

((اِذَا وَضَعْتَ جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَ قَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتَ. (درمنثور ۱/۵)

"جب تو سونے کے لئے بستر پر آئے اور سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص پڑھ لے تو تو موت کے علاوہ ہر دکھ اور مصیبت سے محفوظ ہو گیا!"

سورۃ الکافیہ: اس سورت کا ایک نام سورۃ الکافیہ بھی ہے یعنی بندے کے عقائد ونظریات کی اصلاح کے لئے یہی ایک سورۃ کافی ہے۔ایک نام اس سورۃ کا سورۃ النور بھی ہے، ایک نام سورۃ الاحسان ہے، ایک نام سورۃ السؤال بھی ہے، سورۃ المناجاۃ بھی ہے،

سورة الوافیہ بھی ہے، ایک نام سورۃ الشافیہ بھی ہے۔

سورۃ الصلوٰۃ : سورۃ الفاتحہ کا ایک نام سورۃ الصلوٰۃ بھی رکھا گیا ہے یعنی نماز والی سورت۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

((قسمت الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ)).

''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیا ہے''

سورۃ الدعاء : چونکہ سورۃ الفاتحہ میں ایک عظیم دعا کا تذکرہ ہوا ہے یعنی ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے سیدھے راستے پر استقامت بخش۔ اس لئے اس کا ایک نام سورۃ الدعاء بھی ہے۔ مشہور صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ.

''تمام ذکر و اذکار میں سب سے بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔

دعاء: اس سورت کا گیارہواں نام دعا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج۱ص۳۸) اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے اور اس کے لیے عبودیت اور استعانت کا اقرار کرنے کے بعد اپنی حاجت کا سوال بھی کیا جاتا ہے لہٰذا بلاشبہ یہ سورت دُعاء بھی ہے۔

تعلیم المسئلہ : سورۃ الفاتحہ کا ایک نام ہے تعلیم المسئلہ سورۃ فاتحہ کو تعلیم المسئلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سورۃ میں اللہ رب العزت نے بندوں کو اپنے سے مانگنے اور سوال کرنے کا طریقہ سکھایا ہے یعنی خدا سے سوال اور وہ آداب یہ ہیں۔ کہ جب میں کسی افسر کے پاس جاتا ہوں تو پہلے اس افسر کی تعریف کرتا ہوں۔ سر فلاں، فلاں، فلاں اس کے القاب بیان کرتا ہوں القاب بیان کرنے کے بعد اس سے پرانے تعلقات قائم کروں گا کہ ہمارے آج کے نہیں پرانے باپ دادے سے تعلقات ہیں اور تیسرے نمبر پر اپنا مدعا پیش کیا جاتا ہے اللہ نے آداب سکھائے۔ ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں تو پہلے خدا کی تعریف کریں گے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ یہاں تک ہم نے خدا کی تعریف کی اس کے بعد اپنے پرانے تعلقات ذکر کرتے ہیں ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ یا اللہ ہم پہلے آپ ہی کے غلام ہیں اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں پرانے تعلقات قائم کیے۔ اور اس کے بعد اپنا مدعیٰ پیش کیا۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ حدیث نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ جب آپ دعا مانگتے ہیں تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ کر ایک بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پڑھو اس کے بعد درود شریف نماز والا پڑھو اس کے بعد دعا کرو۔ یا اللہ میری شادی ہو مجھے دوکان ملے میرا کاروبار ہو آخر میں پھر درود شریف پڑھو اور ''آمین'' کہہ کر دعا ختم کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ درود شریف کو اللہ ضرور قبول کرتا ہے جب آپ نے شروع میں بھی درود پڑھا تو اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ اول آخر کو قبول کرے اور آپکی درمیانی دعا کو نکال کر پھینک دے درود کے طفیل اللہ آپ کی دعا کو ضرور قبول کرے گا۔

اُم القرآن : اُم الکتاب : سنن دارمی کی مذکور الصدر حدیث میں اس سورت کو نبی اکرم ﷺ نے ام الکتاب فرمایا ہے اور صحیح بخاری ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس کو بچھو نے کاٹا ہوا تھا اور کہا میں نے صرف اُم الکتاب

پڑھ کردم کیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹)

سورۃ الفاتحہ کا ایک نام اُم القرآن بھی رکھا گیا ہے اُم کا معنی بنیاد، اصل، مرکز، مغز اور نچوڑ کے ہیں چونکہ یہ سورت پورے قرآن کے مضامین کی جامع ہے پورے قرآن کی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اس کا نام اُمُّ القرآن رکھا گیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کو پورے قرآن سے وہی نسبت ہے جو نسبت بیج کو درخت کے ساتھ ہوتی ہے سارے درخت کا اور درخت کے تنے، پتے، پھل اور پھول کا جس طرح بیج کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی طرح پورے قرآن کے مضامین کا تعلق سورۃ الفاتحہ کے ساتھ ہے! میں چاہتا ہوں کہ اُمُّ القرآن کے اس مفہوم کی ذرا وضاحت کروں۔

رئیس المفسرین مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی خوبصورت توجیہ: رئیس المفسرین، قدوۃ السالکین مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا خیال اور رائے یہ ہے کہ قرآن مجید مضامین کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہر حصہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا پہلا حصہ: سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ مائدہ کے آخر تک جاتا ہے اس حصے میں زیادہ تر مضمون یہ بیان ہوگا کہ الخَالِقُ لِکُلِّ شَیْءٍ ھو اللہ۔ یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے۔

دوسرا حصہ: سورۃ الانعام سے شروع ہو کر بنی اسرائیل پر ختم ہوتا ہے اس حصے میں مسئلہ تربیت المربی لکل شیء ھو اللہ زیادہ تر مضمون یہ بیان ہوگا کہ پیدا کرنے کے بعد ہر شئ کی تربیت کرنے والا اور ہر چیز کو حد کمال تک پہنچانے والا اور پالنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تیسرا حصہ: سورۃ کہف سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ احزاب تک چلا جاتا ہے اس میں مسئلہ برکت ہے المبارك لكل شئ ھو اللہ اس حصے میں زیادہ تر یہ مضمون بیان ہوگا۔ برکتیں عطا کرنے والا صرف وہی ہے، اس نے اپنا کوئی اپنا اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔

چوتھا حصہ: سورۃ سبا سے شروع ہو کر قرآن مجید کے آخر تک ہے اس حصے میں المالك لكل شئ ھو اللہ زیادہ زور اس حقیقت کو سمجھانے پر صرف کیا گیا کہ قیامت کا دن ضرور آئے گا اور اس دن تمام تر اختیار اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کے آگے کوئی جبری اور زور والی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ ان چاروں مضامین کو جو قرآن کے اوراق اور صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو اجمالاً اور اختصار کے ساتھ سورۃ الفاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلا مضمون کہ ہر شے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اشارۃً بیان فرمایا ویسے بھی مشرکین عرب اللہ رب العزت کی صفت خالقیت کے معترف اور قائل تھے! (سورۃ زخرف: ۸۷، لقمان: ۲۵)

قرآن کے مضامین کا دوسرا حصہ ربوبیت والا کہ ہر شئ کو پالنے والا اللہ ہے اس مضمون کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مالکیت والا) میں مختصر طور پر بیان فرمایا۔ مختار اور مالک صرف اللہ ہے اسے اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ میں بیان فرمایا اس لئے کہ انتہائی رحمت اور غایت درجہ کی شفقت، مہربانی بادشاہوں کی صفات ہیں۔ چوتھے مضمون کو (نفی شفاعت غالیہ) کہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن بھی کوئی جبری سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا قیامت کے دن کا بلاشرکت وہی مالک ہے اس مضمون کو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں بیان فرمایا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی اور یہ حقیقت واضح ہوئی کہ قرآن مجید مضامین کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اللہ رب العزت نے اس سمندر کو سورۃُ الفاتحہ کے کوزے میں بند کر دیا ہے سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کا نچوڑ، خلاصہ اور بنیاد ہے اس لئے اس کو اُمُّ القُرآن کہتے ہیں۔

فائدہ: امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں ایک سو چار کتابوں کے مضامین اللہ نے چار کتابوں میں بند کیے ہیں۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید اور پھر ان چار کتابوں کے علوم کو اللہ نے قرآن میں جمع کیا پھر اس قرآن کے علوم کو اللہ نے سورت فاتحہ میں جمع کیا اور سورت فاتحہ کے علوم کو اللہ نے دو جملوں میں جمع کیا ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾

اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں خالق کے حقوق کی حفاظت ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں مخلوق کے حقوق کی حفاظت ہے۔ خالق اور مخلوق کے علاوہ اور تیسری چیز ہے ہی نہیں اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر قرآن نہ اترتا صرف یہ دو جملے اتارتے کہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" اور "اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" تو یہ قیامت تک کے لیے کافی تھے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے:

اَلْفَاتِحَةُ سِرُّ الْقُرْاٰنِ، وَسِرُّ الْفَاتِحَةِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ." (ابن کثیر ج۱ ص۲۵)

پورے قرآن کا بھید اور راز سورت الفاتحہ کا خلاصہ اور نچوڑ نہیں ہے بلکہ یہ آیت پورے قرآن مجید کا خلاصہ، مغز، لُب لباب، عرق اور نچوڑ ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

لکل شيئٍ لباب ولباب القرآن حواميم. (تفسیر روح المعانی)

"ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا خلاصہ حوامیم سبعہ ہیں۔"

وجميعه في الفاتحة اور پورے قرآن کریم کا خلاصہ سورۃ الفاتحہ میں ہے وَجميعها في البسلمة اور سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ تسمیہ میں ہے وَجَمِيْعُ البسملة في بائِهَا اور تسمیہ کا خلاصہ اس کی باء میں ہے وَجَمِيْعُ بَائِهَا فِيْ نقطتيها اور باء کا خلاصہ باء کے نقطہ میں ہے۔ وَكَاَنَّهٗ اَرادَ بالنقطةِ المعنى التّوحيدي اور نقطہ سے مراد توحید۔ (مرقاۃ المفاتیح بحوالہ حاشیہ بلغۃ الحیران ج۱ ص۷۰)

مشنِ انبیاء ورُسل علیہم السلام:

تمام انبیاء ورُسل علیہم السلام نے مسئلہ توحید کو بیان کیا، یہی مشن تھا۔ علامہ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ بات لکھتے ہیں:

فَكُلُّ كِتٰبٍ اُنْزِلَ عَلٰى كُلِّ نَبِيٍّ اُرْسِلَ نَاطِقٌ بِاَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ.

تمام کتب جو انبیاء علیہم السلام پر اُتاری گئیں وہ یہی کہنے والی ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ. معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ ہی ہیں۔

(ابن کثیر ج۳ ص۱۷۶ بحوالہ مقدمہ کتاب التوحید ج۱ ص۲۵۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کل آسمانی کتابیں ایک سو چار ہیں۔ ان میں سے ایک سو تین کتابوں کا خلاصہ قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہے اور حوامیم کا خلاصہ سورۃ فاتحہ کے اندر ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ فاتحہ تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہوئی۔

فائدہ: سورۃ الفاتحہ ایک جامع دعا ہے، بندوں کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے، اس میں بندوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اللہ کی حمد وثنا کیسے کریں؟ اور وہ صرف اسی کے لئے بندگی کا اعتراف کیسے کریں؟ اور صرف اسی سے مدد کیسے چاہیں؟ اور صراط

مستقیم کی جو خیر کی تمام انواع کے لئے جامع ہے: درخواست کیسے کریں؟ اور جن پر خدا کا غضب بھڑکا، اور جو راہ راست سے دور جا پڑے: ان سے پناہ کیسے چاہیں؟ اور بہترین دعا وہ ہے جو جامع ہو، اور فاتحہ ایسی ہی ایک دعا ہے، اس لئے اس کو نماز کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ اور یہاں مقصود فاتحہ کی اہمیت بیان کرنا ہے، اور یہ اہمیت دو طرح سے ہے: ایک سورۃ الفاتحہ کو صلاۃ (نماز) کہا گیا ہے، یعنی گویا فاتحہ ہی نماز ہے، اور نماز کی اہمیت اظہر من الشمس ہے پس اسی کے بقدر فاتحہ بھی اہم ہے۔ دوم: جب بندہ فاتحہ پڑھتا ہے تو ہر آیت پر اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں، یہ بھی سورۃ الفاتحہ کی اہمیت کی ایک وجہ ہے، اس لئے بندوں کو نماز کے علاوہ بھی دعاؤں میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

الیہود مغضوب علیہم، والنصاری ضلال:

یہود وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا غضب بھڑکا ہے، اور عیسائی گمراہ ہیں، اور ان دو قوموں کا تذکرہ بطور مثال ہے، نزول قرآن کے وقت اس کی مثالیں مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی تھیں، اس وقت یہود و نصاریٰ ہی اس کے مصداق تھے، اس لئے مثل میں ان کو پیش کیا گیا ہے، پھر جب نبی ﷺ کی امت میں اختلافات شروع ہوئے اور گمراہ فرقے وجود میں آئے تو اس کی مثالیں نبی ﷺ کی امت میں بھی مل سکتی ہیں، جو گمراہ فرقے فی شقاق بعید (انتہائی درجہ کی گمراہی میں) ہیں وہ مغضوب علیہم کا مصداق ہیں، اور جو اختلاف میں اتنی دور نہیں نکل گئے وہ ضالین کا مصداق ہیں، رہے قادیانی وغیرہ فرقے تو ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ منعم علیہ کون؟ منعم علیہ میں دو صفتیں تھی۔ (۱) علم (۲) عمل۔

اگر علم ہو اور عمل نہ ہو تو "اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ" اور اگر عمل ہو اور علم اس کے پاس نہیں ہے وہ عمل کر رہا ہے بے علمی سے تو "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" تو وہ ضال بن جاتا ہے۔ تو یہاں پر دو چیزیں ہوگی علم اور عمل تو انعمت علیہم کون لوگ تھے۔ جن کو ربط القلب نصیب ہوئی تھی اور توحید اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ علم اور عمل پر ثابت قدم تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "لو کتبتُ فی الفاتحة" جو کچھ فاتحہ میں ہے اگر میں اس کو لکھوں تو "لَبَلَغت بکر بعیرٍ" جو اس سے کاپیاں اور رجسٹر بنے گے وہ ایک اُونٹ جتنا وزن اٹھا سکتا ہے اس کے وزن کے برابر ہوں گے۔ یعنی اس کے اندر اتنا زیادے علوم ہیں اور اس دوسری روایت میں آتا ہے اگر میں جو سورۃ فاتحہ کے اندر علوم ان کو لکھوں تو ان کا اتنا وزن ہو جائے گا کہ چالیس اونٹ وہ وزن نہیں اٹھا سکیں گے۔

امتیازات الفاتحہ یا لطائف الفاتحہ: (۱) سورۃ الفاتحہ میں تعریف المعبود پانچ طریقوں سے بیان کی گی ہے۔

① الوھیت ② ربوبیت ③ رحمانیت ④ تفردہ تعالیٰ بالحکم ⑤ انہ یغضب علی الکفر

(۲) اللہ کی بھی پانچ صفات بیان کی گی ہیں اور بندہ کے پانچ صفات بیان کئے گے ہیں۔

① اللہ ② رحمٰن ③ رحیم ④ مالک ⑤ رب۔ یہ پانچ صفات اللہ کی بیان کی گی ہیں۔

اور بندہ کی بھی پانچ صفات بیان کی گی ہیں۔

① عبادت ② الاستعانت ③ طلب الہدایۃ ④ طلب الاستقامۃ

⑤ طلب النعمۃ مع الاستعاذۃ من الغضب والضلال۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

سورۃ البقرۃ کی تفسیر

سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کا اجمالی مقدمہ تھا اور تمہید تھی اور سورۃ بقرہ قرآن مجید کا تفصیلی مقدمہ ہے۔ قرآن مجید کی طویل سورتوں میں سے ہے۔ ہر لحاظ سے طویل سورۃ ہے آیات کے اعتبار سے بھی اور آیات کے لمبی ہونے کے اعتبار سے بھی یہ قرآن مجید کی سب طویل سورۃ ہے۔

اس سورۃ کا نام سورۃ البقرہ ہے ہر سورۃ میں چار چیزیں بیان ہوں گی: ① سورۃ کا ربط ② سورۃ کے امتیازات (یعنی کون سی ایسی چیزیں ہیں جو اس سورۃ میں ہیں کسی دوسری سورۃ میں موجود نہیں) ③ دعویٰ سورۃ ④ تقسیم سورۃ (سورۃ کی تقسیم کیا ہے سورۃ کا خلاصہ کیا ہے؟)۔

سورۃ البقرہ کا سورۃ الفاتحہ کے ساتھ ربط: سورۃ البقرہ کا سورۃ الفاتحہ کے ساتھ ربط دو قسم پر ہے:

(۱) ربط اسمی: ہم نے فاتحہ میں اللہ رب العزت سے وعدہ کیا اور یہ ہم نے کہا کہ ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ اور سورۃ البقرہ میں یہ کہا جائے گا کہ "لَا نَعْبُدُ الْبَقَرَةَ" گائے کی عبادت نہیں کریں گے كَمَا عَبَدَتِ الْيَهُوْدُ جیسے یہودیوں نے گائے کی عبادت کی۔ اگلی سورۃ کا نام آل عمران: لَا نَعْبُدُ اٰلَ عِمْرٰنَ آل عمران کی عبادت نہیں کریں گے كَمَا عَبَدَتِ النَّصَارٰی جیسے نصاریٰ نے عبادت کی۔

(۲) معنوی ربط: پہلی وجہ: سورۃ الفاتحہ میں اللہ رب العزت کے پانچ نام ہیں تو سورۃ بقرہ میں اس کی وضاحت ہے:

① الٰہ کون ہوتا ہے۔ ② رب کون ہوتا ہے۔ ③ مالک کون ہے۔ ④ رحمٰن کون ہے۔ ⑤ رحیم کون ہے۔

دوسری وجہ: سابقہ سورت میں تھا کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ "اے اللہ جی ہمیں سیدھا رستہ دکھا دو۔" اس سورۃ میں آیا ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ﴾ قرآن کے مطابق زندگی گزارو یہی صراط مستقیم ہے۔

تیسری وجہ: تیسری وجہ یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں صفات خمسہ خداوند اللہ رب العزت کے پانچ صفات بیان کی گی ہیں اور سورۃ البقرہ کے شروع میں مومنین کی پانچ صفات بیان کی گی ہیں۔

اللہ پر عقیدہ رکھے تو "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" رب العالمین پر عقیدہ رکھے تو "وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ" اور رحمٰن پر عقیدہ رکھے تو "وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ" اور رحیم پر عقیدہ رکھے تو "یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ" اور مالک پر عقیدہ رکھے تو "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ" اثبات مقاصد الاربعہ توحید، رسالت، جہاد اور انفاق۔

تو مختصر اور اجمالی خلاصہ یہ ہوا کہ "لا الٰہ الا اللہ" کو "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہ" کی تعلیم سے مانو اور اس کلمے کی خاطر منظم ہو کر دشمن سے لڑو اور لڑنے کے لئے انفاق ضروری ہے۔ اور اگر آپ لڑیں گے تو فتح و کامیابی تمہاری ہوگی۔

تفصیلی خلاصہ اور تقسیم سورۃ:

سورۃ البقرہ ان چار مقاصد کے بیان کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہے۔

(۱) **پہلا حصہ:** آیت نمبر سو (۱۰۰) تک ایک آیت کے معنی نہیں جانتے تو یہ کل آیت ۹۹ ہوگی کیونکہ وہ آیت بقدر اسماالحسنیٰ ہے تو ان سب آیتوں میں توحید باری تعالیٰ کا بیان ہے۔

(۲) **دوسرا حصہ:** ایک سوایک (۱۰۱) لے کر آیت نمبر ایک سو چھتر (۱۷۶) مسئلہ رسالت کو بیان کیا گیا ہے اس میں ترسٹھ آیات ہیں بقدر عمر رسول اللہ ﷺ کے۔

(۳) **تیسرا حصہ:** آیت نمبر ایک سو ستتر (۱۷۷) سے لے کر دوسو ترپن (۲۵۳) تک اس میں ہے مسئلہ جہاد فی سبیل اللہ۔

(۴) **چوتھا حصہ:** یہاں سے لے کر آخر تک اس میں ہے مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ۔

خلاصہ سورت: سورۃ بقرہ چار ابواب پر مشتمل ہے:

باب اوّل: میں تین فرقوں کا بیان ہے اور مسئلہ توحید پر دلائل ذکر ہوئے ہیں۔

باب دوم: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ ... الآية﴾ (البقرہ:۹۷) سے شروع ہوتا ہے اس میں رسالت کا مضمون اور اس پر وارد شبہات کے جوابات۔

باب سوم: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ﴾ سے شروع ہوتا ہے اس میں جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون ذکر ہوا ہے۔

باب چہارم: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ .... الخ﴾ (البقرہ:۲۶۱) سے شروع ہوتا ہے اور اس میں انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور سورت کے آخری رکوع میں سورت کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ہزار اوامر اور ہزار نواہی اور ہزار اخبار ذکر ہوئے ہیں۔ (احکام القرآن)

بعض علما نے لکھا ہے: کہ اس سورت میں دوسوستاسی آیات، چھ ہزار اسی کلمات اور پچیس ہزار پانچ سو حروف ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۷۰، ۲۷۱)

مختصر خلاصہ: (جواہر) سورۃ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اوّل ابتداء سے ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۷۷) تک رکوع ۲۳ تک ہے اور دوسرا حصہ وہاں سے سورت کے آخر تک حصہ اول میں مضمون بیان کئے گئے ہیں توحید اور رسالت، ابتدائے سورت سے ﴿وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴾ (البقرہ:۴۸) (رکوع ۱۵) تک توحید ﴿وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ﴾ (البقرہ:۱۲۴) سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے گویا کہ پہلا حصہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تشریح ہے دوسرے حصے میں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے طریقے اور اندرونی نظام کو درست کرنے کے لیے امور انتظامیہ بیان فرما کر مشرکین کے مقابلہ میں انہیں جہاد کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی خاطر مشرکین سے جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے۔

سورت کی روح: دینی اور دنیاوی لحاظ سے منظم ہوکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

﴿الٓمّٓ ....﴾

خلاصہ مضامین: مضامین کے اعتبار سے خلاصہ سورۃ بقرہ میں چھ مضامین مذکور ہیں:

① توحید ② رسالت ③ جہاد فی سبیل اللہ ④ انفاق فی سبیل اللہ ⑤ اُمور انتظامیہ ⑥ اُمورِ مصلحہ۔

مختصر خلاصہ: سورۃ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اوّل ابتداء سورت سے لے کر ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُتَّقُوْنَ﴾ تک ہے رکوع نمبر ۲۲ میں۔ اس میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں ابتدائے سورۃ سے ﴿وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴾ تک توحید اور ﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ﴾ سے حصہ اول کے آخرت تک رسالت کا بیان ہے۔ گویا پہلے حصے میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تشریح ہے۔

امتیازات سورۃ: (۱) ذکر فرقہ الثلاثہ (۲) ذکر خلافت آدم (۳) ذکر احسانات الاربعۃ العامہ (۴) ذکر الواقعات الخمسۃ بعث لبعد الموت (کہ دنیا میں اللہ رب العزت نے موت کے بعد زندہ کیا ہے اس کے پانچ نمونے)۔ (۵) ذکر النعم علی بنی اسرائیل (۶) ذکر بناء ابراہیم البیت (۷) ذکر تحویل القبلہ (۸) ذکر الجہاد بالمراحل (تہذیب الاخلاق، تدبیر مملکت، تدبیر منزل، انتخاب الامیر)۔ (۹) آیت الکرسی (اعظم آیۃ فی القرآن) (۱۰) آیت المداینہ اطول آیۃ فی القرآن (یعنی قرآن مجید کی سب لمبی آیات) (۱۱) الدعا فی الخاتمہ (۱۲) امثلۃ الانفاق فی سبیل اللہ وغیر فی سبیل اللہ۔

باب ۳: ① انسانوں میں رنگت اور اخلاق کا اختلاف مٹی کا اثر ہے

(۲۸۷۹) اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَآءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ فَجَاءَ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ.

تَرْجَمَہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (مٹی کی) مٹھی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے پوری روئے زمین سے اکٹھا کیا تھا یہی وجہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کا رنگ سرخ ہے کسی کا سفید ہے کسی کا سیاہ ہے کسی کا ان کے درمیان کا کوئی رنگ ہے کوئی نرم مزاج ہے کوئی سخت ہے کوئی خبیث طبیعت کا مالک ہے کوئی پاکیزہ طبیعت کا مالک ہے۔

تَشْرِیْح: انسان میں زمین کی صفات کا ذکر:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے خمیر میں پوری زمین کے اجزاء کو شامل کیا ہے اور زمین کی جتنی خصوصیات ہیں وہ سب انسان کے اندر پائی جاتی ہیں جس طرح زمین کے کچھ حصے سرخ سفید کالے اور بعض اجزاء میں ان رنگوں میں سے کچھ کچھ اثر پایا جاتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف رنگ کے ہیں بعض سرخ بعض سفید بعض کالے اور بعض گندمی پھر حدیث میں زمین کی چار قسم کی باطنی خصوصیات بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ بعض زمینیں نرم ہوتی ہیں ایسے ہی بعض انسان نرم مزاج ہوتے ہیں دوسری یہ کہ زمین کے کچھ حصے سخت ہیں اسی طرح بعض اولادِ آدم بھی سخت مزاج ہیں تیسری یہ کہ بعض زمین خبیث ہے یعنی کھاری اور بنجر ہوتی ہے کہ جس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح انسانوں میں سے غیر مسلم اور کافر سراسر ضرر ہی ضرر ہیں ان سے کوئی فائدہ نہیں چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ بعض زمین طیب ہے یعنی نفع بخش کارآمد اور زرخیز ہوتی ہے اس طرح مؤمن انسان سراسر مفید اور نفع رساں ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، اور مٹی بھی کسی ایک جگہ سے نہیں لی، بلکہ پوری زمین سے لی ہے، اس لئے زمین کے موافق انسانوں کے رنگ اور اخلاق پیدا ہوئے۔ اور رنگوں میں تین بنیادی رنگ ہیں: سرخ، سفید اور سیاہ باقی رنگ ان کے مرکبات ہیں، اور وہ بہت ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں آدم اول سے کس طرح صادر ہوئیں؟ یہ بات معلوم نہیں، البتہ آدم ثانی یعنی حضرت

نوح علیہ السلام کے بعد یہ رنگ ان کے تین لڑکوں میں نمودار ہوئے، اور اس طرح سرخ وسفید اور سیاہ قومیں وجود میں آئیں، پھر مختلف رنگوں کا آمیزہ وجود میں آیا۔

۲۔ بنی اسرائیل کی بیہودہ گوئی

(۲۸۸۰) فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا) قَالَ دَخَلُوْا مُتَزَحِّفِیْنَ عَلٰی اَوْرَاکِهِمْ اَیْ مُنْحَرِفِیْنَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا ہے تم لوگ سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہونا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں وہ لوگ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے تھے یعنی انہوں نے اس حکم سے انحراف کیا تھا۔

(۲۸۸۱) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ (فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ) قَالَ قَالُوْا حَبَّةٌ فِیْ شَعِیْرَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی منقول ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے) تو جن لوگوں نے ظلم کیا انہوں نے اس لفظ کو تبدیل کر دیا اور اس سے مختلف کیا جو ان سے کہا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں نے حبة فی شعرة کہا۔

تشریح: سورۃ البقرۃ (آیات ۵۸،۵۹) میں بنی اسرائیل کا ایک واقعہ آیا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ میدان تیہ سے نکل کر ایک بستی میں داخل ہوں، اور وہ وہاں جس جگہ سے جو رغبت ہو بے تکلف کھائیں، مگر دروازہ میں جھکتے ہوئے داخل ہوں، اور منہ سے کہیں: توبہ! توبہ! ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ (بقرہ:۵۸) اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کر دیں گے، اور ان کے نیکو کاروں کو اور بھی نعمتیں دیں گے ﴿فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ﴾ (البقرہ:۵۹) پس ان ظالموں نے بدل ڈالا ایک اور کلمہ: جو اس کلمہ کے خلاف تھا جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا، اس تبدیلی کی تفصیل درج ذیل روایت میں ہے:

ان لوگوں نے ﴿سُجَّدًا﴾ پر تو اس طرح عمل کیا کہ سرینوں کے بل سرکتے ہوئے داخل ہوئے، اور ﴿حِطَّةٌ﴾ کے بجائے "گون میں غلہ" کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ چنانچہ ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ نے ایک آفت سماوی بھیجی، جس تھوڑی دیر میں ستر ہزار لوگ ہلاک ہو گئے۔

فائدہ: ﴿حِطَّةٌ﴾ کے مفسرین نے مختلف معانی لکھے ہیں: ایک معنی یہ بھی لکھا ہے کہ داخل ہوتے وقت کلمہ استغفار پڑھو۔

دوسرا قول یہ ہے کہ قُوْلُوْا کَلِمَةً تَحُطُّ بِهَا الذُّنُوْبَ کلمہ کہو جس سے گناہ گر جائیں۔

تیسرا قول کہ داخل ہوتے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھو۔

چوتھا قول کہ داخل ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو۔

فائدہ: امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں کلمات اور اقوال دو طرح کے ہیں:

① بعض کلمات میں معنی کی طرح الفاظ بھی مقصود اور اداء عبادت کے لیے ضروری ہوتے ہیں ایسے کلمات واقوال میں لفظی تبدیلی بھی جائز نہیں جیسے کلمات اذان، ثناء، التحیات، دعائے قنوت اور تسبیحات رکوع وسجود وغیرہ، اس طرح کے کلمات میں دوسرے الفاظ کا استعمال درست نہیں۔

② بعض اقوال اور کلمات میں اصل مقصود معنی ہوتا ہے الفاظ مقصود نہیں ہوتے ان میں لفظی تبدیلی اگر اس طرح کی جائے کہ معنی پر کوئی اثر نہ پڑے تو جمہور محدثین اور فقہاء کے نزدیک یہ تبدیلی جائز ہے اس لیے حدیث میں بالمعنی جائز ہے لیکن اگر عربی زبان پر صحیح دسترس نہ ہو یا یہ کہ علوم حدیث میں اسے مہارت نہ ہو تو ایسے بندے کے لیے روایت بالمعنی کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔قبلہ معلوم نہ ہو تو جہت تحری قبلہ ہے

(۲۸۸۲) كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلَى حِيَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَتْ (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ).

ترجمہ: عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے انتہائی تاریک رات تھی ہمیں یہ اندازہ نہیں ہوا کہ قبلہ کس سمت میں ہے؟ تو ہم میں سے ہر شخص نے اس طرف منہ کر کے نماز ادا کر لی جس طرف اس کا رخ ہوا صبح کے وقت ہم نے اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تم جس طرف بھی منہ پھیر لو اللہ تعالیٰ کی ذات اسی طرف ہوگی۔

تشریح: اگر کسی کو قبلہ معلوم نہ ہو تو جہت تحری قبلہ ہے، جس جانب ظن غالب ہو اس طرف نماز پڑھے، اور یہ نماز درست ہوگی، بعد میں اگر خطا ظاہر ہو تو بھی نماز درست ہے، اعادہ ضروری نہیں، اس سلسلہ میں درج زیل روایات ہیں۔

تشریح: نماز میں جو کعبہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے: وہ ملت کی شیرازہ بندی کے لئے ہے، کعبہ شریف معبود نہیں ہے، معبود اللہ کی ذات ہے، پس سمت قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں جہت تحری کی طرف جو نماز پڑھی جائے وہ صحیح ہے۔

(۲۸۸۳) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هٰذِهِ الْآيَةَ (وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی سواری پر ہی نفل ادا کر لیا کرتے تھے خواہ اس سواری کا رخ کسی بھی سمت ہو اس وقت جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔

تشریح: نفل نماز میں جب مجبوری ہو استقبال قبلہ ضروری نہیں، یہ انفرادی عبادت ہے۔

(۲۸۸۴) وَيُرْوَى عَنْ مُجَاهِدٍ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) قَالَ فَثَمَّ قِبْلَةُ اللّٰهِ.

ترجمہ: اس آیت کے بارے میں مجاہد سے یہ بات روایت کی گئی ہے (ارشاد باری تعالیٰ) تو تم جس طرف بھی رخ کر لو اسی طرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قبلہ اسی سمت میں ہوگا۔

تشریح: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو نسخ کی بات کہی ہے: اس کا کوئی قائل نہیں، علماء کے نزدیک دونوں آیتوں کے مصداق الگ الگ ہیں ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ﴾ کا مصداق مجبوری کی حالت ہے، اور ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ﴾ کا مصداق وہ حالت ہے جب قبلہ معلوم ہو، اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں کوئی مجبوری نہ ہو۔

۴۔ مقام ابراہیم پر دوگانہ طواف پڑھنا

(۲۸۸۴) اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ فَنَزَلَتْ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر ہم مقام ابراہیم کے پاس نفل ادا کریں (تو یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔

(۲۸۸۵) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کی ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔

سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵ میں ہے: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو، اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے:

تشریح: یہ موافقات عمر رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہے، اور یہ مضمون پہلے (کتاب الحج ۳۳ میں) گزر چکا ہے۔

۵۔ بیت المقدس کو عارضی قبلہ بنانے کی حکمت

(۲۸۸۶) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِىْ قَوْلِهٖ (وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا كُمْ اُمَّةً وَّسَطًا) قَالَ عَدْلًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسط امت بنایا ہے آپ ﷺ نے فرماتے ہیں اس سے مراد عادل ہے۔

(۲۸۸۷) يُدْعٰى نُوْحٌ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهٗ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ وَمَا اَتَانَا مِنْ اَحَدٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ قَالَ فَيُؤْتٰى بِكُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا كُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا) شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے (قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا کیا تم نے تبلیغ کردی تھی؟ تو وہ جواب دیں گے جی ہاں پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے یہ پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم تک تبلیغ کردی تھی؟ تو وہ جواب دیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا شخص نہیں آیا تھا تو پھر (حضرت نوح علیہ السلام) سے پوچھا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ تو پھر وہ جواب دیں گے حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر تم لوگوں کا لایا جائے گا تم لوگ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کردی تھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد

یہی ہے۔اور اس طرح ہم نے تم کو وسط امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائے۔

تشریح: سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ: حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کے بعد اب رسالت پر جو چند شبہات ہوتے تھے اُن کو دفع کیا جارہا ہے۔ پہلے شبہ کا جواب: کہ آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس تھا اس کو کیوں چھوڑا؟

(سورۃ البقرۃ آیات ۱۴۲۔۱۵۲) میں تحویل قبلہ کا اور اس کی حکمتوں کا مفصل تذکرہ ہے، اور اس پر اٹھنے والے ایک سوال کا جواب بھی ہے۔

پہلے تحویل قبلہ پر اعتراض کا حاکمانہ جواب دیا ہے، پھر دوسری آیت میں اس کا حکیمانہ جواب دیا ہے اور دونوں قبلوں کی طرف اس امت سے نماز اس لئے پڑھوائی گئی ہے کہ اس امت کے مزاج میں اعتدال پیدا ہو، چنانچہ اس امت کو دونوں قبلوں سے یکساں محبت ہے، اور دونوں قبلوں سے جن انبیاء کرام علیہم السلام کا تعلق رہا ہے ان سے بھی یکساں محبت ہے، کسی قبلہ سے اور اس قبلہ سے تعلق رکھنے والے انبیاء علیہم السلام سے اس امت کو کوئی بیر نہیں کہ خود معبود ہی ایک سمت معین کردے۔

سمت قبلہ کی تعین کی حکمت:

انفرادی عبادتیں جیسے تلاوت قرآن، ذکر اللہ، روزہ، زکوٰۃ ان میں چونکہ اخفا اور خلوت پسندیدہ ہے وہ کسی رُخ پر بھی ہوں ادا ہو جائے گی کسی خاص سمت کی پابندی غیر ضروری ہے البتہ نماز اور حج ہی دو اجتماعی عبادتیں ایسی ہیں جن میں اعلان و اظہار ہوتا ہے اجتماع کا اہتمام ہوتا ہے ان میں اجتماعی زندگی کے آداب بھی سکھلانے ہوتے ہیں اور اجتماعیت کے لیے سب سے بڑی ضرورت وحدت اور یکجہتی کی ہے یہ وحدت جس قدر مضبوط ہوگی اتنا ہی اجتماعی نظام مضبوط و مستحکم ہوگا یہاں انفرادیت وانتشار ساری شیرازہ بندی کو بکھیر کر رکھدے گا اور جب تمام دنیا کے مسلمان ایک جہت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے تو ان کی عبادت میں وحدت نظم اور جہت پائی جائے گی اور اسلام نے تمام عبادات میں مسلمانوں کو وحدت ونظم کے تابع کیا ہے اور دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ نماز میں اصل یہ ہے کہ خضوع، خشوع اور حضورِ قلب ہو اگر انسان مختلف جہات کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھے تو اس سے حضورِ قلب حاصل نہیں ہوگا اس لیے ایک قبلہ بنایا گیا تا کہ سب اس کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھیں۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ : ربط: پہلے قبلہ کی افضلیت کا بیان اب اس امت کی افضلیت کا بیان یعنی جس طرح تم کو قبلہ افضل دیا گیا ہے اسی طرح تمہیں افضل امت بنایا گیا ہے امت وسط کا لفظ ایسی جامعیت اور خصوصیت کا حامل ہے کہ دوسرا لفظ اس کے پورے مفہوم کو ادا نہیں کرسکتا۔عدل وانصاف اور میانہ روی پر قائم ایسی جماعت جو ساری اقوام میں امتیازی مقام رکھتی ہو۔امت اعتدالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کی طرح یہ افراط وتفریط کا شکار نہیں ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ ان کو احکام بھی ایسے معتدل دیئے گئے جو افراط وتفریط سے خالی ہیں نہ زیادہ سخت ہیں اور نہ زیادہ نرم۔رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی بدولت انہیں ایسی راہ ملی کہ وہ ترقی کرتے کرتے اس مرتبہ پر پہنچے کہ اعتدالی امت قرار دیئے گئے۔اسی طرح تحویل قبلہ کے معاملہ میں بھی وہ اعتدال پسند رہے۔

اس امت کی امتیازی فضیلت اور خصوصیت؟

مذکورہ آیت اور حدیث میں اس امت کی ایک امتیازی فضیلت اور خصوصیت کا ذکر ہے کہ وہ ایک معتدل امت بنائی گئی جس کے نتیجے میں ان کو میدان حشر میں یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ سارے انبیا کرام علیہم السلام کی امتیں جب اپنے انبیاء علیہم السلام کی راہنمائی اور تبلیغ

کے عمل سے انکار کردیں گے اور ان کو جھٹلا کر یہ کہیں گی کہ ہمارے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کسی نبی نے ہماری کوئی راہنمائی کی اس کڑے وقت میں امت محمد یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے گواہی میں پیش ہوگی اور یہ گواہی دے گی کہ انبیاء علیہم السلام نے ہر زمانے میں اللہ کی طرف سے لائی ہوئی ہدایت ان کو پہنچائی اور اپنی طاقت کے بقدر ان کو سیدھے راستے پر لانے کی کوشش بھی کی اور انبیاء علیہم السلام اس بات کے مدعی ہوں گے کہ انھوں نے دین پہنچایا ہے، اور گواہ ایسے ہونے چاہئیں کہ جن کے حق میں گواہی دیں، ان سے نہ غایت درجہ قرب ہو نہ بعد، اسی لئے بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں معتبر نہیں، اور دشمنی رکھنے والے کو گواہی بھی معتبر نہیں، اور یہ امت ایسی ہی معتدل امت ہے اس کو گزشتہ انبیاء علیہم السلام سے نہ غایت درجہ قرب ہے، کیونکہ یہ امت ان انبیاء کی امت نہیں ہے، نہ اس امت کو ان انبیاء علیہم السلام سے کوئی دشمنی ہے، کیونکہ یہ امت ان انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان رکھتی ہے، اس طرح یہ امت قابل گواہی بن گئی ہے۔ پھر جب انبیاء علیہم السلام کی امتیں گواہوں پر جرح کریں گی کہ یہ لوگ ہمارے زمانہ کے نہیں ہیں، پھر وہ کیسے گواہی دے رہے ہیں؟ تو یہ امت جواب دے گی کہ ہمیں یہ باتیں ہمارے پیغمبر نے بتائی ہیں، اور وہ سچے تھے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دین گے کہ میری امت نے سچی گواہی دی ہے، یہ باتیں ان کو میں نے بتائی ہیں، اور میں نے یہ باتیں ان کو اللہ کی کتاب کی بنیاد پر بتائی ہیں ﴿ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ (النساء: ۱۲۲) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے؟ اس طرح میدان قیامت میں معاملہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں فیصل ہوگا۔

فائدہ۵: تین مضمون ملتے جلتے ہیں، اس لئے ان کو الگ الگ سمجھ لینا چاہئے، اور ان سے متعلقہ آیتوں کو بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ عام طور پر ان میں اشتباہ واقع ہوا ہے۔

پہلا مضمون: قیامت کے دن تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے خلاف گواہیاں دیں گے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت دعوت کے خلاف گواہی دین گے، یہ مضمون صرف دو جگہ آیا ہے، سورۃ النساء آیت ۴۰ میں اور سورۃ النحل آیت ۸۹ میں، سورۃ النساء میں مقصود منظر کشی ہے اور سورۃ النحل میں مقصود مضمون کو مدلل کرنا ہے۔

دوسرا مضمون: قیامت کے دن امت محمد یہ پچھلی تمام امتوں کے خلاف انبیاء کرام علیہم السلام کی حمایت میں گواہی دے گی، اور جب ان امتوں کی طرف سے اعتراض ہوگا کہ یہ امت سب سے آخری امت ہے، انھوں نے ہمارا زمانہ نہیں پایا پھر یہ گواہی کیسے دے رہے ہیں؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر گواہی دین گے کہ بلاشبہ میری امت جو کچھ کہہ رہی ہے سچ کہہ رہی ہے، ان کو مجھ سے اور قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔ یہ مضمون صرف یہاں (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۳ میں) آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اپنی کتاب الزہد میں حدیث لائے ہیں جس سے مذکورہ گواہی کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں کہ قیامت کے روز جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گی اور مقدمہ چلے گا تو سب سے پہلے اللہ رب العزت اسرافیل علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا تم نے میری امانت ادا کردی اسرافیلؑ عرض کریں گے کہ ہاں باری تعالیٰ میں نے وہ امانت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہنچادی پھر حضرت جبرائیلؑ کو طلب کر کے پوچھا جائے گا کہ کیا اسرافیل علیہ السلام نے میری امانت تم تک پہنچادی؟ وہ اقرار کریں گے ہاں چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو چھوڑ دیا جائے گا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مزید سوال ہوگا تم نے میری امانت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے اے باری تعالیٰ میں تیری امانت تیرے رسولوں تک پہنچادی۔ اب رسولوں کو طلب کر کے پوچھا جائے گا کیا جبرائیل علیہ السلام نے میری امانت تم تک

پہنچادی؟ تو رسول عرض کریں گے کہ ہم نے تمہارا پیغام اپنی اپنی امتوں تک پہنچادیا۔ پھر امتوں کو طلب کیا جائے گا پوچھا جائے گا کہ میرے نبیوں نے میری امانت تم تک پہنچائی فَمِنْهُمُ الْمُصَدِّقِ فَمِنْهُمُ الْمُكَذِّبُ بعض امتیں تصدیق کریں گی اور بعض جھٹلائیں گے انکار کرنے والی امتوں کے نبیوں سے کہا جائے گا۔

کہ وہ اس بات پر گواہ پیش کریں کہ واقعی انہوں نے امانت اپنی امتوں تک پہنچادی تو انبیاء کرام علیہم السلام اپنی گواہی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا نام پیش کریں گے امت محمدیہ کو طلب کرکے پوچھا جائے گا کہ وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امانت اپنی اپنی امتوں تک پہنچادی وہ امتیں اس گواہی کا انکار کریں گی کہ مولا یہ لوگ ہمارے زمانے میں نہیں تھے ہم ان کو بالکل نہیں پہچانتے لہٰذا یہ ہمارے خلاف کیسے گواہی دے سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ پھر دریافت فرمائے گا کہ اے امت محمدیہ کے لوگو! تم ان کی گواہی کیسے دیتے ہو؟ جبکہ تم ان کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو لوگ عرض کریں گے تو نے ہماری طرف آخری رسول بھیجا اور کتاب نازل فرمائی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تیری کتاب نے بتایا ﴿اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ﴾ (الجن:۲۸) کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اللہ کا پیغام اپنی اپنی اُمتوں کو پہنچادیا لہٰذا ہم اس یقین کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ واقعی تیرے پیغمبر نے تیرا پیغام پہنچادیا اس کے بعد اپنی امت کے تذکیہ کے لیے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کرے گا آپ اپنی امت کا تذکیہ کریں گے کہ یہ لوگ صحیح گواہی دے رہے ہیں اسی کے متعلق فرمایا: ﴿جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ﴾ (النساء:۴۱) یعنی ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور پھر ان سب پر آپ کو بطورِ گواہ پیش کیا جائے گا۔

تیسرا مضمون: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ کے لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے اپنے زمانے کے لوگوں کے خلاف گواہی دے گی، یہ مضمون صرف سورۃ الحج آیت ۷۸ میں آیا ہے۔

فائدہ: ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ میں سے ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لائے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا پس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعضوں نے کہا واللہ یا رسول اللہ البتہ اچھا مرد تھا اور عفیف مسلمان تھا انہوں نے اس کی ثنا کی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اتنی قدر بات کہہ جتنی تو جانتا ہے تو کہنے والے نے عرض کیا کہ چھپی باتوں تو خدا ہی جانتا ہے۔ اور ہم نے تو وہی کہا جو اس کے حال سے ظاہر ہوا اور یہی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی۔ پھر بنی حارثہ میں سے ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے اور میں آپ کے پہلو میں تھا پس بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص بُرا آدمی تھا۔ البتہ یہ شخص سخت فحش بکنے والا آدمی تھا اور اُس پر اسلام کے برخلاف باتیں بیان کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض سے کہا کہ تو بات اتنی کہہ جتنی تو جانے پس کہنے والے عرض کیا کہ چھپی باتوں کو تو خدا ہی جانتا ہے تو وہی کہا جو ہم کو اس کے حال سے ظاہر ہو وہ یہی ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی۔ پھر مصعب بن ثابت راوی نے کہ اس بیان پر محمد بن کعب القرظی راوی نے کہا کہ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ ... عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

۶۔ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ کون سا تھا؟

(۲۸۸۸) لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ

اللهِ ﷺ يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (قَدْنَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذٰلِكَ فَصَلّٰى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَاَنَّهٗ قَدْ وُجِّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی آپ ﷺ کو یہ بات پسندیدہ تھی کہ آپ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہم نے آسمان کی طرف تمہارا چہرہ اٹھنا دیکھ لیا ہے ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم راضی ہو گے تم اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو تو آپ ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا کیونکہ آپ ﷺ اس کو پسند کرتے تھے (حضرت براء بیان کرتے ہیں ایک شخص نے آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی اس کا گزر انصاریوں کے پاس سے ہوا جو عصر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے اور وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے تھے تو اس شخص نے یہ کہا وہ گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی ہے آپ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے رکوع کی حالت میں ہی اپنا رخ (خانہ کعبہ کی طرف) پھیر لیا

تشریح: آپ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ کا قبلہ کیا تھا؟ اس میں دو قول ہیں مکہ میں بھی بیت المقدس قبلہ تھا اور مدینہ منورہ میں بھی سولہ سترہ ماہ بیت المقدس ہی قبلہ رہا۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۴۰)

دوسرا قول: کہ مکہ میں قبلہ بیت اللہ تھا تو پہلے قول میں نسخ صرف ایک مرتبہ ہوگا اور دوسرے قول میں نسخ دو مرتبہ ہوگا کہ پہلے بیت اللہ کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگا پھر بیت المقدس کا۔

تحویل قبلہ کا حکم مسجد بنوسلمہ میں ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے نازل ہوا تھا، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائی تھیں کہ نماز کے اندر ہی وحی آئی، پس آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم شمال کی جانب سے جنوب کی جانب پلٹ گئے، اور بقیہ دو رکعتیں کعبہ شریف کی طرف پڑھیں، اسی لئے مسجد بنوسلمہ کو مسجد القبلتین کہتے ہیں، (حدیث ۳۴۹، ۳۵۰ کتاب الصلوٰۃ میں) گزر چکی ہیں۔

۷۔ تحویل قبلہ پر ایک سوال کا جواب

(۲۸۸۹) لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَيْفَ بِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى (وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ) الْاٰيَةَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا تو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہوگا جو اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (یعنی اعمال) کو ضائع نہیں کرے گا۔

(۲۸۹۰) كَانُوْا رُكُوْعًا فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ لوگ فجر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔

سوال: تحویل قبلہ سے متعلق اہل کتاب کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ جولوگ بیت اللہ شریف کے قبلہ مقرر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے انہیں تو اس طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا وہ تو بیت المقدس کی طرف منہ کرتے رہے لہٰذا اس نئے حکم کی روشنی میں ایسے لوگوں کی نمازوں کی کیا حیثیت ہوئی وہ مقبول ہوں گی یا نہیں؟ اس اعتراض کے جواب میں فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۴۳) اللہ ایسے لوگوں کے ایمان ضائع کرنے والے نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر ایمان سے مراد نماز ہے یعنی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نمازیں ضائع نہیں کرے گا جولوگ تحویل قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (البقرہ) اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں سابقہ لوگوں نے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کے حکم کے مطابق صحیح طریقے سے ادا کی ہیں لہٰذا ان کی نمازیں مقبول ہیں۔

۸۔ سعی واجب ہے اور لا جناح کی تعبیر اس کے منافی نہیں

(۲۸۹۱) قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَا اَرٰى عَلٰى اَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا اُبَالِيْ اَنْ لَّا اَطُوْفَ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِيْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنَّمَا اُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهٖ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ.

ترجمہ: عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا میں یہ سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کا چکر نہیں لگاتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر میں ان دونوں کا طواف نہیں کرتا تو میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے تم نے بہت غلط بات کہی ہے آپ ﷺ نے اس کا چکر لگایا ہے مسلمانوں نے بھی اس کا چکر لگایا ہے زمانہ جاہلیت میں جو شخص مشلل میں موجود منات طاغیہ (نامی بت) کے لیے احرام باندھا کرتا تھا اور وہ صفا اور مروہ کے چکر نہیں لگایا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا بھی چکر لگائے اگر ایسی ویسی صورت حال ہوتی جیسی تم نے کہی ہے تو پھر یہ آیت یوں ہونی چاہیے تھی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا وہ اگر

ان دونوں کا طواف نہ کرے۔

(۲۸۹۲) سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَ هُمَا تَطَوُّعٌ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ.

ترجمہ: عاصم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صفا مروہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا یہ دونوں زمانہ جاہلیت کی نشانیاں ہیں جب اسلام آیا تو ہم نے ان کا طواف چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی بے شک صفا مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں کا طواف کرنا نفل ہے اور جو شخص نفل والی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور وہ اس سے واقف ہے۔

صفا، مروہ کی سعی کا کیا حکم ہے؟

اس مسئلہ میں تین رائیں ہیں: **پہلی رائے:** امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب، امام مالک رحمہ اللہ کی مشہور روایت اور امام احمد رحمہ اللہ کی صحیح ترین روایت یہ ہے کہ سعی حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوگا۔

دوسری رائے: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ سعی واجب ہے، اگر وہ رہ جائے تو دم سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔

تیسری رائے: بعض سلف جیسے حضرت ابن عباس، حضرت انس رضی اللہ عنہم، ابن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور مجاہد رحمہم اللہ کی رائے یہ تھی کہ سعی سنت اور مستحب ہے، حج کے لئے طواف زیارت ضروری ہے، سعی ضروری نہیں، جس نے طواف کر لیا اس کا حج ہو گیا، یہی امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے۔

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نہایت دقیق فرق بیان کیا ہے، آیت میں تعبیر ہے: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (البقرہ:۱۵۸) یعنی صفا و مروہ کی سعی کرنے میں ذرا بھی گناہ نہیں، یہ اباحت کی تعبیر نہیں ہے، اباحت کی تعبیر لا بڑھا کر ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ہے، یعنی اگر کوئی صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اس تعبیر کی وجہ: ایک فریق تو وہ ہے جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تذکرہ کیا ہے جو منات کے لئے احرام باندھتے تھے، وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے۔ اور دوسرا فریق وہ تھا جو کہتا تھا کہ قرآن میں صرف کعبہ کے طواف کا حکم ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کا حکم نہیں، سعی زمانہ جاہلیت کی ریت ہے، اور وہ مورتیوں کی وجہ سے کی جاتی تھی، اس لئے سعی کوئی شرعی چیز نہیں۔ ان دونوں فریقوں کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی، اور دونوں فریقوں کو اس آیت کے ذریعہ یہ بات سمجھائی گئی کہ صفا و مروہ کی سعی اللہ کے دین کی نشانیاں ہونے کی وجہ سے ہے، مورتیوں کی وجہ سے نہیں ہے، پس بے تکلف ان کی سعی کرو اور دوسرے فریق سے کہا گیا کہ لو اب قرآن میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کا حکم بھی آ گیا، پس اب کعبہ کے طواف کے بعد ان کی بھی سعی کرو، اور اس دوسرے فریق کا

تذکرہ حدیث میں بھی ہے:

۹۔ سعی صفا سے شروع کرنا واجب ہے

(۲۸۹۳) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَأَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ قَالَ نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ وَقَرَأَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ).

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا جب آپ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا تھا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کی پھر آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے اس کا استلام کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم بھی اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی یادگاریں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں اس لیے ان کا طواف بھی کیا کرو تا کہ ملت ابراہیمی کی اتباع پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

فائدہ: شعائر یا تو شعیرہ کی جمع ہے یا شعارہ کی جس کے معنی ہیں علامت۔ شعائر اللہ سے مراد مذہبی اصطلاح میں وہ مکان اور زمان اور وہ علامات و اوقات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مقرر ہوں ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں مثلاً کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، رمی جمار کے نشانات، صفا اور مروہ اور تمام مساجد اسی طرح رمضان، اشہر حرام، عید الفطر، عید الاضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق، اسی طرح اذان واقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین چونکہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو اور اس کی عبادت کو یاد دلاتی ہیں۔ اس لیے ان کو شعائر اللہ اور خدا تعالیٰ کی یادگاریں کہا جاتا ہے۔ ان ہی چیزوں میں سے صفا اور مروہ بھی خدائے قدوس کی دو یادگاریں ہیں اور چونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام جیسی صابرہ اور شاکرہ عورت ان پہاڑیوں کے مابین تھیں اور سات مرتبہ گئی آئی تھیں۔

فائدہ: تہذیب اخلاق کا پانچواں اصول شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ یہاں پر صفا اور مروہ کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر شعائر اللہ کی عظمت کے بیان میں فرمایا: ﴿لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ﴾ (المائدہ: ۲) یعنی اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو بلکہ اس کی تعظیم کرو اس کو شعیرہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی علامت اور نشانی ہیں اس کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے مترادف ہے کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی یاد آوری کا ذریعہ ہیں ان کو بت پرستی اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان کی تعظیم ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے۔ شعائر اللہ میں مکان کے علاوہ کئی اور چیزیں بھی داخل ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مِنْ اَعْظَمِ شَعَائِرِ اللّٰهِ چار چیزیں اللہ کے شعائر میں سب سے بڑی ہیں ان میں خانہ کعبہ، حضور ﷺ کی ذات مبارکہ، نماز اور قرآن پاک شامل ہیں۔ آیت پاک میں صفا کی تقدیم اتفاقی بھی ہو سکتی تھی، مگر

نبی ﷺ کے قول وفعل سے معلوم ہوا کہ یہ تقدیم اتفاقی نہیں ہے، بلکہ قصدی ہے، اور صفا سے سعی شروع کرنا واجب ہے، اور اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

۱۰۔ پہلے نیند آنے پر اگلا روزہ شروع ہو جاتا تھا: بعد میں یہ حکم ختم کر دیا گیا

(۲۸۹۴) كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَ وَلَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْاِفْطَارُ اَتَى اِمْرَاَتَهٗ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكِ طَعَامٌ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنِ انْطَلِقُ فَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ وَجَاءَتْهُ اِمْرَاَتُهٗ فَلَمَّا رَاَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ) فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ).

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص روزہ رکھتا تھا اور افطار کیے بغیر سو جاتا تھا تو پھر وہ اگلے دن کچھ کھا پی نہیں سکتا تھا ایک مرتبہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا وہ افطار سے کچھ دیر پہلے اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں ہے لیکن میں جا کر کچھ تلاش کر کے لاتی ہوں حضرت قیس بن انصاری کیونکہ سارا دن کام کرتے رہے تھے اس لیے انہیں نیند آ گئی جب ان کی اہلیہ واپس آئی اور انہیں سوتے ہوئے دیکھا تو بولی ہائے افسوس اگلے دن دوپہر کے وقت حضرت قیس بن انصاری صرمہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں (کے ساتھ صحبت کرنا) حلال قرار دیا گیا ہے۔ تو مسلمان اس سے انتہائی خوش ہوئے (اور یہ آیت بھی نازل ہوئی) اور تم اس وقت کھاتے پیتے رہو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہو جائے

شانِ نزول: ابتدائے اسلام میں مغرب کے بعد سونے سے پہلے کھانا پینا مباشرت کی اجازت تھی لیکن عشاء اور سو جانے کے بعد دوسرا روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اور ان چیزوں کی بندش ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز عشاء کے بعد گھر گئے تو بیوی کا آراستہ پایا تو مباشرت کر بیٹھے اور صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول ﷺ! اِنِّیْ اَعْتَذِرُ اِلَیْكَ مِمَّا وَقَعَ مِنِّیْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعض اور حضرات کی آوازیں بھی اس قسم کے اعتذار کی آئیں۔ اسی طرح حرقہ بن قیس یا صرقہ بن انس غنوی ایک غریب کاشتکار صحابی دن بھر روزے سے رہے شام کو گھر پر آئے کھانا تیار نہیں تھا تھکے ماندے سو گئے آنکھ کھلی تو کھانا تیار تھا لیکن ممانعت کی وجہ سے نہ کھا سکے، تو اس طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا ابھی آدھا دن گزرنے بھی نہ پایا تھا کہ نڈھال اور بے ہوش ہو گئے۔ آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی اسی طرح لباب النقول میں ہے کہ آیت میں ﴿يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) کے نازل ہونے کے بعد حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اپنے تکیہ کے نیچے دو ڈورے سفید اور سیاہ رکھ لیتے تھے اور اس وقت تک کھاتے رہتے تھے جب ان دو ڈوروں میں امتیاز نہ ہوتا اور سمجھتے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ حضور ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: اِنَّكَ

عَرِیْضُ القفا یعنی تمہاری گردن اتنی چوڑی ہے کہ اس میں دن ورات دونوں سما جائیں۔ اس کے بعد مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل ہوا۔ اعتکاف مباشرت کے سلسلہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ بعض لوگ اعتکاف میں مسجد سے باہر نکلتے اور مباشرت کر کے پھر مسجد میں آجاتے غرض ان واقعات کے بعد یہ احکام آیات نازل ہوئیں۔

۱۱۔ دعا ہی عبادت ہے

(۲۸۹۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ (وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) وَقَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ وَقَرَأَ (قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) اِلٰی قَوْلِهٖ (دَاخِرِیْنَ).

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تمہارا پروردگار فرماتا ہے تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دعا ہی عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تمہارا پروردگار یہ فرمایا ہے تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا یہ آیت دٰخِرِیْنَ تک ہے۔

اور سورۃ المومن کی آیت ۶۰ ہے: ﴿وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۭ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝﴾

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا: الدعاء هو العبادة: دعا ہی عبادت ہے اور دوسری حدیث میں ہے: الدعاء مخ العبادة: دعا عبادت کا مغز ہے، یعنی جوہر ہے، پس ہر عبادت کے ساتھ دعا ہونی چاہئے، رمضان میں اور روزوں میں بھی دعا کا اہتمام کرنا چاہئے (یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بھی ذکر کی ہے اور سورۃ المومن کی تفسیر میں بھی اور یہی اس کا اصل محل ہے، پھر ابواب الدعوات میں بھی لائے ہیں)۔

فائدہ: اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.

یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی دلیل بیان فرمائی ہے یہاں اجابت کے معنی قبول کرنے کے ہیں اور دعا کے معنی عبادت کے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خالص میری عبادت کرتے ہیں اور توحید کے پابند ہیں اس کی عبادت اور پکار قبول کر لیتا ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی عبادت اور دعا مردود ہوتی ہے۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۰۸)۔

۱۲۔ صبح کے سفید دھاگے اور رات کے سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے؟

(۲۸۹۶) لَمَّا نَزَلَتْ (حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ) مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا ذٰلِكَ بَیَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّیْلِ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے تمہارے

سامنے ممتاز نہ ہوجائے اس سے مراد صبح صادق ہے آپ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا اس سے مراد دن کی سفیدی کا رات کی سیاہی سے ممتاز ہونا ہے۔

(۲۸۹۷) سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ قَالَ فَاَخَذْتُ عِقَالَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْيَضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم (سحری میں) اس وقت تک کھا اور پی سکتے ہو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہوجائے راوی بیان کرتے ہیں میں نے دو دھاگے لیے ان میں ایک سفید تھا دوسرا سیاہ تھا میں ان دونوں کا جائزہ لیتا رہا (اگلے دن جب نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا (یہاں روایت کے الفاظ سفیان نامی راوی کو بھول گئے ہیں) تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد دن اور رات ہیں۔

تشریح: فائدہ: سفید اور کالے دھاگے کا بیان: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھلایا پھر فرمایا کہ جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہوجائے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرنا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھ نہیں سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے؟ میں فجر تک ان دو دھاگوں کو دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیتے پھر میں حضور ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہر وہ چیز جس کی آپ نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب مجھے یاد نہیں۔ حضور ﷺ مسکرائے گویا کہ آپ کو معلوم ہوگیا کہ میں نے کیا کیا تھا میں ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا اور رات پھر انہیں دیکھتا رہا مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے۔ رسول اللہ ﷺ ہنسے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائیں دیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۰۰)

من الفجر کا مطلب اتنا واضح نہیں تھا کہ ہر کوئی سمجھ لیتا، اس لئے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی، پھر جب نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی تو بات صاف ہوگئی، اب کوئی اشتباہ باقی نہ رہا۔ (اور یہ مضمون کتاب الصوم میں گزر چکا ہے)

۱۴۔ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو: کا صحیح مطلب

(۲۸۹۸) كُنَّا بِمَدِيْنَةِ الرُّوْمِ فَاَخْرَجُوْا اِلَيْنَا صَفًّا عَظِيْمًا مِّنَ الرُّوْمِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِثْلُهُمْ اَوْ اَكْثَرُ وَعَلٰى اَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى صَفِّ الرُّوْمِ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ وَقَالُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ يُلْقِيْ بِيَدَيْهِ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَامَ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ لَتُأَوِّلُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَا التَّاْوِيْلَ وَاِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ لَمَّا اَعَزَّ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوْهُ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَ

اِنَّ اللهَ قَدْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَ كَثُرَ نَاصِرُوْهُ فَلَوْ اَقَمْنَا فِيْ اَمْوَالِنَا فَاَصْلَحْنَا مَا ضَاعَ مِنْهَا فَاَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الْاِقَامَةَ عَلَى الْاَمْوَالِ وَ اِصْلَاحَهَا وَ تَرْكَنَا الْغَزْوَ فَمَا زَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ شَاخِصًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى دُفِنَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ.

ترجمہ: ابوعمران اسلم تجیبی بیان کرتے ہیں ہم جنگ کے لیے روم میں موجود تھے ہمارے سامنے رومیوں کا بڑا لشکر آیا ان کے مقابلے کے لیے اتنے ہی مسلمان آئے جو تقریبا اتنے ہی تھے یا اس سے کچھ زیادہ تھے اس وقت مصر کے گورنر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے اور لشکر کے سپہ سالار حضرت فضالہ بن عبید تھے مسلمانوں میں سے ایک شخص نے رومیوں کی صف پر حملہ کیا اور انہیں چیرتا ہوا ان کے اندر تک چلا گیا تو کچھ لوگوں نے بلند آواز میں یہ کہا سبحان اللہ یہ خود ہلاکت کا شکار کر رہا ہے تو حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے اے لوگو تم لوگ اس آیت کی یہ تفسیر بیان کرتے ہو جبکہ یہ آیت ہمارے بارے میں یعنی یہ آیت انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا اور اس کے مددگاروں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو ہم لوگ ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے اور اس کے مددگار بہت سے لوگ ہو گئے ہیں تو ہمارے اموال ضائع ہو چکے ہیں اس لیے ہمارے لیے یہ بہتر ہوگا کہ اب انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش کریں (یعنی اپنی زراعت پر توجہ دیں) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی جس کے ذریعے اس نے ہماری اس بات کا جواب دیا۔

ترجمہ: "اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت کا شکار نہ کرو۔"

(حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا) تو یہ ہلاکت کا شکار کرنا اپنی کھیتی باڑی میں مشغول ہونے اور اس کی اصلاح کرنے سے متعلق تھا یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم جہاد کرنے کو ترک کر دیں اس کے بعد حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کو روم کی سرزمین پر ہی دفن کیا گیا۔

تش: سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۵ ہے: ﴿وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَ اَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

ترجمہ: اور تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو، اور اچھے کام کرو، بیشک اللہ تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حدیث آئی ہے۔

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ہلاکت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسر کے مختلف اقوال ہیں لیکن ان میں کوئی تعارض نہیں سب ہی مراد ہو سکتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مذکورہ روایت میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہلاکت سے اس آیت میں ترک جہاد مراد ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ اور قوت عطا فرما دی تو ہم میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے وطن میں ٹھہر کر اپنے مال وجائیداد کی خبرگیری کریں اور انہیں بہتر بنانے کی محنت کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد مسلمانوں کی ہلاکت وتباہی کا سبب ہے اسی لیے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ساری عمر جہاد میں صرف کر دی اور جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ شہر میں شہید ہو کر وہیں مدفون ہو گئے۔

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس ہوجانا اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنا ہے اس لیے مغفرت سے مایوس ہونا حرام ہے۔

(۳) بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا کہ بیوی بچوں کے حقوق ضائع ہوجائیں یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے ایسا اسراف جائز نہیں۔

(۴) بعض نے فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں دشمن سے لڑائی کے لیے اقدام کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جبکہ یہ اندازہ ظاہر ہے کہ ہم دشمن کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے اور خود یقیناً ہلاک ہوجائیں گے اس طرح کی صورت حال میں لڑائی پر اقدام کرنا اس آیت کی رو سے جائز نہیں ہے

۱۴۔ عذر کی وجہ سے ممنوعات احرام کا ارتکاب کیا جائے تو فدیہ واجب ہے

(۲۸۹۹) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَفِیَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلِاَیَّایَ عَنٰی بِهَا (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِالْحُدَیْبِیَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ وَكَانَتْ لِیْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلٰی وَجْهِیْ فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ كَاَنَّ هَوَامَّ رَاْسِكَ تُؤْذِیْكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قَالَ مُجَاهِدٌ الصِّیَامُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ وَالطَّعَامُ لِسِتَّةِ مَسَاكِیْنَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا.

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس سے مراد میں ہی ہوں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزہ رکھنا ہے یا صدقہ کرنا ہے یا قربانی کرنا ہے۔" حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر موجود تھے اور ہم نے احرام باندھا ہوا تھا مشرکین نے ہمیں وہاں رکنے پر مجبور کر دیا تھا میرے بال بہت لمبے تھے جوئیں میرے منہ پر گرنے لگی تھیں اسی دوران نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے مجھے ملاحظہ کیا تو ارشاد فرمایا میرے خیال میں تمہارے سر کی جوئیں تمہیں تکلیف کا شکار کر رہی ہیں میں نے عرض کی جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بال منڈوا دو تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ان سے مراد تین دن کے روزہ رکھنا ہے اور صدقہ کرنے سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور قربانی کرنے سے مراد ایک بکری ذبح کرنا ہے یا اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔

(۲۹۰۰) قَالَ اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ یَتَنَاثَرُ عَلٰی جَبْهَتِیْ اَوْ قَالَ حَاجِبِیْ فَقَالَ اَتُؤْذِیْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ وَانْسُكْ نَسِیْكَةً اَوْصُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوْاَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِیْنَ قَالَ اَیُّوْبُ لَا اَدْرِیْ بِاَیَّتِهِنَّ بَدَاَ.

ترجمہ: حضرت بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت ہنڈیا کے نیچے آگ سلگا رہا تھا جوئیں میری پیشانی پر گر رہی تھیں۔

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میرے ابروؤں پر گر رہی تھیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنا سر منڈوا دو اور قربانی کر لو یا تین دن روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس سے پہلے کس کا ذکر ہے۔

اگر حالت احرام میں کوئی ایسی تکلیف لاحق ہو جائے کہ ممنوعات احرام سے بچنا سخت دشوار ہو جائے تو اس ممنوع کے ارتکاب کی اجازت ہے، مگر فدیہ ادا کرنا ہوگا، سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۶ میں یہ حکم ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل ہے۔

۱۵۔ احکام حج کی حدیث

(۲۹۰۱) اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَيَّامُ مِنٰى ثَلَاثٌ (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ) وَمَنْ اَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا اَجْوَدُ حَدِيْثٍ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن یعمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حج عرفات میں (موقوف کا نام ہے) حج عرفات (میں موقوف کا نام ہے) حج عرفات میں موقوف کا نام ہے منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص دو دن کے بعد جلدی جانا چاہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو شخص بعد میں جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے عرفات پہنچ گیا اس نے حج کو پالیا۔

سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۷ میں اور بعد کی آیتوں میں حج کے احکام ہیں، اس سلسلہ میں ایک جامع حدیث ہے۔

فائدہ: عرفہ کے معنی میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں اکثر تفاسیر میں اسے حضرت آدم اور حضرت اماں حوا علیہا السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جب ان دونوں یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر اتارا گیا تو حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں نازل کیا گیا۔ جدہ کے معنی نانی یا دادی کے آتے ہیں۔ حضرت حوا علیہا السلام تمام بنی انسان کی دادی یا نانی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو جزائر شرق الہند کے ایک جزیرہ مالدیپ یا سرندیپ میں اُتارا گیا یہ جزیرہ سری لنکا کے قریب ہے۔ زمین پر اُترنے کے بعد دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچے اور پھر ان کی ملاقات اسی میدانِ عرفات میں ہوئی اور انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اس وجہ سے اسے عرفات کہتے ہیں۔

بعض دوسرے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ عرفات کا معنی پہچان اور عُرف کا معنی نیکی ہوتا ہے اور عُرف گھوڑی کی گردن کے بالوں کو کہتے ہیں۔ عَرَف اگر عین کی فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی خوشبو بھی ہوتا ہے اور عرف پہچان کو بھی کہتے ہیں اس سے معرفت ہے۔ بہر حال اس مقام پر پہچان والا معنی زیادہ موزوں ہے جب کوئی مسلمان ان جگہوں پر پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں فریضہ حج ادا کرتا ہے۔

۱۶۔ سخت جھگڑالو آدمی اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے

(۲۹۰۲) اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہو۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۴ میں اخنس بن شریق کا تذکرہ آیا ہے، یہ شخص بڑا فصیح وبلیغ تھا، خدمت نبوی میں حاضر ہوتا، اور قسمیں کھا کر اسلام کا جھوٹا دعوی کرتا، پھر جب مجلس سے اٹھ کر جاتا تو فساد وشرارت اور مخلوق کی ایذا رسانی میں مشغول ہو جاتا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴾

ترجمہ: اور بعض آدمی ایسا ہے کہ آپ کو اس کی بات دنیا کی زندگی میں مزے دار معلوم ہوتی ہے، اور وہ اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہے جو اس کے دل میں ہے، اور وہ نہایت سخت جھگڑالو ہے۔

فائدہ: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہد نے کہا جو شخص کج بحث، ہٹ دھرم اور ظالم ہو وہ اَلَدُّ الْخِصَامِ ہے۔ امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض شخص اَلَدُّ الْخِصَامِ ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالکریم الجذری سے روایت کیا ہے کہ متقی کبھی جھگڑا نہیں کرتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمرو بن العلاء سے روایت کیا ہے کہ جب دو شخص جھگڑا کرتے ہیں تو جو زیادہ برا ہوتا ہے وہ غالب آجاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے گناہ کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ لڑتے رہو اور تمہارے ظلم کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو اور تمہارا جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ تم ہمیشہ باتیں کرتے رہو ماسوائے اس گفتگو کے جو اللہ کے متعلق کی جائے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو بہت باتیں کرتا ہے وہ بہت جھوٹ بولتا ہے اور جو بہت قسمیں کھاتا ہے وہ بہت گناہ کرتا ہے اور جو بہت جھگڑا کرتا ہے اس کا دین سلامت نہیں رہتا اس کے بعد فرمایا اور جب اس منافق سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو اور اللہ کی نافرمانی نہ کرو تو وہ ضد اور تکبر میں آکر اور بڑھ چڑھ کر فساد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

۱۷۔ حائضہ سے کتنا قرب جائز ہے؟

(۲۹۰۳) كَانَتِ الْيَهُوْدُ اِذَا حَاضَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يُوَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُشَارِبُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهَا فِي الْبُيُوْتِ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُوَاكِلُوْهُنَّ وَيُشَارِبُوْهُنَّ وَاَنْ يَكُوْنُوْا مَعَهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ وَاَنْ يَفْعَلُوْا كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ مَا يُرِيْدُ اَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ اَمْرِنَا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ قَالَ فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَاهُ بِذٰلِكَ وَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيْضِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى

ظَنَنَّا اَنَّهٗ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ اَثَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہودیوں میں یہ رواج تھا کہ جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو وہ لوگ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے نہیں تھے اس کے ساتھ بیٹھ کر پیتے نہیں تھے اس کے ساتھ گھر میں میل جول ختم کر دیتے تھے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو تم فرمادو یہ ناپاکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت کی وہ ایسی خواتین کے ساتھ بیٹھ کر کھالیا کریں ان کے ساتھ بیٹھ کر پی لیا کریں گھر میں ان کے ساتھ رہا کریں اور صحبت کرنے کے علاوہ ان کے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں (یعنی بوس و کنار کر سکتے ہیں) اس بات پر یہودیوں نے یہ کہا یہ صاحب ہمارے ہر کام کی مخالفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا انہوں نے عرض کی کیا ہم خواتین کے ساتھ حیض کے دوران صحبت نہ کریں؟ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک (غصے کی وجہ سے) سرخ ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا آپ ان دونوں حضرات پر ناراضگی کا اظہار کریں گے یہ دونوں حضرات اٹھ کر چل دیئے اس کے فوراً بعد دودھ کا تحفہ آیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو واپس بلایا اور ان دونوں کو وہ دودھ پلایا جس سے ہمیں یہ علم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض نہیں ہیں۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۲ ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝﴾

ترجمہ: اور لوگ آپ ﷺ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ ﷺ فرمادیں: وہ گندی چیز ہے، پس تم حیض کے زمانہ میں عورتوں سے علیحدہ رہو، اور ان کے نزدیک مت جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں آنے کا حکم دیا ہے، یعنی آگے کی راہ سے، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں، اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں روایت ہے۔

تشریح: حالت حیض میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو دیکھنا، اور کپڑے کی آڑ کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں، باقی ہر معاملہ درست ہے، اور حائضہ کو ساتھ لٹانے کا مسئلہ اور حائضہ کا بچا ہوا کھانا کھانے کا مسئلہ، اور حائضہ سے صحبت کرنے کی حرمت اور کفارے کا بیان کتاب الطہارۃ (۹۸ حدیث ۱۳۳) میں آچکا ہے۔

۱۸۔ بیوی سے صحبت صرف آگے کی راہ میں جائز ہے، خواہ کسی طرح سے کی جائے

(۲۹۰۴) كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ مَنْ اَتَى امْرَاَتَهٗ فِيْ قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ (نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ

لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ).

ترجمہ: ابن منکدر بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا یہودی یہ کہا کرتے تھے جو شخص اپنی بیوی کے پیچھے کی طرف سے اس کی اگلی شرمگاہ میں صحبت کرتا ہے اس کا بچہ بھینگا ہوتا ہے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہاری بیویاں تمہارے کھیت میں تم جس طرف سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

(۲۸۰۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ (نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ) يَعْنِىْ صِمَامًا وَّاحِدًا.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے) "تمہاری بیویاں تمہارے کھیت ہیں تم اپنے کھیت میں جس طرف سے چاہو آؤ۔"

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے) اس سے مراد یہ ہے (صحبت کا مقام) ایک ہونا چاہیے۔

(۲۹۰۶) جَآءَ عُمَرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا اَهْلَكَكَ قَالَ حَوَّلْتُ رَحْلِيَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَالَ فَاُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ) اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ میں ہلاکت کا شکار ہو گیا ہوں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تمہیں کس چیز نے ہلاکت کا شکار کیا ہے انہوں نے عرض کی گزشتہ رات میں نے اپنی سواری کو پھیر دیا راوی بیان کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا راوی بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہاری عورتیں تمہارے کھیت ہیں تم ان میں جس طرف سے چاہو آؤ۔

(اس سے مراد یہ ہے) تم آگے کی طرف سے صحبت کرو یا پیچھے کی طرف سے کرو (یہ جائز ہے) البتہ پاخانہ کی جگہ صحبت کرنے سے بچو اور حیض (کے دوران صحبت کرنے سے بچو)۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۳ ہے: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ تمہاری بیویاں تمہارے کھیت ہیں، سو اپنے کھیت میں جس طرح سے چاہو آؤ، حرث کے معنی ہیں: کھیت، یعنی پیداوار کی جگہ، اور وہ صرف آگے کی راہ ہے، پچھلی راہ فرث (گوبر کی جگہ) ہے، پس صحبت صرف آگے کی راہ سے جائز ہے، البتہ اس کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں، جس طرح چاہے اگلی راہ میں صحبت کر سکتا ہے، حتی کہ پیچھے سے بھی آگے کی راہ میں صحبت کر سکتا ہے۔

۱۹۔ ولیوں کو نصیحت کہ وہ مطلقہ عورتوں کو اپنی پسند کا نکاح کرنے سے نہ روکیں

(۲۹۰۷) اَنَّهٗ زَوَّجَ اُخْتَهٗ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ عِنْدَهٗ مَا كَانَتْ ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتّٰى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهٗ يَالُكَعُ اَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا وَاللّٰهِ لَا تَرْجِعُ اِلَيْكَ اَبَدًا اٰخِرَ مَا عَلَيْكَ قَالَ فَعَلِمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَاجَتَهٗ اِلَيْهَا

وَحَاجَتَهَا إِلَى بَعْلِهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ سَمْعًا لِرَبِّي وَطَاعَةً ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ أُزَوِّجُكَ وَأُكْرِمُكَ.

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنی بہن کی شادی ایک مسلمان سے کردی یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بات ہے وہ خاتون اس شخص کے ہاں رہی جب تک اللہ کو منظور تھا پھر اس شخص نے اس عورت کو طلاق دے دی اور اس کے ساتھ رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ اس خاتون کی عدت گزر گئی پھر اس شخص نے اس خاتون کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی اس خاتون کی بھی خواہش یہی تھی تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے ساتھ اس شخص نے بھی اس خاتون کے لیے نکاح کا پیغام بھیج دیا تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا او نالائق میں نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر کے تمہاری عزت افزائی کی اور تم نے اسے طلاق دے دی اللہ تعالیٰ کی قسم اب یہ کبھی بھی دوبارہ تمہاری طرف واپس نہیں آئے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا تھا کہ اس مرد کو اس خاتون کی کتنی ضرورت ہے اور اس خاتون کو اپنے شوہر کی کتنی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدت پوری ہو جائے یہ آیت یہاں تک ہے اور تم علم نہیں رکھتے۔

جب حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ بولے میں اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں پھر انہوں نے اس شخص کو بلایا اور بولے میں تمہاری شادی کرتا ہوں اور تمہاری عزت افزائی کرتا ہوں۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۲ ہے:

﴿وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَ أَطْهَرُ ۗ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾﴾

ترجمہ: "اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پھر وہ اپنی میعاد (عدت) پوری کر لیں تو تم ان کو اس بات سے مت روکو کہ وہ اپنے (سابق) شوہروں سے نکاح کریں، جبکہ وہ باہم معروف طریقہ پر رضا مند ہو جائیں، اس بات کے ذریعہ اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، یہ بات تمہارے لئے زیادہ صفائی کی اور زیادہ پاکیزگی کی ہے، اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔" روایت اس آیت کی تفسیر میں آئی ہے۔

عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کا زیادہ اختیار عورت کا ہے یا ولی کا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ذیل میں یہ مسئلہ چھیڑا ہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت کس درجہ ضروری ہے؟ آیا عورت کا حق زیادہ ہے یا ولی کا؟ اور یہ بحث تفصیل سے کتاب النکاح میں گزر چکی ہے

۲۰۔ درمیانی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے

(۲۹۰۸) أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي (حَافِظُوْا عَلَى

الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابو یونس جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے ایک قرآن پاک تحریر کردوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تم اس آیت پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔اور تم نمازوں کی حفاظت کرو (بطور خاص) درمیان والی نماز کی۔

راوی بیان کرتے ہیں جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس آیت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے آیت کے یہ الفاظ املاء کروائے۔

تم نمازوں کی حفاظت کرو درمیانی نماز کی یعنی عصر کی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے رہو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی (یہ آیت اس طرح) سنی ہے۔

(۲۹۰۹) صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔

(۲۹۱۰) يَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ اَمْلَأْ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر یہ دعا کی تھی۔

اے اللہ ان (کفار) کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں سورج غروب ہونے تک نماز وسطی (یعنی عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی۔

(۲۹۱۱) صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۸ ہے: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾﴾

ترجمہ: سب نمازوں کی محافظت کرو، اور درمیانی نماز کی، اور اللہ کے سامنے عاجز بن کر کھڑے ہوؤ۔

اور میں متعدد صحیح مرفوع حدیثیں ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیچ کی نماز عصر کی نماز ہے، کیونکہ اس کے ایک طرف میں دن کی دو نمازیں: فجر اور ظہر ہیں، اور دوسری طرف میں رات کی دو نمازیں: مغرب اور عشاء ہیں۔اور عاجزی کی تفسیر حدیث میں خاموشی سے آئی ہے، اور اسی آیت سے نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت ہوئی ہے، پہلے نماز میں باتیں کرنا جائز تھا، بعد میں اس کی ممانعت کی گئی، جیسا کہ اگلے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آرہا ہے۔

فائدہ: میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث کا حوالہ ہے، وہ موطا مالک (کتاب صلاۃ الجماعۃ حدیث ۲۶) میں ہے: عمرو بن

رافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے قرآن کریم کا ایک نسخہ لکھ رہا تھا، انھوں نے کہا: جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے بتلانا، چنانچہ جب وہ اس آیت پر پہنچے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے لکھوایا:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝﴾

حضرت سمرہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں، ان تمام مرفوع روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے، مگر حضرت عائشہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے، اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ درمیانی نماز صبح کی نماز ہے، پس سوال یہ ہے کہ مرفوع حدیث موجود ہوتے ہوئے ان حضرات نے آیت کی دوسری تفسیر کیوں کی؟ اس کا جواب تحفہ (۴۸۶:۱) میں دیا گیا ہے، البتہ یہاں ایک دوسرا سوال ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے صلاۃ العصر قرآن میں کیوں لکھوایا، یہ تو تفسیر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب انزل القرآن علی سبعۃ احرف پر عمل تھا، یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لغت قریش پر سب لوگوں کو جمع نہیں کیا تھا، اس وقت ایسا قرآن میں تصرف جائز تھا، اور انزل القرآن کی شرح ابواب القراءۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۱۔ پہلے نماز میں گفتگو جائز تھی، پھر اس کی ممانعت کر دی گئی

(۲۹۱۲) كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ فَنَزَلَتْ (وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے دوران بات چیت کر لیا کرتے تھے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ "تو تم اللہ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ کھڑے رہو۔" تو ہمیں (نماز کے دوران) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح: الکوکب الدری میں ہے کہ یہ نسخ مدنی دور میں ہوا ہے کیونکہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مکہ میں نہیں تھے اور کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ اختلافی ہے، حنفیہ کے نزدیک نماز میں کلام کی مطلق گنجائش نہیں، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فی الجملہ (کچھ نہ کچھ) کلام کی گنجائش ہے، پھر ان کے مذہب میں مختلف اقوال ہیں، اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کے بھی اقوال ہیں۔ تفصیل تحفہ میں گزر چکی ہے، اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے۔

۲۲۔ راہ خدا میں عمدہ چیز خرچ کی جائے

(۲۹۱۳) عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ قَالَ نَزَلَتْ فِيْنَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ كُنَّا اَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَاْتِيْ مِنْ نَخْلِهِ عَلٰى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَ قِلَّتِهِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَاْتِيْ بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ كَانَ اَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ اَحَدُهُمْ اِذَا جَاءَ اَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَيَاْكُلُ وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الْخَيْرِ يَاْتِي الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيْهِ الشِّيْصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدِ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اُهْدِيَ اِلَيْهِ مِثْلَ

مَا اَعْطٰی لَمْ یَاْخُذْہُ اِلَّا عَلٰی اِغْمَاضٍ اَوْ حَیَاءٍ قَالَ فَکُنَّا بَعْدَ ذٰلِکَ یَاْتِیْ اَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَہٗ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں: ﴿وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ وہ یہ فرماتے ہیں یہ آیت ہمارے یعنی انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ ہم کھجوروں کے مالک تھے ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا کرتا تھا کچھ لوگ کھجوروں کا ایک گچھا یا دو گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے تھے کیونکہ اصحاب صفہ کے لیے کسی کے گھر سے کھانا مقرر نہیں تھا اس لیے اگر ان میں سے کسی کو بھوک محسوس ہوتی تو وہ اس گچھے کے پاس آتا تھا اپنی لاٹھی کے ذریعے اسے مارتا تھا جس کے نتیجے میں کچھ پکی اور کچھ کچی کھجوریں گر جاتی تھیں تو وہ انہیں کھالیتا تھا اس طرح کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو خیرات دینے میں رغبت نہیں رکھتے تھے وہ ایسا گچھا لے آیا کرتے تھے جس میں خراب کھجوریں زیادہ ہوتی تھیں یا کوئی ایسا گچھا لے آیا کرتے تھے جو ٹوٹا ہوا ہوتا تھا تو اسے لا کر لٹکا دیتے تھے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اے ایمان والو تم جو کماتے ہو اس میں سے پاکیزہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے زمین میں سے تمہارے لیے نکالا ہے اور خراب چیزیں خرچ کرنے کی نیت نہ کرو حالانکہ تم خود اسے قبول کرنا گوارہ نہ کرو گے ماسوائے اس صورت کے کہ تم اس بارے میں چشم پوشی کرو۔"

راوی بیان کرتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان کی ہے تم میں سے کسی ایک شخص کو اس طرح کی کوئی چیز تحفے کے طور پر دی جائے تو وہ اسے چشم پوشی کے ساتھ قبول کرے گا یا شرم کی وجہ سے قبول کرے گا

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد ہم میں سے ہر شخص اپنے پاس موجود ٹھیک چیز (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے) لے کر آیا کرتا تھا۔

تشریح: سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۷ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (۲۶۷)﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کیا کرو، اور اس میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے، اور اس (کمائی اور پیداوار) میں سے نکمی چیز کا قصد نہ کرو، تم (وہ نکمی چیز) خرچ کرتے ہو جبکہ تم اس کے لینے روادار نہیں ہوتے، مگر یہ کہ تم چشم پوشی کرو (تو اور بات ہے) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ستودہ ہیں۔

اس آیت کا شان نزول روایت ہے۔

غریبوں پر خرچ کرنے کی دو نوعیتیں ہیں:

پہلی: اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا، یعنی غریب کی حاجت پیش نظر نہ ہو۔ اس صورت میں اچھی چیز خرچ کرنے کا حکم ہے، اس آیت میں بھی یہ حکم ہے، اور سورۂ آل عمران آیت ۹۲ میں بھی یہ حکم ہے، فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ﴾ "تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کرسکو گے، جب تک تم اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔"

دوسری: کسی غریب کا تعاون کرنا، یعنی اس کی حاجت پیش نظر ہو، مثلاً ایک حاجت مند سردی کے زمانہ میں لحاف یا چادر مانگتا ہے،

اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ گھر میں جو بہتر سے بہتر لحاف یا چادر ہو وہ دی جائے، بلکہ جو ضرورت سے زائد ہو وہ دینا بھی درست ہے، اسکا بھی اجر و ثواب ملے گا، سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹ میں ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ﴾

ترجمہ: "لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں (خیرات میں) کیا خرچ کیا کریں؟ آپ ﷺ جواب دیں: جو ضرورت سے زائد ہو (وہ خرچ کرو)۔"

فائدہ: حلال کمائی کی مدح حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا ہے کہ سب سے اچھا کسب (کمائی) کون سا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جائز تجارت اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی پاکیزہ کمائی سے کھاؤ اور تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے تمہاری اولاد اور ان کے اموال تمہاری ملکیت ہیں۔ امام احمد عبد ابن حمید، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے عمدہ کھانا وہ ہے جس کو انسان اپنی کمائی سے کھائے۔ اور انسان کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔

۲۳۔ شیطان تمہیں محتاجگی سے ڈراتا ہے

(۲۹۱۴) اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَرَاَ (اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ) اَلْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انسان پر کچھ اثر شیطان کا ہوتا ہے اور کچھ اثر فرشتے کا ہوتا ہے شیطان کا اثر یہ ہوتا ہے کہ شر کا وعدہ ہوتا ہے اور حق کی تکذیب کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ ہوتا ہے اور حق بات کی تصدیق کرنا ہوتا ہے تو جو شخص اپنے اندر کوئی ایسی صورت پائے تو وہ یہ بات جان لے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جو شخص پہلی قسم والا اثر پائے تو شیطان کے شر سے پناہ مانگے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ "شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔"

تشریح: سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۸ ہے:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

ترجمہ: "شیطان تم سے محتاجگی کا وعدہ کرتا ہے، یعنی کہتا ہے: اگر خرچ کرو گے تو محتاج ہو جاؤ گے، اور وہ تمہیں بری بات کا حکم دیتا ہے، یعنی بخل یا فضول خرچی کا مشورہ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی طرف سے گناہ معاف کرنے کا اور زیادہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ وسعت والے خوب جاننے والے ہیں۔"

فائدہ: مفسرین کرام فرماتے ہیں: کہ شیطان انسان پر اس طرح حملہ آور ہوتا ہے کہ اگر مال تھوڑا ہے تو وہ بہکاتا ہے کہ اگر یہ مال

صدقات میں دے دیا تو پھر تمہارے پاس کچھ نہیں بچے گا۔ تم مفلس ہو کر دوسروں کے محتاج ہو جاؤ گے۔ جب اس قسم کا خیال آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ اگر مال قلیل بھی ہے۔ تو اس میں سے کچھ نہ کچھ دے دو۔ اللہ تعالیٰ بقیہ مال میں برکت دے گا۔ فرمایا: ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ (السباء:٣٨) "اگر خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے ذریعے مال دے دے گا۔" لہٰذا بخل نہیں کرنا چاہئے بلکہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

وہ تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مالدار آدمی کو فحاشی کے کاموں میں لگا دیتا ہے کہ فکر نہ کرو تمہارے پاس بہت مال ہے خوب عیش وعشرت کی زندگی بسر کرو۔ دنیا میں بار بار نہیں آنا لہٰذا کھاؤ پیو، عیش کرو یا پھر اس کا مال کھیل تماشے اور فضول رسم ورواج پر خرچ کراتا ہے کہیں دھوم دھام سے شادی ہو رہی ہے، سالگرہ منائی جا رہی ہے، باجے بجائے جا رہے ہیں، چراغاں کیا جا رہا ہے، کہیں عرس کئے جا رہے ہیں اور لاکھوں روپیہ ان فضول رسم ورواج پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں۔

۲۴۔ مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ پاک چیزیں کھائے

(۲۹۱۵) يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ قَالَ وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهٗ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اے لوگو بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ چیز کو قبول کرتا ہے اس نے اہل ایمان کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس چیز کا حکم اس نے رسولوں کو دیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے اے رسولو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو تم لوگ جو عمل کرتے ہو میں اس کے بارے میں علم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا ہے: "اے ایمان والو ہم نے جو تمہیں رزق عطا کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔"

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کر کے اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار پکارتا ہے (یعنی دعائیں کرتا ہے) حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام ہوتا ہے اس کا پینا حرام ہوتا ہے اس کا لباس حرام ہوتا ہے اس کی پرورش حرام چیز کے ذریعے ہوتی ہے تو اس کی دعا قبول کیسے ہو گی؟

اللہ تعالیٰ جس طرح عمدہ خیرات کو پسند کرتے ہیں، پاک چیزیں کھانے کو بھی پسند کرتے ہیں۔ کھانے اور کھلانے کے احکام ایک ہیں، فقہاء نے لکھا ہے: ناپاک چیز بیل بھینس کو کھلانا بھی جائز نہیں، اور مری ہوئی مرغی بلی کو کھلانا بھی جائز نہیں، کیونکہ جو چیز خود کھا سکتے: دوسرے کو بھی نہیں کھلا سکتے، اور اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث میں تین باتیں ہیں:

(۱) ستھری چیزیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرو، کیونکہ اللہ ستھرے ہیں، وہ ستھری چیز ہی قبول فرماتے ہیں۔

(۲) پاکیزہ چیزیں کھاؤ، اور حرام چیزوں سے بچو، اللہ تعالیٰ نے سورۃ المؤمنون (آیت ۵۱) میں پیغمبر کو نفیس چیزیں کھانے کا حکم دیا

ہے، اور یہی حکم سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۳ میں مؤمنین کو دیا ہے۔

(۳) اگر پیٹ میں حرام لقمہ ہے، اور جسم پر حرام لباس ہے تو اس کی کوئی دعا قبول نہیں کی جائے گی، چاہے وہ دور دراز کا سفر کر کے، حرم مکی میں پہنچ کر دعا کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور دعا کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہوتا ہے جب غذا حلال نہ ہو تو پھر عبادت اور دعا کی مقبولیت کا بھی استحقاق نہیں رہتا۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۴۷۸)

۲۵۔خیالات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے

(۲۹۱۶) يَقُوْلُ لَمَّا نُزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ) اَلْاٰيَةِ اَحْزَنَتْنَا قَالَ قُلْنَا يُحَدِّثُ اَحَدُنَا نَفْسَهٗ فَيُحَاسِبُ بِهٖ لَا نَدْرِیْ مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَمَا لَا يُغْفَرُ مِنْهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ).

ترجمہ: سدی بیان کرتے ہیں جس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی اس نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے وہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے تم چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب لے گا اور پھر وہ جسے چاہے گا اس کی مغفرت کردے گا اور جسے چاہے گا اسے عذاب دے گا۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس آیت نے ہمیں غمگین کر دیا تو ہم نے سوچا اگر کوئی شخص اپنے دل میں کسی گناہ کا خیال کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا حساب ہو گا تو پھر ہمیں کیا معلوم اس میں کون سی چیز کو معاف کیا جائے گا اور کون سی چیز کو معاف نہیں کیا جائے گا؟ تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس نے سابقہ آیت (کے حکم) کو منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو اس کی طاقت کے مطابق پابند کرتا ہے آدمی جو نیکی کرے گا اس کا اجر اسے ملے گا اور جو گناہ کرے گا اس کا بدلہ اسے ملے گا۔

سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی تفسیر؟

جب سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۸۴) کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کر دیا کرو یا چھپاؤ ہر حال میں اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لیں گے آیت کی اصل مراد تو یہ تھی کہ اپنے اختیار اور ارادے سے جو کوئی عمل اپنے دل میں کرو گے اس کا حساب ہو گا غیر اختیاری وسوسہ اور بھول چوک اس میں داخل ہی نہ تھی لیکن قرآن مجید کے الفاظ چونکہ بظاہر عام تھے ان عموم سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ انسان کے دل میں جو خیال غیر اختیاری طور پر آ جائے گا تو اس کا بھی حساب ہو گا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے مؤمن بہت قریب ہوں گے تو ارشاد ہو گا کہ دنیا میں تم نے یہ یہ گناہ کیے تھے مؤمن اقرار کرے گا۔ فرمان ہو گا کہ جس طرح ہم نے دُنیا میں پردہ پوشی کی تھی یہاں بھی ہم پردہ پوشی کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر معاف کر دیا جائے گا۔ ہاں منافقین اور کفار کی پردہ دری کی جائے گی۔

اسی طرح حدیث میں ہے: کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ آج کا دن وہ ہے جس میں چھپی چیزوں کا بھی جائزہ لیا جائے گا اور دلوں کے چھپے ہوئے وہ راز بھی کھول دیئے جائیں گے کہ میرے فرشتوں کو بھی جن چیزوں کی اطلاع نہیں اور نہ انہوں نے ان کو لکھا ہے۔ مگر اب تمہیں آگاہ کر کے ان پر محاسبہ کرتا ہوں جسے چاہوں گا بخش دوں گا اور جسے چاہوں گا پکڑ لوں گا۔ چنانچہ مؤمنین کی بخشش ہوگی اور کفار، منافقین کو عذاب دیا جائے گا۔

شانِ نزول: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت وَاِنْ تُبْدُوْا نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہایت پریشانی ہوئی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ نماز، روزہ، صدقات، جہاد وغیرہ اختیاری اعمال کے اب تک مکلف تھے۔ مگر اس آیت کی رُو سے خطرات اور وساوس وغیرہ غیر اختیاری چیزوں کا بھی پابند کیا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اہل کتاب کی طرح سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا کہنا چاہتے ہو؟ تمہیں اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہنا چاہئے۔ چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے تعمیلِ حکم کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا کرنے چاہے مگر حکم کی اہمیت اور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے زبان لڑکھڑانے لگی اس لئے اس جذبہ کی قدردانی ہوتے ہوئے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ نازل ہوئی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعمیل حکم کے پیش نظر پھر آیت ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ﴾ میں تخفیف احکام کی بشارت سنادی گئی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ﴾ اور ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ﴾ نازل فرمائیں جس نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا جن میں سے پہلی آیت میں مسلمانوں کی مدح وثناء اور دوسری آیت کی اصل تفسیر بتلائی گئی جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو اشتباہ پیش آیا تھا۔

فائدہ: دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

اوّل: وہ خیالات جن کا دل ہی سے تعلق ہوتا ہے، قول وفعل سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا، جیسے عقائد صحیحہ اور فاسدہ، یہ باتیں اگر وسوسہ کے درجہ میں ہیں یعنی وہ خیالات دل میں جمے نہیں ہیں تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں، البتہ اگر وہ عزم کے درجہ میں جائیں تو ان پر جزاؤ سزا ہوگی۔

دوم: وہ خیالات جن کا تعلق قول سے ہے، جیسے دل میں بیوی کو طلاق دینے کا خیال آیا، یا قسم کھانے کا یا غلام آزاد کرنے کا، یا مطلقہ بیوی کو نکاح میں واپس لینے کا ارادہ ہوا تو جب تک زبان سے ان باتوں کا تکلم نہیں کرے گا: وہ اعمال وجود میں نہیں آئیں گے۔

سوم: وہ خیالات جن کا تعلق عمل سے ہے، جیسے زنا کرنا، قتل کرنا، چوری کرنا وغیرہ۔ ان پر مؤاخذہ اس وقت ہوگا جب اس فعل کا صدور ہو جائے، پس اگر کسی نے دل میں ٹھانا کہ زنا کرنا ہے، یا قتل کرنا ہے تو جب تک یہ افعال صادر نہ ہوں، دنیا وآخرت میں ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

البتہ اگر گناہ کا صدور نیت صحیح ہونے کے باوجود کسی مانع کی وجہ سے نہ ہو تو اس پر آخرت میں مؤاخذہ ہوگا۔

۲۶۔ بعض گناہ دنیا ہی میں نمٹا دیئے جاتے ہیں

(۲۹۱۷) اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ

بِهِ اللهُ) وَعَنْ قَوْلِهٖ (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ) فَقَالَتْ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ هٰذِهٖ مُعَاتَبَةُ اللهِ الْعَبْدَ مَا يُصِيْبُهٗ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةَ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ قَمِيْصِهٖ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا حَتّٰى اَنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْاَحْمَرُ مِنَ الْكِيْرِ.

ترجمہ: امیہ (نامی خاتون) بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا تمہارے دل میں جو بھی ہے تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب ـــ گا اور اس آیت کے بارے میں دریافت کیا جو شخص برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ ملے گا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا ہے اس کے بعد کسی نے بھی مجھ سے اس کے بارے میں دریافت نہیں کیا آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر عتاب کرنا ہے جو بخار یا کسی غمناک صورتحال کی شکل میں ہوتا ہے یہاں تک کہ آدمی اپنی جیب میں جو چیز رکھتا ہے اور پھر اسے گم کر دیتا ہے (تو وہ بھی اس میں شامل ہوگا) یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے بھٹی میں سے خالص سونا باہر آ جاتا ہے تشریح: مجازات کا سلسلہ دنیوی زندگی سے شروع ہو جاتا ہے، بعض اعمال کی جزاؤ سزا دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے، مثلاً والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بدلہ دنیا میں ضرور ملتا ہے، اور ماں باپ کی نافرمانی کی، ناپ تول میں کمی کرنے کی اور سود کھانے کی سزا بھی دنیا میں ضرور ملتی ہے، اور یہ سزا گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، چنانچہ آگے معاملہ صاف ہو جاتا ہے اور گناہوں سے پاک صاف کر کے ان کو اٹھایا جاتا ہے۔

۲۷۔ تکلیف شرعی کن امور کی دی جاتی ہے؟

(۲۹۱۸) لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ) قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا فَاَلْقَى اللهُ الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ) الْاٰيَةَ (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ (رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا) الْاٰيَةَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تمہارے دل میں جو ہے اسے ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں تم سے حساب لے گا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی وہ اور کسی چیز کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ یہ کہو ہم اس حکم کو مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں میں ایمان کو القاء کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی رسول پر ایمان لے آیا جو اس کے پروردگار کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور اہل ایمان بھی (ایمان لے آئے) اس آیت کے آخر میں یہ ہے) اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی گنجائش کے مطابق پابند کرتا ہے آدمی جو نیکی کرتا ہے اسے اس کا اجر ملے گا جو وہ گناہ کرتا ہے اس کا اس

پر وبال ہوگا (بندہ یہ دعا کرے) اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں اور غلط کر بیٹھیں اس کا مواخذہ نہ کرنا۔ (اس پر اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) میں نے ایسا کیا (میں نے تمہاری دعا قبول فرمالی) (بندہ یہ دعا کرے) اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے والوں پر ڈالا تھا۔ (تو پروردگار فرماتا ہے) میں نے ایسا ہی کیا (یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کرلی) (بندے یہ دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ایسی چیز کا پابند نہ کرنا اور ہماری بخشش کردینا اور ہم پر رحم کرنا۔ (تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) میں نے ایسا ہی کیا (یعنی میں نے تمہاری یہ دعا قبول کرلی)۔

تشریح: تکلیف مالا یطاق جائز نہیں، یعنی شریعت ایسے امور کا حکم نہیں دیتی جو انسان کے بس میں نہیں، پھر مالا یطاق کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ کام جو سرے سے بندے کی قدرت میں نہیں، جیسے اندھے کو دیکھنے کا حکم دینا یا اپاہج کو دوڑنے کا حکم دینا، ایسے مالا یطاق امور کی تکلیف شرعاً ممتنع ہے۔

(۲) وہ امور جو بندے کی قدرت میں ہیں، مگر شاق اور دشوار ہیں، جیسے شروع اسلام میں تہجد کی نماز فرض کی گئی تھی، جو ایک مشکل امر تھا، ایسے مالا یطاق امور کا حکم دیا جاسکتا ہے، چنانچہ شروع اسلام میں یہ حکم دیا گیا تھا، اور صحابہ نے سال بھر تہجد پڑھا تھا، پھر یہ حکم ختم کردیا گیا، کیونکہ ایسے امور میں بھی شریعت بندوں کی سہولت کا خیال رکھتی ہے، مثلاً حائضہ کی نمازیں معاف کردیں، اور سفر میں نمازیں قصر کرنے کی، اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی، یہ سب سہولت کے پیش نظر ہوا ہے۔

بَابٌ وَمِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ

سورۃ آل عمران کی تفسیر

سورۃ اٰلِ عمران مدینہ: سورۃ انفال کے بعد ۸۹ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۳ پر ہے۔

ربط: سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ مائدہ تک ذیل میں درج ہے: اب سورۃ فاتحہ سے مائدہ تک ربط یوں ہوگا: اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (فاتحہ) وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ الْبَقَرَةَ كَمَا فَعَلَ الْيَهُوْدُ وَالْمُشْرِكُوْنَ (بقرہ) وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ اٰلَ عِمْرَانَ كَمَا فَعَلَ النَّصَارٰى (آل عمران) وَنُؤَدِّيْ حُقُوْقَ النِّسَاءِ رَغْبَةً وَنُؤْتِيْ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (نساء) فَاَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةَ اِنْعَامِكَ وَاِفْضَالِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (مائدہ)

ترجمہ: اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے جس طرح یہود و مشرکین عرب گائے کی اور نصاریٰ آل عمران کے بزرگوں کی عبادت کرتے تھے ہم عورتوں کے حقوق بہ رضا اور رغبت ادا کریں گے پس اے اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے فضل و احسان سے کامیاب فرما۔

ربط معنوی: ① سورۃ بقرہ کے آخر میں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ سے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی۔ سورۃ آلِ عمران میں بتایا کہ وہ کون سے کفار ہیں جن کے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہوا ہے۔ یعنی اس سے مراد مشرکین ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ کے بندوں کو مالک و مختار سمجھ کر مصیبتوں میں پکارتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کو معبود سمجھتے اور ان کو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔

② یہ سورت سورۃ بقرہ کی تفسیر ہے پچھلی سورت میں چار مضامین بیان ہوئے تھے اب اس کی تفسیر ہو رہی ہے۔
③ بقرہ میں توحید پر دلائل ذکر ہوئے اب اس پر شبہات ذکر ہوتے ہیں اور اس کے جوابات ذکر ہوتے ہیں۔
④ سورۃ بقرہ میں یہودیوں سے خطاب تھا اب اس سورت میں نصاریٰ سے خطاب ذکر ہے۔

ربط: سابقہ سورت میں چھ مضامین بیان ہوئے توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، امورِ انتظامیہ، امورِ مصلحہ۔ اس سورت میں ان میں سے چار ذکر کئے گئے ہیں: ① توحید جس کے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کا رد بھی کیا گیا ہے اور زیادہ زور شرک اعتقادی کی نفی پر دیا گیا ہے۔ ② رسالت یعنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ ③ جہاد فی سبیل اللہ۔ ④ انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

خلاصۂ مضامین: اس سورت میں مشرکین نصاریٰ کے توحید کے متعلق پانچ اور رسالت کے متعلق تین شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور سابقہ سورت کے چھ مضامین میں سے چار مضامین کا ذکر ہے ابتدائے سورت سے لے کر ﴿اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ تک عقیدہ توحید کا بیان ہے۔

پہلے دو شبہات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہیں شبہ ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، ابن اللہ، کلمۃ اللہ کہا ہے معلوم ہوا یہ اللہ کے نائب ہیں پکارنا چاہیے؟

جواب: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ﴾ (رکوع ۱، آیت ۷) یہ متشابہات میں سے ہے محکم اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ جو بھی اللہ کی مراد ہے اللہ کے علم میں ہے۔ اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

دوسرا شبہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کوڑھیوں کو ٹھیک ٹھاک کرتے ہیں مٹی میں پھونک مارتے ہیں جاندار بن جاتی ہیں (گھر میں رکھی ہوئی چیز بتادیتے ہیں) معلوم ہوا وہ عالم الغیب متصرف الامور ہیں؟

جواب: فرمایا: ﴿بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ سب کچھ یہ جو کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں (رکوع ۵ میں)

تیسرا شبہ: وہ کہتے تھے ہمیں کچھ ایسی عبارتیں ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا ہے اپنی عبادت کا۔ (معاذ اللہ)؟

جواب: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: ۷۹) "ایک رسول اور نبی ایسا نہیں کر سکتے۔"

چوتھا شبہ: حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل آتے تھے لاکے دینے والا بھی کوئی نہ تھا معلوم ہوا حاجتوں اور مشکلوں میں ان کو پکارنا چاہیے؟

جواب: ﴿قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران: ۳۷) "حضرت مریم علیہا السلام فرماتی ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔"

پانچواں شبہ: حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر بے موسم اولاد ہوئی معلوم ہوا وہ کارساز تھے؟

جواب: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ﴾ (آل عمران: ۳۸) حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی تھی اس کا نتیجہ ہے۔

رسالت کے متعلق شبہات

پہلا شبہ: پہلے انبیاء علیہم السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر اس نبی نے حلال کر دیا ہے؟

جواب: ﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ (آل عمران: ۹۳) یہ سب کھانے حلال ہیں جو اللہ نے حلال کئے ہیں۔ فقط حضرت یعقوب علیہ السلام کا اُونٹ گوشت چھوڑنا اطباء کے مشورہ پر مبنی تھا۔

دوسرا شبہ: قدیم سے بیت المقدس قبلہ تھا اس نبی نے آکے بدل دیا؟

جواب: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ﴾ (آیت: ۹۶)

تیسرا شبہ: جنگ اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اگر وہ سچے نبی ہوتے تو کفار کے ہاتھوں شکست نہ ہوتی؟

جواب: ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آیت ۱۲۱)۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح دی جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ﴾ (آیت ۱۵۲)۔ لیکن ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی اللہ پاک نے عارضی شکست دی (محض ابتلاء وامتحان کے لئے) حالانکہ جنگ بدر میں باوجود تعداد کے کم ہونے کے اللہ پاک نے فتح دی۔

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ﴾ (آیت: ۸۱) سے ﴿فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (آیت: ۱۰۱) تک رسالت کا بیان ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (آیت: ۱۰۲) سے ﴿لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (آیت: ۱۰۵) تک جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد پھر آخر سورت میں انہی چار مضامین کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ: آخری پیغمبر آچکا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا لایا ہوا پیغامِ توحید مان لو اور حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ آخری پیغمبر سے مل کر اشاعتِ توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے نبی کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کے اقرار پر۔ ② سورت ممتاز ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ان الفاظ سے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ...﴾ (آیت: ۱۴۴)۔ ③ سورۃ ممتاز ہے جماعت کے قوانین کے ذکر پر (رکوع ۱۱ میں)۔

④ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان ذکر ہے۔

⑤ سورت ممتاز ہے حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت پر ﴿وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران: ۴۲)

⑥ سورت ممتاز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے۔

شانِ نزول: مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو ان کے ساٹھ چیدہ چیدہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ وفد میں تین آدمی سرکردہ تھے یعنی عاقب، سید اور ابوحارثہ۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے اور کہا کہ وہ اللہ کے ولد اور نائب ہیں۔ اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہمارے معبود ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تو زندہ جاوید اور سارے جہان کا نگہبان اور رزاق ہے۔ زمین وآسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں وہ ماں کے رحم میں اپنی مرضی کے مطابق بچے کی شکل بناتا ہے وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا ان

صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پائی جاتی ہے جب ان صفات میں سے کوئی صفت بھی ان میں نہیں تو پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں۔ اس پر سورۃ آل عمران کی ابتدائی اسی آیات نازل ہوئی (خازن ج ۱/ص ۲۶۶) وحاشیہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ)
سنہ ۹ھ میں یمن سے عیسائیوں کے مذہبی لوگوں کا ایک وفد مدینہ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے "عیسائیت" کے موضوع پر گفتگو کی، سورۂ آل عمران کی شروع کی ۹۰ آیتیں اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں۔

۱۔ آیات متشابہات میں غور وخوض جائز نہیں

آیت کا شانِ نزول:

(۲۹۱۹) قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ (فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ) قَالَ فَاِذَا رَاَيْتِهِمْ فَاعْرِفِيْهِمْ وَقَالَ يَزِيْدُ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ فَاعْرِفُوْهُمْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں اس میں متشابہ ہے تاکہ وہ فتنہ پیدا کریں اور اس کی تاویل کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم انہیں دیکھو گی تو انہیں پہچان لو گی یزید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں جب تم ان لوگوں کو دیکھو گے تو انہیں پہچان لو گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ارشاد فرمائی ہے۔

(۲۹۲۰) قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ یہ وہ ذات ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس میں بعض محکم آیات ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو تم ان سے بچو۔

فائدہ: آیاتِ قرآنیہ دو قسم پر ہیں: ① محکم ② متشابہ۔ محکم وہ آیاتِ قرآنیہ ہیں جس کا ترجمہ اور مرادِ خداوندی معلوم ہو۔ متشابہ یہ آیات بھی دو قسم ہیں: ① وہ جن کا ترجمہ اور مراد دونوں مجہول ہوں مثلاً حروف مقطعات جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں یہ حروف بعض مقامات میں ایک ایک حرف ہوں گے جیسے صٓ، نٓ، قٓ اور بعض مقامات میں دو دو حرف ہوں گے جیسے حٰمٓ اور بعض مقامات میں تین تین حرف ہوں گے مثلاً: الف، لام، میم، اور بعض مقامات میں چار چار حروف ہوں گے جیسے المص اور بعض مقامات میں پانچ پانچ حروف ہوں گے جیسے حٰمٓ عٓسٓقٓ.

فائدہ: حروف مقطعات کو مقطعات اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے ہر حرف کو ساکن اور دوسرے حرف سے جدا کر کے پڑھا جاتا ہے

اگر چہ لکھنے میں ملا کر ہی لکھا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں مقطعات کہا جاتا ہے۔حروف مقطعات کا علم یعنی ان کا ترجمہ اور مرادِ الٰہی کسی کو معلوم نہیں چنانچہ اصحابِ رسول ﷺ میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا فرمان یہ ہے کہ حروف مقطعات کا علم صرف اور صرف اللہ کریم ہی کے پاس ہے۔ کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی، اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حروف مقطعات کا علم صرف اور صرف اللہ کریم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶)

اعتراض: متشابہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب: اس کے متعلق علماء کے دو طائفہ ہیں اول متقدمین: ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان تو لائیں گے مگر کسی قسم کی تاویل نہ کریں گے۔

دوم متاخرین: انہوں نے متشابہات میں تاویل کی ہے اور شریعت کے اصول کے مطابق تاویل کے بھی قائل ہیں۔

فائدہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر کتاب میں کچھ اسرار ہوا کرتے ہیں اور قرآن مجید کے اسرار مقطعاتِ قرآنیہ ہیں اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی خاص بات ہوا کرتی ہے قرآن مجید میں خاص بات مقطعات ہیں بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عام لوگوں کو اسرار کے درپے ہونے سے اور غور کرنے سے روکا گیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ معنی سمجھے بغیر بھی یہ لوگ احکام مان لیتے ہیں اور قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کامل اطاعت و فرمانبرداری کی آزمائش ہو جاتی ہے۔ صرف پیغمبر علیہ السلام کو یہ اسرار معلوم ہوتے ہیں اگر ان کو بھی معلوم نہ ہوں تو خطاب بے کار ہو جاتا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ کی طرح علماء راسخین علم بھی اسرار مقطعات سے واقف ہوتے ہیں۔ چنانچہ آیت ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾ (آل عمران: ۷) کی تفسیر میں یہ دونوں رائیں اصول کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ پھر علماء راسخین کے واقف اور باخبر ہونے میں مندرجہ ذیل مختلف رائیں ہیں:

① بعض اہل علم ان مقطعات کو انہی سورتوں کے نام مانتے ہیں جن کے شروع میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ اور اس مختصر نام رکھنے کا قدیم دستور اہل عرب میں چلا آ رہا ہے جیسے عین سے سونا، چاندی۔ غین سے بادل، نون سے مچھلی، قاف سے ایک مخصوص پہاڑ مراد لیتے ہیں یہی حال ان سورتوں کے نام رکھنے کا بھی ہے۔

② بعض علماء مقطعات کو اسمائے الٰہیہ کہتے ہیں جن کو تبرکاً بعض سورتوں کے شروع میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کٓهٰیٰعٓصٓ یا حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ کہہ کر دعا مانگا کرتے تھے۔

③ بعض کے نزدیک یہ حروف اسمائے الٰہیہ کے اجزاء ہیں چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ الٓرٰ، حٰمٓ، نٓ کا مجموعہ الرحمٰن ہے۔

مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں ایک غلط بات تحریر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ الٓمٓ کا معنی پہلے زمانہ میں معلوم تھا مگر بعد میں سارے لوگ بھول گئے جس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ان کے معانی جانتے تھے بعد میں امت کے سارے لوگ بھول گئے یہ تو بالکل غلط بات ہے کہ کسی کو بھی اس کا معنی نہ آتا ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۴۹)

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح عیسائی: انجیل کے متشابہات کی وجہ سے گمراہ ہوئے، اسی طرح اس امت میں بھی

ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑیں گے، چنانچہ اس امت میں بھی پہلی گمراہی صفات باری تعالیٰ میں غور کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی، معطلۃ، مجسمۃ، مؤولۃ اور مشبھۃ فرقے: صفات میں انتہائی غور وخوض کرنے کی وجہ ہی سے پیدا ہوئے ہیں، ایسی صورت میں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں سے دور رہا جائے، تاکہ آدمی ان کے فتنہ سے محفوظ رہے۔

سورۃ آل عمران کی اس آیت کی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات ہیں لیکن قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ہے: ﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴾ (ھود:۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی ساری آیات محکم ہیں ایک اور آیت میں ہے ﴿كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (الزمر:۲۳) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات متشابہات ہیں۔

اس اشکال کا حل یہ ہے کہ سورۃ ہود کی آیت احکمت ایاتہ سے محکم کے اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے فصاحت وبلاغت اور حق وصداقت کا مضبوط اور مستحکم ہونا مراد ہے اور یہ کہ اس میں کوئی عبث اور فضول کلام نہیں اور دوسری آیت یعنی کتابا متشابھا سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات ایک دوسرے مضمون کی تصدیق اور تائید کرنے والی ہیں ان میں آپس میں معنی اور مفہوم کے لحاظ سے کوئی تعارض نہیں ہوتا

۲۔ نبی ﷺ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خاص تعلق ہے

(۲۹۲۱) اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيَ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَأَ (اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے ہر نبی کے دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کچھ (خاص) دوست ہوتے ہیں میرے دوست میرے جد امجد ہیں جو میرے پروردگار کے خلیل ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"بے شک ابراہیم (علیہ السلام) کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ یہ نبی ہیں اور ایمان لانے والے لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دوست ہے۔"

سورۂ آل عمران کی آیت ۶۸ ہے:

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾

ترجمہ: بیشک سب لوگوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھنے والے: یقیناً وہ لوگ ہیں جنھوں نے (ان کے زمانہ میں) ان کا اتباع کیا، اور یہ نبی ﷺ اور یہ ایمان والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے حامی ہیں۔

تشریح: ولاۃ: ولی کی جمع ہے، جس کے معنی یہاں خاص تعلق رکھنے والا کے ہیں، یعنی ہر نبی کا گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے آپ ﷺ کا دوست کون ہے؟ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کا انبیاء میں سے کوئی دوست ہوتا ہے اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے دوست آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر آپ ﷺ نے دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ﴾ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر چیزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں

موافقت کرتے تھے جیسے انبیاء بنی اسرائیل کا خاص تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے، پھران کو واسطے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے، پھران کے واسطے سے حضرت نوح علیہ السلام سے ہے، پھران کے واسطے سے حضرت آدم علیہ السلام سے ہے، اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہے، پھران کے واسطہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے اور ایسی صورت میں اوپر والے واسطوں کا اثر ماتحت نبوت میں آتا ہے، چنانچہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعتوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے احوال کا اثر پایا جاتا ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملت اسماعیلی اور ملت ابراہیمی پر مبعوث ہوئے ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ان دونوں ملتوں کے اثرات ہیں۔

۳۔عدالت میں جھوٹی قسم کھانے کا وبال

(۲۹۲۲) مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَنْ يَحْلِفُ فَيَذْهَبُ بِمَالِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال ہتھیانا چاہتا ہو جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ حدیث میرے بارے میں ہے کیونکہ میرے اور یہودی کے درمیان کچھ زمین مشترک ملکیت کی تھی اس یہودی نے میری شراکت کا انکار کر دیا میں یہ مقدمہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تمہارے پاس ثبوت ہے میں نے عرض کی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کہا تم قسم اٹھا لو میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال ہتھیا لے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے نام کے عہد اور اس کی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔" یہ آیت آخر تک ہے۔

سورۂ آل عمران آیت ۷۷ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾

۴۔آیت پاک ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ کا نزول اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل

(۲۹۲۳) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ) اَوْ (مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ وَكَانَ لَهٗ حَائِطٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَائِطِيْ لِلّٰهِ وَلَوِ اسْتَطَعْتُ اَنْ اُسِرَّهٗ لَمْ اُعْلِنْهُ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِيْ قَرَابَتِكَ اَوْ اَقْرَبِيْكَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "تم لوگ اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اس چیز کو خرچ نہ کرو جسے تم پسند کرتے ہو۔" اور یہ آیت نازل ہوئی: "وہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے۔"

توحضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کی ان کا ایک باغ تھا (انہوں نے عرض کی) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ باغ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اگر میں اس بات کو پوشیدہ رکھ سکتا ہوتا تو اس کا اعلان نہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو (یہاں پر ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ کون سالفظ استعمال ہوا ہے قرابتك یا پھر اقربیك)۔

سورۂ آل عمران آیت ۹۲ ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا جذبہ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل اور متصل ان کا باغ تھا جس میں ایک کنواں تھا جس کو بیرحاء کہا جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور بیرحاء کا پانی پیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کنویں کا پانی پسند تھا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ باغ بڑا قیمتی زرخیز اور ان کو اپنی جائیداد میں سب سے زیادہ محبوب تھا اس آیت کے نازل ہونے پر وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تمام اموال میں بیرحاء مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں صرف فرمادیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے اقرباء میں تقسیم کردو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشورے کو قبول فرما کر اس باغ کو اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنا محبوب گھوڑا خیرات کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خیبر کی جائداد وقف کی۔

۵۔ فرضیت حج کی آیت، اور چند سوالات

(۲۹۲۴) قَامَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنِ الْحَاجُّ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيْلُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجی کون ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکھرے ہوئے بالوں کا شخص اور میلے کچیلے کپڑے پہنا ہوا شخص ایک اور شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا حج زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں بلند آواز میں تلبیہ پڑھا جائے اور قربانی کی جائے ایک اور شخص کھڑا ہوا عرض کی یارسول اللہ (قرآن میں حج کے لیے) جس سبیل کا تذکرہ ہوا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاد سفر اور سواری۔

سورۂ آل عمران آیت ۹۷ ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ﴾: اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمے بیت اللہ کا حج کرنا ہے، اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور یہ مضمون کتاب الحج ۴ حدیث ۸۰۳ میں گزر چکا ہے۔

فائدہ: حج کے دو معنی ہیں: ① لغوی ② شرعی۔ لغوی وہ ہے کہ کسی ہستی کو قابل تعظیم جان کر اس کی زیارت کے لیے کثرت سے جانا۔

چنانچہ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **ماخذ نمبر ۱:** حج کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کسی کی زیارت کے لیے قصد کرنا۔ (مفردات ص ۱۰۶)

شرعی معنی: اصطلاح شریعت میں حج یہ ہے کہ مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص زمانہ میں مخصوص جگہ کی زیارت کرنا۔ چنانچہ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ماخذ نمبر ۱: حج کہتے ہیں وقت مخصوص میں افعال مخصوص کے ساتھ مکانِ مخصوص کی زیارت کرنا۔ (کنزالدقائق ج ۱ ص ۷۲)

فائدہ: شرائط حج: شرائط تین قسم پر ہیں: اوّل شرط وجوب: حج میں آٹھ شرطیں ہیں: ① مسلمان ہونا ② عاقل ہونا ③ بالغ ہونا ④ آزاد ہونا ⑤ ایامِ حج کا ہونا ⑥ زادِ راہ پر قدرت ⑦ فرضیتِ حج کا علم ہونا۔

دوم شرطِ ادائیگی: حج کی ادائیگی کے لیے پانچ شرطیں ہیں ① صحتِ بدن ② موانع حسی کا نہ ہونا ③ راستہ کا مامون ہونا ④ عورت کے حق میں ایام عدت کا نہ ہونا ⑤ عورت کے ساتھ خاوند یا محرم کا ہونا۔

سوم شرائطِ صحت: حج کی صحت کے لیے چار شرطیں ہیں: ① اسلام ② احرام ③ مکانِ مخصوص ③ وقتِ مخصوص (جاجروی)۔

۶۔ آیت مباہلہ اور اس پر عمل کی تیاری

(۲۹۲۵) لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ (تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ) اَلْاٰیَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلِیْ.

ترجمہ: عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

”تم لوگو آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو بلاتے ہیں۔“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی اے اللہ یہ میرے اہل (بیت) ہیں۔

فائدہ: پہلے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ چارتن (علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل کئے گئے ہیں، اور آیت مباہلہ میں لفظ،، اہل بیت،، نہیں تھا، صرف بیٹوں، عورتوں اور خود کو مباہلہ میں شامل ہونا تھا، اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد حیات نہیں تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے لئے اپنے دونوں نواسوں اور داماد کو بلایا، اور بذات خود بھی مباہلہ کے لئے تیار ہوئے، اور بیویوں کو بلانے کے بجائے بیٹی کو بلایا، کیونکہ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل ہو چکی تھیں، اور نواسے چونکہ چھوٹے تھے اس لئے بھی ان کے ساتھ ان کی ماں کا ہونا ضروری تھا۔

۷۔ قیامت کے دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے

(۲۹۲۶) رَاٰی اَبُوْ اُمَامَةَ رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلٰی دَرَجِ دِمَشْقَ فَقَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلٰی تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ خَیْرُ قَتْلٰی مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَاَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ قُلْتُ لِاَبِیْ اُمَامَةَ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا حَتّٰی عَدَّ سَبْعًا

مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ.

ترجمہ: ابو غالب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کے سروں کو دمشق کے ایک منارے پر لٹکے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ جہنم کے کتے ہیں اور آسمان کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بدترین مقتول ہیں اور سب سے بہترین مقتول وہ ہیں جو ان کے ہاتھوں شہید ہوئے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔" یہ آیت انہوں نے آخر تک تلاوت کی۔

ابو غالب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ بلکہ تین مرتبہ بلکہ چار مرتبہ یہاں تک کہ انہوں نے سات مرتبہ کا ذکر کیا نہ سنی ہوتی تو یہ تمہارے سامنے ذکر نہ کرتا۔

سفید چہرے والے اور سیاہ چہرے والے کون لوگ ہوں گے؟ ان کی تعیین کے بارے کے مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے۔

(۲) عطاء فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کے چہرے سفید ہوں گے بنو قریظہ اور بنی نضیر کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

(۳) یہ لوگ جنگ صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر کے حروراء مقام میں جمع ہوئے، ان کا لیڈر نافع بن الازرق تھا، اس لئے خوارج ازارقہ بھی کہلاتے ہیں، ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوہا لیا، اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا، جب ان خوارج کے سر دمشق کے راستہ پر یہ سر نصب کئے ہوئے دیکھے، پس فرمایا: کلاب النار: یہ لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔

(۴) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ سیاہ چہرے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے ہوں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یعنی نبی بننے سے پہلے تو آپ کی تصدیق کرتے تھے لیکن جب آپ نبی بن گئے تو بجائے اس کے کہ وہ آپ کی تائید و نصرت کرتے الٹا آپ کی تکذیب کر دی۔

۸۔ یہ امت بہترین اور معزز ترین امت ہے

(۲۹۲۷) فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ.

ترجمہ: بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"تم سب سے بہتر امت ہو جسے لوگوں کے لیے بھیجا گیا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم لوگوں نے ستر امتوں کی تعداد کو پورا کر دیا ہے اور تم ان سب میں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے افضل ہو۔

سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی فائدہ رسانی کے لئے نکالی

گئی ہو، اس آیت پاک کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

تشریح: یعنی پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، اور تم آخری امت ہو، اور تمام امتوں سے بہتر اور معزز ہو، کیونکہ اس امت کے ذمے نبیوں والا کام رکھا گیا ہے، اس لئے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور اس کی فضیلت سوا ہو گئی ہے۔

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: اس سے مراد خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اور بعد کے لوگوں میں سے وہ لوگ مراد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد پر ہوں اور ان کے جیسے کام کریں: وہ بہترین لوگ ہیں، جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے وجود میں لائے گئے ہیں، پس گمراہ فرقے اس آیت کا مصداق نہیں بلکہ وہ اہل حق بھی جو صحابہ والا کام نہیں کرتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے، دین کی تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تعلم میں حصہ نہیں لیتے، بلکہ تن پروری میں مشغول ہیں وہ بھی اس آیت کا مصداق نہیں۔

۹۔ ہدایت وضلالت اللہ کے اختیار میں ہے

(۲۹۲۸) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کُسِرَتْ رَبَاعِیَتُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ وَجْهُهٗ شَجَّةً فِیْ جَبْهَتِهٖ حَتّٰی سَالَ الدَّمُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَقَالَ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِیِّهِمْ وَهُوَ یَدْعُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ فَنَزَلَتْ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ اِلٰی اٰخِرِهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بھی زخم آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہتا ہوا چہرے پر آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرے حالانکہ وہ نبی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دیتا ہے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ....﴾ (آل عمران:۱۲۸)

"تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ (اللہ تعالیٰ) انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے۔" یہ آیت آخر تک ہے۔

(۲۹۲۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شُجَّ فِیْ وَجْهِهٖ وَکُسِرَتْ رَبَاعِیَتُهٗ وَرُمِیَ رَمْیَةً عَلٰی کَتِفِهٖ فَجَعَلَ الدَّمُ یَسِیْلُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَهُوَ یَمْسَحُهٗ وَیَقُوْلُ کَیْفَ تُفْلِحُ اُمَّةٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِیِّهِمْ وَهُوَ یَدْعُوْهُمْ اِلَی اللّٰهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی (لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ کے کندھے پر بھی ایک پتھر لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خون بہنے لگا آپ اس کو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے وہ امت کیسے فلاح پا سکتی ہے؟ جو اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرے حالانکہ وہ نبی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے (راوی کہتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾

ترجمہ: "تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے (کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے بے شک وہ لوگ ظالم ہیں۔"

(۲۹۳۰) یَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَبَا سُفْيَانَ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ ابْنَ اُمَيَّةَ قَالَ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ) فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَاَسْلَمُوْا فَحَسُنَ اِسْلَامُهُمْ.

ترجمہ: سالم بن عبداللہ اپنے والد سے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن یہ دعا کی۔ "اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت کرے اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔"

راوی بیان کرتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ.....﴾ (آل عمران:۱۲۸)

تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے۔

تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توبہ کی توفیق دی ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔

(۲۹۳۱) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَدْعُوْا عَلٰى اَرْبَعَةِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ) فَهَدَاهُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد کے لیے دعائے ضرر کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾

"تمہارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب دے بے شک وہ لوگ ظالم ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے ان (چاروں) کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

سورۂ آل عمران آیت ۱۲۸ ہے: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار نہیں، یا تو اللہ تعالیٰ ان کی توجہ فرمائیں گے یا ان کو سزا دیں گے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

آیت کا شان نزول: غزوۂ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا تھا، اور چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے نبی کے ساتھ یہ معاملہ کیا جبکہ وہ ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے؟ اس وقت یہ آیت پاک نازل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بد دعا کرنے سے روک دیا گیا۔

تشریح: حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور حنین و طائف کی جنگوں میں شریک رہے اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ: ابوجہل کے بھائی ہیں، ابوجہل تو بدر میں مارا گیا مگر حارث بچ گئے پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام بھی اچھا رہا، ان کا شمار بڑے صحابہ میں ہے وہ شام میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے پھر لوٹ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حنین و

طائف کی جنگوں میں بحالت کفر شریک رہے پھر ایمان لائے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے اور چوتھے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں، حدیبیہ کی صلح میں آپ ہی فریق مقابل تھے، اور فتح مکہ کے موقع پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے سوال کیا تھا: ماذا تقولون؟ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا؟ تو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا: تقول خیرا، تظن خیرا، اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت: ہم اچھی بات سوچ رہے ہیں، اور اچھا گمان باندھ رہے ہیں، آپ شریف بھائی اور شریف بھتیجے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بالا ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ جواب بہت پسند کیا اور ارشاد فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم، انتم الطلقاء. جاؤ سب کو معاف کر دیا، آج پچھلی باتوں پر شرمندہ بھی نہیں کیا جائے گا۔

تشریح: ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ ہدایت کا اختیار اللہ کا ہے، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اختیار ہوتا تو عم محترم ابو طالب کے معاملہ میں ہوتا، جبکہ ان کے معاملہ میں ارشاد پاک ہے: (انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت پانے والوں کو خوب جانتے ہیں۔

فائدہ: روایات میں مذکور آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں قبائل رعل وذکوان کا واقعہ بھی آیا ہے، ان قبائل نے چند صحابہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا تھا، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ پہنچا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی اور ان قبائل کے لئے بددعا کی پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بددعا موقوف کر دی، یہ واقعہ احد کے بعد کا ہے، اس لئے اصل شان نزول احد کا واقعہ ہے، اور رعل وذکوان والے واقعہ کو بھی صحابہ نے آیت کا مصداق قرار دیا ہے، اور صحابہ ایسا کرتے تھے۔

۱۰۔ نماز ذکر اللہ کا بہترین ذریعہ ہے

(۲۹۳۲) اِنِّیْ كُنْتُ رَجُلًا اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدِيْثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَآءَ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ وَاِذَا حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِسْتَحْلَفْتُهٗ فَاِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهٗ وَاِنَّهٗ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

ترجمہ: اسماء بن حکم بیان کرتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں ایک شخص ہوں کہ جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہو تو اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے ذریعے مجھے نفع عطا کرتا ہے لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی شخص نے کوئی حدیث سنائی ہو تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اگر وہ میرے سامنے قسم اٹھا لے تو میں اس کی تصدیق کر دیتا ہوں ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا انہوں نے بتایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہے تو اس شخص کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

"وہ لوگ جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں۔" یہ آیت آخر تک ہے۔

سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ ہے:

﴿اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝﴾

تَرْجَمَہ: آپ ﷺ وہ کتاب پڑھیں جو آپ ﷺ پر وحی کی گئی ہے، اور نماز کی پابندی کریں، بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کی یاد اس سے بھی بڑی چیز ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتے ہیں۔

اس آیت میں نماز کا ایک فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بے حیائی اور ناجائز کاموں سے روکتی ہے، جیسے نالائق بیٹے کو نیک باپ بدچلنی سے روکتا ہے، مگر کبھی بیٹا مانتا نہیں، یہی حال نماز کا ہے، وہ نمازی بندے کو برائیوں سے روکتی ہے مگر کبھی نمازی اس کی نہیں سنتا۔ اور نماز کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے (ولذکر اللہ اکبر) کا یہی مطلب ہے۔

چنانچہ سورۂ آل عمران آیات ۱۳۴، ۱۳۵ میں متقیوں (خدا سے ڈرنے والوں) کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو ضبط کرتے ہیں، اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتے ہیں، اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کر گزرتے ہیں، یا ایسا کام کر لیتے ہیں جن سے خود ان کی ذاتوں کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کون ہے؟ اور وہ لوگ اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے۔ یعنی متقیوں کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کبھی ان سے کوئی گناہ صادر نہ ہو، ہاں متقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب بھی اس سے کوئی گناہ صادر ہو جائے وہ اللہ کو یاد کرے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔

گناہ کے بعد توبہ کا حکم:

اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ تہ دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اس گناہ پر صدق دل سے ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو اور اس پر اصرار بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں اور اللہ کے علاوہ اور کوئی گناہ کو معاف بھی نہیں کر سکتا اس آیت پاک سے نبی ﷺ نے صلاۃ التوبہ مشروع فرمائی ہے، یعنی جب کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو پاکی حاصل کرے (نہانے کی ضرورت ہو تو نہائے، ورنہ وضو کرے) پھر کم از کم دو نفلیں توبہ کی نیت سے پڑھے، پھر گڑگڑا کر دعا کرے، امید ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ صورت نماز ہے، نماز کا مقصد اور اس کا سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، پس اگر صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ پر قلم عفو پھیر دیتے ہیں، باقی تفصیل محولہ بالا جگہ میں دیکھیں۔

۱۱۔ دوران جنگ اونگھ آنا نزول رحمت کی نشانی ہے

(۲۹۴۳) رَفَعْتُ رَاْسِیْ یَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ یَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا یَمِیْدُ تَحْتَ حَجَفَتِهٖ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی (ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں غزوہ احد کے دن میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا ہر ایک شخص اُونگھ کی وجہ سے زمین کی طرف جھکا ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد یہی ہے: "پھر اس نے غم کے بعد امن والی اُونگھ تم پر نازل کی۔"

(۲۹۳۴) اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ غُشِيْنَا وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ حَدَّثَ اَنَّهٗ كَانَ فِيْمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى الْمُنَافِقُوْنَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اَجْبَنَ قَوْمٍ وَّاَرْعَبَهٗ وَاَخْذَلَهٗ لِلْحَقِّ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ہم پر غشی طاری ہوگئی ہم اس وقت غزوہ احد کے دن صف بنا کر کھڑے تھے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ وہ خود بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں اس دن اُونگھ آ گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں اس دن تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگتی تھی میں اسے پکڑ لیتا تھا وہ پھر میرے ہاتھ سے گرنے لگتی تھی میں اسے پکڑتا تھا جب کہ دوسرا گروہ منافقین کا تھا جنہیں صرف اپنی فکر تھی وہ بزدل لوگ تھے اور مرعوب ہو جانے والے لوگ تھے اور حق سے منہ موڑنے والے لوگ تھے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کی تفسیر:

اس آیت میں "غم" سے وہ پریشانی مراد ہے جو شکست کے وقت ان کو ہوئی تھی چنانچہ جب مسلمانوں پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے اور جن کو شہید ہونا تھا وہ شہید ہو گئے جنہوں نے شکست کی بوکھلاہٹ سے بھاگنا تھا بھاگ گئے تو میدان جنگ میں باقی رہنے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اونگھ طاری کر دی تاکہ دہشت اور خوف زائل ہو جائے اس کے بعد مسلمان دوبارہ جمع ہو گئے اور دوبارہ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطاء فرمائی۔

لغات: یمید: جھک رہا تھا۔ حجفة: چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی اور تانت نہ ہو۔ نُعاس: اُونگھ غنودگی ابتدائی نیند مصاف مصف کی جمع ہے لڑائی میں صف بندی کی جگہ یعنی میدان جنگ۔ اجبن (اسم تفضیل) زیادہ بزدل ارعب (اسم تفضیل) زیادہ ڈرنے والے دہشت زدہ۔

۱۲۔ مال غنیمت میں پیغمبر علیہ السلام خیانت نہیں کر سکتے

(۲۹۳۵) نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ) فِيْ قَطِيْفَةٍ حَمْرَاءَ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "نبی کا یہ کام نہیں ہے وہ خیانت کرے۔"

یہ آیت ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو غزوہ بدر کے دن گم ہو گئی تھی بعض لوگوں نے یہ کہا تھا شاید نبی اکرم ﷺ نے اسے لے لیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ خیانت کرے یہ آیت آخر تک ہے۔

مذکورہ روایت میں اس آیت یعنی ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ﴾ (آل عمران:۱۶۱) کا شان نزول ذکر کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مال غنیمت میں ایک چادر گم ہوگئی بعض لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو یہ کہنے والے اگر منافق تھے تو ان سے کوئی بعید بات نہیں کہ وہ ایسی بات کر سکتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے اور اگر کہنے والا ناسمجھ مسلمان ہو تو اس نے سمجھا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح چادر لینے کا اختیار ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں غلول کا گناہ کبیرہ ہونا اور قیامت کے دن اس کی شدید سزا کا ذکر ہے اور یہ کسی نبی کے متعلق یہ گمان کرنا کہ اس نے یہ گناہ کیا ہوگا نہایت بے ہودہ جسارت ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔

لفظ غلول مطلق خیانت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔اور خاص کر مال غنیمت کے لیے بھی اور مال غنیمت میں چوری اور خیانت کا جرم عام چوریوں اور خیانتوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ مال غنیمت میں پورے لشکر اسلام کا حق ہوتا ہے تو جس نے اس میں چوری کی اس نے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی چوری کی اگر کسی وقت اس کی تلافی کا خیال بھی آئے تو بہت مشکل ہے کہ سب کو ان کا حق پہنچائے یا معاف کرائے۔یہی حال مساجد مدارس خانقاہوں اور اوقاف کے اموال کا ہے ان میں اگر خیانت کی گئی تو اس کی تلافی کی بھی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے اگر معاف بھی کرائے تو کس کس سے معاف کرائے گا اسی طرح بیت المال کا حکم ہے۔

۱۳۔شہداء کا مقام ومرتبہ، اور ان کی انتہائی خواہش

(۲۹۳۶) لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهِ اَبَاكَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَاَحْيٰى اَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا وَقَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِيْكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ قَالَ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا) اَلْاٰيَةِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ملاقات مجھ سے ہوئی آپ نے مجھ سے دریافت کیا اے جابر کیا وجہ ہے؟ میں تمہیں شکستہ حال دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور وہ بال بچے اور قرض چھوڑ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ دوں جس کے ہمراہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جی ہاں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے ساتھ حجاب کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تمہارے والد کو زندہ کرنے کے بعد ان کے ساتھ حجاب کے بغیر گفتگو کی اور یہ فرمایا اے میرے بندے میرے سامنے آرزو کر میں تمہیں عطا کروں گا تو انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو مجھے زندہ کردے تاکہ مجھے دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جائے تو پروردگار نے فرمایا اس بارے میں ہمارا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ لوگ (دنیا میں) واپس نہیں جائیں گے۔راوی بیان کرتے ہیں (اسی بارے میں) یہ آیت نازل ہوئی۔جن لوگوں کو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہے تم انہیں مردہ ہرگز گمان نہ کرو۔

(۲۹۳۷) اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ) فَقَالَ اَمَا اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَاُخْبِرْنَا اَنَّ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ طَیْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَتْ وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَاطَّلَعَ اِلَیْهِمْ رَبُّكَ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِیْدُوْنَ شَیْئًا فَاَزِیْدَکُمْ قَالُوْا رَبَّنَا وَمَا نَسْتَزِیْدُ وَنَحْنُ فِی الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَیْثُ شِئْنَا ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَیْهِمُ الثَّانِیَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِیْدُوْنَ شَیْئًا فَاَزِیْدَکُمْ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَا یُتْرَكُوْنَ قَالُوْا تُعِیْدُ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَنُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی.

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

"جن لوگوں کو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا تم انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ہم نے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا تو ہمیں یہ بتایا گیا کہ ان شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں وہاں چلی جاتی ہیں اور ان کا ٹھکانہ ان قندیلوں میں ہوتا ہے جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں ان کے پروردگار نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو تاکہ میں تمہیں مزید عطا کروں تو انہوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار ہم مزید کچھ نہیں چاہتے ہم جنت میں موجود ہیں ہم جہاں چاہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں اس کے بعد پروردگار نے انہیں دوبارہ مخاطب کیا اور فرمایا کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو تاکہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ ان (شہداء) نے جب یہ دیکھا انہیں ایسے ترک نہیں کیا جائے گا (یعنی انہیں فرمائش کرنا ہی ہوگی) تو انہوں نے عرض کی تو ہماری اروح کو ہمارے اجسام میں واپس کردے تاکہ ہم دنیا میں واپس جائیں اور ہمیں دوبارہ تیری راہ میں شہید کیا جائے۔

سورۂ آل عمران آیت ۱۶۹ ہے: **اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے چند فضائل**۔ مذکورہ آیات اور احادیث میں اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے چند فضائل اور درجات بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد صاحب غزوہ اُحد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے حالات کی وجہ سے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکستہ حال اور پریشان دیکھا تو فرمایا کہ تمہارے والد کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے براہِ راست آمنے سامنے بالمشافہ کلام فرمایا ہے درمیان میں نہ تو کوئی پردہ حائل تھا اور نہ کوئی نمائندہ اور قاصد تھا یہ گویا ان کا اعزاز اور خصوصیت ہے جو انہیں اللہ کے راستے میں شہید ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ نیک مؤمنین کے لیے سامان راحت اور کفار وفجار کے لیے قبر کا عذاب قرآن و سنت سے ثابت ہے تو یہ حیات برزخی جب سب کے لیے عام ہے تو پھر شہید کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: یہ ہے کہ قرآن کریم کی اسی آیت نے یہ بتلایا ہے کہ شہداء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا رزق ملتا ہے اور رزق زندہ آدمی کو ملا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے منتقل ہوتے ہی شہید کے لیے جنت کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی زندگی اسی وقت سے اس کو مل جاتی ہے جو عام مردوں سے ممتاز حیثیت کی ہے۔ اب رہا کہ وہ امتیاز کیا ہے؟ اور وہ زندگی کیسی ہے؟ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے اور نہ ہی جاننے کی ضرورت ہے البتہ بسا اوقات ان کی حیات خاص کا اثر اس دنیا میں بھی ان کے جسموں پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زمین ان کو نہیں کھاتی وہ صحیح سالم باقی رہتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۸/۳۵۶)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ: ذهب كثيرٌ من المحققين على انهم احياء في الحال لكن بحياتٍ روحانية. (تفسیر نیشاپوری ج ۴ ص ۱۳۸)

علامہ خازن فرماتے ہیں: قلت معناه لا تقولوا امواتٌ بمنزلة غيرهم من الاموات بل احياءٌ تصل ارواحهم الى الجنان كما ورد ان ارواح الشهداء في حواصل طير خضر تسرح في الجنة فهم احياءٌ من هٰذه الجهة وان كانوا امواتا من جهة خروج الروح عن اجسادهم. (تفسیر خازن ج ۱ ص ۹۵)

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ مسلم میں فرماتے ہیں: حاصل الرّفع ان ارواحهم في اجواف طير يتنعَّمُوْنَ من نِعَمِ الْجنّة بخلاف سائر الاموات فحصل الفرق بين الشهداء وغيرهم وبه خصت الشهداء بانهم احياءٌ. (علامہ سندھی حاشیہ مسلم ج ۱ ص ۷۰)

هٰذِهِ الْارواح بعد المفارقت تتاتم الى ان يردّه الله تعالىٰ يوم القيامة وهناك يحصل الاستزار والتأتم الابدان فهٰذا قول قال به عالمٌ من الناس مما يؤيد الشرع وينصر ظاهر القرآن ويزيل الشكوك والشبهات عما ورد في كتاب الله من صاحب القبر وعذابه فوجب. (تفسیر کبیر ج ۴ /ص ۱۶۷)

علامہ عبدالحق حقانی: ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ اصل میں انسان روح اور بدن اس کے تابع ہے ثواب وعذاب بھی عالم برزخ میں روح کو ہوتا ہے۔ (عقائد الاسلام ص ۱۶۶)

شہداء ومؤمنین اس بدن کے اعتبار سے دونوں کی موت برابر ہے یعنی دونوں یہاں کے جسم سے بے علاقہ ہو جاتے ہیں۔ (جمال قاسمی ص ۱۴)

ہرچہ بادا باد بعد موت نہ ارواح شہداء کو ان ابدان کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے نہ ارواح مؤمنین کو بہر حال ابدان دنیا سے دونوں شہداء ومؤمنین کے تعلق نہیں رہتا۔ (آب حیات ص ۱۶۸)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ: تحقیق آنست کہ معنی حیات تعلق روح ببدن است ودر قبر اصلاً تعلق روح ببدن نیست بلکہ بقاء شعور وادارک رابعد از مفارقت از بدن تعبیر بحیات فرمودند۔ (مشکلات القرآن ص ۱۳)

حضرت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ: برزخ میں انسان کو جسم مثالی عطا ہوگا جو اس جسم عنصری کے مشابہ ہے۔ گو برزخ میں جسم عنصری کا ہونا محال نہیں ہے مگر خلاف مشاہدہ ہے اہل کشف کو معلوم ہوا ہے کہ برزخ میں ارواح کو عذاب وثواب جسم مثالی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (اشرف الجواب ص ۳۱۲)

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ: لكن لا تشعرون تنبيهٌ على انّ حياتهم ليست بجسد. (بیضاوی ج ۱ ص ۸۲)

وعليه الجمهور الصحابة والتابعين وبه نطقت الآيات والسنن. (بیضاوی ج ۱ ص ۸۲)

۱۴۔ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی: وہ قیامت کے دن سانپ بن کر گلے میں لپٹے گا

(۲۹۳۸) مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللهِ (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ) الاٰيَةَ وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهٗ (سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِيْنٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللهِ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: ابووائل حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں ایک اژدہا رکھے گا پھر اس کے مصداق کے طور پر انہوں نے ہمارے سامنے اللہ کی کتاب کی یہ آیت تلاوت کی۔

"اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اپنے فضل کے تحت عطا کیا ہے جو لوگ اس حوالے سے بخل سے کام لیتے ہیں وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں۔"

ایک مرتبہ انہوں نے یہ بات بیان کی اس کے مصداق کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"ان لوگوں نے جو چیز بخل کے طور پر (خرچ نہیں کی) قیامت کے دن وہ طوق کے طور پر ان کی گردن میں ڈال دی جائے گی۔"

(نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا) جو شخص قسم اٹھا کر اپنے مسلمان بھائی کا مال ہتھیا لے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے مصداق کے طور پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی یہ آیت تلاوت کی بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کے عوض میں خریدتے ہیں۔

سورہ آل عمران آیت ۱۸۰: مال میں سے اللہ کا حق (زکوٰۃ) نکال دیا جائے تو باقی مال پاک ہو جاتا ہے، اور وہ آخرت میں وبال نہیں بنتا، اور آیت پاک کا مصداق وہ مال ہے جس میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

۱۵۔ اصل کامیاب جو شخص دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں پہنچ گیا

(۲۹۳۹) اَنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک لاٹھی رکھنے جتنی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔ (نبی اکرم ﷺ یا شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

"اور جس شخص کو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوگیا دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔"

سورۂ آل عمران آیت ۱۸۵ ہے: اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ اسے جنت مل جائے اور جہنم سے چھٹکارا حاصل ہو جائے اس لیے ایک مسلمان کو آخرت کی تیاری اور اس کی فکر کرنی چاہیے۔ جب فوج کسی جگہ پڑاؤ کرتی تھی تو لوگ اپنے لئے جگہ ریزرو کرتے تھے اور علامت کے طور پر کوڑا رکھ دیتے تھے، جس سے ایک آدمی کے قیام کے بقدر جگہ ریزرو ہو جاتی تھی، اگر کسی کو جنت میں اتنی جگہ بھی مل جائے تو زہے نصیب! وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، کیونکہ دنیا کی ہر نعمت ختم ہونے والی ہے، باقی رہنے والی نعمتیں آخرت کی ہیں، اور باقی رہنے والی چیز اگرچہ تھوڑی ہو، فنا ہونے والی چیز سے بہتر ہوتی ہے

۱۶۔ علم دین کو چھپانا حرام اور عمل کے بغیر تعریف کا خواہش مند ہونا انتہائی مذموم ہے

(۲۹۴۰) اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ اِذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَهُ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا

اُوْتِيَ وَاَحَبَّ اَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَهٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهٖ فِيْ اَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ) وَتَلَا (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْ وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَاَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ فَخَرَجُوْا وَقَدْ اَرَوْهُ اَنْ قَدْ اَخْبَرُوْهُ بِمَا سَاَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْمَدُوْا بِذٰلِكَ اِلَيْهِ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ وَمَا سَاَلَهُمْ عَنْهُ.

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں مروان نے اپنے دربان سے یہ کہا اے رافع تم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو ایسا شخص جو ملنے والی چیز پر خوش ہوتا ہے اور یہ پسند کرتا ہے کہ ایسی بات پر اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کی اگر ایسے ہر شخص کو عذاب ہوگا تو پھر ہم سب کو عذاب ہوگا؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہارا اس آیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم اسے لوگوں کے سامنے ضرور بیان کرو گے۔"

پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اس کے بارے میں تم ہرگز یہ گمان نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (اہل کتاب) سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس بات کو چھپایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف بات بتادی پھر وہ لوگ چلے گئے ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی چیز کے بارے میں بتادیا ہے وہ اس بات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعریف کے طلب گار تھے اور وہ اس بات پر خوش بھی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا (اس کے صحیح جواب کو) انہوں نے چھپالیا تھا۔

سورۂ آل عمران کی آیت ۱۸۸ ہے:

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾﴾

ترجمہ: آپ ہرگز گمان نہ کریں ان لوگوں کو جو اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اس کام پر جو انھوں نے نہیں کیا، تو ایسے لوگوں کو آپ عذاب سے بچا ہوا خیال نہ کریں، ان کو دردناک سزا ہوگی۔

تفسیر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کوئی بات دریافت کی، مثلاً یہ معلوم کیا کہ تورات میں میرے اور میری امت کے اوصاف کیا کیا آئے ہیں؟ یہود نے مختصر جواب دیا، چند باتیں بتائیں، اور باقی کو گول کر گئے، پھر جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے رخصت ہوئے تو جو باتیں انھوں نے بتائی تھیں اس پر خوش ہوئے، اور وہ اس کے امیدوار ہوئے کہ جو باتیں انھوں نے نہیں بتائیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، پس قرآن کریم نے یہ آیت نازل کی کہ ان نالائقوں کو عذاب سے بچا ہوا خیال نہ کریں، ان کو آخرت میں دردناک

سزا ہوگی۔ مذکورہ دو آیتوں کے شان نزول کے بارے میں احادیث میں دو واقعات منقول ہیں یہ دونوں ہی نزول کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس میں کوئی بعد نہیں کیونکہ ایک آیت کے نزول کے اس متعدد ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: بخاری شریف میں اس آیت کا ایک شان نزول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ عہد نبوی میں منافقین میں سے چند لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد وہ اپنے پیچھے رہنے پر خوش ہوتے، پھر جب آپ مراجعت فرما ہوتے تو وہ آپ کے سامنے بہانے بناتے، اور قسمیں کھاتے، اور وہ پسند کرتے کہ ان کی ایسے کام پر تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیا، یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے، اس پر آیت پاک: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا﴾ نازل ہوئی۔ (بخاری حدیث ۴۵۶۷)

رہا وہ شخص جو اللہ کی بلا واسطہ یا بالواسطہ بخشی ہوئی نعمتوں پر خوش ہوتا ہے: وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہے، البتہ جو نا کردہ نیک عمل پر تعریف کا خواہاں ہوتا ہے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ

سورۃ النساء کی تفسیر

سورۃ النسآء مدنیہ: سورۃ الممتحنہ کے بعد ۹۲ ویں نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴ نمبر پر ہے۔

معنوی ربط: سورہ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ امورِ انتظامیہ اور امورِ مصلحہ بھی مذکور تھے۔ بقرہ میں توحید کا بیان اور شرک کا رد ہر پہلو سے تھا۔ نفی شرک فعلی، نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری۔ سورۂ آل عمران میں توحید و رسالت سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا اور شرک اعتقادی کی نفی کی گئی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ اب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لئے سورۂ نساء میں تفصیل سے امورِ انتظامیہ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ایک امرِ مصلح (نماز) کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نماز اُمورِ انتظامیہ پر عملدرآمد کرنے میں مدد و معاون ہے گویا کہ سورہ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون (امورِ انتظامیہ) کو سورہ نساء میں شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

② سابقہ سورت میں فرمایا: ﴿اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا﴾ (آل عمران: ۲۰۰) "جہاد میں ثابت قدم اور مستعد رہنے کا ذکر ہے" اس سورت میں نفس کا ذکر ہے ﴿مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ تو نفس سے جہاد بھی کرنا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکبر جہاد وہ نفس سے جہاد کرنا ہے نفس گناہوں پے اُبھارے گا مگر ثابت قدم رہنا۔

③ سابقہ سورت میں ہجرت کا تذکرہ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ مہاجرین کا بڑا مقام ہے اِدھر سورۃ النسآء ہے ربط یوں ہوگا کہ مہاجرین کا بڑا مقام ہے مگر انصار کا بھی کم نہیں ہے، انصار نے ہی تو عورت جیسی چیز مہاجر بھائی کے لئے قربان کردی جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک اپنے مہاجر بھائی کو شریعت کے مطابق دے دی۔

مختصر خلاصہ: سورۃ نساء میں جو امورِ انتظامیہ مذکور ہیں وہ چونکہ دو قسم کے ہیں کچھ اُمور ایسے ہیں جن کا تعلق پبلک اور عام لوگوں سے ہے اور کچھ اُمور حُکّام کے متعلق ہیں اس اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے۔

پہلا حصہ ابتداء سے لے کر ﴿وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا﴾ (رکوع ۸) تک ہے۔ اور دوسرا حصہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ﴾ (الآیۃ) سے لے کر ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا﴾ (رکوع ۱۸) تک ہے۔

پہلے حصے میں احکامِ رعیت (چودہ احکام میت ہیں) اور دوسرے حصہ میں احکام سلطانیہ (نو احکام سلطانیہ ہیں)۔ (از جواہر القرآن) کا بیان ہے۔ اور ہر حصہ کے بعد اصل مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اوّل کے بعد اجمالاً اور حصہ دوم کے بعد تفصیل کے ساتھ۔ احکامِ رعیت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور احکام سلطانیہ کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہونے دو۔ سورت کی ابتداء میں تخویفِ اُخروی ہے یعنی احکام آگے آرہے ہیں ان کو بجالاؤ ورنہ آخرت میں تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد عذاب سے بچنے کے لئے امورِ ثلاثہ بیان کئے گئے ہیں (ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو، احسان کرو) احکامِ رعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو اور اس کے بعد ہی باقی دونوں (شرک نہ کرو، احسان کرو) اُمور بھی مذکور ہیں۔

احکامِ رعیت: احکام رعیت چودہ (۱۴) ہیں۔

(۱) یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے: ﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ ... تا ... حُوْبًا كَبِيْرًا﴾

(۲) اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور ان کے دوسرے حقوق ادا کرو۔ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا ... تا ... ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾

(۳) یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے مہر بھی ادا کرو۔ ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ... تا ... هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا﴾

(۴) یتیم بچوں کو ان کا مال اس وقت تک نہ دو جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جائیں ہاں اگر دینا بھی ہے تو گواہ بنالو تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم نے ان کا مال نہیں کھایا۔ ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ ... تا ... وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾

(۵) میت جو مال چھوڑے اس میں سب ورثاء کا حق ہے اور ان کے حصے بھی قرآن نے مقرر کئے ہیں کسی وارث کی حق تلفی نہ کرو یتیم ہو یا غیر یتیم ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ ... تا ... وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾

(۶) ورثاء کے یہ حصے مقرر ہیں ان کے مطابق تقسیم کرو۔ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ... تا ... وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾

(۷) مردوں اور عورتوں کو وراثت سے حصہ دو ضرور ہاں اگر ان میں سے کوئی برا فعل کرے تو اسے قانونِ شرعی کے مطابق سزا دو۔ ﴿وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ ... تا ... اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾

(۸) ورثاء کو وراثت سے مال تو ملتا ہے عورتیں نہیں ملتیں ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو کرلو۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ ... تا ... وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾

(۹) عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن ان درج ذیل عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ بخوشی نکاح کریں۔ ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ ... تا ... كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾

(۱۰) جن عورتوں سے نکاح جائز ہے بصورت نکاح ان کا مہر ادا کرنا ضروری ہے خواہ یا لونڈیاں۔ لونڈیوں سے نکاح اس لئے جائز ہے تاکہ تم ظلم (زنا) سے بچ سکو۔ ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ... تا ... وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾

(۱۱) مالِ یتیم، وراثت اور مہر کے علاوہ بھی کوئی حرام مال کسی صورت نہیں کھانا ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ .... تا .... وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴾

(۱۲) وارثوں کے جو حصے مقرر کئے گئے ہیں کسی سے حسد نہیں کرنا کمی کر کے ظلم نہیں کرنا اور جس کا حصہ زائد ہے اس کی خواہش نہ کرنا۔ ﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ .... تا .... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ﴾

(۱۳) اگر چہ عورتوں کا وراثت سے حصہ ہے مگر مردوں کو عورتوں پر بالا دستی حاصل ہے۔ ان پر خاوندوں کی عزت فرمانبرداری لازم ہے دو وجہ سے۔

اوّل: اس وجہ سے کہ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔

دوم: اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر مال خرچ کرتے ہیں۔ اگر عورت میں بدخوئی ہو تو نصیحت کرو بقدر ضرورت مار بھی سکتے ہو مگر ظلم نہیں کرنا۔ ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ .... تا .... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾

(۱۴) اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنی چاہیے ﴿ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا .... تا .... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴾ یہاں تک چودہ احکام رعیت ہیں اس کے بعد اجمالاً توحید کا تذکرہ ہے۔

احکام سلطانیہ: احکام سلطانیہ نو (۹) ہیں:

(۱) حق داروں کو ان کے حق دلواؤ اور فیصلے انصاف سے کیا کرو ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا .... تا .... ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾۔

(۲) اے حکمرانو! اُٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرو ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ .... تا .... فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

(۳) جو کمزور اور ضعیف مسلمان مکہ مکرمہ میں ظالم مشرکوں کے پنجہ میں تکلیف میں ہیں ان کو چھڑاؤ (آج بھی کمزور مسلمانوں کی امدا مشرک کافر کے مقابلے میں حکمرانوں پے لازم ہے۔ مگر ہائے کاش۔ (ظل) ﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .... تا .... اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾

(۴) راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو مدینہ منورہ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں وہ منافقین تمہیں ملیں تو انہیں بھی ختم کر ڈالو۔ البتہ جو مدینہ منورہ میں ہی باقی ہیں انہیں قتل نہیں کرنا ﴿ فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ .... تا .... جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴾

(۵) اگر راستہ میں کسی مسلمان سے کوئی مسلمان قتل ہو جائے تو اس کے متعلق احکام یہ ہیں۔ ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا .... تا .... وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾

(۶) اگر راستہ میں کوئی تمہیں کہے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کی لالچ میں اُسے قتل نہ کرو۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ .... تا .... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴾

(۷) اے مکہ کے محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کی جماعت تو بھیج رہا ہوں لیکن تم مکہ سے ہجرت کرنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ .... تا .... وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴾

(۸) جہاد کے لئے جا رہے ہو تو نماز میں قصر کرو اور میدانِ کارزار میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملہ کا ڈر بھی ہو تو نماز اس طریقہ سے ادا کرو (میدانِ جہاد زندگی موت کی کشمکش میں بھی نماز معاف نہیں ہے ہاں قصر کر سکتے ہو۔ ہائے افسوس! ان لوگوں پہ جو امن وسلامتی میں رہ کر بھی نہیں پڑھتے (ظل) ﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ ... تا ... وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

(۹) جب آپ سفرِ جہاد پر جائیں تو قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں نہ کہ ظن وتخمین سے ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ... تا ... وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾

نو احکام سلطانیہ کے بعد مسئلہ توحید کا تفصیلاً ذکر ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

نوٹ: نو احکامِ سلطانیہ کے درمیان جابجا مشرکین منافقین اور اہل کتاب کے لئے زجریں، تخویفیں اور شکوے بھی مذکور ہیں۔

مختصر خلاصہ: لوگو! معاندین کے ساتھ جہاد کرنے سے پہلے تمہاری تنظیم اور باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا توحید ورسالت ومعاد پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اُمورِ انتظامیہ کی تعلیم حاصل کر کے ان پر کاربند ہو جاؤ تا کہ منظم ومتحد ہو کر مشرکین سے جہاد کر کے فتح یاب ہو سکو، اس طرح توحید کا مسئلہ چار دانگ عالم میں پھیل جائے گا اور شرک کا زور ٹوٹ جائے گا۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ معاشرے کی اصلاح کا تذکرہ ہے۔ ② مرد کی سربراہی کا تذکرہ ہے۔ ③ یتیم سے اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے اس کے مال کی حفاظت کرنی ہے۔ ④ وراثت کے تمام احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ⑤ عورتوں کو نصیحت دینے کے چار طریقوں کا تذکرہ ہے (آیت ۳۴) ⑥ قبول ایمان کی تین شرائط کا تذکرہ ہے۔ (آیت ۶۵) ⑦ چار قسم کے افراد اللہ پاک نے بہتر بنائے ہیں (آیت ۶۹)۔

۱۔ آیات میراث کا شانِ نزول

تشریح: یہ روایت پہلے (حدیث ۲۰۹۶ ابواب الفرائض ۶ میں) گزر چکی ہے، مگر یہ روایت صحیح نہیں، پھر ابواب الفرائض (۷) میں یہی روایت حضرت ابن عیینہ کی سند سے آئی ہے، اس میں ہے کہ آیت ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ﴾ (النساء: ۱۷۶) اس موقع پر نازل ہوئی ہے، یہ بات صحیح ہے، اور آیت ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ (النساء: ۱۱) حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیوں کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے، اور یہ روایت پہلے حدیث ۲۰۹۲ ابواب الفراض گزر چکی ہے۔

۲۔ شوہر والی عورتیں حرام ہیں، مگر جو باندی بنائی جائیں وہ حلال ہیں

(۲۹۴۱) مَرِضْتُ فَاَتَانِي رسول الله ﷺ يَعُوْدُنِي وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمَّا اَفَقْتُ قُلْتُ كَيْفَ اَقْضِي فِي مَالِي فَسَكَتَ عَنِّي حتى نَزَلَتْ (يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِي اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ).

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بیمار ہوا نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے اس وقت مجھ پر بے ہوشی طاری ہو چکی تھی جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے ایک مذکر کا حصہ دو مؤنث کے برابر ہوگا۔"

(۲۹۴۲) لَمَّا كَانَ يَوْمُ اَوْطَاسٍ اَصَبْنَا نِسَاءً لَّهُنَّ اَزْوَاجٌ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَكَرِهَهُنَّ رِجَالٌ مِّنَّا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ اوطاس کے موقع پر ہم نے ایسی خواتین کو پکڑا جن کے شوہر مشرکین میں موجود تھے بعض لوگوں نے ان خواتین کے ساتھ (صحبت کرنے) کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اور شادی شدہ عورتیں البتہ جو تمہاری ملکیت میں آ جائے (ان کا حکم مختلف ہے)۔"

(۲۹۴۳) اَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ اَوْطَاسٍ لَّهُنَّ اَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلَتْ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے جنگ اوطاس کے دن کچھ قیدیوں کو پکڑا جن کے شوہر ان کی قوم میں موجود تھے ان کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں البتہ جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں (ان کا حکم مختلف ہے)۔"

سورۃ النساء آیت ۲۴ میں ہے: ﴿وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اور یہ حدیث ان سندوں کے ساتھ کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

۳۔ بڑے کبیرہ گناہ کیا ہیں؟

(۲۹۴۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا کبیرہ گناہوں کے بارے میں یہ فرمان نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا (کبیرہ گناہ یہ ہیں) کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی بات کہنا (یا جھوٹی گواہی دینا)۔

(۲۹۴۵) اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْقَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی کیا میں تمہیں بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو لوگوں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ ﷺ (بتایئے) آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا (راوی بیان کرتے ہیں) آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حالانکہ پہلے آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹی گواہی دینا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹ بولنا۔

راوی بیان کرتے ہیں اس جملے کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے یہ سوچا کہ اب آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

(۲۹۴۶) اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنَ الْغَمُوْسُ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ فَاَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ اِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِيْ قَلْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کبیرہ گناہوں میں کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا جھوٹی قسم کھانا (شامل ہیں) جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم اٹھائے گا جبکہ وہ قسم ہی فیصلہ کن ہو وہ شخص اس میں مچھر کے پر جتنا جھوٹ شامل کردے تو اس کے دل میں قیامت تک کے لیے ایک (سیاہ) نکتہ ڈال دیا جائے گا۔

(۲۹۴۷) اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اَوْ قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ شَكَّ شُعْبَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کبیرہ گناہوں میں (یہ شامل ہے) کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹی قسم اٹھانا یہ شک شعبہ نامی راوی کو ہے۔

سورۃ النساء آیت ۳۱ ہے: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾

کبیرہ گناہ کی تعریف میں بہت اقوال ہیں، جامع ترین قول یہ ہے کہ (۱) جس گناہ پر کوئی وعید آئی ہو (۲) یا حد مقرر کی گئی ہو (۳) یا اس گناہ پر لعنت آئی ہو (۴) یا اس میں خرابی کسی ایسے گناہ کے برابر زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہے (۵) یا وہ کام آدمی نے دین میں سستی کی راہ سے کیا ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا مقابل صغیرہ گناہوں کا کی حدیثوں میں احاطہ نہیں کیا گیا۔

کبائر کی تعداد کیا ہے؟ احادیث میں کبائر کی تعداد مختلف منقول ہے بعض میں سات نو گیارہ چالیس ستر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سات سو کی تعداد بھی منقول ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس تعداد سے حصر بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ موقع محل کے لحاظ سے اس گناہ کی سنگینی اور اس وقت کے حالات اور تقاضے کے اعتبار سے یہ مخصوص تعداد بیان کی گئی ہے ورنہ کبائر کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۴۔ دنیوی احکام میں عورتوں کا مردوں سے کم درجہ ہونا، اور آخرت میں برابر ہونا

(۲۹۴۸) اَنَّهَا قَالَتْ يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ وَاِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيْرَاثِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ مُجَاهِدٌ وَاَنْزَلَ فِيْهَا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَوَّلَ ظَعِيْنَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ مُهَاجِرَةً.

ترجمہ: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی مرد جہاد میں شریک ہوتے ہیں خواتین جہاد میں شریک نہیں ہوتی ہیں ہمیں وراثت کا نصف حصہ ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو تم میں سے بعض پر جو فضلیت دی ہے اس حوالے سے آرزو نہ کرو۔"

مجاہد بیان کرتے ہیں اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ بے شک مسلمان مرد اور عورتیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئی تھی۔

سورۃ النساء آیت ۳۶ ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

عرض: اس آیت میں اسی دنیوی تفاوت کا ذکر ہے، فرمایا: اگر اللہ نے عورت کو عورت بنایا ہے تو وہ مرد ہونے کی تمنا نہ کرے، اسی طرح مرد مہینہ میں تیس دن نماز پڑھتا ہے، اور عورت ماہواری کے دنوں میں نماز نہیں پڑھتی تو وہ اس کی تمنا نہ کرے کہ کاش وہ بھی تیس دن نماز پڑھتی، یہ اللہ کی تقسیم ہے وہ جس صنف کو جو نعمت بخشیں دوسری صنف کو اس کی تمنا نہیں کرنی چاہئے، اسی طرح عورتوں کو حمل کی، وضع حمل کی، بچے کو دودھ پلانے کی، اور اولاد کو پالنے پوسنے کی جو فضیلت حاصل ہے: اس کی مرد تمنا نہ کریں کہ کاش وہ بھی عورت ہوتے تو ان کاموں کا ثواب حاصل کرتے اللہ تعالیٰ نے ہر صنف کا دائرہ کار الگ رکھا ہے۔

(۲۹۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا اَسْمَعُ اللّٰهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِي الْهِجْرَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے حوالے سے خواتین کا بھی ذکر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"میں تم سے کسی بھی مذکر یا مؤنث کے کیے ہوئے عمل کو ضائع نہیں کروں گا تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔"

۵۔ دوسرے سے قرآن سننے میں بھی ایک فائدہ ہے

(۲۹۵۰) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا غَمَزَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کروں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا اس وقت کیا عالم ہوگا جب ہم ہر امت میں سے شہید لائیں گے اور تمہیں ان سب پر گواہ کے طور لائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے میری طرف اشارہ کیا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(۲۹۵۱) قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَاْ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَاْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا قَالَ فَرَاَيْتُ عَيْنَيِ النَّبِيِّ ﷺ تَهْمِلَانِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میرے سامنے تلاوت کرو میں نے عرض کی یارسول اللہ

میں آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کروں؟ جبکہ آپ ﷺ پر اسے نازل کیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے میں اسے دوسرے کی زبانی سنوں (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں) میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا۔ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیت کا مطلب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سن کر نبی کریم ﷺ اس لیے روئے تھے کہ آپ کے سامنے قیامت کا منظر آ گیا اور آپ کو اپنی امت کے ان لوگوں کا خیال آیا جو عمل کرتے ہی نہیں یا یہ کہ اعمال میں کم خور ہوں گے جس کی وجہ سے انہیں عذاب ہوگا۔ جن لوگوں نے اللہ کے احکام دنیا میں نہیں مانے، ان کے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء کرام علیہم السلام کے اظہارات سنے جائیں گے، اور جو معاملات انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں پیش آئے ہیں، وہ سب ظاہر کر دیئے جائیں گے، اور انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد ان کے مخالفین پر جرم عائد کر دیا جائے گا، اور ان کو سزا ہوگی، ہمارے نبی ﷺ کو بھی اس وقت اپنے مخالفین کے سامنے بطور گواہ پیش کیا جائے گا، اور یہ مضمون سورۃ النحل آیت ۸۹ میں آیا ہے۔

فائدہ: جس طرح خود قرآن کریم پڑھنے کا فائدہ ہے، اسی طرح دوسرے سے قرآن سننے کا بھی ایک فائدہ ہے اور یہ دونوں فائدے مطلوب ہیں، مگر ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ سے قرآن سننے پر اکتفا کرنا اور خود نہ پڑھنا بڑی محرومی کی بات ہے، اصل خود پڑھنا ہے، البتہ دوسرے سے سننے کا بھی ایک فائدہ ہے۔ اور یہ مسئلہ تو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے مگر قرآن کریم کی تفسیر سے اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں۔

۶۔ نشہ کی حالت میں نماز جائز نہیں

(۲۹۵۲) صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَاَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَدَّمُوْنِيْ فَقَرَأْتُ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ).

ترجمہ: حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا انہوں نے ہمیں بلا لیا اور ہمیں شراب پلائی شراب نے ہم پر اثر کیا (یعنی ہم پر مدہوشی طاری ہوئی) اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا ان لوگوں نے مجھے آگے کر دیا میں نے یوں تلاوت شروع کی۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ.

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾

"اے ایمان والو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ اس وقت تک جب تک تمہیں یہ علم نہ ہو جو تم پڑھ رہے ہو۔"

اس حدیث میں اس زمانے کا واقعہ ہے جس میں شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعوت میں شراب پی پھر

نشہ میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو سورۃ کافرون کی قراءت میں غلطی کر دی کہ جس سے معنی تبدیل ہو گئے چنانچہ انہوں نے پڑھا نحن نعبد ما تعبدون کہ ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی پر اگر نیند کا شدید غلبہ ہو یا کسی دوا کی وجہ سے ایسی غنودگی ہو کہ اسے کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا ہو یا نشہ کی حالت میں ہو تو ان تمام مواقع میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۷۔ باہمی اختلافات کا شریعت سے فیصلہ کرانا ضروری ہے

(۲۹۵۳) اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِیْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِیْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فقال الْاَنْصَارِیُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ وَاَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجُدُرِ فقال الزُّبَيْرُ وَاللهِ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حتی يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بينهم) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرہ سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جس کے ذریعے لوگ اپنے باغات کو سیراب کیا کرتے تھے انصاری نے کہا پانی کو چلتا رہنے دیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا وہ لوگ اپنا مقدمہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا اے زبیر تم (اپنے باغ کو) سیراب کرلو اور پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو اس بات پر انصاری غصے میں آ گیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ (آپ ﷺ نے یہ فیصلہ اس لیے دیا ہے) کیونکہ یہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں (راوی بیان کرتے ہیں تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (غصے کی وجہ سے) متغیر ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر تم (اپنے باغ کو سیراب کرو اور پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

"تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں اختلافی معاملات میں تمہیں حاکم تسلیم نہ کریں۔"

سورۃ النساء کی آیت ۶۵ ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝۶۵﴾

فائدہ: آیت کے شروع میں جو لا ہے وہ درحقیقت یحکموک پر داخل ہے، اور تحکیم: کے معنی ہیں: فیصلہ کروانا، اور حکم بنانے کے تین مراتب ہیں: (۱) اعتقاد سے (۲) زبان سے (۳) عمل سے۔ اعتقاد سے حکم بنانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہر دنیوی نزاع کا فیصلہ شریعت سے کرانا ضروری ہے، پھر زبان سے اس کا اقرار بھی کرے، اور عمل سے اسکا مظاہرہ بھی کرے، یعنی اپنے

مقدمات غیر مسلم جج کے سامنے نہ لے جائے، بلکہ دین جاننے والوں سے اس کا فیصلہ کرائے۔ پہلا مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہے، اس کا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے، منافقین میں اسی کی کمی تھی، اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہے، اس کا نہ ہونا عند الناس کفر ہے، اور آخری مرتبہ صلاح و تقوی کا ہے، اور اس کا نہ ہونا فسق ہے، اور تنگی سے مراد طبعی تنگی نہیں ہے، وہ تو معاف ہے، بلکہ ایمانی تنگی مراد ہے۔

اور کی حدیث پہلے ابواب البیوع میں گزر چکی ہے۔

۸۔ نبی ﷺ نے مصلحت سے منافقین کو قتل نہیں کیا

(۲۹۵۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (فَمَا لَكُمْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ) قَالَ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِمْ فَرِيْقَيْنِ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ يَقُوْلُ اَقْتُلْهُمْ وَفَرِيْقٌ يَقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ) فَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ وَقَالَ اِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو؟" حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانے والوں میں سے کچھ لوگ واپس آ گئے تو عام لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے ان کے حوالے سے دو فریق بن گئے ان میں سے ایک فریق کا یہ کہنا تھا ان لوگوں کو قتل کر دو یہ جنگ میں شرکت کئے بغیر واپس آ گئے (یہ منافق ہیں) ایک گروہ کا یہ کہنا تھا ایسا نہیں ہوگا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (مدینہ منورہ) طیب ہے یہ ناپاکی کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل (زنگ) کو نکال دیتی ہے۔

سورۃ النساء کی آیت ۸۸ ہے:

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴾

ترجمہ: پس تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں میں دو گروہ ہو گئے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ہے ان کی بد عملی کی وجہ سے! کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیا ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دین اس کے لئے تم ہرگز کوئی سبیل نہیں پاؤ گے۔

ایسی ہی ایک بدتمیزی عبد اللہ بن ابی کی اس وقت سامنے آئی تھی جب اس نے کہا تھا: جب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔ (سورۃ المنافقین آیت ۸) اس وقت بھی نبی ﷺ سے اجازت چاہی گئی تھی کہ عبد اللہ کو قتل کر دیا جائے، بلکہ ان کے بیٹے نے اس کی پیش کش کی تھی، مگر آپ ﷺ نے یہ فرما کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو روک دیا کہ لوگ قیامت تک پروپیگنڈہ کریں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بخشا ان کو بھی تہہ تیغ کیا اسی مصلحت کے پیش نظر نبی ﷺ نے اُحد کی جنگ کے موقع پر جو واقعہ پیش آیا تھا اس میں بھی منافقین سے درگزر کیا تھا۔

سورۃ نساء کی اس آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں اور سب ہی اس کے نزول کا سبب بن سکتی ہیں چند روایات یہ ہیں:

(۱) ایک تو یہ واقعہ ہے جو مذکورہ حدیث میں ہے۔ جب میدان اُحد پہنچ گئے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے ساتھ تین سو بندوں کو یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ میری رائے پر حضور ﷺ نے عمل نہیں کیا اب مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی میدان جہاد سے لوٹ کر آنے والے منافقین کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو طبقے ہو گئے ایک کی رائے یہ تھی کہ یہ کافر ہیں لہٰذا انہیں قتل کر دیا جائے جبکہ دوسرے طبقے کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ یہ کلمہ گو ہیں بظاہر مسلمانوں کی طرح اعمال کرتے ہیں لہٰذا انہیں قتل نہ کیا جائے اس پر یہ آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے واضح الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کفر میں جا چکے ہیں وہ سب اسلام سے بری ہیں انہیں مسلمان نہ سمجھا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ ایک پاکیزہ جگہ ہے اس میں کوئی گندی چیز نہیں رہ سکتی یہ نکال دیتا ہے لہٰذا اگر کوئی منافق ہے کفر پر چلا گیا ہے تو اسے بھی نکال دے گا۔

۹۔ مؤمن کو عمداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہوگی

(۲۹۵۵) يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَاْسُهُ بِيَدِهٖ وَاَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَارَبِّ هٰذَا قَتَلَنِيْ حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ قال فَذَكَرُوْا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ) قَالَ مَانُسِخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا اس مقتول کی پیشانی اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی شہ رگ سے خون بہہ رہا ہوگا وہ عرض کرے گا میرے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس قاتل کو عرش کے قریب لے آئے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے توبہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔ "جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزاء جہنم ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی اس کا حکم تبدیل نہیں ہوا ہے پھر توبہ کی گنجائش کہاں ہوگی؟

اہل السنہ والجماعہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر کبیرہ گناہ بخشا جائے گا کیونکہ قرآن کریم میں دو جگہ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو تو نہیں بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور جو گناہ اس سے فروتر ہیں ان کو جس کے لئے چاہیں گے بخش دیں گے۔

اور سورۃ النساء آیت ۹۳ ہے۔ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کو قتل کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی بات مروی ہے۔

تشریح: اس مسئلہ کی تفصیل ابواب الدیات ۷ میں گزر چکی ہے۔ وہاں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مصلحتاً تھا، ورنہ ان کے نزدیک بھی قتل مؤمن کا گناہ سچی توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔

۱۰۔ مسلمان سمجھنے کے لیے اسلام کی صرف ظاہری علامات کافی ہیں

(۲۹۵۶) مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ عَلٰی نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَمَعَہٗ غَنَمٌ لَہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ قَالُوْا مَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا لِیَتَعَوَّذَ مِنْکُمْ فَقَامُوْا وَقَتَلُوْہُ وَاَخَذُوْا غَنَمَہٗ فَاَتَوْا بِھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بنوسلیم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرا اس شخص کے ساتھ اس کی بکریاں بھی تھیں اس شخص نے ان حضرات کو سلام کیا تو یہ حضرات بولے اس نے آپ لوگوں سے بچنے کے لیے آپ کو سلام کیا ہے یہ لوگ اٹھے اور انہوں نے اسے قتل کردیا اور اس کی بکریاں حاصل کرلیں پھر یہ حضرات وہ بکریاں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو (معاملات کی) چھان بین کرلیا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کرے اس کے بارے میں یہ نہ کہو تم مومن نہیں ہو۔"

سورۃ النساء آیت ۹۴ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہر کام تحقیق سے کرو، اور ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے یہ مت کہو کہ تو مسلمان نہیں۔

اس آیت پاک کے متعدد شان نزول روایات میں آئے ہیں، ان میں سے دو روایتیں بھی ہیں۔

مسلمان سمجھنے کے لیے اسلام کی صرف ظاہری علامات کافی ہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ آیت سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو پھر کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ بغیر تحقیق کے اس کی بات کو نفاق قرار دے۔ اس آیت کے نزول کا سبب کچھ ایسے ہی واقعات ہیں جن میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں لغزش ہوگئی تھی۔

فائدہ: آیت کے الفاظ میں جو ﴿اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ﴾ ارشاد ہے اس میں لفظ سلام سے اگر السلام علیکم مراد لیا جائے تو پہلا واقعہ جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں نقل کیا ہے اس آیت کے ساتھ زیادہ موزوں اور مناسب ہوگا اور اگر سلام کے لفظی معنی سلامت اور اطاعت کے لیے جائیں پھر یہ تمام واقعات اس آیت کے شان نزول میں برابر ہوں گے اسی لیے اکثر حضرات نے سلام کا ترجمہ اس جگہ اطاعت کا کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/۳۲۸)

فائدہ: اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب: اس آیت سے یہ اہم مسئلہ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان بتلاتا ہو خواہ کلمہ پڑھ کر یا کسی اور اسلامی شعار کا اظہار کر کے مثلاً اذان نماز وغیرہ میں شرکت کرے تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ایسے شخص سے کسی ایسے فعل اور بات کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے اور ایسے حکم کا انکار ثابت نہ ہو جنہیں

ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ نماز کا انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں اسے کافر مرتد ہی قرار دیا جائے گا۔لہٰذا یہ جو کہا جاتا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر قرار نہ دو اس کا یہی مطلب ہے۔

۱۱۔ جہاد کرنے والوں اور نہ کرنے والوں میں موازنہ اور معذوروں کا حکم

(۲۹۵۷) لَمَّا نَزَلَتْ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْاٰیَةَ جَاءَ عَمْرُو بْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَکَانَ ضَرِیْرَ الْبَصَرِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا تَأْمُرُنِیْ اِنِّیْ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ الْاٰیَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ایْتُوْنِیْ بِالْکَتِفِ وَالدَّوَاةِ اَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔"اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں۔" تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ نابینا تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے بارے میں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ کیونکہ میں تو نابینا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل کیے۔" وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو۔" تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس (اُونٹ کے) شانے کی ہڈی اور دوات لے آؤ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی تختی اور دوات لے آؤ (تاکہ میں اس کو املاء کروادوں)۔

(۲۹۵۸) اَنَّهٗ قَالَ (لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ) عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ اِلٰی بَدْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ وَابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ اِنَّا اَعْمَیَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَهَلْ لَنَا رُخْصَةٌ فَنَزَلَتْ (لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ) (عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً) فَهٰؤُلَاءِ (الْقَاعِدُوْنَ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا) دَرَجَاتٍ مِّنْهُ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی:"اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ جنہیں کوئی ضرر نہ ہو وہ برابر نہیں ہیں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور وہ لوگ ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو حضرت عبداللہ بن جحش بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یارسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو نابینا ہیں تو کیا ہمارے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"اہل ایمان میں سے بیٹھے رہ جانے والے (یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے والے) وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہ ہو وہ برابر نہیں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو فضیلت عطا کی ہے:

"ان لوگوں پر جو بیٹھے رہ گئے یعنی جہاد میں شریک نہیں ہوئے ایک درجے (کی فضیلت عطا کی ہے)۔"

تو یہ بیٹھے ہوئے لوگ وہ تھے جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں تھا (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اللہ تعالیٰ نے جہاد میں حصہ لینے والوں کو بیٹھے رہ جانے والوں پر عظیم اجر کے حوالے سے فضیلت دی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے درجات ہیں (اور لوگوں کو) ان اہل ایمان پر فضیلت حاصل ہے جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں تھا اور وہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔

(۲۹۵۹) رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْلٰى عَلَيْهِ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ)(وَ الْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ وَ كَانَ رَجُلًا اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ فَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ حَتّٰى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ).

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا میں اس کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اس نے مجھے سنایا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی املاء کروائی۔ "اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بتایا اسی دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت مجھے لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اگر میں جہاد میں شریک ہونے کی طاقت رکھتا تو جہاد میں ضرور شریک ہوتا یہ صاحب نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل کی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوں میرے زانوں پر تھا مجھے اتنا وزن محسوس ہوا کہ مجھے لگا کہ میرا زانوں ٹوٹ جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الفاظ نازل کئے تھے۔ "جنہیں کوئی ضرر نہ ہو۔"

سورۃ النساء آیات ۹۵،۹۶ ہیں: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ﴾

پہلا اعتراض: پہلی آیت میں تین مرتبہ قاعدین کا ذکر آیا ہے، اور پہلی جگہ ﴿غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ﴾ کی قید آئی ہے، مگر دوسری دو جگہوں میں یہ قید نہیں آئی، پس کیا وہاں بھی یہ قید ملحوظ ہوگی؟

دوسرا اعتراض: پہلی آیت میں دَرَجَةً (مفرد) آیا ہے، اور دوسری آیت میں دَرَجٰتٍ (جمع) آیا ہے، ان میں کیا فرق ہے؟ یعنی دَرَجَةً سے کیا مراد ہے اور دَرَجٰتٍ سے کیا مراد ہے

جواب: ہے، اور دَرَجَةً سے نفس جہاد کے اعتبار سے درجہ کا تفاوت مراد ہے، اور دَرَجٰتٍ سے جہاد کے علاوہ دیگر اعمال کی وجہ سے درجات کا تفاوت مراد ہے۔

مجاہد اور غیر دونوں برابر نہیں:

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین پر درجہ میں فضیلت اور برتری دی ہے۔

اس آیت میں لفظ قاعدین جو مکرر استعمال ہوا ہے اس سے کون مراد ہے؟

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک لفظ قاعدین سے دونوں جگہ وہی لوگ مراد ہیں جو بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے نہ وہ بیمار ہیں اور نہ وہ نابینا ہیں باقی رہے وہ لوگ جو شریعت کی نظر میں معذور ہیں مثلاً بیمار ہیں یا نابینا ہیں وہ اجر وثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں یہی اکثر حضرات کی رائے ہے۔

(۲) بعض حضرات کے نزدیک پہلی آیت میں قاعدین سے معذور لوگ مراد ہیں یعنی لولے لنگڑے اور نابینا وغیرہ کہ جو جہاد کا پختہ عزم اور ذوق تو رکھتے ہیں مگر اپنی معذوری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے اس نیت میں یہ لوگ بھی مجادین کے ساتھ اجر وثواب میں برابر ہیں ہاں مجاہدین کو ایک درجہ ان پر فضیلت حاصل ہے کہ وہ نیت کے ساتھ ساتھ عملاً بھی جہاد میں شریک ہوئے ہیں اس لحاظ سے مجاہدین کا درجہ ان سے زیادہ ہے۔

اور دوسری آیت میں قاعدین سے وہ لوگ مراد ہیں جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے لیکن امیر کی اجازت سے خواہ اس وجہ سے کہ ان کے علاوہ دیگر لوگ جہاد کے لیے کافی ہیں یا کسی اور دینی ضرورت سے ایسے لوگوں پر مجاہدین کو کئی درجہ فضیلت حاصل ہے۔

تشریح: حضرت عمرہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا صحابہ میں بڑا مقام تھا، وہ ثانی مؤذن تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تھے تو ان کو مدینہ میں اپنا نائب بناتے تھے، تیرہ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا نائب بنایا ہے، اور اُم مکتوم ان کی والدہ ہیں، اور ان کا نام عمرو ہے یا عبداللہ؟ اسی طرح ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

اور جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تھی تو ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ نازل نہیں کیا گیا تھا، آیت اس طرح نازل کی گئی تھی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ﴾ اور نزول کے ساتھ ہی یہ آیت لکھوا بھی دی گئی تھی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع میں یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اپنا عذر پیش کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آثار وحی طاری ہوئے، اور (غیر اولی الضرر) نازل ہوا، چنانچہ شانے کی ہڈی یا تختی منگوا کر آیت کریمہ میں اس کا اضافہ کیا گیا۔ اور ایسا اس لئے کیا گیا کہ احکام کی آیتیں اسی طرح نازل کی جاتی تھیں، پہلے معاشرہ میں واقعہ رونما ہوتا تھا پھر جب لوگوں کے ذہنوں میں حکم شرعی کی طلب پیدا ہوتی تھی تو متعلقہ آیتیں نازل کی جاتی تھیں، جن کو سنتے ہی صحابہ مطلب سمجھ جاتے تھے، انکو سمجھانا نہیں پڑتا تھا۔

فائدہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کی سند میں دو اہم باتیں ہیں:

(۱) یہ کہ اس میں صالح بن کیسان ابن شہاب یعنی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر رہے ہیں اور صالح بن کیسان امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے ہیں تو یہ گویا روایۃ الاکابر عن الاصاغر کی قبیل سے ہے۔

(۲) اس میں ایک صحابی تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر رہے ہیں کیونکہ حضرت سہل بن سعد صحابی ہیں جو مروان سے روایت کر رہے ہیں اور مروان کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ وہ تابعی ہے صحابی نہیں۔

حدیث (۲) اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نابینا نہیں تھے، بلکہ ان کے بھائی ابو احمد نابینا تھے، جن کا نام صرف عبد تھا، ترمذی کی روایت میں تسامح ہے۔

فائدہ: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ میں جھنڈی بھی تھا اور اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں۔

۱۲۔ سفر میں قصر کا حکم اللہ کی خیرات ہے

(۲۹۶۰) قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى (أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمْ) وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ.

ترجمہ: حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اگر تمہیں خوف ہو تو نماز کو مختصر کرلیا کرو۔" تو اب تو لوگ امن کی حالت میں آ گئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس بات پر تمہیں حیرت ہو رہی ہے میں بھی اس پر حیران ہوا تھا میں نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے تو اس کے دیے ہوئے صدقے کو قبول کرو۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۱ ہے ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ اس آیت میں دو مضمون ہیں: **ایک:** قصر کا حکم۔ **دوم:** یہ رخصت اس وقت ہے جب کافروں کی طرف سے خطرہ ہو، مگر بعد میں جب پورا جزیرۃ العرب مسلمان ہو گیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان کوئی کافر باقی نہ رہا اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ سے زائد صحابہ تھے، اس وقت بھی نبی ﷺ نے پورے سفر میں اور حج کے دنوں میں قصر فرمایا، اس لئے سوال پیدا ہوا کہ آیت پاک میں قصر کی اجازت مشروط ہے، جب کافروں کی طرف سے خطرہ ہو تبھی قصر جائز ہے، چنانچہ نبی ﷺ سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

صدقة تصدق الله بها عليكم. فاقبلوا صدقته: (قصر)

"ایک خیرات ہے، اللہ نے وہ خیرات تم کو دی ہے، پس اللہ کی خیرات قبول کرو۔"

تشریح: خیرات واپس نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ نے جب قصر کا حکم بھیجا تو مشروط بھیجا تھا، مگر چونکہ وہ اللہ کی خیرات تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس نہیں لیا، کوئی خطرہ نہ وہ تب بھی قصر کا حکم باقی ہے۔

اور آیت پاک میں دوسرا مضمون یہ ہے کہ سفر میں قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ نے اس کو اباحت کی تعبیر سمجھا ہے، اس لئے انھوں نے سفر میں اتمام کی بھی اجازت دی ہے، مگر امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اباحت کی تعبیر نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کے دلوں سے بوجھ ہٹانے کے لئے یہ تعبیر ہے۔ اس کی تفصیل میں گزر چکی ہے

۱۳۔ نماز خوف کی مشروعیت

(۲۹۶۱) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَإِنَّ جِبْرَائِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ

فَأَمَرَهُ اَنْ يَّقْسِمَ اَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمُ طَائِفَةٌ اُخْرٰى وَرَاءَ هُمْ وَلْيَاْ خُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي الْاٰخَرُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَأْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةً رَكْعَةً وَلِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَانِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان کسی جگہ پڑاؤ کیا تو مشرکین نے کہا ان لوگوں کے نزدیک نماز ان کے آباؤ اجداد اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے یہ عصر کی نماز تھی تو تم لوگ اکٹھے ہو کر ایک ہی مرتبہ ان پر حملہ کردو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یہ کہا آپ ﷺ اپنے اصحاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں آپ ﷺ ان میں سے ایک حصے کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے وہ لوگ اپنے ہتھیار اور بچاؤ کا سامان تیار کر رکھیں پھر دوسرا گروہ آئے اور وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرکے پہلے لوگ اپنے ہتھیار اور اسلحے کو تیار رکھیں پھر لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوگی اور آپ ﷺ کی دو رکعت ہوجائیں گی۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۲ میں بحالت خوف نماز پڑھنے کا خاص طریقہ بیان کیا گیا ہے، فرمایا جب آپ ﷺ لوگوں میں تشریف رکھتے ہوں، اور آپ ﷺ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو، اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لے لیں، پھر جب وہ لوگ سجدہ کر لیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں، اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (امام کے پیچھے) آجائے، اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھے، اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں، کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

شانِ نزول: اس آیت کا حدیث میں یہ آیا ہے:

تشریح: صلوۃ الخوف کا بیان کتاب الصلوۃ ۲۸۳ میں گزر چکا ہے۔ اور روایات میں صلوۃ الخوف پڑھنے کی بہت سی صورتیں آئی ہیں، اس لئے ہر طرح نماز خوف پڑھی جاسکتی ہے، اور افضل صورت میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک جو صورت اس حدیث میں آئی ہے وہ افضل ہے، کیونکہ ہو آیت کے بیان سے اقرب ہے، اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو صورت آئی ہے وہ افضل ہے، تفصیل جگہ میں گزر چکی ہے۔

۱۴۔ سورۃ النساء کی چند آیات کا شان نزول

(۲۹۶۲) كَانَ اَهْلُ بَيْتٍ مِنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ اُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَ بُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ فَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلًا مُنَافِقًا يَقُوْلُ الشِّعْرَ يَهْجُوْبِهٖ اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ ثُمَّ يَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا فَاِذَا سَمِعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ الشِّعْرَ قَالُوْا وَاللهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الشِّعْرَ اِلَّا هٰذَا الْخَبِيْثُ اَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا ابْنُ الْاُبَيْرِقِ قَالَهَا وَ كَانُوْا اَهْلَ بَيْتِ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ اِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ وَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهُ وَاَمَّا الْعِيَالُ فَاِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّيْ رِفَاعَةُ بْنُ

زَيْدٍ حِمْلًا مِنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهُ فِيْ مَشْرَبَةٍ لَهُ وَفِي الْمَشْرَبَةِ سِلَاحٌ دِرْعٌ وَسَيْفٌ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَأُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلَاحُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَانِيْ عَمِّيْ رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ إِنَّهُ قَدْ عُدِيَ عَلَيْنَا فِيْ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا وَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلَاحِنَا قَالَ فَتَحَسَّسْنَا فِي الدَّارِ وَسَأَلْنَا فَقِيْلَ لَنَا قَدْ رَأَيْنَا بَنِيْ أُبَيْرِقٍ اسْتَوْقَدُوْا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَلَا نَرٰى فِيْمَا نَرٰى إِلَّا عَلٰى بَعْضِ طَعَامِكُمْ قَالَ وَكَانَ بَنُوْ أُبَيْرِقٍ قَالُوْا وَنَحْنُ نَسْأَلُ فِي الدَّارِ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى صَاحِبَكُمْ إِلَّا لَبِيْدَ بْنَ سَهْلٍ رَجُلٌ مِنَّا لَهُ صَلَاحٌ وَإِسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيْدٌ اِخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَقَالَ أَنَا أَسْرِقُ فَوَاللّٰهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هٰذَا السَّيْفُ أَوْ لَتُبَيِّنُنَّ هٰذِهِ السَّرِقَةَ قَالُوْا إِلَيْكَ عَنَّا أَيُّهَا الرَّجُلُ فَمَا أَنْتَ بِصَاحِبِهَا فَسَأَلْنَا فِي الدَّارِ حَتّٰى لَمْ نَشُكَّ أَنَّهُمْ أَصْحَابُهَا فَقَالَ عَمِّيْ يَا ابْنَ أَخِيْ لَوْ أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ قَتَادَةُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوْا إِلٰى عَمِّيْ رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَّبُوْا مَشْرَبَةً لَهُ وَأَخَذُوْا سِلَاحَهُ وَطَعَامَهُ فَلْيَرُدُّوْا عَلَيْنَا سِلَاحَنَا فَأَمَّا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَآمُرُ فِيْ ذٰلِكَ فَلَمَّا سَمِعَ بَنُوْ أُبَيْرِقٍ أَتَوْا رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَيْرُ بْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوْهُ فِيْ ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَ فِيْ ذٰلِكَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهُ عَمَدَا إِلٰى أَهْلِ بَيْتٍ مِنَّا أَهْلِ إِسْلَامٍ وَصَلَاحٍ يَرْمُوْنَهُمْ بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ وَلَا ثَبْتٍ قَالَ قَتَادَةُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ عَمَدْتَ إِلٰى أَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَ مِنْهُمْ إِسْلَامٌ وَصَلَاحٌ تَرْمِيْهِمْ بِالسَّرِقَةِ عَلٰى غَيْرِ ثَبْتٍ وَبَيِّنَةٍ قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُّ أَنِّيْ خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِيْ وَلَمْ أُكَلِّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ فَأَتَانِيْ عَمِّيْ رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ مَا صَنَعْتَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا بَنِيْ أُبَيْرِقٍ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ رَحِيْمًا أَيْ لَوِ اسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ لَغَفَرَ لَهُمْ وَمَنْ يَّكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ إِلٰى قَوْلِهٖ وَإِثْمًا مُّبِيْنًا قَوْلُهُمْ لِلَبِيْدٍ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ إِلٰى قَوْلِهٖ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّلَاحِ فَرَدَّهُ إِلٰى رِفَاعَةَ فَقَالَ قَتَادَةُ لَمَّا أَتَيْتُ عَمِّيْ بِالسِّلَاحِ وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَشِيَ أَوْ عَسِيَ الشَّكُّ مِنْ أَبِيْ عِيْسٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أُرٰى إِسْلَامَهُ مَدْخُوْلًا فَلَمَّا أَتَيْتُهُ بِالسِّلَاحِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ هِيَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ صَحِيْحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ لَحِقَ بُشَيْرٌ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَنَزَلَ عَلٰى سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ سُمَيَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا فَلَمَّا نَزَلَ عَلٰى سُلَافَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِأَبْيَاتٍ مِّنْ شِعْرٍ فَأَخَذَتْ رَحْلَهُ فَوَضَعَتْهُ عَلٰى رَأْسِهَا ثُمَّ خَرَجَتْ بِهٖ فَرَمَتْ بِهٖ

فِي الْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَتْ أَهَدَيْتَ لِي شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتَ تَأْتِينِي بِخَيْرٍ.

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انصار کا ایک گھرانہ تھا جسے بنو ابیرق کہا جاتا تھا جو تین افراد تھے بشر، بشیر، مبشر بشر منافق تھا جو شاعر تھا اور اپنی شاعری کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا پھر وہ ان اشعار کو دوسرے عرب کی طرف منسوب کر دیتا تھا اور یہ کہتا تھا فلاں نے یہ یہ کہا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس شعر کو سنتے تو یہ کہتے اللہ کی قسم یہ شعر اسی خبیث نے کہے ہوں گے (بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں) وہ یہ کہتے ہیں یہ اشعار ابن ابیرق نے کہے ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں یہ لوگ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں غریب لوگ تھے مدینہ منورہ میں لوگوں کی زیادہ خوراک کھجور اور جو ہوا کرتے تھے اگر کوئی شخص خوشحال ہوتا تھا تو وہ شام کی طرف آنے والے قافلے سے میدہ خرید لیتا تھا جسے وہ خود اکیلا ہی کھاتا تھا اس کے گھر والوں کو کھجوریں اور جو ہی ملتے تھے ایک مرتبہ شام کی طرف سے ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کا ایک توڑا خریدا اور اسے اپنے بالا خانے میں رکھ دیا جہاں ہتھیار تلواریں وغیرہ رکھے ہوئے تھے ایک دن کسی نے ان کے گھر کے نیچے سے نقب لگا کر ان کا میدہ اور وہ ہتھیار چوری کر لئے اگلے دن صبح رفاعہ آئے بولے بھتیجے گزشتہ رات ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہمارا بالا خانے میں سے اناج اور ہتھیار چوری ہو گئے جب ہم نے اپنے محلے والوں سے تحقیق کی تو ہمیں بتایا گیا (یعنی اہل محلہ نے کہا) ہم لوگوں نے بنو البرق کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا تھا تو ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ہی آپ لوگوں کا اناج کو چوری کیا ہے جب ہم اہل محلہ سے پوچھ گچھ کر رہے تھے تو بنو ابیرق یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم ہمارا یہ خیال ہے ان کے ساتھی لبیدؓ بن سہل نے یہ چوری کی ہے (راوی کہتے ہیں) وہ ایک نیک مسلمان آدمی تھے جب لبید نے یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی تلوار نکال لی اور بولے میں نے چوری کرنی ہے اللہ کی قسم اب یا تو یہ تلوار تمہارے اندر پیوست ہوگی یا تم بتاؤ گے کس نے چوری کی ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا آپ اسے دور ہی رکھیں آپ نے چوری نہیں کی ہوگی (راوی کہتے ہیں) ہم محلے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے یہاں تک کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ بنو ابیرق نے ہی چوری کی ہے۔اس پر میرے چچا نے کہا بھتیجے اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اس کا ذکر کرو (شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مشورہ دیں)۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں عرض کی ایک گھرانے کے لوگوں نے میرے چچا کے ساتھ زیادتی کی ہے اور نقب لگا کر ان کا اناج اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لیے ہیں جہاں تک اناج کا تعلق ہے اس کی تو ہمیں اتنی ضرورت نہیں لیکن انہیں ہمارے ہتھیار واپس کرنے چاہئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جلد ہی اس بارے میں فیصلہ کرتا ہوں بنو ابیرق نے جب اس بارے میں سنا تو وہ اپنے قوم کے فرد اسیر بن عروہ کے پاس آئے اور اس سے اس بارے میں بات چیت کی پھر بہت سے محلے والے بھی یہ کہتے ہیں اکٹھے ہو گئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ قتادہ بن نعمان کے چچا نے اس گھرانے پر جان بوجھ کر الزام لگایا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان بھی ہیں نیک بھی ہیں ان لوگوں نے کسی ثبوت کے بغیر ان پر چوری کا الزام لگایا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایک ایسے گھرانے پر الزام لگایا ہے جن کے مسلمان اور نیک ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے تم نے کسی ثبوت کے بغیر چوری کا الزام لگا دیا ہے قتادہ کہتے ہیں میں واپس آ گیا۔

اور میری یہ خواہش ہوئی کہ کاش میرا ابھی کچھ مال چوری ہوجاتا لیکن میں اس بارے میں آپ ﷺ سے بات چیت نہ کرتا پھر میرے چچا رفاعہ میرے پاس آئے اور انہوں نے دریافت کیا اے بھتیجے کیا ہوا؟ میں نے انہیں بتایا آپ ﷺ نے جو مجھ سے فرمایا تھا تو انہوں نے کہا اب اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے تو تھوڑے ہی عرصے بعد قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"بے شک ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان انصاف کرو۔ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ظاہر کیا ہے اور تم خیانت کرنے والوں کی طرف سے پیروکار نہ بنو۔"

یہاں خیانت کرنے والوں سے مراد بنو ابیرق ہیں۔ تم نے جو کہا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کرو یعنی تم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے جو کہا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے اور تم ان لوگوں کی طرف سے فریق نہ بنو جو اپنی ذات کے ساتھ خیانت کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے اور گنہگار شخص کو پسند نہیں کرتا وہ لوگ انسانوں سے چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ یہ آیت یہاں تک ہے غفورا رحیما۔

یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا لبید کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کردے گا جو شخص گناہ کرے گا تو وہ اپنے خلاف کمائے گا یہ آیت یہاں تک ہے کھلا گناہ اس سے مراد ان لوگوں کا لبید پر الزام لگانا تھا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی یہ آیت یہاں تک ہے۔

تو ہم عنقریب انہیں عظیم اجر عطا کریں گے۔ جب قرآن کا حکم نازل ہوگیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں وہ ہتھیار لائے گئے تو آپ ﷺ نے وہ ہتھیار حضرت رفاعہ کو واپس کردیے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب وہ ہتھیار لے کر اپنے چچا کے پاس آیا تو وہ بڑی عمر کے آدمی تھے ان کی بینائی زمانہ جاہلیت میں کمزور ہوچکی تھی میں ان کے اسلام کے بارے میں کچھ مشکوک تھا لیکن میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بھتیجے یہ اللہ کی راہ کے لیے مخصوص ہیں (یعنی میں ان کا صدقہ کرتا ہوں) تو اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ان کا اسلام بالکل ٹھیک تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب قرآن کا حکم نازل ہوا تو بنو ابیرق میں سے بشیر جاکر مشرکین سے مل گیا اس نے سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

جو شخص ہدایت نازل ہوجانے کے بعد اپنے رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے بجائے دوسروں کے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف اس نے رخ کیا ہے پھر اسے جہنم تک پہنچائیں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کی مغفرت نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے وہ اس کے علاوہ جس کی مغفرت چاہے گا کردے گا اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بنائے گا وہ انتہائی گمراہی کا شکار ہوگا۔

جب بشیر نے سلافہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے چند اشعار میں اس عورت کی بھی ہجو کی اس خاتون نے بشیر کا سازوسامان سر پر رکھا اور اسے ساتھ لے کر نکلی اور جاکر کھلے میدان میں پھینک دیا اور پھر اس سے بولی تم میرے لیے تحفے کے طور پر حسان بن ثابت کے شعر لے کر آئے ہو؟ تم میرے لیے کوئی اچھی چیز لے کر نہیں آئے۔

سورۃ النساء کی آیات ۱۰۵-۱۱۶ کا نزول ایک خاص واقعہ میں ہوا ہے۔ حضرت رفاعہ بن زید کی چوری کا واقعہ: مذکورہ حدیث

میں قرآن مجید کی آیت: ﴿اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ﴾ کا شانِ نزول بیان کیا گیا ہے اس حضرت رفاعہ بن زید کی چوری کا واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

واقعہ: بنوابیرق ایک خاندان تھا، اس میں ایک شخص بشیر نامی منافق تھا، اس نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بخاری (کوٹھری) میں نقب دے کر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو اس میں رکھے ہوئے تھے چرالئے، صبح کو یہ چیزیں پاس پڑوس میں تلاش کی گئیں، اور بعض قرائن سے بشیر پر شبہ ہوا۔ بنوابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی براءت کے لئے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا، حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر اس واقعہ کی اطلاع کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کا وعدہ فرمایا۔ جب بنوابیرق کو یہ خبر پہنچی کہ معاملہ نب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کا وعدہ فرمایا تو وہ لوگ ایک شخص کے پاس جو اسی خاندان کا تھا جس کا نام اسیر تھا جمع ہوئے اور باہمی مشورہ کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے بغیر گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی الزام لگایا ہے اور ان کا مقصود یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں ان کی طرفداری کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف داری تو نہیں کی البتہ اتنا ہوا کہ جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں الزام لگاتے ہو؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، پھر چوری ثابت ہو گئی، اور مال برآمد ہوا، جو مالک کو دلایا گیا چنانچہ بشیر ناخوش ٹھہرا تھا، جب اس کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار پہنچے تو اس نے بشیر کو نکال باہر کیا، یہ شخص اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا۔ آخر اس نے ایک اور شخص کے مکان میں نقب لگایا، پس دیوار اس کے اوپر گر گئی اور وہ وہیں دب کر مر گیا۔

لغات: هجو: وہ ہجو اور مذمت کرنا۔ ینحله: اس شعر کو وہ منسوب کر دیتا۔ ضافطة: غلہ کا سوداگر بیوپاری تاجر۔ دَرْمَك: جعفر کے وزن پر۔ سفید آٹا میدہ۔ حِمْل: بوجھ تھیلا بورا، مشربة کوٹھری ایک مخصوص چھوٹا سا کمرہ۔ درع: زرہ حدیث میں درع وسیف لفظ سلاح کا بیان ہے عدی علیه (صیغہ مجہول) اس پر ظلم کیا گیا یعنی اس کی چوری کی گئی۔ نقبت (صیغہ مجہول) اس کمرے کی دیوار میں سوراخ کیا گیا۔ تحسسنا: ہم نے پوچھ گچھ اور تحقیق شروع کر دی۔ اخترط سیفه: لبید بن سہل نے اپنی تلوار کو سونت لیا تیار کر لیا۔ لیخالطنکم هذا السیف: اللہ کی قسم یہ تلوار۔ رور تم سے مل کر رہے گی یعنی میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ الیك عنا. تو ہم سے دور ہو جا تو چور نہیں۔ یرمونهم بالسرقة: وہ ان پر چوری کا الزام لگا رہے تھے۔ عسی (سین کے ساتھ) بڑا ہونا عمر رسیدہ ہونا۔ عشي (شین کے ساتھ) نگاہ کمزور ہو گئی مدخول دخیل عیب دار یعنی میرا گمان یہ تھا کہ رفاعہ کا اسلام پختہ نہیں ہے اس میں نفاق کا شائبہ تھا رحله اس کا سامان۔ ابطح: کشادہ جگہ میدانی۔

۱۵۔ ڈھارس بندھانے والی آیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں سب سے پسندیدہ آیت

(۲۹۶۳) قَالَ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ).

ترجمہ: حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے نزدیک قرآن کی سب سے زیادہ محبوب آیت یہ ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کی مغفرت نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے اس کے علاوہ جس کی چاہے مغفرت فرمائے گا۔"
قرآن مجید کی یہ آیت ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں محبوب ہے کیونکہ یہ آیت خوارج کے خلاف حجت ہے۔

۱۶۔ کلفتیں مؤمن کے لئے کفارہ ہیں

(۲۹۶۴) لَمَّا نَزَلَ (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً ا يُّجْزَ بِهٖ) شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فِيْ كُلِّ مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا وَالنَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جو شخص کوئی برائی کرے گا اس کا بدلہ اس کو مل جائے گا۔ یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی انہوں نے اس کی شکایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا اس طرح تم تفریق سے بچو اور ٹھیک رہو بندہ مومن کو جو بھی پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کا اجر اسے ملے گا یہاں تک کہ اسے کانٹا چبھتا ہے یا کوئی مشکل پیش آتی ہے (تو اس کا اجر بھی قیامت کے دن ملے گا)۔
تشریح: اس آیت کے بارے میں اگلے عنوان کے تحت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آرہی ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی فروی ہے کہ مؤمن کو جو بخار یا تکلیف پہنچتی ہے، یا کانٹا چبھتا ہے: وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز ایک جیب میں تلاش کرے، مگر وہ دوسری جیب میں ہو، اس لئے وہ نہ ملے تو اتنی مشقت بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، اس لئے مؤمن کو اس آیت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

۱۷۔ مؤمن گناہوں سے پاک صاف کر کے اٹھایا جاتا ہے

(۲۹۶۵) كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا اُقْرِئُكَ اٰيَةً اُنْزِلَتْ عَلَيَّ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاَقْرَاَنِيْهَا فَلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنِّيْ وَجَدْتُ اِقْتِصَامًا فِيْ ظَهْرِيْ فَتَمَطَّاْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاْنُكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاَيُّنَا لَمْ يَعْمَلْ سُوْءً وَاِنَّا لَمَجْزِيُّوْنَ بِمَا عَمِلْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوْبٌ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ فَيَجْتَمِعُ ذٰلِكَ لَهُمْ حَتّٰى يُجْزَوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔
"جو شخص برائی کرے گا اس کا بدلہ اس کو مل جائے گا اور وہ شخص اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ولی یا مددگار نہیں پائے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تمہارے سامنے وہ آیت تلاوت نہ کروں؟ جو ابھی نازل ہوئی ہے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جی ہاں راوی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے جسم کو جھٹکا دیا آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر قربان جائیں ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا تو کیا ہمیں ان سب اعمال کی سزا ملے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو دنیا میں اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تاکہ تم لوگ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو تمام گناہوں سے پاک ہو جاؤ البتہ دوسرے لوگوں (یعنی کفار) کی تمام برائیاں جمع کی جائیں گی) تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے۔

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس مؤمن کے ساتھ اللہ کو خیر منظور ہوتی ہے، اس کو دنیا میں الاؤں بلاؤں میں مبتلا کیا جاتا ہے، پھر جب وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے تو اس کو اٹھایا جاتا ہے، پس المؤمنون سے مراد کامل مؤمنین ہیں، اور الآخرون کا مصداق نام نہاد مسلمان اور کافر ہیں۔

۱۸۔ نزاع سے بہتر صلح ہے

(۲۹۶۶) خَشِيَتْ سَوْدَةُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِيْ وَاَمْسِكْنِيْ وَاجْعَلْ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید آپ ﷺ انہیں طلاق دے دیں گے انہوں نے عرض کی آپ ﷺ مجھے طلاق نہ دیں آپ مجھے نکاح میں برقرار رکھیں میری باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ "ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ آپس میں کوئی بات طے کرلیں اور یہ طے کرنا بہتر ہے۔"

تشریح: ابن سعد کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سودۃ کو طلاق دے دی تھی، پھر ان کی درخواست پر رجوع کرلیا تھا، یہ بات غالباً صحیح نہیں، ترمذی شریف کی یہ روایت ہی صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی تھی، مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کچھ قرائن سے ایسا محسوس کیا تھا کہ آپ ﷺ ان کو طلاق دیدیں گے، چنانچہ انھوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی، نبی ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا، اور ایک خاص طور پر صلح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے حقوق چھوڑ دیئے جائیں، اور مصالحت کرلی جائے تو یہ درست ہے۔

حدیث میں: الصلح جائز بين المسلمين الا صلحا حرم حلالا او احل حراما: یہ حدیث (الصلح جائز) پہلے ابواب البیوع ۷۹ میں گزر چکی ہے۔

۱۹۔ سورۃ النساء کی آخری آیت: احکام میراث کی آخری آیت ہے

(۲۹۶۷) قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ اَوْ اٰخِرُ شَيْءٍ اُنْزِلَ (يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ).

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"لوگ تم سے حکم دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو کلالہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔"

۲۰۔ کلالہ کی تعریف

(۲۹۶۸) جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ) فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ تُجْزِئُكَ اٰیَةُ الصَّیْفِ.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟) "لوگ تم سے حکم دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔"

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت کافی ہے۔

کلالۃ: مصدر ہے، کل (ض) کلولا وکلالۃ کے معنی ہیں: کمزور ہونا اور میراث کی اصطلاح میں کلالہ: وہ شخص ہے جو مرنے کے بعد اپنے پیچھے نہ باپ چھوڑے اور نہ ایسی اولاد چھوڑے جو اس کی وارث ہو، بلکہ اس کا وارث کوئی قرابتی ہو، جیسے بھائی بہن وغیرہ، اور ایسا شخص جس کے اصول وفروع نہ ہوں کمزور سمجھا جاتا ہے۔

آیت کلالہ کا نزول؟ مذکورہ احادیث سے دو امر ثابت ہوتے ہیں:

(۱) کلالہ کی میراث سے متعلق سورۃ نساء میں دو آیتیں نازل ہوئی ہیں ایک آیت اس سورت کے شروع میں ہے اس میں اجمال اور اختصار کے ساتھ کلالہ کا بیان ہے اس کے بعد تفصیلی آیت نازل ہوئی جو اس سورت کی آخری آیت ہے یہ آیت حجۃ الوداع کے سفر میں نازل ہوئی جو گرمی کا موسم تھا اس لیے اس آیت کو ایۃ الصیف کہا گیا ہے اور کلالہ سے متعلق پہلی آیت چونکہ سردی میں نازل ہوئی ہے اس لیے اسے آیۃ الشآء کہا جاتا ہے۔

(۲) حضرت براء کی حدیث میں جو آیت کلالہ کو نزول کے اعتبار سے آخری آیت کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میراث کے احکام سے متعلق آخری آیت آیت کلالہ نازل ہوئی کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کی مختلف آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

کلالہ سے متعلق تفصیلی کلام ابواب الفرائض میراث الاخوات میں گزر چکا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ

سورۃ المائدۃ کی تفسیر

سورۃ المائدۃ مکیہ: سورۃ الفتح کے بعد ۱۱۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورت میں فرمایا: ﴿وَّ لَهَدَیْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا﴾ اور صراطِ مستقیم سے یہ بھی ہے کہ جو اللہ نے حلال کیا اس کو حلال سمجھو اور جو اللہ نے حرام کیا اس کو حرام سمجھو۔ مشرکین نے حلال سمجھا ﴿مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ﴾ کو حالانکہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے۔

اور انہوں نے حرام سمجھا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے۔

ربط اسمی: اسمی ربط سورۃ فاتحہ تا سورۃ المائدہ سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔

ربط معنوی: سورۃ نساء کے آخر میں ہے ﴿وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لئے شرک و کفر کی گمراہی سے بچانے کے لئے سورۃ مائدہ میں شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا تفصیل سے رد فرمایا ہے۔

مختصر خلاصہ سورت: سورۃ مائدہ کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۶ ﴿وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ تک ہے۔ پھر اس کے دو حصے ہیں شروع سے لے کر رکوع ۳ میں ﴿وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ تک شرک فعلی کا رد ہے اس کے متصل بعد ﴿ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ ﴾ لے کر حصہ اول کے آخر ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ تک شرک اعتقادی کا رد ہے۔ حصہ اوّل کے بعد ﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ ﴾ سے لے کر رکوع ۹ کے آخر ﴿وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴾ تک۔ اس میں آنحضرت ﷺ کو کفار کے غلط رویہ پر غم کرنے سے منع فرمایا اور تسلی دی اس کے بعد یہود نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں پر زجریں فرمائیں جو اللہ کے حکموں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ﴾ سے لے کر سورۃ کے حصہ دوم کی ابتداء ﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ ﴾ تک مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو دلائل کے باوجود توحید نہیں مانتے ان سے دوستی نہیں رکھنی جو ان سے دوستی رکھے گا اس کا شمار انہی سے ہوگا۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ ... الخ﴾ سے حصہ دوم کی ابتداء ہے الیٰ آخر السورۃ۔ اس حصے میں بھی نفی شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا رد ہے مگر ترتیب مختلف ہے پہلے شرک اعتقادی اور پھر شرک فعلی کا رد۔ حصہ دوم کی ابتداء سے لے کر ﴿ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾ تک شرک اعتقادی کی نفی کا بیان ہے۔ اور ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ ... الخ﴾ سے آخر سورت تک شرک فعلی کی نفی مذکور ہے۔ آخری آیت میں پوری سورت کا خلاصہ مختصراً بیان کیا: ﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ... الخ﴾ یعنی زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قبضے میں ہے جیسا کہ نصاریٰ کا گمان یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام بھی متصرف و مختار ہیں اس سے بالذات شرک فی التصرف کی نفی ہے اور بالتبع شرک فعلی کی۔ جب زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کوئی عبادت اور پکار کا مستحق بھی۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ علم غیب کی نفی پر انبیاء علیہم السلام کا اجماع مذکور ہے۔ ② سورت ممتاز ہے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے واقعے پر۔ ③ سورت ممتاز ہے کہ قرآن پاک کو اللہ پاک نے مُهَيْمِنٌ (امین) اور دیگر ہر آسمانی کتاب کو روشنی کہا۔

۱۔ ایک انتہائی اہم آیت

(۲۹۶۹) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ عَلَيْنَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ) دِيْنًا لَا تَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا

فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَ عْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

ترجمہ: طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا ہے اے امیر المؤمنین اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی۔

"آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گئے۔"

تو ہم لوگ اس دن کو عید کا دن قرار دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ پتا ہے کہ یہ کس دن نازل ہوئی تھی؟ یہ آیت عرفات کے دن نازل ہوئی تھی جب جمعہ کا دن تھا۔

(۲۹۷۰) قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) وَعِنْدَهُ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ لَوْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا يَوْمَهَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ.

ترجمہ: عمار بن ابو عمار بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گیا۔"

اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس یہودی موجود تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن قرار دیتے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن دو عیدیں تھیں ایک جمعہ کا دن تھا اور دوسرا عرفات کا دن تھا۔

سورۃ المائدہ کی آیت تین میں ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

عید اور تہوار منانے کا اسلامی اصول؟

مذکورہ احادیث میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں ایک اسلامی اصول کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ دنیا میں ہر قوم اور ہر مذہب وملت کے لوگ اپنے حالات کے اعتبار سے اپنے تاریخی واقعات کے دنوں کی یادگاریں مناتے ہیں اور ان ایام کو ان کے یہاں ایک عید یا تہوار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے لیکن اسلام میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی موت وحیات یا شخصی حالات کا دن منانے کا تصور نہیں بلکہ ان اعمال کے دن منائے گئے ہیں جو کسی خاص عبادت سے متعلق ہیں۔اور عیدیں صرف دو رکھی گئی ہیں ایک رمضان کے اختتام پر یعنی عید الفطر اور دوسری حج کی عبادت سے فراغت کے بعد رکھی گئی ہے یعنی عید الاضحیٰ ان دو کے علاوہ کسی اور دن کو عید کے طور پر نہیں منایا گیا لہٰذا آج کل جو یہ رسم چل رہی ہے کہ عید میلاد النبی جشن آمد رسول جشن معراج فلاں اسلام میں ان کا کوئی تصور نہیں یہ سب رسومات ہیں جنہیں ترک کرنا ضروری ہے۔

حاصل یہ کہ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہود ونصاریٰ کی طرح ہماری عیدیں تاریخی

واقعات کے تابع نہیں کہ جس تاریخ میں کوئی اہم واقعہ پیش آ گیا اس کو عید منا دیں بلکہ انہی ایام کو عید کے طور پر منایا جائے گا جن کی اسلام نے اجازت دے گا اور یوم عرفہ تو ہمارے لیے ویسے بھی ایک قسم کی عید اور خوشی کا دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بیسیوں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور اللہ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوتی ہے لہٰذا اس دن کو اس آیت کے نزول کے عنوان سے عید اور جشن منانے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر: اکمال کا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن سے جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا، اور وہ مقصود انسانوں کو دین و شریعت عطا فرمانا تھا۔ اور اتمام کا مطلب یہ ہے کہ اب کسی دوسری چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی ۔۔ اور اس آیت میں دین کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی ہے، کیونکہ دین کا ظہور و غلبہ ان کی محنت سے ہوتا ہے۔ اور نعمت کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور اکمال دین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا دین ناقص تھا۔ دین تو ہر نبی کا اس کے زمانے کے اعتبار سے کامل تھا، مگر جو دین ان کے زمانے اور ان کی قوم کے اعتبار سے کامل تھا، وہ اگلے زمانے اور اگلی قوموں کے اعتبار سے نامکمل تھا، جیسے بچپن کا کرتا: اس عمر کے اعتبار سے کامل ہوتا ہے، مگر جوانی کے زمانے کے اعتبار سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب زمانے کے ش کے زمانے میں جو شریعت سب سے آخر میں نازل کی گئی ہے: وہ ہر جہت اور ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہے، اس لئے اب رہتی دنیا تک نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی، یہی دین تا قیامت لوگوں کی نجات کے لئے کافی ہے

آیت کا زمانہ نزول اور مقام نزول:

یہ آیت ۱۰ھ میں عرفہ کے دین نازل ہوئی ہے، اور اتفاق سے وہ دن جمعہ کا دن تھا، اور یہ آیت میدان عرفات میں جبل رحمت کے پاس عصر کی نماز کے بعد نازل ہوئی ہے، جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہو رہا تھا، جس میں ڈیڑھ لاکھ پروانے شمع نبوت کے گرد جمع تھے، یہ اجتماع ہر سال اسی جگہ ہوتا ہے، پس جگہ بھی بابرکت، وقت بھی بابرکت، دن بھی رکت اور دو عیدوں کے اجتماع کا دن تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فیاض و کریم ہیں

(۲۹۷۱) يَمِيْنُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يُغِيْضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرَى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے رحمان کا دایاں ہاتھ خزانے سے بھرا ہوا ہے وہ ہمیشہ اسے خرچ کرتا رہتا ہے دن اور رات کے (یعنی مسلسل) خرچ کرنے سے کسی بھی وقت اس میں کوئی کمی نہیں آتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس بات پر غور کیا ہے اس نے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اس وقت سے خرچ کر رہا ہے اور پھر بھی اس کے دست عنایت میں کوئی کمی نہیں آئی اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے جسے وہ جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۴ ہے: یہود کی ایک گستاخی کا جواب: مذکورہ حدیث میں اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ اس کے پاس رزق کے اتنے خزانے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین پیدا کیا گیا اس وقت سے اللہ کی نعمتوں کے خزانے خرچ ہو رہے ہیں ان

میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی:

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث درحقیقت قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ﴾

ترجمہ: "اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہوگیا ہے یعنی بخیل خود ہیں اور اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ بخل کا عیب لگاتے ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمتِ الٰہی سے دور کردیئے گئے بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں یعنی بڑے جواد اور کریم ہیں وہ حکیم ہیں اس لیے جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔"

اس آیت میں یہود کا ایک سنگین جرم یہ ذکر کیا گیا کہ وہ کم بخت یہ کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ تنگ دست اور بخیل ہوگیا واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے یہودیوں کو مالدار اور صاحب وسعت بنایا تھا مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کی دعوت ان تک پہنچی تو انہوں نے اسے قبول کرنے کے بجائے اس کی مخالفت کی اور اس سے روگردانی کی تو اس کی سزاء میں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا بھی تنگ کردی جس کی وجہ سے یہ نادار اور تنگ دست ہوگئے اس موقع پر یہ لوگ کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) اللہ کے خزانے میں کمی آگئی یا یہ کہ اللہ نے بخل اختیار کرلیا ہے ان کی اس گستاخی کا جواب اس آیت میں دیا گیا کہ بخیل یہی لوگ ہیں یہی لوگ ملعون ہیں اللہ کے خزانے کشادہ ہیں اس کی جود وسخا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

صفات متشابہات کے سلسلہ میں صحیح موقف:

یہ حدیث صفات متشابہات سے بھری ہوئی ہے، تقریباً ہر جملہ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی صفت بیان ہوئی ہے جو ہماری صفات سے ملتی جلتی ہے، ایسی صفات کے سلسلہ میں اہل السنہ والجماعہ کا موقف تنزیہ مع التفویض ہے اور اس مسئلہ پر تفصیلی میں آچکی ہے۔

۳۔ اللہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ

(۲۹۷۲) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ) فَاَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِي اللّٰهُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی جاتی تھی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: "اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک خیمے سے باہر نکالا اور لوگوں سے فرمایا اے لوگو تم لوگ واپس چلے جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری (حفاظت کا وعدہ) کرلیا ہے۔

سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو کفار اور دشمنوں کی ایذاء رسانی سے بچنے کی خاطر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی حفاظت پر معمور فرمایا تھا پھر جب یہ آیت ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ﴾ نازل ہوئی تو آپ نے پہرے پر مامور صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ کہہ کر پہرے سے اٹھا دیا کہ اب کسی پہرے اور حفاظت کی ضرورت نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے یہ کام خود اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل سے حفاظت فرمائیں گے کہ کوئی کافر آپ کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرسکے گا لہٰذا عارضی طور پر کسی تکلیف کا پہنچ جانا اس کے منافی نہیں۔

تفسیر: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں آیا ہے مگر یہ ارشاد عام ہے، درج ذیل حدیث اس کی دلیل ہے۔

اعتراض: جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے: تو آپ ﷺ غزوۂ احد میں زخمی کیوں ہوئے؟ اور اس کے علاوہ اور طرح سے کفار نے اور یہود نے آپ ﷺ کو کیوں ستایا؟

جواب: یہ واقعات نزول آیت سے پہلے کے ہیں۔(۲) آیت میں آخری درجہ کا گزند پہنچانا مراد ہے۔

۴۔ تبلیغ کی محنت اس حد تک ضروری ہے کہ بے دین مسلمان اچھی طرح دیندار بن جائیں

(۲۹۷۳) لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ فَنَهَتْهُمْ عُلَمَاءُ هُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ (عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ) قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَأْطِرُوْهُمْ اَطْرًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ باز نہیں آئے اس کے باوجود ان کے علماء ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتے رہے ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک جیسے کر دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی ان لوگوں پر لعنت کی اس کی وجہ یہ تھی انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے تجاوز کیا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پہلے آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک تم ظالم کو ظلم سے روکو گے نہیں۔

(۲۹۷۴) اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَمَّا وَقَعَ فِيْهِمُ النَّقْصُ كَانَ الرَّجُلُ فِيْهِمْ يَرٰى اَخَاهُ يَقَعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ فَاِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَاٰى مِنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَخَلِيْطَهٗ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيْهِمُ الْقُرْاٰنُ فَقَالَ (لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ) وَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ (وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ) قَالَ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَأْخُذُوْا عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ فَتَأْطِرُوْهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا.

ترجمہ: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جب بنی اسرائیل کے درمیان خامیاں آنا شروع ہوئیں تو ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے کسی بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو اسے روکتا تھا لیکن جب اگلا دن آتا تھا تو اسے گناہ کرتے دیکھ کر اسے روکتا نہیں تھا کیونکہ اس نے اس دوسرے شخص کے ساتھ کھانا ہوتا تھا پینا ہوتا تھا میل جول رکھنا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے ان لوگوں کے بارے میں (قرآن کی) یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کی زبانی لعنت کی گئی یہ اس وجہ سے ہے جو انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا۔"

سورۃ المائدۃ کی آیات ۷۸ تا ۸۱ ہیں۔

ترجمہ: داؤد وعیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ذریعے لعنت بھیجی گئی ان لوگوں پر جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہو گئے، یہ لعنت اس سبب سے تھی کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے نکل گئے (زبور وانجیل میں ان لوگوں پر لعنت بھیجی گئی تھی، جیسے قرآن میں بھی ﴿فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ آیا ہے، چونکہ یہ کتابیں حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ﷺ پر نازل ہوئی ہیں، اس لئے یہ مضمون ان کی زبان سے ظاہر ہوا) وہ لوگ ایک دوسرے کو روکا نہیں کرتے تھے، اس برے کام سے جو وہ کرتے تھے، یقیناً ان کا فعل نہایت ہی برا تھا (پہلی آیت میں بنی اسرائیل کے کفار کا ذکر ہے اور اس آیت میں بد دین لوگوں کا، یہ لوگ کبائر میں مبتلا تھے، ان کا فعل نہایت ہی برا تھا، کا یہی مطلب ہے کہ وہ بڑے گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے، اور ان میں جو نیک لوگ تھے وہ ان برے لوگوں کو ان کی برائی سے روکتے نہیں تھے، بلکہ آپ ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں (یعنی بد دین لوگوں سے دوستی جائز نہیں، اور یہ لوگ تو کفار سے دوستی رکھتے ہیں، پس پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے) جو کام انھوں نے آگے بھیجے ہیں وہ بہت ہی برے ہیں، بایں وجہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہو گئے ہیں اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اگر وہ لوگ اللہ پر اور رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لاتے جو ان کے پاس بھیجی گئی ہے تو وہ ان کفار کو کبھی دوست نہ بناتے، مگر ان میں سے بیشتر لوگ حد اطاعت سے خارج ہیں (مدینہ کے یہود نے مسلمانوں کی عداوت میں مشرکین مکہ سے دوستی کی تھی اور ان کو جنگ میں ہر تعاون کی پیش کش کی تھ: ان یہود کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے)

۵۔ حلال چیزوں کو حرام کرنے کی ممانعت

(۲۹۷۵) اَنَّهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ (يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ) اَلْاٰيَةَ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِيْ فِي النِّسَاءِ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى) فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِيْ فِي الْمَائِدَةِ (اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ) اِلٰى قَوْلِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنْتَهَيْنَا اِنْتَهَيْنَا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے کہا اے اللہ! شراب کے بارے میں ہم پر واضح نازل کر دے تو سورۃ البقرۃ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ "لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت سنائی گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا کی اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما تو سورۃ النساء میں موجود یہ آیت نازل ہوئی۔ "اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو۔" پھر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی۔ تو انہوں نے پھر یہ کہا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل کر دے تو سورۃ المائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی: "شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے۔" یہ آیت یہاں تک ہے تو کیا تم باز آ جاؤ گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔

سورۃ المائدہ آیات ۸۷، ۸۸ ہیں:

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجات:

(۱) اس کا نظریہ اور عقیدہ ہی یہ ہو کہ فلاں چیز حرام ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس چیز کا حلال ہونا شریعت میں قطعی دلائل سے ثابت ہو تو اسے حرام سمجھنے والا اللہ کے قانون کی صریح مخالفت کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

(۲) زبان سے کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے مثلاً یہ قسم کھالے کہ میں ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا یا فلاں جائز کام نہ کروں گا یا یہ کہے کہ میں یہ چیز فلاں کام کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اس صحابی رضی اللہ عنہ نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اس صورت میں اگر الفاظ قسم کھا کر اس چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے تو قسم ہو جائے گی جس کا حکم یہ ہے کہ ضرورت کے بغیر ایسی قسم کھانا گناہ ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(۳) کسی حلال چیز کو عملاً چھوڑ دینے یا استعمال نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر حلال چیز کو چھوڑنا حلال سمجھتا ہے تو یہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے لیکن اگر حلال چیز کو چھوڑنا ثواب کی نیت سے نہ ہو بلکہ جسمانی یا روحانی بیماری کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ شراب کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے

(۲۹۷۶) مَاتَ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ اَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالَ رِجَالٌ كَيْفَ بِاَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ).

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے انتقال کر چکے تھے جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو کچھ افراد نے یہ کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا انجام ہوگا؟ جو ایسی حالت میں فوت ہوئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو وہ پہلے کھا چکے ہوں جبکہ (بعد میں) انہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔"

شراب سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا:

مذکورہ احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں: (۱) شراب کی حرمت کے بارے میں بتدریج چار آیات نازل ہوئیں، تیسری

اور چوتھی آیت یعنی ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ ... ﴾ جب اتریں تو ان میں قطعی طور پر شراب کی حرمت کو بیان کیا گیا۔

(۲) ان روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کا ذکر ہے جبکہ دوسری بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذکر ہے ان میں کوئی تعارض نہیں دونوں ہی باتیں ہوسکتی ہیں۔

(۳) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حرمت شراب سے پہلے شراب پی اور پھر ان وفات حرمت کے حکم سے پہلے ہی ہوگئی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ (المائدہ: ۹۳) شراب کی حرمت سے متعلق تفصیلی کلام ماجاء فی شارب الخمر میں گزر چکا ہے۔

اس آیت کے شان نزول میں مختلف واقعات سورۃ النحل کی آیت ۶۷ ہے:

﴿ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ﴾

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے: تم اس سے سکر (کھجور کی شراب) اور کھانے کی عمدہ چیزیں بناتے ہو۔

اس آیت میں ایک لطیف اشارہ تھا کہ خمر (انگوری شراب) آئندہ حرام ہوگی، کیونکہ موضع امتنان (احسان یاد دلانے کے موقع) میں اس کا ذکر چھوڑ دیا تھا، جبکہ جاہلیت میں انگور کا زیادہ استعمال شراب کے لئے ہوتا تھا، تاہم خمر کا ذکر نہ کرنا بلاوجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اللھم بین لنا فی الخمر بیان شفاء: اے اللہ ہمارے لئے خمر کے سلسلہ میں تشفی بخش حکم نازل فرمایئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تحریم چاہتے تھے۔ (اس کی تفصیل ابواب الاشربہ میں گزر چکی ہے)

۷۔ جب شراب حلال تھی اس وقت پینا کوئی گناہ نہیں تھا

(۲۹۷۷) مَاتَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُهَا قَالَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَيْفَ بِاَصْحَابِنَا الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ يَشْرَبُوْنَهَا قَالَ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ میں سے کچھ افراد کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ وہ لوگ شراب پیا کرتے تھے جب اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ افراد نے یہ کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا انجام ہوگا؟ جو ایسی حالت میں اُنتقال کر گئے کہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

(۲۹۷۸) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی کیا رائے ہے؟ جو ایسی حالت میں وصال کر چکے ہیں کہ وہ شراب پی لیا کرتے تھے؟ (یہ واقعہ اس وقت پیش آیا) جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو وہ پہلے کھا چکے ہوں گے جبکہ بعد میں انہوں نے پرہیز گاری اختیار کی ہو ایمان لائے ہوں اور نیک اعمال کیے ہوں۔"

(۲۹۷۹) لَمَّا نَزَلَتْ (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ) قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْتَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اس چیز کے بارے میں جو کہ وہ پہلے کھا چکے ہوں جبکہ بعد میں انہوں نے پرہیز گاری اختیار کی ہو ایمان لے آئے ہوں اور نیک اعمال کیے ہوں۔"

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے) نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم بھی ان لوگوں میں سے ایک ہو۔

سورۃ المائدہ کی آیت ۹۳ ہے:

شانِ نزول: اس آیت کے شان نزول میں دو روایتیں آئی ہیں۔

(۲۹۸۰) اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنِّيْ اِذَا اَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَاَخَذَتْنِيْ شَهْوَتِيْ فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ فَاَنْزَلَ اللهُ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو خواتین کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے شہوت غالب آ جاتی ہے اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی ہے۔

"اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی ہیں انہیں حرام قرار نہ دو اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے جو حلال پاکیزہ رزق تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کھاؤ۔"

۸۔ فضول باتیں پوچھنے کی ممانعت

(۲۹۸۱) لَمَّا نَزَلَتْ (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْ كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْ كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نعم لَوَجَبَتْ فَاَنْزَلَ اللهُ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے حج کرنا لازم ہے اس شخص پر جو وہاں تک پہنچنے کی سبیل رکھتا ہو۔" لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے لوگوں نے پھر عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ (ہر سال کرنا) فرض ہو جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔"

(۲۹۸۲) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی میرا والد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں دریافت نہ کرو کہ اگر انہیں تمہارے سامنے ظاہر کیا جائے تو تمہیں برا لگے۔"

سورۃ المائدۃ کی آیت ۱۰۱ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو وہ تمہیں بری لگیں، اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں وہ باتیں پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سوالات سے درگزر فرمایا، اور وہ بڑی مغفرت والے، بڑے بردبار ہیں۔ روایتوں میں فضول باتوں کی دو مثالیں آئی ہیں۔

اس آیت یعنی: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ...﴾ کے شان نزول میں مختلف قسم کے واقعات بیان کئے گئے ہیں:

(۱) صحیح مسلم اور بخاری میں ہے۔

(۲) دوسرا واقعہ اس آیت کے شان نزول میں یہی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں ہے۔

۹۔ اصلاح حال کی کوشش کے بعد آدمی معذور ہے

(۲۹۸۳) اَنَّهُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ) وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اے لوگو تم یہ آیت تلاوت کرتے رہو۔

"اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو جب تم ہدایت حاصل کر چکے ہو تو گمراہ شخص تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا۔

(۲۹۸۴) اَتَيْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ لَهٗ كَيْفَ تَصْنَعُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ قَالَ اَيَّةُ اٰيَةٍ قُلْتُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ) قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْهَا خَبِيْرًا سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَاْيٍ بِرَاْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ فَاِنَّ مِنْ وَّرَائِكُمْ اَيَّامًا الصَّبْرُ فِيْهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَنِيْ غَيْرُ عُتْبَةَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنَّا اَوْ مِنْهُمْ قَالَ لَا بَلْ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْكُمْ.

ترجمہ: ابوامیہ شیبانی بیان کرتے ہیں میں حضرت ابوثعلبہ خشنی کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے کہا اس آیت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کون سی آیت کے بارے میں؟ میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں۔ "اے لوگو تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت حاصل کر چکے ہو تو گمراہ ہونے والا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔" تو حضرت ابوثعلبہ خشنی نے فرمایا اللہ کی قسم تم نے اس بارے میں ایسے شخص سے سوال کیا ہے جو اس سے واقف ہے میں نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب تم یہ صورتحال دیکھو کہ کنجوس شخص کی اطاعت کی جانے لگے خواہش نفس کی پیروی کی جانے لگے دنیا کو ترجیح دی جانے لگے ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے تو ایسی صورت میں تم صرف اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بعد جو دن آئیں گے ان میں صبر کرنا اسی طرح ہوگا جیسے انگارے پر ہاتھ رکھ دینا ان ایام میں عمل کرنے والے شخص کو ایسے پچاس آدمیوں جتنا اجر ملے گا جو تمہارے عمل کی مانند عمل کرتے ہوں گے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے عتبہ کے علاوہ دیگر راویوں نے یہ اضافی بات نقل کی ہے۔

عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پچاس آدمی جن کا ذکر کیا گیا ہم میں سے (شمار) ہوں گے یا ان میں سے ہوں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پچاس آدمی تم میں سے ہوں گے۔

گناہوں کی روک تھام سے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اہم ارشاد اس آیت یعنی ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ (المائدہ:۱۰۵) کے ظاہری الفاظ سے جو شبہ ہوسکتا تھا اس کے پیش نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو بے موقع استعمال کرتے ہو کہ امر بالمعروف کی ضرورت نہیں خوب سمجھ لو کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور طاقت کے باوجود اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب میں پکڑ لے۔

۱۰۔غیر مسلم وصی کی قسم پر کیا ہوا فیصلہ خیانت ظاہر ہونے پر ورثاء کی قسموں سے بدل جائے گا

(۲۹۸۵) عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ) قَالَ بَرِئَ النَّاسُ مِنْهَا غَيْرِي وَ غَيْرَ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ إِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فَأَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِبَنِي سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَمَعَهُ جَامٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيدُ بِهِ الْمَلِكَ وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهِ فَمَرِضَ فَأَوْصَى إِلَيْهِمَا وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ أَهْلَهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا مَاتَ أَخَذْنَا ذٰلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ أَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا إِلَى أَهْلِهِ دَفَعْنَا إِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَامَ فَسَأَلُونَا عَنْهُ فَقُلْنَا مَا تَرَكَ غَيْرَ هٰذَا وَ مَا دَفَعَ إِلَيْنَا غَيْرَهُ قَالَ تَمِيمٌ فَلَمَّا أَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُومِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ تَأَثَّمْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَأَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَ أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ عِنْدَ صَاحِبِي مِثْلَهَا فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَجِدُوا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَحْلِفُوهُ بِمَا يُعْظَمُ بِهِ عَلَى أَهْلِ دِينِهِ فَحَلَفَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ) إِلَى قَوْلِهِ (أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ) فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَحَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس آیت کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔

"(ارشاد باری تعالیٰ ہے) اے ایمان والو جب تم میں سے کسی ایک کو موت آ جائے تو تمہارے درمیان گواہی کا حکم ہے۔"

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ سب لوگ اس سے بری ہو گئے (راوی بیان کرتے ہیں) یہ دونوں حضرات اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی تھے اور شام آیا جایا کرتے تھے ایک مرتبہ یہ دونوں حضرات تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے وہاں بنو ہاشم کا غلام ان دونوں کے پاس آیا اس کا نام بدیل بن ابو مریم تھا وہ تجارت کی غرض سے آیا تھا اس کے پاس چاندی کا بنا ہوا ایک مرتبان تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ کو یہ برتن پیش کرے کیونکہ یہ اس کے سامان تجارت میں سب سے بڑی چیز تھی لیکن وہ غلام بیمار ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو یہ تلقین کی یعنی وصیت کی اور یہ کہا وہ جو کچھ چھوڑ جائے گا وہ اس کے مالکوں تک پہنچا دیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب اس غلام کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس برتن کو ایک ہزار درہم میں بیچ دیا اور وہ رقم آپس میں تقسیم کر لی پھر واپس آ کر ہم نے وہ سامان اس کے اصل مالکوں تک پہنچا دیا لیکن اس سامان میں پیالہ نہیں تھا انہوں نے ہم سے اس پیالے کے بارے میں دریافت کیا تو ہم نے کہا اس مرحوم نے تو یہی کچھ چھوڑا تھا اس نے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں دی تھی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے کے بعد جب میں نے اسلام قبول کیا تو میں نے اپنے گناہ کا ازالہ کرنا چاہا تو میں اس غلام کے مالکوں کے گھر گیا انہیں یہ ساری بات بتائی اور انہیں پانچ سو درہم دے کر یہ بھی بتا دیا کہ میرے ساتھی کے پاس بھی اتنی ہی رقم ہے تو وہ لوگ عدی کو لے کر حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ

نے ان سے گواہ طلب کئے مگر وہ ان کے پاس نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں ہدایت کی عدی سے اس کے دین کی سب سے عظیم ترین چیز کی قسم لے لیں تو عدی نے قسم اٹھائی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "اے ایمان والو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے۔" تو عمرو بن عاص اور ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ وہ پیالہ بدیل کے پاس تھا اور عدی نے جھوٹ کہا ہے تو عدی بن بداء سے زبردستی پانچ سو درہم لیے گئے۔

(۲۹۸۶) خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَهْمٍ مَعَ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ فَاَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَدُوا الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقِيْلَ اِشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں نبو سہم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حضرت تمیم داری اور دی بن بداء کے ہمراہ روانہ ہوا راستے میں ایک ایسی جگہ پر اس سہمی شخص کا انتقال ہو گیا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا جب بقیہ دونوں صاحبان اس کا ترکہ لے آئے تو اس میں چاندی کا بنا ہوا ایک برتن نہیں تھا جس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی بعد میں وہ برتن مکہ میں مل گیا تو بتایا گیا کہ ہم نے تو یہ برتن تمیم داری اور عدی سے خریدا ہے تو اس سہمی شخص کے پسماندگان میں سے دو آدمی اٹھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت کے مقابلے میں (ثابت ہونے کی زیادہ حق دار ہے) اور یہ برتن ان کے ساتھی کا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "اے ایمان والو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے۔"

سورۃ المائدہ کی آیات ۱۰۶۔۱۰۸ ایک خاص معاملہ میں نازل ہوئی ہیں۔

ان احادیث میں قرآن مجید کی اس آیت: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ...﴾ کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص بدیل،، نامی جو مسلمان تھا دو نصرانی شخصوں تمیم اور عدی کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف گیا شام پہنچ کر بدیل بیمار ہو گیا اس نے اپنے مال کی فہرست لکھ کر اپنے سامان میں رکھ دی، اور اپنے دونوں دوستوں کو اس کی اطلاع نہ کی مرض جب زیادہ بڑھا تو اس نے دونوں دوستوں کو وصیت کی کہ میرا سارا سامان میرے وارثوں تک پہنچا دینا انہوں نے وصیت کے مطابق سارا سامان لا کر وارثوں کے حوالے کر دیا مگر چاندی کا ایک پیالہ جس پر سونے کا ملمع یا نقش و نگار تھے اس میں سے نکال لیا،۔ سہمی نے اپنے سامان کی ایک لسٹ بنا کر سامان میں رکھ دی تھی، جس کی تمیم وعدی کو خبر نہیں تھی، ورثاء نے جب سامان کھولا تو وہ لسٹ برآمد ہوئی، اس سے شبہ ہوا تو انہوں نے اوصیاء سے پوچھا کہ میت نے کچھ مال فروخت کیا تھا یا کچھ زیادہ بیمار رہا کہ علاج وغیرہ میں خرچ ہوا ہو ان دونوں نے اس کا جواب نفی میں دیا آخر معاملہ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا چونکہ وارثوں کے پاس گواہ نہ تھے تو ان دونوں نصرانیوں سے قسم لی گئی کہ ہم نے میت کے مال میں کسی طرح خیانت نہیں کی نہ کوئی چیز اس کی چھپائی آخر قسم پر فیصلہ ان کے حق میں کر دیا گیا کچھ عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ پیالہ ان دونوں نے مکہ مکرمہ میں کسی سنار کے ہاتھ فروخت کیا ہے جب سوال

ہوا تو کہنے لگے کہ ہم نے میت سے خرید لیا تھا چونکہ خریداری کے گواہ موجود نہ تھے اس لیے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ کہیں ہماری تکذیب نہ کر دی جائے۔ میت کے وارثوں نے پھر نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع کیا اب پہلی صورت کے برعکس ان دونوں وصیوں نے خریداری کا دعویٰ کر دیا جبکہ وارث اس کے منکر تھے شہادت موجود نہ ہونے کی وجہ سے وارثوں میں سے دو شخصوں نے جو میت سے قریب تر تھے قسم کھائی کہ وہ پیالہ میت کی ملک تھا اور یہ دونوں نصرانی تمیم اور عدی اپنی قسم میں جھوٹے ہیں چنانچہ جس قیمت پر انہوں نے فروخت کیا تھا یعنی ایک ہزار درہم پر وہ قیمت وارثوں کو دلائی گئی۔

۱۱۔ حواریوں پر مائدہ اُترنے کا بیان

(۲۹۸۷) اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَآءِ خُبْزًا وَلَحْمًا وَاُمِرُوْا اَنْ لَا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسمان سے ایسا دستر خوان نازل کیا گیا جس پر روٹی اور گوشت موجود تھے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس میں خیانت نہ کریں اور اسے کل کے لیے سنبھال کر نہ رکھیں لیکن ان لوگوں نے اس میں خیانت کی اور اسے اگلے دن کے لیے بھی سنبھال کر رکھ لیا جس کے نتیجے میں ان کے چہرے مسخ کر کے ان کی شکلیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دی گئیں۔

سورۃ المائدۃ آیات (۱۱۲۔۱۱۵) میں یہ واقعہ ہے۔ کہ واقعتاً آسمان سے دستر خوان نازل ہوا تھا اور انہیں اس بات کا پابند بنایا گیا تھا کہ کوئی شخص خیانت نہ کرے اور اس کھانے کو کل کے لیے بچا کر نہ رکھے لیکن ان لوگوں نے ان دونوں باتوں پر عمل نہیں کیا خیانت بھی کی اور کھانے کو کل کے لیے ذخیرہ بھی کیا اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے ان پر یوں عذاب آیا کہ ان کی شکلیں تبدیل کر کے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ان کے سامنے کر دی

(۲۹۸۸) قَالَ يَلْقَى عِيْسٰى حُجَّتَهٗ فَلَقَّاهُ اللّٰهُ فِيْ قَوْلِهٖ (وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَقَّاهُ اللّٰهُ (سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ) الْاٰيَةَ كُلَّهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ) قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دلیل سکھائے گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنا لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں یہ جواب القاء کرے گا (تم یہ کہو) تو پاک ہے مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں ہے۔

سورۃ المائدہ آیات (۱۱۶۔۱۱۸) میں یہ بات آئی ہے کہ قیامت کے دن تمام رسولوں سے ان کی امتوں کے روبرو برملا سوال

وجواب ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی سوال ہوگا، جن کو کروڑوں انسانوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا تھا۔ ان سے سوال ہوگا کہ کیا آپ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود مانو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: آپ کی ذات پاک ہے یعنی خدائی میں آپ کا کوئی شریک وسہیم نہیں، پھر میں ایسی نازیبات کیسے کہہ سکتا ہوں الخ؟

فائدہ: یہ سوال وجواب قرآن کریم میں دو مقاصد سے نازل کئے گئے ہیں:

پہلا مقصد: جو ظاہر ہے کہ دنیا میں یہ سوال وجواب عیسائیوں کو سنائے گئے ہیں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جس کو معبود مان رہے ہیں وہ تو خود قیامت کے دن اپنی بندگی کا اقرار کریں گے، اور ان کی بہتان تراشی سے براءت ظاہر کریں گے۔

دوسرا مقصد: جو دقیق ہے اور وہ کی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کا جواب دنیا ہی میں کر دیا گیا تا کہ وہ اس کو لے لیں اور قیامت کے دن جب انتہائی خوف ناک منظر ہوگا، وہ بے خوف ہو کر یہ جواب عرض کریں۔

فائدہ: اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول قرآن کے بعد دنیا میں تشریف لائیں گے، جبھی ان کے سامنے ان کا یہ جواب آئے گا، آپ نزول کے بعد قرآن کریم پڑھیں گے، اور اپنے اس جواب سے واقف ہوں گے، اور قیامت کے دن یہ جواب عرض کریں گے، ورنہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، پھر ان کو کیسے اپنے اس جواب کا علم ہوگا؟

۱۳۔ قرآن کریم کی آخری سورت

(۲۹۸۹) قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۃ المائدہ ہے۔

سب سے آخر میں کون سی سورت نازل ہوئی۔ مذکورہ دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نزول کے اعتبار سے آخری سورتیں سورۃ مائدہ اور فتح ہیں جبکہ دوسری روایت میں سورۃ نصر کا ذکر ہے اس لیے امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی مرفوع روایت موجود نہیں کہ جس کی وجہ سے حتمی طور پر یہ کہا جائے کہ آخر میں کونسی سورت نازل ہوئی بس ہر ایک نے اپنے علم اور ظن غالب کے طور پر یہ بات ذکر کی ہے اس لیے دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں، یہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندازے ہیں، جس کے علم میں جو بات تھی وہ اس نے بیان کی فلا منافاۃ بینہما۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ

سورۃ الانعام کی تفسیر

سورۃ الانعام مکیہ: سورۃ الحجر کے بعد ۵۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: اللہ تم پر مائدہ (دسترخوان) نازل فرمائیں گے بشرطیکہ تم اَنْعَام وحرث (کھیتوں اور چوپاؤں) میں غیر اللہ کی نیازیں نہ دو اور غیر اللہ کی تحریمیں نہ کرو۔

ربط معنوی: جو مضمون سورۃ المائدہ میں مذکور ہے وہی اس سورت میں بھی مذکور ہیں (شرک فعلی، شرک اعتقادی) مگر باعتبار دلائل کے

ترقی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ یادر ہے اس میں شرک اعتقادی کا مضمون پہلے اور شرک فعلی کا بعد میں۔

سورۃ المائدہ میں شرک اعتقادی والے کی تکفیر کی گئی لیکن دلائل تقریباً نہ بیان ہوئے اب اس سورت میں دلائل کثیرہ بیان ہوں گے۔ سابقہ سورت میں تھا غیر اللہ کی نذر میں جانور ذبح نہ کرو اس سورت میں ہے اناج وغیرہ بھی غیر اللہ کی نذر میں نہیں دینے

مختصر خلاصہ: اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر رکوع ۱۴ میں ﴿اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ تک ہے اس میں نفی شرک اعتقادی کا بیان ہے۔ دوسرا حصہ اس کے متصل بعد ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ سے لے کر رکوع ۱۹ میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تک ہے۔ اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ اس کے بعد ﴿ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا... الخ﴾ سے دونوں مسئلوں پر دلیل نقلی (دلیل نقلی کی تعریف مقدمہ میں بیان ہو چکی ہے) اور ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ﴾ سے دونوں مسئلوں پر دلیل وحی (دلیل وحی کی تعریف مقدمہ میں بیان ہو چکی ہے) ذکر کی گئی ہے۔ یعنی پہلے تورات میں بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں۔ پھر تورات کے بعد قرآن میں بھی دونوں مسئلوں کی وضاحت کی گئی ہے اس لئے قرآن کی پیروی کرو۔ پھر سورت کے آخری رکوع میں ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ﴾ سے آخر سورت تک دونون مضمونوں کا اجمالی طور اعادہ کیا گیا ہے۔ دونوں مضمونوں کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔

امتیازات: ① سورت ممتاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے ساتھ مناظرہ کرنے پر۔ ② سورت ممتاز ہے ایک ہی رکوع میں سات مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور قوم کو مشرک اور گمراہ کہنے پر۔ ③ سورت ممتاز ہے پانچ بار علم کی نفی پر سات بار شرکِ اعتقادی کی نفی پر۔ ④ سورت ممتاز ہے کہ اس کے نازل ہوتے وقت استقبال میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے آئے تھے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

(۲۹۹۰) عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی (فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو جہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا قرار نہیں دیتے ہم اس چیز کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیت نازل کی۔ بے شک یہ لوگ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اس حدیث میں مذکورہ آیت کا واقعہ تفسیر مظہری میں سدی کی روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ کفار قریش کے دو سردار اخنس بن شریق اور ابو جہل کی ملاقات ہوئی تو اخنس نے ابو جہل سے پوچھا کہ ابوالحکم (عرب میں ابو جہل کو ابوالحکم کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام میں اس کے کفر و عناد کے سبب اسے ابو جہل کا لقب دیا گیا) یہ تنہائی کا موقع ہے میرے اور تمہارے کلام کو کوئی تیسرا نہیں سن رہا مجھے محمد بن عبداللہ کے متعلق اپنا خیال صحیح صحیح بتلاؤ کہ ان کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا۔

ابو جہل نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ محمد سچے ہیں انہوں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن بات یہ ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنوقصی میں ساری خوبیاں اور کمالات جمع ہو جائیں باقی قریش خالی رہ جائیں اس کو ہم کیسے برداشت کریں؟ بنوقصی کے

ہاتھ میں جھنڈا ہے حرم میں حجاج کو پانی پلانے کی اہم خدمت ان کے ہاتھ میں ہے بیت اللہ کی دربانی اور اس کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے اب اگر نبوت بھی انہی کے اندر ہم تسلیم کرلیں تو پھر باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے گا۔

اور ترمذی کی مذکورہ روایت میں بھی ابوجہل نے یہی کہا کہ ہم درحقیقت اس کتاب یا دین کی تکذیب کرتے ہیں جس کو آپ لے کر آئے ہیں۔

۲۔ وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے، مگر عام ہے

(۲۹۹۱) لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ (اَوْيَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَاتَانِ اَهْوَنُ اَوْ هَاتَانِ اَيْسَرُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تم فرمادو وہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر سے تمہارے نیچے کی طرف سے تم پر عذاب بھیج دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ یا وہ تمہیں گروہوں میں تقسیم کردے یا ایک دوسرے سے لڑا دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں ہلکے عذاب ہیں (راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں یہ دونوں آسان ہیں۔

(۲۹۹۲) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمَا اِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَاْتِ تَاوِيْلُهَا بَعْدُ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تم یہ فرمادو وہ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے اوپر عذاب نازل کردے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ہوگا کیونکہ اس کے بعد اس کی تاویل (یعنی اس حکم کو منسوخ قرار دینے کا حکم) نہیں آئی۔

سورۃ الانعام مکی سورت ہے، اس کی آیت ۶۵ ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾

ترجمہ: آپ ﷺ (مکذبین سے) کہہ دیں: اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دیں (جیسے سنگ باری، طوفانی ہوا اور بارش) یا تمہارے پاؤں تلے سے (بھیج دیں، جیسے زلزلہ، غرقابی اور زمین میں دھنسنا) یا تمہیں گروہ گروہ کرکے آپس میں بھڑادیں، اور تمہارے بعض کو بعض کی سختی (لڑائی) چکھائیں۔

تفسیر: یہ آیت کفار کے تعلق سے نازل ہوئی ہے، مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کو بھی عام ہے۔

دو حدیثوں میں تعارض کا جواب: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو حدیثیں ذکر کی ہیں ایک حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ان دونوں میں بظاہر تعارض ہے وہ اس طرح کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر

"رجم" اور خسف کا عذاب نہیں آئے گا کیونکہ ان سے علیہ السلام نے پناہ مانگی ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں اس کی تصریح بھی منقول ہے جبکہ حدیث سعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر یہ عذاب قرب قیامت میں واقع ہوں گے تو بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

جواب ①: نبی کریم ﷺ نے جواب دو عذابوں سے پناہ مانگی ہے یہ آپ ﷺ کے زمانے یعنی قرون خیر کے ساتھ مخصوص ہے کہ ان میں اس امت پر یہ عذاب نہیں آئیں گے۔

جواب ②: جن روایات میں خسف کے عذاب کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ اس امت کے بعض افراد اس عذاب میں مبتلا ہوں گے پوری امت اس میں مبتلا نہیں ہوگی اور جن روایات میں اس عذاب کی نفی کی گئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پوری امت پر ایک ہی وقت یہ عذاب نہیں آئے گا اس لیے دونوں حدیثوں تعارض نہیں۔

۳۔ ظلم سے ظلم عظیم مراد ہے

(۲۹۹۳) لَمَّا نَزَلَتْ (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاقَالَ لُقْمَانُ لِاِبْنِهٖ (يَابُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو شامل نہیں کیا۔ تو یہ بات مسلمانوں پر بہت گراں گزری تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جو اپنے اوپر ظلم کرتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد یہ نہیں ہے اس سے مراد شرک ہے کیا تم نے وہ بات نہیں سنی؟ جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہی تھی (جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے)۔ "اے میرے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

سورۃ الانعام کی آیت ۸۲ ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ میں "ظلم" سے نبی کریم ﷺ کی تصریح کے موافق شرک مراد ہے عام گناہ مراد نہیں۔

"الم تسمعوا ما قال لقمان لابنه" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ لقمان کی آیت گویا صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی جس کی طرف آپ ﷺ نے انہیں متوجہ فرمایا جبکہ صحیح بخاری میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ (لقمان) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا نزول اسی وقت ہوا ہے اس لیے بظاہر دونوں باتوں میں تعارض ہے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس آیت ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ کا نزول اسی وقت ہوا ہو پھر آپ ﷺ نے اس کی تلاوت فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لفظ کی مراد بارے میں تنبیہ کی اس سے یہ تعارض ختم ہوجاتا ہے

فائدہ: ظلم کے اصل معنی ہیں؛ وضع الشيى فى غير محله : کسی چیز کو نامناسب جگہ میں رکھ دینا، پھر ظلم کا استعمال حق سے تجاوز

کرنے کے لئے ہونے لگا، خواہ تجاوز قلیل ہو یا کثیر، اور خواہ تجاوز اعتقادی ہو یا علمی، چنانچہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ اور شرک و نفاق اور بدعلمی پر اس کا اطلاق ہونے لگا، قرآن کریم میں یہ سب اطلاقات آئے ہیں، مزکورہ آیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے ظلم سے عملی گناہ مراد لے لیا، اس لئے اشکال ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ اس آیت میں ظلم سے ظلم اعتقادی مراد ہے۔

البتہ بظلم: نکرہ تحت النفی ہے، اس لئے شرک عام ہے، کھلے طور پر مشرک اور بت پرست ہو جائے: یہ تو مراد ہے ہی، اور جو غیر اللہ کو نہیں پوجتا، اور کلمہ اسلام پڑھتا ہے، مگر کسی فرشتہ یا رسول یا ولی کو اللہ تعالیٰ کی بعض صفات خاصہ میں شریک ٹھہراتا ہے، اور ان کے مزارات کو حاجت روا سمجھتا ہے: یہ شرک بھی آیت میں مراد ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اس شرک سے بھی حفاظت فرمائیں (آمین)

۴۔ نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پا سکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو پاتے ہیں

(۲۹۹۴) كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ (لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ) (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِينِي وَلَا تُعْجِلِينِي أَلَيْسَ اللهُ تَعَالَى يَقُولُ (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى) (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ) قَالَتْ أَنَا وَاللهِ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ هٰذَا قَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ جِبْرَئِيلُ مَا رَأَيْتُهُ فِي الصُّورَةِ الَّتِي خُلِقَ فِيهَا غَيْرَهَا تَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عُظْمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ يَقُولُ اللهُ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ) وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ وَاللهُ يَقُولُ (قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ).

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا تو انہوں نے فرمایا: اے ابو عائشہ رضی اللہ عنہا تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی کوئی کہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بہت بڑی جھوٹی بات کی نسبت کی جو شخص یہ کہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات کی نسبت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

"بصارت اس کا ادراک نہیں کرسکتی وہ بصارت کا ادراک کرسکتا ہے وہ لطف رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے (دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔"

کسی انسان کے بس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کلام کرے البتہ وحی کے ذریعے یا حجاب کے پیچھے سے اللہ اس سے کلام کرسکتا ہے۔ مسروق بیان کرتے ہیں میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا میں نے کہا اے اُم المومنین آپ ذرا غور فرمائیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ (آپ جلدی نہ کیجئے) ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ تو اس نے اسے دوسری مرتبہ اترتے ہوئے دیکھا۔ (دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اس نے اسے افق مبین سے دیکھا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس بارے میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے

انہیں جس طرح پیدا کیا گیا ہے (میں نے) انہیں اس شکل میں صرف دو دفعہ دیکھا ہے میں نے دیکھا انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیان پوری جگہ کو گھیر لیا تھا۔ (پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) اور جو شخص یہ کہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں سے کچھ چھپایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا ہے تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف بہت بڑے جھوٹ کی نسبت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ اے رسول تم اس چیز کی تبلیغ کردو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

اور جو شخص یہ کہے وہ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ شخص خود) جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا تو اس نے اللہ کی طرف بہت بڑے جھوٹ کی نسبت کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "آسمانوں اور زمینوں میں موجود کوئی شخص غیب نہیں جانتا صرف اللہ جانتا ہے۔"

سورۃ الانعام کی آیت ۱۰۳ ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝﴾

ترجمہ: "نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتیں، اور وہ سب نگاہوں کو پاتے ہیں، اور وہ نہایت باریک بین باخبر ہیں۔"

اس آیت کے ذیل میں تین مسئلے آتے ہیں:

پہلا مسئلہ: اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور زیارت نہیں ہوسکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخواست کی تھی کہ اے میرے رب! مجھے اپنی زیارت کرا دیجئے تو جواب ملا تھا: (لن ترانی): آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳)

دوسرا مسئلہ: آخرت میں مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی، اور یہ مسئلہ بھی اہل حق کے نزدیک اجماعی ہے، کیونکہ قرآن کریم اور احادیث قویہ متواترہ سے یہ بات ثابت ہے، سورۃ القیامہ میں ہے: قیامت کے دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے، اور وہ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔

تیسرا مسئلہ: شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟ یہ مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اختلافی چلا آرہا ہے۔

جمہور صحابہ وتابعین اور آئمہ تفسیر کے نزدیک شب معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار وہاں پر دیکھا۔ چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝﴾ (النجم: ۱۳) میں اسی دوسری روایت کا ذکر ہے اور سورۃ نجم کی ابتدائی آیات میں پہلی رؤیت کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آسمان کے افق پر دیکھا تھا اور ﴿شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ...﴾ یہ تمام صفات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ہیں۔ (فتح الباری ۸، ۷۸۱ کتاب التفسیر سورۃ النجم)

اور مسئلہ کا عمل سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے توقف بہتر ہے۔

۵۔ مردار کی حرمت پر اعتراض کا جواب

(۲۹۹۵) اَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ أَ نَاْكُلُ مَا نَقْتُلُ وَ لَا نَاْكُلُ مَا يَقْتُلُ اللهُ فَاَنْزَلَ اللهُ (فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کچھ افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے ہم اس جانور کو

کھا سکتے ہیں جسے ہم مارتے ہیں اور ہم اسے نہیں کھا سکتے جسے اللہ تعالیٰ نے مارا ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔
جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو اس میں سے کھالو اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔
یہ آیت یہاں تک ہے: "اگر تم ان کی پیروی کرو تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔"
ماکول اللحم دموی جانور کی حلت کے لئے دو شرطیں ہیں: شرعی طور پر ذبح کرنا، اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا، اگر ان میں سے ایک بھی شرط فوت ہو جائے تو وہ جانور حرام ہے۔

اعتراض: کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو شبہ میں ڈالنا چاہا کہ اللہ کے مارے ہوئے جانور یعنی مردار کو تو کھاتے نہیں ہو اور اپنے مارے ہوئے یعنی ذبیحہ کو کھاتے ہو اس پر مذکورہ آیات ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ ...﴾ نازل ہوئیں۔

جواب: کہ مردار کو کھانا اس لیے حلال نہیں کہ اس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور مسلمان کے ہاتھ ذبح شدہ جانور کو کھانا اس لیے جائز ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور مسلمان تو بس اللہ کے حکم کا پابند ہے اس نے جس انداز سے جو حکم دیا ہے اسی کو پورا کرنے کا نام اطاعت ہے۔

۶۔ احکام عشرۃ پر مشتمل آیات کی اہمیت

(۲۹۹۶) مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الصَّحِيفَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلْيَقْرَأْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ (قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ کسی ایسے صحیفے کو دیکھے جس پر حضرت محمد ﷺ کی مہر لگی ہوئی ہو تو وہ ان آیات کو پڑھ لے۔ تم فرمادو تم لوگ آگے آؤ میں تمہارے سامنے اس چیز کی تلاوت کروں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام قرار دیا ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے "تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

سورۃ الانعام کی تین آیتیں (آیات ۱۵۱۔ ۱۵۳) نہایت اہم آیتیں ہیں، ان میں دس احکام مذکور ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی اہمیت روایت میں ظاہر کی ہے: اور ان آیتوں میں جو دس احکام ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت واطاعت میں کسی کو ساجھی نہ ٹھہرانا۔ (۲) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ (۳) فقر و افلاس کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرنا۔ (۴) بے حیائی کے کاموں سے دور رہنا، نہ علانیہ وہ کام کرنا نہ پوشیدہ طور پر۔ (۵) کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔ (۶) یتیم کا مال ناحق طور پر نہ کھانا۔ (۷) ناپ تول میں کمی نہ کرنا (۸) انصاف کی بات کہنا، اگرچہ وہ قرابت دار کے خلاف پڑے۔ (۹) اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنا۔ (۱۰) صراط مستقیم کو اپنانا اور دوسری راہوں پر نہ چلنا۔ اور سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں بھی ایسے ہی اہم بارہ احکام ہیں۔

۷۔ قیامت کی ایک نشانی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے

(۲۹۹۷) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ) قَالَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں (ارشاد

باری تعالیٰ ہے) "یا تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آجائے۔" اس سے مراد سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے۔

(۲۹۹۸) ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَمْ (يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ) اَلْاٰيَةَ الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا اَوْمِنَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ نکل آئیں گی اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا وہ شخص جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا دجال دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے نکل آنا۔

سورۃ الانعام کا بڑا حصہ مشرکین عرب کے عقائد واعمال کی اصلاح اور ان کے شبہات وسوالات کے جواب میں نازل ہوا ہے۔ اور آخر میں (آیت ۱۵۸) ارشاد پاک ہے: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ﴾ نہیں انتظار کرتے وہ مگر اس کا کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا ان کے پاس آپ کا رب آئے، یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئے یعنی سورج مغرب سے نکل آئے۔

۸۔ نیکی کا کریمانہ اور گناہ کا منصفانہ ضابطہ

(۲۹۹۹) قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ اِذَا هَمَّ عَبْدِىْ بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا فَاِنْ تَرَكَهَا وَرُبَّمَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً ثُمَّ قَرَأَ (وَمَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا فرمان حق ہے جب میرا بندہ کسی ایک نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو تم اس کو ایک نیکی کے طور پر نوٹ کرلو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو تم اس کو دس گنا کے طور پر نوٹ کرلو اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو تم اسے نوٹ نہ کرو اور اگر وہ اسے کرلے تو تم اسے ایک برائی کے طور پر نوٹ کرو اگر وہ اسے چھوڑ دے (بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں)۔ "اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو تم اسے بھی ایک نیکی کے طور پر نوٹ کرو۔" پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ جو شخص نیکی کرے گا اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔

سورۃ المائدۃ (آیات ۱۶۰) میں یہ ضابطہ بیان ہوا ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: "جو شخص کوئی نیکی لایا تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے، اور جو کوئی برائی لایا تو وہ نہیں سزا دیا جائے گا مگر اس کے برابر، اور وہ لوگ ظلم نہیں کئے جائیں۔"

فائدہ: یہ ذہن میں رہے کہ اس آیت میں نیکی کی جزاء میں جو دس گنا تک زیادتی ذکر کی گئی ہے اس میں ادنی حد کا بیان ہے اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے اس سے زیادہ بھی دے سکتے ہیں اور دیں گے جیسا کہ دوسری روایات میں ستر گناہ اور سات سو گناہ تک ثابت ہے۔

فائدہ: نیکی کا اجر بڑھانا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں، اور گناہ کی سزا بڑھانا ظلم ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں ظلم کا گزر

نہیں چنانچہ نیکی کا پختہ ارادہ کرتے ہی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے پھر چاہے وہ کسی مانع کی وجہ سے نیکی نہ کر سکے اور جب نیکی کر لیتا ہے تو کم از کم دس گنا اجر لکھا جاتا ہے اور برائی کا پختہ ارادہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور برائی کرنے پر ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے، بلکہ اگر اللہ سے ڈر کر گناہ سے باز آ جائے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور کسی مانع کی وجہ سے گناہ نہ کر سکے تو نہ نیکی لکھی جاتی ہے، نہ گناہ۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ

باب ۸۔ سورۃ الاعراف کی تفسیر

سورۃ الاعراف مکیہ: سورۃ صٓ کے بعد ۳۹ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۷ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: اگر تم نے (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان سے غیر اللہ کی نذریں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراب سے بھی بچا کر جنت میں داخل کرے گا۔

ربط معنوی: تین سے ہے: ① مسئلہ نفی شرک اعتقادی کے لئے سورۃ الانعام میں دلائل عقلیہ کثرت سے بیان کئے گئے تھے لیکن دلیلِ نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آئی تھی تفصیلا اور سترہ (۱۷) انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب اس سورۃ میں نفی شرک اعتقادی کے لئے دلائل نقلیہ آئیں گے۔

② سورۃ انعام میں نفی شرک فعلی (نذورِ غیر الله، تحریمات لغیر الله) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریمات لغیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم ضرورت کا ذکر کیا گیا یعنی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قربِ خداوندی کا موجب سمجھنا اور بوقتِ طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم جاننا۔

① مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی جائے گی۔ ساتھ ہی ہر دو مضمون نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کی تکمیل بھی ہوگی۔

نوٹ: اس سورۃ میں مضامین کی ترتیب سورۃ المائدہ کے مطابق ہوگی (شرک فعلی پہلے اور شرک اعتقادی بعد میں)۔

مختصر خلاصہ: اس سورت میں تین دعوے ہیں: ① مسئلہ توحید کی تبلیغ میں پورا استقلال رکھو، مصائب آئیں تو برداشت کرو۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ ② ﴿مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ﴾ کی تابعداری کرو اور شیاطین کے تابع ہو کر اپنی طرف سے تحریمات نہ نکالو۔ یہ دعویٰ ﴿اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ﴾ سے لے کر ﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ﴾ تک مذکور ہے۔ اس کے بعد سورۃ میں ابلیس کا حضرت آدم علیہ السلام کو فریب دینا بیان کر کے تحریماتِ خود ساختہ (کپڑے پہن کر طواف کرنے کو حرام سمجھنا) کی تردید کی گئی۔ ③ تیسرا دعویٰ۔ غیر اللہ کو متصرف فی الامور (شرک اعتقادی کرتے ہوئے) یا برکات دہندہ خیال کر کے نہ پکارو۔ یہ دعویٰ ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ سے لے کر ﴿لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ۝﴾ تک ہے۔

اس سورۃ میں چھ انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے تین قصے قصہ حضرت نوح علیہ السلام قصہ حضرت ھود علیہ السلام قصہ حضرت صالح علیہ السلام دعویٰ ثالث سے متعلق ہیں، چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا دعویٰ ثانی کے ساتھ متعلق ہے کہ قوم لوط بھی ایک حرام کو

حلال کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ تو تحلیلِ حرام یا تحریم حلال ایک بڑا جرم ہوا، پھر پانچویں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دعویٰ ثانی وثالث کے ساتھ متعلق ہے اور چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ اول سے متعلق ہے۔ پانچویں اور چھٹے قصے کے درمیان کچھ کلام اہل مکہ کے لئے آگئی (آیات ۹۴ تا ۱۰۰) چھٹے قصے میں مصائب موسیٰ علیہ السلام کے چھ (حالِ اول ۱۰۳ تا ۱۲۶، دوم: ۱۲۷ تا ۱۲۹ سوم: ۱۳۰ تا ۱۳۷، چہارم ۱۳۸ تا ۱۴۱، پنجم: ۱۴۲ تا ۱۵۴، ششم ۱۵۵ تا ۱۵۷) احوال بیان ہوں گے اور اس کے بعد تخویفِ دنیوی کا نمونہ بیان (۱۶۳ تا ۱۶۶) کر کے یہود کے خود ساختہ مقولہ (سَيُغْفَرُ لَنَا) کی چار وجہ سے تردید کی گئی (۱۶۹ تا ۱۷۸)۔

اس کے بعد دعویٰ ثانی وثالث کے متعلق چند آیات ہیں۔ ایک تسلی برائے نبی علیہ السلام اور ترغیب الی القرآن ہے۔ علاوہ ازیں تخویفات، شکوے اور زجریں ہیں۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے اس ملّا کے ذکر پر جس نے دنیا کو پسند کیا اور دین کو پیچھے چھوڑ دیا اس کی مثال کتے کی سی ہے ﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ... الخ﴾ ② سورت ممتاز ہے کہ اعراف والوں کا تذکرہ ہے۔ ③ سورت ممتاز ہے انسان کا چار چیزوں پر کامل ہونے پر ایک ہی آیت ۳۳ میں (نہایت عفیف، نہایت حلیم، نہایت شجاع، نہایت علیم)۔ ④ سورت ممتاز ہے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو تفصیل سے ذکر کرنے پر۔

۱۔ ذراسی تجلی سے پہاڑ کے پرخچے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے

(۳۰۰۰) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا) قَالَ حَمَّادٌ هٰكَذَا وَاَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ اِبْهَامِهٖ عَلٰى اَنْمُلَةِ اِصْبَعِهِ الْيُمْنٰى قَالَ فَسَاخَ الْجَبَلُ (وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس طرح اس کے بعد سلیمان نامی راوی نے انگوٹھے کے کنارے کو دائیں ہاتھ کی انگلی پر رکھ کر فرمایا تو وہ پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے سورۃ الاعراف (آیت ۱۴۳) میں ہے کہ طور پہاڑ پر تورات عطا فرمانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے بلایا گیا، جب مدت پوری ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے لطف وعنایت کی باتیں کیں، اس موقعہ پر انھوں نے شدت اشتیاق سے درخواست کی کہ پروردگار! مجھے اپنا جلوہ دکھائیں، میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں، ادھر سے جواب ملا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے (دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً ممکن ہے جبھی موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تھی، مگر شرعاً ممتنع ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان بلکہ اس دنیا کی ہر مخلوق ضعیف ہے وہ تجلی کو سہار نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ کی جانب میں کوئی استحالہ نہیں، ورنہ لن اری فرماتے کہ میں دیکھا نہیں جا سکتا۔

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کے دوسرے طریق میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی چھوٹی انگلی یعنی خنصر کے سرے پر انگوٹھا رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اللہ جل شانہ کے نور کا صرف اتنا سا حصہ ظاہر کیا گیا تھا جس سے پہاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے یعنی نور کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ ظاہر کیا گیا تھا تو اس سے بھی پہاڑ ریزہ

ریزہ ہو گیا اور اس حدیث کے راوی سلیمان نے انگوٹھے کی نوک دائیں انگلی کے پورے پر رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اتنا سا نور کا حصہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جس سے اس پہاڑ کے پرخچے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

۲۔عہد الست کی تفصیل

(۳۰۰۱) اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ النَّارَ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔

"اور جب تمہارے پروردگار نے آدم کی اولاد کو ان کی پشتوں میں سے لیا اور انہیں ان کے اپنے بارے میں گواہ بناتے ہوئے دریافت کیا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں ایسا اس لیے کیا) تا کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو ہم تو اس سے غافل تھے۔"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر دایاں دست قدرت پھیرا اور اس میں سے ان کی ذریت کو نکال دیا پھر ارشاد فرمایا۔ میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے اور اہل جنت کا سا عمل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس میں سے کچھ ذریت کو نکالا اور فرمایا میں نے ان لوگوں کو جہنم کے لیے اور اہل جہنم کا سا عمل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے تو ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیوں کیا جائے؟ راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے اہل جنت کا سا عمل کرنے کی توفیق بھی دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شخص مرتا ہے تو اہل جنت کا سا عمل کر رہا ہوتا ہے اور پھر وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ کسی بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے اہل جہنم کا سا عمل لیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ مرتا ہے تو اہل جہنم کا سا عمل کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

(۳۰۰۲) لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اٰخِرِ الْاُمَمِ

مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ قَالَ رَبِّ وَكَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ أَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِيْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضٰى عُمْرُ اٰدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ أَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِيْ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ أَوَلَمْ تُعْطِهَا لِابْنِكَ دَاوُدَ قَالَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ اٰدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِئَ اٰدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت میں سے ہر ایک جان نیچے گر پڑی جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک ان کی اولاد میں پیدا کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی پیشانی میں نور کی چمک رکھ دی پھر ان لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا اور انہیں بتایا گیا اے آدم علیہ السلام یہ تیری اولاد ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی پیشانی کی چمک حضرت آدم علیہ السلام کو پسند آئی تو انہوں نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون شخص ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں بعد کے زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام داؤد ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا اے میرے پروردگار تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میری عمر میں سے چالیس برس کا اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) جب آدم علیہ السلام کی عمر ختم ہوگئی تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں؟ تو فرشتے نے کہا کیا آپ نے وہ اپنے صاحبزادے حضرت داؤد کو نہیں دے دیئے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کا انکار کر دیا یہی وجہ ہے ان کی اولاد بھی انکار کر دیتی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بات بھلا دی گئی تو ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو ان کی اولاد سے بھی خطا ہو جاتی ہے۔

سورۃ الاعراف (آیات ۱۷۲، ۱۷۳) میں عہد الست کا ذکر ہے۔ مذکورہ آیات اور احادیث میں اس عہد کا ذکر ہے جو عالم ارواح میں ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھیں ننھی ننھی چیونٹیوں کی شکل میں جمع کیا اور پھر انہیں عقل ودانائی اور فہم وفراست بھی عطا فرمائی اور اپنی واحدانیت کا سب سے اقرار کرایا: یہ عہد واقرار اس وقت لیا گیا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا اور اس اقرار کی جگہ وادی نعمان ہے جو میدان عرفات کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ شبہ آتا ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد یہ عہد جب کسی کو یاد ہی نہیں رہا تو پھر اس عہد کا فائدہ کیا ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عہد بعض خاص لوگوں کو اب بھی یاد ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں اس لیے عام لوگوں کے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ بہت سے احکام ایسے ہوتے ہیں جو اپنا ایک خاص اثر رکھتے ہیں چاہے وہ کام کسی کو یاد رہے یا نہ رہے بلکہ اس کی خبر بھی نہ ہو مگر وہ اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں یہ عہد واقرار بھی ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے کہ اس قرار نے دراصل ہر انسان کے دل میں اللہ کی معرفت کا ایک بیج ڈال دیا جو پرورش پاتا رہتا ہے چاہے اس کی خبر ہو یا نہ ہو یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت پائی جاتی ہے پھر اسی عہد کی یاد دہانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ایسے کام کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

تعارض کا جواب: احادیث میں ذریت کو آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے لینے یعنی نکالنے کا ذکر ہے، اور مذکورہ آیت میں اولادِ آدم علیہ السلام کی

پیٹھ سے نکالنے کا تذکرہ ہے اور تطبیق اس کی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان لوگوں کو نکالا گیا تھا جو بلا واسطہ آدم علیہ السلام سے پیدا ہونے والے تھے پھر ان کی نسل کی پشت سے دوسروں کو، اسی طرح جس ترتیب سے اس دنیا میں اولاد آدم پیدا ہونے والی تھی، اسی ترتیب سے ان کی پشتوں سے نکالا گیا تھا یعنی آدھا مضمون قرآن میں ہے اور آدھا حدیثوں میں۔ اور صورت واقعہ دونوں سے مل کر مکمل ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ذریت جو اس وقت پشتوں سے نکالی گئی تھی صرف ارواح ہی نہیں تھیں بلکہ روح اور جسم کا ایسا مرکب تھا جو جسم کے لطیف ترین ذرات سے بنایا گیا تھا کیونکہ تربیت کی ضرورت زیادہ تر وہیں ہوتی ہے جہاں جسم وروح کا مرکب ہو اور جس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرنا ہو اور واح کی یہ شان نہیں ہوتی وہ تو اول سے آخر تک ایک ہی حال پر ہوتی ہیں بعض احادیث میں جو ان کے سفید اور سیاہ رنگ مذکور ہیں یا ان کی پیشانی کی چمک کا ذکر ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف روح نہیں تھی کیونکہ اس کا تو کوئی رنگ نہیں ہوتا جسم ہی کے ساتھ یہ اوصاف متعلق ہوتے ہیں۔

فائدہ: پہلے یہ بات آچکی ہے کہ تقدیر کے مسئلہ کی دو جانبیں ہیں: ایک اللہ کی جانب ہے کہ سب کچھ ازل سے طے شدہ ہے، مگر یہ صرف عقیدہ ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہے۔ اور دوسری: بندوں کی جانب ہے، جو عمل کی جانب ہے، یہ دنیا دار الاس ہے، یہاں ہر چیز کا سبب ہے، جس سے مسببات وجود میں آتے ہیں، اور تقدیر الٰہی میں صرف مسببات نہیں ہیں۔ بلکہ اس بھی ہیں پس جو جنت میں جائے گا وہ اس کے اس کی وجہ سے جائے گا، اور جو جہنم میں جائے گا وہ بھی اس کے اس کی وجہ سے جائے گا، چنانچہ پہلی حدیث میں پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر الٰہی کی پہلی جانب بیان فرمائی کہ جنت میں جانے والے اور جہنم میں جانے والے اللہ تعالیٰ ان سب کو ازل سے جانتے ہیں، چنانچہ پہلی مرتبہ میں آدم کی پشت سے جنتی نکالے گئے، اور دوسری مرتبہ میں جہنمی۔۔۔ پھر جب ایک صحابی نے سوال کیا۔ اور یہ سوال خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر کے مسئلہ کی دوسری جانب ان کے سامنے رکھی کہ جنت وجہنم انسان کے اختیاری اعمال کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں، اور انسان اسی جانب کا مکلف ہے۔

اور بالخاصہ اثر کی مثال نومولود کے کان میں اذان واقامت کہنا ہے، بچہ اگر چہ اس وقت ان کلمات کے معانی نہیں جانتا، نہ بڑے ہونے کے بعد کسی کو یاد ہے کہ اس کے کان مین اذان واقامت کہی گئی تھی؟ مگر اقرار ازلی کو قوت پہنچانے کے لئے کانوں کی راہ سے جو ایمان کی تخم ریزی کی جاتی ہے وہ بڑے ہونے کے بعد اپنا رنگ دکھاتی ہے۔

اولم یبق من عمری اربعون سنۃ اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی عمر کے چالیس برس حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر کے آخر میں روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ حضرت آدم نے حضرت داؤد کو ساٹھ برس دیئے تو بظاہر دونوں باتوں میں تعارض ہے؟

(۱) ممکن ہے کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس سال دیئے ہوں پھر مزید بیس سال کا اضافہ کر دیا تو بعض راویوں نے چالیس سال کا ذکر کر دیا اور بعض نے ساٹھ سال کا اس لیے دونوں باتوں میں تعارض نہیں۔

(۲) یہ حدیث جو سورۃ اعراف میں ہے جس میں چالیس سال کا ذکر ہے یہ اس روایت سے زیادہ راجح ہے جس میں ساٹھ سال کا ذکر ہے اس لیے اسی راجح روایت کا اعتبار ہوگا ساٹھ سال والی روایت کو معتبر قرار نہیں دیا گیا۔ (تحفۃ الاحوذی ۸/ ۴۴۷ کتاب الآداب)

۳۔ اللہ کی بخشی ہوئی اولاد میں غیر اللہ کو ساجھی بنانا

(۳۰۰۳) لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ وَكَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِّيْهِ عَبْدُ الْحَارِثِ فَسَمَّتْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَاَمْرِهٖ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب سیدہ حوا رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو شیطان نے ان کے گرد چکر لگایا جس کے نتیجے میں ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا شیطان نے ان سے کہا آپ اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ بچہ زندہ رہا یہ چیز شیطان کی طرف سے اشارے اور اس کی ہدایت کی وجہ تھی۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۸۹، ۱۹۰) میں عام انسانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس آیت کے شروع میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ اس آیت میں نفس واحدۃ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور ﴿وَ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ میں زوج سے حضرت حواء مراد ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ﴿فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا﴾ سے حضرت آدم کی مطلق اولاد کا ذکر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان اولاد آدم کی دعائیں سن لیں اور بالکل صحیح سالم خوبصورت بچہ عطا کر دیا تو اب وہ دونوں شرک کرنے لگے جس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کبھی تو یہ عقیدہ بنالیا جاتا ہے کہ یہ بیٹا فلاں بزرگ نے دیا ہے یا اس بچے کو زندہ یا مردہ بزرگ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز کرنے لگتے ہیں اور کبھی بچہ کا نام رکھنے میں مشرکانہ انداز اختیار کرتے ہیں عبد اللات عبدالعزیٰ یا عبدالشمس یا بندہ علی وغیرہ ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کے بجائے ان بتوں یا بزرگوں کا پیدا کیا ہوا بندہ ہے یہ سب مشرکانہ عقائد و اعمال ہیں۔

دوسری تفسیر ان آیات کی وہ ہے جو امام ترمذی نے مذکور حدیث میں بیان کی ہے اس روایت کو بعض حضرات نے تو اسرائیلی روایت قرار دے کر نا قابل اعتماد ہے:

حدیث کا حال: حدیث پرلے درجہ کی ضعیف ہے، اور اندیشہ ہے کہ موضوع ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے شرک نہیں کیا، بلکہ آیت کا شروع کا حصہ شکر پر مشتمل ہے۔ اور آخری حصے میں بعد کے لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ (ما اشرك آدم، ان اولها شكر، وآخرها مثل ضربه لمن بعده) یہ سب تفسیریں درمنثور میں ہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْفَالِ

باب ۹۔ سورۃ الانفال کی تفسیر

سورۃ الانفال مدنیہ: سورۃ البقرہ کے بعد ۸۸ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۸ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ الاعراف میں مسئلہ توحید بلاخوف وخطر واضح کرنے کا بیان تھا تو فرمایا مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین

تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموالِ غنیمت) حاصل ہوں گے اس لئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا۔

ربط معنوی: سورۃ مائدہ، انعام اور اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف (اعتقادی) کو پوری تفصیل سے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورہ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہوگا وہاں وہ مؤمنوں کو تنگ کریں گے جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اس لئے سورہ انفال اور توبہ میں ﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ سے جہاد کا حکم نازل فرمادیا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔

مختصر خلاصہ: سورۃ الانفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ۴ میں ﴿نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝﴾ تک ہے اس میں ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور قوانین جہاد کا تذکرہ بھی ہے۔

حصہ اوّل میں پانچ قوانین جہاد:

قانونِ اوّل: جب میدانِ جنگ میں کافروں سے لڑائی ہو تو ثابت قدمی سے مقابلہ کرنا ہے پیٹھ دے کے بھاگنا نہیں ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا... الخ﴾ (الانفال:۱۵)

قانونِ ثانی: اللہ پاک اور اللہ پاک کے نبی ﷺ کی اطاعت کرنی ہے تمہارے ایمان بھی مضبوط ہوں گے اور عزم واستقلال میں بھی مضبوطی ہوگی۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ... الخ﴾ (الانفال:۲۰)

قانونِ ثالث: اللہ پاک اور رسولِ خدا ﷺ کا حکم مانو اور امیر کی اطاعت کرو یہی کامیابی کی کنجی ہے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ... الخ﴾ (الانفال:۲۴)

قانونِ رابع: اللہ پاک اور رسولِ خدا ﷺ کی خیانت نہیں کرنی مراد یہ ہے کہ اپنے مال واولاد کی خاطر دشمن سے خفیہ ساز باز نہ کرو یا یہ کہ مالِ غنیمت میں سے مت چھپاؤ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ... الخ﴾ (الانفال:۲۷)

قانونِ خامس: اگر تم اللہ پاک سے ڈرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان فاصلہ ڈال دیں گے اور تمہیں بلند اور تمہارے دشمن کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾ (الانفال:۲۹)

اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد ﴿وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ﴾ (الانفال:۴۱) سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی مال غنیمت اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم ہے اور قوانین جہاد کا بھی تذکرہ ہے۔

حصہ ثانی میں قوانین جہاد:

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مؤمنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے۔

قانونِ اوّل برائے مؤمنین: جب میدان جنگ سے دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں متحد ہو تاکہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا... الاٰية﴾ (الانفال:۴۵)

قانون ثانی برائے نبی کریم ﷺ: جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ ﴿فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ ... الخ﴾ (الانفال:۵۷)

قانون ثالث برائے مؤمنین: دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالاتِ زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار رکھو اللہ پاک کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ضائع نہیں جائے گا۔ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ... الخ﴾

قانون رابع برائے نبی کریم ﷺ: اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت وشوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صلح کی پیش کش کر دیں تو آپ ﷺ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلاءِ کلمۃ اللہ ہے نہ کہ خونریزی اور قتل ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ (الانفال:۶۱)

قانون خامس برائے نبی کریم ﷺ: اے پیغمبر ﷺ آپ کو اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اللہ ہی کافی ہیں اللہ پاک پر ہی بھروسہ کریں مؤمنین کو جہاد کی ترغیب دلائیں میں اللہ آپ کو آپ کی قلت کے باوجود مشرکین پر غلبہ عطاء کروں گا۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ... الاٰية﴾ (الانفال:۶۴،۶۵)

قانون سادس برائے حضور ﷺ: چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دیئے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے ہاتھ میں ایسے قیدی دشمن ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى ... الاٰية﴾ (الانفال:۶۷)

قانون سابع برائے پیغمبر خدا ﷺ: فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کریں گے اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیں گے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى ... الاٰية﴾ (الانفال:۷۰) اس کے بعد ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا ... الاٰية﴾ (الانفال:۷۲) سے جہاد اور ہجرت کی ترغیب دی گئی اور آگے چل کر ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا ... الاٰية﴾ (الانفال:۷۶) سے مجاہدین اور مہاجرین کو بشارت اُخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مؤمنین کی دو قسمیں بیان کی گئیں۔

اوّل: مؤمنین مہاجرین۔ **دوم:** مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہوئیں۔ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ﴾ اور ﴿غَيْرُ اُولُوا الْاَرْحَامِ﴾

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے میدانِ جنگ کے قوانین کے بیان میں۔

② سورت ممتاز ہے سورۃ کے شروع میں تین اوامر پر (تقویٰ، آپس میں صلح، اللہ پاک اور نبی کریم ﷺ کی تابعداری) پر۔

ا۔ مال غنیمت اللہ اور رسول کے لئے ہے

(۳۰۰۴) لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ شَفٰى صَدْرِيْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَوْ نَحْوَ هٰذَا هَبْ لِيْ هٰذَا السَّيْفَ فَقَالَ هٰذَا لَيْسَ لِيْ وَلَا لَكَ فَقُلْتُ عَسٰى اَنْ يُّعْطٰى هٰذَا مَنْ لَا يُبْلِيْ بَلَائِيْ فَجَاءَنِيْ

الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّكَ سَاَلْتَنِيْ وَلَيْسَ لِيْ وَاِنَّهٗ قَدْ صَارَ لِيْ وَهُوَ لَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ (يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ) الْاٰيَةَ

ترجمہ: مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر میں اپنی تلوار لے کر آیا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی طرف سے میرا سینہ ٹھنڈا کردیا ہے یا اس کی مانند کوئی لفظ کہے تو آپ ﷺ مجھے یہ تلوار ہبہ کردیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ مجھے ملے گی نہ تمہیں ملے گی تو میں نے سوچا کہ شاید یہ کسی ایسے شخص کو دی جائے گی جو میری طرح کی صورت حال میں مبتلا نہیں ہوا تھا اسکے بعد (نبی اکرم ﷺ یا آپ ﷺ کا قاصد) میرے پاس آیا اور آپ ﷺ نے یہ فرمایا تم نے یہ مجھ سے جس وقت مانگی تھی اس وقت یہ میری نہیں تھی اب یہ میری ہوگئی ہے لہٰذا یہ تمہیں ملی۔ راوی بیان کرتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ "لوگ تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔"

غزوۂ بدر کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا، جب اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کی تقسیم کے سلسلہ میں نزاع پیش آیا، اس کی تفصیل حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے میں حوالہ دیا ہے، یہ حدیث مسند احمد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔

لشکر کے تین حصے ہوگئے: کچھ لوگوں نے دشمن کا تعاقب کیا، تاکہ وہ پھر واپس نہ آئیں، اور کچھ لوگ کفار کے چھوڑے ہوئے سامان کے جمع کرنے میں لگ گئے، اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع رہے تاکہ چھپا ہوا دشمن ناگہانی حملہ نہ کردے، جب جنگ ختم ہوگئی، اور رات کو ہر شخص اپنے ٹھکانے پر پہنچا تو جن لوگوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا: کہنے لگے کہ یہ مال تو ہم نے جمع کیا ہے، اس لئے اس میں ہمارے سوا کسی کا حصہ نہیں، اور جو لوگ دشمن کے تعاقب میں گئے تھے، انھوں نے کہا کہ تم لوگ ہم سے زیادہ اس کے حقدار نہیں، کیونکہ ہم نے ہی دشمن کو پسپا کیا تھا، اور تمہارے لئے یہ موقع فراہم کیا تھا، کہ تم بے فکر ہوکر مال غنیمت جمع کرلو، اور جو لوگ آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ کے گرد جمع رہے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی مال غنیمت جمع کرنے میں تمہارے ساتھ شریک ہوسکتے تھے، مگر ہم آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں مشغول رہے، جو جہاد کا سب سے اہم مقصد تھا، اس لئے ہم بھی اس کے مستحق ہیں، جب یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو درج ذیل آیت نازل ہوئی:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①﴾ (الانفال)

دوسرا واقعہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر میں میرے بھائی عمیر شہید ہوگئے، میں نے ان کے بدلے میں سعید بن العاص کو قتل کردیا، اور اس کی تلوار لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں چاہتا تھا کہ وہ تلوار مجھے مل جائے، مگر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مال غنیمت میں جمع کردو، مجھے دھچکا لگا کہ میرا بھائی شہید ہوگیا، اور میں نے اس کے قاتل کو مار گرایا، اور اس کی تلوار حاصل کرلی، مگر وہ بھی مجھ سے لے لی گئی، مگر میں تعمیل ارشاد کے لئے مجبور تھا، جب وہ تلوار مال غنیمت میں جمع کرنے کے لئے چلا تو ابھی دور نہیں گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، اور آپ ﷺ نے مجھے بلوا کر وہ تلوار مجھے عنایت فرمادی (اس طرح روایت مسند احمد میں ہے) اس میں کوئی بعد نہیں کہ یہ دونوں واقعے پیش آئے ہوں اور دونوں ہی کے جواب میں یہ

آیت نازل ہوئی ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت نے جن میں حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد عکرمہ رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا کہ انفال کا مذکورہ حکم ابتداء اسلام میں تھا جب تک تقسیم غنائم کا وہ قانون نازل نہ ہوا تھا جو اسی سورت کے پانچویں رکوع میں آ رہا ہے یعنی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ .... ﴾ میں کیونکہ سورۃ انفال کی پہلی آیت میں پورے مال غنیمت کو رسول اللہ ﷺ کی صوابدیدہ پر چھوڑ دیا ہے کہ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں اور آگے جو تفصیلی احکام آئے ہیں ان میں یہ ہے کہ کل مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں عام مسلمانوں کی ضروریات کے لیے محفوظ کر دیا جائے اور بقیہ چار حصے مجاہدین کے درمیان ایک خاص قانون کے تحت تقسیم کر دیئے جائیں: اس تفصیل نے جو ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ... ﴾ میں مذکور ہوئی ہے اس نے سورۃ انفال کی پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

راجح بات: کہ یہاں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں بلکہ اجمال اور تفصیل کا فرق ہے سورۃ الانفال کی پہلی آیت میں اجمال اور اختصار ہے اور اس سورت کی آیت نمبر اکتالیس یعنی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ... ﴾ میں اس اجمال کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ: غازیوں کو انعام دینے کی چار صورتیں:

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں غازیوں کو انعام دینے کی صورتیں رائج تھیں:

(۱) یہ اعلان کر دیا جاتا کہ جو شخص کسی مخالف کو قتل کرے گا تو جو سامان مقتول سپاہی سے حاصل ہو وہ اسی کا ہے جس نے قتل کیا، یہ سامان مال غنیمت میں جمع ہی نہ کیا جائے گا۔

(۲) بڑے لشکر میں سے کوئی جماعت الگ کر کے خاص جانب جہاد کے لیے بھیجی جائے اور یہ حکم دیا جائے کہ اس جانب سے جو مال غنیمت حاصل ہو گا وہ اسی خاص جماعت کا ہو گا جو وہاں گئی ہے صرف اتنا کرنا ہو گا کہ اس میں سے پانچواں حصہ عام مسلمانوں کی ضروریات کے لیے بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

(۳) پانچواں حصہ جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اس میں سے کسی خاص غازی کو اس کی ممتاز کارکردگی کے صلہ میں امیر کی صوابدید کے مطابق دیا جائے۔

(۴) پورے مال غنیمت میں سے کچھ حصہ الگ کر کے خدمت پیشہ لوگوں کو بطور انعام دیا جائے جو مجاہدین کے گھوڑوں وغیرہ کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں مدد کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳،۲۶۶، ۲۶۷)۔

۲۔ دعائے نبوی کی برکت سے جنگ بدر میں فرشتوں کی کمک آئی

(۳۰۰۵) لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ قِيْلَ لَهٗ عَلَيْكَ الْعِيْرَ لَيْسَ دُوْنَهَا شَيْءٌ قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِيْ وَثَاقِهٖ لَا يَصْلُحُ وَقَالَ لِاَنَّ اللّٰهَ وَعَدَكَ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْ اَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ قَالَ صَدَقْتَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ سے کہا گیا آپ ﷺ قافلے کا بھی تعاقب کریں کیونکہ اس قافلے کے ساتھ حفاظتی دستے کے طور پر کوئی نہیں تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں کہا وہ اس وقت بندھے ہوئے تھے یہ ٹھیک نہیں ہو گا انہوں نے یہ

بھی کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا ہے یہ دو میں سے ایک گروہ (پر آپ ﷺ غالب آ جائیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز آپ ﷺ کو عطا کر دی ہے جس کا اس نے آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا ہے۔

(۳۰۰۶) نَظَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَّنِي اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ مِنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ) فَأَمَدَّهُمُ اللهُ بِالْمَلٰئِكَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے مجھے یہ بات بتائی ایک مرتبہ (غزوہ بدر کے موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سو سے کچھ زیادہ تھے آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور پروردگار سے التجا کرنے لگے اے اللہ تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر دے اے اللہ اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور قبلہ کی طرف کیے اسی طرح آپ ﷺ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اسے آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور پھر آپ ﷺ کو پیچھے کی طرف سے بھینچ لیا اور عرض کی اے اللہ کے نبی آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے بڑی التجا کر لی ہے اس نے آپ ﷺ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اور جب تم اپنے پروردگار سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا کو قبول کیا (اور یہ فرمایا) میں تمہاری طرف ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں جو آگے پیچھے ہوں گے۔"

بدر کا معرکہ اسلام کا پہلا معرکہ تھا، مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی، ان کی نفری صرف تین سو تیرہ تھی، اور سب بے سروسامان تھے، کیونکہ وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہیں نکلا تھا، اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ سخت آزمائش کی گھڑی تھی۔ چنانچہ جب نبی ﷺ نے میدان میں صفیں درست فرمالیں، تو آپ ﷺ اس جھونپڑی میں تشریف لے گئے جو آپ ﷺ کے قیام کے لئے صحابہ نے میدان بدر میں تیار کی تھی۔ آپ ﷺ نے وہاں پروردگار عالم سے خوب گڑگڑا کر دعا کی، آپ نے عرض کیا: اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو عدہ کیا ہے اس کو پورا فرمائیں! اے اللہ میں آپ سے آپ کے عہد اور وعدے کا سوال کرتا ہوں! اے اللہ اگر آج یہ گروہ

ہلاک ہوگیا تو آپ کی عبادت نہ کی جائے گی! اے اللہ اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد کبھی آپ کی عبادت نہ کی جائے۔۔اس طرح خوب تضرع سے دعا کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ کے دونوں کندھوں سے گرگئی۔ جب دیر ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے، چادر درست کی اور عرض پرداز ہوئے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے بڑے الحاح کے ساتھ اپنے رب سے دعا کرلی، اب بس کریں، اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا، اللہ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا۔ اسی وقت وحی آئی کہ میں ایسے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے،، کیونکہ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھپر سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے زرہ پہن رکھی تھی، آپ ﷺ پر جوش آگے بڑھ رہے تھے، اور چند لمحوں میں فیصلہ ہوگیا، چودہ صحابہ شہید ہوئے اور ستر کافر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے، یہ نصرت خداوندی کا کرشمہ تھا۔

پہلا اعتراض: اشکال ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مسلسل دعا میں الحاج وزاری کے ساتھ مشغول تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حوصلہ دیا کہ آپ دعا کو ختم کریں اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد کریں گے تو کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ کی مدد کے وعدے پر حضور ﷺ سے زیادہ یقین اور اعتماد تھا اور آپ ﷺ کو یقین نہیں تھا کہ آپ برابر دعا کو لمبا ہی کرتے جا رہے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا دعا کو لمبا کرنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین نہیں تھا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا لیکن اس وقت آپ کے اوپر امت کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ مسلسل اللہ کے سامنے الحاج وزاری میں مشغول رہے اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ امید یقین کے درجہ میں ہوگئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کی ضرور مدد فرمائیں گے گویا اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقام رجاء میں تھے اور نبی کریم ﷺ مقام خوف میں تھے اس لیے آپ ﷺ طویل دعا میں مشغول رہے۔

غزوہ بدر میں جو اللہ تعالیٰ کے فرشتے امداد کے لیے بھیجے گئے ان کی تعداد اس جگہ سورۃ انفال میں ایک ہزار مذکور ہے اور سورۃ آل عمران میں تین ہزار اور پانچ ہزار ذکر کی گئی ہے اس کا سبب دراصل تین مختلف وعدے ہیں جو مختلف حالات میں کئے گئے ہیں۔

پہلا وعدہ: ایک ہزار کا ہوا جس کا سبب رسول اللہ ﷺ کی دعا اور عام مسلمانوں کی فریاد تھی۔

دوسرا وعدہ: تین ہزار فرشتوں کی تعداد کا اس وقت کیا گیا جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ قریشی لشکر کے لیے مزید مدد آرہی ہے یعنی یہ پتہ چلا کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی امداد کے لیے کمک اور مدد لے کر آرہا ہے اس خبر سے مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت نازل فرمائی، جس میں تین ہزار فرشتوں کی امداد کا وعدہ ہے۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ اس وعدہ میں تین شرطیں تھیں، ایک ثابت قدمی، دوسرے تقوی، تیسرے مخالف فریق کا یکبارگی حملہ، پہلی دو شرطیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھیں اور اس میدان میں اول سے آخر تک ان میں کہیں فرق نہیں آیا مگر تیسری شرط یکبارگی حملہ کی واقع نہیں ہوئی اس لیے پانچ ہزار فرشتوں کے لشکر کے نزول کی نوبت نہیں آئی اس لیے معاملہ ایک ہزار اور تین ہزار میں ہی دائر رہا۔

جواب (۲): جنگ بدر میں ایک ہزار فرشتے آئے تھے، جس کا تذکرہ یہاں ہے، اور جنگ احد میں تین ہزار فرشتے اترے تھے، اور پانچ ہزار کا وعدہ اس تقریر پر تھا کہ کفار اسی وقت پلٹ جائیں، مگر وہ نہیں پلٹے، مسلمانوں نے حمراء الاسد تک ان کا تعاقب کیا، چنانچہ انھوں نے

مکہ پہنچ کر دم لیا۔ سورۃ آل عمران میں یہ مضمون ﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران:۱۲۳) سے متصل آیا ہے، اس لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بدر میں آنے والی کمک کا ذکر ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں، وہ اُحد میں اترنے والے فرشتوں کا ذکر ہے، ملائکہ بدر واحد کے علاوہ غزوۂ حنین میں بھی اترے ہیں، جس کا تذکرہ سورۃ التوبہ (آیت ۲۶) میں ہے۔

دوسرا اعتراض: نزول ملائکہ کی کیا حکمت ہے؟ اگر وہ لڑتے ہیں تو ایک فرشتہ کفار کے لئے کافی ہے، اتنی بڑی تعداد کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: نزول ملائکہ کی حکمت قرآن کریم میں سورۃ الانفال اور سورۃ آل عمران میں مذکور ہے: ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ (الانفال:۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے بھیجی ہے کہ وہ بشارت ہو، اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کو قرار آئے، اور نصرت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، وہ زبردست حکمت والے ہیں۔ یہی مضمون آل عمران (آیت ۱۲۶) میں بھی ہے۔ یعنی ملائکہ عموماً لڑتے نہیں، وہ مجاہدین کے کاموں میں کمک پہنچاتے ہیں، فوج کی نفری بڑھاتے ہیں، اور کفار کو نظر آتے ہیں۔

۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ سے عجیب استنباط

سورۃ الانفال کی آیت ۷ ہے: ﴿وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ﴾

تشریح: تجارتی قافلہ سے مراد: ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ہے، اسی کو بچانے کے لئے مکہ سے ایک ہزار کفار نکلے تھے، جو میدان بدر میں کام آگئے، اور تجارتی قافلہ راستہ بدل کر بچ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ کو مشورہ دیا گیا کہ اب تجارتی قافلہ کا تعاقب کیا جائے، اب اس کو پکڑنے میں کوئی مانع نہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کیا، وہ اگرچہ دل سے مسلمان تھے، مگر لحاظ میں کفار کے ساتھ آئے تھے اور گرفتار ہوئے تھے، انھوں نے اس اقدام سے منع کیا اور آیت سے یہ بات مستنبط کی، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات مان لی اور تجارتی قافلہ کا تعاقب نہیں کیا۔

۴۔ جب تک امت استغفار کرتی رہے گی: عذاب سے محفوظ رہے گی

(۳۰۰۷) اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اَمَانَيْنِ لِاُمَّتِيْ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) فَاِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: ابو بردہ اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں دو طرح کی امان مجھ پر نازل کی ہے (اس نے فرمایا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں کو عذاب دے جبکہ تم ان میں موجود ہو اور وہ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو قیامت تک کے لیے تمہارے درمیان استغفار چھوڑ جاؤں گا۔

آیت ۳۳ میں اس کا جواب ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان لوگوں میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں، اور نہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے والے ہیں درانحالیکہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ یعنی نزول عذاب سے دو چیزیں مانع ہیں: ایک ان کے درمیان نبی ﷺ کا وجود مبارک، دوم ان کا استغفار کرنا (وہ لوگ طواف وتلبیہ وغیرہ میں غفرانک کہتے تھے) یہ دونوں امان کفار کے ساتھ خاص نہیں، امت اجابہ یعنی مسلمانوں کے لئے بھی یہ دونوں امان ہیں۔

روایت میں ہے کہ نضر بن حارث اور ابوجہل وغیرہ نے کہا:

اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندنا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔

"اے اللہ اگر یہ قرآن مجید آپ کی طرف سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا دیجئے یا کوئی دوسرا سخت عذاب نازل کر دیجئے؟"

قرآن مجید نے اس کا جواب دیا ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ اس جواب میں عذاب نازل نہ ہونے کی دو وجہ بتائی گئی ہیں:

(۱) حضور ﷺ کا مکہ میں موجود ہونا۔

(۲) لوگوں کا استغفار کرنا۔ اہل مکہ کا استغفار کرنا اہل مکہ اس وقت اگرچہ مشرک اور کافر تھے تاہم طواف وغیرہ کے وقت وہ لوگ غفرانک غفرانک کا وظیفہ کیا کرتے تھے ان کا یہ استغفار کفر کے ساتھ ان کے لیے آخرت میں اگرچہ نافع نہیں ہوگا مگر دنیا میں انہیں یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ وہ لوگ دنیوی عذاب سے بچ گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ سے جس عذاب کی نفی کی گئی ہے اس سے عذاب دنیا مراد ہے اور ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ﴾ اللہ سے جس عذاب کو ثابت کیا گیا ہے اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔

۵۔ جہاد کے لیے اسلحہ اور سامان حرب کی تیاری فرض ہے

(۳۰۰۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ قَالَ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الْاَرْضَ وَسَتُكْفَوْنَ الْمُؤْنَةَ يَعْجِزَنَّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی۔ "اور جہاں تک تم سے ہو سکے ان کے مقابلے کے لیے قوت تیار کرو۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یاد رکھنا قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) یاد رکھنا اللہ تمہارے لیے زمین کو فتح کر دے گا اور تم لوگ محنت ومشقت سے محفوظ ہو جاؤ گے اس وقت کوئی شخص اپنے تیروں سے غافل نہ ہو۔

سورۃ الانفال (آیت ۶۰) میں حکم ہے کہ کفار کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے سامان جنگ تیار کرو، پھر سامان جنگ کی تفصیل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ یعنی مقابلہ کی قوت جمع کرو ﴿مِّنْ قُوَّةٍ﴾ کا بیان ہے اور نبی ﷺ نے درج ذیل حدیث میں قوت کی تفسیر تیر اندازی سے فرمائی ہے۔

تشریح: لفظ قوت ایک جامع لفظ ہے، ہر طرح کا جنگی سامان، اسلحہ، ایٹمی قوت، ٹینک، لڑاکا طیارے، آب دوز کشتیاں، بندوق،

توپ، ہوائی جہاز، آہن پوش کروزر، میزائل وغیرہ سب اس لفظ کے تحت آ جاتے ہیں، اور نبی ﷺ نے مذکورہ ارشاد میں اپنے زمانہ کے مؤثر ترین جنگی سامان کو قوت کا مصداق قرار دیا ہے۔

فائدہ۵: اسلام کا دفاع جس طرح اسلحہ اور سامان جنگ کی تیاری سے ضروری ہے اسی طرح زبان وقلم سے اگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سازش اور کفار کی طرف سے آئے دن لگائے جانے والے الزامات اور شکوک وشبہات کا جواب اور دفاع کیا جائے تو یہ بھی جہاد ہے علماء اکرام کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے آیا ہوا نوشتہ (قطعی حکم) کیا ہے؟

(۳۰۰۹) لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيْئَ بِالْاُسَارٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰؤُلَاءِ الْاُسَارٰى فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْفَلِتَنَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اِلَّا بِفِدَاءٍ اَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْاِسْلَامَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَمَا رَاَيْتُنِيْ فِيْ يَوْمٍ اَخْوَفَ اَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ مِنِّيْ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَتّٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ قَالَ وَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِقَوْلِ عُمَرَ (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے دن جب قیدیوں کو لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پورا قصہ اس حدیث میں نقل کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی بھی شخص صرف فدیہ دے کر یا گردن کٹوا کر واپس جاسکے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ سہیل بن بیضاء کا استثناء کرلیں کیونکہ میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ خاموش رہے راوی بیان کرتے ہیں اس دن مجھے اپنے بارے میں سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہوا کہ میرے اوپر آسمان سے پتھر برسنا شروع ہو جائیں راوی بیان کرتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سہیل بن بیضاء کا حکم مستثنیٰ ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق قران کا حکم نازل ہوا۔

نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں تھی کہ وہ قیدیوں کو اپنے ہاں رکھے جب تک خونریزی نہ کرلے یہ آیت آخر تک ہے۔

(۳۰۱۰) لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ سُوْدِ الرُّؤُسِ من قبلكم كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتَاْكُلُهَا قَالَ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ فَمَنْ يَّقُوْلُ اِذًا اِلَّا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْاٰنَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَّقَعُوْا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ لَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم سے پہلے کسی بھی امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار نہیں دیا گیا پہلے زمانے میں آسمان سے آگ نازل ہوتی تھی اور اسے ختم کردیتی تھی۔ سلیمان بن اعمش نے یہ بات بیان کی ہے یہ

بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کون کہہ سکتا ہے؟

راوی بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر لوگوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ ابھی ان کے لیے حلال قرار نہیں دیا گیا تھا تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے بارے میں پہلے سے طے شدہ فیصلہ نہ ہوتا تو تمہیں اسے لینے کی وجہ سے عظیم عذاب لاحق ہوتا۔"

سورۃ الانفال کی آیات (۶۷۔۶۹) ہیں: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى﴾ نوشتہ تقدیر سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے حالانکہ ابھی تک ان کے لیے مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ﴾۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب الٰہی بالکل سامنے آ چکا تھا اللہ نے اپنے فضل سے روک دیا اور اگر عذاب آ جاتا تو سوائے عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے کوئی اس سے نہ بچتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبب عتاب غزوہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینا تھا۔

(۳) ان قیدیوں میں سے کئی سارے لوگوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ اسلام کو قبول کر لیں گے اس لیے ان پر عذاب نہیں آیا۔ قال الاعمش: فمن يقول هذا الا ابو هريرة رضی اللہ عنہ الان - یہ جملہ معترضہ ہے اس سے سلیمان اعمش اپنے استاذ ابو صالح کی مدح اور تعریف کر رہے ہیں کہ ان کا علم وسیع اور ان کی روایات بہت زیادہ ہیں یہ روایت انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (عارضۃ الاحوذی ۱۱، ۲۲۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کے متعلق حتمی فیصلے سے پہلے فرمایا کہ کسی بھی قیدی کو یوں ہی نہیں چھوڑا جائے گا اسے یا تو قتل کر دیا جائے گا یا فدیہ لے کر اسے چھوڑا جائے مجلس میں موجود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قیدیوں میں سہیل بن بیضاء بھی ہیں جو مخلص مسلمان ہیں میں نے مکہ مکرمہ میں انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا لہٰذا انہیں رہا کر دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر خاموش رہے اس دوران ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہو گئے کہ میں نے شان اقدس میں گویا گستاخی کر دی ہے کہ مجھ پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا سهيل بن بيضاء۔ چنانچہ پھر انہیں رہا کر دیا گیا پھر وہ مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں پر ان کی وفات ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۳/۱۲۲)

اعتراض: ہوتا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو پسند کرنے کا اختیار دے دیا گیا تھا اور اسی اختیار کی وجہ سے انہوں نے ایک چیز کو پسند کر لیا تو پھر ان پر عتاب کیوں نازل ہوا یہ عتاب بظاہر اس اختیار کے منافی ہے؟

(۱) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ دونوں باتوں میں اختیار دیا تھا لیکن یہ اختیار بطور امتحان اور آزمائش کے تھا کہ دیکھیں یہ لوگ اس صورت کو اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا اس کو جو ان کے دل کی خواہش کے موافق ہے کیونکہ فدیہ والی صورت اختیار کرنے پر ستر مسلمانوں کی شہادت کا فیصلہ ذکر کرنے میں ایک خفیف اشارہ ضرور موجود تھا کہ یہ صورت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں۔ (شرح الطیبی ۸/۱۹ کتاب الجہاد)

(۲) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیدیوں کے بارے میں حکم نازل ہونے سے پہلے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں فدیہ کی تمنا اور خواہش ہوئی بعض نے اس بارے میں آپس میں گفتگو بھی کی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زجر اور عتاب نازل ہوا ان میں سے کوئی صورت اختیار کرنے پر عتاب نازل نہیں ہوا۔ (الجامع الأحکام القرآن ۸/۴۸)

ان آیات کی تفسیر میں درج ذیل دو روایتیں آئی ہیں:

تشریح: حدیث کے اس آخری جزء کی وضاحت یہ ہے کہ جب بدر کے قیدیوں کا مسئلہ پیش ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو دو باتوں میں اختیار دیں: اگر وہ چاہیں تو قیدیوں کو قتل کر کے دشمن کی شوکت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں، اور اگر وہ چاہیں تو فدیہ (جنگ کا ہرجانہ) لے کر ان کو چھوڑ دیں، مگر اس صورت میں آئندہ سال اتنے ہی مسلمان شہید ہوں گے۔ اس وحی میں ہلکا سا اشارہ تھا کہ یہ دوسری صورت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ قیدیوں میں سے جو جس کا عزیز ہے وہی اس کو قتل کرے تا کہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت قرابت داری سے زیادہ ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ نے مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جائے، تا کہ مسلمان جنگ کا ساز و سامان درست کر سکیں۔۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دوسری رائے پسند کی اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ اس پر یہ تین آیتیں اتریں، ان آیتوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید کی، مگر جو فیصلہ کیا گیا تھا اس کو برقرار رکھا۔

(۳) دوسری حدیث میں سہیل بن بیضاء کا ذکر ہے، یہ دو بھائی تھے: سہل اور سہیل دونوں مسلمان ہوئے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دونوں کا انتقال ہو گیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھا تھا۔ اور اس حدیث میں سہل کا ذکر ہونا چاہئے تھا، وہی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تھا، جنگ بدر میں وہ مجبور کر کے لائے گئے تھے، چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کو فدیہ سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ

باب ۱۰۔ سورۃ التوبہ کی تفسیر

سورۃ التوبہ مدنیہ: سورۃ المائدہ کے بعد ۱۱۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۹ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: یہ ہے کہ مشرکین سے اعلان جنگ کر دو اور فتح کے بعد حاصل ہونے والے انفال کو اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کر و لیکن ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ... الآیۃ﴾ اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اسلام لے آئیں اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پھر ان سے جہاد مت کرو۔

ربط معنوی: سورۃ الانفال میں مشرکین سے جہاد کرنے کا اجمالاً ذکر تھا اور قوانین جہاد کی تعلیم دی گئی۔ مالِ غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنی ہے اختلاف نہیں کرنا مالِ غنیمت کے مصارف کا بھی بیان ہے اور سورۃ توبہ میں بھی اعلانِ جنگ وجہاد کا اعادہ کیا گیا ہے اور بالتفصیل بتایا کہ کن سے جہاد کرنا ہے یعنی جو لگ شرک کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نہیں مانتے ان سے

اعلانِ جنگ کردو۔ سورۃ الانفال میں بھی اگرچہ قتال کا حکم بالاجمال موجود ہے مگر وہاں مقصود قوانین جنگ اور مصارفِ غنیمت کا بیان ہے اور سورۃ توبہ میں مقصود اعلانِ جنگ کا حکم ہے اس لئے قتال فی سبیل اللہ کو اس میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

مختصر خلاصہ: سورۃ توبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ اس میں تین اُمور مذکور ہیں:

① بدعہدی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ برأت۔

② مشرکین سے جہاد پر شبہات کا جواب۔

③ مشرکین سے جہاد کی وجوہات۔ اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتداء سے لے کر لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ تک۔ اس میں منافقین پر زجریں اور مؤمنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا... الآیۃ﴾ سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالتِ کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ... الآیۃ﴾ سے آخر سورت تک مضامین سورت کا اِعادہ ہے۔

حصہ اوّل میں شبہات کا جواب: شبہ اوّل: مشرکین سے جہاد کیوں جائز ہے ان سے تو معاہدہ ہوا تھا؟

جواب: انہوں نے عہد توڑ ڈالا ﴿كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۷)

شبہ دوم: مشرکین تو بڑے نیک کام کرتے ہیں بیت اللہ کی تعمیر، حاجیوں کی خدمت؟

جواب: شرک کی حالت میں اعمال صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان ہے: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۱۷)

شبہ سوم: مشرکین سے تو قریبی رشتہ داریاں ہیں جہاد سے قطعی رحمی ہوگی؟

جواب: اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جہاد کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو تم بھی عذاب الٰہی کے منتظر رہو۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا... الآیۃ﴾ (التوبہ:۲۳)

شبہ چہارم: جہاد کی صورت میں کاروبار اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہے؟

جواب: اللہ تمہیں فراخی دیں گے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۲۸)

وجوہِ قتال: ① ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۲۹)۔ یعنی اللہ اور اللہ کے رسول پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

② ﴿وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۲۹) یعنی وہ محرمات الٰہیہ مثلاً غیر اللہ کی نذریں، نیازیں ان کو حرام نہیں سمجھتے۔

③ ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ... الآیۃ﴾ (التوبہ:۳۰) یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں نائب اور متصرف سمجھتے ہیں۔

④ ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ ...الآیۃ﴾(التوبہ:۳۱) انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں، گدی نشینوں اور حضرت مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔

⑤ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ ...الآیۃ﴾(التوبہ:۳۴) یہود ونصاریٰ کے علماء پیر فقیر لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیتے ہیں۔

⑥ ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ...الآیۃ﴾(التوبہ:۳۶) اللہ پاک نے روز اول سے مہینوں کی تعداد بارہ بنائی ہے چار عزت والے مہینے ہیں مشرکین نے ردّوبدل شروع کر دیا عزت والے مہینوں میں جنگ اوران کی جگہ اور مہینے مقرر کر لئے۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ کے بیان پر۔ ③ سورۃ ممتاز ہے حاجیوں کو پانی دینے پر اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ۔ ④ سورۃ ممتاز ہے بارہ مہینوں کے ذکر پر اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ...الآیۃ

۱۔ انفال و براءت کے درمیان بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ

(۳۰۱۱) قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا حَمَلَكُمْ اَنْ عَمَدْتُمْ اِلَى الْاَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ وَاِلٰى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ وَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَاْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْئُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَ كَذَا فَاِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَ كَذَا وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا اَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ اَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کس چیز نے آپ کو اس بات کی ترغیب دی کہ آپ سورۃ انفال کو جو مثانی میں سے ہے سورہ توبہ کے ساتھ ملا دیں جو دو سو آیات والی سورت ہے (آپ نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور آپ نے اسے سبع طوال میں شامل کر دیا آپ کو کس چیز نے اس بات کی ترغیب دی؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح مختلف زمانہ آتا رہا اسی اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف سورتیں نازل ہوتی رہیں اور یہ کئی سورتیں ہیں جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لکھنے والے کو بلاتے اور یہ ارشاد فرماتے ان آیات کو فلاں سورۃ میں رکھ دو جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھ دو جس میں اس چیز کا ذکر ہے سورۃ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں ابتدائی دور میں نازل ہوئی اور سورۃ براۃ نازل ہونے کے اعتبار سے قرآن پاک کی آخری سورتوں میں سے ہے اور

اس کا مضمون اس کے مضمون کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اس لیے میں نے یہ گمان کیا کہ یہ اس کا حصہ ہوگی اسی دوران نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے ہمارے سامنے یہ بات واضح نہیں کی کہ یہ اس سورۃ کا حصہ ہے اسی لیے میں نے ان دونوں کو ساتھ ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور میں نے اسے سبع طوال میں شامل کر دیا۔

تشریح: (۱) آیتوں کے کم وبیش ہونے کے اعتبار سے قرآن کی سورتیں چار قسموں میں منقسم ہیں:

① سبع طول: سات بڑی سورتیں، جو سورۃ بقرہ سے شروع ہو کر سورۂ توبہ پر ختم ہوتی ہیں۔

② مؤن (حالت رفعی میں) اور مئین (حالت نصبی وجری میں) وہ سورتیں جن میں سو یا سو سے کچھ زائد آیتیں ہیں

③ مثانی: مثنیٰ کی جمع: بار بار پھیری جانے والی سورتیں، یعنی وہ سورتیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں

④ مفصلات: وہ سورتیں جن میں چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں، یہ سورۃ ق سے آخر تک ہیں (اور یہ بات اکثری ہے کلی نہیں) اور سورۃ الانفال میں ۷۵ آیتیں ہیں، پس وہ مثانی میں سے ہے، اور سورۃ البراءۃ میں ۱۲۹ آیتیں ہیں، پس وہ مئین میں سے ہے، اور ان دونوں کا مجموعہ ۲۰۴ آیتیں ہیں، اس طرح وہ سبع طول میں شمار کی گئیں۔

اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں سورتوں کو ملا کر شروع کی سات بڑی سورتوں میں شمار کیا جائے، اور پہلے سورۂ انفال رکھی جائے اور اس کے بعد سورۂ توبہ اور درمیان میں بسم اللہ نی لکھی جائے، البتہ درمیان میں خالی جگہ چھوڑ دی جائے تاکہ دونوں سورتوں کو ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ارشاد فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھ دیں لیکن سورۃ توبہ کے متعلق آپ نے کوئی تصریح نہیں فرمائی کہ ان آیات کو کس صورت میں درج کیا جائے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مستقل سورت ہے کسی سورت کا جزء نہیں لیکن آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ کہ اس سے پہلے بسم اللہ لکھو یا نہ لکھو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہ یہ کوئی الگ سورۃ نہیں کیونکہ عام قاعدہ یہی تھا کہ جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی تو پہلی سورت سے امتیاز کے لیے بسم اللہ ذکر کی جاتی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن چونکہ ان دونوں سورتوں کے احکام اور مضامین ایک جیسے ہیں نیز نزول کے اعتبار سے سورہ انفال مقدم اور سورۃ توبہ مؤخر ہے اس لیے میں نے ان دونوں سورتوں کو ایک ساتھ طوال میں رکھا اور سورہ انفال کو پہلے اور سورۃ توبہ کو بعد میں لکھا اور بسم اللہ نہیں لکھی کیونکہ یہ امکان ہے کہ سورہ انفال کا جزء ہو اس احتمال کی وجہ سے بسم اللہ لکھنا درست نہیں اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونوں سورتیں دو الگ الگ سورتیں ہوں اس لیے ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا گیا ہے۔ (شرح الطیبی ۲۹۹/۴، تحفۃ الاحوذی ۴۶۴/۸)

۲۔ بڑا اور چھوٹا حج

(۳۰۱۲) اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ اَيُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ اَيُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ قَالَ فَقَالَ النَّاسُ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ

اِلَّا عَلٰی نَفْسِهٖ وَلَا یَجْنِیْ وَالِدٌ عَلٰی وَلَدِهٖ وَلَا وَلَدٌ عَلٰی وَالِدِهٖ اَلَا اِنَّ الْمُسْلِمَ اَخُو الْمُسْلِمِ فَلَیْسَ یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِّنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ اِلَّا مَا اَحَلَّ مِنْ نَفْسِهٖ اَلَا وَاِنَّ کُلَّ رِبًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعٌ لَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ غَیْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ کُلُّهٗ اَلَا وَاِنَّ کُلَّ دَمٍ کَانَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِیَّةِ دَمَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ کَانَ مُسْتَرْضَعًا فِیْ بَنِیْ لَیْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَیْلٌ اَلَا وَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَکُمْ لَیْسَ تَمْلِکُوْنَ مِنْهُنَّ شَیْئًا غَیْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اَلَا وَاِنَّ لَکُمْ عَلٰی نِسَائِکُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِکُمْ عَلَیْکُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّکُمْ عَلٰی نِسَائِکُمْ فَلَا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ مَنْ تَکْرَهُوْنَ وَلَا یَاْذَنَّ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِمَنْ تَکْرَهُوْنَ اَلَا وَاِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَیْکُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَیْهِنَّ فِیْ کِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.

ترجمہ: سلیمان بن عمرو بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے وہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے وعظ ونصیحت کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے کون سا دن واضح حرمت والا ہے راوی بیان کرتے ہیں لوگوں نے جواب دیا حج اکبر کا دن یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تمہاری جانیں تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تمہارے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح یہ دن اس شہر میں اس مہینے میں قابل احترام ہے خبردار ہر زیادتی کرنے والا اپنے ساتھ ہی زیادتی کرتا ہے والد اپنے بیٹے کے جرم کے ذمہ دار نہیں ہوگا اور بیٹا اپنے والد کے جرم کا ذمہ دار نہیں ہوگا یادرکھنا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو کسی بھی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کی صرف وہی چیز جائز ہوگی جسے وہ اپنی ذات کے حوالے سے بھی جائز سمجھتا ہو اور یادرکھو زمانہ جاہلیت کا ہر سود معاف ہے تمہارے اصل مال تمہاری ملکیت شمار ہوں گے اور نہ تم زیادتی کرو اور تمہارے ساتھ زیادتی کی جائے عباس بن عبدالمطلب نے جو سود دیا ہے وہ سارے کا سارا معاف ہے اور یہ بھی یادرکھنا کہ زمانہ جاہلیت کا ہر خون معاف ہے زمانہ جاہلیت کا سب سے پہلا خون جو میں معاف کر رہا ہوں وہ حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جو بنولیث کے ہاں دودھ پینے کے لیے بھیجے گئے تھے تو ہذیل قبیلے والوں نے انہیں قتل کر دیا تھا یادرکھو خواتین کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے زیر ملکیت ہیں تم انہیں (مارنے پیٹنے کی) اجازت نہیں رکھتے ماسوائے اس صورت کے کہ وہ واضح طور پر بے حیائی کا ارتکاب کریں اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں مارو لیکن اس میں زیادتی نہ کرو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے خلاف بہانے تلاش نہ کرو یہ بات یادرکھو تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا حق تمہاری بیویوں پر یہ ہے وہ تمہارے بستر کے پاس ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو (یعنی گھر میں نہ آنے دے) اور وہ تمہارے گھر میں ان لوگوں کو اندر نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور یہ بات یادرکھو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے لباس اور کھانے کے معاملے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

عمرہ کو حج اصغر (چھوٹا حج) کہتے ہیں، اس لئے اس سے ممتاز کرنے کے لئے سورۃ البراءۃ (آیت ۳) میں حج کو حج اکبر کہا گیا ہے۔ پس ہر سال کا حج حج اکبر ہوتا ہے، اور عوام میں جو مشہور ہے کہ جس سال جمعہ کے روز عرفہ ہو وہ حج اکبری ہوتا ہے، یہ عوامی بات ہے، شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں، البتہ جمعہ کے روز وقوف عرفہ ایک فضیلت رکھتا ہے مگر سورۃ البراءۃ میں الحج الاکبر آیا ہے: اس سے سکا کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ بڑے حج کا دن کون سا ہے؟

(۳۰۱۳) سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے حج اکبر کے دن کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ قربانی کا دن ہے۔

(۳۰۱۴) قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔

یوم الحج الاکبر سے کیا مراد ہے؟

اس کی تفصیل ابواب الفتن ما جاء فی تحریم الدماء والاموال میں گزر چکی ہے۔ سورۃ البراءۃ (آیت ۳) میں ہے کہ براءت (بیزاری، قطع تعلق) کا اعلان "بڑے حج کے دن" کیا جائے، اور حج کے پانچ ایام (۸۔ ۱۲) ہیں، پس اعلان کس دن کیا جائے؟ اعلان کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تھا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ بڑے حج کا دن کون سا ہے؟ یعنی میں اعلان کس دن کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو اعلان کیا جائے۔

۴۔ ۹ھ ہجری میں حج کے موقع پر کفار سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان عام

(۳۰۱۵) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِبَرَاءَةٌ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّبَلِّغَ هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِيْ فَ عَلِيًّا فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سورہ براۃ (توبہ) کو بھجوایا پھر انہیں بلوایا اور فرمایا اس کی تبلیغ کرنے کے لیے یہ مناسب ہے کہ میرے خاندان کا کوئی فرد ایسا کرے پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ سورۃ انہیں دی (اور انہیں اعلان کرنے کی ہدایت کی)

(۳۰۱۶) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ اَبَا بَكْرٍ وَاَمَرَهُ اَنْ يُّنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ اَتْبَعَهُ عَلِيًّا فَبَيْنَا اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ اِذْ سَمِعَ رُغَاءَ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَصْوٰى فَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ فَزِعًا فَظَنَّ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَدَفَعَ اِلَيْهِ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يُّنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَانْطَلَقَا فَحَجَّا فَقَامَ عَلِيٌّ اَيَّامَ

التَّشْرِيْقِ فَنَادٰى ذِمَّةُ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ بَرِيْئَةٌ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِيْ فَاِذَا عَيِيَ قَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَادٰى بِهَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (حج کے موقع پر امیر بنا کر) بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ان کلمات کا اعلان کروا دیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ابھی راستے میں تھے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مخصوص آواز سنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے باہر آئے وہ یہ سمجھے کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں لیکن اس پر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی ان کلمات کا اعلان وہ کریں پھر یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے ان دونوں نے حج کیا تو ایام تشریق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ اعلان کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہر مشرک سے بری الذمہ ہیں تم لوگ چار ماہ تک اس علاقے میں گھوم پھر سکتے ہو اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا اور جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اعلان کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ تھک گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی یہ اعلان کیا۔

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے درمیان دس سال کے لیے صلح کا معاہدہ ہوا اس وقت مکہ مکرمہ میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل عرب بھی آباد تھے اس لیے اس معاہدہ کی ایک دفعہ یہ بھی رکھی گئی کہ قریش کے علاوہ دوسرے قبائل میں سے جس کا جی چاہے وہ قریش کا حلیف اور ساتھی بن جائے اور جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف اور ساتھی بن جائے چنانچہ قبیلہ خزاعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف بننا پسند کیا اور آپ کے ساتھ ہو گئے اور قبیلہ بنی بکر نے قریش کے ساتھ ہونا اختیار کر لیا ،اس معاہدہ کی رو سے یہ لازمی تھا کہ دس سال کے اندر نہ باہمی جنگ ہوگی نہ کسی جنگ کرنے والے کو کسی جانب سے مدد دی جائے گی اور جو قبیلہ کسی فریق کا حلیف ہے وہ بھی اسی حکم میں سمجھا جائے گا کہ اس پر حملہ کرنا یا حملہ آور کی مدد کرنا معاہدہ کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا۔

اس معاہدے کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ خزاعہ پر رات کے وقت حملہ کر دیا اور قریش نے بھی بنی بکر کی ہتھیاروں اور اپنے افراد سے خوب مدد کی اس خلاف ورزی کی وجہ سے امن اور صلح کا یہ معاہدہ ٹوٹ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیاری کر کے ۱۰ رمضان ۸ھ ہجری میں مدینہ طیبہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد کے ساتھ مکہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے نکلے بالآخر مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ۹ھ میں حج کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ میں بھیجا تاکہ وہ ایام حج میں منی اور عرفات کے عام اجتماعات میں اس معاہدے کے خاتمے اور براءت کا اعلان کر دیں اس کا ذکر سورۃ توبہ کی تیسری آیت میں اس طرح آیا ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیوں کرایا؟۔ جنگ حنین و طائف سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ہجری میں حج کرانے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا، اس کے بعد سورہ براءت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا، جس میں مشرکین سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو ختم کرنے کا حکم دیا، نبی ﷺ نے اس اعلان کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپی، اور اپنی اونٹنی دے کر پیچھے سے روانہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات مقام عرج یا وادی ضجنان میں ہوئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: امیر ہو یا مامور؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مامور ہوں، پھر دونوں آگے بڑھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کرایا، اور دس تاریخ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلانات کئے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اعلان کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے سونپی تھی کہ خون اور مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا دستور یہ تھا کہ اس کا اعلان یا تو سردار خود کرے یا اس کے خاندان کا کوئی فرد کرے، خاندان سے باہر کے کسی شخص کا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا اعلانات کئے تھے؟

(۳۰۱۷) سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ فِي الْحَجَّةِ قَالَ بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ أَنْ لَّا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ فَهُوَ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَجْتَمِعُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا.

ترجمہ: زید بن یثیع بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا حج کے موقع پر آپ ﷺ کو کن چیزوں کے ہمراہ بھیجا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا مجھے چار چیزوں کے ہمراہ بھیجا گیا تھا ایک یہ کہ بیت اللہ کا طواف کوئی برہنہ شخص نہیں کر سکے گا جس شخص کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو وہ اپنی مخصوص مدت تک ہوگا اور جس شخص کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا کوئی معاہدہ نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے (ایسے لوگ اپنا بندوبست خود کرلیں) اور جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور اس سال کے بعد (حج کے موقع پر) مشرکین اور مسلمان اکٹھے نہیں ہوں گے۔

یہ حدیث کتاب الحج ۴۴ میں مع شرح گزر چکی ہے۔

۶۔ مساجد کی حقیقی تعمیر اعمال توحید سے ہوتی ہے

(۳۰۱۸) إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کا مسجد میں آنے جانے کا معمول ہے تو تم اس کے بارے میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔"

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۸ ہے ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ﴾ کہ مساجد کی اصل عمارت اور آبادی وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الٰہی کے پابند ہوں اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں کافر اور مشرک مساجد کو آباد کرنے کے

اہل نہیں۔

جو شخص مساجد کی حفاظت صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے اور جو عبادت ذکر اللہ نماز یا علم دین اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لیے مسجد میں آتا ہے جاتا ہے اس کے یہ اعمال اس کے مؤمن کامل ہونے کی شہادت ہے۔

۷۔ بہترین مال

لسان ذاکر، قلب شاکر اور مؤمن بیوی بہترین ذخیرہ کرنے کی چیزیں ہیں

(۳۰۱۹) لَمَّا نَزَلَتْ (وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ اُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "وہ لوگ جو سونے چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں۔"

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں شریک تھے آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے سونے اور چاندی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوگئی ہے اگر ہمیں یہ علم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے؟ تو ہم اسے اختیار کر لیتے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ اب فضیلت والا (مال) وہ زبان ہے جو ذکر کرتی ہو وہ دل سے جو شاکر ہو وہ بیوی ہے جو مومن ہو جو آدمی کی اس کے ایمان کے معاملے میں مدد کرے۔

لیکن اگر مال و دولت کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو پھر مال کو جمع کر کے رکھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

۸۔ کیا آئمہ اربعہ کی تقلید گمراہی ہے؟

(۳۰۲۰) اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَفِيْ عُنُقِيْ صَلِيْبٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ (اتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ) قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے گلے میں سونے کی بنی ہوئی صلیب موجود تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی اس بت کو اپنے سے دُور کردو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں نے آپ کو سورہ توبہ کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مذہبی پیشواؤں کو معبود بنالیا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن ان کا معاملہ یہ تھا کہ جب وہ مذہبی پیشوا ان کے لیے کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے تو یہ اسے حلال سمجھ لیتے تھے اور جب وہ لوگ ان کے لیے کسی چیز کو حرام قرار دیتے تھے تو یہ بھی اسے حرام سمجھ لیتے تھے۔

مذکورہ حدیث اور آیت سے غیر مقلدین اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنا اسی طرح کی ضلالت

اور گمراہی ہے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو خدا کا درجہ دے رکھا تھا ان کی ہر بات کو سند کا درجہ دیتے تھے۔

بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پیروی تو قرآن وسنت کی مقصود ہے لیکن قرآن وسنت کی مراد سمجھنے کے لیے بحیثیت شارح قانون ان کی بیان کی ہوئی تشریح وتعبیر پر اعتماد کیا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت کے قطعی احکام میں کسی امام یا مجتہد کی تقلید ضروری نہیں سمجھی گئی کیونکہ وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا اصل مقصد اس کے بغیر بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ جو حضرات تقلید کے مخالف ہیں عملاً وہ خود کسی نہ کسی درجہ پر کسی حیثیت سے تقلید ضرور کرتے ہیں اسی مقصد کے لیے غیر مقلد علماء کے فتاویٰ کے مجموعے شائع شدہ موجود ہیں ایک عام آدمی ان کے فہم وفراست پر اعتماد کر کے ان فتاویٰ پر عمل کرتا ہے اسی کا نام تقلید ہے۔
علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن حزم علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کی کتابیں دیکھتے ہیں۔ تو کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لیے ان کے پاس ذاتی تحقیق کا کوئی ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے کہ آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال تقلیداً اور صرف تقلید اختیار کریں یہ سارا طرز عمل تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

اماموں اور ولیوں کے لئے تحلیل وتحریم کا اختیار تسلیم کرنا ان کو رب بنانا ہے۔ سورۃ التوبہ (آیت ۳۱) میں ہے: انھوں نے (یہود و نصاریٰ نے) اپنے علماء اور اولیاء کو اللہ کے سوا اپنا رب ٹھہرا لیا ہے۔
فائدہ: مجتہدین کی معروف تقلید اس آیت کے ذیل میں نہیں آتی، اور ابن حزم جولائے ہیں وہ ان کے مزاج کی ناہمواری کی وجہ سے ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، کیونکہ ائمہ کی تقلید من حیث ھو ھو نہیں کی جاتی، بلکہ من حیث انہ نائب عن الشریعۃ کی جاتی ہے، اور اسی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کی بھی تقلید کی جاتی ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تقلید نام ہے دلیل کے مطالبہ کے بغیر کسی کی بات مان لینے کا تو یہ بات صحیح ہے، کیونکہ دلیل کا سمجھنا ہر کہ مہ کا کام نہیں، اور جس میں اتنی صلاحیت ہے وہ تقلید ہی کیوں کرے گا؟ رہی یہ بات کہ ائمہ کے اقوال کی دلیل جاننی چاہئے یا نہیں؟ یہ دوسری بات ہے اور چاروں مکاتب فکر کی کتابیں بیان دلائل سے بھری پڑی ہیں، معلوم ہوا کہ جن میں دلائل کے ادراک کی صلاحیت ہے ان کو ائمہ کے اقوال کے دلائل کا تتبع کرنا چاہئے۔

۹۔ غار ثور میں اللہ کی مدد و نصرت کا ظہور

(۳۰۷۱) اَنَّ اَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهٗ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَنْظُرُ اِلٰى قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی ہم اس وقت غار ثور میں موجود تھے اگر کوئی شخص اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو ہمیں اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ایسے دو افراد کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔
تشریح: کوہ ثور پر دو غار ہیں: ایک: کشادہ اور کھلا ہوا، اس میں چھپا نہیں جا سکتا، تین چار آدمی اس میں آرام سے لیٹ سکتے ہیں۔ دوسرا: تنگ، جس میں دو آدمی مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں، اور اس کے بعد پہاڑ کی ڈھلان شروع ہو جاتی ہے، اس طرف اُترنا بھی ممکن

نہیں، یہ چھپنے کے قابل جگہ ہے، اور اس میں چھپے ہوئے آدمیوں کے بالکل سر پر ایک سوراخ ہے، آپ ﷺ خطرہ کے وقت اس میں چھپتے تھے، اور خطرہ ٹل جانے پر باہر کے کشادہ غار میں آرام فرماتے تھے، کفار تلاش کرتے ہوئے اسی تنگ غار کے اوپر پہنچ گئے تھے، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی تھی، اور آپ ﷺ نے مذکورہ جواب دیا تھا، جس کا تذکرہ سورۃ التوبہ (آیت ۴۰) میں ہے۔

۱۰۔منافق کا جنازہ پڑھنا، دعائے مغفرت کرنا اور کفن دفن میں شریک ہونا حرام ہے۔

(۳۰۲۲) لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَقَامَ اِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ صَدْرِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلٰى عَدُوِّ اللّٰهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا وَ كَذَا يَعُدُّ اَيَّامَهٗ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ حَتّٰى اِذَا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ اِنِّيْ قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ قَدْ قِيْلَ لِيْ (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ) لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَ لَهٗ لَزِدْتُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهٗ فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ حَتّٰى فُرِغَ مِنْهُ قَالَ فَعَجَبٌ لِيْ وَجُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْاٰيَتَانِ (وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهٗ عَلٰى مُنَافِقٍ وَّلَا قَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی گئی نبی اکرم ﷺ اٹھ کر اس کی طرف جانے لگے جب آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں مڑا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دشمن عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ ادا کریں گے؟ اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ بات کہی تھی میں نے وہ ساری باتیں گنوادیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے جب میں نے اپنی بات پر بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار قبول کر لیا مجھ سے یہ کہا گیا۔

"تم ان کے دعائے مغفرت کرو یا دعائے مغفرت نہ کرو اگر تم ان کے لیے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت کرو تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ پتہ ہو کہ ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں اس سے زیادہ مرتبہ ایسا کرلوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اس کے جنازے کے ساتھ گئے اور اس کے دفن ہونے میں شریک رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے خود حیرت ہوئی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کس جرأت کا مظاہرہ کیا باقی اللہ تعالیٰ

اوراس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ دو آیات نازل ہو گئیں۔

"ان میں سے جو بھی شخص مرجائے تم نے کبھی بھی اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور اس کی قبر پر کھڑے نہیں ہونا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کسی بھی منافق کی نماز جنازہ ادا نہیں کی اور کسی منافق کی قبر پر کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔

(۳۰۲۳) جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ مَاتَ اَبُوْهُ فَقَالَ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهٗ فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَقَالَ اِذَا فَرَغْتُمْ فَاٰذِنُوْنِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ جَذَبَهٗ عُمَرُ وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ الْخِيَرَتَيْنِ (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ) فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ) فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب اس کا والد فوت ہو گیا تھا اس نے عرض کی آپ ﷺ مجھے اپنی قمیص عنایت کریں تاکہ میں اس قمیص میں اسے (یعنی اپنے باپ کو) کفن دوں اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کیجئے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کیجئے تو آپ ﷺ نے اپنی قمیص اسے عطا کر دی اور فرمایا جب تم (نہلا دھلا کر کفن دے کے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا جب نبی اکرم ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن کھینچا اور عرض کی کیا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع نہیں کیا کہ آپ ﷺ منافقوں کی نماز جنازہ ادا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا ہے کہ تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرو یا دعائے مغفرت نہ کرو (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اب ان میں سے جو بھی شخص فوت ہو تم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔"

تو نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کی نماز جنازہ ادا کرنا ترک کر دی۔

مدینہ میں بارہ منافقوں کا ایک گروہ تھا، جو ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی، مسلمانوں کی اور اسلام کی مخالفت پر کمربستہ رہتا تھا، ان کا سردار عبداللہ بن ابی تھا، تبوک سے واپسی کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس کا لڑکا بھی عبداللہ تھا، وہ مخلص وفادار مسلمان تھے، انھوں نے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو کفن میں لگانے کے لئے کرتہ عنایت فرمائیں، آپ ﷺ نے عنایت فرمایا، انھوں نے دوسری درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھائیں، آپ ﷺ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے، کیونکہ ابھی تک آپ ﷺ کو اس سے روکا نہیں گیا تھا۔ اسی سورت کی آیت ۸۰: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ نازل ہو چکی تھی، مگر اس میں استغفار یا جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں تھی، صرف یہ بات تھی کہ منافقوں کے لئے استغفار بے سود ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے جنازہ پڑھنے کا بھی وعدہ فرما لیا، وقت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہ اصرار منع کیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے استغفار سے منع نہیں کیا گیا، آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، اور قبرستان بھی تشریف لے گئے، پھر جلد ہی آیت ۸۴ نازل ہوئی، اور وصاف طور پر منافقوں، کافروں اور مشرکوں کا جنازہ پڑھنے سے، استغفار کرنے سے، بلکہ کفن دفن میں شرکت کرنے سے بھی

روک دیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے پھر کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھا۔

سوال تو یہ ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ابی ایک ایسا منافق تھا جس کا نفاق مختلف اوقات میں ظاہر ہو چکا تھا اس کے باوجود آپ نے اپنی قمیص مبارک اس کے کفن کے لیے دی اور اس کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیا اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

(۱) اس کے صاحب زادے حضرت عبداللہ جو مخلص صحابہ میں سے تھے ان کی دلجوئی کی خاطر آپ ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔

(۲) غزوہ بدر کے موقع پر جب کچھ قریشی سردار گرفتار کیے گئے تو ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے آپؐ نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کرتہ نہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو قمیص پہنا دی جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ دراز قد تھے عبداللہ بن ابی کے سوا کسی کی قمیص انہیں فٹ نہیں آ رہی تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے قمیص لے کر اپنے چچا کو پہنائی اس کے اس احسان کا بدلہ ادا کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس کو عطا فرما دی۔

۱۱۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى سے کون سی مسجد مراد ہے؟

(۳۰۲۴) اَنَّهُ قَالَ تَمَارٰى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءَ وَقَالَ الْاٰخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ مَسْجِدِيْ هٰذَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی جس کی بنیاد پہلے دن تقویٰ پر رکھی گئی تھی (کہ اس سے مراد کون سی مسجد ہے؟) ایک شخص نے کہا اس سے مراد مسجد قباء ہے دوسرے نے کہا اس سے مراد مسجد نبوی ﷺ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد میری مسجد ہے۔

(۳۰۲۵) نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ اَهْلِ قُبَاءَ (فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ) قَالَ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْهِمْ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

"اس میں وہ لوگ ہیں جو اچھی طرح سے پاکیزگی حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں وہ لوگ پانی کے ذریعے استنجاء کیا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۰۸ ہے: اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں، پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصداق مسجد نبوی ہے اور دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ اس کا مصداق مسجد قبا ہے، یہ بظاہر تعارض ہے، مگر حقیقت میں تعارض نہیں، مسجد قبا شان نزول کے اعتبار سے آیت کا مصداق ہے، اور مسجد نبوی الفاظ کے عموم کے اعتبار سے، بلکہ دنیا کی ہر وہ مسجد آیت کا مصداق ہے جس کی خشت اول تقویٰ پر رکھی گئی ہو۔

⁂

۱۲۔کافر کے لئے استغفار کرنا جائز نہیں

(۳۰۲۶) سَمِعْتُ رَجُلًا يَّسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ اَتَسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ اَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِيمُ لِاَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو سنا جو اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کر رہا تھا حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے اس سے کہا کیا تم اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہو حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے؟ تو اس نے کہا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی تھی؟ حالانکہ وہ بھی مشرک تھا میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"نبی کے لیے اور اہل ایمان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کریں۔"

تشریح: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہجرت کر کے بیت المقدس روانہ ہوئے تو آخری بات جو انھوں نے اپنے باپ سے کہی تھی وہ یہ تھی: "میں آپ کے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کرونگا، بیشک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔" (مریم:۴۷) چنانچہ آپ کے لئے حسب وعدہ دعائے مغفرت کی، جس کا تذکرہ سورۃ ابراہیم (آیت ۴۱) اور سورۃ الشعراء (آیت ۸۶) میں ہے، مگر یہ دعا اس کی حیات میں کی تھی، اور کافر کی حیات میں دعائے مغفرت کا مطلب اس کے لئے ہدایت طلبی کی دعا کرنا ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایمان نصیب فرمائیں تا کہ آخرت میں اس کی مغفرت ہو، اور یہ اب بھی جائز ہے، پھر جب ان کے باپ کا انتقال حالت کفر میں ہو گیا تو آپ نے اس کے لئے دعا موقوف کر دی۔ ادھر مسلمانوں کو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے روکا نہیں کیا تھا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان اپنے مشرک رشتہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے، اس سلسلہ میں پہلا واقعہ ابو طالب کا پیش آیا مذکورہ آیت کا صحیح بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے مگر عمر بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت وحفاظت کرتے رہے اور اس معاملہ میں برادری کے کسی فرد کا کہنا نہیں مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا بڑا اہتمام تھا کہ کسی طرح یہ کلمہ اسلام پڑھ لیں اور ایمان لے آئیں تو شفاعت کا موقع مل جائے گا اور یہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ مرض وفات میں جب ان کا آخری وقت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی فکر تھی کہ اس وقت بھی وہ کلمہ شریف پڑھ لیں تو کام ہو جائے چنانچہ اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے مگر ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ پہلے سے وہاں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے چچا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں تو میں آپ کی بخشش کے لیے کوشش کر سکوں گا فوراً ابو جہل بول اٹھا کہ کیا آپ عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ پھر اپنا کلام دہرایا مگر ہر مرتبہ ابو جہل یہی بات کہہ دیتا یہاں تک کہ آخری کلام میں ابو طالب نے یہی کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اسی حالت میں اس کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں آپ کے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے اس پر یہ ممانعت کی آیت نازل ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کو کفار ومشرکین کے لیے دعاء مغفرت کرنے سے منع فرما دیا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔

اس پر بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے کافر باپ کے لیے دعاء کی تھی اس کے جواب میں دوسری آیت نازل ہوئی ﴿وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ﴾ (التوبہ: ۱۱۴)۔ اس کے بعد ان دو آیتوں کے ذریعہ واضح احکام دیئے گئے، اب کافر کا جنازہ پڑھنا، اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا، اعزاز کی خاطر اس کی قبر پر خاطر اس کی قبر پر کھڑا ہونا، اس کی میت کی زیارت کے لئے جانا اور اس کے کفن دفن میں شریک ہونا حرام ہے۔

۱۳۔ جنگ تبوک سے تین پیچھے رہ جانے والوں کا واقعہ

(۳۰۲۷) لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتّٰی كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ اِلَّا بَدْرًا وَلَمْ یُعَاتِبِ النَّبِیُّ ﷺ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ اِنَّمَا خَرَجَ یُرِیْدُ الْعِیْرَ فَخَرَجَتْ قُرَیْشٌ مُغِیْثِیْنَ لِعِیْرِهِمْ فَالْتَقَوْا عَنْ غَیْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَعَمْرِیْ اِنَّ اَشْرَفَ مَشَاهِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی النَّاسِ لَبَدْرٌ وَمَا اُحِبُّ اَنِّیْ كُنْتُ شَهِدْتُهَا مَكَانَ بَیْعَتِیْ لَیْلَةَ الْعَقَبَةِ حَیْثُ تَوَاثَقْنَا عَلَی الْاِسْلَامِ ثُمَّ لَمْ اَتَخَلَّفْ بَعْدُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ وَهِیَ اٰخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَاٰذَنَ النَّبِیُّ ﷺ النَّاسَ بِالرَّحِیْلِ فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ قَالَ فَانْطَلَقْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ هُوَ یَسْتَنِیْرُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ وَكَانَ اِذَا سُرَّ بِالْاَمْرِ اسْتَنَارَ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَبْشِرْ یَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ بِخَیْرِ یَوْمٍ اَتٰی عَلَیْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَمِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِكَ فَقَالَ بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰؤُلَاءِ الْاٰیَاتِ (لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَالْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ) مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ حَتّٰی بَلَغَ (وَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ) قَالَ وَفِیْنَا اُنْزِلَتْ اَیْضًا (اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ) قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا وَاَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ كُلِّهٖ صَدَقَةً اِلَی اللّٰهِ وَ اِلٰی رَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمْسِكْ عَلَیْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ فَقُلْتُ فَاِنِّیْ اُمْسِكُ سَهْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ قَالَ فَمَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ نِعْمَةً بَعْدَ الْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ صَدَقْتُهٗ اَنَا وَصَاحِبَایَ وَلَا نَكُوْنُ كَذَبْنَا فَهَلَكْنَا كَمَا هَلَكُوْا وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَا یَكُوْنَ اللّٰهُ اَبْلٰی اَحَدًا فِی الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِیْ اَبْلَانِیْ مَا تَعَمَّدْتُ لِلْكَذِبَةِ بَعْدُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّحْفَظَنِی اللّٰهُ فِیْمَا بَقِیَ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد (حضرت کعب بن مالک) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جس بھی غزوہ میں شرکت کی میں ان میں سے کسی ایک میں بھی نبی اکرم ﷺ سے پیچھے نہیں رہا یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا موقع آ گیا البتہ غزوہ بدر میں میں شریک نہیں ہوا تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے ایسے کسی شخص پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو اصل میں قریش کے قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے اور قریش اپنے قافلے کی مدد کے لیے نکلے تھے تو باقاعدہ کسی منصوبے کے بغیر ان کا سامنا ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم لوگ یہ سمجھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جن غزوات میں شرکت کرنے کی ان میں سب سے زیادہ فضیلت غزوہ بدر کو حاصل ہے لیکن بہر حال میری یہ خواہش نہیں ہے کہ شب عقبہ

کی بیعت میں شرکت کرنے کی بجائے کاش میں غزوہ بدر میں شریک ہوا ہوتا (وہ شب عقبہ) جب ہم نے اسلام پر ثابت قدم رہنے کا عہد کیا تھا اس کے بعد میں کبھی بھی کسی جنگ میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے نہیں رہا یہاں تک کہ غزوہ تبوک کا موقع آ گیا اور یہ وہ آخری غزوہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے شرکت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو روانگی کا حکم دیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث نقل کی ہے۔(آگے چل کر وہ یہ فرماتے ہیں) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے اردگرد مسلمان موجود تھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا جب آپ ﷺ کسی بات پر خوش ہوتے تھے تو وہ اسی طرح چمکتا تھا میں آیا اور آ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے کعب بن مالک تمہیں اپنی پیدائش کے بعد آنے والے سب سے بہترین دن کی مبارک ہو میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپ ﷺ کی طرف سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی۔" اللہ تعالیٰ نے نبی پر مہاجرین پر اور انصار پر بڑا کرم کیا جنہوں نے تنگی کے موقع پر نبی کی پیروی کی۔" نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔" بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت کعب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میری توبہ میں یہ بات شامل ہے کہ اب میں جب بھی بات کروں گا تو سچ بولوں گا اور میں اپنا تمام مال صدقے کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس میں سے کچھ مال اپنے پاس رہنے دو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا تو میں نے عرض کی خیبر میں جو میرا حصہ ہے میں اسے اپنے پاس رکھتا ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد میرے نزدیک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر سب سے بڑی نعمت یہ کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سچ بولا میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سچ بولا اور میرے دو ساتھیوں نے بھی اور ہم جھوٹ بول کر ہلاکت کا شکار ہونے والوں میں شامل نہیں ہوئے جیسا کہ دیگر لوگ ہو گئے تھے اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کے حوالے سے کسی بھی شخص کو اس طرح آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جس طرح مجھے آزمائش میں مبتلا کیا اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

سورۃ التوبہ (آیات ۱۱۷-۱۱۹) میں ہے۔ چنانچہ لوگوں کی پانچ قسمیں ہوگئیں:

(۱) ایک طبقہ ان مخلص مسلمانوں کا تھا جو یہ حکم سنتے ہی بغیر کسی تردد کے جہاد کے لیے تیار ہو گئے ان کا ذکر سورۃ توبہ کی اس آیت میں ہے ﴿اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾۔

(۲) بعض لوگ ابتداء کچھ تردد میں رہے لیکن بعد میں وہ بھی مجاہدین میں شامل ہو گئے ان کا بیان اس آیت کے اس جملے میں ہے ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ﴾۔

(۳) بعض وہ حضرات تھے جو واقعی طور پر معذور تھے اس لیے وہ نہ جا سکے ان کا ذکر آیت ﴿لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ﴾ میں آیا ہے۔

(۴) بعض لوگ منافق تھے جو نفاق کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔

(۵) بعض مخلص مؤمن تھے جو اگرچہ محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے جہاد میں نہ گئے مگر بعد میں وہ نادم اور تائب ہو گئے اور بالآخر ان سب کی توبہ قبول ہوگئی۔

مگر ان میں پھر دو قسمیں ہوگئی یہ کل دس آدمی تھے جن میں سے سات آدمیوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد فوراً اپنی ندامت و توبہ کا اظہار اس شان سے کیا کہ اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا کہ جب تک ہماری توبہ قبول نہ ہوگی ہم بندھے رہیں گے ان کی آیت توبہ تو اسی وقت نازل ہوگئی البتہ تین حضرات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ ہیں انہوں نے یہ عمل نہیں کیا ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بائے کاٹ کا حکم دے دیا کہ کوئی ان کے ساتھ کلام وسلام نہ کرے جس کی وجہ سے یہ حضرات سخت پریشان ہوگئے ان کا ذکر اس آیت ﴿وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ میں ہوا ہے پچاس دن کے بعد بالآخر ان کی توبہ قبول ہوگئی یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ﴾ اس کے ساتھ ہی ان سے مقاطعہ اور سوشل بائے کاٹ کا حکم ختم کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ مہاجرین وانصار صحابہ جو ابتدا میں ہی جہاد کے لیے تیار ہو گئے انہوں نے بھی کوئی قصور نہیں کیا تھا ان کی توبہ بھی قبول کرنے کے کیا معنی ہیں؟

اس سوال کے مختلف جواب دیئے گئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گناہ سے بچا دیا اسی کو توبہ کے نام سے تعبیر کیا گیا۔

ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ نے تواب بنا دیا اس میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ توبہ سے کوئی بھی شخص بے نیاز اور مستغنی نہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مخصوص صحابہ بھی۔

۱۴۔ جمع قرآن کی تاریخ

(۳۰۲۸) اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ بَعَثَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ فَقَالَ اِنَّ عُمَرَ قَدْ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ وَاِنِّيْ لَاَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبُ قُرْاٰنٌ كَثِيْرٌ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَاَيْتُ فِيْهِ الَّذِيْ رَاٰى قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْوَحْيَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَهُمَا صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ بَرَاءَةَ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ).

ترجمہ: عبید بن سباق بیان کرتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی جنگ یمامہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر میرے پاس آئے اور

انہوں نے یہ کہا جنگ یمامہ میں قرآن پاک کے بہت سے حافظ شہید ہو گئے ہیں اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح مختلف جگہوں پر حفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن پاک کا بڑا حصہ ضائع ہو سکتا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو (کتابی شکل میں) اکٹھا کرنے کا حکم دیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو عمر نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ زیادہ بہتر ہے وہ مسلسل اس بارے میں میرے ساتھ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کے بارے میں وہی شرح صدر عطا کیا جو شرح صدر عمر کو عطا کیا تھا اور میری بھی اس بارے میں وہی رائے ہو گئی جو عمر کی رائے تھی۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نوجوان ہو سمجھدار ہو ہم تم پر کوئی الزام عائد نہیں کرتے (یعنی تمہارا کردار قابل تعریف ہے) تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی کی کتابت بھی کرتے رہے ہو تو اس لیے تم قرآن پاک کو تلاش کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے وہ یہ حکم دیتے کہ میں ایک پہاڑ کو اس کی جگہ سے منتقل کر دوں تو وہ میرے لیے اس سے زیادہ بوجھل نہ ہوتا میں نے ان سے کہا آپ حضرات ایک ایسا کام کیوں کرنا چاہ رہے ہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ زیادہ بہتر ہے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل میرے ساتھ اس بارے میں بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس بارے میں وہی شرح صدر عطا کر دیا جو ان دونوں حضرات کو عطا کیا تھا تو میں نے قرآن پاک کو تلاش کرنا شروع کر دیا میں نے اسے چمڑے کے مختلف ٹکڑوں کھجور کے پتوں پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کیا۔

سورۃ توبہ کی آخری آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملی (وہ آیت یہ ہے)۔

"تمہارے پاس رسول آیا ہے جو تم سے ہی تعلق رکھتا ہے تمہارا مشقت کا شکار ہونا اسے گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور مومنوں کے لیے مہربان اور رحم کرنے والا ہے اگر تم پھر بھی منہ پھیر لو تو اے رسول تم فرما دو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عظیم عرش کا پروردگار ہے۔"

(۳۰۲۹) اَنَّ حُذَيْفَةَ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ يُغَازِىْ اَهْلَ الشَّامِ فِىْ فَتْحِ اَرْمِيْنِيَّةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَرَاٰى حُذَيْفَةُ اِخْتِلَافَهُمْ فِى الْقُرْاٰنِ فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِى الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَاَرْسَلَ اِلٰى حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِىْ اِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِى الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَيْكِ فَاَرْسَلَتْ حَفْصَةُ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِالصُّحُفِ فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنِ انْسَخُوا الصُّحُفَ فِى الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ حَتّٰى نَسَخُوا الصُّحُفَ فِى الْمَصَاحِفِ بَعَثَ عُثْمَانُ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِىْ نَسَخُوْا قَالَ الزُّهْرِىُّ وَحَدَّثَنِىْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُّهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَوْ اَبِىْ خُزَيْمَةَ فَاَلْحَقْتُهَا فِىْ سُوْرَتِهَا قَالَ الزُّهْرِىُّ فَاخْتَلَفُوْا

يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوتِ وَالتَّابُوهِ فَقَالَ الْقُرَشِيُّونَ التَّابُوتُ وَقَالَ زَيْدٌ التَّابُوهُ فَرُفِعَ اخْتِلَافُهُمْ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ اكْتُبُوهُ التَّابُوتَ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ وَاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْتُ وَإِنَّهُ لَفِي صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَلِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُمُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِي عِنْدَكُمْ وَغُلُّوهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَالْقُوا اللَّهَ بِالْمَصَاحِفِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَبَلَغَنِي أَنَّ ذَلِكَ كَرِهَهُ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ رِجَالٌ مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: امام زہری بیان کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ آرمینیا اور آذربائیجان فتح کرنے کے لیے اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام کے ساتھ جنگ کر رہے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے درمیان قرآن پاک کے بعض مقامات کے بارے میں اختلاف دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین آپ اس امت کو سنبھال لیجئے اس سے پہلے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں اس طرح اختلاف کرنے لگیں جس طرح یہودی و نصاریٰ کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنا مصحف ہمیں بھیج دیں تا کہ ہم اس کی مختلف نقلیں تیار کر لیں پھر ہم وہ آپ کو واپس کر دیں گے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا قرآن پاک کا نسخہ بھجوا دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا (اور یہ ہدایت کی) تم لوگ اس کی مختلف نقلیں تیار کرو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قریش سے تعلق رکھنے والے تین افراد کے بارے میں فرمایا جس معاملے میں آپ تینوں اور زید بن ثابت کے درمیان اختلاف ہو جائے تو آپ نے اس لفظ کو قریش کی لغت کے مطابق لکھنا ہے کیونکہ یہ انہی کی زبان پر نازل ہوا ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں جب قرآن پاک کی وہ نقلیں تیار ہو گئیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں دور دراز کے علاقوں میں بھجوایا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں خارجہ بن زید نے یہ بات بیان کی ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ احزاب کی ایک آیت مجھے نہیں ملی جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی تھی۔

"اہل ایمان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کیا ان میں سے بعض نے اپنی نذر کو پورا کر لیا اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔"

میں نے اس کی تلاش شروع کی تو مجھے یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت کے پاس ملی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ابو خزیمہ کے پاس ملی تو میں نے اس کو اس سورۃ میں شامل کر دیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ان حضرات نے قران پاک میں استعمال ہونے والے لفظ تابوت اور تابوہ کے بارے میں اختلاف کیا تو قریشیوں نے کہا یہ لفظ تابوت ہے جبکہ حضرت زید نے یہ فرمایا یہ لفظ تابوہ ہے۔

یہ اختلافی معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا اس کو لفظ تابوت لکھو کیونکہ قرآن پاک قریش کی لغت

پر نازل ہوا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی نقل تیار کریں انہوں نے یہ فرمایا مسلمانو مجھے قرآن پاک کی نقل تیار کرنے سے الگ رکھا گیا ہے اور یہ کام اس شخص کو سونپا گیا ہے جو میرے اسلام قبول کرنے کے وقت ایک کافر کی پیٹھ میں تھا (یعنی یہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جب میں نے اسلام قبول کیا تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ یہی وجہ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے اے اہل عراق تم اپنے پاس موجود قرآن پاک کو سنبھال کر رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔"جو شخص جس چیز کو چھپائے گا وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی ہوئی چیز کو ساتھ لے کر آئے گا"

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) تم اپنے مصحف کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پتہ چلی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہیں آئی۔

جمع قرآن کے لفظ سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے، لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع نہیں تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو جمع کیا ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔ قرآن مکمل جمع اور مرتب تھا، اور اسی طرح حافظوں کو یاد بھی تھا۔ مگر وہ ایک جگہ اکٹھا لکھا ہوا نہیں تھا، اور حکومت کی تحویل میں بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کو سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا، جیسا کہ کی پہلی روایت میں ہے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب سابق وہ مسلمانوں کو سونپ دیا، جمع قرآن پر مفصل گفتگو کے مقدمہ میں ہے، اس کی ضرور مراجعت کر لی جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ

باب ۱۱۔ سورہ یونس کی تفسیر

سورة یونس مکیه: سورۃ الاسراء کے بعد ۵۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۰ دس نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سابقہ سورت میں ہے ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۔۔۔ الآیۃ﴾ (التوبہ:۵) اس میں ہے ﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِيْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۔۔۔ الآیۃ﴾ (یونس:۹۸) کہ اب توبہ کا وقت ہے ایمان لے آؤ جب ہمارا عذاب آ گیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قوم یونس ہی تھی کہ جب عذاب خداوندی آیا تو وہ ایمان لائے اُنہیں ان کے ایمان نے فائدہ دیا۔

ربط معنوی: سورۃ توبہ میں اللہ کے ساتھ شریک بنانے والوں کے ساتھ قتال کا حکم ہوا کہ کفار شرکِ اعتقادی میں بھی مبتلا ہیں اور شرکِ فعلی میں بھی۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو حاجت روا خیال نہیں کرتے ہمارا مذہب تو صرف یہ ہے کہ ہمارے معبود ہمارے کام خدا تعالیٰ سے کروا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کی عبادت کر لیتے اور ان کو پکار لیتے ہیں اس میں آخر کیا قباحت ہے؟ تو اب سورۃ یونس میں فرمایا جاتا ہے کہ کسی کو شفیع غالب خیال کر کے پکارنا بھی شرک ہے لہٰذا اس سے باز آؤ۔

خلاصہ: دعویٰ سورت: اللہ پاک کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں ہے۔ اس سورت میں تین جگہ دعویٰ مذکور ہے۔

① ﴿مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ... الآية﴾ ()۔ اللہ پاک کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں ہے، ہاں جنہیں آخرت میں اجازت ملے گی انبیاء علیہم السلام وغیرہ۔

② ﴿وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ... الآية﴾ (یونس:۱۸)۔ اس میں ضمناً دعویٰ سورت ہے۔

③ ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... تا ... وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝﴾۔ اس دعویٰ پر مختلف دلائل دیے گئے ہیں دلائل عقلیہ اور دلیل وحی۔

دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر ہے ﴿وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ ... الیٰ ... فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝﴾۔ (آیت ۶۱)

ایک نفی شرک فعلی پر ﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ... الیٰ ... اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۵۹)

اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر

① ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ ... اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (آیت ۳)۔

② ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا ... لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۵،۶)

③ ﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ ... سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۱۸)

④ ﴿هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ... لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝﴾۔ (آیت ۲۲)

⑤ ﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ... فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۳۱)۔ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

⑥ ﴿اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ... هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۵۵،۵۶)۔

⑦ ﴿اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ ... وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۶۶)

⑧ ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۝﴾۔ (آیت ۶۷)

دلیل وحی: ﴿وَ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ ... الآية﴾ ان میں سے ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اس کے علاوہ بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکاوی وغیرہ بھی مذکور ہیں۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے کہ جنتیوں کا جنت میں آخری قول ﴿وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾

② سورت ممتاز ہے پانچ مرتبہ ان الفاظ پر کہ ﴿اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا﴾۔

ا۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی ہے

(۳۰۳۰) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ) قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادٰى مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْجِزَ كُمُوْهُ قَالُوْا اَلَمْ یُبَیِّضْ وُجُوْهَنَا وَیُنْجِنَا مِنَ النَّارِ وَیُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالَ فَیُكْشَفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَیْهِ.

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

"وہ لوگ جنہوں نے اچھائی کی ان کے لیے اچھائی بھی ہوگی اور میں مزید اضافہ بھی ہوگا۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک شخص یہ اعلان کریگا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لیے ایک وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے وہ اسے پورا کرے دے تو وہ لوگ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دے اور جنت میں دآخل نہیں کر دیا (اب کیا باقی رہ گیا ہے؟) نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حجاب کو ہٹائے گا نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے انہیں جو چیزیں بھی عطا کی تھیں ان میں سے کوئی بھی چیز ان لوگوں کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرلیں۔

(یہ حدیث اسی سند سے پہلے ابواب صفة الجنه ١٦ حدیث ٢٥٤٨ میں گزر چکی ہے)

٢۔ مؤمن کو دنیا میں خوشخبری خواب کے زریعہ ملتی ہے

(٣٠٣١) سَاَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) قال ما سَاَلَنِي عنها اَحَدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَاَلَنِي عنها اَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ اُنْزِلَتْ فَهِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ.

ترجمہ: عطاء بن یسار ایک مصری شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ صاحب فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ "ان لوگوں کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے۔" تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا ہے اس کے بعد کبھی بھی کسی نے مجھ سے اس بارے میں سوال نہیں کیا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی تھی جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تمہارے علاوہ اور کسی نے بھی اس بارے میں مجھ سے سوال نہیں کیا یہ آیت سچے خوابوں کے بارمیں نازل ہوئی تھی جنہیں مسلمان دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

یہ حدیث پہلے (حدیث ٢٢٧١ ابواب الرؤیا ٣ میں) آ چکی ہے، اور حضرت عبادة بن الصامت کی حدیث بھی اسی میں ہے، اور ہمارے نسخوں میں متن ناقص تھا، پہلے مکمل ہے۔

٣۔ فرعون کے منہ میں کیچ بھر دینے کی روایت

(٣٠٣٢) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَمَّا اَغْرَقَ اللهُ فِرْعَوْنَ قال (اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ) فَقَالَ جِبْرِيْلُ يَا مُحَمَّدُ فَلَوْ رَاَيْتَنِيْ وَاَنَا اٰخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَاَدُسُّهُ فِيْ فِيْهِ مَخَافَةَ اَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ فرعون کو ڈبونے لگا تو وہ بولا میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اس ذات کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بات بتائی اے حضرت محمد ﷺ کاش آپ ﷺ اس وقت مجھے دیکھ رہے ہوتے کہ جب میں سمندر کا کیچڑ حاصل کر کے اسے اس

کے منہ میں ٹھونس رہا تھا اس اندیشے کے تحت کہ کہیں رحمت اس تک نہ پہنچ جائے۔

(۳۰۳۳) ذَكَرَ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِيْ فِيْ فِرْعَوْنَ الطِّيْنَ خَشْيَةَ اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ اَوْ خَشْيَةَ اَنْ يَّرْحَمَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں یہ بات ذکر کی وہ فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے اس اندیشے کے تحت کہ کہیں وہ لا الٰہ الا اللہ نہ پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نہ کردے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس اندیشے کے تحت کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کردے۔

سورۃ یونس (۹۰۔ ۹۲) میں ہے: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پارا تار دیا، پھر فرعون اور اس کے لشکر نے شرارت اور زیادتی کے ارادے سے ان کا پیچھا کیا، تا آنکہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا میں یقین کرتا ہوں کہ اس ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں، کیا اب؟ حالانکہ پیشتر تو نے برابر نافرمانی کی، اور قطعی فسادیوں میں سے تھا! پس آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے، تاکہ تو اپنے پیچھے والوں کے لئے (عبرت کی) نشانی بنے، اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے قطعاً غافل ہیں۔

اور فرعون کے بوقت نزع ایمان لانے کے سلسلہ میں ایک روایت دو سندوں سے آئی ہے:

حدیث (۲) تشریح: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، مگر ساتھ ہی غریب بھی کہا ہے، کیونکہ عدی بن ثابت اگر چہ ثقہ راوی ہیں، مگر عطاء بن السائب معمولی راوی (صدوق) ہیں، اور آخر میں ان کا حافظہ بھی بگڑ گیا تھا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ هُوْدٍ

باب ۱۲۔ سورۃ ہود علیہ السلام کی تفسیر

سورۃ ھود مکیہ: سورہ یونس کے بعد ۵۲ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۱ نمبر ہے۔

ربط اسمی: سابقہ سورت میں شرک کے مختلف پہلو کا ذکر تھا توحید کا اعلان فرمایا جب تم اسی انداز میں بیان کرو گے کہ مشرکین طعنے دیں گے۔ تمہیں ملامت کریں گے جیسا کہ حضرت ھود علیہ السلام کو مشرکین (ان کی قوم) نے عقیدہ توحید بیان کرنے پر طعنے دیئے ﴿قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ﴾ (ھود: ۵۳)

ربط معنوی: اس سورت میں سورۃ یونس سے تین وجہ سے ترقی ہوئی ہے۔ ① سورۃ یونس میں دعویٰ کے لئے دلائل عقلیہ بیان کئے گئے، اس سورۃ میں دلائل نقلیہ بیان ہورہے ہیں۔ ② مسئلہ توحید کی حقیقت کا اعلان کہ جو نہیں مانتے وہ صرف ضد و عناد کررہے ہیں اس لئے شک کی گنجائش نہیں۔ ③ مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی تلقین۔ (نظم الدرر)

خلاصہ: سورۃ کے ابتدائی رکوع میں چار دعوے ذکر کئے گئے ہیں:

① عبادت صرف خدا کی کرو شرک سے توبہ کرو۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۙ وَ اَنِ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ﴾ (آیات ۲،۳)

② علم غیب حق تعالیٰ کا خاصہ ہے: ﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (آیت ۶)

③ لوگوں کے بکواسات سے تنگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی سے کچھ نہ چھوڑنا بلکہ پوری تبلیغ توحید کرو، مصائب کی پرواہ نہ کرو۔ ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ﴾ (آیت ۱۲)

④ اہل عناد کے نہ ماننے کی وجہ سے شک میں نہ پڑو، یہ بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں شک نہیں ﴿فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (آیت ۱۷)

پھر اس سورۃ میں چار دفعہ لفظ ﴿لَقَدْ﴾ آیا ہے اور ترتیب وار دعاویٰ اربعہ سے متعلق ہے۔ دعویٰ اُولیٰ کے لئے پہلے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد تیل دلائل نقلیہ بیان ہوئے۔ پھر دوسرے دعویٰ کے لئے دوسرے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد دو دلائل نقلیہ بیان ہوئے۔ پھر چھٹا قصہ دعویٰ اولیٰ کے لئے دلیلِ نقلی ہے، لیکن قصص کی ترتیب بحال رکھنے کے لئے اس کے بعد لایا گیا اور اس سے یہ اشارہ بھی ہوگیا کہ دعویٰ اُولیٰ مقصودی ہے۔ تیسرے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد تیسرے دعویٰ کے لئے ساتواں قصہ اختصاراً بیان ہوا اور اس کے بعد چند آیات جو تمام قصص سے متعلق ہیں لائی گئیں۔ پھر چوتھے ﴿لَقَدْ﴾ کے بعد چوتھے دعویٰ سے متعلق کچھ کلام، امرِ مصلح، تسلی وغیرہ ذکر ہوئے ہیں اور آخرِ سورۃ میں اجمالاً تمام دعاویٰ (دعاویٰ جمع ہے دعویٰ کی) کا اعادہ ہے۔ (نظم الدرر)

امتیازات: ① ﴿وَ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾ (آیت ۷) کا ذکر ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو کہنے پر ﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ﴾ (آیت ۴۳) "کہ آج بچ جانے کی جگہ نہیں ہے مگر جس پر مہربان رحم کردے۔"

③ سورت ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے تین الفاظ کہے سلام، رحمت، برکت ﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ﴾ (آیت ۷۳)

۱۔ کائنات کا آغاز کس طرح ہوا؟

(۳۰۳۴) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ قَالَ اَحْمَدُ قَالَ يَزِيْدُ الْعَمَاءُ اَيْ لَيْسَ مَعَهٗ شَيْءٌ.

ترجمہ: حضرت ابورزین بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کی اے اللہ کے رسول ﷺ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک بادل میں تھا جس کے نیچے بھی ہوا تھی اس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد نامی راوی بیان کرتے ہیں یزید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) **العماء** سے مراد ایسی چیز ہے جس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ ہو۔

سورۃ ہود (آیت ۷) میں ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں (چھ ادوار) میں پیدا کیا، اور ان کا تخت شاہی پانی پر تھا، تا کہ وہ تم کو آزمائیں کہ تم میں سب سے اچھے عمل کرنے والا کون ہے؟

اس قسم کی آیات کی تفسیر مین دو حدیثیں مروی ہیں۔ ایک روایت بخاری شریف میں ہے (یہ روایت ترمذی شریف میں بھی بالکل آخر میں آرہی ہے، مگر وہ مختصر ہے، بخاری میں مفصل ہے) اور دوسری روایت یہاں ہے (یہ روایت ابن ماجہ حدیث ۱۸۲) اور مسند احمد (۴/۱۱، ۱۲) میں بھی ہے

تشریح: یہ دوسری حدیث جو ترمذی رحمہ اللہ میں ہے معرکۃ الآراء ہے، تمام کتابوں میں: قبل ان یخلق خلقه ہے، یعنی کائنات پیدا کرنے سے پہلے پروردگار عالم کہاں تھے؟ مگر مسند احمد میں یہ حدیث دو جگہ آئی ہے، پہلی جگہ (۴:۱۱) یزید بن ہارون کی روایت ہے، اس میں وہی الفاظ ہیں جو یہاں ترمذی میں ہیں۔ اور دوسری جگہ (۴:۱۲) بہز بن حکیم کی روایت ہے، ان کے الفاظ ہیں: قبل ان یخلق السماوات والارض: آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے پروردگار عالم کہاں تھے؟ اور ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کرتی ہے، پس سوال مطلق کائنات کے آغاز کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ اس عالم مشاہد کے آغاز کے بارے میں تھا۔

اس حدیث میں حضرت زین نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ جل شانہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ "عماء" میں تھے اس "عماء" سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) اگر یہ لفظ "عماء" (الف ممدودہ کے ساتھ) ہو تو امام ترمذی نے حضرت یزید بن ہارون کا قول ذکر کیا ہے کہ اس کے معنی ہیں لیس معه شئی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی اللہ تعالیٰ بالکل اکیلا تھا لیکن عربی لغات اور شارحین حدیث نے اس کے معنی ذکر کئے ہیں: بادل وہ معنی یعنی لیس معه شئی نقل نہیں کئے۔

اس کے معنی کے لحاظ سے کان فی عماء کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے یہاں تک کہ عرش اور پانی کو بھی پیدا کرنے سے پہلے ایک سفید قسم کے بادل کے اوپر تھے اس کے اوپر بھی کچھ نہیں تھا اور نہ نیچے کچھ تھا اس حدیث میں ما تحته هو وما فوقه هواء میں لفظ ما برائے نفی ہے اور اگر یہ ما موصولہ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اس بادل کے اوپر بھی ہوا تھی یعنی خلا تھا اور اس کے نیچے بھی خلا ہی تھا بس صرف اللہ جل شانہ موجود تھے اللہ کے علاوہ کچھ نہیں تھا بس ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔

(۲) بعض نسخوں میں یہ لفظ عمی (الف مقصورہ کے ساتھ) اس کے دو معنی ہیں: لیس معه شئی یعنی صرف اللہ تعالیٰ موجود تھے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی نہ اس کے اوپر کچھ تھا اور نہ اس کے نیچے کچھ تھا۔

ابن الاثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ امر جو انسانی سمجھ اور اس عقل سے بالاتر ہو اس کی سمجھ میں نہ آتا ہو اسے عمی کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو اپنی مخلوق سے پہلے موجود تھے اس کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی اس کی کیا کیفیت اور صورت تھی ان امور کا انسان کی عقل چونکہ احاطہ اور ادراک نہیں کرسکتی اس لیے اسے لفظ عمی سے تعبیر کیا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "این کان ربنا" میں ایک مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے: ایم کان عرش ربنا؟ تو اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کان فی عماء۔

خلاصہ کلام: ہے کہ اگر لفظ عمی الف مقصورہ کے ساتھ ہو تو پھر مذکورہ حدیث کی مراد بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی موجود تھے اللہ کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی اور اگر یہ لفظ عماء الف ممدودہ کے ساتھ ہو جس کے معنی بادل کے ہیں تو اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے تاہم جو بھی لفظ ہو اس پر ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ (الکوکب الدری ۴/۱۶۷ تحفۃ الاحوذی ۸/۵۰۸)۔

ھواء سے کیا مراد ہے؟

کیا وہ ہوا مراد ہے جو عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر ہے، او جو کرۂ ارض کو محیط ہے یا اس کے معنی خلا (خالی جگہ) کے ہیں، کیونکہ عربی میں ہر خالی چیز کو بھی ھواء کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: قلب ھواء: خالی دل، اور سورۃ ابراہیم (آیت ۴۳) میں ہے: ﴿ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ ﴾: ان کے دل خالی (بدحواس) تھے۔ شارحین کرام نے دونوں احتمال ذکر کئے ہیں، میرے نزدیک ھواء بمعنی خلا راجح ہے، یعنی اس بادل سے اوپر اور نیچے خلا تھا یعنی بالفعل کوئی مخلوق موجود نہیں تھی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے: وما ثم خلق: وہاں کوئی مخلوق نہیں تھی، یہ تقریباً صراحت ہے کہ ھواء بمعنی خلا ہے، کیونکہ کرۂ ہوا تو خود ایک مخلوق ہے۔

یہ بادل: جس کا اس حدیث میں ذکر ہے کیا ہے؟ کیا یہ اللہ کی کوئی صفت ہے یا یہ کوئی مخلوق ہے؟ عام طور پر شارحین نے اس کو اللہ کی قرار دیا ہے، اور اللہ کی صفات کو ایک حد تک ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ پس اس کی زیادہ کاوش ٹھیک نہیں۔

اعتراض: سائل نے سوال کیا ہے: این کان ربنا؛ اور این: مکان دریافت کرنے کے لئے آتا ہے، اور جواب میں فرمایا ہے: فی عماء: اور فی ظرفیت کے لئے آتا ہے: پس کیا اللہ تعالیٰ مکانی ہیں؟ یعنی ان کے لئے کوئی مکان ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نہ زمانی ہیں نہ مکانی یعنی وہ نہ زمانے کے محتاج ہیں نہ مکان کے کیونکہ زمان و مکان انہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ پس خالق: اپنی مخلوق کا محتاج کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ خالق کا اپنی مخلوق کے ساتھ تعلق قائم ہو سکتا ہے ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ ﴾ (طٰہٰ:۵) میں اور ﴿ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ ﴾ (الملک:۱۶) میں اور ﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴾ (الحدید:۴) میں اسی تعلق کا بیان ہے، اسی طرح سوال میں جو این ہے اور جواب میں جو فی ہے ان سے بھی یہی تعلق مراد ہے، مکانیت واقعی اور ظرفیت حقیقی مراد نہیں۔

۲۔ اللہ پاک ظالم کو مہلت دیتے ہیں

(۳۰۳۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُمْلِيْ وَرُبَّمَا قَالَ يُمْهِلُ الظَّالِمَ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ (وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ) اَلْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

"بے شک اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی گرفت کرتا ہے تو پھر اسے بالکل نہیں چھوڑتا۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"اور اسی طرح تمہارے پروردگار کی گرفت ہے جب اس نے اس بستی پر گرفت کی جو ظالم تھی۔"

سورۂ ہود (آیت ۱۰۲) ہے: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ ﴾

ترجمہ: اور ایسی ہوتی ہے آپ کے رب کی پکڑ، جب وہ پکڑتے ہیں بستیوں کو درانحالیکہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بیشک ان کی پکڑ دردناک سخت ہے۔

۳۔ نیک بختی اور بد بختی ازل سے طے ہے، مگر انسان عمل کا مکلّف ہے

(۳۰۳۶) لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ فَعَلٰى مَا نَعْمَلُ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ اَوْعَلٰى شَيْءٍ لَّمْ يُفْرَغْ مِنْهُ قَالَ بَلْ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الْاَقْلَامُ يَا عُمَرُ وَلٰكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"ان میں سے کچھ لوگ خوش بخت ہیں اور کچھ بد بخت۔"

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم عمل کس بنیاد پر کریں؟ ایک ایسی صورت کے بارے میں جو طے ہو چکی ہے؟ یا ایسی صورت حال کے بارے میں جو ابھی طے نہیں ہوئی؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایک ایسی چیز کے بارے میں سوچ کر کرو جو طے ہو چکی ہے قلم جاری ہو چکے ہیں لیکن ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے

۴۔ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں

(۳۰۳۷) جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا وَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ فَلَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَاَتْبَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰاكِرِيْنَ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً.

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آبادی سے باہر ایک عورت کے ساتھ تعلق قائم کیا اور صحبت کرنے کے علاوہ اس کے ساتھ سب کچھ کیا اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا پردہ رکھا تھا اگر تم بھی اپنی ذات کا پردہ رکھتے تو یہ زیادہ بہتر تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا پھر وہ شخص چلا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے پیچھے ایک اور شخص کو بھیجا اور اسے بلوایا پھر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔

"تم دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔"

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی کیا یہ حکم صرف اس شخص کے لیے خاص ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لیے (عام حکم ہے)۔

(۳۰۳۸) قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ رَجُلًا لَقِیَ اِمْرَاَةً وَلَیْسَ بَیْنَهُمَا مَعْرِفَةٌ فَلَیْسَ یَأْتِی الرَّجُلَ اِلٰی اِمْرَاَتِهٖ شَیْئًا اِلَّا قَدْ اَتٰی هُوَ اِلَیْهَا اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یُجَامِعْهَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ) فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ وَیُصَلِّیَ قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهِیَ لَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّةً قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّةً۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کسی عورت سے ملتا ہے حالانکہ ان کے درمیان پہلے کوئی جان پہچان نہیں ہے اور کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ جو تعلق قائم کرتا ہے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر لیتا ہے البتہ اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا۔

راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت ان لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو یہ ہدایت کی وہ وضو کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ اس کے لیے مخصوص ہے یا سب اہل ایمان کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمام اہل ایمان کے لیے عام ہے۔

(۳۰۳۹) اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ اِمْرَاَةٍ قُبْلَةً حَرَامٍ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَسَاَلَهٗ عَنْ كَفَّارَتِهَا فَنَزَلَتْ (اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ) الْاٰیَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِلٰی هٰذِهٖ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَكَ وَلِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِیْ۔

ترجمہ: ابوعثمان نہدی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا جو اس کے لیے حرام تھا پھر وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کیا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ "دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو۔"

اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ میرے لیے مخصوص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے بھی ہے اور میری امت کا جو بھی فرد اس پر عمل کرے اس کے لیے بھی ہے۔

(۳۰۴۰) اَتَتْنِیْ اِمْرَاَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ اِنَّ فِی الْبَیْتِ تَمْرًا اَطْیَبَ مِنْهُ فَدَخَلَتْ مَعِیَ فِی الْبَیْتِ فَاَهْوَیْتُ اِلَیْهَا فَقَبَّلْتُهَا فَاَتَیْتُ اَبَابَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اُسْتُرْ عَلٰی نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ اَحَدًا فَلَمْ اَصْبِرْ فَاَتَیْتُ

عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اُسْتُرْ عَلٰى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ اَحَدًا فَلَمْ اَصْبِرْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَخَلَفْتَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فِيْ اَهْلِهِ بِمِثْلِ هٰذَا حَتّٰى تَمَنّٰى اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ اَسْلَمَ اِلَّا تِلْكَ السَّاعَةَ حَتّٰى ظَنَّ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ وَاَطْرَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طَوِيْلًا حَتّٰى اُوْحِيَ اِلَيْهِ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ قَالَ اَبُو الْيَسَرِ فَاَتَيْتُهُ فَقَرَاَهَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلِهٰذَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً.

ترجمہ: حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک خاتون کھجوریں خریدنے کے لیے میرے پاس آئی تو میں نے اس سے کہا گھر کے اندر اس سے زیادہ اچھی کھجوریں پڑی ہوئی ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی میں اس کی طرف بڑھا اور میں نے اس کا بوسہ لے لیا پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس واقعے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا تم اپنی ذات پر پردہ رکھو توبہ کرو اور اس کے بارے میں کسی کو نہ بتانا لیکن مجھ سے صبر نہیں ہوا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا تم اپنی ذات پر پردہ رکھو اور توبہ کرو اور اس کے بارے میں کسی کو نہ بتانا لیکن مجھ سے صبر نہیں ہوا اور میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا (کیا تم نے اللہ کی راہ میں جانے والے شخص کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ یہ حرکت کی ہے) راوی بیان کرتے ہیں) یہاں تک ابوالیسر نے یہ آرزو کی کہ کاش وہ اسی وقت اسلام لائے ہوتے انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ جہنمی ہیں۔

(حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے خاصی دیر تک اپنے سر کو جھکائے رکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف وحی نازل کی گئی۔

"دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت ان کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ آیت میرے سامنے تلاوت کی تو آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ حکم اس کے لیے مخصوص ہے؟ یا سب لوگوں کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کے لیے عام ہے۔

سورۂ ہود علیہ السلام (آیت ۱۱۴) میں ہے:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ١١٤﴾

ترجمہ: اور دن کے دونوں سروں پر اور رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کا اہتمام کیجئے یعنی پانچ نمازیں پابندی سے پڑھئے، بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پذیر ہونے والوں کے لئے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود کی، حضرت معاذ بن جبل کی، اور حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد سلمی انصاری بدری کی رضی اللہ عنہم۔

تشریح: ان حدیثوں کے علاوہ ایک حدیث پہلے (حدیث ۲۱۰ میں) گزری ہے کہ "پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ کفارہ ہیں ان گناہوں کے لئے جو ان کے درمیان ہوئے ہیں، جب تک کہ نہ چھایا جائے کبیرہ گناہوں پر" یعنی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ يُوْسُفَ

باب ۱۳: سورہ یوسف علیہ السلام کی تفسیر

سورۃ یوسف مکیہ: سورہ ھود کے بعد ۵۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۲ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ ھود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکارنے کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ پاک نے حکم دیا ہے کہ اس سوا کسی کو مت پکارو۔

ربط معنوی: سورۃ ھود کا مقصودی دعویٰ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اس کی دلیل سورۃ ھود میں یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب بھی نہیں اور کارساز بھی نہیں سورۃ ھود کی آخری آیت ہے ﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ سورۃ ھود کا دوسرا دعویٰ کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے یہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت اور دلیل کے ہے۔ اب اس سورۃ میں اس دلیل کے دونوں جزء علم غیب خاصہ خداوندی ہے اور کارساز اللہ ہی کی ذات ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے ایک مفصل دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ (نظم الدرر)

خلاصہ: اس سورۃ کے چار دعاوی ہیں: ① خدا تعالیٰ کے سوا عالم الغیب کوئی نہیں۔ ② خدا تعالیٰ کے سوا کارساز کوئی نہیں۔ ③ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ④ انبیاء و رسل علیہم السلام کی نصرت ہم کرتے ہیں اگرچہ بعض اوقات صبر آزما مدت درمیان میں قصہ حضرت یوسف علیہ السلام بیان کیا گیا۔ سورۃ یوسف کے پہلے دو دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ سورۃ کی ابتداء سے لے کر رکوع ۱۱ میں ﴿اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾ تک ہے۔ اس میں پندرہ احوال ہیں جن پر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مشتمل ہے۔ ہر حال میں ان دو دعووں کو ثابت کرنا ہے۔

تیسرا دعویٰ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ﴾ (آل عمران: ۴۴)

چوتھا دعویٰ: انبیاء و رسل علیہم السلام کی نصرت ہم کرتے ہیں۔ الخ ﴿حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ...الآیۃ﴾ (یوسف: ۱۱۰) اس آیت کے شروع پر اہم تفسیر موجود ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے یوسف علیہ السلام کے تفصیلی واقعے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے دو قسم کی محبت پر (۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ جائز ہے۔ (۲) اور زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ ناجائز ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے یوسف علیہ السلام کی وزارت پر۔

ا۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

(۳۰۴۱) اِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ وَ لَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَنِي الرَّسُوْلُ اَجَبْتُ ثُمَّ قَرَأَ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ قَالَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَأْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ نَبِيًّا اِلَّا فِيْ ذِرْوَةٍ مِّنْ قَوْمِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وہ معزز شخص جو ایک انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے ہیں جو انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے تھے جو انتہائی معزز شخص کے صاحبزادے تھے وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے جتنا عرصہ حضرت یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر میں اتنا عرصہ قید میں رہتا (پھر میرے پاس حکمران کا) قاصد آتا تو میں اس کے ساتھ چلا جاتا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ جب اس کے پاس قاصد آیا تو اس نے کہا تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور دریافت کرو ان عورتوں کا کیا معاملہ تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم کرے انہوں نے ایک زبردست ستون کی پناہ حاصل کرنا چاہی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد جس بھی نبی کو مبعوث کیا اسے اس کی اپنی قوم کی طرف بھیجا۔

(۲) یوسف علیہ السلام کی پامردی کی تعریف:

سورۂ یوسف علیہ السلام (آیت ۵۰) میں ہے کہ جب ساقی نے بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر سنائی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، پس جب ان کے پاس قاصد پہنچا تو انھوں نے کہا: تم اپنی سرکار کے پاس واپس جاؤ، اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے، جنھوں نے اپنے ہاتھ لہولہان کر لئے تھے؟ یعنی میری رہائی سے پہلے اس معاملہ کی صفائی ہو جانی چاہئے، چنانچہ بادشاہ نے معاملہ کی پوری تحقیق کی، اور جب آپ کی بے گناہی ثابت ہوگئی تب آپ جیل خانہ سے نکل کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بلند حوصلگی اور پامردی کی یہ فرما کر داد دی۔

(۳) حضرت لوط علیہ السلام کے بعد انبیاء مضبوط جتھے ہی میں مبعوث کئے گئے:

نبی ﷺ نے فرمایا: لوط علیہ السلام خاندان سے بھی زیادہ مضبوط پایے کی یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے ہوئے تھے، مگر اس وقت سخت گھبراہٹ میں ادھر خیال نہ گیا، اور مذکورہ بات بے ساختہ آپ کی زبان سے نکل گئی۔

ورحمة الله علی لوط ان كان ليأوی الی رکن شديد: اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے انہوں نے ایک رکن شدید کی طرف پناہ لینے کی تمنا کی تھی اس رکن شدید سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) رکن شدید سے اللہ تعالیٰ مراد ہیں اس میں صورت میں آپ ﷺ کی دعا رحمۃ علی لوط بطور مدح کے ہوگی کہ ان کا مقام کتنا بڑا تھا کیسے کیسے مصائب آئے لیکن حضرت لوط نے کبھی غیر اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف انہوں نے رجوع اختیار کیا۔

(۲) اس رکن شدید سے خاندان اور قبیلہ مراد ہے۔ اگر رکن شدید سے خاندان اور قبیلہ مراد ہو تو پھر نبی کریم ﷺ کی یہ دعا ورحمۃ اللہ حضرت لوط علیہ السلام کے ایک تسامح کو بیان کرنے کے لیے ہے ان سے گویا بتقضائے بشریت یہ لغزش ہوئی کہ اس موقع پر انہیں اپنا خاندان یاد آ گیا اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور اپنی رحمت ان پر نازل فرمائے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء علیہم السلام بھیجے ہیں تو ان میں سے ہر نبی کو ایک مضبوط اور طاقتور قبیلے میں سے بھیجا تا کہ انہیں یہ کہنے کی نوبت نہ آئے کہ کاش میری مدد کے لیے آتا۔ (فتح الباری ٦/٤١٥ کتاب احادیث الانبیاء ولوطا اذقال لقومه)

وَمِنْ سُوْرَةِ الرَّعْدِ

باب ۱۴۔ سورۃ الرعد کی تفسیر

سورۃ الرعد مدنیہ: سورۃ محمد (ﷺ) کے بعد ۹۶ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۳ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ رعد کا سورۃ یوسف کے ساتھ اسمی ربط یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے عقیدہ توحید سمجھایا اور بعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت سے لرزاں اور ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح وتقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اللہ پاک کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں ایک جلیل القدر پیغمبر کا واقعہ بیان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے سوا غیب دان اور کارساز دوسرا کوئی نہیں لہٰذا اسی کی بندگی کرو۔ اور اس سے پہلی سورۃ، سورۃ ھود میں بھی اس مسئلہ پر دلائل پیش کئے گئے تو اب یہ مسئلہ نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی (واضح) ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد وعناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعوؤں کی مزید توضیح وتفہیم کے لئے سورۃ رعد میں گیارہ دلائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ: سورۃ الرعد میں مذکورہ بالا دونوں دعوں (غیب دان اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ دو وحی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سابقین سے۔

پہلی دلیل عقلی: اللہ ہی کارساز ہیں ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ... تا... اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۝﴾

دوسری: برائے نفی علم غیب از غیر خدا ﴿اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى... تا... وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ۝﴾

تیسری: کارساز اللہ ہی ہے ﴿هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا... تا... وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ۝﴾

چوتھی: کارساز اللہ ہی ہیں: ﴿وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... تا... بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۝﴾

پانچویں: علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ کارساز اللہ ہی ہیں ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

چھٹی: بطور تمثیل: ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾

معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح ہے۔ عالم الغیب کارساز اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

ساتویں: اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہیں ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

پہلی دلیل وحی: ﴿كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ ... الخ﴾ دو دعووں پر مبنی ہے۔

آٹھویں عقلی دلیل: اللہ پاک ہی حاضر وناظر ہیں غیب جانتے ہیں ﴿اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ... الآية﴾

دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب ﴿وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ ... الخ﴾

دوسری دلیل وحی: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ ... الآية﴾ عالم الغیب، کارساز اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی پانی کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہے اے پانی آجا۔

② سورۃ ممتاز ہے اس بیان پر کہ اللہ کی کتاب پر اطمینان آتا ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے رعد فرشتے کے بیان پر۔

۱۔ گرج کی حقیقت کیا ہے؟

(۳۰۴۲) اَقْبَلَتْ يَهُوْدُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ قَالَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهٗ مَخَارِيْقُ مِنْ نَارٍ يَسُوْقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالُوْا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ تَسْمَعُ قَالَ زَجْرُهٗ بِالسَّحَابِ اِذَا زَجَرَهٗ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلٰى حَيْثُ اُمِرَ قَالُوْا صَدَقْتَ فَقَالُوْا فَاَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ اِسْرَائِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ قَالَ اشْتَكٰى عِرْقَ النِّسَاءِ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهٗ اِلَّا لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا فَلِذٰلِكَ حَرَّمَهَا قَالُوْا صَدَقْتَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ کچھ یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی اے ابو القاسم آپ ہمیں رعد کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیا چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ایک فرشتہ ہے جسے بادلوں پر مقرر کیا گیا ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جن کے ذریعے وہ بادلوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق لے کر جاتا ہے انہوں نے عرض کی وہ آواز کیا ہوتی ہے جسے آپ سنتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس فرشتے کی بادلوں کو ڈانٹنے کی آواز ہوتی ہے جب وہ انہیں ڈانٹ کر کہتا ہے کہ وہ وہاں تک جائیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو ان یہودیوں نے کہا آپ ﷺ نے ٹھیک بتایا ہے انہوں نے دریافت کیا آپ ﷺ ہمیں اس چیز کے بارے میں بتائیے جسے حضرت اسرئیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنی ذات پر حرام قرار دے دیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں عرق النساء کی بیماری لاحق ہوگئی تھی تو انہیں اس کے لیے مناسب چیز صرف اونٹ کا گوشت اور اونٹ کا دودھ ملی تھی تو اسی وجہ سے انہوں نے اسے حرام قرار دے دیا تھا یہودیوں نے کہا آپ نے ٹھیک بتایا ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۱۳) میں ہے: ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ﴾: اور گرج فرشتہ اللہ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہے، اور دوسرے فرشتے (بھی) اس ہیبت سے۔

مخاریق مخراق کی جمع ہے: اس کے اصل معنی ہیں کہ وہ رومال یا کپڑے جس کو لپیٹ کر بچے ایک کھیل کھیلتے ہیں اور آپس میں

اس سے ایک دوسرے کو مارتے ہیں یا ڈراتے ہیں یہاں حدیث میں اس سے آلہ یا تلوار مراد ہے جس کے ذریعہ وہ فرشتہ بادلوں کو ادھر ادھر ہانک کر لے جاتا ہے۔ یسوق: وہ فرشتہ ہانکتا۔ زجرۃ: ڈانٹ۔ حتی ینتھی: تاکہ وہ بادل پہنچ جائیں۔ حیث أمر: (صیغہ مجہول) جہاں کا انہیں حکم دیا گیا۔ اسرائیل: یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے عبرانی زبان میں اس کے معنی ہیں عبد اللہ۔ اشتکی: مریض ہوگئے۔ عرق النسا: یہ ایک بیماری ہے جس میں کولہے کے جوڑ سے ایک درد شروع ہوتا ہے پھر وہ ران سے ہوتے ہوئے جوڑوں میں پھیل جاتا ہے عرق کے معنی رگ کے ہیں اور لفظ "نَسا" (الف مقصورہ کے ساتھ) کولہے کی وہ رگ یا پٹھا جو ٹخنے تک ہوتا ہے اس میں جب درد پیدا ہو جائے تو اس بیماری کو عرق النسا کہا جاتا ہے۔

(۲) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے کیا چیزیں حرام کی تھیں؟

سورہ آل عمران (آیت ۹۳) میں ہے:

﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ﴾

"سب کھانے کی چیزیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں، علاوہ ان چیزوں کے جن کو یعقوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا نزول تورات سے پہلے۔"

۳۔ پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے کا مطلب

(۳۰۴۳) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ (وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ) قَالَ الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُ وَالْحَامِضُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور ہم نے کھانے میں انہیں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد پھل کا عمدہ ہونا یا ہلکا ہونا اور میٹھا ہونا یا کڑوا ہونا ہے۔

سورۃ الرعد (آیت ۴) میں ہے: اور زمین میں خطے ہیں پاس پاس (ایک دوسرے سے ملے ہوئے) اور انگور کے باغات، کھیت اور کھجور کے درخت: جڑ ملے ہوئے اور بغیر جڑ ملے ہوئے، ایک ہی پانی سے سیراب کئے جاتے ہیں، اور ہم بعض پر پھل میں فوقیت دیتے ہیں، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں،، یعنی زمین اگرچہ ایک ہے، اور ایک ہی پانی سے سیراب کی جاتی ہے، مگر ہر درخت کا پھل یکساں نہیں ہوتا، کسی جگہ اعلیٰ درجہ کا پھل پیدا ہوتا ہے، اور کسی جگہ ادنیٰ درجہ کا، کسی کا مزہ کچھ ہوتا ہے اور کسی کا کچھ، پھلوں کو ایک دوسرے پر فضیلت یہ ہے کہ بعض پھل ایک شکل اور ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن بعض کا مزہ عمدہ بعض کا ردی بعض کا میٹھا اور بعض کا ترش ہوتا ہے یہ سارا کچھ رب کریم کی کمال قدرت کا ایک عظیم شاہکار اور بہت بڑا کارنامہ ہے۔

———✻———

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ

باب ۱۵۔سورۂ ابراہیم کی تفسیر

سورۃ ابراھیم مکیه: سورۃ نوح کے بعد ۸۲ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۴ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے بیان سن چکے ہو جوانہوں نے جیل کے قیدیوں کے سامنے دیا نیز رعد فرشتہ اور دیگر فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بین کرتے ہیں شرک سے۔تو اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال سنو انہوں نے اللہ کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کو بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ پاک کی توحید کا اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور کارساز نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا..... رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ﴾

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ﴾

ربط معنوی: گزشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کر دیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔اس کے بعد سورۃ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کے ذکر کیے گئے تاکہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے۔

اب سورۃ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی اُخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری اور ڈر سن کر راہِ راست پر آجاتی ہیں۔وقائع سے تخویفات دنیوی واُخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ: اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دومختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از انبیاء علیہم السلام ومؤمنین اور ایک نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ واُخرویہ کا بیان ہے۔

دلیل عقلی اول: ﴿اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ...الآية﴾ (کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ جب ساری کائنات کے مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہیں)۔

دلیل عقلی دوم: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ (یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے مسئلہ توحید کے اظہار کے لئے پیدا کی ہے) (کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں)۔

دلیل سوم مفصل: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... تا... اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾﴾ (جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے خالق ومالک ہیں اور سارا نظام عالم اللہ ہی کے اختیار میں ہے پھر وہی اللہ ہم سب کے کارساز ہیں)۔

پہلی نقلی دلیل اجمالی: از انبیاء علیہم السلام: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ... تا... يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾﴾

کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید ہے جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشن ہے۔

دوسری نقلی دلیل تفصیلی: از حضرت ابراہیم علیہ السلام: ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا... تا... اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ پاک ان اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائیں۔نیز یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہیں۔

امتیازات: ① سورت ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شکر ادا کرنے پر۔
② سورۃ ممتاز ہے شیطان کا اپنے مریدوں سے تفصیلی جھگڑے پر یعنی شیطان تقریر کرے گا ﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ...الآیۃ﴾
③ سورۃ ممتاز ہے اللہ پاک کے اس وعدے پر ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا۔

ا۔ اچھے اور بے کار درخت کی مثالیں

(۳۰۴۴) أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فقال مَثَلُ (كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا) قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ (وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ) قَالَ هِيَ الْحَنْظَلُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا جس پہ تازہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"پاک کلمے کی مثال اس پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخ بلندی پر ہوتی ہے وہ اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم کے تحت دیتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد کھجور کا درخت ہے (پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی)

"اور خبیث کلمے کی مثال اس خبیث درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جاتا ہے اور اسے قرار حاصل نہیں ہوتا۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حنظلہ ہے۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام (آیات ۲۴۔۲۶) میں ہے کہ پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ اور ایمان کی بات) کی مثال اچھی ذات کا درخت ہے، اور اصح روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اچھی ذات کے درخت کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے، اور گندی بات (کلمۂ کفر اور باطل عقیدہ) کی مثال بے کار درخت ہے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی مثال اندرائن سے دی ہے، جس کو کسان زمین میں جمنے نہیں دیتا، دیکھتے ہی اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اندرائن: سیب کی طرح کا پھل ہے، مگر اس سے بہت چھوٹا ہوتا ہے، اور اس کا گودا انتہائی تلخ ہوتا ہے۔

لغات: قناع: کھجور کی ڈنڈیوں سے بنا ہوا طشت رٹرے جس میں کھانا یا پھل رکھا جاتا ہے۔ رطب: تازہ پختہ کھجور۔ أصلها: ثابت، اس کی جڑ مضبوط ہے۔ فرعها: اس کی شاخیں۔ اُكُلها: اپنا پھل۔ اجتثت: اسے اکھیڑ دیا جائے۔ قرار: ثبات، استحکام۔ حنظل: ایلوا، پنجابی زبان میں اسے تُما (شد کے ساتھ) کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کلمة طيبة: پاکیزہ کلمہ اس سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ یعنی ایمان مراد ہے۔ شجرة طيبة: پاکیزہ درخت اس سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ كلمة خبيثة: کلمات کفر اور افعال کفر۔ شجرة خبيثة: اس سے ایلوا مراد ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دارین میں پکی بات پر مضبوط رکھتے ہیں

(۳۰۴۵) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلَ اللہِ تَعَالٰی (یُثَبِّتُ اللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ) قَالَ فِی الْقَبْرِ اِذَا قِیْلَ لَہٗ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِیْنُكَ وَمَنْ نَّبِیُّكَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول پر ثابت قدم رکھے گا ان کی دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس سے مراد قبر ہے جب اس (مردے) سے دریافت کیا جائے گا تمہارا پروردگار کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے تمہارے نبی کون ہیں؟

سورۂ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے: "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں مضبوط رکھتے ہیں" خواہ دنیا میں کیسی ہی آفات و بلیات آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو، مؤمن کلمہ طیبہ کی بدولت ثابت قدم رہتا ہے، اور قبر میں منکر و نکیر کے سوالوں کے صحیح جواب دیتا ہے، اور جب محشر کا ہولناک منظر ہوگا تو وہ کلمہ کی بدولت نہایت مطمئن ہوگا، اسے ادنی گھبراہٹ لاحق نہ ہوگی۔

۳۔ جب زمین دوسری زمین سے بدلی جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے؟

(۳۰۴۶) قَالَ تَلَتْ عَائِشَۃُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ (یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ) قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ فَاَیْنَ یَکُوْنُ النَّاسُ قَالَ عَلَی الصِّرَاطِ.

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت کی۔ جس دن اس زمین کو دوسری زمین میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صراط پر ہوں گے۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام (آیت ۴۸) میں ہے: جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدلی جائے گی، اور آسمان بھی،، اس تبدیلی کی کیفیت کیا ہوگی؟ یہ بات اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، کوئی کہتا ہے: آسمان و زمین کی ذوات بدلی جائیں گی، اور کوئی کہتا ہے: صفات بدلی جائیں گی۔ قیامت کے دن آسمان و زمین کی تبدیلی۔

(۱) زمین ایک سطح مستوی بنادی جائے گی جس میں نہ کسی مکان کی آڑ ہوگی نہ درخت وغیرہ کی نہ کوہ ہے:

﴿لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا﴾ (طٰہٰ: ۱۰۷)

(۲) اس زمین کے بدلے میں دوسری زمین اور اس آسمان کی جگہ دوسرے آسمان بنا دیئے جائیں گے۔

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ

باب ۱۶۔ سورۃ الحجر کی تفسیر

سورۃ الحجر مکیہ: سورۃ یوسف کے بعد ۵۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ کے آخر میں ہے ﴿وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ابراہیم:52) اس سورۃ میں ہے ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ (الحجر) حاصل ارتباط یہ ہے کہا ﴿اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (عقل والے) وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کافر لوگ وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر قیامت کے دن تمنا ہی کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہو جاتے ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾۔

ایمان سے مؤمن کو کیا فائدہ ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل ایمان کی ایک جماعت اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں داخل ہوگی تو مشرکین ان سے کہیں گے تمہیں تمہارے ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ہم اور تم اکٹھے ایک ہی جگہ عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جائیں گے اور وہ حکم دیں گے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا ایک آدمی بھی جہنم میں باقی نہ رہے چنانچہ انہیں نکال لیا جائے گا لیکن اس وقت تک چہرے کے علاوہ ان کا سارا جسم جل کر سیاہ کوئلے کی طرح ہو چکا ہوگا، البتہ ان کی آنکھیں نیلی نہ ہوئی ہوں گی اور نہ ہی ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، پھر انہیں جنت کے دروازے پر بہتی ہوئی ایک نہر کے پاس لایا جائے گا، وہ اس میں غسل کریں گے اور ان سے ہر تکلیف اور داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔ اس کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ایک فرشتہ ان کا استقبال کرتے ہوئے کہے گا طِبْتُمْ تم تو بہت اچھے رہے، اب ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ، جنت میں ان لوگوں کو جہنمی کے نام سے پکارا جائے، کچھ عرصہ بعد وہ اللہ پاک سے دعا کریں گے اور یہ نام بھی ان سے دور کر دیا جائے گا اور اس کے بعد انہیں کبھی اس نام سے نہیں پکارا جائے گا، جس وقت یہ لوگ جہنم سے نکلنے لگیں گے، اس وقت کفار تمنا کریں گے ہائے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے، یہی مراد ہے اس ارشاد ربانی کی ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ (مسند امام اعظم رحمہ اللہ، کتاب الایمان۔ ظل)

ربط اسمی: سورۃ ابراہیم میں دلائل اور وقائع اُمم سابقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اُسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

ربط معنوی: سورۃ ابراہیم میں وقائع بیان کر کے ڈرایا گیا تا کہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۃ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ اُمم سابقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ: سورہ الحجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر۔

دلیل عقلی مفصل: ﴿وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا .... تا .... نَّارِ السَّمُوْمِ﴾

دلیل عقلی مختصر: ﴿وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (الحجر:85)

اور تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کیے گئے ہیں تین گزشتہ قوموں کے بعد دو کفار مکہ کے ذکر کیے گئے ہیں۔

① ﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ .... الآیہ﴾ قومِ لوط نے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا احکامِ خداوندی نہ ماننے تو عذاب آیا۔

② ﴿وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ .... الآیۃ﴾ ان سے مراد اہل مدین ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلایا تو عذاب آیا۔

③ ﴿وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ .... الآیہ﴾ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا تو عذاب آیا۔

④ کفار مکہ کے ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۙ﴾...الآیۃ﴾ مشرکین مکہ سے کم وبیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (عیاذ باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کردے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات وبلیات سے ہلاک کردیا۔

⑤ ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۙ﴾ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش میں سے چند آدمی تھے جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کا تمسخر واستہزاء کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں:

① ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ ② ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا﴾ ③ ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ④ ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۙ﴾ ⑤ ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ۔ الآیہ﴾

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے سبع مثانی کے بیان پر ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ سورۃ ممتاز ہے ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۧ﴾ آپ ﷺ اللہ پاک کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ موت آجائے (موت اتنی یقینی ہے کہ نام ہی یقین رکھ دیا۔ ظل)۔

سورۃ ممتاز ہے ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۙ﴾ کے وعدے پر۔ اے پیغمبر ﷺ ہم آپ سے مذاق کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

ا۔ آگے ہونے والوں اور پیچھے رہنے والوں کی ایک مثال

(۳۰۴۷) كَانَتِ امْرَاَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَسْنَاءَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلاَّ يَرَاهَا وَيَسْتَاخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فاذا رَكَعَ نَظَرَ من تَحْتِ اِبْطَيْهِ فانزل الله تعالىٰ (ولقد عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ ولقد علمنا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک عورت جو نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتی تھی وہ بہت خوبصورت تھی بعض لوگ اسی وجہ سے آگے ہوجاتے تھے کہ پہلی صف میں شامل ہوجائیں تاکہ اس عورت کو نہ دیکھ سکیں جب کہ بعض لوگ پیچھے رہتے تھے تاکہ وہ آخری صف میں رہیں تاکہ جب وہ رکوع میں جائیں تو اپنی بغل میں سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے :اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ اور ہم تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔

سورۃ الحجر کی (آیت ۲۴) ہے: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝﴾ ہم یقیناً تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں، اور تم میں سے پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ ٹھہرایا ہے، قوموں کے تقدم و تاخر کا بھی اور آدمی کی زندگی اور موت کا بھی، پس جو پیدا ہوتا ہے مقررہ اندازے سے پیدا ہوتا ہے، اور جو مرتا ہے وہ بھی مقررہ اندازے سے مرتا ہے، اور سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون پہلے مرے گا اور کون پیچھے، اور پھر ایسا ضرور ہونے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اعمال کا بدلہ چکانے کے لئے اپنے حضور میں جمع کریں گے۔

یہ آیت کا ماسیق لاجلہ الکلام ہے، اور حضرت ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ ربعی نے بطور مثال اس کی ایک اور تفسیر کی ہے:

۲۔ جہنم کا ایک دروازہ باغیوں کے لئے ہے

(۳۰۴۸) قَالَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْقَالَ عَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جو میری امت کے کسی فرد پر تلوار کھینچ لے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر۔

سورۃ الحجر (آیت ۴۴) ہے: ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾ جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جہنم کے دروازوں مین سے ایک دروازہ ان مسلمانوں کے لئے ہے جو امت محمد یہ پر تلوار اٹھاتے ہیں یعنی حکومت سے بغاوت کرتے ہیں۔ مگر حدیث کا راوی جنید مستور بھی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا لقاء وسماع بھی نہیں، اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے، پس اس کی بنا پر باغیوں کے حق میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ سورۃ الفاتحہ کے نام اور اس کی فضیلت

(۳۰۴۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اُمُّ الْقُرْاٰنِ وَاُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے سورہ فاتحہ ام القرآن ہے ام الکتاب ہے اور سبع مثانی ہے۔

(۳۰۵۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ مِثْلَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَهِيَ مَقْسُوْمَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تورات میں اور انجیل میں اللہ تعالیٰ نے ام القرآن جیسی کوئی سورۃ نازل نہیں کی یہی سبع مثانی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔

"یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے اور میرا بندہ جو مانگتا ہے وہ اسے ملے گا۔"

سورۃ الحجر (آیت ۸۷) ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں اور قرآن عظیم عطا فرمایا یعنی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دولت عطا فرمائی ہے جس کے آگے دنیا کی سب نعمتیں ہیچ ہیں۔

۴۔ مؤمن کی فراست سے ڈرو

(۳۰۵۲) اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ "بے شک اس میں دانشوروں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

سورۃ الحجر (آیت ۷۵) ہے: ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾: بیشک اس میں یعنی قول لوط علیہ السلام کی تباہی کے واقعہ میں بصیرت والوں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں۔ متوسم: وہ شخص ہے جو علامات وقرائن دیکھ کر اپنی فراست وذکاوت سے پوشیدہ بات کا پتہ لگالے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے متوسمین کی تفسیر ناظرین (غور کرنے والوں) سے کی ہے، اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے معتبرین (سبق حاصل کرنے والوں) سے، اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے متفکرین (سوچنے والوں) سے کی ہے، اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے متفرسین (تاڑنے والوں) سے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے بعد حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور حدیث قرینہ ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر راجح ہے۔

حدیث کا مطلب: فراست کے معنی ہیں: دانائی، تیز فہمی، سمجھ داری، بھانپ لینا، تاڑ جانا، سمجھ جانا، بات کی تہ کو پہنچ جانا۔ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ فراست وذکاوت سے پوشیدہ بات کا پتہ لگانے کی صلاحیت ہر شخص میں ہوتی ہے، اس میں مؤمن کی کچھ خصوصیت نہیں، آیت کریمہ میں بھی عام لوگوں سے خطاب ہے کہ قوم لوط علیہ السلام کے واقعہ میں ہر بابصیرت کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں، پس حدیث میں مؤمن سے مؤمن کامل مراد ہے، اور خطاب عام مؤمنین سے ہے۔

۵۔ لوگوں سے اعمال کی باز پرس ضرور ہوگی

(۳۰۵۱) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ (لَنَسْاَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) قَالَ عَنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو (اللہ تعالیٰ) کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔
ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے اس چیز کے بارے میں جو وہ عمل کرتے تھے۔
(نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں اس سے مراد لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے۔

سورۃ الحجر (آیات ۹۱۔ ۹۳) ہیں: ﴿الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝﴾
"جن لوگوں نے قرآن کو جھوٹا ٹھہرایا ہے، تیرے رب کی قسم! ہم ان سے ضرور باز پرس کریں گے، ان کے ان اعمال کی جو وہ کرتے رہے ہیں، یعنی قرآن کو جھوٹا ٹھہرانے کے علاوہ بھی جو جو حرکتیں وہ کرتے رہے ہیں: ان سبھی اعمال کی باز پرس ہوگی۔"

مِنْ سُوْرَةِ النَّحْلِ

باب ۱۷۔ سورۃ النحل کی تفسیر

سورۃ النحل مکیہ: سورۃ الکہف کے بعد ۸۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۶ نمبر پر ہے۔

ربط آسمی: اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تو نے سن لیا کہ ضد وعناد اور تکذیب وانکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کردیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ اگر اصحابِ حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد) کی مکھی کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بینظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے

رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وصفت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کرلو اور مسئلہ توحید مان لو۔

ربط معنوی: سورۃ ابراہیم میں وقائع سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۃ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے۔ اب سورۃ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد وعناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو عذاب الٰہی آیا سمجھو۔ اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لے کر ﴿ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ تک ہے اس حصے کی ابتداء میں ﴿ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ﴾ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آ پہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعویٰ توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرف فی التصرف پر چھ عقلی دلائل ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔ (آیت ۳۵،۵۶)

دعویٰ توحید کا ذکر تین بار: ① ﴿ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ... تا ... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ ﴾ ② ﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾

③ ﴿ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾

دلائل عقلیہ:

دلیل اول: ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ زمین وآسمان کے خالق مطلق ہی کارساز ہیں۔

دوم: ﴿ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ﴾ جو ذات آسمان سے بارش برسا کر بہت سی چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتی ہے۔

سوم: ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ ﴾ اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے ﴿ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... تا ... اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع وفرما۔ ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے ﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے۔

چہارم: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ ﴾ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع وفرمانبردار ہے۔ لہٰذا متصرف ومختار بھی وہی ہے۔

پنجم: ﴿ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ... تا ... اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ یہ سارا نظام کائنات اللہ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف ومختار ہے۔

ششم: ﴿ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ... تا ... لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ ﴾ تم اپنی پیدائش میں اور اللہ پاک کی تخلیق میں غور وفکر کرو پھر پتا چلے گا اللہ کے سوا کارساز کون ہے۔

دلیل نقلی: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ... الآية ﴾

دلیل وحی: ﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ ... الآيه ﴾ سے عہد شکنی (توحید کے عہد کو پورا نہ کرنا) کی مثال دی گئی ہے ﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً ﴾ اہل .... پر نزول عذاب۔

دوسرا حصہ: ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ﴾ سے لے کر ﴿ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ تک ہے۔ اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد ہے ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ﴾ میں تحریمات مشرکین اور ﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ ﴾ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے ﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا

﴿تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ﴾ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف نشر مرتب کے طور پر متفرع ہے۔ ﴿هٰذَا حَلٰلٌ﴾ سے نذر لغیر اللہ اور ﴿هٰذَا حَرَامٌ﴾ سے تحریمات غیر۔ ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ﴾ سے خاتمہ ہے ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ﴾ سے طریقہ تبلیغ اور واصبر سے تسلی برائے آنحضرت ﷺ۔

امتیازات: (۱) سورۃ ممتاز ہے مکھی کے ذکر پر ﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ... الآیہ﴾

(۲) سورۃ ممتاز ہے کہ جس کسی نے ایمان لایا اور عمل صالح کیا تو اسے حیات طیبہ سے نوازا جائے گا۔

(۳) سورۃ ممتاز ہے اس بات پر کہ تم اللہ کے بغیر کسی اور سے مدد مانگتے ہو تو ﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ﴾

(۴) سورۃ ممتاز ہے اس جامع ترین آیت پر جس میں تین اوامر اور تین نواہی کا تذکرہ ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى... الآیۃ﴾

۱۔ زوال کے وقت ہر مخلوق اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے

(۳۰۵۳) اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةِ ثُمَّ قَرَأَ (يَتَفَيَّؤُ ظِلَالُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ) اَلْاٰيَةَ كُلَّهَا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے ظہر سے پہلے اور زوال کے ہو جانے کے بعد چار رکعت اسی طرح شمار کی جاتی ہیں جس طرح اتنی رکعات تہجد کی نماز میں ادا کی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہوتی ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"ان کا سایہ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لیے دائیں بائیں جھک رہا ہوتا ہے۔"

سورۃ النحل (آیت ۴۸) ہے: اور کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی وہ چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سایے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے ایک جانب سے دوسری جانب ڈھل جاتے ہیں اظہار عاجزی کرتے ہوئے! (سایوں کی یہی اطاعت شعاری ان کا سجدہ ہے)

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے۔

۲۔ بدلہ لینے میں ظلم سے تجاوز نہ ہو

(۳۰۵۴) لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اُصِيْبَ مِنَ الْاَنْصَارِ اَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ سِتَّةٌ مِنْهُمْ حَمْزَةُ فَمَثَّلُوْا بِهِمْ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَئِنْ اَصَبْنَا مِنْهُمْ يَوْمًا مِثْلَ هٰذَا لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ) فَقَالَ رَجُلٌ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُفُّوْا عَنِ الْقَوْمِ اِلَّا اَرْبَعَةً.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب غزوہ احد کے موقع پر انصار کے ۶۴ افراد شہید ہوئے اور مہاجرین کے چھ

افراد شہید ہوئے جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے تو (کفار) نے ان کا مثلہ کیا تھا تو انصار نے یہ کہا اگر اب کبھی ہمارا ان سے سامنا ہوا تو ہم انہیں اس سے دگنی سزا دیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں جب فتح مکہ کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اگر تم نے بدلہ لینا ہے تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اور اگر تم صبر سے کام لو تو یہ (صبر کرنا) صبر کرنے والوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔"

ایک شخص نے یہ کہا آج کے بعد قریش نہیں رہیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمیوں کے علاوہ اور کسی قتل نہیں کرنا۔

سورۃ النحل کی (آیت ۱۲۶) ہے: ﴿وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَ لَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ اور اگر تم بدلہ لو تو بس اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے، اور اگر تم صبر کرو تو یہ بات یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے، یعنی مظلوم کو بدلہ لینے کا حق ہے، مگر شرط یہ ہے کہ بدلہ لینے میں مقدار ظلم سے تجاوز نہ ہو۔

لغات: مثلو: (صیغہ مجہول) ان کا مثلہ کیا گیا یعنی ان کے کان ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے۔ لنربین: یہ ارباء سے ہے ہم ضرور اضافہ کریں گے دگنا کر دیں گے۔ کفوا: کف سے صیغہ امر ہے تم رک جاؤ یعنی قتل نہ کرو۔ عاقبتم: تم بدلہ لینا چاہو۔

وضاحت: حدیث میں تقدیم و تاخیر ہے، فقال رجل مقدم ہے اور جانزل مؤخر ہے، صحیح ترتیب مسند احمد (۵:۱۳۵) میں ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ

باب ۱۸: سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر

سورۃ بنی اسرائیل مکیہ: سورۃ القصص کے بعد ۵۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۷ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ بنی اسرائیل کو سورہ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نحل علیہ السلام (شہد کی مکھی) الہام الٰہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کارساز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے تم اس بات کو مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کر کے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیے جاؤ گے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں ایک چھوٹے عذاب کا تذکرہ تھا جس کا انہوں (مشرکین) نے مطالبہ کیا تھا ﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً﴾ (النحل: ۱۱۲) لیکن اس سے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا۔ اب فرمایا کہ ان کو ایک بڑا معجزہ دکھایا جاتا ہے اس کے باوجود اگر تسلیم نہ کریں تو ان کو ایک بڑے عذاب سے ہلاک کیا جائے گا۔ فرعونیوں کو معجزات دکھانے کے بعد ہلاک کیا تھا کیونکہ وہ ایمان نہ لائے تھے۔ اس لئے کہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہ مانے تو اُسے ہلاک کر دیا جاتا ہے (جواہر القرآن، نظم الدرر)

خلاصہ: عذابِ قحط ہم نے اُٹھالیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزہ اسراء ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

معجزۂ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیات دو قسم کی ہیں ① آیاتِ توحید ② آیاتِ معجزہ۔ سورۃ کا دعویٰ جس کے لئے معجزۂ اسراء ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل مذکور ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ... الآية﴾ (حاجات میں جب بھی پکارو صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا... الآية﴾ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ... الآيه﴾ یہ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کارسازی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید: ایک دلیل وحی، تین دلائل نقلیہ اور چھ دلائل عقلیہ۔

دلیل وحی: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ... الآية﴾

دلائل نقلیہ: ① شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾۔

② درمیان انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ... الآيه﴾

③ آخر میں علماء اہل کتاب سے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ﴾

دلائل عقلیہ: ① ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾۔ وہی مافوق الاسباب سننے اور دیکھنے والا ہے۔

② ﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ﴾ (آیت ۱۲)۔ نظام شمسی اسی کے اختیار میں ہے۔

③ ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ﴾ (آیت ۲۰)۔ رزاق عالم وہ ہے۔

④ ﴿وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (آیت ۵۵) عالم الغیب وہی ہے۔

⑤ ﴿رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ﴾ (آیت ۶۶) سمندری نظام وغیرہ بھی اسی کے اختیار میں ہے۔

⑥ ﴿قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ﴾ (آیت ۱۰۰) ساری کائنات کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

آیات معجزہ: ① ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا... الآية﴾ مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ اسراء پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

② ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ... الخ﴾ قرآن بھی معجزہ ہے۔

③ ﴿وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ﴾ منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔

④ ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ﴾ مشرکین نے آپ کو اپنے معبودوں کی طرف مائل کرنے کے لئے بڑی کوشش کی مگر آپ کو اللہ پاک نے ثابت قدم رکھا اور ادنیٰ سا جھکاؤ بھی نہ آنے دیا۔

⑤ ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ﴾ مشرکین مکہ معجزہ اسراء کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ کیونکہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کرنے والے خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے۔

امتیازات: ① معراج کا ذکر ہے۔ ② تہجد کا بیان ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں عبادت کے تین اجزاء پر ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ﴾

ا۔ معراج کے سلسلہ کی چند روایات

(۳۰۵۵) حِيْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِيْتُ مُوْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ قَالَ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبُ الرَّجِلِ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ قَالَ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ وَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِیْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِیْ هُدِيْتَ لِلْفِطْرَةِ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب مجھے معراج کروائی گئی تو میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے روایت میں یہ الفاظ ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے سر کے بال گھنگھریالے تھے یوں جیسے وہ شنواءہ قبیلے کے فرد ہیں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا وہ درمیانے قد کے مالک اور سرخ رنگ کے مالک تھے یوں جیسے وہ ابھی دیماس سے باہر آئے ہوں (راوی کہتے ہیں) یعنی حمام سے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے میرے سامنے دو برتن لائے گئے جن میں سے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی مجھ سے کہا گیا آپ ان دونوں میں سے جسے چاہیں حاصل کرلیں تو میں نے دودھ کو پی لیا تو یہ کہا گیا آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی گئی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطرت تک پہنچ گئے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہی کا شکار ہوجاتی۔

(۳۰۵۶) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِيْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج کے لیے لے جایا گیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں براق لایا گیا جس میں لگام بھی پڑی ہوئی تھی اور اس پر زین بھی رکھی ہوئی تھی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوخی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے کہا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح کر رہے ہو؟ تم پر ایسا کوئی شخص سوار نہیں ہوا جو ان سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہو راوی بیان کرتے ہیں تو اسے (یعنی براق) کو پسینہ آ گیا۔

(۳۰۵۷) لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰی بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاَصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهَا الْبُرَاقَ.

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا اور اس کے ذریعے پتھر میں سوراخ کر کے اس کے ذریعے براق کو باندھ دیا۔

(۳۰۵۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِیْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰهُ لِیْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ

اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب قریش نے میری بات کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کر دیا اور میں ان لوگوں کو اس کی نشانیاں بتانے لگا اور میں اس وقت اس کی طرف دیکھ رہا تھا (یعنی بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا)۔

ہجرت سے کچھ پہلے اسراء ومعراج کا واقعہ پیش آیا ہے، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر اسراء کہلاتا ہے، اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کے اوپر تک کی سیر "معراج" کہلاتی ہے، سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت مین اس واقعہ کا تذکرہ ہے، اس مناسبت سے معراج کی روایتیں ذکر کرتے ہیں۔ معراج کی روایتیں متواتر ہیں، علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں ۲۵ صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں، جن سے معراج کی حدیثیں مروی ہیں، اور آخر میں لکھا ہے کہ معراج کی حدیثوں پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، اور ملحدوں اور زندیقوں نے ان سے اعراض کیا ہے۔

لغات: اسری بی: (صیغہ مجہول) مجھے رات کے وقت لے جایا گیا۔ **حسبه قال**: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ جملہ عبدالرزاق راوی کا ہے مضطرب لمبے قد والے اور بعض نے کہا: ہلکے گوشت والے۔ **رَجِل الرأس**: وہ شخص جس کے سر کے بالوں پر تیل لگا ہوا ہو اور لٹک رہے ہوں۔ **شنوءة**: یمن کا ایک قبیلہ ہے جو شنو یعنی عبداللہ بن کعب کی طرف منسوب ہے اس کا لقب یعنی شنؤ ۃ اس وجہ سے ہوا کہ اس کی اپنی اہل کے ساتھ دشمنیاں اور نفرتیں تھیں۔ کیونکہ شنئان کے معنی دشمنی اور نفرت کے ہیں۔ **رَبعَة**: میانہ قد۔ **دیماس**: تہ خانہ اندھیری سرنگ اور حمام اس مقام پر یہی معنی مراد ہیں یہ تشبیہ اس بناء پر ہے کہ جس طرح غسل خانہ سے جب انسان نکلتا ہے تو نہایت صاف ستھرا اور تروتازہ ہوتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہایت صاف وشفاف اور تروتازہ تھے غور آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔ **بُراق**: وہ سواری جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات سوار ہوئے یہ ایک نہایت تیز رفتار سواری ہے اس پر تمام انبیاء علیہم السلام سوار ہوتے رہے ہیں **ملجما** لگام لگائی گئی۔ **مسرجا**: اس پر زین کسی گئی **استصعب عليه** وہ براق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار ہونے لگا یعنی بدکنے لگا گویا کہ وہ سوار ہونے کو پسند نہیں کر رہا تھا شوخی کرنے لگا تھا۔ **فارفض عرقا**: پھر اسے پسینہ آ گیا پسینہ بہ پڑا۔ **خرق**: چیر دیا پھاڑ دیا سوراخ کر دیا۔ **وشدبه**: اور اس کے ساتھ باندھ دیا۔ **حِجر حطيم**: بیت اللہ سے باہر میزاب رحمت کے سامنے گول دیوار۔ **جلى الله لی**: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ظاہر کر دیا۔ **عن اياته**۔ بیت المقدس کی علامتیں اور نشانیاں۔

۲۔ معراج بیداری میں ہوئی تھی یا خواب میں؟

(۳۰۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ) قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ فِي الْقُرْاٰنِ) قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اور ہم نے تمہیں جو خواب دکھائے وہ لوگوں کے لیے آزمائش تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری آنکھ کے ساتھ خواب دیکھنا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اور وہ درخت

قرآن میں جس پر لعنت کی گئی ہے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) یہ زقوم کا درخت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے موقع پر کتنے برتن پیش کئے گئے اس بارے میں مختلف روایات منقول ہیں:

(۱) ترمذی کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن پیش کئے گئے ایک دودھ کا تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔

(۲) اور بخاری کی بعض روایات میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بیت المعمور میں لے جایا گیا اور پھر میرے سامنے ایک برتن شراب کا ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ تین برتن پیش کئے گئے۔

یہ برتن کس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کئے گئے؟

بظاہر ان روایات میں تعارض ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برتن دو مرتبہ پیش کئے گئے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس وقت آپ کو چاروں دریا یعنی دودھ شراب پانی اور شہد کے دریا دکھائے گئے اور دوسری مرتبہ بیت المقدس میں یہ برتن پیش کئے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی امامت سے فارغ ہو گئے تھے۔

برتنوں کی تعداد کا یہ اختلاف حقیقی اختلاف نہیں صرف ظاہری اختلاف ہے دراصل یہ چار برتن تھے جن میں دودھ پانی شراب اور شہد تھا بعض راویوں نے دو کا ذکر کیا بعض نے تین اور بعض نے چار برتنوں کا ذکر کیا یہ چاروں دریا سدرۃ المنتہیٰ سے نکلتے ہیں۔ (فتح الباری ۷/ ۲۷۳، کتاب مناقب الانصار المعراج)

معراج کے جسمانی ہونے پر قرآن وسنت کے دلائل:

قرآن مجید کے ارشادات اور متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اسراء اور معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا جیسے عام انسان سفر کرتے ہیں چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے ہی لفظ سبحان اللہ سے اس طرف اشارہ موجود ہے کیونکہ یہ لفظ تعجب اور کسی عظیم الشان امر کے لیے استعمال ہوتا ہے اگر معراج صرف روحانی بطور خواب کے ہوتی تو اس میں کونسی عجیب بات ہے خواب تو ہر مسلمان بلکہ ہر انسان دیکھ سکتا ہے کہ میں آسمان پر گیا اور فلاں فلاں کام کئے۔

دوسرا اشارہ لفظ عبد سے ہے کیونکہ عبد یعنی بندہ صرف روح نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ لوگوں کو بتایا تو کفار مکہ نے تکذیب کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور مذاق اڑایا یہاں تک کہ بعض نو مسلم یہ واقعہ سن کر مرتد ہو گئے اگر معاملہ محض خواب کا ہوتا تو یہ معاملات رونما نہ ہوتے۔

جمہور اُمت کے نزدیک قرآن مجید کی اس آیت:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ﴾ (آیت: ۶۰)

میں رویا سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے خواب مراد نہیں مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر میں تمام مشاہدات اور مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں مگر اس دیکھنے کو تشبیہ کے طور پر لفظ رویا سے تعبیر کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی خواب دیکھا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/ ۱۵۸ تا ۱۵۹، الکوکب الدری ۴/ ۱۸۰)

۳۔صبح کی قراءت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے

(۳۰۶۰) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا) تَشْهَدُهٗ مَلَآئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور فجر کے وقت کی تلاوت بے شک فجر کی تلاوت میں حاضری ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۷۸) میں ہے: ﴿كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ فجر کی نماز میں فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے رات اور دن کے فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں۔

۴۔قیامت کے دن سب لوگ اپنے پیشواؤں کے ساتھ بلائے جائیں گے

(۳۰۶۱) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ) قَالَ يُدْعٰى اَحَدُهُمْ فَيُعْطٰى كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيُمَدُّ لَهٗ فِيْ جِسْمِهٖ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا وَيُبَيَّضُ وَجْهُهٗ وَيُجْعَلُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلَأْلَأُ فَيَنْطَلِقُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَيَرَوْنَهٗ مِنْ بُعْدٍ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ ائْتِنَا بِهٰذَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ هٰذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَبْشِرُوْا لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هٰذَا وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُسَوَّدُ وَجْهُهٗ وَيُمَدُّ لَهٗ فِيْ جِسْمِهٖ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَيُلْبَسُ تَاجًا فَيَرَاهُ اَصْحَابُهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا اللّٰهُمَّ لَا تَاْتِنَا بِهٰذَا قَالَ فَيَاْتِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ اَخْزِهٗ فَيَقُوْلُ اَبْعَدَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِثْلَ هٰذَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ہمراہ بلائیں گے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کسی شخص کو بلایا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا جسم ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا پھر اس کے چہرے کو روشن کیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں سے بنا ہوا تاج رکھا جائے گا جو جھلملا رہا ہوگا پھر وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ ساتھی اسے دور سے دیکھیں گے اور کہیں گے اے اللہ ہمیں بھی یہ عطا کر اور ہمارے لیے اس میں برکت رکھ دے یہاں تک کہ وہ شخص ان لوگوں کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا تم لوگوں کو خوشخبری ہو تم میں سے ہر شخص کو اس کی مانند ملے گا آپ ﷺ نے فرماتے ہیں جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا اور اس کا جسم ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا جتنا حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا پھر اس کافر کو (عذاب والا) تاج پہنایا جائے گا۔ اس کے ساتھی اسے دیکھیں گے تو یہ کہیں گے ہم اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اے اللہ تو ہمیں یہ عطا نہ کر آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص ان لوگوں کے پاس جائے گا تو وہ لوگ یہ کہیں گے اے اللہ تو اسے رسوا کر دے تو وہ شخص کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں دور کرے تم میں سے ہر شخص کو اس کی مانند ملے گا۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیات ۷۱، ۷۲) میں ہے: اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل حدیث آئی ہے:

۵۔ مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے

(۳۰۶۲) فِیْ قَوْلِہٖ (عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) وَسُئِلَ عَنْھَا قَالَ ھِیَ الشَّفَاعَۃُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں یہ فرمایا ہے عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود پر فائز کرے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد شفاعت ہے۔

تشریح: مقام محمود کا لفظی ترجمہ ہے: تعریف کیا ہوا مرتبہ، مقام محمود: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام محمود سے شفاعت کبریٰ مراد ہے چنانچہ میدان حشر میں جس وقت تمام انسان جمع ہوں گے اور ہر نبی اور پیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام اس سے معذرت کر دیں گے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف عطا ہوگا کہ تمام انسانوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

۶۔ حق آیا اور باطل رفو چکر ہوا!

(۳۰۶۳) دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَکَّۃَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْکَعْبَۃِ ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَطْعَنُھَا بِمِخْصَرَۃٍ فِیْ یَدِہٖ وَرُبَّمَا قَالَ بِعُوْدٍ وَیَقُوْلُ (جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا) جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے توڑنا شروع کیا۔ راوی نے بعض اوقات لفظ عود استعمال کیا ہے)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھ رہے تھے۔ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والی چیز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت بھی تلاوت کی۔ حق آ گیا اور باطل نہ تو آغاز میں کچھ کر سکتا ہے اور نہ ہی دوبارہ سے کر سکتا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل کی آیت (۸۱) ہے: ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا﴾ شرک وکفر اور باطل کی رسوم امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین کے بت اور دوسرے مشرکانہ نشانات کو مٹانا واجب ہے اور تمام وہ آلات باطلہ جو صرف اللہ کی نافرمانی میں ہی استعمال ہوتے ہیں ان کا مٹانا بھی اسی حکم میں ہے لہٰذا تصویریں اور مجسمے جو لکڑی اور پیتل وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں وہ بھی بتوں ہی کے حکم میں ہیں۔

۷۔ ہجرت کے وقت مژدۂ جانفزا

(۳۰۶۴) قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَکَّۃَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْھِجْرَۃِ فَنَزَلَتْ عَلَیْہِ (وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم یہ کہو اے میرے پروردگار تو مجھے سچائی کی جگہ داخل کر اور سچائی کی جگہ سے نکال اور اپنی طرف سے میرا طاقتور مددگار پیدا کردے۔"

سورہ بنی اسرائیل (آیت ۸۰) میں ایک دعا تلقین کی گئی ہے: ﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۝﴾: اور دعا کیجئے: میرے پروردگار! مجھے بہترین طریقہ پر داخل فرما۔ اس دعا میں اس طرف اشارہ تھا کہ اب مکہ چھوڑنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اور یہ بھی اشارہ تھا کہ یہ چھوڑنا ہمیشہ کے لئے چھوڑنا نہیں ہے، بلکہ دوبارہ مکہ میں واپسی ہوگی، اور یہ بھی اشارہ تھا کہ قوت وغلبہ ملنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ بعد کے حالات نے اس دعا کی حرف بہ حرف تصدیق کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حفاظت خداوندی دشمنوں کے نرغے سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں پورے اعزاز کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا گیا، اور آٹھ ہی سال کے بعد مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخلہ ہوا، اور دس سال کے قلیل عرصہ میں وہ حکومت وغلبہ نصیب ہوا کہ جزیرۃ العرب میں مسلمانوں سے کوئی آنکھ ملانے والا نہ رہا۔ اس آیت کے الفاظ بھی اگرچہ عام ہیں، مگر یہ آیت کریمہ بھی مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، داخل کرنے سے مکہ میں داخل کرنا مراد ہے، اور نکالنے سے مکہ سے نکالنا مراد ہے، اور داخل کرنے کو تفاول (نیک فالی کے طور پر) کیا گیا ہے۔

۸۔ یہود ومشرکین روح کی حقیقت نہیں جان سکتے

(۳۰۶۵) قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُوْدَ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَسْاَلُ عَنْهُ هٰذَا الرَّجُلَ فَقَالَ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا) قَالُوْا اُوْتِيْنَا عِلْمًا كَبِيْرًا اُوْتِيْنَا التَّوْرَاةَ وَمَنْ اُوْتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا فَاُنْزِلَتْ (قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش نے یہود سے کہا تم ہمیں کوئی چیز بتاؤ جس کے بارے میں ہم ان صاحب سے سوال کریں تو انہوں نے کہا تم ان سے روح کے بارے میں دریافت کرو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"لوگ تم سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم یہ فرما دو روح میرے پروردگار کے امر کا نتیجہ ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔"

تو انہوں نے کہا ہمیں تو بہت زیادہ علم دیا گیا ہے تورات دی گئی ہے اور جس شخص کو تورات دی گئی ہو اس شخص کو بہت زیادہ بھلائی دی گئی تو یہ آیت نازل کی گئی۔

"تم یہ فرمادو اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کے لیے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائے گا۔"

یہ آیت کے آخر تک ہے۔

(۳۰۶۶) كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ سَاَلْتُمُوْهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ فَاِنَّهٗ يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَالُوْا يَآ اَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ (اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کھیت سے گزر رہا تھا آپ ﷺ اپنی لاٹھی کے ذریعے ٹیک لگا کر چل رہے تھے آپ ﷺ کا گزر کچھ یہودیوں کے پاس سے ہوا انہوں نے کہا اگر تم ان سے سوال کرو (تو ٹھیک رہے گا) تو کسی نے کہا تم ان سے سوال نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں کوئی ایسا جواب دے سکتے ہیں جو تمہیں پسند نہ آئے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا اے ابا القاسم آپ ہمیں روح کے بارے میں بتائیں آپ ﷺ کچھ دیر کے لیے کھڑے رہے آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھالیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب وحی مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

"روح میرے پروردگار کے امر کا نتیجہ ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔"

مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی صداقت جانچنے کے لئے مشاورت کی اور طے کیا کہ وہ جو کلام پیش کرتے ہیں، اور اس کو اللہ کا کلام بتاتے ہیں: اس کو جانچا جائے۔ خود تو علوم انبیاء علیہم السلام سے واقف نہیں تھے، اس لئے ایک وفد مدینہ بھیجا، علمائے یہود نے ان کو تین سوالات بتلائے، اور یہ بھی بتایا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو دو کا جواب دیں گے اور ایک کا جواب نہیں دیں گے، اور اگر وہ شخص جھوٹا ہے تو تینوں کا جواب دے گا، یا کسی کا بھی جواب نہیں دے گا۔ وہ تین سوالات یہ تھے:

(۱) ان جوانوں کا حال بتاؤ جو قدیم زمانہ میں بادشاہ سے ڈر کر ایک غار میں چلے گئے تھے۔

(۲) اس بادشاہ کا حال سناؤ جس نے مشرق و مغرب کا سفر کیا تھا۔

(۳) روح کی حقیقت کیا ہے؟ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو روایتیں ذکر کی ہیں:

تشریح: آیت کے آخر میں یہود پر چوٹ ہے کہ چہ پدی اور چہ پدی کا شوربا! تمہارا مبلغ علم ہی کیا ہے جو تمہیں روح کی حقیقت سمجھائی جائے، یہود یہ چوٹ برداشت نہ کر سکے اور انھوں نے مذکورہ بات کہی کہ ہم حاملین تورات ہیں، اور تورات میں بڑا علم ہے، پس ہم تھوڑا نہیں، بلکہ بڑا علم دیئے گئے ہیں، اس پر ان سے کہا گیا کہ تورات تو اللہ کے علم کا ایک ذرہ ہے، اللہ کا علم تو غیر متناہی ہے، پس تمہارا یہ دعویٰ کہ تم سب کچھ جانتے ہو، اور ہر مسئلہ سمجھ سکتے ہو: درست نہیں۔

اعتراض: یہ آیت تو ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی، اب دوبارہ نازل ہونے کا کیا مطلب؟

جواب: تکرار نزول ہوتا تھا، بعض آیتیں اور بعض سورتیں مکرر نازل کی گئی ہیں۔ اور اس کا مقصد کبھی تو اس آیت اور اس سورت کی

اہمیت واضح کرنا ہوتا تھا، اور کبھی پیش آمدہ صورت کے جواب کی طرف متوجہ کرنا ہوتا تھا کہ اس سوال کا جواب فلاں آیت میں ہے۔

۹۔ قیامت کے دن کفار منہ کے بل کیسے چلیں گے؟

(۳۰۶۷) یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُکْبَانًا وَصِنْفًا عَلٰی وُجُوْهِهِمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَکَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاهُمْ عَلٰی اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُمْشِیَهُمْ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَمَا اِنَّهُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ کُلَّ حَدَبٍ وَشَوْکَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں میں اٹھایا جائے گا کچھ لوگ پیدل ہوں گے کچھ سوار ہوں گے کچھ لوگ چہروں کے بل چل رہے ہوں گے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ لوگ چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو ذات ان کو پاؤں کے بل چلانے پر قدرت رکھتی ہے وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتی ہے کہ انہیں چہروں کے بل چلائے یاد رکھنا وہ لوگ اپنے چہروں کے ذریعے بلندی اور کانٹے سے بچ کر (چلیں گے)۔

(۳۰۶۸) اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ رِجَالًا وَّرُکْبَانًا وَّتُجَرُّوْنَ عَلٰی وُجُوْهِکُمْ.

ترجمہ: بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے تمہیں (قیامت کے دن) پیدل سوار چہروں کے بل چلنے کی حالت میں اٹھایا جائے گا

سورہ بنی اسرائیل (آیت ۹۷) ہے اور یہ دوسری حدیث پہلے ابواب صفة القیامہ میں گزر چکی ہے)

۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کے نو واضح معجزات

(۳۰۶۹) اَنَّ یَهُوْدِیَّیْنِ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰی هٰذَا النَّبِیِّ نَسْأَلُهٗ قَالَ لَا تَقُلْ لَهٗ نَبِیٌّ فَاِنَّهٗ اِنْ یَسْمَعُهَا تَقُوْلُ نَبِیٌّ کَانَتْ لَهٗ اَرْبَعَةُ اَعْیُنٍ فَاَتَیَا النَّبِیَّ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِیْءٍ اِلٰی سُلْطَانٍ فَیَقْتُلَهٗ وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَلَا تَفِرُّوْا مِنَ الزَّحْفِ شَكَّ شُعْبَةُ وَعَلَیْکُمُ الْیَهُوْدِ خَاصَّةً اَلَّا تَعْتَدُوْا فِی السَّبْتِ فَقَبَّلَا یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِیٌّ قَالَ فَمَا یَمْنَعُکُمَا اَنْ تُسْلِمَا قَالَا اِنَّ دَاوٗدَ دَعَا اللّٰهَ اَنْ لَا یَزَالُ فِیْ ذُرِّیَّتِهٖ نَبِیٌّ وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ اَسْلَمْنَا اَنْ تَقْتُلَنَا الْیَهُوْدُ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دو یہودیوں میں سے ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا تم ہمارے ساتھ ان نبی کے پاس چلو تاکہ ہم ان سے سوال کریں تو اس نے کہا تم نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے اس بات کو سن لیا کہ تم نے انہیں نبی کہا ہے تو وہ خوشی سے پھیل جائیں گے پھر وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دونوں نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں عطا کی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (اس سے مراد

یہ احکام ہیں) تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ تم زنا نہ کرو تم اس شخص کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ حق کا معاملہ مختلف ہے تم چوری نہ کرو تم جادو نہ کرو تم کسی بے گناہ کو قتل نہ کروانے کے لیے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تم سود نہ کھاؤ تم کسی پاکدامن عورت پر زنا کا الزام نہ لگاؤ دشمن سے مقابلے کے وقت تم راہ فرار اختیار نہ کرو۔

(شعبہ نامی راوی کو شک یہ ہے کہ شاید روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں) اے یہودیوں کے گروہ تمہارے لیے یہ خاص حکم ہے تم ہفتے کے دن کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں تو ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور ان دونوں نے یہ عرض کی ہم یہ گواہی دیتے ہیں آپ ﷺ واقعی ہی نبی ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا پھر تم دونوں اسلام قبول کیوں نہیں کرتے ؟ ان دونوں نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں آئے ہمیں یہ اندیشہ ہے؟ اگر ہم نے اسلام قبول کرلیا تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

سورۃ نبی اسرائیل (آیت ۱۰۱) میں ہے: اور یہ حدیث پہلے ابواب الاستیذان والآداب (میں گزر چکی ہے)

۱۱۔ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ کا شانِ نزول

(۳۰۷۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْاٰنِ سَبَّهُ الْمُشْرِكُونَ وَمَنْ اَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَاَنْزَلَ اللهُ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) عَنْ اَصْحَابِكَ بِاَنْ تُسْمِعَهُمْ حَتّٰى يَاْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْاٰنَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ فرماتے ہیں یہ آیت اور تم اپنی نماز میں اپنی آواز زیادہ بلند نہ کرو اور بالکل پست بھی نہ رکھو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ جب بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو مشرکین قرآن کو اسے نازل کرنے والی اور لانے والی ذات کو برا کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تم بلند آواز میں تلاوت نہ کرو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ اس کے جواب میں وہ لوگ قرآن کو اسے نازل کرنے والے کو اور اس کے لانے والے کو برا کہیں (اور یہ حکم بھی نازل کیا) اور تم بالکل پست بھی نہ رکھو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ساتھیوں کو بھی تلاوت نہ سنا سکو۔ (اتنی آواز رکھو) کہ وہ تم سے قرآن سیکھ سکیں۔

(۳۰۷۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا) قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْاٰنِ فَكَانَ الْمُشْرِكُونَ إِذَا سَمِعُوْا شَتَمُوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ) اَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّ الْقُرْاٰنَ (وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) عَنْ اَصْحَابِكَ (وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا).

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اور تم اپنی تلاوت کو اتنا بلند نہ کرو اور اسے بالکل پست بھی نہ رکھو بلکہ درمیان کا راستہ اختیار کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت نبی اکرم ﷺ

مکہ مکرمہ میں روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے تو بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے مشرکین جب یہ تلاوت سنتے تھے تو وہ قرآن کو اسے نازل کرنے والے کو اور اسے لے کر آنے والے کو برا کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم تلاوت اتنی بلند آواز میں نہ کرو کہ وہ مشرکین کو سنائی دے اور وہ قرآن کو برا کہیں اور اس کو بالکل پست بھی نہ رکھو کہ تمہارے ساتھیوں تک نہ پہنچے بلکہ تم درمیان کا راستہ اختیار کرو۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰ میں ہے:

تشریح: یہ حکم کفار کے درمیان ہی عمل کرنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ عام ہے، ایک واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ آپ زرا زور سے پڑھا کریں، کیونکہ بہت آہستہ پڑھنے سے طبیعت اکتا جاتی ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ آپ ذرا آہستہ پڑھیں، کیونکہ بہت بلند آواز سے پڑھنا تھکا دیتا ہے، پس معتدل راہ ہی بہتر ہے۔

۱۲۔ معراج کی دو باتوں کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا

(۳۰۷۲) قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ لَا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَنْتَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَصْلَعُ بِمَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ قُلْتُ بِالْقُرْاٰنِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ الْقُرْاٰنُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْاٰنِ فَقَدْ اَفْلَحَ قَالَ سُفْيَانُ يَقُوْلُ قَدِ احْتَجَّ وَرُبَّمَا قَالَ قَدْ فَلَجَ فَقَالَ (سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى) قَالَ اَفَتَرَاهُ صَلّٰى فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ صَلّٰى فِيْهِ لَكُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ كَمَا كُتِبَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ حُذَيْفَةُ قَدْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِدَابَّةٍ طَوِيْلَةِ الظَّهْرِ مَمْدُوْدَةٍ هٰكَذَا خَطْوُهٗ مَدُّ بَصَرِهٖ فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتّٰى رَاَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْاٰخِرَةِ اَجْمَعَ ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلٰى بَدْئِهِمَا قَالَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّهٗ رَبَطَهٗ لِمَا لَيَفِرَّ مِنْهُ وَاِنَّمَا سَخَّرَهٗ لَهٗ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں کوئی نماز ادا کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں میں نے کہا جی ہاں کی ہے انہوں نے فرمایا ارے او گنجے کیا تم یہ بات کہہ رہے ہو ؟تم کس بنیاد پر یہ بات کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا قران کی دلیل کے ساتھ میرے اور آپ کے درمیان (فیصلہ کرنے والی چیز) قرآن ہے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قرآن سے دلیل پیش کرتا ہے وہ واقعی دلیل پیش کرتا ہے۔

(یہاں راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں)۔

وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو زر بن حبیش نے کہا (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اس میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز بھی ادا کی تھی؟ میں نے جواب دیا نہیں تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا کی ہوتی تو تم پر بھی اس (بیت المقدس) میں نماز پڑھنا لازم ہو جاتا جس طرح مسجد حرام میں نماز پڑھنا لازم ہے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک لمبی پیٹھ والا

جانور لایا گیا جو اتنا لمبا تھا اور جہاں تک نظر جاتی تھی وہاں اس کا ایک قدم ہوتا تھا پھر وہ دونوں حضرات یعنی (حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق کی پشت پر رہے یہاں تک کہ ان دونوں نے جنت جہنم اور آخرت میں جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے ان سب کو دیکھ لیا پھر یہ دونوں واپس تشریف لائے تو ان کی واپسی بھی اسی طرح تھی جیسے وہ دونوں گئے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا لوگ یہ کہتے ہیں (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باندھ دیا تھا تو ایسا کیوں کرنا تھا کیا وہ انہیں چھوڑ کر بھاگ جاتا؟ جبکہ غیب اور شہادت کا علم رکھنے والی ذات نے اس جانور کو ان کے لیے مسخر کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بنی اسرائیل کی تفسیر کے آخر میں دو متفرق روایتیں لائے ہیں، پہلی روایت کا تعلق معراج کے واقعہ سے ہے، پس یہ روایت سورت کے شروع میں آنی چاہیے تھی، جیسا کہ امام نسائی سنن کبری میں شروع میں لائے ہیں۔ اور دوسری روایت شفاعت کبری کی ہے، اس کو آیت ۷۹ کی تفسیر میں لانا چاہئے تھا، کیونکہ اس میں مقام محمود کا ذکر ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے معراج کی دو باتوں کا انکار کیا ہے: بیت المقدس میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا اور براق کو کنڈے سے باندھنے کا، مگر یہ دونوں باتیں صحیح روایتوں سے ثابت ہیں، اس لئے اسکو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی شاذ رائے قرار دیں گے۔

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فضائل اور مناقب کا ذکر ہے:

(۳۰۷۳) اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ قَالَ فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُوْنَا اٰدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اُهْبِطْتُّ مِنْهُ اِلَى الْاَرْضِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ اِنِّيْ دَعَوْتُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ دَعْوَةً فَاُهْلِكُوْا وَلٰكِنِ اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْهَا كَذِبَةٌ اِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا وَ لٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ عُبِدْتُّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ فَيَأْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ مَعَهُمْ قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ قَالَ اَنَسٌ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاٰخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيُقَالُ مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُوْنَ لِيْ وَيُرَحِّبُوْنَ بِيْ فَيَقُوْلُوْنَ مَرْحَبًا فَاَخِرُّ سَاجِدًا فَيُلْهِمُنِيَ اللّٰهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ فَيُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ (عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) قَالَ سُفْيَانُ لَيْسَ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فَاٰخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور میں یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا اس دن ہر ایک نبی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں وہ سب سے پہلا فرد ہوں گا جس کے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور یہ بات غرور کے طور پر نہیں کہہ رہا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا لوگ تین مرتبہ گھبراہٹ کا شکار ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ ہمارے والد ہیں آپ خدا کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تو حضرت آدم علیہ السلام یہ کہیں گے مجھ سے ایک ذنب سرزد ہوا جس کی وجہ سے مجھے زمین پر اتار دیا گیا تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں نے روئے زمین والوں کے لیے دعائے ضرر کی جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کا شکار ہو گئے تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے میں نے تین مرتبہ خلاف واقعہ بات کی تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خلاف واقعہ بات کی تھی اس کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی تائید کی تھی (حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہیں گے) تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ یہ کہیں گے میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت شروع ہو گئی تھی تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں وہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں انہیں ساتھ لے کر چل پڑوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے جب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا تو دریافت کیا جائے گا کون صاحب ہیں؟ تو جواب دیا جائے گا حضرت محمد ﷺ ہیں تو وہ لوگ میرے لیے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے وہ لوگ کہیں گے آپ کو خوش آمدید ہے تو اس وقت میں سجدے میں چلا جاؤں گا اس وقت اللہ تعالیٰ حمد وثناء کے الفاظ مجھے الہام کرے گا اور مجھ سے یہ کہا جائے گا تم اپنا سر اٹھاؤ مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی اور تمہاری بات کو سنا جائے گا یہ وہی مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود پر فائز کرے گا۔سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف یہ والا جملہ منقول ہے۔

"میں جنت کے دروازے کی کنڈی پکڑ کر اسے کھٹکھٹاؤں گا۔"

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ سب اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ پر انعامات ہیں میں ان پر کوئی فخر نہیں کرتا۔

(۲) آپ کے پاس لواء الحمد یعنی اللہ کی حمد وثنا کا جھنڈا ہوگا۔

(۳) حضرت آدم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے اس جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔

(۴) بعثت کے وقت سب سے پہلے آپ ﷺ کے لیے زمین پھٹے گی۔

(۵) جب انسان جہنم کو دھکتا ہوا دیکھیں گے تو تین مرتبہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

پھر تیسری بار گھبراہٹ ہوگی تو اس وقت انبیاء علیہم السلام کا رخ کریں گے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کریں کہ حساب کتاب کا عمل شروع ہو جائے ہر نبی اس کام سے کسی نہ کسی وجہ سے معذرت کر دے گا۔آخر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے۔آپ ﷺ ان کی سفارش فرمائیں گے اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے مخصوص کلمات الہام کئے جائیں گے ان سے آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

کریں گے اور پھر آپ سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔اسی کو مقام محمود کہا جاتا ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

سورۃ الکہف کی تفسیر

سورۃ الکہف مکیہ: سورۃ الغاشیہ کے بعد ۶۹ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۱۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا ﴾ اللہ پاک نے اولاد نہیں بنائی۔اس سورۃ میں ہے ﴿ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴾ آپ ﷺ ان لوگوں کو ڈرائیں جو اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ بنی اسرائیل میں کہا گیا کہ ان کو ایک عظیم الشان معجزہ دکھایا جاتا ہے اس کے بعد بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو ہلاک کردیئے جائیں گے اب ان کے چند شبہات کا جواب دیا جاتا ہے کہ شاید شبہات دفع ہوجائیں اور ایمان لے آئیں تو ہلاکت سے بچ جائیں۔ نیز چونکہ بوقتِ ہلاکت کوئی یہ بہانہ کرسکتا ہے کہ میں تو ایمان اس لئے نہ لایا تھا کہ مجھے کچھ شبہات تھے اگر ان کا جواب دیا جاتا تو میں ایمان لے آتا تو اب اس عذر کو دفع کیا جاتا ہے اور شبہات کا جواب دیا جاتا ہے۔ یہاں سے قرآن کریم کا تیسرا حصہ شروع ہو رہا ہے اس میں اکثر کا ذکر وہی برکات دہندہ ہے وہی برکات کا سرچشمہ ہے

خلاصہ: اس سورۃ میں چار شبہات کے جوابات ہیں: شبہ اول: شبہ اولیٰ کہ اصحابِ کہف جو اولیاء اللہ تھے وہ مدت مدید کے بعد بیدار ہوئے اور اس دوران بغیر کھائے پیئے زندہ رہے، پھر یہ کہ ان کو دھوپ نہ لگتی سورج ان سے کترا جاتا تھا تو معلوم ہوا کہ ان کے اختیار میں کچھ ہے؟

جواب: ﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ... تا... اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴾ اس میں اجمالاً جواب ہے کہ یہ اصحابِ کہف نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی درستگی مانگی وہ مشرک بادشاہ بھاگ کر ایک غار میں جان بچائی۔ وہ کیسے متصرف فی الأمور ہوسکتے ہیں؟ پھر ﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ... تا... وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ ﴾ اس میں تفصیلاً جواب ہے۔ جب ہو بیدار ہوئے تو ان کو وہاں ٹھہرنے کی مدت بھی معلوم نہ تھی اور سورج کا ان پر نہ پڑنا آیات اللہ میں سے تھا۔اس کے علاوہ اور بی جزئیات کا بیان ہے۔ منکرین کے لئے امورِ ثلاثہ کا بیان ہے۔

امر اوّل: ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا.... هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴾ یعنی جس دنیا پر مغرور ہوکر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم میں سے چھین لی جائے گی اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔

امر دوم: ﴿ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا... تا... خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴾۔ جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیجائے۔

امر سوم: ﴿ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ... تا... وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴾ جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

شبہ دوم: شبہ ثانیہ کہ جنات کو پکارنے سے کام ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ وہ اختیار رکھتے ہیں؟

جواب: ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ... تا... وَ لَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا﴾ جن کو تم متصرف وکارساز شمار کرتے ہو وہ تو تمہارے دشمن ہیں اور پھر وہ کسی چیز کے حق بھی نہیں ان کو کیوں پکارتے ہو۔

شبہ سوم: حضرت خضر علیہ السلام عالم الغیب ہیں ان سے چند ایسے واقعات صادر ہوئے جن کی حقیقت دوسرے لوگوں کو معلوم نہ تھی؟

جواب: وہ تو خود ﴿وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ﴾ کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعلی سے بتایا تھا وہ کیسے عالم الغیب کارساز ہو سکتے ہیں۔

شبہ چہارم: کہ ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ ولی تھا اور کافی تصرفات کیے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے اختیارات رکھتے ہیں؟

جواب: کہ اسباب کے ذریعہ مختلف مہمیں سرانجام دیں اور جہاں اسباب نے ساتھ چھوڑ دیا عاجز آگئے ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ... تا... وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا﴾ ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔ آخری رکوع ﴿اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ میں چار شبہات کے جوابات علی سبیل لف نشر مرتب کے ذکر کئے گئے ہیں ﴿اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا... تا... لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾ پہلے جواب پر متفرع ہے بالذات اور بالتبع دوسرے پر۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب نہیں جانتے تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ ... الآیہ﴾ تیسرے پر بالذات اور چوتے پر بالتبع متفرع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ غیب دان ہیں تو متصرف فی الامور بھی اور کوئی نہیں۔ سے ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ... الآیہ﴾ نبی سے صفات ربی کی نفی ہے۔ آخر میں لقاء ربی کے لئے دو شرطیں ہیں عمل صالح کرنا اور شرک سے بچنا۔ (لظم الدرر وجواہر القرآن)

امتیازات: ① اصحاب کہف کے واقعے پر سورۃ ممتاز ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں ان تین وجوہات پر (خلاصہ میں مذکور ہیں)

③ سورۃ ممتاز ہے اصحاب کہف کی غار پر ﴿فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ... الآیۃ﴾

④ سورۃ ممتاز ہے تفصیل سے نفی شرک فی العلم پر۔

ا۔ جو موسیٰ خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے

(۳۰۷۴) قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسٰى صَاحِبِ الْخَضِرِ قَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ سَمِعْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى اَيْ رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهٖ فَقَالَ لَهُ احْمِلْ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ فَتَاهُ وَ هُوَ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ فَجَعَلَ مُوْسٰى حُوْتًا فِيْ

مِكْتَلٍ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوْسٰى وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتّٰى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ وَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا وَنَسِيَ صَاحِبُ مُوْسٰى أَنْ يُّخْبِرَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ أُمِرَ بِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ فَكَانَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا قَالَ سُفْيَانُ يَزْعُمُ نَاسٌ أَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنُ الْحَيٰوةِ لَا يُصِيْبُ مَاءُهَا مَيِّتًا إِلَّا عَاشَ قَالَ وَكَانَ الْحُوْتُ قَدْ أُكِلَ مِنْهُ فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ قَالَ فَقَصَّا آثَارَهُمَا حَتّٰى أَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَأَى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ أَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا مُوْسٰى إِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوْسٰى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوْسٰى يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمَاهُمْ أَنْ يَحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُوْلٰى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةِ نِ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ يَقُوْلُ مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوَدِدْنَا أَنَّهُ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأُوْلٰى كَانَتْ مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ.

ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہا نوف بکالی یہ بیان کرتا ہے بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ والے موسیٰ نہیں تھے جو حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے گئے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن نے غلط کہا ہے میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ یہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے تو ان سے دریافت کیا گیا کون شخص سب سے زیادہ علم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ انہوں نے اس بات کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہیں کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی میرا ایک بندہ ایسا ہے جو دو سمندر کے ملنے کی جگہ موجود ہے اس کے پاس تم سے زیادہ علم ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: اے میرے پروردگار میں اس تک کیسے پہنچوں؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم ایک برتن میں مچھلی لو جس جگہ پر تم مچھلی کو کھودو گے وہ بندہ وہیں ہوگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام چل پڑے ان کے ساتھ ایک نوجوان ساتھی بھی تھے جو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے ایک قول کے مطابق ان کا نام یوسع تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی اس برتن کے اندر موجود رہی وہ اور ان کے ساتھی چلتے رہے یہاں تک کہ یہ دونوں حضرات ایک چٹان کے پاس آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سو گئے اس دوران مچھلی نے اس برتن میں حرکت کی اور برتن سے نکل کر سمندر میں گر گئی راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پانی کے بہاؤ کو روک دیا یہاں تک کہ وہ ایک طاق کی مانند ہو گیا اور مچھلی کے لیے راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (دریا کی صورت حال پر) بہت حیران ہوئے پھر یہ دونوں حضرات اس دن کے بقیہ حصے میں اور اس کے بعد والی رات میں چلتے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کو یہ بات بھلا دی گئی کہ وہ انہیں بتائیں (مچھلی اب برتن میں موجود نہیں ہے) اگلے دن صبح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے یہ کہا تم ہمارے کھانے کا سامان لے آؤ ہمیں اس سفر کے دوران کافی تھکاوٹ ہو گئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ کا احساس اس وقت تک نہیں ہوا تھا جب تک وہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے تھے جس کے بارے میں انہیں حکم دیا گیا تھا تو ان کے ساتھی نے کہا (یہ الفاظ قرآن کے ہیں)۔

اس نے کہا آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا اور شیطان نے مجھے یہ بات بھلا دی تھی کہ (میں اس کا تذکرہ کروں یا میں اسے یاد رکھوں) مچھلی نے سمندر میں حیرت انگیز طریقے سے ایک راستہ بنا لیا تھا۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (اس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے) وہی تو ہم چاہتے تھے پھر یہ دونوں اپنے نشان قدم پر واپس لوٹے۔ سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے لوگ یہ کہتے ہیں اس چٹان کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے اس کا پانی جس مردے کو لگتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی بیان کی ہے اس مچھلی کا کچھ حصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھا چکے تھے لیکن جب اس پر اس پانی کے قطرے ٹپکائے گئے تو وہ زندہ ہو گئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہ دونوں حضرات الٹے قدموں واپس چلتے ہوئے اس چٹان کے پاس آئے تو وہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا تو وہ بولا اس جگہ سلام کہاں سے آ گیا؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں اس نے دریافت کیا بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جی ہاں تو وہ بولا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا علم عطا کیا گیا ہے جس سے میں واقف نہیں ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا علم عطا کیا

گیا ہے جس کے بارے میں آپ نہیں جانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا (جس کا ذکر قران میں ہے)۔

کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی وہ علم سکھائیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی ہے تو اس نے کہا تم میرے ساتھ صبر سے کام نہیں لے سکو گے اور تم ایسی چیز کے بارے میں صبر کر بھی کیسے سکتے ہو؟ جس کے بارے میں آپ کو علم ہی نہ ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اگر اللہ نے چاہا اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے کہا۔ "اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو آپ مجھ سے ایسی کسی چیز کے بارے میں دریافت نہیں کریں گے جب تک میں خود اس کا آپ کے سامنے تذکرہ نہ کر دوں۔"

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے پھر حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں سمندر کے کنارے چل پڑے ان دونوں کے پاس سے ایک کشتی گزری ان دونوں نے ان سے کہا ان دونوں کو بھی سوار کر لیں وہ لوگ حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان گئے اور کسی معاوضے کے بغیر سوار کر لیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھیڑ دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہمیں کسی معاوضے کے بغیر سوار کر لیا ہے اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی ہے (آگے کے الفاظ قرآن کے ہیں) تا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں آپ نے بہت غلط حرکت کی ہے تو حضرت خضر نے کہا کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر سے کام نہیں لے سکیں گے تو موسیٰ نے کہا آپ میرا اس چیز کے بارے میں مواخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا اور میرے معاملے کو پریشانی کا شکار نہ کریں۔ پھر یہ دونوں حضرات کشتی سے اتر گئے یہ دونوں ساحل پر چلتے ہوئے جا رہے تھے وہاں ایک بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے اسے جھٹکا دے کر قتل کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا (یہ الفاظ قرآن کے ہیں)۔

کیا آپ نے ایک پاک صاف جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر دیا ہے؟ آپ نے قابل انکار حرکت کی ہے تو خضر نے کہا کیا میں آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر سے کام نہیں لے سکیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں یہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ شدید (وارننگ) تھی۔ (یہاں سے قرآن کے الفاظ ہیں)۔

موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا آپ کو میری طرف سے یہ عذر پہنچ گیا ہے پھر یہ دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ یہ دونوں ایک بستی میں آئے اور انہوں نے اس بستی والوں سے کھانے کے لیے کچھ مانگا تو ان بستی والوں نے ان دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا ان دونوں نے وہاں ایک دیوار کو پایا جو گرنے والی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یعنی وہ گرنے والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح کیا (یعنی اسے کھڑا کر دیا) تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ وہ لوگ ہیں ہم ان کے پاس آئے تھے انہوں نے ہمیں اپنا مہمان بھی نہیں بنایا اور کچھ کھانے کے لیے بھی نہیں دیا (آگے کے الفاظ قرآن کے ہیں)۔

اگر آپ چاہتے تو اس کام کا ان سے معاوضہ لے سکتے تھے تو خضر نے کہا میرے اور آپ کے درمیان یہی فرق ہے اب میں آپ کو ان واقعات کی حقیقت کے بارے میں بتاؤں گا جس پر آپ صبر سے کام نہیں لے سکے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے؟ ہماری تو یہ خواہش تھی کہ وہ صبر سے کام لیتے تا کہ ان دونوں کے مزید واقعات کے بارے میں ہمیں پتہ چلتا۔

آپ ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے پہلی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہوئی تھی آپ ﷺ نے یہ بات بھی بیان کی ہے اس دوران ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی پھر اس نے اپنی چونچ سمندر میں ڈالی تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا میرے علم اور آپ کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں وہ حیثیت بھی نہیں ہے جو اس چڑیا (منہ میں آنے والے پانی کی) سمندر کے مقابلے میں ہے۔

سورۃ الکھف (آیت ۶۰) سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک تعلیمی سفر نامہ شروع ہوتا ہے۔ یہ واقعہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے، مگر یہود نے اس واقعہ میں اپنے پیغمبر کی کسر شان سمجھی، چنانچہ انھوں نے اس واقعہ کو ایک فرضی موسیٰ سے جوڑ دیا، نوف بکالی ایک تابعی ہیں، وہ کعب احبار کی بیوی کے لڑکے تھے، اور انھوں نے کعب احبار کے گھر میں تربیت پائی تھی، اور کعب احبار کتب یہود کے بڑے عالم تھے، ان سے نوف نے یہ بات حاصل کی کہ قرآن میں جس موسیٰ کا واقعہ ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہیں، بلکہ وہ ایک اور موسیٰ کا واقعہ ہے، جس کے باپ کا نام میشان تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے نوف کی یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نوف کی بات کی پر زور تردید کی، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے پورا واقعہ تفصیل سے سنایا،

لغات: عتب الله عليه: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حوت: مچھلی۔ مِکتل: کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ٹوکری ٹوکرا۔ فتاہ: حضرت موسیٰ کے نوجوان اور خادم یعنی یوشع بن نون جو بعد میں نبی بن گئے تھے۔ اضطرب الحوت: مچھلی بے چین ہوئی کود پڑی اچھلنے لگی۔ جِرية الماء: پانی کا بہاؤ مثل۔ الطاق: طاق کی طرح یعنی کمان سا بن گیا۔ سربا: راستہ سرنگ۔ لم ينصب: نہیں تھکے۔ عين الحياة: آب حیات کا چشمہ۔ قصا اثارهما: وہ دونوں حضرات اپنے نشانات قدم تلاش کرنے لگے۔ رجلا مسجی علیه بثوب: اس شخص نے اپنے آپ کو چادر سے لپیٹا ہوا تھا۔ نَول: کرایہ اجرت۔ نزعة: اس تختہ کو کھینچ کر نکال دیا۔ خرقتها: تو نے اس کشتی کو توڑ دیا پھاڑ دیا اور اس میں سوراخ کر دیا۔ اقتلعه بيده: اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو اکھیڑ دیا۔ ان ینقض: وہ دیوار ٹوٹنے اور گرنے کے قریب تھی بعض راویوں نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں مائل یعنی وہ دیوار جھکی ہوئی تھی بس گرنے کو تھی۔ ثم نقر فی البحر: پھر اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر سے پانی لیا۔ فروة: وہ خشک اور سفید زمین جس پر کوئی گھاس نہ ہو۔ اهتزت: وہ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ خضراء: سرسبز۔

۲۔ خضر نے جس لڑکے کو مار ڈالا تھا: اس کی سرشت میں کفر تھا

(۳۰۷۵) قَالَ الْغُلَامُ الَّذِيْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں وہ لڑکا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ فطری طور پر کافر تھا۔

سورۃ الکہف (آیت ۸۰) میں ہے:

۳۔ خضر کی وجہ تسمیہ

(۳۰۷۶) إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهُ خَضْرَاءَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے (حضرت خضر علیہ السلام کا نام) خضر اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بنجر زمین پر بیٹھے تھے تو وہ ان کے نیچے آنے کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہوگئی تھی۔

خضر (خاء کا زبر اور ضاد کا زیر) اور خضر (خاء کا زیر اور ضاد کا زبر) کے معنی ہیں: سبزہ زار، سرسبز مقام، اور حدیث میں ہے کہ اس بندے کو خضر اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ ایک مرتبہ سفید سوکھی ہوئی زمین پر بیٹھے تو وہ یکا یک سرسبز ہو کر لہلہانے لگی (یہ روایت بخاری میں بھی ہے۔

۴۔ یاجوج و ماجوج روزانہ سد سکندری کھودتے ہیں

(۳۰۷۸) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّدِّ قَالَ يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا قَالَ فَيُعِيدُهُ اللهُ كَأَمْثَلِ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتُهُمْ وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ وَاسْتَثْنَى قَالَ فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ تَرَكُوهُ فَيَخْرِقُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ فَيَقُولُونَ قَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسْوًا وَعُلُوًّا فَيَبْعَثُ اللهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكَرُ شُكْرًا مِنْ لُحُومِهِمْ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو (یاجوج ماجوج) کی دیوار کے بارے میں ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے وہ اسے روزانہ کھودتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اسے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا امیر انہیں یہ کہتا ہے تم واپس چلو کل ہم اسے توڑیں گے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے اگلے دن پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھیجنے کا ارادہ کرے گا تو پھر ان کا امیر ان سے کہے گا تم لوگ واپس چلو اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اسے توڑ دیں گے اب یہاں اس نے انشاء اللہ کہہ دیا آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر جب وہ لوگ آئیں گے تو اس دیوار کو اسی حالت میں پائیں گے جس میں وہ چھوڑ کر گئے تھے اور نکل کر ان پر حملہ کر دیں گے وہ سب چشموں کا پانی پی جائیں گے لوگ ان سے ڈر کر بھاگیں گے وہ لوگ اپنے نیزوں کا رخ آسمان کی طرف کریں گے جب وہ نیزے واپس آئیں گے ان کا یہ جملہ ان کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میں محمد ﷺ کی جان ہے اس کے بعد ان کا گوشت کھا کر زمین کے تمام جانور موٹے تازے ہو جائیں گے اور شکر گزار ہوں گے۔

سورۃ الکہف (آیت ۹۴) میں ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ بھاگی داری والی عبادت سے بے نیاز ہیں

(۳۰۷۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْهِ نَادٰی مُنَادٍ مَنْ کَانَ اَشْرَكَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللهِ فَاِنَّ اللهَ اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں وہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جمع کرے گا جو ایک ایسا دن ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اس دن ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتے ہوئے اس میں کسی کو اللہ کا شریک کیا تو وہ اپنے ثواب کو اللہ کی بجائے اس دوسرے شخص سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے۔

سورۃ الکہف کی آخری آیت ہے: جو شخص اپنے پروردگار سے ملاقات کا آرزومند ہے اس کو چاہئے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے پروردگار کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۶۔ دیوار کے نیچے سونا چاندی دفن تھا

(۳۰۷۷) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ (وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا) قَالَ ذَهَبٌ وَّ فِضَّةٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ نَا صَفْوَانُ ابْنُ صَالِحٍ نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ یُوْسُفَ الصَّنْعَانِیِّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَکْحُوْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

ترجمہ: حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔"اور اس کے نیچے (ان دونوں بھائیوں) کا خزانہ ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) وہ سونا چاندی تھا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسی کی مانند منقول ہے۔

سورۃ الکہف (آیت ۸۲) ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ مَرْیَمَ

باب ۲۰۔ سورۃ مریم کی تفسیر

سورۃ مریم مکیہ: سورۃ الفاطر کے بعد ۴۴ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۱۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں تکرار کے ساتھ اللہ کی رحمت کا تذکرہ ہے ﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ... یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ ... یَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا رَحْمَةً ... هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ﴾ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء صلحاء سلاطین وہ اللہ کے ابناء نہیں

ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی ایک اولاد بنایا بلکہ وہ پاتے ہیں اللہ کی رحمت کو اور اسی کو اپنی ضروریات کے لئے پکارتے ہیں رحمت ونعمت کے طالب ہوتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا رحمت کے مستحق ہوئے اولاد ملی ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝﴾

ربط معنوی: سورۂ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازلہ کیا گیا جو شبہات باقی رہ گئے تھے اُن کا جواب سورۂ مریم میں دیا گیا ہے گویا سورہ مریم سورۃ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ کے ہے۔

خلاصہ: سورۃ مریم کے دو حصے ہیں: **اوّل** ابتدائے سورۃ سے رکوع ۴ کے آخر ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ تک ہے۔

دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتداء سے لے کر سورۃ کے ﴿وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ....الی اخر السورۃ﴾

حصہ اوّل: اس حصہ میں کچھ شبہات کا تذکرہ ہے۔

شبہ اوّل: حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ اللہ سے جو چاہیں کروا سکتے ہیں کیونکہ ان کی آخری عمر میں خرقِ عادت بیٹا پیدا ہوا۔

جواب: امرِ خارق اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی تھی۔ جو دوسرے کے سامنے درخواست کرتا ہو وہ متصرف نہیں ہوسکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب ہے: ﴿اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝﴾

شبہ دوم: حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے بارے میں عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ سورۃ آلِ عمران رکوع ۴، ۵ میں گزر چکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے اس لئے ان کو پکارنا چاہیے؟

جواب: حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کررہی ہیں۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب ہے: مثلاً ﴿قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا﴾ ہائے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور ہوجاتی میں بھولی بسری۔ تو یہ حمل کی وجہ سے تکلیف تھی تو جو معبود ہو وہ صاحب اولاد نہیں ہوتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا معبود ہے ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝﴾۔

شبہ سوم: یہود ونصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے؟

جواب: کہ حضرت ابراہیم جو انبیاء علیہم السلام کے جدامجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کو مت پکارو وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کسی طرح متصرف ومختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ ﴿يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـــًٔا ۝﴾

شبہ چہارم: فرشتوں کے بارے میں شبہ تھا کہ وہ ہروقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں؟

جواب: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝﴾ اس میں جواب دیا گیا ہے کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں اور اقرار کررہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں اُتر سکتے جو عاجز اور محکوم

ہوں وہ کارساز نہیں ہو سکتے۔

سوال مقدار کا جواب: سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے تو پھران کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کو الوہیت کی بھی نفی ہوئی ہے تو پھران دونوں کو حاجات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہوگیا اور نصاریٰ کے علماء سوء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کردی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب متصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ ﴿فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ... الآية﴾

قالت النسطوریہ منهم.

نسطوریہ نے کہا: ان میں سے هُوَ اِبْنُ اللهِ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ وَالْمَلْكَانِيَّةُ اور ملکانیہ نے کہا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وہ تین میں سے تیسرا ہے اور یعقوبیہ نے کہا هُوَ اللهُ وہ اللہ ہے۔ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۸) (از جواہر القرآن)۔

حصہ دوم: دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور سورۃ کے اختتام پر نزولِ قرآن کا مقصد جو سورۃ کہف کے شروع میں مذکور ہے کہ جو اللہ کی اولاد بناتے ہیں قرآن انہیں ڈرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنے پر ﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللهِ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر کہ ﴿هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ﴾ دوبار ذکر ہے۔

③ سورۃ ممتاز ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آنے پر ﴿فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا﴾

۱۔ حضرت مریم علیہا السلام ہارون کی بہن کیسے ہیں؟

(۳۰۸۰) بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِلٰى نَجْرَانَ فقالُوا لِيْ اَلَسْتُم تَقْرَؤُنَ يَا اُخْتَ هَارُونَ وقَدْ كَانَ بَيْنَ عِيْسٰى وَ مُوْسٰى مَا كَانَ فَلَمْ اَدْرِ مَا اُجِيْبُهُمْ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَلَا اَخْبَرْتَهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَائِهِمْ والصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ.

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجران بھیجا وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا آپ لوگ اس آیت کو اس طرح تلاوت نہیں کرتے؟ اے ہارون کی بہن جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو بہت زیادہ زمانی فاصلہ ہے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ میں انہیں کیا جواب دوں؟ جب میں واپس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے انہیں بتانا تھا کہ وہ لوگ اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام رکھا کرتے تھے۔

سورۃ مریم (آیت ۲۸) ہے:

"اے ہارون کی بہن! تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا، اور نہ تیری ماں کوئی آوارہ عورت تھی، یعنی پھر تو یہ کیا کر بیٹھی؟"۔

اس کا جواب درج ذیل حدیث میں ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، مسلم شریف کی روایت ہے۔

۲۔ قیامت کا دن کفار کے لئے پچھتاوے کا دن ہوگا

(۳۰۸۱) قَرَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ قَالَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ حَتّٰى يُوْقَفَ عَلَى السُّوْرِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ فَلَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ قَضٰى لِاَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوْا فَرَحًا وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ قَضٰى لِاَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيْهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوْا تَرَحًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ "انہیں حسرت کے دن ڈراؤ۔"
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے موت کو سیاہ سفید رنگ والے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان موجود دیوار پر کھڑا کر کے کہا جائے گا اے جنت والو وہ دیکھیں گے پھر آواز دی جائے گی اے جہنم والو وہ لوگ جھانک کر دیکھیں گے پھر کہا جائے گا کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے جی ہاں یہ موت ہے پھر اس کو لٹایا جائے گا اور ذبح کر دیا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو دائمی زندگی اور بقا نصیب نہ کی ہوتی تو وہ لوگ اس خوشی سے ہی مر جاتے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کو دائمی زندگی اور بقا نصیب نہ کی ہوتی تو وہ لوگ اس افسوس میں ہی مر جاتے۔
سورۃ مریم کی آیت (۳۹) ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے

(۳۰۸۲) عَنْ قَتَادَةَ فِيْ قَوْلِهٖ (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِيْ رَاَيْتُ اِدْرِيْسَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ.

ترجمہ: قتادہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ "اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔"
قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔
سورۃ مریم (آیت ۵۷) ہے: ﴿وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾: اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ وہ چوتھے آسمان میں ہیں، جیسا کہ کی حدیث میں ہے۔ اور روایات میں جو آیا ہے کہ ان کی ایک فرشتے سے دوستی تھی، وہ ان کو پروں میں چھپا کر آسمان میں لے گیا اور وہ وہاں زندہ ہیں: یہ اسرائیلی روایت ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان روایات پر تنقید کی ہے، اور حافظ رحمہ اللہ نے بھی ان کی تردید کی ہے۔

۴۔ جبرئیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں حکم الٰہی کے پابند ہیں

(۳۰۸۳) لِجِبْرِئِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ)

اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ کہا کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے پاس جتنا آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ راوی بیان کرتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کے حکم کے مطابق نازل ہوتے ہیں ہمارے آگے اور ہمارے پیچھے جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔"

سورہ مریم (آیت ۶۴) میں ہے:

۵۔ ہر ایک کو جہنم پر وارد ہونا ہے

(۳۰۸۴) يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ.

ترجمہ: سدی بیان کرتے ہیں میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہوگا۔

تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حدیث سنائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے سب لوگ جہنم پر سے گزریں گے اور وہ اس میں سے اپنے اعمال کے حساب سے گزریں گے جو سب سے پہلے مرتبے کے ہوں گے وہ بجلی کے کوندے کی طرح گزریں گے پھر بعد والے ہوا کی طرح گزریں گے پھر گھوڑے کی رفتار سے گزریں گے پھر اونٹ کے سوار کی طرح گزریں گے پھر انسان کے عام دوڑنے کی طرح گزریں گے اور پھر پیدل چلنے کی طرح گزریں گے۔

سورۃ مریم کی (آیت ۷۱) ہے۔ جہنم میں ہر شخص کا "ورود" ہوگا قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بڑی تاکید سے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا جہنم پر ورود ہوگا۔

۶۔ ہر مخلوق صالح مؤمن سے محبت کرتی ہے

(۳۰۸۵) اَنَّ رسول اللہ ﷺ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنِّيْ قَدْ اَحْبَبْتُ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ قَالَ فَيُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا) وَاِذَا اَبْغَضَ اللهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنِّيْ اَبْغَضْتُ فُلَانًا فَيُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْاَرْضِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہ آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں پھر اس شخص کی محبت اہل زمین میں نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد یہی ہے۔

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمٰن ان کے لیے محبت قائم کر دے گا۔"

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے میں فلاں بندے کو ناپسند کرتا ہوں پھر وہ آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں پھر اس شخص کے لیے زمین میں ناپسندیدگی نازل ہو جاتی ہے۔

سورۃ مریم (آیت ۹۶) ہے۔

۷۔ خوش عیش متکبر کافروں کا حال

(۳۰۸۶) يَقُولُ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلِ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فقال لَا أُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثم مَبْعُوثٌ فقلتُ نعم فقال إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ (أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا) الْآيَةَ.

ترجمہ: مسروق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں عاص بن وائل سہمی کے پاس آیا تا کہ اس سے اپنی رقم وصولی کر سکوں تو وہ بولا میں تمہیں اس وقت تک ادائیگی نہیں کروں گا جب تک (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرتے تو میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا جب تک تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہو جاتے اس نے کہا کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا پھر تو مجھے وہاں بھی مال اور اولاد مل جائیں گے تو میں تمہیں اس وقت ادائیگی کر دوں گا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے مجھے مال اور اولاد ضرور دیئے جائیں گے۔"

سورۃ مریم کی (آیت ۷۷) ہے۔

ایک آیت کا شان نزول:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت مسلمان لوہار تھے عاص بن وائل کافر نے ان سے ایک تلوار بنوائی تھی رقم کی ادائیگی باقی تھی اس مسلمان نے جب اپنے حق کا مطالبہ کیا تو یہ کافر کہنے لگا کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین سے انکار کرو گے تب تمہیں ادائیگی کروں گا مسلمان نے جواب دیا کہ ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مر کر دوبارہ زندہ کر دیا جائے وہ کہنے لگا کہ اچھا کیا میں مر کر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا اگر ایسا ہی ہے تو بس تمہارا قرض بھی اس وقت چکا دوں گا جب دوبارہ زندہ ہوں گا کیونکہ اس وقت بھی میرے پاس مال اور اولاد ہوں گے اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی قرآن کریم نے اس احمق کے جواب میں فرمایا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندہ ہونے کے وقت بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہوں گے کیا اس نے غیب کی باتوں کو جھانک لیا یا اللہ سے اس بارے میں کوئی معاہدہ کیا ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔

لہٰذا جس مال اور اولاد کا یہ ذکر کر رہا ہے آخرت میں ملنے کا معاملہ تو بہت دور ہے دنیا میں بھی جو کچھ اس کو ملا ہوا ہے اس کو بھی چھوڑنا پڑے گا یہ تو خالی ہاتھ قبر میں جائے گا اور اس مال وغیرہ کے وارث آخر کار ہم ہی ہوں گے یعنی یہ مال و اولاد اس سے چھن کر بالآخر اللہ جل شانہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ طٰهٰ

باب ۲۱۔ سورہ طٰہٰ کی تفسیر

سورة طٰهٰ مكيه : سورۃ مریم کے بعد ۴۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۰ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سابقہ سورۃ میں حضرت مریم علیہا السلام کے احوال سے معلوم ہوگیا کہ وہ متصرف و کارساز نہیں ہیں اس سورۃ میں اللہ پاک نے فرمایا: ﴿اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ اے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرتے رہو۔

ربط معنوی: مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے ان کا جواب سورۃ کہف اور سورۃ مریم میں دیا گیا اس کے بعد سورۃ طٰہٰ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اُٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ: سورۃ میں دو مضامین ہیں: ① توحید ② تشجیع (شجاعت و بہادری)

آیات توحید پانچ ہیں: ① ﴿تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ ... تا ... لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝﴾ توحید کی خاطر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم اللہ کا ہے۔

② ﴿اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝﴾ اللہ پاک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ وہی متصرف ومختار ہے۔ اور نماز بھی اللہ کو یاد کرنے کے لئے پڑھو۔

③ ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ ... تا ... اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝﴾ پیدا کرنا مخلوق کو روزی دینا اُسی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔

④ ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ۝﴾ اللہ کے سوا کوئی نافع اور ضار نہیں۔

⑤ ﴿اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝﴾ معبودِ حقیقی صرف اور صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اس کے بعد ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ سے ثمرہ توحید ہے۔

آیات تشجیع بھی پانچ ہیں: ① ﴿مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۝﴾ یہ قرآن آپ پر مشقت کے لئے نہیں بلکہ ڈرانے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

② ﴿وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ ... تا ... فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝﴾ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کتنی تکلیفیں برداشت کیں مسئلہ توحید کی خاطر۔

③ ﴿كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ ... تا ... وَ قَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝﴾ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کرنے کا مقصد بھی یہ ہے کہ انہوں نے تبلیغ میں کتنی تکلیفیں برداشت کیں۔

④ ﴿وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ ... تا ... وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کو یاد کرنے میں جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرائیں گے۔ نیز خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔

⑤ ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ... تا... لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴾ کوئی بھی مصیبت آ جائے تو اس پر صبر اللہ پاک کی تسبیح وتقدیس کریں۔اس سلسلے میں دو قصے ذکر کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلاً۔حضرت کا جرأت وبہادری کے ساتھ مسئلہ توحید بیان کرنا۔حضرت آدم علیہ السلام کا اختصاراً ان کی طرح آپ کے عزم واستقلال میں کمزوری نہ آنے پائے۔

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا... الآیۃ﴾ یہ فرمایا کہ مشرکین کی کثرتِ دولت اور مال ومنال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ﴾ سے امر مصلح کا ذکر ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کو اس مقدس وادی میں وحی پر ﴿اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ﴾

② سورۃ ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کا اپنے آپ کو اور اپنے بھائی کو ان سات اوامر کی دعا پر ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ﴾ (آیت ۲۵)

③ سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جس کسی نے اللہ کی کتاب سے روگردانی کی تو قیامت کے دن اس کو اندھا اُٹھاؤں گا ﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ﴾ (آیت ۱۲۴)

اگر نماز بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو یاد آنے پر یا بیدار ہونے پر فوراً پڑھ لے

(۳۰۸۷) لَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ اَسْرٰى لَيْلَةً حَتّٰى اَدْرَكَهُ الْكَرٰى اَنَاخَ فَعَرَّسَ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَصَلّٰى بِلَالٌ ثُمَّ تَسَانَدَ اِلٰى رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ اَحَدًا مِنْهُمْ وَكَانَ اَوَّلُهُمُ اسْتِيْقَاظًا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتَادُوْا ثُمَّ اَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَلّٰى مِثْلَ صَلَاتِهِ فِي الْوَقْتِ فِيْ تَمَكُّثٍ ثُمَّ قَالَ (اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو رات کے وقت سفر کرتے ہوئے آپ ﷺ کو آرام کی ضرورت محسوس ہوئی آپ ﷺ نے اپنی اُونٹنی کو بٹھایا اور وہیں رات کے وقت پڑاؤ کر لیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال آج رات ہمارے لیے تم نے پہرہ دینا ہے (یعنی فجر کے وقت اٹھا دینا ہے) راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نوافل ادا کرنے شروع کیے پھر وہ اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اسی دوران ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے ان سب لوگوں میں سے کوئی بھی بیدار نہیں ہوا ان میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ بیدار ہوئے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا اے بلال (تم نے تو ہمیں جگانا تھا) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے والد آپ ﷺ پر قربان ہوں یا رسول اللہ مجھے بھی اسی ذات نے روک لیا تھا جس نے آپ ﷺ کو روک لیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہاں سے روانہ ہو جاؤ پھر (کچھ آگے جا کر) نبی اکرم ﷺ نے اپنے جانوروں کو بٹھایا آپ ﷺ نے وضو کیا اور نماز ادا کی آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح ادا کی جس طرح نماز کو اس کے وقت میں ادا کرتے تھے یعنی ٹھہر ٹھہر کر نماز ادا کی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔"میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

سورہ طٰہٰ (آیت ۱۴) میں ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ آپ میری یاد کے لئے نماز کا اہتمام کریں۔اور یہ نماز کا سب سے اہم

فائدہ ہے۔

تشریح: اگر کوئی شخص نماز کے پورے وقت میں سوتا رہ جائے یا نماز کو بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ بیدار ہونے یا یاد آنے کے بعد فوراً نماز پڑھ لے اگر ایسا کرے گا تو نماز قضاء کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بھول چوک معاف ہے۔ حضور ﷺ کی غزوہ خیبر سے واپسی اور قضا نماز۔ غزوہ خیبر سن ۷ ہجری میں پیش آیا کئی دن محاصرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے فتح عطا فرمائی۔ (یہ مسئلہ میں گزر چکا ہے، وہاں یہ واقعہ بھی تفصیل سے ہے)

مِنْ سُوْرَةِ الْاَنْبِيَاءِ

باب ۲۲۔ سورۃ الانبیاء کی تفسیر

سورۃ الانبیاء مکیہ: سورۃ ابراہیم کے بعد ۷۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۱ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى ۝﴾ عنقریب تم صراطِ مستقیم اور ہدایت والوں کو جان لوگے۔ اس سورۃ میں آیا ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ قیامت قریب ہے تم جان لوگے۔

ربط معنوی: سورۃ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا و کارساز نہیں لہٰذا اسی کو پکارو ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ اب سورۃ انبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہٰذا اسی کو پکارو ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝﴾ (ع ۲)

خلاصہ: سورۃ انبیاء علیہم السلام کا دعویٰ یہ ہے کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی کارساز اور متصرف ومختار ہے۔ حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔

یہ دعویٰ ﴿قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں دی گئی ہیں۔ ایک اجمالاً دس تفصیلاً۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝﴾

② ﴿وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (آیت ۱۹)

③ ﴿اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا﴾ (آیت ۳۰)

دلیل نقلی اجمالی: ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ... الآیۃ﴾ میں تمام انبیاء سابقین علیہم السلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل: دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔

① حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام سے ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ﴾ (آیت ۴۸)

② حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ﴾ (آیت ۵۱)

③ حضرت لوط علیہ السلام سے ﴿وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا﴾ (آیت ۷۴)

④ حضرت نوح علیہ السلام سے ﴿وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ﴾ (آیت ۷۶)

⑤ حضرت داؤد وحضرت سلیمان علیہما السلام سے ﴿وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ﴾ (آیت ۷۸)

⑥ حضرت ایوب علیہ السلام سے ﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (آیت ۸۳)

⑦ حضرت اسماعیل ادریس اورذوالکفل علیہم السلام سے ﴿وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ﴾ (آیت ۸۵)

⑧ حضرت یونس علیہ السلام سے ﴿وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا﴾ (آیت ۸۷)

⑨ حضرت زکریا علیہ السلام سے ﴿وَ زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا﴾ (آیت ۸۹)

⑩ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا﴾ (آیت ۹۱)

امتیازات از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین ذکر کرنے پر ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

② سورۃ ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت توڑنے پر ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا﴾ (آیت ۵۸)

③ سورۃ ممتاز ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کے بیان پر ﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

④ سورۃ ممتاز ہے یونس علیہ السلام کی دعا پر ﴿وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا﴾

ا۔ قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی

(۳۰۸۹) اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَ يَعْصُوْنَنِيْ وَ اَشْتِمُهُمْ وَ اَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَ كَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَ لَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَحّٰى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا اَلْاٰيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِّنْ مُّفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ اَحْرَارٌ كُلُّهُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کچھ غلام ہیں جو میرے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں میرے ساتھ خیانت کرتے ہیں میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں بھی انہیں گالیاں دے دیتا ہوں ان کی پٹائی بھی کر دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیں (آخرت میں) میرا اور ان کا انجام اس حوالے سے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ تمہارے ساتھ جو خیانت کرتے ہیں جو تمہاری نافرمانی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور جو تم

انہیں سزا دیتے ہو اس کا حساب لیا جائے گا اگر تمہاری دی ہوئی سزا ان لوگوں کی زیادتی کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر برابر چھوٹ جائے گا نہ تمہیں کچھ ملے گا نہ ان پر کچھ عائد ہوگا اور اگر تمہاری ان کو دی ہوئی سزا ان لوگوں کی کی ہوئی زیادتی سے کم ہوگی تو تمہیں اضافی (اجر وثواب) مل جائے گا اور اگر تمہاری انہیں دی جانے والی سزا ان کے جرم سے زیادہ ہوئی تو پھر اس اضافی سزا کا تم سے قصاص لیا جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں وہ شخص اٹھ کر ایک طرف ہوتے ہوئے واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اللہ کی کتاب میں یہ نہیں پڑھا۔

"قیامت کے دن ہم انصاف کا ترازو قائم کریں گے اور کسی بھی شخص پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا خواہ وہ رائی کے دانے کے وزن جتنا ہو۔"

اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم مجھے اپنے لیے اور ان کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز محسوس نہیں ہوئی کہ ان سے علیحدگی اختیار کی جائے میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں یہ سب آزاد ہیں۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۴۷) ہے۔

۲۔ ویل: جہنم کی ایک گہری وادی ہے

(۳۰۸۸) قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَهْوِيْ فِيْهِ الْكَافِرُ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغَ قَعْرَهٗ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

"ویل جہنم میں ایک وادی ہے کافر شخص اس میں چالیس سال تک گرتا رہے تو اس کی گہرائی میں پہنچے گا۔"

سورۃ الانبیاء میں دو جگہ (آیت ۱۴، ۹۷) لفظ،، ویل،، آیا ہے جس کے لغوی معنی ہلاکت، تباہی اور بربادی کے ہیں، جیسے: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ تکذیب کرنے والوں کے لئے تباہی اور بربادی ہے۔ اور ایک ضعیف حدیث میں یہ ہے کہ ویل: جہنم کی ایک وادی (میدان) کا نام ہے، جس میں کافر چالیس سال تک گرتا رہے گا، اسکی تہ میں پہنچنے سے پہلے، یہ حدیث عبداللہ بن لہیعہ کی ہے، جو ضعیف راوی ہے، نیز دراج کی ابوالہیثم سے روایتیں بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خلاف واقعہ باتیں

(۳۰۹۰) لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ عليه السلام فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ قَوْلِهٖ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَلَمْ يَكُنْ سَقِيْمًا وَ قَوْلِهٖ لِسَارَةَ اُخْتِيْ وَقَوْلِهٖ (بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کسی چیز کے بارے میں خلاف ظاہر بات نہیں کی سوائے تین چیزوں کے ایک ان کا یہ کہنا میں بیمار ہوں حالانکہ وہ اس وقت بیمار نہیں تھے دوسرا ان کا حضرت سارہ علیہا السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ میری بہن ہیں اور تیسرا ان کا یہ کہنا یہ کام ان میں سے بڑے بت نے کیا ہے۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۶۳) میں: (فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا) آیا ہے، اس مناسبت سے یہ روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسوب کرنے کی حقیقت۔ مذکورہ حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جو تین جھوٹ منسوب کئے گئے ہیں وہ حقیقت میں جھوٹ نہیں بلکہ ان مواقع میں انہوں نے توریہ کا استعمال کیا ہے۔

توریہ کا مطلب: یہ ہے کہ ایسے الفاظ بولے جائیں کہ جن کے دو مفہوم ہو سکیں سننے والا ان سے ایک مطلب سمجھے اور بولنے والے کی نیت دوسرے مفہوم اور مطلب کی ہو ظلم اور شر سے بچنے کے لیے تمام فقہا کے نزدیک توریہ کے طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے یہ شیعوں کے تقیہ سے بالکل الگ چیز ہے تقیہ میں تو صریح جھوٹ بولا جاتا ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے جبکہ توریہ میں صریح جھوٹ نہیں ہوتا بلکہ بولنے والا بالکل صحیح اور سچ بول رہا ہوتا ہے۔ صریح جھوٹ نہیں تھیں۔

۴۔ دوسری زندگی: پہلی زندگی کی طرح ہو گی

(۳۰۹۱) قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاءَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ وَإِنَّهٗ سَيُؤْتٰى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ رَبِّ أَصْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ) إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَيُقَالُ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر حالت میں اٹھایا جائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

"جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہم پر لازم وعدہ ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو آخر تک تلاوت کیا پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا میری امت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا اور انہیں پکڑ کر بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کیا آپ نہیں جانتے؟ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا نئی چیز ایجاد کی تھی؟ تو میں وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندے (حضرت مسیح علیہ السلام نے کہی تھی جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو اب تو ان کا نگہبان ہے اور تو ہر چیز پر گواہ ہے تو انہیں عذاب دیتا ہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کردے یہ آیت آخر تک ہے۔ پھر کہا جائے گا یہ لوگ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے تھے تو یہ لوگ ایڑیوں کے بل گھوم کر مرتد ہو گئے تھے۔

سورۃ الانبیاء (آیت ۱۰۴) میں ہے: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ﴾ یہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

مِنْ سُوْرَةِ الْحَجِّ

باب ۲۳۔سورۃ الحج کی تفسیر

سورۃ الحج مدنیہ: سورۃ النور کے بعد ۱۰۳ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾ مجھے معلوم نہیں قیامت کا اجل کب ہوگا لیکن اتنا ہے کہ ﴿اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ﴾ قیامت کا زلزلہ ہے بہت بڑی چیز۔

ربط معنوی: سورۃ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم السلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں جن سے ان کا عمل واضح ہوگیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۃ حج میں یہ بیان کیا جائے گا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعاء اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر ونیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہٰذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۃ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ حصہ اول ابتدائے سورۃ سے لے کر رکوع ۳ کے اختتام ﴿نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾ تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔

پہلی عقلی دلیل کا پہلا حصہ: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ...الآیۃ﴾

تخلیق انسانی کا تذکرہ دوسرا حصہ: ﴿وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ ...الآیۃ﴾ زمین ویران ہوتی ہے ہم پانی برساتے ہیں کیسے آباد ہوتی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ...الآیہ﴾ ہر چیز اسی کے سامنے سربسجود ہے۔ لہٰذا وہ متصرف فی الامور ہے۔

دوسرا حصہ: ﴿وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ﴾ سے لے کر رکوع ۵ کے اختتام ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ﴾ تک ہے۔ اس میں نفی شرک فعلی مذکور ہے بمع اقسام کے۔ تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، نذر ونیاز للہ، نذر ونیاز غیر اللہ۔ اس پر بطور دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال وافعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں۔ ﴿وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ ...الآیہ﴾ ... ﴿وَ لْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ﴾ (ع ۴)۔ اللہ کے نام کی نذر ونیاز کا حکم ہے اور ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ﴾ میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے ﴿وَ مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ﴾ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام

احرام یا حرم میں جن اُمور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا ﴿وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ﴾ تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی جو تم نے حرام کئے ہیں وہ حرام نہیں بلکہ جو اللہ نے حرام کیا ہے وہ ہی حرام ہے۔ ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ﴾ سے اجازت جہاد و بشارت فتح ﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ﴾ سے تسلی برائے آنحضرت ﷺ وتخویف دنیوی برائے مشرکین ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ نفی شرک اعتقادی پر دلیل اوّل: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ﴾ نفی شرک اعتقادی پر دلیل دوم: ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا﴾ شرک فعلی کا اعادہ: ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ دونوں مضمونوں کے لئے بمنزلہ دلیل۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے حاجیوں کے لئے اوامر پر، سورۃ ممتاز ہے قرآن کے بیان کرنے والوں پر حملہ کرنے پر ﴿يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ﴾ (آیت ۸۲)

ا۔ قیامت کے دن کی سنگینی کا ایک خاص پہلو

(۳۰۹۲) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا نَزَلَتْ (يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ) قَالَ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاٰدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَاَنْشَاَ الْمُسْلِمُوْنَ يَبْكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنْ تَمَّتْ وَاِلَّا كُمِّلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْاُمَمِ اِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ اَوْ كَالشَّامَةِ فِيْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا قَالَ وَلَا اَدْرِيْ قَالَ الثُّلُثَيْنِ اَمْ لَا۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا۔"

راوی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ سفر کی حالت میں تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا (یعنی قیامت کا دن کون سا ہے) دن ہے لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمائے گا جہنم میں جانے والوں کو وہاں بھیج دو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار کتنے لوگ جہنم میں جانے والے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ہر ایک ہزار میں سے) نو سو ننانوے لوگ جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا (راوی بیان کرتے ہیں) مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حوصلہ رکھو کیونکہ ہر نبوت سے پہلے جاہلیت موجود رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاہلیت کے ان لوگوں کے ذریعے تعداد کو

پورا کر دیا جائے گا اگر یہ مکمل ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ منافقین کے ذریعے اس کو مکمل کیا جائے گا تمہاری اور دوسری اُمتوں کی مثال اسی طرح ہے جیسے کسی جانور کے ہاتھ کے اندرونی حصہ میں گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے یا جس طرح کسی اُونٹ کے پہلو میں کوئی تل ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے تو لوگوں نے تکبیر کہی۔

راوی بیان کرتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں یا نہیں نبی اکرم ﷺ نے دو تہائی کے بارے میں بھی یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

(۳۰۹۳) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فِي السَّيْرِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَهٗ بِهَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ) فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ حَثُّوا الْمَطِيَّ وَعَرَفُوْا اَنَّهٗ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُوْلُهٗ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَيَّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يُنَادِي اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ فَيُنَادِيْهِ رَبُّهٗ فَيَقُوْلُ يَا اٰدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ فَيَقُوْلُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَوَاحِدٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتّٰى مَا اَبْدَوْا بِضَاحِكَةٍ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ بِاَصْحَابِهٖ قَالَ اعْمَلُوْا وَ اَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيْقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ اِلَّا كَثَّرَتَاهُ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ وَبَنِيْ اِبْلِيْسَ قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِيْ يَجِدُوْنَ قَالَ اعْمَلُوْا وَ اَبْشِرُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّامَةِ فِيْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِيْ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے سفر کے دوران لوگ آگے پیچھے تھے نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز میں یہ دو آیات تلاوت کیں۔

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی عظیم چیز ہے۔"

یہ آیت یہاں تک ہے۔ "لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہوگا۔"

جب نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیز کر دیا انہیں یہ اندازہ ہو گیا کہ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرمائیں گے تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو؟ (اس آیت میں جس دن کا تذکرہ ہوا ہے) یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کرے گا اور ان کا پروردگار انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمائے گا اے آدم جہنم میں جانے والوں کو بھجوا دو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار جہنم میں جانے والے کتنے لوگ ہیں؟ تو وہ فرمائے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں جانے والے ہیں اور ایک جنت میں جائے گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) یہ سن کر لوگ مایوس ہو گئے یہاں تک کہ کوئی بھی ہشاش بشاش نہیں رہا جب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم عمل کرتے رہو اور خوشخبری حاصل کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے تمہارے ساتھ دو طرح کی مخلوق ایسی ہے کہ وہ دونوں جس کے ساتھ ہوں اس کی تعداد کو زیادہ کر دیں گے ایک یا جوج ماجوج اور دوسرا اولاد آدم علیہ السلام کے وہ لوگ جو ابلیس کے ماننے والے تھے اور مر چکے ہیں یعنی اس دنیا سے جا چکے ہیں)۔

راوی بیان کرتے ہیں اس پر لوگوں کی پریشانی ختم ہوئی جو لاحق ہو گئی تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ عمل کرتے رہو اور خوشخبری حاصل کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے لوگوں کے درمیان تمہاری مثال اسی طرح ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل ہوتا ہے یا جیسے کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کی طرف گوشت ہوتا ہے۔

سورۃ الحج کے شروع میں ہے۔ یہ تو قیامت کی سنگینی کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا وہ ہے جو درج ذیل حدیثوں میں آیا ہے۔ قیامت کے دن جب آدم علیہ السلام کو حکم ملے گا کہ جہنم کا وفد روانہ کیجئے، اور آدم علیہ السلام دریافت کریں گے کہ اس وفد کی تعداد کیا ہے؟ تو جواب ملے گا کہ ہزار میں ۹۹۹ جہنم میں روانہ کئے جائیں، اور ایک جنت کے لئے علاحدہ کیا جائے، سوچو! اس اعلان کے وقت اہل محشر کا کیا حال ہوگا؟ اس وقت کی ان کی پریشانی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہ بھی قیامت کا ایک زلزلہ ہے! قیامت کے دن یہ کام آدم علیہ السلام سے اس لئے لیا جائے گا کہ وہ سب انسانوں کے باپ ہیں، اور پہلے یہ حدیث گزری ہے کہ سب نیک بد روحیں آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں ہیں، اس لئے وہ سب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ایسا ہی شخص لوگوں کو چھانٹ سکتا ہے۔۔ اور جنت میں اس امت کی تعداد کا ذکر پہلے (حدیث ۲۵۴۳ میں) گزر چکا ہے۔

لغات: قاربوا: تم میانہ روی اختیار کرو، اعتدال پہ رہو سددو تم سیدھے راستے پر استقامت سے رہو۔ **کملت:** میم پر تشدید اس تعداد کو پورا کیا جائے گا۔ **رَقْمة:** جانور کی کہنی کے اندر یعنی اگلے پاؤں کے سیاہ یا سفید داغ راوی کہتے ہیں کہ یہ ایک گول چیز ہوتی ہے جس پر کوئی بال نہیں ہوتے مہر کی طرح (ا) دراع الدابۃ جانور کی کہنی یعنی اگلا پیر شامۃ تل مسا جنب البعیر اُونٹ کے پہلو میں تفاوت بین اصحابہ فی السیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلنے میں آگے پیچھے ہو گئے۔ **حثوا:** دوڑایا تیز کر دیا اکسایا۔ **المعطی:** مطیۃ کی جمع ہے سواریاں سواری والے جانور۔ **ابعث بعث النار:** آپ دوزخ میں جانے والوں کو اٹھایئے۔ **یئس القوم:** لوگ مایوس ہو گئے۔ **ماأبدوا:** ظاہر نہ کر سکے۔ **ضاحکۃ:** ہنسنے کے وقت دکھائی دینے والا دانت۔ **ابشروا:** یہ لفظ سمع یا افعال سے ہے۔ خوش ہو جاؤ۔ **مع خلیقتین:** دو مخلوقوں کے ساتھ الا کثرتاہ مگر یہ کہ وہ دونوں مخلوقیں اس پر غالب رہیں گی۔ **بنی ابلیس:** شیطان کی اولاد یعنی وہ سرکش انسان جو کفر پر ہی مر گئے اس سے شیطان کی اپنی ذریت مراد نہیں سری (صیغہ مجہول) زائل ہو گیا۔ **بعض الذی یجدون:** بعض وہ جس کو وہ پاتے تھے یعنی مایوسی کی کیفیت ختم ہو گئی۔ **ما انتم فی الناس الا کالشامۃ فی جنب البعیر:** دوسری امتوں کے ساتھ تمہاری تعداد ایسی ہے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل ہو۔

۲۔ بیت اللہ کا ایک نام بیت عتیق

(۳۰۹۴) اِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ لِاَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بیت اللہ کا نام) بیت العتیق اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ کوئی ظالم حکمران اس قبضہ نہیں کر سکتا۔

سورۃ الحج (آیت ۳۳) میں بیت اللہ شریف کی صفت عتیق آئی ہے، عتیق کے ایک معنی آزاد کے ہیں، اور عتیق کے ایک معنی: پرانا بھی ہیں، اس معنی کے لحاظ سے بھی بیت اللہ عتیق ہے، کیونکہ یہ زمین پہر پہلا گھر ہے جو اللہ کی بندگی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور ایک معنی لفظ عتیق کے: واجب التکریم بھی ہیں، اس معنی کے اعتبار سے بھی یہ گھر عتیق ہے، غرض مختلف وجوہ سے اس گھر کو عتیق کہا گیا ہے۔

۳۔ کفار کے ساتھ جہاد کا پہلا حکم

(۳۰۹۵) قَالَ لَمَّا اُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ لَيَهْلِكُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ) الْاٰيَةَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا یہ ضرور ہلاکت کا شکار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"جن لوگوں کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے انہیں اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ عنقریب جنگ ہوگی۔

(۳۰۹۶) لَمَّا اُخْرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَجُلٌ اَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ (اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ) النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ.

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا گیا تو ایک صاحب بولے ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ "جن لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے ان کو اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ لوگ جنہیں ناحق طور پر ان کی آبادی (یعنی بستی) سے نکالا گیا ہے۔" اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔

سورۃ الحج کی (آیت ۳۹) ہے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر کفار کی طرف سے بہت ظلم ہوتا تھا کوئی دن ایسا نہ گذرتا جس میں کسی کو زخم یا چوٹ نہ آتی ہو جب مکہ میں مسلمانوں کی تعداد خاصی ہو چکی تھی تو مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کے مقابلے میں جہاد کی اجازت مانگتے

تھے نبی کریم ﷺ جواب میں فرماتے کہ صبر کرو مجھے ابھی تک جہاد کی اجازت نہیں دی گئی یہ سلسلہ دس سال تک اسی طرح چلتا رہا۔
یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنے کی اجازت دے دی گئی چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اس سے پہلے ستر سے زیادہ آیتوں میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔(تفسیر قرطبی ۱۲/۶۶)

مِنْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنُوْنَ

باب ۲۴۔سورۃ المؤمنون کی تفسیر

سورۃ المؤمنون مکیہ: سورۃ الانبیاء کے بعد ۸۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۳ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا﴾ یعنی ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تا کہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۃ مؤمنون کی ابتداء میں ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴾ جو مؤمنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں، نیازیں دینے سے منع فرمایا اب سورۃ مؤمنون میں ترقی کر کے فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں ﴿وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ﴾.

خلاصہ: دلائل کے اعتبار سے یہ سورۃ دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتداء سے لے کر ﴿اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ﴾(ع۵) تک ہے۔
اور دوسرا حصہ ﴿وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ﴾ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔
حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے اُمور ثلاثہ کا بیان ہے۔
امر اول: نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾
امر دوم: شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو ﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ.... وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴾
امر سوم: ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ... تا... وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝﴾ اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں اور چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝... تا... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝﴾ انسانی تخلیق کا سلسلہ ہمارے لئے عقلی دلیل ہے۔

② ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ... تا... تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝﴾ انسانوں کے علاوہ آسمانوں و زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا فرمایا۔

③ ﴿وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً... تا... وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝﴾ یہ تمام چوپائے بھی اُسی اللہ تعالیٰ اکیلے ہی نے پیدا کئے اور دودھ کو پیدا کرنا انسانی عقل کے لئے حیران کن بات ہے۔

دلائل نقلیہ: حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا... تا... وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ﴾ (ع ۲)

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ھود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف ﴿ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا... تا... مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ ﴾ (ع ۳)

تیسری نقلی دلیل اجمالی: ﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا... تا... فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ ھود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسیٰ وھارون علیہما السلام: ﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ... تا... لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ ﴾

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام: ﴿ وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗٓ... الآية ﴾

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم السلام برائے نفی شرک فعلی: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾

حصہ دوم: حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

پہلی عقلی دلیل: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ... تا... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾

دوسری عقلی دلیل: ﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ... الآية ﴾ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ... الآیہ ﴾ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ... الآیہ ﴾ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جسے بچانا چاہے بچا سکتا ہے اور جسے نہ چاہے پھر اُسے کوئی نہیں بچا سکتا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اللہ کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے پکارنے پر مشرک کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ﴾ (آیت ۱۱۷)

② سورۃ ممتاز ہے کہ مشرک کافر سے قیامت کے دن کلام نہ ہوگی ﴿ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ ﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں ٹکے رہو مجھ سے بات نہ کرنا۔

③ سورۃ ممتاز ہے انسان کی پیدائش پر ان الفاظ سے ﴿ فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ﴾ (آیت ۱۴)

ا۔ وہ سات احکام جن پر کوئی پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا

(۳۰۹۷) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وقال اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قال ﷺ اُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ اٰيَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ

الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس طرح آواز محسوس ہوتی تھی جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی ہم رکے رہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی۔ اے اللہ ہمیں مزید عطا کر اور ہمارے لیے کمی نہ کر تو ہمیں عزت عطا کر ہمیں ذلت کا شکار نہ کرنا ہمیں عطا کر ہمیں محروم نہ رکھنا ہمیں غالب کر دے ہمیں مغلوب نہ کرنا ہمیں راضی کر دے اور ہم سے بھی راضی ہو جا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔
"اہل ایمان کامیاب ہوگئے۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلی دس آیات تلاوت کیں۔"

سورۃ المؤمنین کے شروع میں گیارہ آیتیں ہیں، ان میں سات احکام ہیں، اگر ان پر کوئی شخص پورا پورا عمل کرے تو جنت میں جائے گا۔ وہ اوصاف یہ ہیں: (۱) نماز میں خشوع کرنا۔ (۲) لغو اور بے فائدہ کاموں سے اعراض کرنا۔ (۳) اگر زکوۃ فرض ہو تو اسے ادا کرنا۔ (۴) ناجائز جگہ سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔ (۵) امانت کا حق ادا کرنا۔ (۶) عہد کو پورا کرنا۔ (۷) پابندی سے نماز ادا کرنا۔

۲۔ فردوس: جنت کا سب سے بلند درجہ ہے

(۳۰۹۸) اَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ ابْنُهَا الْحَارِثُ بْنُ سُرَاقَةَ اُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ اَخْبِرْنِي عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ اَصَابَ خَيْرًا احْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ وَاِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ اجْتَهَدْتُ فِي الدُّعَاءِ فقال النَّبِيُّ ﷺ يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جَنَّةٌ فِي جَنَّةٍ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُهَا وَاَفْضَلُهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کا بیٹا حارث بن سراقہ غزوہ بدر میں شہید ہوا تھا اسے ایک نامعلوم تیر لگا تھا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں اگر تو وہ بھلائی تک پہنچ گیا ہے تو میں ثواب کی امید رکھوں اور صبر سے کام لوں اور اگر وہ بھلائی تک نہیں پہنچ پایا تو پھر میں اس کے بھرپور دعا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام حارثہ وہ جنت میں ایک باغ ہے تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ تک پہنچ گیا ہے اور فردوس کا بلند ٹیلہ ہے یہ اس کا بالائی اور سب سے بہترین حصہ ہے۔

سورۃ المؤمنین کی (آیت ۱۱) میں فردوس کا ذکر آیا ہے، اس کے معنی ہیں: مکمل لوازم والا باغ، سرسبز وشاداب باغ (مذکر ہے مگر کبھی مؤنث بھی آیا ہے) یہ لفظ معرب ہے، اور تمام زبانوں میں معروف ہے، اور جنت عدن ہمیشہ رہنے کا باغ اور جنت کا سب سے بلند درجہ۔

۳۔ بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے مؤمنین

(۳۰۹۹) اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ) قَالَتْ عَآئِشَةُ اَهُمُ الَّذِیْنَ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَابِنْتَ الصِّدِّیْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْهُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔"اور وہ لوگ جو (اللہ کی راہ میں جتنا ہو سکتا ہے) اتنا دیتے ہیں اور پھر بھی ان کے دل ڈر رہے ہوں گے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کیا یہ وہ لوگ ہوں گے جو پہلے شراب پیا کرتے تھے اور چوری کیا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صدیق کی بیٹی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھیں گے روزے رکھیں گے صدقہ کریں گے اور نہیں یہ ڈر ہوگا کہ شاید ان کا یہ عمل قبول نہیں ہوگا یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائی میں سبقت لے جاتے ہیں۔

سورۃ المؤمنین (آیات ۵۷۔۶۱) میں بھلائی کی طرف دوڑنے والے مؤمنین کا تذکرہ ہے، ان کے حالات میں خاص طور پر چار باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

نیک لوگوں کی ایک صفت: قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگ وہ ہیں جو دین کے کام کر کے بھی اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں کہ ہمارا یہ عمل اللہ کے ہاں قبول ہوا ہے یا نہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کو یہ فکر لگ جائے تو یہ اس کے عمل کے قبول ہونے کی علامت ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عمل کر کے اتنا ڈرتے ہیں کہ تم برے عمل کر کے بھی اتنا نہیں ڈرتے

۴۔دوزخ میں کافر کے ہونٹوں کا حال

(۳۱۰۰) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (وَهُمْ فِیْهَا كَالِحُوْنَ) قَالَ تَشْوِیْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعَالِیَةُ حَتّٰی تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهٖ وَتَسْتَرْخِیْ شَفَتُهُ السُّفْلٰی حَتّٰی تَضْرِبَ سُرَّتَه.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں آگ انہیں بھون دے گی اور ان کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان میں پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔"

سورۃ المؤمنون (آیت ۱۰۴) میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جن کا پلڑا ہلکا ہوگا، فرمایا:

﴿تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝﴾

"ان کے چہروں کو آگ جھلسے گی، اور وہ اس میں بگڑے ہوئے منہ والے ہوں گے۔"

ان حدیث سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں کافر انتہائی بدشکل ہوگا اس کے دانت کھلے ہوں گے اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف کے قریب تک آ جائے گا اور اب اسے کسی سے بولنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: ان کا نام یہ ہے کہ سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ لیکن نام سے زیادہ اپنی کنیت یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مشہور ہیں۔ غزوہ احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے والد شریک ہوئے اور اسی میں وہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث سنیں اور پھر انہیں روایت کیا بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین نے ان سے اخذ حدیث کیا۔

والد کی شہادت کے بعد معاشی لحاظ سے مشکلات پیش آئیں تو اس سلسلے میں بات کرنے کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من استغنى اغناه الله ومن يستعف يعفه الله.

"جو شخص مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتے ہیں اور جو شخص برائی سے بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے برائی سے بچا دیتے ہیں۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں واپس آ گیا۔ آپ کی وفات سن ۶۴ ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں ہی جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (الاصابۃ ۳/۶۵ حرف السین)

وَمِنْ سُوْرَةِ النُّوْرِ

باب ۲۵۔ سورۃ النور کی تفسیر

سورۃ النور مدنیہ: سورۃ الحشر کے بعد ۱۰۲ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۴ نمبر پر ہے

ربط: سورۃ المؤمنون کے آخر میں ہے ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ ہم نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا بلکہ ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا... الآیہ﴾ ہم نے احکام مقرر کیے ہیں۔

نوٹ: اس سورۃ کا مقصد فحشاء (بے حیائی) کو دور کرنا (انوار التبیان)۔

ربط اسمی: سورۃ المؤمنون کی ابتداء میں فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ یعنی ایمان والے کامیاب ہوں گے اور سورۃ نور میں ہے ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

سابقہ سورۃ میں دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت کیا گیا تمام صفات کارسازی، حاجت روا مشکل کشا مافوق الاسباب تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جو بطور خلاصہ فرمایا ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ... تا... اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ اب سورۃ نور میں مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اُٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپ کا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس جھوٹی تہمت سے برأت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین

نے آپ ﷺ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ: سورۃ نور کے دو حصے ہیں:

پہلا حصہ ابتدائے سورۃ سے لے کر رکوع ۷ کے آخر ﴿وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ تک ہے۔

تمہید ترغیب الی القرآن ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا...الآیہ﴾ چار احکام کا ذکر زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا...الآیہ﴾ زانی اور زانیہ کی سزا ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً...الآیہ﴾ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ...الآیہ﴾ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے والوں کی سزا ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ...الآیہ﴾ اپنی بیویوں پر تہمت لگانے والوں کا حکم۔ اس کے بعد تہمت لگانے والے، معمولی حصہ لینے والے، سن کر خاموش رہنے والوں پر زجریں وغیرہ ہیں۔

اصلاحِ معاشرہ کے لئے چھ قوانین کا ذکر ہے:

قانونِ اوّل: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا...الآية﴾ جب کسی کے گھر داخل ہونے لگو تو بلا اجازت نہیں داخل ہونا۔

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا...الآية﴾ جو غیر رہائشی گھر ہوں، دکانیں، ہوٹل وغیرہ ان میں اجازت کی ضرورت نہیں۔ آج کل رہائشی ہوٹل ہیں ان میں بلا اجازت داخل نہ ہونے کا ہے۔ (ظل)

قانونِ دوم: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ...الآية﴾ مردوں کو نظروں کی حفاظت کا حکم ہے۔ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ...الآیہ﴾

عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں: ① نظر کی حفاظت۔ ② شرمگاہوں کی حفاظت۔ ③ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ...الآیہ﴾ اپنی زینت اور بدن کو قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ مثلاً اپنے محرموں کے سامنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کھلے رکھ سکتی ہیں: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔ الآیہ﴾ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیوروں کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں۔

چوتھا قانون: ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى...الآیہ﴾ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔

پانچواں قانون: ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ...الآیہ﴾ تمہارے غلام اور باندیاں مکاتبت۔ مکاتبۃ کہتے ہیں غلام اور باندی کے مولیٰ (سردار) انہیں کہے اتنی دو اور تم آزاد ہو (ظل) چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انہیں مکاتب کر دو۔

چھٹا قانون: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ...الآیہ) اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے۔

دعویٰ توحید: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...الآیہ﴾ سے دعویٰ توحید کو ایک مثال سے سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی کارسازی سے یہ نظام دنیا چل رہا ہے۔

دلیل نقلی بر توحید: ﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارنے والوں اور معبودانِ باطل کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔

16
16

ایک شبہ کا جواب: ﴿وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ کَسَرَابٍ...الآیۃ﴾

شبہ: مشرک بھی تو اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں؟ جواب: مشرک ساتھ شرک بھی کرتا ہے اس لئے اس کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ...الآیہ﴾ زمین وآسمان میں اللہ کی تسبیحات ہوتی ہیں پرندے بھی صفیں بنائے اللہ پاک کی تسبیح کرتے ہیں۔

② ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا﴾ بادلوں کو اکٹھا کرنا اور بارش برسانا اللہ کا کام ہے۔

③ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ...الآیہ﴾ ایک قطرہ سے جاندار کو پیدا کیا۔

حصہ دوم: دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾

اصلاحِ معاشرہ کے لئے تین قوانین:

① ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ...الآیۃ﴾ اوقاتِ استراحت میں باشعور بچوں اور بڑوں کو اندر بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔ عموماً ان اوقات میں لباس معمولی سا پہنا جاتا ہے۔

② ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ...الآیۃ﴾ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ معمولی لباس میں رہیں زیادہ اہتمامِ پردہ کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں ہاں البتہ احتیاط کریں تو بہتر ہے۔

③ ﴿لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ...الآیۃ﴾ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جا سکتے ہو۔ مزید تفصیل کے لئے تفسیر جواہر القرآن دیکھیں تیسرے قانون کی تفصیل وہاں موجود ہے۔

مؤمنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے مؤمنین اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں باد اور ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور سے اجازت لے کر جاتے ہیں۔

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ﴾ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی: نیز ادبِ رسول ﷺ کی تعلیم ہے ﴿قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ...الآیہ﴾ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور ﷺ اجازت لے کر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے۔

﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...الآیۃ﴾ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

امتیازات: ① اس سورت کا امتیاز ہے کہ اس میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا ذکر ہے۔ اٹھارہ آیات پاکدامنی پر نازل ہوئیں۔

) سورۃ ممتاز ہے مردوں عورتوں کو پردہ کا حکم ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ...الآیہ... وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾

۱۔ زنا انتہائی درجہ کی برائی ہے: اس لئے حرام ہے

(۳۱۰) کَانَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ مَرْثَدُ بْنُ اَبِیْ مَرْثَدٍ وَّکَانَ رَجُلًا یَحْمِلُ الْاَسْرٰی مِنْ مَکَّةَ حَتّٰی یَأْتِیَ بِهِمُ الْمَدِیْنَةَ قَالَ

وَكَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِيٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ وَّكَانَتْ صَدِيْقَةً لَّهٗ وَاِنَّهٗ كَانَ وَعَدَ رَجُلًا مِّنْ اُسَارٰى مَكَّةَ يَحْمِلُهٗ قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى ظِلِّ حَائِطٍ مِّنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقٌ فَاَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّيْ بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ اِلَيَّ عَرَفَتْهُ فَقَالَتْ مَرْثَدٌ فَقُلْتُ مَرْثَدٌ فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللهُ الزِّنَا قَالَتْ يَا اَهْلَ الْخِيَامِ هٰذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ اَسْرَاكُمْ قَالَ فَتَبِعَنِيْ ثَمَانِيَةٌ وَّسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ اِلٰى كَهْفٍ اَوْغَارٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءُوْا حَتّٰى قَامُوْا عَلٰى رَاْسِيْ فَبَالُوْا فَظَلَّ بَوْلُهُمْ عَلٰى رَاْسِيْ وَاَعْمَاهُمُ اللهُ عَنِّيْ قَالَ ثُمَّ رَجَعُوْا وَرَجَعْتُ اِلٰى صَاحِبِيْ فَحَمَلْتُهٗ وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيْلًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى الْاِذْخِرِ فَفَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهٗ فَجَعَلْتُ اَحْمِلُهٗ وَيُعْيِيْنِيْ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنْكِحُ عَنَاقًا فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ (الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْمُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْمُشْرِكٌ وَّحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَا مَرْثَدُ (الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْمُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْمُشْرِكٌ) فَلَا تَنْكِحْهَا.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک شخص تھا جس کا نام مرثد بن ابو مرثد تھا وہ ایک ایسا شخص تھا جو مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لاکر مدینہ منورہ لایا کرتا تھا مکہ میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا وہ اس شخص کی سہیلی تھی ایک مرتبہ اس شخص نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص کے ساتھ طے کیا کہ وہ اسے سوار کر کے لے جائے گا مرثد بیان کرتے ہیں میں آیا اور مکہ کی ایک دیوار کی اوٹ میں ٹھہر گیا یہ چاندنی رات تھی اسی دوران عناق وہاں آئی اس نے دیوار کے پہلو میں میرا ہیولی دیکھا جب وہ مجھ تک پہنچی تو پہچان گئی وہ بولی مرثد ہو؟ میں نے کہا میں مرثد ہوں وہ بولی خوش آمدید آؤ آج رات ہمارے ہاں ٹھہرو مرثد بیان کرتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے والو یہ شخص تمہارے قیدیوں کو لاد کر لے جائے گا حضرت مرثد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آٹھ آدمی میرے پیچھے لگے میں خندمہ (پہاڑ کی طرف) بھاگا اور ایک غار تک پہنچ گیا اور اس میں داخل ہو گیا وہ لوگ بھی آئے وہ لوگ آ کر میرے سر پر کھڑے ہو گئے انہوں نے وہاں پیشاب کیا ان کا پیشاب میرے سر پر آ کر گرا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں میری طرف سے اندھا کر دیا مرثد بیان کرتے ہیں وہ لوگ واپس چلے گئے میں اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا میں نے اسے (سواری پر) لادا وہ ایک بھاری بھرکم شخص تھا میں اسے لے کر اذخر آیا میں نے وہاں اس کی بیڑیاں کھولیں اور اسے سوار کیا اس نے مجھے تھکا دیا یہاں تک کہ میں مدینہ منورہ آیا تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں عناق کے ساتھ شادی کرلوں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا آپ ﷺ خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"زنا کرنے والا مرد صرف زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے ساتھ شادی کرسکتا ہے اور زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا مرد یا مشرک مرد شادی کرے یہ بات اہل ایمان کے لیے حرام قرار دی گئی ہے (کہ وہ ایسی عورت کے ساتھ) شادی کریں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: اے مرصد زنا کرنے والا مرد صرف زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت کے ساتھ شادی کرسکتا ہے اور زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا مرد یا مشرک شادی کرسکتے ہیں لہٰذا تم اس عورت کے ساتھ شادی نہ کرو۔

سورۃ النور کی تیسری آیت ہے: اس آیت کے شان نزول میں روایت آئی ہے۔

تشریح: اس آیت میں زنا کی انتہائی برائی بیان کی گئی ہے، مسئلہ بیان نہیں کیا گیا، لا ینکح اور لا ینکحھا: فعل مضارع منفی ہیں، فعل نہی نہیں ہیں، یعنی ایک بات کی خبر دی گئی ہے، ممانعت نہیں کی گئی۔ اور آیت کا حاصل یہ ہے کہ زنا اس قدر برا کام ہے کہ بدکار کی رغبت نیک عورت کی طرف نہیں ہوتی نہ بدکار عورت کی طرف نیک آدمی کی رغبت ہوتی ہے، چنانچہ زنا مؤمنین پر حرام کیا گیا، اور اس کی روک تھام کے لئے وہ سزا تجویز کی گئی جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے۔

زنا کے متعلق آیت کی تشریح جمہور فقہاء امت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے نکاح کرانے کے واقعات ثابت ہیں چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتوی نقل کیا ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت: وحرم ذلک علی المؤمنین میں ذلک سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

(۱) بعض مفسرین کے نزدیک ذلک کا اشارہ زنا کی طرف ہے مطلب یہ ہیکہ جب زنا ایسا خبیث فعل ہے تو اس لیے اسے مؤمنین پر حرام کردیا گیا معنی کے اعتبار سے اس تفسیر پر کوئی اشکال نہیں رہتا لیکن ذلک سے زنا مراد لینا کسی قدر بعید ضرور ہے۔

(۲) بعض مفسرین نے ذلک کا اشارہ زانی وزانیہ اور مشرک ومشرکہ کے نکاح کی طرف قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مشرک عورت کا نکاح مسلمان مرد سے اور مشرک مسلمان عورت کا نکاح حرام ہے یہ حکم قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی ثابت ہے اور تمام امت کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے۔

اور زانی مرد سے پاکدامن عورت کا نکاح یا زانیہ عورت سے پاکدامن مرد کا نکاح حرام ہونا جو اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے یہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ پاکدامن مرد زانیہ عورت سے نکاح کر کے اس کو زنا سے نہ روکے۔

مسئلہ: مشرک مرد وزن سے نکاح کسی حال میں جائز نہیں، اور نیک آدمی کا زانیہ کے ساتھ، اور نیک عورت کا زانی کے ساتھ، اور زانی اور زانیہ کا باہمی نکاح جائز ہے، صحابہ کا ایسی عورتوں سے نکاح کرنا ثابت ہے، اور اگر ذلک (اسم اشارہ بعید) کا مشار الیہ نکاح کو بنایا جائے تو یہ ممانعت از قبیل مشورہ ہوگی۔

لغات: اسری: اسیر کی جمع ہے، قیدی۔ امراۃ بغی: یعنی زنا کار عورت۔ لیلۃ مقمرۃ: چاندنی رات سواد ظلی میرے سائے کی سیاہی یعنی میری ذات۔ کو فبت عندنا: ہمارے پاس رات گذرائیے۔ الخَنْدمۃ: مکہ کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ کھف غار عماھم اللہ عنی: اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھے دیکھنے سے اندھا کردیا۔ رجل ثقیل: کافی بھاری آدمی۔ اذخر: مقام یعنی یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ فککت عنہ: میں نے اس سے (بیڑیاں) کھول دیں میں نے اسے چھڑوایا یعنی آزاد کیا۔ اکبل: کبل کی جمع ہے بیڑیاں ہتھکڑیاں۔

———✻———

۲۔ آیات لعان کا شان نزول

(۳۱۰۲) قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي اِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِي اِلٰى مَنْزِلِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيلَ لِي اِنَّهُ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِي فَقَالَ لِيَ ابْنَ جُبَيْرٍ ادْخُلْ مَا جَآءَ بِكَ اِلَّا حَاجَةٌ قَالَ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةَ رَحْلٍ لَهُ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ اَحَدَنَا رَاٰى امْرَاَتَهُ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيمٍ وَّاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى اَمْرٍ عَظِيمٍ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ الَّذِي سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۗءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ) حَتّٰى خَتَمَ الْاٰيَاتِ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ وَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مصعب بن زبیر کی حکومت کے زمانے میں لعان کرنے والوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا گیا کیا ان کے درمیان علیحدگی کردی جائے گی؟ تو مجھے سمجھ نہیں آیا کہ میں کیا جواب دوں؟ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر گیا میں نے ان کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو مجھے بتایا گیا وہ آرام فرمارہے ہیں انہوں نے میری آواز سنی انہوں نے وہیں سے مجھے آواز دی اے ابن جبیر رضی اللہ عنہ اندر آجاؤ تم اس وقت کسی کام سے ہی آئے ہو گے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اندر داخل ہوا تو وہ کجاوے کے نیچے بچھایا جانے والا ٹاٹ زمین پر بچھا کر اس پر لیٹے ہوئے تھے میں نے دریافت کیا اے ابوعبدالرحمٰن کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کردی جائے گی؟ تو انہوں نے کہا سبحان اللہ ہاں اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے سوال کیا تھا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ ایک شخص اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگر وہ اس بارے میں بات کرتا ہے تو وہ بہت بڑا الزام لگاتا ہے اور اگر وہ خاموش رہتا ہے تو بہت بڑی بات پر خاموش رہتا ہے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ خاموش رہے آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد وہ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی میں نے آپ ﷺ سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا تھا میں اس میں مبتلا ہو گیا ہوں (راوی بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی یہ آیات نازل کیں۔ "وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ کے طور پر صرف ان کی اپنی ذات ہوتی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تمام آیات کی تلاوت کی۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیات تلاوت کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکا ہے اس نے عرض کی نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے اس عورت کے بارے میں جھوٹ نہیں بولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی طرف رخ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلے میں آسان ہے تو وہ عورت بولی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس شخص نے ٹھیک نہیں کہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا اور اس مرد نے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس بات کی گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی طرف رخ کیا تو اس عورت نے بھی چار مرتبہ اس بات کی گواہی دی کہ وہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو اگر مرد نے سچ کہا ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی۔

(۳۱۰۳) اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ السَّحْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰى اَحَدُنَا رَجُلًا عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَيَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا فَحَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ وَّالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّيْ لَصَادِقٌ وَّلَيُنْزِلَنَّ فِيْ اَمْرِيْ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ) فَقَرَاَ حَتّٰى بَلَغَ (وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ) قَالَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ (اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ) قَالُوْا لَهَا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّاَتْ وَنَكَسَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ السَّحْمَاءِ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَاْنٌ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس کے شریک بن سحماء کے ساتھ (ناجائز تعلقات ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ثبوت پیش کرو ورنہ تم پر حد جاری ہوگی راوی بیان کرتے ہیں حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو بیوی کے ساتھ دیکھتا ہے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے چل پڑے گا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے یا ثبوت پیش کرو ورنہ تم پر حد جاری کی جائے گی ہلال نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں سچ کہہ رہا ہوں اور میرے اس معاملے کے بارے میں ضرور کوئی حکم نازل ہوگا جس کی وجہ سے مجھ پر حد جاری نہیں ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ کے طور پر صرف ان کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ آیات تلاوت کی اور یہاں تک کی۔"

اور پانچویں مرتبہ (وہ عورت یہ کہے گی) اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ ﷺ مڑے پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کو بلایا وہ دونوں آئے پھر ہلال بن امیہ کھڑے ہوئے انہوں نے گواہی دی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے تو تم دونوں میں سے کون توبہ کرنا چاہے گا؟ پھر وہ خاتون کھڑی ہوئی اس نے بھی گواہی دی جب وہ اس مقام پر پہنچی پانچویں مرتبہ (وہ عورت یہ کہے گی) کہ اس پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچا ہے تو لوگوں نے اس عورت سے کہا یہ چیز عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ عورت ہچکچائی اس نے اپنا سر جھکالیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اب وہ اپنی بات سے رجوع کرے گی لیکن اس عورت نے کہا میں اپنی قوم کو کبھی رسوائی کا شکار نہیں کروں گی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس عورت کا دھیان رکھنا اگر اس نے سیاہ آنکھوں بھاری کولہوں اور موٹی رانوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کی اولاد ہوگا (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس عورت نے ایسے ہی بچے کو جنم دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اس بارے میں اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو ہمارا اس کے ساتھ سلوک مختلف ہوتا (یعنی ہم اس پر حد جاری کر دیتے

سورۃ النور کی آیت ۴ میں زنا کی تہمت لگانے کا حکم بیان ہوا ہے کہ تہمت لگانے والا چار عینی گواہ پیش کرے ورنہ اس پر حد قذف لگائی جائے، یہ حکم عام لوگوں کے حق میں ممکن العمل ہے کیونکہ زنا دیکھنے والے کو اگر چار گواہ میسر نہ ہوں گے تو وہ خاموش رہے گا، اور حد قذف سے بچ جائے گا مگر شوہر کا معاملہ اس سے مختلف ہے، زنا تنہائی میں ہوتا ہے، اور شوہر اپنے گھر کے احوال سے واقف ہوتا ہے، اور اس کے سامنے ایسے قرائن آتے ہیں جو دوسروں کے سامنے نہیں آتے، اور نہ اس کی غیرت یہ بات گوارہ کر سکتی ہے کہ اپنی بیوی کے زنا پر چار گواہ بنائے، پس اس خانگی معاملہ پر شوہر سے گواہ کیسے طلب کیے جا سکتے ہیں؟ پھر زمانہ نبوت میں حد قذف کا حکم نازل ہونے کے بعد یکے بعد دیگرے ایسے دو واقعے پیش آئے جن میں شوہروں نے اپنی بیویوں کو غیر مرد کے ساتھ بد فعلی کرتے ہوئے دیکھا، اور انھوں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو سورۃ النور کی آیات (۶-۹) نازل ہوئیں، اور شوہر کا حکم عام لوگوں کے حکم سے علاحدہ کر دیا گیا، یہی آیات لعان ہیں۔ آیات لعان کس کے متعلق نازل ہوئیں۔

اشکال: ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیات حضرت ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور حضرت سہل بن سعد کی روایت جس کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے **وفی ال عن سھل بن سعد** سے اشارہ کیا ہے اور یہ بخاری کی روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات حضرت عویمر عجلانی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیات لعان کا نزول تو در حقیقت حضرت ہلال بن امیہ کے قصہ سے متعلق ہے البتہ بعد میں حضرت عویمر کے ساتھ بھی چونکہ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیات کا فیصلہ ان کو بھی پڑھ کر سنایا اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ہلال کے قصہ میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں فنزل جبرائیل، جبکہ حضرت عویمر کے واقعہ میں الفاظ حدیث یوں ہیں: "**قد انزل الله فيك**" جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی طرح ایک واقعہ میں اس کا حکم

نازل ہوا ہے (یہ آیات کب نازل ہوئیں؟ اس کے بارے میں ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن حبان کی رائے ہے کہ ماہ شعبان ۹ ھجری میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ان آیات کا نزول غزوہ تبوک کے بعد سن ۱۰ ہجری میں ہوا ہے۔ (فتح الباری ۹/ ۳۹۷)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ

(۳۱۰۴) قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رسول الله ﷺ فِيَّ خَطِيْبًا فَتَشَهَّدَ وَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِي اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِيْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَاَبَنُوْا بِمَنْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِيْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَّلَا غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ ائْذَنْ لِيْ يَا رسول اللهِ اَنْ اَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ ابْنِ ثَابِتٍ مِّنْ رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فقال كَذَبْتَ اَمَا وَاللهِ اَنْ لَوْ كَانُوْا مِنَ الْاَوْسِ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ تُضْرَبَ اَعْنَاقُهُمْ حَتّٰى كَادَ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ فلما كان مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ وَمَعِيْ اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ فقالت تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لها اَيْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فقالت تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا اَيْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا اَيْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا اَسُبُّهٗ اِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِيْ اَيِّ شَيْءٍ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللهِ.

لَقَدْ رَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ وَكَاَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهٗ لَمْ اَخْرُجْ لَا اَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَّلَا كَثِيْرًا وَّوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَرْسِلْنِيْ اِلٰى بَيْتِ اَبِيْ فَاَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُّ اُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَاُ فَقَالَتْ اُمِّيْ مَا جَآءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ قالت فَاَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ فَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّيْ قالت يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِيْ عَلَيْكِ الشَّاْنَ فَاِنَّهٗ واللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا فاذا هي لم يَبْلُغْ منها ما بَلَغَ مِنِّيْ قالت قلت وقد عَلِمَ به اَبِيْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ ابو بَكْرٍ صَوْتِيْ وهو فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَاُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّيْ مَا شَاْنُهَا قالت بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَاْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فقال اَقْسَمْتُ عليكِ يَا بُنَيَّةُ الا رَجَعْتِ اِلٰى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ. ولقد جَآءَ رسول الله ﷺ بَيْتِيْ فَسَاَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فقالت لا واللهِ مَا عَلِمْتُ عليها عَيْبًا اِلَّا انها كانت تَرْقُدُ حتى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَتَهَا اَوْ عَجِيْنَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بعض اصحابه فقال اَصْدِقِيْ رسول الله ﷺ حتى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ واللهِ ما عَلِمْتُ عَلَيْهَا الا ما يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ.

فَبَلَغَ الْاَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الذي قِيْلَ لَهٗ فقال سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ ما كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى قَطُّ قالت عائشةُ فقتل شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حتى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَقَدْ صَلّٰى

الْعَصْرَ ثم دخل وَقَدِ اكْتَنَفَنِي اَبَوَايَ عَنْ يَّمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي فَتَشَهَّدَ النَّبِيُّ ﷺ وَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَآئِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْٓءًا او ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ اِلَى اللهِ فَاِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَالْتَفَتُّ الى اَبِيْ فقلتُ اَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّيْ فقلتُ اَجِيْبِيْهِ قَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا قَالَتْ فَلَمَّا لَمْ يُجِيْبَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللهَ وَاَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَا وَاللهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ لَمْ اَفْعَلْ وَاللهُ يَشْهَدُ اِنِّيْ لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِيْ عِنْدَكُمْ لِيْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ وَاُشْرِبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ اِنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ وَاللهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ اِنَّهَا قَدْ بَاۗءَتْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهَا وَاِنِّيْ وَاللهِ مَا اَجِدُ لِيْ ولكم مَثَلًا قَالَتْ وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ (فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ).

قَالَتْ وَاَنْزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَلَيْهِ وَاِنِّيْ لَاَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِيْنَهٗ وَيَقُوْلُ الْبُشْرٰى يَا عائشةُ فقد اَنزَلَ اللهُ بَرَائَتَكِ قَالَتْ فَكُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِيْ اَبَوَايَ قُوْمِيْ اليه فَقُلْتُ لَا وَاللهِ لَا اَقُوْمُ اليهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ وَلَا اَحْمَدُ كُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللهَ الذی اَنْزَلَ بَرَائَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فما اَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ.

وكَانَتْ عَائشةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِيْنِهَا فلم تَقُلْ اِلَّا خَيْرًا وَّاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وكَانَ الذی يَتَكَلَّمُ فيه مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسُوْسُهٗ وَيَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ منهم هوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللهُ تعالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ) اِلٰى اٰخِرِ الاية يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ (اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ) يعنی مِسْطَحًا الٰى قوله (اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میرا واقعہ لوگوں میں مشہور ہوا تو مجھے اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد ایسے لوگوں کے بارے میں تم لوگ مجھے مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی پر الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی بری بات نہیں دیکھی اور انہوں نے جس شخص کے بارے میں الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی بری بات نہیں دیکھی اور انہوں نے جس شخص کے بارے میں الزام لگایا ہے اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں کبھی کسی برائی کو نہیں جانتا وہ کبھی بھی میرے گھر میں میری عدم موجودگی میں نہیں آیا جب میں کسی سفر کی وجہ سے گھر میں موجود نہیں تھا تو میرے ساتھ وہ بھی (مدینہ منورہ سے) غیر موجود تھا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیں میں ان لوگوں کی گردن اڑا دوں تو خزرج قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا حسان بن ثابت کی والدہ اسی قبیلے

سے تعلق رکھتی تھیں وہ شخص بولا تم غلط کہہ رہے ہو اللہ کی قسم اگر ان لوگوں کا تعلق اوس قبیلے سے ہوتا تو تم نے کبھی یہ آرزو نہیں کرنی تھی کہ تم ان کی گردنیں اڑا دو (راوی کہتے ہیں) یہاں تک کہ قریب تھا اوس اور خزرج قبیلے کے درمیان مسجد میں ہی لڑائی شروع ہوجائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا اس دن شام کے وقت میں اور ام مسطح باہر نکلیں (یعنی رفع حاجت کے لیے) درمیان میں ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو ان کے منہ سے نکلا مسطح ہلاک ہوجائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے ان سے کہا یہ کیا بات ہوئی آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو وہ خاموش رہیں پھر انہیں دوبارہ ٹھوکر لگی تو انہوں نے پھر یہ کہا مسطح برباد ہوجائے تو میں نے ڈانٹا میں نے ان سے کہا اے امی جان آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو وہ خاموش رہیں پھر انہیں ٹھوکر لگی تو انہوں نے پھر یہ کہا مسطح برباد ہوجائے میں نے پھر انہیں ڈانٹا تو پھر میں نے ان سے کہا اے امی جان آپ اپنے بیٹے کو برا کہہ رہی ہیں؟ تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں اسے صرف تمہاری وجہ سے برا کہہ رہی ہوں میں نے دریافت کی میں نے کیا: کیا مطلب؟ تو انہوں نے سارا واقعہ مجھے سنایا میں نے کہا کیا ایسا ہو چکا ہے انہوں نے جواب دیا جی ہاں اللہ کی قسم میں اپنے گھر میں واپس آئی اور میں جس مقصد کے لیے باہر نکلی تھی اس کی مجھے ذرا بھی ضرورت نہ رہی پھر مجھے بخار ہوگیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ایک لڑکا بھیج دیا میں جب (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے) گھر میں داخل ہوئی تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نیچے تھیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اوپر قرآن پڑھ رہے تھے (والدہ نے) دریافت کیا بیٹی کیسے آئی ہو؟ تو میں نے ان کے سامنے پورا واقعہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا یہ لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے انہیں بھی اس سے بہت تکلیف ہوئی اسی طرح جیسے مجھے ہوئی تھی انہوں نے مجھ سے کہا میری بیٹی گھبرانا نہیں اللہ کی قسم جو بھی عورت اپنے شوہر کو اچھی لگتی ہو وہ مرد اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو عورتیں اس سے حسد کرتی ہیں اور ایسی عورت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کا مطلب تھا کہ اس کا اتنا افسوس انہیں نہیں ہوا جتنا مجھے ہوا تھا میں نے دریافت کیا کیا میرے والد بھی اس بارے میں جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب جی ہاں میں نے دریافت کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں اور اس پر مجھے اور زیادہ افسوس ہوا اور میں رونے لگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن لی وہ اس وقت گھر کے اوپری حصے پر موجود تھے اور تلاوت کر رہے تھے وہ نیچے اترے انہوں نے میری والدہ سے دریافت کیا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کے بارے میں جو بات مشہور ہوئی ہے وہ اسے پتہ چل گئی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے انہوں نے فرمایا اے میری بیٹی میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ تو میں واپس آگئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خادمہ سے میرے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا مجھے ان میں صرف ایک عیب کا علم ہے کہ یہ صرف (آٹا گوندھ کر) سو جاتی ہیں اور بکری آکر اس آٹے کو کھا جاتی ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ استعمال ہوا ہے) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نے اس خادمہ کو ڈانٹا اور بولے تم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچی بات کہنے کو انہوں نے اس خادمہ کو برا بھلا کہا تو وہ خادمہ یہی بولی اللہ کی ذات پاک ہے اللہ کی قسم میں ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں وہی علم رکھتی ہوں جو سنار خالص اور سرخ سونے کے بارے میں رکھتا ہے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی) ہیں جن

صاحب کے بارے میں یہ الزام لگایا گیا جب ان تک یہ بات پہنچی تو وہ یہ بولے سبحان اللہ میں نے کبھی بھی کسی عورت کا ستر بے پرد
نہیں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بعد میں وہ صاحب اللہ کی راہ میں شہید ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اگلے
دن میرے والدین میرے ہاں آ گئے اور وہ سارا دن میرے پاس رہے وہ میرے پاس ہی موجود تھے جب عصر کے بعد آپ ﷺ
بھی تشریف لے آئے میرے والدین اس وقت میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد
اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر تم نے برائی کا ارتکاب کیا ہے یا اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو تم اللہ سے توبہ کرو کیونکہ
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس دوران ایک انصاری عورت آ کر دروازے پر بیٹھ
گئی وہ (اندر آنے کی اجازت کی طلبگار تھی) میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ کو اس عورت کا خیال نہیں ہے؟ کہ یہ کسی کو کہہ دے گی
لیکن آپ ﷺ نے وعظ ونصیحت جاری رکھی تو میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے انہیں کہا آپ انہیں جواب دیں انہوں
نے فرمایا میں کیا جواب دوں؟ میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور میں نے کہا آپ انہیں جواب دیں تو انہوں نے کہا میں کیا
جواب دوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ان دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا میں نے اللہ تعالیٰ کی
اس کی شان کے مطابق حمد وثناء بیان کی اور پھر میں نے کہا اللہ کی قسم اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے ایسا نہیں کیا اور اللہ
تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہی ہوں تو آپ لوگوں کے سامنے یہ بات میرے لیے فائدہ مند نہیں ہوگی کیونکہ بات آپ لوگوں سے
کی جا چکی ہے اور وہ آپ کے دلوں کے اندر اتر گئی ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ایسا
نہیں کیا تو آپ لوگ کہیں گے تم نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے (میں نے کہا) اللہ کی قسم مجھے اپنے لیے اور آپ کے لیے حضرت
یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال ہی سمجھ آتی ہے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام لینا چاہا لیکن وہ
مجھے یاد نہیں آسکا جو انہوں نے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے)

"تو ہی بہتر ہے اور تم لوگ جو کہہ رہے ہو اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد لی جا سکتی ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اسی دوران آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو ہم لوگ خاموش ہو گئے جب آپ ﷺ
کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار واضح تھے آپ ﷺ نے اپنا پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا۔ اے
عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت کا حکم نازل کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اس وقت شدید ترین غصے کی حالت میں تھی میرے والدین نے مجھ سے کہا نبی اکرم ﷺ
کے سامنے (تعظیم کے طور پر کھڑی ہو جاؤ) تو میں نے کہا اللہ کی قسم میں ان کے لیے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ ہی میں ان کی تعریف
کروں گی اور نہ ہی میں آپ دونوں کی تعریف کروں گی بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا
ہے کیونکہ آپ لوگوں نے اس بات کو سن کر نہ اس کا انکار کیا نہ اسے روکنے کی کوشش کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جہاں تک زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے
انہیں محفوظ رکھا انہوں نے صحیح بات کہی لیکن جہاں تک ان کی بہن حمنہ کا تعلق ہے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل تھی اس بارے
میں کلام کرنے والوں میں مسطح حسان بن ثابت اور منافق عبداللہ بن ابی شامل تھے وہ اس بارے میں طرح طرح کی باتیں کیا کرتے

تھے اور ان سب میں وہی بنیادی شخص تھا جس نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس نے اور حمنہ نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اب مسطح کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"تم میں سے جو لوگ فضیلت اور گنجائش رکھتے ہیں وہ یہ ہرگز قسم نہ اٹھائیں۔"

اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس بات کی کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔

یہاں مراد مسطح ہے (یہ آیت یہاں تک ہے)۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کردے اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں اللہ کی قسم اے ہمارے پروردگار ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم ہماری مغفرت کردے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسطح کے ساتھ وہی پہلے کا سلوک شروع کردیا۔

واقعہ افک کا خلاصہ:

حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی المصطلق جس کو غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ قیام فرمایا صبح کو جب وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ جو خالی تھا اہل قافلہ نے یہ سمجھ کر اونٹ پر رکھ دیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس کے اندر ہی ہوں گی اور وہاں سے روانہ ہوگئے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گمشدہ ہار کی تلاش میں باہر گئی ہوئی تھیں جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا تو یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب ان کو میری غیر موجودگی کا علم ہوگا تو تلاش کے لیے واپس آئیں گے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ آگے جن کی ذمہ داری یہی تھی کہ قافلے کی رہ جانے والی چیزیں سنبھال لیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم حجاب سے پہلے دیکھا ہوا تھا انہیں دیکھتے ہیں ان للہ... الخ پڑا اور سمجھ گئے کہ قافلہ غلطی سے یا بے علمی میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہیں چھوڑ کر آگے چلا گیا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل تھامے پیدل چلتے قافلے کو جا ملے۔

منافقین نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح بعد میں اکیلے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ آتے دیکھا تو اس موقع کو غنیمت جانا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا کہ یہ تنہائی اور علیحدگی بے سبب نہیں اور یوں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مطعون کردیا حالانکہ یہ دونوں حضرات ان باتوں سے یکسر بے خبر تھے بعض مخلص مسلمان بھی منافقین کے اس پروپیگنڈے کا شکار ہوگئے مثلاً حضرت حسان بن ثابت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے ایک ماہ تک جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے براءت نازل ہوئی سخت پریشان رہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شروع میں اس واقعہ کا علم ہی نہیں تھا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں اس کی ساری تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود بیان فرمائی ہے۔

سورۃ النور کی (آیات ۱۱۔۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور بے گناہی کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں، اور پر زنا کی سزا

کے بعد تہمت زنا کی سزا کا بیان آیا ہے، یعنی اگر کسی پر زنا کا الزام لگایا جائے تو ضروری ہے کہ الزام لگانے والا اس کو چار عینی گواہوں سے ثابت کرے، ورنہ حد قذف کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے، ممکن ہے اس سزا کو کوئی زیادہ سمجھے، وہ کہے کہ کسی کو صرف "ز[illegible] کہنے کی اتنی بڑی سزا کیسے مناسب ہے؟ اس لئے حد قذف کے بیان کے بعد تہمت زنا کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے، تاکہ یہ [illegible] میں آجائے کہ زنا کی تہمت معمولی بات نہیں، یہ بہت سنگین جرم ہے، اور اس کی یہ سزا زیادہ نہیں، بلکہ واجبی ہے۔

لغات: ابنوا: یہ اَبَن سے ہے نصر ینصر اس کے معنی ہیں انہوں نے تہمت اور الزام لگایا۔ عثرت: مسطح [illegible] کا پاؤں پھسل گیا اسے ٹھوکر لگ گئی۔ تعس: تباہ و برباد اور ہلاک ہو جائے۔ تسبین ابنك۔ تم اپنے بیٹے کو برا بھلا [illegible] رہی ہو۔ بقرت الی: اُم مسطح نے پورا واقعہ افک میرے سامنے کھول کر بیان کیا۔ وعکت: (صیغہ مجہول) مجھے بخا[illegible] ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں ان کا نام زینب تھا۔ ماجاء بك یا بنیۃ: بیٹی کیسے آنا ہوا۔ لم یبلغ منها [illegible] متی: اس بات نے میری ماں پر اتنا اثر نہ کیا جتنا کہ اس کا مجھ پر اثر ہوا تھا۔ خففی علیك الشأن: تم اپنے او پر [illegible] کو آسان کرو یعنی حوصلہ رکھو پریشان نہ ہو گویا ان کی والدہ ان کو تسلی دے رہی ہیں کہ حاسدین ایسا کرتے رہتے ہیں۔ ذہن [illegible] کو سوار نہ کرو۔ ضرائر: ضرۃ کی جمع ہے: سوکنیں۔ استعبرت: میرے آنسو جاری ہو گئے میری آنکھیں اشک بار [illegible]۔ فاضت عیناہ یہ بات سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہ پڑے۔ عجین: خمیرۃ آٹا۔ انتھر [illegible] کو ڈانٹا زجر و توبیخ کیا اسے کوسا۔ حتی اسقطوا الھا بہ: اس کے دو ترجمے کئے گئے ہیں: (۱) یہاں تک کہ بعض صحابہ [illegible] نے اس خادمہ کو واقعہ افک کے بارے میں پوری تفصیل صراحت کے ساتھ بتائی۔ (۲) یہاں تک کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible] باندی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براہِ راست بیان کرنے کی وجہ سے بُرا بھلا بھی کہا اس میں لھا ضمیر خادمہ کی طرف لوٹ [illegible] ہے اور بہ کی ضمیر حدیث کی طرف لوٹ رہی ہے مراد یہ ہے کہ بالحدیث الذی قالتہ عن براءۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ یعنی اس [illegible] کی وجہ سے جو اس باندی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کے بارے میں کہی۔

صائغ: زرگر سنار۔ ما کشفت کنف انثی قط: [illegible] نے کبھی کسی عورت کے کپڑے کا کفارہ یعنی ستر نہیں کھولا یعنی حرام کا م زنا نہیں کیا۔ قد اکتنفنی: مجھے گھیر رکھا تھا یعنی میر[illegible] والدین میرے آس پاس بیٹھے تھے۔ ان کنت فارقت سوا: اگر تم نے کسی برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ اشربت قلوبکم [illegible] صیغہ مجہول) تمہارے دلوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے۔ باءت به: اس نے اس بات کا اعتراف اور اقرار کرلیا۔ رفع عنه [illegible] صیغہ مجہول) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی کیفیت زائل ہوئی۔ لا تبین السرور: میں خوشی کے آثار محسوس کر رہی تھی۔ ابشری یا [illegible] عائشہ رضی اللہ عنہا تو خوش ہو جا تجھے بشارت ہو۔ لا غیر تموہ: نہ تم لوگوں نے اس بات کو تبدیل کرنے کی کوشش کی یعنی اس الزام کے [illegible] لاف جیسے آواز اٹھانی چاہئے تھی ویسی نہیں اٹھائی۔ عصمھا اللہ: اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا۔ یشتوشیۃ: عبداللہ بن ابی منافق [illegible] واقعہ سے متعلق لوگوں سے پوچھتا اور پھر اسے آگے پھیلاتا اور اسے موضوع سخن بناتا۔ الذی تولی کبرہ: وہ شخص جو اس واقعہ کے بڑے حصہ کا ذمہ دار بنا یعنی جو اس کا اصل سرغنہ اور لیڈر تھا۔

——*——

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے معاملہ میں تین کو حد قذف لگی

(۳۱۰۵) لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میری برأت کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اس بات کا تذکرہ کیا قرآن کی (اس سے متعلق آیات کی تلاوت کی) جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت دو مردوں اور ایک عورت پر حد جاری کی گئی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے منبر سے وہ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائیں، پھر منبر سے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا، پس ان کو حد قذف لگائی گئی (دو مرد: حضرت حسان اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہما، اور ایک عورت: حضرت حمنہ۔

کیا عبداللہ بن ابی پر حد جاری کی گئی؟:

(۱) رئیس المنافقین اس لئے بچ گیا کہ وہ چالاک تھا، اس نے خود کچھ نہیں کہا تھا، دوسروں سے کہلوایا تھا۔

(۲) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کو سزا اس لیے نہیں دی گئی کہ اس کے لیے آخرت کے عذاب عظیم کو ہی کافی سمجھ لیا گیا اور مومنوں کو سزا دے کر دنیا میں ہی پاک کر دیا گیا۔

(۳) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اس منافق پر بھی آپ ﷺ نے حد جاری فرمائی ہے

حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ:

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے صحابی ہیں غزوہ خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے اور غزوہ مریسیع ان کا پہلا غزوہ ہے جس میں انہوں نے شرکت کی انہی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما علمت علیه الا خیرا (میں تو ان کے بارے میں خیر اور بھلائی ہی جانتا ہوں)۔

ان کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ ان کی وفات حضرت عمر کے دور خلافت میں ہوئی ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ یہ ۱۹ ہجری میں جہاد آرمینیہ میں شہید ہوئے ہیں بعض حضرات نے سن وفات ۵۸ ھجری اور بعضوں نے ۶۰ ھجری بھی بتایا ہے۔ (الاصابۃ ۳/۳۵۶ حرف الصاد)

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ

باب ۲۶۔ سورۃ الفرقان کی تفسیر

سورۃ الفرقان مکیه: سورۃ یٰس کے بعد ۴۲ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۵ نمبر پر ہے

ربط آیی: سورۃ نور میں فرمایا ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الآیه﴾ مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم

میں اُجالا اور اسی سے سارا جہاں قائم ہے۔ اور سورۃ الفرقان میں فرمایا ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ ... الآیہ﴾ یعنی یہی نورِ توحید حق باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی۔ توضیح کے لئے اللہ پاک نے فرقان نازل فرمایا۔

ربط معنوی: اب تک یہ بحث مکمل ہوئی اللہ پاک نے اولاد نہیں بنائی نائب نہیں ہے جیسے سورۃ کہف میں ہے ﴿لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ اور نفی شرک فی التصرف وشرک فعلی بھی ہوئی اب ترقی کر کے یہ مسئلہ بیان کیا جارہا ہے کہ برکات دہندہ بھی رب کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (لہٰذا اس عقیدہ سے بھی غیر اللہ کو نہ پکارو)۔

خلاصہ: اس سورۃ میں تین ﴿تَبٰرَكَ﴾ آئے ہیں۔ پہلے دو تبارک میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہیں اور تیسرے تبارک کے بعد یہ ثابت کیا گیا کہ اُخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

پوری سورۃ میں تیرہ دلائل ہیں ۱۱ عقلیہ اور سات دلائل نقلیہ دیئے گئے ہیں۔

① ﴿الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ﴾ برکات دہندہ وہی ذات ہے جس نے فیصلہ کن کتاب اُتاری۔

② ﴿الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... الآیہ﴾ برکات دہندہ وہی ذات ہے جو آسمانوں زمینوں کا مالک ہے۔

③ ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ... الآیۃ﴾ برکات دہندہ وہ ذات ہے جو خلاقِ عالم ہے۔

④ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ... الآیہ﴾ برکات دہندہ غیر اللہ نہیں بلکہ وہ ذات ہے جو خالقِ عالم اور موت وحیات کا مالک ہے۔

⑤ ﴿قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... الآیہ﴾ اس کتاب کو اُتارنے والی ذات آسمانوں زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو جانتی ہے لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرے تَبٰرَكَ میں چھ دلائل عقلیہ بیان کیے ہیں رکوع نمبر ۵ میں۔

6/1 ﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ... الآیہ﴾ جب سائے کا بڑھنا گھٹنا اللہ پاک کے اختیار میں ہے تو پھر برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

7/2 ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ ... الآیہ﴾ یہ دن رات کی آمد ورفت جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

8/3 ﴿وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ ... الآیہ﴾ جب رحمت وبرکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارشیں اور بنجر زمین کو آباد کرنے والی یہ سب اللہ پاک کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

9/4 ﴿وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ ... الآیہ﴾ جب دو مختلف الذائقہ بلا حائل اکٹھے چلتے ہیں اللہ پاک کے حکم سے آپس میں ملتے نہیں یہ انسانی عقول کو حیران کردینے والی بات جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

10/5 ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا ... الآیہ﴾ وہ ذات جس نے پانی کے ایک قطرہ سے بشر کو پیدا کیا اور پھر آپس میں رشتے منسلک کردیئے۔ یہ ایسی کاریگری جب اللہ کے اختیار میں ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

11/6 ﴿الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ... الآیہ﴾ آسمانوں زمینوں کی تخلیق جب اللہ نے کی ہے تو برکات دہندہ بھی اللہ پاک ہی کی ذات ہے۔

نوٹ: اسی تَبٰرَكَ میں سات دلائل نقلیہ بھی بیان ہوئے ہیں (رکوع 4 میں)۔

(۱) ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ..... الآیہ﴾

(۲) ﴿وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا... الآیہ﴾

دلیل نقلی (۳) تا (۶) ﴿وَعَادًا وَّثَمُوْدَا... تا... وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴾

⑦ ﴿وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ... الآیہ﴾

تیسرے تبارمیں دو دلائل عقلیہ بیان ہوئے ہیں۔

⑧ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا... الآیہ﴾

12/1 ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ... الآیہ﴾ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہیں اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضہ میں ہیں چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے۔ آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ آگے نیک بندوں کی صفات کا تذکرہ ہے۔ گویا اس تبارک میں پہلی دو دنیاوی برکات پر دلیل دے کر پھر ساتھ ہی نیک لوگوں کی صفات کا تذکرہ کر کے ربط جوڑا کہ دنیا و آخرت کی برکات اللہ کی طرف سے ہیں اور ان نیک لوگوں کو جو برکات آخرت میں ملیں گی وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوں گی۔

13/2 ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِافْتَرٰىهُ... الآیہ﴾ مشرکین نے از راہِ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد ﷺ کا خود ساختہ ہے۔ ﴿وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ﴾

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ (ضلالت) کے سات بار ذکر ہونے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے لفظِ برکت کے تین بار ذکر ہونے پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں چھ بار لفظ ''لا'' کے ذکر پر لرد الشرک ﴿لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا﴾۔

ترتیب وار تین بڑے گناہوں کا تذکرہ

(۳۱۰۶) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

(۳۱۰۷) سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ يَّاْكُلَ مَعَكَ اَوْ مِنْ طَعَامِكَ وَاَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) تمہارے کھانے میں سے کھائے گی اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔
راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور کسی ایسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور وہ زنا نہیں کرتے جو شخص ایسا کرے گا وہ گناہ تک پہنچے گا اور اس کو قیامت کے دن دگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ رسوائی کے ساتھ اس میں ہمیشہ رہے گا۔"

سورۃ الفرقان (آیت ٦٨) میں تین کبیرہ گناہوں کا تذکرہ آیا ہے: یہ تین گناہ ترتیب وار ہیں، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الشُّعَرَآءِ

باب ۲۷: سورۃ الشعرآء کی تفسیر

سورۃ الشعرآء مکیہ: سورۃ الواقعہ کے بعد ۴۷ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۲۶ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ الفرقان میں فرمایا ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ﴾ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ یعنی دعویٰ تبارک کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں بلکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک کے لئے دلائل عقلیہ بیان کئے لیکن دلائل نقلیہ ضمناً انتہائی اجمال کے ساتھ آئے۔ اب اس سورۃ میں دلائل نقلیہ کا بیان تفصیلاً ہوگا۔ (جواہر، نظم)

سورۃ فرقان کے آخر میں کہا دعوت الی التوحید ہوجانے کے باوجود تم نے تکذیب کی تو اب عذاب خداوندی کا انتظار کرو ﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ اب اس سورۃ میں عذاب دنیوی کے نمونے بیان ہوئے کہ مکذبین کو ہم نے کیسے ہلاک کیا۔ اس سورۃ کی ابتداء میں بھی مشرکین کے رد کا ذکر ہے ﴿فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ﴾ (جواہر، نظم)

خلاصہ: ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾ تمہید مع ترغیب ہے ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔
دعویٰ توحید پر ایک دلیل عقلی اور سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب ہے۔

دلیل عقلی: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ... الآية﴾ زمین کو کیسے سرسبز وشاداب کیا۔

دلائل نقلیہ: ① حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ﴿وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰى... الآية﴾

② حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ﴾

③ حضرت نوح علیہ السلام سے ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾
④ حضرت ھود علیہ السلام سے ﴿ كَذَّبَتْ عَادُ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾
قوم عاد کے پاس حضرت ھود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا گیا۔
⑤ حضرت صالح علیہ السلام سے ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔
⑥ حضرت لوط علیہ السلام سے ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾
⑦ ﴿ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾

دلیل وحی : ﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾
آخر میں پھر نقلی دلیلیں:
دلیل نقلی ① ﴿ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴾
دلیل نقلی ② ﴿ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً ﴾

شبہات اوران کے جوابات:

① شبہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن آتے ہیں جو انہیں سکھا جاتے ہیں؟
جواب: ﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ قرآنی قوانین شیاطین کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاء اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔
② شبہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہیں؟
جواب: ﴿ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴾ شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے تابعدار صراط مستقیم پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ گمراہ نہیں ہیں۔

خلاصہ: از نیلوی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ: پھر اسی نفی شرک برکتی پر نقلی دلائل بھی بسط کے ساتھ سنا دیئے تا کہ یہ لوگ ماضی کے واقعات سن کر تدبر اور غور وفکر کریں اور ظلمات سے نکل نور کی طرف آئیں اور اپنے مرغوبہ معبودوں کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔
امتیازات: از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے پانچ مرتبہ ﴿ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ﴾ کے بیان پر۔
② سورۃ ممتا ہے آٹھ مرتبہ ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾ کے بیان پر۔

تبلیغ پہلے نزدیک کے لوگوں کو کی جائے

(۳۱۰۸) قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَاشِئْتُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالمطلب کی صاحبزادی صفیہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ اے عبدالمطلب کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے حوالے سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال میں سے تم جو چاہو مانگ سکتے ہو۔

(۳۱۰۹) لَمَّا نَزَلَتْ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) جَمَعَ رسول الله ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ ضَرًّا وَلَا نَفعاً يَا مَعْشَرَ بَنِيْ قُصَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا اِنَّ لَكِ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اکٹھا کیا اور ان کے ہر خاص و عام فرد کو بلایا اور فرمایا۔ اے قریش کے گروہ تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر تمہارے بارے میں کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں اے عبد مناف کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے لیے کسی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اے قصی کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے بارے میں کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں اے عبدالمطلب کی اولاد کے افراد اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے حوالے سے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہارے لیے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں میری تمہارے ساتھ رشتے داری ہے جس کا فائدہ میں تمہیں پہنچاؤں گا۔

(۳۱۱۰) قَالَ لَمَّا نَزَلَ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) وَضَعَ رسول الله ﷺ اُصْبُعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ فَرَفَعَ مِنْ صَوْتِهٖ فَقَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ يَا صَبَاحَاهُ.

ترجمہ: اشعری بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور بلند آواز میں فرمایا۔ "اے عبد مناف کی اولاد خطرہ ہے۔"

سورۃ الشعراء (آیت ۲۱۴) ہے: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝﴾ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیں، دعوت وتبلیغ کا یہی اصول ہے، پہلے نزدیک کے لوگوں کو دین پہنچانا چاہیے، ان کا دوسروں سے زیادہ حق ہے، پھر درجہ بدرجہ تمام لوگوں پر دین کی محنت کی جائے، اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں بھی اس ترتیب کا خیال رکھنا چاہیے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ النَّمْلِ

باب ۲۸: سورۃ النمل کی تفسیر

سورۃ النمل مکیہ: سورۃ الشعرآء کے بعد ۴۸ نمبر پر نازل ہوئی۔ترتیب کے لحاظ سے ۲۷ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ فرقان میں فرمایا: یہ دعویٰ توحید حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے پھر سورۃ شعرآء میں فرمایا: یہ شاعری نہیں بلکہ منزل من اللہ ہے اب سورۃ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بات میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو:

﴿يَآاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (النمل:۱۸)

چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اوران کا لشکر تمہیں لاعلمی میں روند نہ ڈالیں کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اوران کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے ﴿وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اوران کے اصحاب عالم الغیب نہ تھے۔

ربط معنوی: سورۃ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط یہ ہے سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک پر زیادہ عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعرآء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل کے چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف ومختار ہونا، چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہیں۔

خلاصہ: چار واقعات: ① ﴿اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ ... تا ... فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝﴾۔ یہ پہلا واقعہ ہے اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان نہ تھے۔

② ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ... تا ... وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾۔ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہدہد کے غائب ہونے کی وجہ سے۔ملکہ سبا اوراس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب دان نہ تھے عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

③ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ... تا ... وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝﴾ یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعویٰ کی دوسری علت بیان کی گئی ہے حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچالیا اور مشرکین کو ہلاک کردیا۔ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف واختیار میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

④ ﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ ... تا ... فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝﴾ یہ چوتھا واقعہ ہے اوراس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مؤمنین کو بچالیا اور مجرمین کو ہلاک کردیا۔علی سبیل غیر لف نشر مرتب کے طور پر۔ یہ تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دو قسموں سے معلوم ہوا کہ صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبرداروں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے۔لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے

اور حاجات میں صرف اُسی کو پکارنا چاہیے۔ برکات دہندہ اللہ ہی ہیں اس پر پانچ نقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلائل: ﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... الآیہ﴾

﴿ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا... الآیہ﴾

﴿ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ... الآیہ﴾

یہ مقصودی دلیل ہے جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب وحاجات میں صرف اُسی کو پکارنا چاہیے ﴿ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ... الآیہ﴾ ﴿ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ... الآیہ﴾ ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ... الآیہ﴾ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعویٰ پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الآیہ﴾ یہ لف نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

آخر میں ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

دلیل عقلی اول: عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں ﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ... الآیہ﴾

دلیل عقلی دوم: یعنی متصرف ومختار کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں ﴿ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ... الآیہ﴾

لہٰذا برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس کے درمیان میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کے ذکر پر۔

② سورہ ممتاز ہے پانچ مرتبہ لفظ ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے چیونٹی کے مسئلہ توحید بیان کرنے پر۔ چیونٹی کا یہ عقیدہ تھا کہ سلمان غیب نہیں جانتے بے شعوری میں کچل نہ ڈالیں۔

قیامت کے قریب زمین سے ایک جانور نکلے گا

(۳۱۱۱) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَیْمَانَ وَعَصَا مُوْسٰی فَتَجْلُوْ وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ اَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتِمِ حَتّٰی اِنَّ اَهْلَ الْخُوَانِ لَیَجْتَمِعُوْنَ فَیَقُوْلُ هَا هَا یَا مُؤْمِنُ وَیُقَالُ هَا هَا یَا كَافِرُ وَیَقُوْلُ هٰذَا یَا مُؤْمِنُ وَیَقُوْلُ هٰذَا یَا كَافِرُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔ (قیامت سے پہلے) ایک جانور نکلے گا جس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا وہ اس کے ذریعے مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا یہاں تک کہ لوگ ایک دسترخوان پر اکٹھے ہوں گے تو کوئی شخص (اس واضح نشانی کی وجہ سے کہے گا) اے مومن اور کہا جائے گا اے کافر مومن یہ کہے گا اے کافر اور کافر یہ کہے گا اے مومن۔

سورۃ النمل کی (آیت ۸۲) ہے۔ یاجوج وماجوج کی طرح دابۃ الارض کے بارے میں بھی بہت سے رطب ویابس اقوال اور روایات تفاسیر میں ہیں، مگر معتبر روایات سے بس اتنا ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے مکہ کا ایک پہاڑ پھٹے گا، اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا لوگوں کو بتائے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے، اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقَصَصِ

باب ۲۹ سورۃ القصص کی تفسیر

سورۃ القصص مکیه: سورۃ النمل کے ۴۹ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۲۸ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: ربط یہ ہے کہ سورۃ النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی ونقلی دلائل سے واضح کیا جاچکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

ربط معنوی: سورۃ النمل تک دعویٰ تبارک کے لئے دلائل عقلیہ ،نقلیہ اور علتیں بیان ہوچکی ، اب اس سورۃ میں کہا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کے بیان پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور شجاعت سے مسئلہ بیان کرنا۔ (نظم الدرر)۔

خلاصه: یہ سورۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل از نبوت زندگی کے حالات ،نبوت کے بعد دعوتِ توحید ،قوم کے ردوانکار اور ایذاء رسانی آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم مغلوبیت وہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ واقعہ موسیٰ علیہ السلام اجمالاً اور تفصیلاً مذکور ہے۔

﴿نَتْلُوْا عَلَيْكَ... تا... مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝﴾ کہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد ﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰى ... تا... وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝﴾ (ع ۴)۔ میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ اُمور مذکور ہیں۔

امر اول: ﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ... الآیه﴾ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم وستم کرتا تھا۔

امر دوم: ﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ... الآیه﴾ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعے سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔

امر سوم: ﴿وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ... الآیه﴾ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ علیہ السلام کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔

امر چہارم: ﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ... الآیه﴾ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کردی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔

امر پنجم: ﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى... الآیه﴾ قوم کے ردوانکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔

امر ششم: ﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ... الآیه﴾ اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے خالات سے متعلق

ہیں۔

عقلی دلائل: اس کے بعد دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلائل مذکور ہیں۔

① ﴿وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ... الآیہ﴾ سب کچھ جب اللہ کی چاہت سے ہوتا ہے اور ہے بھی سب کچھ اسی کے اختیار میں تو پھر برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی ہے۔

② ﴿وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ ... الآیہ﴾ عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعاء ہے۔

ثمرہ دلائل مذکورہ: ﴿وَ هُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ... الآیہ﴾ یہ مذکورہ دونوں کا ثمر ہے۔ جب عالم الغیب، مختار کل وہ ہے تو پکار کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم: ③ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا ... الآیہ﴾

④ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا ... الآیہ﴾ یہ نظام شمسی دن اور رات کی آمد و رفت اسی کے اختیار میں ہے۔

⑤ یہ دراصل تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کا بالا جمال اعادہ ہے ﴿وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ... الآیہ﴾
اللہ پاک نے اپنی رحمت سے دن اور رات بنایا رات آرام کے لئے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

ایک نقلی دلیل، از علماء اہل کتاب ﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ... الآیہ﴾

نوٹ: آخری رکوع میں علی سبیل غیر لف نشر مرتب چھ اُمور کا تذکرہ ہے جو کہ پہلے چھ اُمور پر متفرع ہیں۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے موسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کے علاوہ دوسری عورتوں کے دودھ پینے سے انکار پر۔ سورۃ ممتاز ہے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا بھیڑوں کو پانی پلانے پر۔ سورۃ ممتاز ہے قارون کے خزانوں پر ﴿اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ... الآیہ﴾ جس کے خزانوں کی چابیاں بہت بڑی طاقت ور جماعت اُٹھاتی تھی اس کے خزانوں کے کیا کہنے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں راہ پر لاویں

(۳۱۱۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهٖ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْ لَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ بِهَا قُرَيْشٌ اَنَّ مَا يَحْمِلُهٗ عَلَيْهِ الْجَزَعُ لَاَ قْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (جناب ابوطالب) سے یہ فرمایا: آپ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں میں اس کی وجہ سے قیامت کے دن آپ کے حق میں گواہی دوں گا تو انہوں نے کہا اگر مجھے قریش کے بارے میں یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ بعد میں یہ کہیں گے میں نے موت کے خوف کی وجہ سے یہ کہا ہے تو میں یہ کلمہ پڑھ کے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"تم جسے چاہتے ہو اسے ہدایت نہیں دیتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔"

وَمِنْ سُوْرَةِ الْعَنْكَبُوْتِ

باب ۳۰۔ سورۃ العنکبوت کی تفسیر

سورۃ العنکبوت مکیہ: سورۃ الروم کے بعد ۸۵ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۲۹ نمبر ہے۔

ربط اسمی: سابقہ سورۃ میں موسیٰ علیہ السلام کے (القصص) قصے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر کسی قدر تکالیف اُٹھائیں۔ اور اب فرمایا کہ غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جال جس مکڑی کا گھر اُسے سردی، گرمی اور طوفان، بادوباراں سے نہیں بچاسکت اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب وبلیات سے کام نہیں آسکتی۔

ربط معنوی: اب یہ بیان ہوا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اس کی دو علتیں بیان ہوئیں متصرف وکارساز اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور سورۃ القصص میں بتایا گیا کہ پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ: سورۃ العنکبوت میں تین دعوے مذکور ہیں پہلے دو خصوصی اور ایک عمومی۔

① مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔

② مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔

اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور بعد والے چار دوسرے دعوے پر لف نشر مرتب کے طور پر۔

دعویٰ توحید ہے جو سورۃ کے درمیان میں مذکور ہے اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں ہے۔ اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔ ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

مرکزی دعویٰ: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا... تا... وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾

دلائل عقلیہ: ﴿خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ... الآیہ﴾ زمینوں آسمانوں کی پیدائش وہ اللہ تعالیٰ ہی کرنے والے ہیں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

□ علی سبیل الاعتراف من الخصم: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... الآیہ﴾ آیت میں مذکور اشیاء کے خالق کے بارے میں پوچھا جائے کہ کون ہے تو کہیں گے۔ اللہ

③ ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ... الآیہ) رزاق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

④ علی سبیل الاعتراف من الخصم ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً... الآیہ﴾ بارش اُتارنے والی ذات اور بنجر زمین کو آباد کرنے والی ذات کے بارے میں پوچھا جائے کہ کون ہے تو کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ

دلیل وحی: ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ... الآیہ)

دلیل نقلی: از مؤمنین اہل کتاب: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ... الآیہ﴾

امتیازات: از مخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے عنکبوت پر ﴿اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾ (آیت ۴۱)

② سورۃ ممتاز ہے نماز کا بے حیائی اور منکر کاموں سے روکنے پر۔ ان الفاظ سے۔

③ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ سورۃ ممتاز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دلانے پر ﴿فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ﴾

۱۔ اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں

(۳۱۱۳) قَالَ اُنْزِلَت فِي اَربَعُ آيَاتٍ فَذَكَرَ قِصَّةً وقالت اُمُّ سَعْدٍ اَلَيسَ قَدْ اَمَرَ اللهُ بِالبِرِّ وَاللهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى اَمُوتُ اَوْ تَكفُرَ قَالَ فَكَانُوا اِذَا اَرَادُوا اَنْ يُّطْعِمُوهَا شَجَرُوا فَاهَا فَنَزَلَت هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنًا وَّاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ) الاية.

ترجمہ: مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں انہوں نے پورا قصہ ذکر کیا ہے (جس میں یہ مذکور ہے)۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ نے یہ کہا تھا کیا (اللہ تعالیٰ نے) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اللہ کی قسم جب تک تم دوبارہ کفر اختیار نہیں کرتے اس وقت تک میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی راوی بیان کرتے ہیں جب لوگ انہیں کچھ کھلانے کی کوشش کرتے تھے تو زبردستی ان کا منہ کھولتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ تمہیں مجبور کرنے کی کوشش کریں کہ تم کسی کو میرا شریک ٹھہراؤ۔"

سورۃ العنکبوت (آیت ۸) اور سورۃ لقمان (آیت ۱۵) میں یہ مضمون ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے، لیکن اگر وہ اولاد پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو ان کی اطاعت جائز نہیں، اور حدیث میں قاعدہ کلیہ ہے: لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق: کسی بھی مخلوق کی بات ماننا جائز نہیں، خالق تعالیٰ کی نافرمانی والے کام میں، مثلاً وہ کہے کہ نماز مت پڑھ، روزہ مت رکھ، کسی کو ناحق قتل کر تو اس کی اطاعت جائز نہیں۔

۲۔ لوط علیہ السلام کی قوم اپنی محفلوں میں نامعقول حرکتیں کرتی تھی

(۳۱۱۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهٖ (وَتَاْتُونَ فِي نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ) قَالَ كَانُوْا يَخْذِفُونَ اَهلَ الْاَرْضِ وَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور تم اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو۔

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) وہ لوگ زمین والوں پر کنکریاں پھینکا کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔
سورۃ العنکبوت (آیت ۲۹) میں قوم لوط علیہ السلام کے منکرات کے تذکرہ میں ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الرُّوْمِ

باب ۳۱۔سورۃ الروم کی تفسیر

سورۃ الروم مکیہ: سورۃ الانشقاق کے بعد ۸۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۰ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدہ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

ربط معنوی: سورۃ عنکبوت میں فرمایا: ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝﴾ یعنی صرف زبان سے آمنا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی ان کو صبر واستقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔

سورۃ روم میں فرمایا ﴿وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرتِ الٰہی سے خوش وخرم ہوں گے چونکہ اس سورۃ کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورۃ میں تین بار ذکر کیا گیا۔

① ﴿بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾ ② ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ③ ﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾

خلاصہ: مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح ونصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ...الآیہ﴾ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہو۔ اس مضمون کو دوسرے انداز میں دوبار اور بھی ذکر کیا۔

① ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا﴾ (آیت ۳۰)

② ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ﴾ (آیت ۴۳) مسلمانوں کا غلبہ مشرکین پر مبنی بر توحید ہے اس لئے اس سورۃ میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں سے مدلل اور واضح کیا گیا۔

تیرہ دلائل عقلیہ: مثال آٹھ دلیلوں کے بعد مذکور ہے۔

① ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ...الآیہ﴾ مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطاء کرنا یہ اللہ تعالیٰ ہی کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

② ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ انسانوں کی جنس ہی میں آرام وسکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا یہ اللہ پاک کی وحدانیت پر دلیل ہے۔

③ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...الآیہ﴾ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنا انسانوں کی زبانون اور رنگوں کا مختلف ہونا۔

④ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ...الآیہ﴾ رات آرام کے لئے اوردن رزق کی تلاش کے لئے بنادیا ہے۔

⑤ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا...الآیہ﴾ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے بارانِ رحمت اُتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

⑥ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ...الآیہ﴾ آسمان وزمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اوردوبارہ بھی اللہ تعالیٰ ہی زندہ کریں گے۔

⑦ ﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...الآیہ﴾ سارانظامِ کائنات اُسی کے تصرف میں ہے۔

⑧ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ...الآیہ﴾ یہ ساری کائنات کوابتداءً اُسی نے پیدافرمایا اورقیامت کے دن سب کودوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ یہ ماقبل تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ جب یہ تمام صفات اسی کی ہیں جوآٹھ دلائل میں بیان ہوئی تو پھراس کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ بھی اورنہیں ہے۔

مثال: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ مثال کا ماحصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت وجائیداد اور تمہارے دیگر تصرفات میں شریک نہیں اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اوراولیائے کرام جواللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ غلام اور عبید ہیں اللہ تعالیٰ کے تصرفات اوراختیارات میں شریک اور ہمسر نہیں ہوسکتے۔

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ﴾ مسئلہ توحید تو واضح ہوگیا لیکن شرک محض نفسانی خواہشات کی وجہ سے نہیں انکاری ہیں۔

⑨ ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ...الآیہ﴾ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ...الآیہ﴾ سے دفع عذاب کے لئے اُمورثلاثہ کا بیان: (۱) شرک نہ کرو۔اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں ہے (۲) ظلم نہ کرو۔ (۳) احسان کرو۔ان اُمور کا ذکران آیات میں مذکور ہے۔

⑩ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ...الآیہ﴾ جب خالق ورزاق بھی وہی ہے اورموت وحیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اورتمہارے مزعومہ معبودوں میں کوئی ان صفات میں کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھران میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

⑪ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ...الآیہ﴾ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اورندیوں میں سفرکرتی ہیں تومعلوم ہوا کہ وہی کارساز اورحاجت روااور برکات دہندہ ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اورکوئی نہیں۔

⑫ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا...الآیہ﴾ جب اللہ پاک ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کوادھر اُدھر لے جاتے ہیں جہاں چاہتے ہیں بارش برساتے ہیں ویران زمینوں کوآباد کرتے ہیں۔توسمجھ لو حاجت روامشکل کشا برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

⑬ ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ... الآیہ﴾ اللہ تعالیٰ ہی سب کے خالق ہیں اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے خاوند اور بیویوں کے درمیان دو الفاظ کے ذکر سے (مَوَدَّةً اور رَحْمَةً) ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

② سورۃ ممتاز ہے پانچ نمازوں کی فرضیت پر ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۞ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۞﴾

تفصیل: تُمْسُوْنَ۔ جس وقت تم شام کرتے ہو۔ اس سے عصر اور مغرب کی نماز مراد ہے۔

تُصْبِحُوْنَ۔ صبح کی نماز مراد ہے۔ عَشِيًّا: عشاء کی نماز۔ تُظْهِرُوْنَ: ظہر کی نماز مراد ہے۔

ا۔ غلبت کی قراءت صحیح نہیں

(۳۱۱۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ فِیْ مُنَاحَبَةِ (الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ) اَلَا احْتَطْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ الْبِضْعَ مَا بَيْنَ ثَلَاثٍ اِلٰى تِسْعٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سورہ روم کے نزول کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے ابوبکر تم نے شرط لگانے میں زیادہ وقت کیوں نہیں رکھا کیونکہ لفظ (بضع) تین سے لے کر نو تک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
سورۃ الروم کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے۔

۲۔ سورۃ الروم کی شروع کی آیتوں کا شان نزول

(۳۱۱۶) لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ فَاَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَنَزَلَتْ (الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ) قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلٰى فَارِسَ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو رومی اہل فارس پر غالب آ گئے یہ بات اہل ایمان کو بہت اچھی لگی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"الم رومی مغلوب ہو گئے۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اہل ایمان اللہ کی مدد سے خوش ہوئے۔"

راوی بیان کرتے ہیں رومیوں کے ایرانیوں پر غالب آنے کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہوئے تھے۔

(۳۱۱۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَى الْاَرْضِ) قَالَ غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّظْهَرَ اَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّوْمِ لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ اَهْلُ الْاَوْثَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّظْهَرَ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ لِاَنَّهُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَذَكَرُوْهُ لِاَبِیْ بَكْرٍ فَذَكَرَهٗ اَبُوْبَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ سَيَغْلِبُوْنَ فَذَكَرَهٗ اَبُوْبَكْرٍ لَّهُمْ فَقَالُوا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَجَلًا فَاِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَاِنْ ظَهَرْتُمْ

كَانَ لَكُمْ كَذَا وَ كَذَا فَجَعَلَ اَجَلًا خَمْسَ سِنِيْنَ فَلَمْ يَظْهَرُوْا فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَلَا جَعَلْتَهُ اِلٰى دُوْنَ قَالَ اُرَاهُ الْعَشْرَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّالْبِضْعُ مَادُوْنَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ بَعْدُ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ) قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ اَنَّهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔الم رومی مغلوب ہوگئے۔راوی بیان کرتے ہیں اسے غلبت بھی پڑھا جاسکتا ہے اور غلبت بھی پڑھا جاسکتا ہے۔مشرکین کو یہ بات پسند تھی کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں اس کی وجہ یہ تھی ایرانی اور مشرکین دونوں بت پرست تھے جبکہ مسلمانوں کو یہ بات پسند تھی کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ رومی بھی اہل کتاب تھے مشرکین نے اس کا تذکرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ (رومی) عنقریب غالب آجائیں گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ مشرکین کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کوئی مدت مقرر کرلیں اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں یہ ملے گا اور اگر آپ غالب آگئے تو آپ کو یہ کچھ ملے گا (یعنی آپ شرط لگالیں) تو انہوں نے اس کی مدت پانچ سال مقرر کی اس دوران رومی غالب نہیں آئے انہوں نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسے آخری حد تک کیوں نہیں مقرر کیا راوی بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے حدیث میں دس کے الفاظ ہیں۔ابوسعید نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے عربی زبان میں لفظ بضع کا مطلب دس سے کم (یعنی ۹) تک ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں اس کے رومی غالب آئے راوی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے الم رومی مغلوب ہوگئے۔یہ آیت یہاں تک ہے: اللہ کی مدد کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہوگئے وہ جسے چاہتا ہے اس کی مدد کرتا ہے۔

(۳۱۱۸) لَمَّا نَزَلَتْ (الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ) فَكَانَتْ فَارِسُ يَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَاهِرِيْنَ لِلرُّوْمِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُحِبُّوْنَ ظُهُوْرَ الرُّوْمِ عَلَيْهِمْ لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ وَّفِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُحِبُّ ظُهُوْرَ فَارِسَ لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ لَيْسُوْا بِاَهْلِ كِتَابٍ وَّلَا اِيْمَانٍ بِبَعْثٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رضی اللہ عنہ يَصِيْحُ فِيْ نَوَاحِيْ مَكَّةَ (الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ) قَالَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَذٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكَ اَنَّ الرُّوْمَ سَتَغْلِبُ فَارِسَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ اَفَلَا نُرَاهِنُكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالْمُشْرِكُوْنَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ وَقَالُوْا لِاَبِيْ بَكْرٍ كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلَاثُ سِنِيْنَ اِلٰى تِسْعِ سِنِيْنَ فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِيْ اِلَيْهِ قَالَ فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِيْنَ قَالَ فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِيْنَ قَبْلَ اَنْ يَّظْهَرُوْا فَاَخَذَ الْمُشْرِكُوْنَ رَهْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ فَعَابَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِيْنَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ وَاَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِيْرٌ.

ترجمہ: حضرت نیار بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: "الم رومی مغلوب ہو گئے زمین کے کچھ حصے میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب آ جائیں گے کچھ ہی برسوں میں۔"

راوی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت اہل فارس رومیوں پر غالب آ چکے تھے اور مسلمان یہ چاہتے تھے کہ رومی غالب ہوں کیونکہ مسلمان اور رومی دونوں اہل کتاب تھے اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہوئے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے۔

قریش یہ چاہتے تھے کہ ایرانی غالب رہیں ایرانی اور قریش اہل کتاب نہیں تھے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے نواحی علاقہ میں بلند آواز میں یہ آیت پڑھی۔

"الم رومی مغلوب ہو گئے ہیں زمین کے کچھ حصے میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے چند ہی برسوں میں۔"

تو کچھ قریشیوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمارے ساتھ شرط لگالیں آپ کے آقا نے یہ کہا ہے رومی عنقریب چند برسوں کے اندر ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے تو کیوں نہ ہم اس بارے میں شرط لگالیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے راوی بیان کرتے ہیں یہ شرط حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین نے شرط لگالی انہوں نے شرط کا معاوضہ طے کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کتنا عرصہ مقرر کرتے ہیں کیونکہ عربی زبان میں لفظ بضع تین سال سے لے کر نو سال کے لیے استعمال ہوتا ہے تو آپ ہمارے اور اپنے درمیان اس کا درمیانی حصہ آخری حد مقرر کرلیں راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے چھ سال کی مدت مقرر کرلی راوی بیان کرتے ہیں جب چھ سال گزر گئے اور اہل روم غالب نہیں آئے تو مشرکین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شرط کا طے شدہ حصہ وصول کرلیا جب ساتواں سال شروع ہوا تو اہل روم ایرانیوں پر غالب آ گئے تو چند مسلمانوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا آپ نے چھ سال کا عرصہ کیوں مقرر کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بضع بیان فرمایا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

جزیرۃ العرب سے لگی ہوئی دو بھاری حکومتیں:

روم و فارس تھیں، یہ حکومتیں اس وقت کی دو سپر پاور تھیں، ان میں مدت دراز سے آپس میں ٹکر چلی آ رہی تھی، ۶۰۲ ع سے ۶۱۴ ع کے بعد تک ان میں حریفانہ نبرد آزمائی کا سلسلہ جاری رہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ۵۷۰ ع میں ہوئی ہے، اور بعثت ۶۱۰ ع میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد روم اور فارس میں مقام اذرعات و بصری کے درمیان لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہو گئے، خسرو پرویز نے رومن امپائر کو مہلک اور فیصلہ کن شکست دیدی، شام، مصر اور ایشیائے کوچک سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے، اور رومی اپنے دار السلطنت میں پناہ گیزیں ہونے پر مجبور ہو گئے، جب یہ خبر مکہ مکرمہ پہنچی تو مشرکوں نے بغلیں بجائیں، وہ مسلمانوں سے کہنے لگے: تم اور رومی اہل کتاب ہو، اور ہم اور فارسی ہم مشرب ہیں، پس روم پر فارس کا غالب آنا ہمارے لئے نیک فال ہے ہم بھی تم پر غالب آئیں گے۔ اس پر سورۃ الروم کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں، جن میں پیشین گوئی کی گئی کہ نو سال کے اندر اندر رومی

فارسیوں پر غالب آجائیں گے، مگر حالات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بات ناممکن ہے، لیکن مسلمانوں کا اللہ کے وعدے پر یقین تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیات سنیں جن میں اللہ نے یہ اعلان کر دیا کہ بے شک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ضرور ہو گئے ہیں لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب ہو جائیں گے اور غالب مغلوب غالب ہو جائیں گے تو، مکہ کے اطراف اور مشرکین کی مجلسوں اور بازار میں جا کر اس کا اعلان کیا کہ تمہیں خوش ہونے کی کوئی ضرورت نہیں چند ہی سالوں میں روم پھر فارس پر غالب آجائیں گے مشرکین مکہ میں سے ابی بن خلف نے ان کا مقابلہ کیا اور کہنے لگا کہ تم جھوٹ بولتے ہو ایسا نہیں ہو سکتا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے اور اس کے ساتھ سو اونٹ کی شرط لگالی (اس وقت تک شرط لگانے کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں تمہیں سو اونٹ دوں گا ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے بضع سنین کی مدت کچھ کم مقرر کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی تو فرمایا کہ بضع کا لفظ تین سے دس تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے تم نے پانچ سال کی مدت کم رکھی ہے اس میں اضافہ کر لو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس مدت میں اضافہ کروالیا اور پھر ایسا ہی ہوا کہ رومی نو سال کی مدت کے اندر اندر یعنی ساتویں سال دوبارہ فارس پر غالب آگئے جس سے یقیناً مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

رومیوں کو یہ فتح عین اس وقت ہوئی جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ حاصل ہوا اور مسلمان اپنی فتح پر خوش ہو رہے تھے اس وقت امیہ بن خلف مر چکا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے وارثوں سے اپنی شرط کے مطابق سو اونٹنیوں کا مطالبہ کیا چنانچہ انہوں نے وہ اونٹنیاں انہیں دے دیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تمام کو صدقہ کر دو ان کا استعمال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے گو کہ جائز تھا لیکن پسندیدہ نہیں تھا اس لیے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

لغات : ظهرت الروم : روم غالب آگئے۔ في ادنى الارض: نزدیک کی زمین پر ملتے ہوئے ملک میں ایک قریب کے موقع میں اس سے ارض روم کے وہ علاقے مراد ہیں جو سرزمین عرب کے قریب تر ہیں یعنی ملک شام کے دو شہر اذرعات اور بصری جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔ الا جعلته الى دون: راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس کے ساتھ لفظ "العشر " یعنی " الی دون العشر "، ہے تم نے اس مدت کو دس سال کے قریب کیوں نہیں مقرر کیا۔ مناحبه: آپس میں شرط لگانا۔ الا حتطت: آپ نے احتیاط نہیں کی قاہرین غالب تھے۔ لا ایمان ببعث: وہ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یصیح: بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ نواحی مكة: مکہ مکرمہ کے اطراف خرج ابو بکر نکلے یعنی گھومنے لگے۔ افلا نراهنك: کیا ہم آپ کے ساتھ شرط نہ لگالیں؟ تحريم الرهان: شرط کو حرام قرار دینا ارتھن :شرط لگائی۔ تواضعو: سب نے اتفاق کیا۔ رِهان: شرط لگانا۔ شرط وسطا: درمیانی مدت۔ تنتهي اليه: جس مدت پر آپ پہنچ جائیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ لُقْمَانَ

باب ۳۲۔ سورہ لقمان کی تفسیر

سورۃ لقمان مکیہ سورۃ الصّف کے بعد ۵۸ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۱ نمبر پر ہے

ربط اسمی: سورۃ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دے دیا جائے گا۔ سورۃ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

ربط معنوی: سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورۃ میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی۔ گویا یہ سورۃ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ: دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل آٹھ عقلی دلیلیں ذکر کیں۔ پانچویں اور آٹھویں دلیل عقلی میں خدا تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اور باقی دلائل میں خدا تعالیٰ کا کارساز ہونا بیان ہوا۔ اور دلائل کے دو ثمرے بھی ذکر کئے۔

① تیسری عقلی دلیل کے بعد۔ ② چھٹی عقلی دلیل کے بعد۔

نقلی دلیل: ﴿ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۚ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾

عقلی دلیل اوّل: ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا... تا... فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہیں: زمین و آسمان کا پیدا کرنا، زمین پر پہاڑ بنا دینا، چوپاؤں کو زمین میں پھیلانا، آسمان سے پانی اُتارنا، زمین میں جوڑا جوڑا اُگانا یہ سب اللہ پاک کی کاریگری ہے۔ غیر اللہ نے کیا پیدا کیا وہ دکھاؤ۔ ظالم مشرک کھلی گمراہی میں ہیں۔

② ﴿ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... تا... وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴾ زمین و آسمان میں تسخیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسی نے اپنی ظاہری، باطنی نعمتوں کو پورا کیا اور جھگڑالو لوگوں کے پاس کوئی عقلی، وحی، نقلی نہیں ہے۔

③ ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ... تا... لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ یہ علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ زمین آسمان کے خالق کے بارے میں پوچھیں تو خود اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہیں۔

اسی آیت میں ﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾ سے ثمرہ دلائل اجمالاً مذکور ہے۔

④ ﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الآیہ ﴾ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اللہ ہی کے لئے ہے اللہ پاک غنی ہیں تعریفیں کئے ہوئے ہیں ہر وقت تعریفیں ہو رہی ہیں۔

⑤ ﴿ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ... تا... اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ نفی علم غیب پر روئے زمین پر تمام درخت قلمیں بن جائیں سات سمندر سیاہی بن جائیں پھر بھی اللہ پاک کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

⑥ ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ... تا... وَاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ﴾ یہ ثمرہ دلائل ہے تفصیلاً۔

⑦ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ ...الآیہ﴾ اللہ تعالیٰ ہی محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتے ہیں۔

⑧ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ...الآیہ﴾ نفی شرک علم پر۔ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں پانچ چیزوں کے بیان پر جن اللہ تعالیٰ ہی عالم ہیں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ...الآیہ﴾

② سورۃ ممتاز ہے لقمانِ حکیم کا اپنے بیٹے کو بارہ اوامر اورنواہی پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے تمام درختوں کے قلموں اور سات دریاؤں پر ﴿وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ ...الآیہ﴾

اللہ سے غافل کرنے والی باتیں

(۳۱۱۹) قَالَ لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِيْ تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَّفِيْ مِثْلِ هٰذَا اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں گانے بجانے والی کنیزوں کی خرید وفروخت نہ کرو اور نہ ہی کنیز کو گانا بجانا سکھاؤ کیونکہ ان کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے اور ایسی کنیزوں کی قیمت حرام ہے۔اسی طرح کی صورت حال کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔اور بعض لوگ وہی ہیں جو کھیل کود کی چیزوں کو خرید لیتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کردیں۔سورہ لقمان (آیت ٦) میں نیکوکاروں کے تذکرے کے بعد بدکاروں کا ذکر ہے:

آیت کا شانِ نزول:

قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ کے شان نزول کے بارے میں ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا وہ ملک فارس سے شاہان عجم کسریٰ وغیرہ تاریخی قصے خرید کر لایا اور مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد ﷺ تم لوگوں کو قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفند یار اور دوسرے شہان فارس کے قصے سناتا ہوں یہ لوگ اس کے قصے شوق ورغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی محنت اٹھانی پڑے صرف مزے دار قسم کہانیاں اور ہسٹریاں تھیں ان کی وجہ سے بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلام الٰہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ مل گیا۔

قرآن مجید کی اس آیت میں لہو الحدیث سے جس طرح شاہان عجم کے قصے کہانیاں یا گانے والی لونڈی مراد ہے اسی طرح اس سے گانا بجانا اس کا ساز وسامان اور الات ساز وموسیقی اور ہر وہ چیز مراد ہے جو انسانوں کو خیر اور نیکی کے کاموں سے غافل کردے اس میں قصے کہانیاں افسانے ڈرامے ناول اور جنسی لٹریچر رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور

جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور ریڈیو، فلمیں وغیرہ بھی اور اگر موبائل، انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کو خلاف شرع مناظر دیکھنے یا ناجائز کاموں میں استعمال کیا جائے تو پھر یہ بھی اسی لہو میں داخل ہوں گے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ السَّجْدَةِ

باب ۳۳۔ سورۃ السجدۃ کی تفسیر

سورۃ الٓمّٓ السَّجدہ مکیہ

سورۃ المؤمنون کے بعد ۸۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۲ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ لقمان میں حضرت لقمان حکیم کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے: ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ لقمان حکیم نے بیٹے کو نصیحت کی شرک نہ کرنا رب کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھنا کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۂ سجدہ میں فرمایا: ﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا... الآية﴾ اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ تعالیٰ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الفرقان سے لے کر سورۂ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۂ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہٰذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

نوٹ: اس ربط کو دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے چوتھے حصے کے لئے یہ بطور مقدمۃ الجیش کے ہے اس لئے کہ چوتھے حصے میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے اور اس سورۃ میں نفی شفیع غالب دونوں ایک ہی صفت کی نفی ہیں از غیر اللہ۔

خلاصہ: اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعت قہری کی نفی ہے، مسئلہ توحید پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔

دلیل عقلی اوّل: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... الآيه﴾ یہ نفی شفاعت قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ... الآيه﴾ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔

دلیل نقلی از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماءِ بنی اسرائیل ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ... الآيه﴾ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔

دلیل عقلی: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ... الآيه﴾ اس دلیل سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ اللہ پاک نے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کا تذکرہ کسی کے ذہن میں نہیں آتا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ... الآیۃ﴾ سورۃ ممتاز ہے ﴿مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ... الآیۃ﴾ پر۔

۱۔ وہ لوگ جن کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں

(۳۱۲۰) اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) نَزَلَتْ فِيْ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ تُدْعَى الْعَتَمَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ آیت۔

"ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں۔ یہ آیت اس نماز کے بارے میں نازل ہوئی جسے شام کی نماز کہا جاتا ہے (یعنی عشاء کی نماز)۔"

سورۃ السجدۃ (آیت ۱۶) میں اعلیٰ درجہ کے مؤمنین کے تذکرہ میں ہے: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾: ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ۔ اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں آئی ہیں۔

۲۔ اعلیٰ درجہ کے جنتیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

(۳۱۲۱) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں پتہ چلا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال بھی نہیں آیا اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں (ان الفاظ میں موجود ہے)۔

کوئی شخص یہ نہیں جانتا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے؟ جو اس چیز کی جزا ہوگی جو وہ عمل کرتے تھے۔

(۳۱۲۲) اِنَّ مُوْسٰى عليه السلام سَاَلَ رَبَّهٗ فَقَالَ اَيْ رَبِّ اَيُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَدْنٰى مَنْزِلَةً قَالَ رَجُلٌ يَّاْتِيْ بَعْدَ مَا يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ اَدْخُلُ وَقَدْ نَزَلُوْا مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ اَتَرْضٰى اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِّنْ مُّلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ قَدْ رَضِيْتُ فَيُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ هٰذَا وَمِثْلَهٗ وَمِثْلَهٗ وَمِثْلَهٗ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ اَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ هٰذَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهٖ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ اَيْ رَبِّ فَيُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ.

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے برسرِ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا انہوں نے سوال کیا اے میرے پروردگار جنت میں سب سے کم مرتبہ کس کا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص کا ہوگا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا اور اسے کہا جائے گا اب تم اندر داخل ہو جاؤ تو وہ کہے گا میں اس کے اندر کیسے داخل ہو سکتا ہوں؟ جبکہ سب لوگوں نے اپنا گھر اور اپنے حصے کی جگہ کو حاصل کر لیا ہے تو اسے کہا جائے گا

کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تمہیں وہ کچھ دیا جائے جو دنیا کے کسی بھی بادشاہ کے پاس ہوتا تھا تو وہ کہے گا جی ہاں میں راضی ہوں اس سے کہا جائے گا تمہیں یہ ملا اور اس کی مانند مزید ملا تو وہ کہے گا میں راضی ہو گیا میرے پروردگار تو اسے کہا جائے گا تمہیں یہ ملا اور اس کا دس گنا مزید ملا تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں راضی ہو گیا تو اسے کہا جائے گا اس کے ساتھ جو تمہارے نفس کی خواہش ہو اور جو تمہاری آنکھوں کو اچھا لگے وہ بھی (تمہارا ہوا)۔

سورۃ السجدہ کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ پس نہیں جانتا کوئی شخص وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان (اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں) کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے، یہ ان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہے!

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ

باب ۳۴۔ سورۃ الاحزاب کی تفسیر

سورۃ الاحزاب مدنیہ

سورۃ اٰلِ عمران کے بعد ۹۰ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۳ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ سجدہ میں فرمایا ﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں بیان کیا گیا کہ شفیع قہری کوئی، اب اس سورۃ میں کہا جاتا ہے کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں کہ کم از کم ہمارے معبودوں کو شفیع مان لو صلح ہو جائے گی لیکن تم نرمی اختیار نہ کرنا۔ کسی کے شفیع کہنے سے کوئی شفیع نہیں بن جاتا، جیسے کسی کو بیٹا کہہ دینے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بنا جاتا یا کسی کو ماں کہہ دینے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اُصول میں تھی اور دو فروع میں۔ اُصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ فروعی خرابیاں یہ تھیں۔

اول: وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اُسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے۔

دوم: اپنے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے تھے اور متبنیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔ اصل مقصود تو عقیدہ شرکیہ یعنی شفاعتِ قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کو ذکر بطور نظیر ہے۔

حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ ... الخ﴾ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کی اتباع کا حکم دیا گیا ﴿وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِ﴾ میں نظیر اول مذکور ہے ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ﴾ میں دوسری نظیر کا ذکر ہے۔ اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام

کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرمادیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے متبنیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاوند بیوی کی نہ بن آئی۔ حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں اُنیس (۱۹) احکام نازل فرمادیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، نو (۹) مومنین کے لئے اور دو (۲) ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھنا۔

اے ازواجِ پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیماں کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ... الخ﴾ یہ مؤمنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت وحرمت پر حرف نہ آنے پائے۔

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ ... الخ﴾ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ... الخ﴾ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو نا سازگاریٔ اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی۔ اس واقعہ کی تفصیلات ﴿اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ﴾ (ع ۲) سے ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا﴾ (ع ۳) تک میں مذکور ہیں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ ... الخ﴾ (ع ۴) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے جسالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا

فرمائے گا ﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ ... الخ ﴾ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہلا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی اسے دوہرا اجر دوں گا۔ ﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ ... الخ ﴾ یہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس ﴿ وَاِذْ تَقُوْلُ ... الخ ﴾ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں باقی رکھے اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورتِ حال یہ تھی اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس سے نکاح کر لیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کریں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

﴿ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ... الخ ﴾ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ... الخ ﴾ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ ... الخ ﴾ یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ ... الخ ﴾ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرما دیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پروا نہ کریں ﴿ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ ... الخ ﴾ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ ... الخ ﴾ چھٹا حکم برائے مؤمنین: اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کر دیا کیونکہ غیر مدخول بہا تھیں۔

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ ... الخ ﴾ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ... الخ ﴾ (ع۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین: ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے

گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تا کہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ ...الخ﴾ آٹھواں حکم برائے مؤمنین : ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین ومنافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا اور مسئلہ حق واضح کر دیا۔ اس لئے تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ ...الخ﴾ یہ مشرکین ومنافقین کے لئے تخویف اُخروی ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ ...الخ﴾ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب : پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مؤمنین عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تا کہ ان کی عزت وناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے ﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ...الخ﴾ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیئے جائیں گے۔

﴿يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ...الخ﴾ یہ تخویف اُخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار ومشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا ...الخ﴾ (ع ۹) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذاء پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ...الخ﴾ منافقین ومشرکین کے لئے زجر وتخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارت اُخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کے لفظ پر۔

② سورۃ ممتاز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح پر اللہ پاک نے عرشوں پر خود کیا ﴿زَوَّجْنٰكَهَا ...الآیہ﴾

۱۔ جاہلیت کی تین غلط باتیں

(۳۱۲۳) قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ) مَا عَنٰى بِذٰلِكَ قَالَ قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يُّصَلِّيْ فَخَطَرَ خَطْرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهٗ اَلَا تَرٰى اَنَّ لَهٗ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ).

ترجمہ: قابوس بن ابوظبیان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس سے کیا مراد ہے؟

"اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔"

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خیال آیا (اس کی طرف توجہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز بھول گئے) تو منافقین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے یہ کہا کیا تم لوگوں نے غور کیا؟ ان صاحب کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل ان لوگوں کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل کی۔"اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔"

سورۃ الاحزاب (آیت ۴) میں جاہلیت کی تین غلط باتوں کی تردید ہے۔

۲۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ بات سچ کر دکھلائی جس کا انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

(۳۱۲۴) قَالَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ سُمِّيتُ بِهٖ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَبُرَ عَلَيَّ فَقَالَ اَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غِبْتُ عَنْهُ اَمَا وَاللهِ لَئِنْ اَرَانِيَ اللهُ مَشْهَدًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْمَا بَعْدُ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا اَصْنَعُ قَالَ فَهَابَ اَنْ يَّقُوْلَ غَيْرَهَا فَشَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ مِّنَ الْعَامِ الْقَابِلِ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو اَيْنَ قَالَ وَاهًا لِرِيْحِ الْجَنَّةِ اَجِدُهَا دُوْنَ اُحُدٍ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَوُجِدَ فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَّطَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ فَقَالَتْ عَمَّتِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ اَخِيْ اِلَّا بِبَنَانِهٖ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا وہ غزوہ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہیں ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں میرے لیے یہ بات بڑی قابل افسوس تھی یہ وہ پہلی جنگ تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے اور میں اس میں شریک نہیں ہوا اللہ کی قسم اب اگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کر دے گا جو میں کروں گا انہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگلے سال غزوہ احد میں شریک ہوئے ان کی ملاقات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ بولے اے ابوعمرو کہاں کا ارادہ ہے؟ تو حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ اس طرف احد کے دوسری جانب سے مجھے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر انہوں نے جنگ میں شرکت کی اور شہید ہو گئے ان کے جسم میں اسی سے زیادہ زخموں کے نشان تھے میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا میں نے اپنے بھائی کو صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو سچ ثابت کیا ان میں سے بعض اپنی نذر کو پورا کر چکے ہیں کچھ انتظار کر رہے ہیں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(۳۱۲۵) اَنَّ عَمَّهٗ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالًا لِّلْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللهُ كَيْفَ اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ وَاَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِيَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ يَا اَخِيْ مَا فَعَلْتَ اَنَا مَعَكَ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَصْنَعَ مَا صَنَعَ فَوُجِدَ فِيْهِ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَّطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَّرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُوْلُ فِيْهِ وَفِيْ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ (فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ) قَالَ يَزِيْدُ يَعْنِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان کے چچا غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے انہوں نے کہا یہ سب سے پہلی جنگ تھی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اور میں اس میں شامل نہیں ہوا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کے ساتھ کسی جنگ میں دوبارہ شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کردے گا جو میں کروں گا (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب غزوہ احد کا موقع آیا اور مسلمان اِدھر اُدھر بکھر گئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ ان لوگوں نے جو کیا یعنی مشرکین نے جو کیا میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت پیش کرتا ہوں اور ان لوگوں نے جو کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے جو کیا اس بارے میں میں تیری بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہوں پھر وہ آگے بڑھے تو ان کی ملاقات حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ہوئی انہوں نے کہا اے میرے بھائی تم نے کیا کہا؟ میں آپ کے ساتھ ہوں (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) لیکن میں وہ جوہر نہیں دکھا سکا جو انہوں نے دکھائے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان کے جسم پر اسی سے زیادہ تلوار اور نیزوں وغیرہ کے زخم تھے۔ ہم یہ سمجھتے تھے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ "ان میں سے بعض لوگوں نے اپنی نذر کو پورا کرلیا اور کچھ لوگ منتظر ہیں۔"
یزید نے یہ بات بیان کی ہے اس سے مراد یہ آیت ہے۔ سورۃ الاحزاب کی (آیت ۲۳) ہے۔

۳۔ نذر پوری کرنے والے وہ لوگ بھی ہیں جو جم کر لڑے مگر شہید نہیں ہوئے

(۳۱۲۶) دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ.

ترجمہ: موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خوشخبری سناؤں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں تو انہوں نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے طلحہ ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کردیا۔

(۳۱۲۷) اَنَّ اَصْحَابَ رسول اللهِ ﷺ قَالُوْا لِاَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ مَنْ هُوَ وَكَانُوْا لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلٰى مَسْاَلَتِهٖ يُوَقِّرُوْنَهٗ وَيَهَابُوْنَهٗ فَسَاَلَهُ الْاَعْرَابِيُّ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ قَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ.

ترجمہ: موسیٰ بن طلحہ اور عیسیٰ بن طلحہ اپنے والد حضرت طلحہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک دیہاتی جو ناواقف تھا اس سے یہ کہا گیا تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرو وہ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے اور (احترام کے طور پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے تھے دیہاتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس نے پھر سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے کوئی جواب نہیں دیا (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی

دوران میں مسجد کے دروازے سے اندر آیا میں نے اس وقت بہتر لباس پہنا ہوا تھا جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ جس نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تھا جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کرلیا؟ تو اس شخص نے عرض کی میں ہوں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا یہ (طلحہ) ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا حضرت طلحہ بن عبید اللہ قریشی تیمی رضی اللہ عنہ: عشرۂ مبشرۃ میں سے، آٹھ سابقین اسلام میں سے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پانچ اسلام قبول کرنے والوں میں سے، اور چھ اصحاب شوریٰ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے لئے نامزد کردہ لوگوں) میں سے ہیں۔ جنگ بدر کے موقعہ پر آپ تجارت کے لئے شام گئے ہوئے تھے، مگر نبی ﷺ ان ان کو جنگ بدر کی غنیمت میں اور اجر وثواب میں حصہ دار بنالیا تھا، پھر جنگ احد میں آپ نے شرکت فرمائی، اور اس میں بڑا کارنامہ انجام دیا، وہ نبی ﷺ کیلئے ڈھال بنے رہے، اور اپنے ہاتھ سے تیر روکتے رہے، یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ شل ہوگیا۔ نبی ﷺ نے درج ذیل واقعہ میں ان کو (ممن قضی نحبہ) کا مصداق قرار دیا ہے، معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنے والے ہوی حضرات نہیں ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے، بلکہ جنھوں نے ڈٹ کر جنگ لڑی وہ بھی آیت کا مصداق ہیں، اگر چہ وہ جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔

لغات: کبر علیہ: ان پر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونا بڑا شاق گزرا۔ لئن ارانی اللہ: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا هاب ڈر گئے خوفزدہ ہوگئے۔ قال: واھا لریح الجنة: انس بن نضر خود ہی بول پڑے قبل اس کے کہ حضرت سعد ان کی بات کا جواب دیں جنت کی خوشبو کتنی اچھی ہے واہ کتنی اچھی ہے کس قدر خوب ہے۔ اا جدھا دون احد من: اُحد پہاڑ کے دامن میں جنت کی خوشبو محسوس کررہا ہوں۔ ضربة: تلوار کی چوٹ تلوار کی مار۔ طعنة: نیزہ لگنے کا نشان رمیۃ تیر لگنے کا نشان۔ بنان: انگلیوں کے پورے۔ من قضی نحبہ: بعض نے اپنے عہد اور منت کو پورا کرلیا۔ لئن اللہ اشھدنی: اس میں لام برائے تاکید اور ان شرطیہ ہے اصل عبارت اس طرح ہے۔ لئن اشھدنی اللہ: اگر اللہ تعالیٰ مجھے حاضر کریں موقع دیں۔ انکشف المسلمون: مسلمان کھل گئے یعنی شکست کھا گئے۔ ابرا الیك: میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں براہ راست کا اظہار کرتا ہوں۔ مما جاء به هولاء المشرکون: اس چیز سے جیسے یہ مشرک لائے ہیں یعنی حضور ﷺ سے جنگ کرنا۔ واعتذر الیك: میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک ایسے شہید کو دیکھ لے جو زمین پر چل رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے جنگ جمل میں مروان نے انہیں تیر مارا جوان کے گھٹنے میں ایسا لگا کہ ان کا خون بند نہ ہوا اور اسی میں وہ جمادی الاوّل ۳۶ھ میں شہید ہوگئے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال تھی اور بصرہ میں ہی انہیں دفن کیا گیا امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کے مناقب میں مذکورہ روایات ذکر کی ہیں۔ (الاصابة ۳، ۴۳۰)

۴۔ نبی ﷺ کا ازواج کو اختیار دینا، اور ازواج کا آپ ﷺ کو اختیار کرنا

(۳۱۲۸) قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ) حَتّٰى بَلَغَ

(لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا) فَقُلْتُ فِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَأْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَفَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پہل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں تمہارے سامنے ایک معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت نہیں کریں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو اگر تم لوگ دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت یہاں تک پڑھی۔تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لیے عظیم اجر ہے۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی میں اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج نے بھی ویسا ہی کیا جو میں نے کیا تھا۔

سورۃ الاحزاب (آیات ۲۸،۲۹) میں ہے۔

شانِ نزول: بنو نضیر اور بنو قریظہ کی فتوحات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدنی بڑھ گئی تھی، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس وقت یہ خیال ہوا کہ اب ہمیں مزید نفقہ ملنا چاہئے، چنانچہ سب ازواج نے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا یہ مطالبہ رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑا رنج ہوا، کیونکہ آمدنی ضرور بڑھی تھی مگر ساتھ ہی مسلمانوں کی ضروریات بھی بڑھی تھیں، اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا تھا، اور نومسلموں کی معاشی کفالت حکومت کی ذمہ داری تھی، علاوہ ازیں: اللہ نے اپنے حبیب کے لئے جو معیار زندگی پسند فرمایا تھا: اس سے بھی یہ مطالبہ میل نہیں کھاتا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک گھر میں تشریف نہیں لے جائیں گے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمادی جس میں ازواج کو اختیار دینے کا ذکر ہے جس کی تفصیل ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دنیا کے عیش وآرام کو اختیار نہیں کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں نو بیویاں تھیں پانچ قریش میں سے تھیں حضرت عائشہ حفصہ، ام حبیبہ سودہ ام سلمہ اور چار ان کے علاوہ تھیں یعنی حضرت صفیہ میمونہ زینب اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن۔ اور سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کا حکم سنایا، انھوں نے اللہ ورسول کی مرضی کو اختیار کیا، پھر سب ازواج نے ایسا ہی کیا، اور سب نے دنیا کے عیش وعشرت کا خیال دل سے نکال ڈالا۔

۵۔ چہارتن کی اہل البیت میں شمولیت

(۳۱۲۹) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهٗ

بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ اَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ.

ترجمہ: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے سوتیلے صاحبزادے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ "اے اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اپنی چادر میں لے لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی پشت کے پیچھے تھے آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں لیا پھر فرمایا: "اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے گندگی کو دور کردے اور انہیں اچھی طرح پاک کردے۔" تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنا مقام ہے تم بھلائی کی جگہ پر ہو۔

(۳۱۳۰) اَنَّ رسول اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اِذَا خَرَجَ اِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُوْلُ الصَّلٰوةَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا چھ ماہ تک یہ معمول رہا آپ ﷺ فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے جاتے ہوئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو یہ فرماتے تھے۔ اے اہل بیت نماز کا (وقت) ہوگیا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "اہل بیت بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔"

چہارتن یعنی حضرات فاطمہ، حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم کی اہل البیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے، اہل البیت کا اصل مصداق ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ اہل بیت میں دونوں ہی داخل ہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تو اس قرآنی آیت کی وجہ سے اور داماد اور اولاد یعنی حضرت علی، فاطمہ اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ان روایات کی رو سے جو صحیح سند سے ثابت ہیں جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں چادر میں لے کر فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں ہر قسم کی گندگی اور آلودگی سے دور کردے اور انہیں خوب پاک کردے۔ (روح المعانی ۱۲، ۱۴)

انك على مكانك وانت على خير. اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ہی ہو کیونکہ تم تو اہل بیت ہی ہو لہٰذا تمہیں چادر کے نیچے آنے کی ضرورت نہیں کہ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں یہی مطلب راجح ہے۔ کیونکہ سورۃ الاحزاب میں آیات تخییر کے بعد پانچ آیتوں میں ازواج ہی کے لئے مختلف ہدایات، نصائح اور فضائل بیان ہوئے ہیں، اور ان کے درمیان میں یہ آیت آئی ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

"اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح سے پاک صاف کرے۔"

اہل البیت میں الف لام عہدی ہے، اور مراد نبی ﷺ کا گھر ہے، اور آپ ﷺ کے گھر والوں سے مراد آپ ﷺ کی ازواج

ہیں، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ پورے رکوع میں خطاب ازواج ہی سے ہے، اور سورۃ ہود رکوع ۷ میں بھی اہل البیت سے حضرت سارہ علیہا السلام مراد ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ تھیں۔ مگر آیت عام ہے، کیونکہ عنکم اور یطھرکم میں مذکر ضمیریں استعمال ہوئی ہیں، اس لئے نزول آیت کے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چارتن کو ایک کمبل میں لے کر دعا کی،، الٰہی! یہ بھی میرے گھر والے ہیں،، یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جیسا کہ دوسری حدیث میں آپ کا چارتن کو اہل البیت سے خطاب فرمانا مروی ہے۔

۶۔ متبنی کی بیوی سے نکاح کے سلسلہ کی آیتوں کا شان نزول

(۳۱۳۱) قَالَتْ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِىْٓ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ) يَعْنِىْ بِالْاِسْلَامِ (وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) يَعْنِىْ بِالْعِتْقِ فَاَعْتَقْتَهٗ (اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِىْ فِىْ نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَكَانَ اَمْرُ اللهِ مَفْعُوْلًا) وَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوْا تَزَوَّجَ حَلِيْلَةَ ابْنِهٖ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ ﷺ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ فَلَبِثَ حَتّٰى صَارَ رَجُلًا يُّقَالُ لَهٗ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَاَنْزَلَ اللهُ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ) فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٌ اَخُوْ فُلَانٍ (هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ) يَعْنِىْ اَعْدَلُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کوئی چیز چھپانی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو چھپاتے۔ ”اور جب تم نے اس شخص سے یہ کہا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا تھا اور تم نے بھی احسان کیا تھا۔“

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان یہ تھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس چیز کو پوشیدہ رکھتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دینا تھا اور تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ یہ آیت یہاں تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس خاتون کے ساتھ شادی کی تو لوگوں نے کہا انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی شخص کے والد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا جب وہ چھوٹے تھے اس کے بعد یہی صورت حال رہی یہاں تک کہ وہ بڑے ہو گئے اور انہیں زید بن محمد کہا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے (اس مسئلے کے بارے میں) یہ حکم نازل کیا۔

”تم ایسے لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کے حوالے سے بلاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ انصاف کے زیادہ قریب ہے اگر تمہیں ان لوگوں کے حقیقی باپ کے بارے میں علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے آزاد کردہ غلام ہیں۔“

(یہ کہنا فلاں فلاں کا آزاد کردہ غلام ہے فلاں فلاں کا (دینی بھائی ہے) یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ قریب ہے۔

(۳۱۳۲) لَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَاتِمًا شَيْئًا مِّنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے اگر کسی چیز کو چھپانا ہوتا تو آپ ﷺ اس آیت کو چھپاتے۔

"اور جب تم نے اس شخص سے یہ کہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا اور تم نے بھی اس پر انعام کیا تھا۔"

(۳۱۳۳) قَالَ مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَيْدَ ابْنَ حَارِثَةَ اِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنَ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پہلے ہم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قران کا یہ حکم نازل ہوا۔

"تم ایسے لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کے حوالے سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ قریب ہے۔"

(۳۱۳۴) عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ) قَالَ مَا كَانَ لِيَعِيْشَ لَهُ فِيْكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ.

ترجمہ: عامر شعبی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی شخص کے والد نہیں ہیں۔ شعبی کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے ان کا کوئی بھی بیٹا تمہارے درمیان زندہ نہیں رہا۔"

(۳۱۳۶) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ) فِيْ شَاْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ جَآءَ زَيْدٌ يَّشْكُوْ فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَاْمَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"تم اپنے من میں اس چیز کو چھپاتے رکھتے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور تم لوگوں سے ڈر گئے تھے۔"

یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ان کی شکایت کرتے ہوئے انہیں طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور آپ ﷺ سے مشورہ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے الفاظ قرآن میں یوں استعمال ہوئے۔ "تم اپنی بیوی کو روکے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔"

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قبیلہ کعب کے تھے۔ ادھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا باپ حارثہ اپنے بیٹے کے فراق میں تڑپتا تھا، وہ برابر حضرت زید کو تلاش کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک سال حج کے موقعہ پر زید کے قبیلہ کے کچھ لوگوں نے زید کو منی میں نبی ﷺ کے ساتھ دیکھا اور پہچان لیا۔ انھوں نے جا کر حارثہ کو اطلاع دی، وہ اپنے بھائی کے ساتھ زر فدیہ لے کر مکہ آیا اور نبی ﷺ سے ملا اور درخواست کی کہ آپ ﷺ زر فدیہ لے کر زید کو آزاد کر دیں، نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے بہتر بات پیش کروں؟ حارثہ نے کہا:

ضرور، آپ نے زید کو بلایا، اور پوچھا: ان لوگوں کو جانتے ہو؟ زید نے کہا: ہاں جانتا ہوں، یہ میرے ابا ہیں اور یہ میرے چچا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہیں لینے آئے ہیں، اب تمہیں اختیار ہے، چاہو تو میرے ساتھ رہو اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ حضرت زید نے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، اس پر آپ ﷺ نے خوش ہو کر زید کو کعبہ کے پاس حطیم میں لے جا کر اعلان عام کیا کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے، چنانچہ ان کے باپ اور چچا خوش ہو کر لوٹ گئے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بھی احسان ہے اور حضور ﷺ کا بھی اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان یہ تھا کہ انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچایا اور اسلام لانے کی توفیق دی یہاں تک کہ یہ ان چار خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے اور نبی کریم ﷺ کے ان پر احسان اور انعام کی تفصیل یہ ہے کہ یہ آٹھ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال میں گئے ہوئے تھے۔ وہاں قبیلہ قین کے لوگوں نے حملہ کر کے انہیں غلام بنالیا اور عکاظ کے میلے میں جا کر حضرت حکیم بن حزام کے ہاتھ بیچ دیا انہوں نے یہ غلام اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اس کے بعد جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ کے پیش کر دیا اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی:

ان کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے ان کے علاوہ کسی اور صحابی کا نام قرآن میں نہیں تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے غزوہ موتہ میں جب یہ لشکر کے امیر تھے شہید ہو گئے اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال تھی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے کرا دیا لیکن حضرت زید کو یہ شکایت رہتی تھی کہ ان کی اہلیہ کے دل میں اپنی خاندانی فوقیت کا احساس ابھی تک مٹا نہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت زید کے مشورہ لینے سے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ حضرت زید کسی وقت اپنی اہلیہ کو طلاق دیدیں گے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہ آپ کے نکاح میں آئیں گی تاکہ عرب میں اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کو جو معیوب سمجھا جاتا ہے اس رسم کا عملی طور پر خاتمہ ہو جائے۔

مگر طبیعتوں میں عدم موافقت کی وجہ سے نکاح راس نہیں آیا حضرت زید رضی اللہ عنہ باپ ہونے کے ناتے نبی ﷺ سے حضرت زینب کی شکایت کرتے اور آپ ﷺ سمجھاتے کہ زینب نے میری وجہ سے یہ نکاح منظور کیا ہے، اسے نبھاؤ، اگر تم اس کو طلاق دیدو گے تو ایک اور دھبہ اس پر لگے گا، لوگ اس کو طعنہ دیں گے کہ تجھے غلام نے بھی نہیں رکھا (امسك عليك زوجك واتق الله) کا یہی مطلب ہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تنگ آ کر حضرت زینب کو طلاق دیدی، اور وہ عدت میں بیٹھ گئیں۔

وتخفی فی نفسك ما الله مبديه (اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا) اس آیت میں چھپانے والی بات یہی تھی کہ حضور ﷺ نے حضرت زید کو یہ بات نہیں بتلائی کہ تم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دو گے اور پھر وہ میرے نکاح میں آئیں گی آپ ﷺ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اس نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا حالانکہ جب اللہ کو آپ کے ذریعہ اس رسم کا خاتمہ کرانا ہی تھا تو پھر لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی آپ ﷺ کا یہ خوف اگرچہ فطری تھا اس کے باوجود آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ فرمائی گئی صحیح روایات کی روشنی میں اس آیت کی یہی تفسیر صحیح ہے۔

زَوَّجْنٰكَهَا (ہم نے ان سے آپ کا نکاح کر دیا) کی تفسیر

(۳۱۳۷) نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ (فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا) قَالَ فَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهْلُوْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب زید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے اپنی غرض کو پورا کرلیا تو ہم نے اس عورت کی شادی تمہارے ساتھ کر دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ خاتون اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں تم لوگوں کی شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے کی ہے۔

(۱) اس نکاح کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیاز بخشا کہ خود ہی نکاح کر دیا نکاح کی معروف شرائط اس میں نہیں پائی گئیں یعنی نکاح خوانی حق مہر اور گواہوں کے بغیرہ ہی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور حضرت زینب کا دوسری عورتوں کے سامنے یہ فرمانا کہ تمہارا نکاح تو تمہارے والدین نے کیا میرے نکاح خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔

پھر جیسا کہ اندیشہ تھا: اس نکاح کے بعد طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا، اور کفار نے وہ کہا جو نہیں کہنا چاہئے تھا، انھوں نے بہو پر دل آجانے کا شاخسانہ نکالا، اور دانستہ یا نادانستہ ان لغویات کا اثر روایات میں درآیا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو لوگوں نے کہا: اپنے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح کر لیا! پس یہ آیت اتری محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (آیت ۴۰)

تشریح: لکن استدراک کے لئے آتا ہے، یعنی کلام سابق سے پیدا ہونے والے وہم کو رفع کرنے کے لئے آتا ہے، جب اس بات کی نفی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صاحبزادہ حد بلوغ کو نہیں پہنچا، پس کوئی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہو نہیں ہوسکتی، تو وہم پیدا ہوا کہ اس میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہے، بالغ مذکر اولاد کا ہونا فخر وعزت کی بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے محروم کیوں رکھا گیا؟ لکن سے جواب اور جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مصلحت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہی تو کیا حرج ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد بے حساب ہے، آپ کی امت کے مؤمنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہیں، کیونکہ ان کو ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ملا ہے۔

۷۔ قرآن میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ ساتھ تذکرہ

(۳۱۳۵) اَنَّهَا اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ مَا اَرٰى كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا اَرَى النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا انصاریہ بیان کرتی ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی کیا وجہ ہے کہ

میں دیکھتی ہوں ہر چیز مردوں کے لیے ہے مجھے عورتوں کے بارے میں نظر نہیں آیا کہ ان کا کسی حوالے سے ذکر کیا گیا ہو؟ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ "بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں۔"

بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں ہی کا ذکر ہے، عورتوں کا کہیں تذکرہ نہیں، اسی طرح بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ سورۃ الاحزاب کے چوتھے رکوع میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ذکر تو آیا مگر عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہیں ہوا، اس پر سورۃ الاحزاب کی (آیت ۳۵) نازل ہوئی، اور اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی تذکرہ کیا گیا تا کہ ان کو تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی، اور جس طرح مردوں کے لئے روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہیں: عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کھلا ہوا ہے۔

۸۔ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا امتیاز

۱۱۔ آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ﴾ منسوخ ہے یا نہیں؟

(۳۱۳۸) قَالَتْ خَطَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَذَرْتُ اِلَيْهِ فَعَذَرَنِيْ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللّٰتِيْ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خٰلٰتِكَ اللّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ) الْاٰيَةَ قَالَتْ فَلَمْ اَكُنْ اَحِلُّ لَهُ لِاَنِّيْ لَمْ اُهَاجِرْ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ.

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابو طالب بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کیا آپ ﷺ نے میرے عذر کو قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے نبی ہم نے تمہارے لیے ان بیویوں کو حلال قرار دیا ہے جن کے مہر تم ادا کر دیتے ہو اور ان عورتوں کو بھی (حلال) قرار دیا ہے جو تمہاری ملکیت میں ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال فے کے طور پر عطا کیں اور (اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے) تمہارے چچا کی بیٹیوں کو تمہاری پھوپھی کی بیٹیوں کو تمہارے ماموں کی بیٹیوں کو اور تمہاری خالہ کی بیٹیوں کو جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ہر مومن عورت کو (تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے) اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے لیے ہبہ کر دے۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یوں میں نبی اکرم ﷺ کے لیے حلال نہیں ہوتی تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔

(۳۱۳۹) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نُهِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ) وَاَحَلَّ اللّٰهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ (وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ) وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِيْنٍ غَيْرَ الْاِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ (وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ) وَقَالَ (يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا

اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللّٰتِيْ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ (خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ) وَحَرَّمَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہجرت کرنے والی مومن عورتوں کے علاوہ دیگر تمام اقسام کی خواتین کے ساتھ نکاح کرنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اس کے بعد تمہارے لیے خواتین (کے ساتھ شادی کرنا) حلال نہیں ہے اور نہ یہ کہ اپنی ازواج کی جگہ دوسری ازواج لے آؤ خواہ ان (دوسری عورتوں کی) خوبصورتی تمہیں پسند آئے البتہ تمہاری ملکیت میں جو (خواتین آتی ہیں) ان کا حکم مختلف ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے مومن عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ اور مومن عورت کو (بھی تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے) اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے لیے ہبہ کر دیتی ہے۔

اسلام کے علاوہ اور کسی بھی دین کی پیروکار عورت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اور فرمایا۔ جو شخص ایمان کا انکار کرے تو اس کا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

"اے نبی ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال قرار دی ہیں جن کے مہر تم ادا کر دیتے ہو اور وہ کنیزیں حلال قرار دی گئی ہیں) جو تمہاری ملکیت میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے طور پر تمہیں عطا کی ہیں۔"

یہ آیت یہاں تک ہے۔ "یہ حکم صرف تمہارے لیے ہے عام مومنین کے لیے نہیں ہے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ تمام اقسام کی خواتین کو حرام قرار دیا ہے۔

(۳۱۴۰) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ.

ترجمہ: عطاء بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام خواتین کو حلال قرار نہیں دے دیا گیا۔

سورۃ الاحزاب میں تین آیتیں (۵۰۔۵۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے نازل ہوئی ہیں، ان میں یہ مضمون ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کن عورتوں سے نکاح جائز ہے اور کن عورتوں سے نکاح جائز نہیں؟ ان میں سے آخری آیت: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ﴾ میں اختلاف ہوا ہے کہ وہ منسوخ ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے یہ تھی کہ یہ آیت منسوخ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ترمذی رحمہ اللہ میں ہے، فرماتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب عورتیں حلال کر دی گئیں۔" (یہ حدیث مسند احمد اور نسائی میں بھی ہے، اور صحیح ہے)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ یہ آیت منسوخ نہیں، ان کے نزدیک ﴿مِنْۢ بَعْدُ﴾ کا مضاف الیہ الاصناف الاربعة المذکورة فی الآیة الخمسین ہے یعنی: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ ... الآیة﴾ میں جن چار قسم کی عورتوں کی حلت کا بیان ہے ان کے علاوہ عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال نہیں، اور اس تقدیر پر آیت کو منسوخ ماننے کی

ضرورت نہیں، اور آیت: (ترجی) باری مقرر کرنے کے سلسلہ میں ہے، اس مسئلہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

۱۲۔ اسلامی معاشرت کے چند آداب واحکام

(۳۱۴۱) قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَىٰ بَابَ امْرَأَةٍ عَرَّسَ بِهَا فَإِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ فَاحْتُبِسَ ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوا قَالَ فَدَخَلَ وَأَرْخَىٰ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَقَالَ لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَيَنْزِلَنَّ فِيْ هٰذَا شَيْءٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا آپ ﷺ اپنی اس اہلیہ کے دروازے کے پاس تشریف لائے جن کے ساتھ آپ ﷺ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہاں کچھ لوگ موجود تھے آپ ﷺ تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اپنا کوئی کام کیا آپ ﷺ کی وجہ سے کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ لوگ جا چکے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے گھر کے اندر چلے گئے آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ گرادیا راوی بیان کرتے ہیں میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا جو تم کہہ رہے ہو اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس بارے میں ضرور کوئی حکم نازل ہوجائے گا (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) تو حجاب کے حکم کے متعلق آیت نازل ہوگئی۔

(۳۱۴۲) قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهٖ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّيْ أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهٗ بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّيْ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا مِنَّا لَكَ قَلِيْلٌ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا وَّمَنْ لَقِيْتَ فَسَمّٰى رِجَالًا قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ قَالَ وَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوْا حَتّٰى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَّلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى أَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا أَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ مِنْهُمْ طَوَائِفُ يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَّزَوْجَتُهٗ مُوَلِّيَةٌ وَّجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوْا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوْا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ

فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ) إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ الْجَعْدُ قَالَ أَنَسٌ أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْاٰيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے (حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش) کے ساتھ شادی کی اور آپ ﷺ اپنی اہلیہ کو رخصت کروا کے لے آئے تو میری والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حیس تیار کیا اور اسے ایک برتن میں ڈال کر فرمایا اے انس اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ ﷺ سے عرض کرنا یہ میری والدہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے آپ کو سلام بھی کہا ہے اور یہ عرض کی ہے یا رسول اللہ یہ ہماری طرف سے حقیر سا تحفہ آپ ﷺ کے لیے ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی میری والدہ نے آپ ﷺ کو سلام کیا ہے اور انہوں نے یہ عرض کی ہے یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کے لیے حقیر سا تحفہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے رکھ دو پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور فلاں شخص کو فلاں شخص کو اور فلاں شخص کو اور جو بھی ملے اسے میرے پاس بلا کر لے آؤ نبی اکرم ﷺ نے کچھ افراد کے نام بھی لیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جن لوگوں کے نام لیے تھے اور جو شخص مجھے ملا میں ان سب کو بلا کے لے آیا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اس وقت آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا تین سو کے قریب افراد تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا اے انس وہ پیالہ لے آؤ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ سارے لوگ اندر آ گئے یہاں تک کہ وہ چبوترہ اور کمرہ بھر گئے ان لوگوں کا بیٹھنا نبی اکرم ﷺ کو گراں محسوس ہو رہا تھا آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج کے ہاں جا کر انہیں سلام کیا پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ ان بیٹھنا نبی اکرم ﷺ پر گراں گزر رہا ہے تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف گئے اور سب لوگ وہاں سے باہر نکل گئے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا نبی اکرم ﷺ گھر کے اندر تشریف لے گئے میں حجرے میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ پر یہ آیات نازل ہو چکی تھیں نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کو لوگوں کے سامنے تلاوت کیا۔

"اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو البتہ اگر کھانے کے لیے تمہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے تو داخل ہو سکتے ہو۔ لیکن اس طرح نہیں کہ کھانے کی جلد آمد کے منتظر ہو۔" یہ آیت آخر تک ہے۔

جعد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان آیات کے بارے میں سب سے پہلے مجھے پتہ چلا تھا اور پھر آپ ﷺ کی ازواج نے پردہ کرنا شروع کر دیا۔

(۳۱۴۳) قَالَ بَنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ بِامْرَأَةٍ مِّنْ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ قَوْمًا إِلَى الطَّعَامِ فَلَمَّا أَكَلُوْا وَخَرَجُوْا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْطَلِقًا قِبَلَ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ فَانْصَرَفَ رَاجِعًا قَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا

فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ) وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی (وہ رخصت ہو کر آ گئیں تو آپ ﷺ نے مجھے بھیجا میں لوگوں کو دعوت کے لیے بلا لایا جب ان لوگوں نے کھانا کھا لیا تو وہ لوگ چلے گئے جب آپ ﷺ نے دیکھا تو ان میں سے دو لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ اٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چل دیئے پھر وہاں سے آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ دونوں آدمی بھی اٹھ کر باہر نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اے ایمان والو! نبی (اکرم ﷺ) کے گھروں میں صرف اسی وقت داخل ہو جب تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور اس میں بھی کھانے کی طلب ظاہر نہ کیا کرو۔"

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۳) میں اسلامی معاشرت کے چند آداب واحکام بیان ہوئے ہیں۔

اس آیت میں تین آداب واحکام ہیں: (۱) بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں نہ جانا۔ (۲) دعوت ہو تب بھی وقت سے پہلے نہ پہنچ جانا۔ (۳) کھانے سے فارغ ہو کر منتشر ہو جانا، تاکہ اہل خانہ آرام کر سکیں اور گھر والے کھانا کھا سکیں۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ کی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تین روایتیں ذکر کی ہیں۔

۱۳۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ

(۳۱۴۴) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ اَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِيْ كَانَ اُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللهُ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُوْلُوْا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں نماز کے لیے اذان دینے کا طریقہ خواب سکھایا گیا تھا انہوں نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر درود بھیجیں تو ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو نبی اکرم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ بشیر نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد کی آل پر درود نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور تو

حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکت نازل کر جیسے تو نے حضرت ابرہیم علیہ السلام پر تمام جہانوں میں برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) سلام پڑھنے کا طریقہ تمہیں سکھایا جاچکا ہے۔

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۶) میں ہے: اس کی تفصیل کتاب الصلاۃ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: درود کے صیغے روایتوں میں مختلف آئے ہیں، ان میں سے کوئی بھی درود بھیج سکتے ہیں اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو درود آیا ہے وہ پہلے (حدیث ۴۹۴ میں) گزر چکا ہے۔ اور ہر وہ درود جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے: وہ درود ابراہیمی ہے، اور وہ سب سے افضل درود ہے، ہم نماز میں وہی درود بھیجتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ صلاۃ وسلام کے لیے وہی الفاظ استعمال کئے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں ورنہ کسی بھی ایسی عبادت سے صلاۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہوجاتی ہے جس میں صلاۃ وسلام کے الفاظ ہوں یوں اسے درود بھیجنے کا ثواب بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

۱۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایذی دہی کا واقعہ

(۳۱۴۵) اَنَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامِ كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سَتِيْرًا مَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْئٌ اسْتِحْيَاءً مِّنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَّاِمَّا اُدْرَةٌ وَّاِمَّا اٰفَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا وَاِنَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامِ خَلَا يَوْمًا وَّحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلٰی حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰی ثِيَابِهٖ لِيَاْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰی عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا وَّاَبْرَاَهُ مِمَّا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ قَالَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شرمیلے اور باپردہ آدمی تھے ان کے اس شرمیلے پن کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں ہوتا تھا تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے اس حوالے سے انہیں اذیت پہنچائی وہ لوگ یہ کہنے لگے یہ اپنے بدن کو اس لیے اہتمام کے ساتھ ڈھانپ کے رکھتے ہیں کیونکہ ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا انہیں برص ہے یا ان کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور عیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے بری ظاہر کرے جو ان لوگوں نے بیان کی تھی ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا نہا رہے تھے انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنا شروع کردیا جب وہ فارغ ہوئے اور اپنے کپڑوں کی طرف آئے تاکہ ان کپڑوں کو حاصل کریں تو وہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر چل پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پکڑی اور پتھر کے پیچھے بھاگے وہ یہ کہہ رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کے کچھ افراد کے پاس پہنچ گئے انہوں نے انہیں برہنہ دیکھا تو انہوں نے دیکھا

کہ وہ سب سے خوبصورت جسم کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے بری ظاہر کر دیا جو ان لوگوں نے کہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہ پتھر ٹھہر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر انہیں پہنا اور اپنے عصا کے ذریعے پتھر کو مارنا شروع کیا اللہ کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے تین (راوی کو شک ہے) چار یا شاید پانچ نشانات اس پتھر پر موجود تھے (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے)۔

اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس چیز سے بری ظاہر کر دیا جو ان لوگوں نے کہا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل احترام تھا۔"

سورۃ الاحزاب کے آخر میں (آیت ۶۹) ہے اور تہمت تراشنے کا واقعہ یہ ہے۔ انبیائے کرام عالی نسب ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے، تاکہ لوگ ان کی طرف التفات کریں، چنانچہ کبھی گرے پڑے نسب میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام میں کوئی ایسا جسمانی عیب بھی نہیں ہوتا جس سے لوگوں کو گھن آئے، چنانچہ کوئی نبی اندھا، بہرا، لونجا اور گونگا نہیں ہوا، اور ایوب علیہ السلام کو بہ حکمت الٰہی جو ابتلاء پیش آیا تھا وہ چند روز کی تکلیف تھی، پھر وہ ختم ہو گئی تھی، اور حالت پہلے سے بہتر ہو گئی تھی۔

اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو جو فہمائش کی گئی ہے اس کا سلسلہ (آیت ۵۷) سے چلا آرہا ہے، ازواج مطہرات (عائشہ، صفیہ اور زینت رضی اللہ عنہن) کے معاملات مین منافقوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تکلیف پہنچائی ہے، چنانچہ اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ ایسی حرکتوں اور ایسی باتوں سے احتراز کریں، کیونکہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچانے والے کا انجام برا ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ السَّبَا

سورۂ سبا کی تفسیر

سورۃ السبأ مکیّہ

سورۃ لقمان کے بعد ۵۸ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۴ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ احزاب میں بیان کیا گیا تھا کہ تم توحید پر قائم رہو۔ اگرچہ احزاب (قبائل) تمہارے مقابلے میں آجائیں فتح اور کامیابی تمہاری ہی ہوگی جیسا کہ غزوۂ احزاب میں مشرکین کے مقابلہ میں تمہیں فتح دی اب سورۃ سبا میں فرمایا: مشرکین اگر مسئلہ توحید کو مان لیں تو ان کے لئے بہتر ہے ورنہ انہیں انکار وعناد پر وہی سزا دی جائے گی جو قوم سبا کو دی گئی۔

ربط معنوی: سورۃ سبا کو سورۃ احزاب سے معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ احزاب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا۔ اور کسی کو شفیع غالب کہہ دینے سے وہ فی الواقع شفیع غالب نہیں بن جاتا۔ اب سورۃ سبا میں انبیاء، ملائکہ اور جنات کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا جائے گا کہ وہ شفیع غالب نہیں ہیں۔

خلاصہ: سورۃ سبا سے قرآن کریم کا چوتھا حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرالے۔

اس لئے حاجات ومشکلات اور مصائب وبلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں: ① نفی شفاعت قہری۔ ② نفی عبادت غیر اللہ۔ چنانچہ سورۃ سبا میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے۔ اور سورۃ فاطر میں بطور نتیجہ وثمرہ بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو پھر غیر اللہ (انبیاء کرام وملائکہ) کی عبادت کیوں کرتے ہو اور انہیں حاجات میں مافوق الاسباب کیوں پکارتے ہو؟

اس کے بعد سورۃ یٰسین، الصافات اور صٓ میں مضمون اوّل (نفی شفاعت قہری) کو بطریق ترقی بیان کیا گیا چنانچہ سورۃ یٰسین میں ذکر کیا گیا کہ ہم نے معاندین اور منکرین توحید کو پکڑا مگر ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کوئی بھی انہیں ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکا۔ اور سورۃ صافات میں فرمایا چھڑانا تو درکنار جن خاصانِ خدا یعنی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مشرکین کا گمان ہے کہ وہ عند اللہ شفیع غالب ہیں وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے مصائب وبلیات میں انتہائی عاجزی اور زاری کا اظہار کر رہے ہیں اور اس کے بعد سورۃ صٓ میں فرمایا وہ نہ صرف اللہ کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کر رہے ہیں بلکہ بطورِ ابتلا بعض جسمانی مصائب وتکالیف میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح یہ تینوں سورتیں سورۃ سبا پر مرتب ومبنی ہیں۔

نیز سورۃ زمر میں بھی یہ مضمون مذکور ہے کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس طرح سورۃ زمر بھی سبا پر مبنی ہے۔ اسی طرح سورۃ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۃ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا اس طرح سورۃ زمر اور حوامیم سبعہ سورہ فاطر پر مرتب اور اس کی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورہ سبا، یٰسین، صافات اور صٓ کا مبداء ہے۔ اور اسی طرح سورۃ فاطر زمر اور حوامیم کا مبداء ہے۔ اس لئے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ حوامیم کے بعد تا آخر قرآن زیادہ تر تخویفات اُخرویہ اور قیامت کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ حوامیم کے بعد سے آخر تک مستقل پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔ سورۃ سبا میں مرکزی مضمون نفی شفاعت قہری ہے۔ جیسے چھ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جن میں سے ایک دلیل نقلی اور وحی اور چار عقلی ہیں۔ جن میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اور اصل مضمون کے بارے میں چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ پہلا شبہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے بارے میں۔ دوسرا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اور تیسرا جنات کے بارے میں اور چوتھا ملائکہ کے بارے میں ہے۔ اور آٹھ تبلیغ کے طریقے بیان ہیں تین درمیان میں اور پانچ آخر میں مذکور ہیں۔ اور موقع بموقع تخویفات اور زجریں وغیرہ بھی ہیں۔

دلائل عقلیہ : ① ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ ... تا ... وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ﴾ تمام نظام قدرت اسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ زمین میں جو چیز داخل ہوتی ہے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی ہے اور چڑھتی ہے وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ ایسے مالک وقادر کی سلطنت میں سب کے سب عاجز ہیں کوئی اس بادشاہ کے ہاں شفیع غالب نہیں ہوسکتا۔

② ﴿قُلْ بَلٰی وَ رَبِّیْ ... تا ... اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ یہ جواب شکویٰ بھی ہے۔ اس آیت کے شروع میں شکویٰ ہے اس کا جواب ہے۔ اور یہ دوسری عقلی دلیل ہے جب اللہ پاک ہی غیب جانتے ہیں تو پھر ان کے آگے کوئی شفیع غالب نہیں ہوسکتا۔

③ ﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ ... تا ... قُلِ اللّٰهُ﴾ یہ تیسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ تمہیں کون زمین وآسمان سے رزق دیتا ہے تو خود اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ۔ جب رزاق وہ اللہ تعالیٰ ہیں تو سمجھ جاؤ کہ ان کے

سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔

④ ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ... تا ... وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝﴾ جب رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو پھر سمجھ جاؤ اللہ پاک کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں کارساز متصرف بھی کوئی نہیں۔

دلیل نقلی از علماء اہل کتاب: ﴿وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ... تا ... اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۝﴾

دلیل وحی: ﴿وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ۝﴾

شبہات کے جوابات:

شبہ اوّل: حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں: شبہ اول مشرکین کا یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہوجاتا تھا۔ جب انہیں اس قدر تصرف حاصل تھا تو پھر وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے؟

جوابِ شبہ: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ﴾ (آیت ۱۰)

یہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو فضیلت دی تھی ان کے اپنے اختیار میں نہیں تھی لہٰذا وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔

شبہ دوم: حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں۔ شبہ مشرکین کا یہ تھا کہ ہوا اور جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعِ فرمان تھے اور یہ چیزیں ان کے اختیار میں تھیں اور وہ شفیع غالب تھے۔

جواب شبہ: ﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ﴾ سلیمان علیہ السلام بے شک بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے لیکن یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار وتصرف میں نہ تھیں بلکہ ان کو ہم نے اپنے حکم سے ان کے ماتحت کردیا تھا اور وہ انسان کے فائدے کے لئے ہمارے حکم سے کام کرتے تھے۔

شبہ سوم: جنات کے بارے میں: مشرکین یہ عقیدہ تھا کہ جن عالم الغیب ہیں؟

جواب شبہ: ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ ... الآیہ﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کو کام لگا کر خود عبادت خانے میں لاٹھی سے ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہوگئے اور اسی حال میں ان کی روح رفیقِ اعلیٰ سے جاملی۔ لیکن لاٹھی کے سہارے کی وجہ سے ان کا بدن مبارک اسی طرح کھڑا رہا اور جن بھی ان کو زندہ سمجھ کر کام میں لگے رہے۔ عرصہ کے بعد لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور وہ ٹوٹ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا بدن مبارک زمین پر گر پڑا جنوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو وفات پاچکے ہیں۔ اب جنوں کی حقیقت ظاہر ہوگئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ اس محنت شاقہ میں کیوں مبتلا رہے۔

شبہ چہارم: ملائکہ کے بارے میں: مشرکین فرشتوں کو بھی عنداللہ شفیع غالب مانتے تھے؟

جواب شبہ: ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... الآیہ﴾ ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں اس لئے وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے۔

طریقہ ہائے تبلیغ:

① ﴿وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝﴾ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مشرکین سے خطاب میں لب ولہجہ نرم اختیار کرنا ہے۔

② ﴿قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے۔

③ ﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا... الآيه﴾ قیامت کے دن اللہ ہم سب کو جمع کر کے فیصلہ فرمائیں گے اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال کی جزاوسزا پالے گا۔

④ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ... الآيه﴾ ترغیب الی التوحید۔

⑤ ﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ... الآيه﴾ تبلیغ حق پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔

⑥ ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ... الآيه﴾ میرا رب حق کھول کے بیان کرتا ہے اور وہی عالم الغیب ہے۔

⑦ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾ دین حق کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے۔ دلائلِ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب رہے گا۔

⑧ ﴿قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ... الآيه﴾ تمہیں اپنے اعمال درست کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ میرے اعمال کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔

امتیازات: ازمخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے نبی کے بارے میں ان الفاظ پر ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾

② سورۃ ممتاز ہے دیمک کا سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو کھا جانے پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے ہوا کا سلیمان علیہ السلام کا تابع ہونے پر ان الفاظ سے کہ ﴿غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ﴾ (آیت ۱۲)

ا۔ سبا ایک آدمی کا نام ہے، جس سے دس عرب قبیلے وجود میں آئے

(۳۱۴۶) اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُقَاتِلُ مَنْ اَدْبَرَ مِنْ قَوْمِيْ بِمَنْ اَقْبَلَ مِنْهُمْ فَاَذِنَ لِيْ فِيْ قِتَالِهِمْ وَاَمَّرَنِيْ فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ سَاَلَ عَنِّيْ مَا فَعَلَ الْغُطَيْفِيُّ فَاُخْبِرَ اَنِّيْ قَدْ سِرْتُ قَالَ فَاَرْسَلَ فِيْ اَثَرِيْ فَرَدَّنِيْ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتّٰى اُحْدِثَ اِلَيْكَ قَالَ وَاُنْزِلَ فِيْ سَبَاٍ مَا اُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا سَبَاٌ اَرْضٌ اَوِ امْرَاَةٌ قَالَ لَيْسَ بِاَرْضٍ وَّلَا امْرَاَةٍ وَّلٰكِنَّهٗ رَجُلٌ وَّلَدَ عَشَرَةً مِّنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَّتَشَاءَمَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ تَشَاءَمُوْا فَلَخْمٌ وَّجُذَامٌ وَّغَسَّانُ وَعَامِلَةُ وَاَمَّا الَّذِيْنَ تَيَامَنُوْا فَالْاَزْدُ وَالْاَشْعَرِيُّوْنَ وَحِمْيَرٌ وَّكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَاَنْمَارٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا اَنْمَارٌ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيْلَةُ.

ترجمہ: حضرت فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری قوم کے جن افراد نے اسلام قبول کر لیا ہے میں ان لوگوں کے ساتھ مل کر ان سے جنگ نہ کروں جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا؟ تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کی مجھے اجازت دی اور مجھے ان کا امیر مقرر کیا جب میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر آ گیا تو آپ ﷺ نے میرے بارے میں دریافت کیا غطیفی کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ میں روانہ ہو چکا ہوں حضرت فروہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کے درمیان موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی قوم کو دعوت دو ان میں سے جو اسلام قبول کر لے اس کے

اسلام کو قبول کرو اور جو اسلام قبول نہ کرے اس کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو جب تک میں تمہیں دوسرا حکم نہ دوں۔

راوی بیان کرتے ہیں سورہ سبا کا کچھ حصہ اس وقت نازل ہو چکا تھا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سبا سے مراد کیا ہے ؟یہ کوئی علاقہ ہے یا کوئی خاتون ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کوئی علاقہ یا کوئی خاتون نہیں ہے یہ ایک مرد تھا جو عرب تھا اور اس کے ہاں دس بچے پیدا ہوئے ان میں سے چھ کو اس نے مبارک سمجھا اور چار کو منحوس سمجھا جن لوگوں کو اس نے منحوس قرار دیا وہ یہ ہیں لخم جذام غسان اور عاملہ۔ جن لوگوں کو اس نے مبارک سمجھا وہ یہ ہیں ازد اشعری حمیر کندہ مذحج انمار ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ انمار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جن کی شاخیں خثعم اور بجیلہ ہیں۔

سورۂ سبا (آیات ۱۵۔۲۱) میں قوم سبا کا ذکر آیا ہے، سبا: بہت سے قحطانی قبائل کا جدامجد ہے، کہتے ہیں: اس کا اصل نام عبد شمس تھا، وہ جنگیں بہت لڑتا تھا اور لوگوں کو قید کرتا تھا: اس لئے سبا سے مشہور ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذکور واقعہ بیان کر کے مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو ایذاء پہنچائی انہیں تنگ کیا تم لوگ اپنے نبی کے ساتھ یہ رویہ اختیار نہ کرنا یہ واقعہ سنا کر ہدایت کی جارہی ہے کیونکہ بالقصد کسی صحابی سے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچانے کا امکان نہیں اور جتنے قصے قصد و اختیار سے تکلیف پہنچانے کے احادیث میں ہیں وہ سب منافقین کے ہیں۔

لغات: حییا: حیادار شرم وحیا والے۔ ستیر: پردہ میں رہنے والے پردہ پوش برص ایک بیماری ہے جس سے بدن پر سفید داغ پڑجاتے ہیں۔ اُدْرَۃ: پھولے ہوئے خصیے وہ بیماری جس میں خصیے پھول جاتے ہیں۔ عدا بثوبہ: وہ پتھر موسیٰ کے کپڑے لے بھاگ پڑے حجر یہ حالت رفعی میں ہے یا حجر اے پتھر۔ ندبا: زخم کا نشان اثر

۲۔ جب حکم الٰہی نازل ہوتا ہے تو فرشتوں کا کیا حال ہوتا ہے؟

(۳۱۴۷) قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ فِي السَّمَاءِ أَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا (فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) قَالَ وَالشَّيَاطِينُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملے میں فیصلہ ظاہر کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں اس کے اس فرمان کے سامنے سر کو جھکاتے ہوئے یوں جیسے کسی پتھر پر زنجیر ماری جاتی ہے پھر جب ان کے دلوں سے یہ خوف ختم ہوتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ پھر وہ جواب دیتے ہیں حق فرمایا ہے وہ بلند مرتبے کا مالک عظیم ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں شیاطین اوپر نیچے اکٹھے ہوتے ہیں (تاکہ فرشتوں سے اس بات کو سن سکیں)۔

(۳۱۴۸) قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ لِمِثْلِ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَالُوا كُنَّا نَقُولُ يَمُوتُ عَظِيمٌ أَوْ يُولَدُ عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِنَّهُ لَا يُرْمَى بِهِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ إِذَا قَضَى أَمْرًا سَبَّحَ لَهُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ

ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اِلٰى هٰذِهِ السَّمَاءِ ثُمَّ سَاَلَ اَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ اَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ حَتّٰى يَبْلُغَ الْخَبَرُ اَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَتَخْتَطِفُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَيَرْمُوْنَ فَيَقْذِفُوْنَهُ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ فَمَا جَاءُوْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَّلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ وَيَزِيْدُوْنَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے اس دوران کوئی تارا ٹوٹا جس سے روشنی پھیل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں تم ایسی صورت حال کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے جب تم اسے دیکھتے تھے انہوں نے عرض کی ہم یہ کہتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کا انتقال ہو گیا ہے یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ کسی کے مرنے یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارے پروردگار جب کسی معاملے کا فیصلہ ظاہر کرتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر آسمان والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر درجہ بدرجہ مختلف آسمانوں والے فرشتے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تسبیح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والوں سے دریافت کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ لوگ انہیں بتاتے ہیں پھر ہر آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے اس خبر کے بارے میں جانتے ہیں یہاں تک کہ یہ خبر آسمان دنیا والے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے پھر شیاطین چوری چھپے اسے سننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں یہ ستارہ مارا جاتا ہے پھر وہ اپنے ساتھیوں (یعنی کاہنوں) تک وہ بات پہنچاتے ہیں تو ان کی جو بات پوری ہوتی ہے وہ دراصل حق ہوتی ہے لیکن یہ لوگ درمیان میں کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں اس میں کچھ اضافہ کر دیتے ہیں (اس لیے ان کی بعض باتیں ثابت نہیں بھی ہوتیں)۔

سورۃ سبا (آیت ۲۳) ہے: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ **اللہ کے حکم نازل ہونے کے وقت فرشتوں کی حالت:** مذکورہ آیت اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم نافذ فرماتے ہیں تو تمام فرشتے رجز وانکساری سے اپنے مارنے لگتے ہیں اور گھبراہٹ سے یوں ہو جاتے ہیں گویا وہ مدہوش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کی یا ان فرشتوں کے پروں کی آواز یوں محسوس ہوتی ہے جیسے چکنے پتھر پر زنجیر کھینچنے سے آواز پیدا ہوتی ہے جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے اس کے بعد اس پر عمل کرتے ہیں۔

اعتراض: پہلی حدیث میں ہے کہ فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں، اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہ تسبیح میں لگ جاتے ہیں، یعنی ان کو ہوش رہتا ہے: یہ تعارض ہے؟ نیز جب وہ ہوش میں ہوتے ہیں تو نزول وحی کے بعد نیچے والے فرشتے اوپر والے فرشتوں سے کیوں پوچھتے ہیں؟

جواب: فرشتے بالکل بے ہوش نہیں ہو جاتے، بلکہ وہ تسبیح میں لگ جاتے ہیں، اور اس میں اتنے منہمک ہو جاتے ہیں کہ وحی کا پوری طرح ادراک نہیں کر پاتے، اس لئے اوپر والے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں۔

---✻---

سُوْرَۃِ فَاطِرِ

باب ۳۶: سورۃ الفاطر کی تفسیر

سورۃ الفاطر مکیّہ

سورۃ الفرقان کے بعد ۴۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۳۶ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ سبا میں نفی شفاعت قہری کا مسئلہ ذکر کیا گیا اور شبہات کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ قوم سبا کو انکار و کفران کی سزا دنیا ہی میں دی گئی۔ اب سورۃ فاطر میں دلائل مذکور ہوں گے۔ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو زمین و آسمان کا فاطر (خالق) ہے جس کے نہ ماننے سے عذاب دیا گیا۔

ربط معنوی: سورۃ سباء میں نفی شفاعت قہری کا ذکر تھا انبیاء علیہم السلام، ملائکہ، جنات کے بارے میں شبہات کا تشفی جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ رب تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں ہوسکتا۔ اب سورۃ فاطر میں مذکور ہوگا کہ (جب اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو) ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے بجالاؤ۔ اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔

خلاصہ: اس سورۃ میں نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک متصرف و مختار عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہیں لہٰذا حاجات میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اس دعوے پر گیارہ عقلی دلائل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ تین جگہ دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ اجمالاً اور دو جگہ تفصیلاً۔ ساتھ ساتھ تخویفیں، بشارتیں، اور زجریں بھی مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ... تا... اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝﴾ اللہ پاک ہی آسمانوں زمینوں کو پہلی دفعہ پیدا کرنے والے ہیں فرشتوں کو قاصد بنایا۔ ہر چیز میں اللہ پاک کی مرضی چلتی ہے۔ جب فرشتے قاصد و خادم ہوئے تو کارسازی کی نفی از ملائکہ ہوگئی تو کارساز اللہ پاک کی ذات ہے جو ان خدم کے خالق و مالک ہیں۔

② ﴿مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ... تا... وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝﴾ رحمت کا دروازہ کھولنا اور بند کرنا اللہ پاک کے اختیار میں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہیں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے۔

تیسری عقلی دلیل اور ثمرہ اول اجمالاً: ③ ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ... تا... فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ یہ پہلا اور مختصر ثمرہ بھی ہے جو پہلی دونوں دلیلوں پر مرتب ہے اللہ کے سوا تمہارا کوئی رزاق نہیں لہٰذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں۔ پہلی اور دوسری دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور رحمت و برکت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس کا نتیجہ اور ثمرہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق و رزاق نہیں۔

④ ﴿وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ... تا... كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝﴾ اللہ پاک ہی بنجر زمین کو آسمان سے پانی اُتار کر آباد کرتے ہیں لہٰذا وہی کارساز ہیں۔

⑤ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ... تا... اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ اللہ تعالیٰ نے کمالِ قدرت سے تمہارے جدِ اعلیٰ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر قطرۂ آب سے اس کی نسل کا سلسلہ جاری کیا۔ شکم مادر میں بچہ پر جو کچھ گذرتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر ایک کی عمر کا اندازہ اُسے معلوم ہے۔ سب کا خالق بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے اس لئے کارساز بھی وہی ہے لہٰذا حاجات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارو۔

⑥ ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ... تا... وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ شیریں اور کھاری پانی کے سمندر بھی اسی نے پیدا کئے پھر ان میں تمہاری خوراک کے لئے مچھلیاں اور زینت وآرائش کے لئے قیمتی جواہرات پیدا کئے اور وہی سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو سہارا دیتا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے تجارت سے نفع کماؤ جس نے یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔

⑦ ﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ... تا... كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ رات دن کی آمد ورفت ان گھٹنا اور بڑھنا سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام شمسی جو ساری کائنات سے عبارت ہے اللہ پاک کے تصرف واختیار میں ہے۔

دوسرا ثمرہ تفصیلی: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ... تا... وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ یہ سابقہ دلائل کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے جتنی صفات دلائل کے ماتحت گزری ہیں یہ سب اللہ پاک کی ہیں تو پھر سمجھ جاؤ حاجت روا مشکل کشا، کارساز، عالم الغیب، متصرف فی الامور، مختار کل اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

⑧ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ... تا... وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾ سب اللہ کے محتاج ہیں لیکن اللہ پاک سب سے بے نیاز ہے وہ چاہے تو سب انسانوں کو یکدم ختم کر کے ان کی جگہ اور انسان پیدا کر لے۔ یہ اللہ پاک کے لئے مشکل نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ پاک ہی متصرف ومختار اور کارساز ہیں۔

⑨ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً... تا... مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ﴾ آسمان سے مینہ برسانا اور زمین سے مختلف الوان واقسام کے ثمرات نکالنا، پہاڑوں میں سفید، سرخ اور سیاہ وغیرہ مختلف رنگوں کے پتھر، انسانوں اور چوپاؤں میں رنگوں کا اختلاف۔ یہ سب اس کے کمالِ قدرت وصنعت کی نشانیاں ہیں۔ اس قادر وتوانا کے سامنے کوئی کارساز نہیں۔

⑩ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... الآیہ﴾ جب عالم الغیب اللہ پاک ہیں تو کارساز بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔

⑪ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ... تا... اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ زمین وآسمان کو اپنی اپنی جگہ روکنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ پاک کے سوا ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس لئے ساری کائنات کا سہارا اور کارساز بھی وہی ہے۔

دلیل وحی: ﴿وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ... تا... اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ﴾ قرآن کی صورت میں ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے اس میں مسئلہ توحید بیان کیا وہ سراپا حق ہے۔

امتیازات: از شیخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر کہ اللہ پاک سے زیادہ ڈرنے والے علماء ہیں ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (آیت ۲۸)

② سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ﴾ (آیت ۱۰) اللہ پاک ہی کلمہ طیبہ کو قبول فرماتے ہیں اور عمل صالح کو بلند کرتے ہیں۔

امت محمدیہ کی تین قسمیں اور تینوں جنتی ہیں

(۳۱۴۹) اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِّنْ ثَقِيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ كِنَانَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ) قَالَ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا ہے۔ پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنادیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تھا پھران میں سے کچھ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے اور کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے تھے اور کچھ بھلائی کی طرف سبقت لے جانے والے تھے۔
نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا یہ سب لوگ ایک ہی مرتبے کے حامل ہیں اور یہ سب جنت میں ہوں گے۔
سورۃ الفاطر کی (جس کا دوسرا نام سورۃ الملائکہ ہے) آیت ۳۲ ہے۔امت محمدیہ کی تین قسمیں:
جمہور مفسرین کے نزدیک ﴿الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (یعنی جن کو ہم نے منتخب اور پسندیدہ قرار دیا اپنے بندوں میں سے) سے امت محمدیہ مراد ہے اس میں اہل علم براہ راست اور دیگر لوگ علماء کے واسطے سے شامل ہیں اس آیت میں لفظ اصطفینا سے امت محمدیہ کی سب سے بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں لفظ اصطفینا اکثر انبیاء علیہم السلام کے لیے استعمال ہوا ہے۔
پھر اس امت میں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا وارث بنایا ان کی تین قسمیں ہیں جن کی تفسیر امام ابن کثیر نے یوں کی ہے:
(۱) "ظالم" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے تقاضوں پر پوری طرح عمل نہیں کیا اپنے فرائض چھوڑ دیئے اور گناہوں کا بھی ارتکاب کرلیا ان کے بارے میں یہ فرمایا کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔
(۲) مقتصد (درمیانی راہ چلنے والا) اس سے وہ مسلمان مراد ہیں جو فرائض وواجبات پر تو عمل کرتے ہیں اور گناہوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں مگر نفلی عبادات اور مستحب کاموں پر اہتمام سے عمل نہیں کرتے۔
(۳) سابق بالخیرات: یہ وہ مسلمان ہیں جو تمام فرائض اور واجبات پر عمل کرنے کے ساتھ نفلی عبادات اور مستحب کاموں کا بھی بڑا اہتمام کرتے ہیں تمام حرام اور مکروہ امور سے پرہیز کرتے ہیں۔
یہ تینوں قسمیں مسلمانوں کی ہیں سب ہی آخر کار مغفرت کے بعد ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان سابق بالخیرات ہوں گے وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور جو مقتصد ہیں ان سے ہلکا اور معمولی سا حساب ہوگا اور جو ظالم ہوں گے ان پر میدان حشر میں سخت رنج وغم طاری ہوگا پھر آخر کار ان کو بھی حکم ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں یوں ان کے تمام غم اور رنج دور ہوجائیں گے اسی کا ذکر اس کے بعد والی آیت میں ہے ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ﴾ "وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارا غم دور کردیا۔" (تفسیر ابن کثیر ۵/۲۸۶)

سورۃ یٰسٓ

باب ۳۷۔ سورۃ یٰسٓ کی تفسیر

سورۃ یٰسین مکیۃ : سورۃ الجن کے بعد ۴۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۳۶ نمبر پر ہے۔

سورۃ الفاطر کے آخر میں ہے: ﴿وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ﴾ وہ قسمیں اُٹھاتے۔ اس سورۃ میں ہے کہ کوئی ڈرانے والا آئے تو ہم راہ راست پر آجائیں گے۔

اس سورۃ میں فرمایا: آپ ﷺ ان کے لئے نذیر آگئے ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ سبا میں نفی شفاعت قہری کا مضمون مذکور ہوا، سورۃ یٰسین، الصافات، صٓ اور زُمر کا کچھ حصہ سورۃ سبا پر مرتب ہے یعنی مضمون (نفی شفاعت قہری) ان سورتوں بطریقِ ترقی ذکر کیا گیا ہے سورۃ سبا میں اس دعوے کے بارے میں شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ اب سورۃ یٰسین میں فرمایا کہ یہ مزعومہ سفارشی جب مشرکین کو خدا تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکے تو وہ شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں۔

خلاصہ: دعوائے سورہ اور اس پر پانچ عقلی دلائل اور اس کے علاوہ شکوے، زجریں، تخویفیں، بشارتیں مذکور ہیں۔

دعوائے سورۃ: ﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ﴾ یعنی اللہ پاک کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکے۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ ... تا ... جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ہم نے کتنی ہی سرکش اور مشرک قوموں کو ہلاک کیا اور ان کے شفعاء نے ان کو ہلاکت سے نہیں بچایا۔

② ﴿وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ... تا ... وَ مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے غلبہ پیدا کرنا کھجور اور انگور اور پھلوں کے باغات پیدا کرنا، زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا یہ ہمارا کام ہے ان کے شفعاء اس میں شریک نہیں ہیں۔ تمہارے مزعومہ شفعاء اور معبود (فرشتے، جن، انبیاء علیہم السلام) ان کاموں میں سے ایک کام بھی نہیں کر سکتے پھر وہ شفیع اور معبود کیسے بن سکتے ہیں۔

③ ﴿وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ... تا ... وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ یہ سارا نظامِ شمسی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے چل رہا ہے۔ اس کائنات کے نظم ونسق میں آج تک سرمو فرق نہیں آیا۔ اگر کوئی شفیع غالب ہے تو اس نظام میں ادنیٰ سے ادنیٰ تبدیلی کر کے دکھادے۔

④ ﴿وَ اٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ... تا ... وَ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾ ہم ان کو کشتیوں اور بحری جہازوں میں صحیح سلامت پار اُتارتے ہیں اور جب چاہیں غرق کر دیں لیکن ان کے مزعومہ سفارشی اور کارساز انہیں غرق ہونے سے نہ بچا سکیں گے۔

⑤ ﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ ... تا ... اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ انواع واقسام کے چوپائے

جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے ہیں اور دودھ پیتے ہیں یہ سب ہم ہی نے پیدا کئے ہیں ان کے مزعومہ معبودوں کا ان کی تخلیق میں کوئی حصہ نہیں اس لئے وہ معبود اور شفیع نہیں ہو سکتے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے سبز رنگ کے درخت سے آگ جلنے پر ﴿اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا﴾ (آیت ۸۰)

① سورۃ ممتاز ہے تین بار لفظ صیحہ پر۔

③ سورۃ ممتاز ہے مجرموں کے الگ ہونے پر ان الفاظ سے: ﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝﴾ (آیت ۵۹)

۱۔ اعمال کی طرح ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں

(۳۱۵۰) کَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَدِیْنَةِ فَاَرَادُوا النُّقْلَةَ اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ (اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اٰثَارَکُمْ تُکْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوْا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنوسلمہ قبیلے کے لوگ مدینہ منورہ کے کنارے آباد تھے انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ”بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو وہ آگے بھیجیں گے اور جو پیچھے رکھیں گے اس کو نوٹ کریں گے۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بے شک تمہارے قدموں کے نشانات نوٹ کیے جاتے ہیں اس لیے تم منتقل نہ ہو۔

(۱) جس طرح انسان کے اعمال لکھے جاتے ہیں: ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں، اور آثار سے مراد: اعمال کے ثمرات ونتائج ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے ہیں، یا باقی رہتے ہیں، مثلاً کسی عالم نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی، شاگرد تیار کئے یا کوئی تصنیف کی تو یہ اس کے اعمال ہیں، پھر شاگردوں سے اور کتابوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا تو وہ اس کے آثار ہیں، یا کسی نے کوئی وقف کیا تو یہ اس کا عمل ہے، اور لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا: وہ وقف کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اور یہ قاعدہ صرف اعمال صالحہ کے لئے نہیں ہے، بلکہ برے اعمال اور ان کے برے آثار وثمرات بھی لکھے جاتے ہیں۔

(۲) آثار سے قدموں کے نشان مراد ہیں جو قدم کہ انسان نماز یا کسی اچھے کام کے لیے اٹھاتا ہے یا وہ قدم جو برائی کے لیے اٹھتے ہیں ان کو بھی لکھا جاتا ہے چنانچہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں یہی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ قبیلہ بنوسلمہ کے لوگ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونا چاہ رہے تھے تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو دور سے چل کر آؤ گے تو جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی تمہارا اجر وثواب بڑھے گا کیونکہ ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اس کی تائید میں نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ (آیت ۱۲) (تفسیر ابن کثیر ۵/ ۳۰۴)

۲۔ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا

(۳۱۵۱) قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِیْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِیُّ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَتَدْرِیْ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِی السُّجُوْدِ فَیُؤْذَنُ لَهَا وَکَاَنَّهَا قَدْ قِیْلَ

لَهَا اطْلُعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذٰلِكَ فِيْ قِرَائَةِ عَبْدِ اللّٰهِ.

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد مسجد میں داخل ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تم جانتے ہو؟ (یہ سورج) کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت طلب کرتا ہے اور اسے اجازت مل جاتی ہے (جب قیامت آنے والی ہوگی) تو اس سے کہا جائے گا تم اسی طرف طلوع ہو جاؤ جہاں سے آئے ہو تو سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ وہ اپنی مخصوص ڈگر پر چلتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں یہ حضرت عبداللہ کی قرأت ہے۔

سُوْرَةُ وَالصّٰٓفّٰتِ

باب ۳۸: سورۃ الصافات کی تفسیر

سورۃ الصافات مکیہ: سورۃ الانعام کے بعد ۵۶ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۷ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ یٰسین، صافات، صٓ اور زمر کا کچھ حصہ سورۃ سبا پر مرتب ہے۔ سورۃ سباء میں تھا جو لوگ ان معبودوں کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ قوم سبا کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں اور سورۃ الصافات میں فرمایا خود فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں تم سب کا معبود ایک ہے۔

ربط معنوی: سورۃ یٰسین میں کہا گیا کہ مشرک اقوام پر جب ہلاکت آئی ان کے خود ساختہ شفعاء ان کو نہ بچا سکے۔ اب ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ بچانا تو درکنار خود وہ تو تمہارے سامنے عاجزیاں کر رہے ہیں اپنی بے بسی کا برملا اعلان کر رہے ہیں تو وہ شفیع غالب کیسے ہوں؟ (نظم الدرر وجواہر القرآن)

سورۃ صافات کی ابتداء میں فرشتوں اور جنوں کے عجز کا ذکر ہے اس کے بعد شکوے، زجریں، بشارتیں، تخویفیں مذکور ہیں پھر سات انبیاء علیہم السلام کا اس انداز سے ذکر ہے کہ وہ تو خود مصائب و آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیاز مندی کا اقرار واعتراف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ فرشتوں کے ذکر اور ایک بار جنوں کے ذکر کا اعادہ ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ایک بار اجمالی اعادہ ہے اور آخر میں پوری سورۃ کا خلاصہ مذکور ہے ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا﴾ ...تا... ﴿وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾ فرشتوں کا ذکر ہے ﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ﴾ ...تا... ﴿فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ جنوں کا ذکر ہے۔

سات قصے:

① ﴿وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ﴾ ...تا... ﴿ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ﴾ یہ نفی شفاعت قہری کے لئے پہلا قصہ ہے۔ نوح علیہ السلام تو خود بصد عجز و نیاز ہمیں پکار رہے ہیں اور ہم ہی نے ان کو اور ان کے ماننے والوں کو غرق سے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے غرق کیا۔ پھر وہ کسی طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں۔

② ﴿وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ... تا ... وَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ﴾ یہ دوسرا قصہ ہے ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہم نے آگ سے بچایا وہ اللہ کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے فرزند کو اللہ پاک کی راہ میں ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

③، ④ ﴿وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ... تا ... اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم ہی نے محض اپنے فضل واحسان سے سختیوں سے بچایا وہ تو خود محتاج و عاجز تھے، اس لئے اس کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

⑤ ﴿وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ... تا ... اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ یہ پانچواں واقعہ ہے الیاس علیہ السلام کو قوم کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے ہم نے ہی بچایا۔

⑥ ﴿وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ... تا ... وَ بِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ یہ چھٹا قصہ ہے۔ لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم ہی نے بچایا ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے ہلاک کیا۔ حضرت الیاس اور حضرت لوط علیہما السلام ہماری مدد کے محتاج تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہ تھے۔

⑦ ﴿وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ... تا ... فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ﴾ یہ ساتواں قصہ ہے یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ہمیں پکارا اور پھر ہم ہی نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے صحیح سلامت باہر نکالا، لہٰذا وہ بھی کارساز شفیع اور غالب نہ تھے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا خواب دیکھنے پر ﴿اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ﴾ (آیت ۱۰۲) سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ اگر یونس علیہ السلام نے تسبیحات بیان نہ کی ہوتیں تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہوتے ﴿لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾۔

۱۔ قیامت کے دن جہنمیوں سے ایک سوال ہوگا

(۳۱۵۲) مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا اِلٰی شَیْءٍ اِلَّا کَانَ مَوْقُوْفًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ لَازِمًا بِهٖ لَا یُفَارِقُهٗ وَاِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا ثُمَّ قَرَاَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مَالَکُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے جب کوئی دعوت دینے والا کسی چیز کی طرف دعوت دیتا ہے تو اسے قیامت کے دن ٹھہرالیا جائے گا اور وہ چیز اس کے ساتھ ہوگی اس سے الگ نہیں ہوگی اگر چہ کسی شخص نے کسی ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا۔

"انہیں ٹھہرالو ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا کیا وجہ ہے تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے تھے؟"

سورۃ الصافات (آیات ۲۲۔ ۶۲) میں ہے۔

۲۔ حضرت یونس علیہ السلام کی امت کی تعداد

(۳۱۵۳) سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی (وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا).

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔ اورہم نے اسے ایک لاکھ افراد یا اس سے بھی زیادہ کی طرف مبعوث کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک لاکھ سے) بیس ہزار زیادہ تھے۔

سورۃ الصافات (آیت ۱۴۷) میں ہے: ﴿وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ﴾: اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔۔ اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کی تفسیر پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیس ہزار" (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے) چنانچہ زائد کی اور تفسیریں بھی آئی ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہیں، ان کو اظہار شک کی کیا ضرورت ہے جو یہ فرمایا کہ وہ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی؟ یعنی قطعی تعداد کیوں بیان نہ کی؟

جواب: یہ او شک کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ بمعنی "بھی" ہے یعنی یونس علیہ السلام ایک بڑی امت کی طرف بھیجے گئے تھے، جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔

۳۔ پوری دنیا نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد ہے

(۳۱۵۴) عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ قَوْلِ اللهِ (وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِیْنَ) قَالَ حَامٌ وَّسَامٌ وَّیَافِثُ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے اور ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (وہ ذریت) حام سام یافث تھے ایک قول کے مطابق ان کا نام یافت اور ایک قول کے مطابق یافث اور ایک قول کے مطابق یفث ہے۔

(۳۱۵۵) عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ اَبُو الْحَبَشِ وَیَافِثُ اَبُو الرُّوْمِ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں سام عربوں کے جد امجد ہیں حام حبشیوں کے جد امجد ہیں جبکہ یافث رومیوں کے جد امجد ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا، اس میں کشتی والوں کے علاوہ سب ہلاک ہو گئے تھے، اس کے بعد ساری دنیا کی نسل حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سے چلی، سورۃ الصافات کی (آیت ۷۷) میں ہے: ﴿وَ جَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ﴾

فائدہ: مؤرخین کہتے ہیں: سام کی اولاد سے: عرب اور فارس ہیں، اور حام کی اولاد سے افریقی ممالک کی کالی نسلیں ہے، اور یافث کی اولاد سے ترک، منگول اور یاجوج و ماجوج ہیں (اور پہلی روایت میں سعید بن بشیر ضعیف راوی ہے اور دوسری حدیث کی سند ٹھیک ہے، مگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا)۔

———✻———

سُوْرَةُ صٓ

باب ۳۹۔ سورہ صاد کی تفسیر

سورۃ صٓ مکیہ: سورۃ القمر کے بعد ۳۸ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۳۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٩﴾﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾﴾ جس کی تمنا کرتے تھے وہ قرآن آچکا ہے مگر پھر بھی وہ قرآن سے اعراض کرتے ہیں اور کفر پر ڈٹے رہے۔

ربط معنوی: سورۃ صافات میں بتایا گیا کہ مشرکین جن کو شفیع غالب سمجھ پر پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے عجز کا اظہار کر رہے ہیں اب اس سورۃ میں بطور ترقی مزکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگانِ خدا کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکالیف اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ جو کہ ربط میں مذکور ہے اس پر پانچ نقلی دلائل ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل وحی۔ شروع میں تمہید و ترغیب۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان ہے۔

دلائل نقلیہ: ① حضرت داؤد علیہ السلام سے ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ... الآیہ﴾ (آیت ۱۷)

② حضرت سلیمان علیہ السلام سے ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ... تا... لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٤٠﴾﴾

③ حضرت ایوب علیہ السلام سے۔ ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ﴾ (آیت ۴۱)

④ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام سے ﴿وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰهِيْمَ... الآیہ﴾ (آیت ۴۵)

⑤ حضرت اسماعیل، الیسع، اور ذوالکفل علیہم السلام سے ﴿وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ... الآیہ﴾ (آیت ۴۸)

دلیل عقلی: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ... الآیہ﴾ (آیت ۲۷) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین وآسمان اور ومافیہا کو بے کار پیدا نہیں کیا۔

دلیل وحی: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ... الآیہ﴾ (آیت ۲۹) یہ سراپا برکت کتاب کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا جس میں مسئلہ توحید کا ذکر ہے اور احکام کو کھول کھول کر ذکر کیا۔ ہم نے اس لئے اُتاری ہے کہ سمجھنے والے اس میں غور کریں اور اسے سمجھیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ طلب کرنے پر ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ﴾ (آیت ۳۵)

② سورۃ ممتاز ہے قیامت کے دن کافر کا اپنے آپ کو شریر کہنے پر ﴿كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾﴾

ا۔ ایک کلمہ جس سے عرب وعجم تابعدار ہو جائیں

(۳۱۵۶) قَالَ مَرِضَ اَبُوْ طَالِبٍ فَجَائَتْهُ قُرَيْشٌ وَّجَائَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَ اَبِيْ طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ اَبُوْ جَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ وَشَكَوْهُ اِلٰى اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ مَا تُرِيْدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ اِنِّيْ اُرِيْدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً وَّاحِدَةً تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّيْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ كَلِمَةً وَّاحِدَةً قَالَ كَلِمَةً وَّاحِدَةً قَالَ يَا عَمِّ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا

اللهُ فَقَالُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ قَالَ فَنَزَلَ فِيْهِمُ الْقُرْاٰنُ (صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ) اِلٰى قَوْلِهٖ (مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب جناب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس آئے اس وقت جناب ابو طالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی ابو جہل اٹھا تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بیٹھنے سے منع کرے راوی بیان کرتے ہیں ان لوگوں نے ابو طالب کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کی تو ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ کلمہ پڑھیں یہ لوگ عربوں کے حاکم بن جائیں گے اور عجمی جزیہ لے کر ان کے پاس آیا کریں گے ابو طالب نے دریافت کیا ایک کلمہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کلمہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے چچا یہ لوگ یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے تو انہوں نے کہا ایک خدا؟ ہم نے کسی دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں سنی یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہے۔

راوی کہتے ہیں تو ان لوگوں کے بارے میں قران کی یہ آیت نازل ہوئی۔

''صٓ اس قرآن کی قسم جو نصیحت سے لبریز ہے کفر کرنے والے لوگ صرف تکبر اور مخالفت کا شکار ہیں۔''

یہ آیت یہاں تک ہے۔''ہم نے یہ بات کسی دوسرے مذہب میں نہیں سنی یہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات ہے۔''

شانِ نزول: روایت میں ان آیات کا شان نزول آیا ہے۔ ابو طالب اور سرداران قریش کا کو کلمہ ایمان کی دعوت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان میں انہیں اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟ ابو طالب نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں جس کے ذریعے سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہو جائے اور عجمی لوگ انہیں جزیہ دیں اس پر ابو جہل نے کہا بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ تمہارے باپ کی قسم ہم ایک کلمہ نہیں دس کلمے کہنے کو تیار ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس لا الٰہ الا اللہ کہہ دو یہ سن کر تمام لوگ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو اختیار کر لیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے اس موقع پر سورۃ صٓ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ﴾ (آیت ۷) اس میں ملة آخرة سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

(۱) عبداللہ بن عباس قتادہ اور مقاتل فرماتے ہیں کہ اس سے عیسائی مذہب مراد ہے کہ یہی آخری مذہب ہے۔

(۲) مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے ملت قریش مراد ہے کافر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے طریقہ کے لوگ گذرے ہیں ہم سب سے آخر میں آئے ہیں اور ہم ہی حق پر ہیں ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طرح پایا ہے۔ ان سے ہم نے ایسی کوئی بات نہیں سنی جو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاتا ہے۔

۲۔ مقرب فرشتوں کا بحث مباحثہ

(۳۱۵۷) اَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ اَحْسَبُهٗ قَالَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ

تَدْرِیْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ اَوْ قَالَ فِيْ نَحْرِيْ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَّكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات (خواب میں) میرا پروردگار میرے پاس بہترین صورت میں آیا (راوی کو شک ہے کہ شاید حدیث میں خواب کا ذکر ہے) تو اس نے فرمایا اے محمد کیا تم جانتے ہو؟ ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے حلق میں محسوس کیا جس سے مجھے پتہ چل گیا کہ آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا اے محمد کیا تم یہ جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس کے بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے جواب دیا جی ہاں وہ کفارات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا (زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر) باجماعت نماز کے لیے آنا جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جو شخص یہ کام کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا اے محمد جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا مانگو۔

"اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے یہ توفیق عطا کر) بھلائی کے کام کرنے کی برائی سے بچنے کی مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کی اور جب تو اپنے بندوں کے بارے میں آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کیے بغیر اپنی بارگاہ میں لے جانا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا درجات (ان کاموں سے حاصل ہوتے ہیں) سلام پھیلانا دوسروں کو کھانا کھلانا اور رات کے وقت اس وقت نماز ادا کرنا جب لوگ سو چکے ہوں۔

(۳۱۵۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ رَبِّ لَا اَدْرِيْ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِيْ نَقْلِ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوْهَاتِ وَاِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَمَنْ يُّحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَّمَاتَ بِخَيْرٍ وَّكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میرا پروردگار میرے پاس بہترین شکل میں آیا اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی اے میرے پروردگار میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں پروردگار نے دریافت کیا ملاء اعلی کس بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے علم نہیں ہے پھر پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا جس سے مجھے مشرق اور مغرب کے درمیان میں موجود ہر چیز کا پتہ چل گیا پھر اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں اے میرے پروردگار پروردگار نے فرمایا ملاء اعلی کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں اور زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر باجماعت نماز کی طرف جانے کے بارے میں ناپسندیدہ صورت حال کے وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے میں بات کررہے ہیں جو شخص باقاعدگی کے ساتھ ان اعمال کو سرانجام دیتا رہے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے گا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

(۳۱۵۹) قَالَ احْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَائٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّاْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلَاتِيْ فَاسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ رَبِّ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوْهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلٰى حُبِّكَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہمیں سورج نکلتا ہوا نظر آجاتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ باہر تشریف لائے نماز کے لیے اقامت کہی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر نماز پڑھائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں ہم سے فرمایا تم جس حالت میں ہو یہیں رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں جس وجہ سے میں آج صبح نہیں آسکا گزشتہ رات میں بیدار ہوا میں نے وضو کیا اور جتنا مقدر میں تھا نماز ادا کی پھر میں نماز کے دوران ہی سوگیا

یہاں تک کہ گہری نیند میں چلا گیا تو میں نے اپنے پرودگار کو بہترین شکل میں دیکھا اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار اس نے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا آپ ﷺ نے یہ باتی تین مرتبہ بیان کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں نے پروردگار کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو ہر چیز میرے سامنے روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا پھر اس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی میں حاضر ہوں اے میرے پروردگار اس نے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات کے بارے میں اس نے فرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کی زیادہ قدموں کے ساتھ چل کر بھلائی کی طرف جانا نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور جب طبیعت آمادہ نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا اس نے فرمایا پھر کس چیز کے بارے میں میں نے عرض کی کھانا کھلانے نرم گفتگو کرنے رات کے وقت نوافل ادا کرنے جب لوگ سو رہے ہوں کے بارے میں (بات کر رہے ہیں) تو پروردگار نے فرمایا تم یہ دعا مانگو اے میرے اللہ! میں تجھ سے بھلائی کے کام سرانجام دینے برائی کو نہ کرنے مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر یا اور جب تو لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے آزمائش میں مبتلا کیے بغیر موت دے دینا میں تجھ سے تیری محبت اور جس سے تو محبت کرتا ہے اس شخص کی محبت اور اس عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت کے قریب کر دے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حق ہے اسے نوٹ کر لو اور پھر اس کی تعلیم حاصل کرو۔

سورۃ صاد (آیت ۶۹) ہے: ﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝﴾ امام ترمذی رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث قرآن مجید کی اس آیت ﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝﴾ کی تفسیر کے طور پر ذکر کی ہیں لیکن آیت میں جس اختصام کا ذکر ہے اس سیوہ اختصام مراد نہیں جو مذکورہ احادیث میں مذکور ہے چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس اختصام کا ذکر ہے اس کی تفسیر اس کے بعد والی آیت میں ہے ﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝﴾۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف الفاظ کی طرف دیکھتے ہوئے اس آیت کے تحت یہ احادیث ذکر کی ہیں کہ اس آیت میں بھی مقرب فرشتوں کے اختصام اور بحث مباحثہ کا ذکر ہے جس طرح کہ مذکورہ احادیث میں ان کے اختصام کا ذکر ہے اگر چہ ان دونوں اختصاموں کے مفہوم اور تفسیر میں فرق ہے۔

فیما یختصم الملاء الاعلی: ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ مقرب فرشتے کون سے اعمال کی عظمت وفضیلت کے بارے میں بحث کر رہے ہیں یا یہ کہ وہ کونسے اعمال ہیں جنہیں آسمانوں پر پہنچانے میں فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

باب ۴۰۔ سورۃ الزمر کی تفسیر

سورۃ الزمر مکیہ: سورۃ السبا کے بعد ۵۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۳۹ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۂ صٓ میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاً سمجھتے ہو وہ تو خود امتحان وابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اس لئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اب سورۂ زمر میں بیان کیا جائے کہ اہل توحید اور اہل شرک (غیر اللہ کو شفیع غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زُمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہل توحید جنت میں اور اہل شرک جہنم میں جائیں گے۔

ربط معنوی: سورۃ سباء میں نفی شفاعت قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورۃ فاطر میں بطور تفریع مذکور تھا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورۃ یٰسین، صآفات اور صٓ سورۃ سبا پر مرتب ہیں کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعت قہری کا ذکر ہے۔ اور سورۂ زمر سورۃ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورۃ سبا پر بھی مرتب ہے یعنی ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ﴾ (آیت ۳) اور ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ﴾ (آیت ۴۳) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجالاؤ اور حاجات میں اسی کو پکارو۔

خلاصہ: تمہید مع ترغیب، ذکر دعویٰ تین بار، تفریع دعویٰ، دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیان ثمرہ دلائل چار بار، چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی ضمناً۔

سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ: دعویٰ سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل: ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝﴾ یہ دعویٰ سورۃ سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ﴾ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ﴿هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ یہ دعویٰ پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب پر غالب ہے۔

ذکر دعویٰ دوسری بار: ﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ﴾ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔

ذکر دعویٰ تیسری بار: ﴿قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝﴾ اے نادانو! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی: پہلی عقلی دلیل: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ... تا... اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾ زمین وآسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمد ورفت اور سورج اور چاند کا میعاد متعین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور وفکر کرو، یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ... تا... فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ﴾ یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظام شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمادیا۔ رحم مادر میں مختلف حالات سے گزار کر تمہاری پیدائش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ... تا... لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝﴾ یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرمادی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت

بجالاؤ ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا ... الخ﴾ تمثیل برائے مؤمن ومشرک۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ ... تا ... لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین وآسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ ... تا ... يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے۔ حاصل یہ کہ انسان کی ابتداء وانتہاء اللہ تعالیٰ کے تصرف واختیار میں ہے اس لئے وہ معبودِ برحق ہے۔

چھٹی دلیل: ﴿اَوَ لَمْ يَعْلَمُوْٓا ... تا ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾ انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو خالق ورزاق ہو وہی معبود ہوسکتا ہے۔

ساتویں عقلی دلیل: ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ... تا ... لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ﴾ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ ونگران بھی وہی ہے۔ لہٰذا سب کا معبود بھی وہی ہے۔

سلسلۂ دلائل وحی:

پہلی دلیل وحی: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ... الخ﴾ ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو یہ مسئلہ کسی کا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری دلیل وحی: ﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ ... تا ... اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا کہ میں خالصتاً خدائے واحد کی عبادت کروں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں بلکہ من عند اللہ ہے۔

تیسری دلیل وحی: ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ ... تا ... فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ یہ عمدہ اور پرتاثیر کتاب اللہ نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سن کر کانپ اُٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیل: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ (ع ۴) ہم نے آپ پر پیغامِ حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پرتاثیر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

پانچویں دلیل علی سبیل الترقی: ﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (ع ۶) یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پرتاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن واعلیٰ کتاب کی دل وجان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیل وحی: ﴿وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ... تا ... وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہوجاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیل نقلی بھی آگئی ﴿وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔

سلسلہ بیان ثمرات دلائل: ثمرات چار ہیں پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ: ﴿ لَاۤ اِلٰهَ هُوَ ﴾ یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴾ تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن وکافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہو گیا کہ تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ: ﴿ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ ... تا ... يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴾ گزشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ: ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ ... تا ... يَخْتَلِفُوْنَ ﴾ یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار وجحود پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔

سلسلہ تقابل بین المؤمن والکافر:

اوّل: ﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ ... تا ... اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ دلیل کے بعد مومن وکافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مؤمن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمتِ خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوم: ﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ ... تا ... اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ایک وہ مؤمن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبولِ اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم: ﴿ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ (ع ۳) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوں گے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مؤمن ہے جو عذاب جہنم سے مامون ومحفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

ابتدائے سورۃ میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا: ﴿ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعویٰ کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس سورۃ میں ﴿ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ﴾ (آیت ۱۰) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ میں جابجا تخویف وتبشیر کا بھی ذکر ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر پریشان ہوتا ہے ﴿ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ ... الآیہ ﴾

② سورۃ ممتاز ہے اس آیت پر ﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ... الآیہ ﴾ نیند کے وقت روح کو عارضی طور پر روک لیا جاتا ہے مگر اس کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ چھوڑ دی جاتی ہے مگر موت کے وقت روح روکی جاتی ہے وہ نہیں چھوڑی جاتی۔

③ سورۃ ممتاز ہے کافروں کو جہنم میں بھگانے کا ذکر ہے ان الفاظ سے ﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ﴾

④ ورۃ ممتاز ہے مؤمنین کو جنت میں لے جانے پر ﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ﴾

۱۔ آخرت میں کفار کے ساتھ دوبارہ آویزش ہوگی

(۳۱۶۰) لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ) قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُوْمَةُ بَعْدَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ الْاَمْرَ اِذًا لَشَدِيْدٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"پھر بے شک تم لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپس میں بحث کرو گے۔"

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ بحث ومباحثہ دنیا میں تو ہمارے درمیان موجود ہے تو کیا یہ دوبارہ ہمارے درمیان ہوگا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایاہاں تو حضرت ہاں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر تو معاملہ بہت شدید ہوگا۔

سورۃ الزمر (آیات ۳۰،۳۱) میں ہے: "بیشک آپ (نبی ﷺ) کو بھی مرنا ہے اور ان (مخالفین) کو بھی مرنا ہے، پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس جھگڑو گے!" یعنی وہاں پھر آویزش ہوگی، اورحق وباطل کا آخری فیصلہ ہوگا۔

۲۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

(۳۱۶۱) قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ (يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ اِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا) وَلَا يُبَالِيْ.

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

"اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔"

(حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں) اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔

سورۃ الزمر (آیت ۵۳) ہے: "اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے حق میں زیادتی کی ہے! یعنی جو کافر ہیں، مشرک ہیں یا گنہگار ہیں: تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوؤ، بیشک اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرمادیں گے۔" اس کے بعد نبی ﷺ نے بطور تفسیر فرمایا: "اور وہ پرواہ نہیں کریں گے۔"

۳۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان

(۳۱۶۲) جَاءَ يَهُوْدِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ (وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا اے حضرت محمد ﷺ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کو ایک انگلی اور تمام زمینوں کو ایک انگلی اور تمام پہاڑوں کو ایک انگلی اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی کے ذریعے تھامتا ہے اور پھر یہ فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اطراف کے دانت ظاہر ہو گئے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جو اس کو پہچاننے کا حق ہے۔"

(۳۱۶۳) مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَا يَهُوْدِيُّ حَدِّثْنَا فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِذَا وَضَعَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى ذِهْ وَالْاَرْضَ عَلٰى ذِهْ وَالْمَاءَ عَلٰى ذِهْ وَالْجِبَالَ عَلٰى ذِهْ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى ذِهْ وَاَشَارَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ بِخِنْصَرِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتّٰى بَلَغَ الْاِبْهَامَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا اے یہودی ہمیں کوئی بات بتاؤ تو اس نے کہا اے ابوالقاسم آپ ﷺ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو اس پر زمین کو اس پر اور پانی کو اس پر پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا۔

محمد بن صلت نے اپنی سب سے چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے تمام انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے انگوٹھے تک پہنچے۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق ہے۔"

(۳۱۶۴) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرِيْ مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَا تَدْرِيْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ (وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ) قَالَتْ قُلْتُ فَاَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کیا تم جانتے ہو جہنم کتنی وسیع ہے؟ میں نے عرض کی نہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم تم جان بھی نہیں سکتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات مجھے بتائی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔

قیامت کے دن روئے زمین اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہو گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم کے پل پر ہوں گے۔

(۳۱۶۵) اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ فَاَيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ يَا عَائِشَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اور زمین قیامت کے دن اس کے دست قدرت میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو اہل ایمان اس وقت کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ وہ پل صراط پر ہوں گے۔

سورۃ الزمر کی (آیت ۶۷) ہے: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝﴾

اللہ کی قدرت کے بارے میں ایک یہودی کا کلام:

ایک یہودی نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں مذکورہ کلام کیا تو نبی کریم ﷺ تعجب اور اس کی تصدیق کی وجہ سے ہنسے آپ ﷺ اس کی بات سن کر کیوں ہنسے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس یہودی کا کلام سنا تو آپ ﷺ مسکرا دیئے کہ یہ بھی اللہ جل شانہ کی قدرت کی تصدیق کر رہا ہے لیکن اس طرح کا علم اور عقیدہ رکھنے کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھی وما قدروا اللہ حق قدرہ کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت اور عظمت کو نہیں پہچانا جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ دیگر چیزوں کو بھی شریک کرلیا ہے اور ایسی چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں جبکہ متأخرین نے اس میں تاویل کی ہے کہ یہاں اصابع یعنی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت مراد ہے۔

۴۔ قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا

(۳۱۶۶) كَيْفَ اَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ يَنْتَظِرُ اَنْ يُّؤْمَرَ اَنْ يَّنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَيْفَ نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں کیسے آرام سے ہوسکتا ہوں؟ جبکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اپنا منہ صور کے ساتھ لگایا ہوا ہے اس نے اپنا سر جھکایا ہوا ہے اور اپنے کان لگائے ہوئے ہے اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ اسے اس میں پھونک مارنے کا حکم دیا جائے تو وہ اس میں پھونک مار دے مسلمانوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کیا پڑھا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے ہم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

سفیان نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں: "اور ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔"

(۳۱۶۷) قَالَ اَعْرَابِيٌّ الرَّسُوْلَ اللّٰهِ مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُّنْفَخُ فِيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! صور کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک سینگ (یا باجہ) ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔

سورۃ الزمر (آیت ۶۸) ہے: ﴿وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾: اور صور میں پھونکا جائے گا، جس سے آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں وہ بے ہوش نہیں ہوگا۔

۵۔ ﴿اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ کا مصداق

(۳۱۶۸) قَالَ يَهُوْدِيٌّ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ لَا وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَدَهُ فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهُ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا وَفِيْنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ) فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَاْسَهُ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَرَفَعَ رَاْسَهُ قَبْلِيْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک یہودی نے مدینہ منورہ کے بازار میں کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے اس پر ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اس یہودی کو طمانچہ رسید کر دیا اور بولا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ بات کہہ رہے ہو؟ (جب یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پہلے یہ آیت پڑھی)۔

"اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز بے ہوش ہو کر گر جائے گی ماسوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو وہ لوگ اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت عرش کے ایک پائے کو تھامے ہوئے ہوں گے مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا تھا یا وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا ہے اور جو شخص یہ کہے میں حضرت یونس سے بہتر ہوں تو اس نے غلط کہا۔

سورۃ الزمر (آیت ۶۸) میں ہے: قیامت کے دن (پہلی بار) صور میں پھونکا جائے گا، پس بے ہوش ہو جائیں گے۔

"جو لوگ آسمانوں میں ہیں، اور جو لوگ زمین میں ہیں، مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں (وہ بے ہوش نہیں ہوگا) پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا، پس اچانک وہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔"

اس آیت میں جو استثناء ہے: اس کا مصداق کون ہے؟ درمنثور کی روایات کے مطابق چار فرشتے: جبرئیل، اسرافیل اور ملک الموت (عزرائیل) ہیں، اور بعض روایات میں عرش کے اٹھانے والے فرشتے بھی ان میں شامل ہیں، یعنی پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو ان کو موت نہیں آئے گی، مگر اس کے بعد کسی وقت ان کو بھی موت آئے گی، اور سوائے ذات حق کے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ جیسا کہ سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۷) میں اس کی صراحت ہے، اور ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت کو موت آئے گی۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی درجہ احتمال میں استثناء آیا ہے۔

ومن قال: انا خير من يونس بن متى فقد كذب.

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں حضرت یونس سے افضل ہوں تو اس نے جھوٹ بولا۔"

علماء نے اس کی مختلف وجہیں لکھیں ہیں:

(۱) آپ ﷺ نے یہ اس وقت ارشاد فرمایا کہ میں ابھی تک آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں اس کے بعد آپ کو بتادیا گیا کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

(۲) محض اپنی رائے سے دلیل کے بغیر مجھے کسی نبی پر فضیلت نہ دو۔

(۳) مطلب یہ ہے کہ میری فضیلت اس انداز سے بیان نہ کرو کہ جس سے اس مفضول نبی کی تحقیر اور توہین لازم آجائے یا جس سے تم آپس میں بحث ومباحثہ اور لڑنا شروع کردو۔

حضرت یونس علیہ السلام قوم کو عذاب کی خبر دے کر بغیر اذن الٰہی کے وہاں سے چل دیئے تھے اور ہمارے نبی ﷺ مکہ میں جمے رہے تھے، تا آنکہ آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی، پس اگر کوئی ان دونوں باتوں میں موازنہ کرے اور آپ ﷺ کی فضیلت بیان کرے تو یہ غلط طریقہ ہے، تفضیل انبیاء برحق ہے، مگر کسی بھی نبی کی تنقیص جائز نہیں، اور نہ ایسا انداز اختیار کرنا جائز ہے جس سے تنقیص لازم آئے، پس یہودی نے قسم کھائی تھی تو وہ اس کا معاملہ تھا، اس کے مقابلہ میں انصاری نے جو قسم کھائی اس سے موسیٰ علیہ السلام کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے جو مناسب نہیں تھا، بس آپ ﷺ نے یہی فیصلہ فرمایا۔

۶۔ جنت میں حیات ابدی، تندرستی، جوانی اور خوشی حالی حاصل ہوگی

(۳۱۶۹) يُنَادِيْ مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ).

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا اب تمہارے لیے زندگی ہے تم کبھی بھی نہیں مرو گے اب تمہارے لیے صحت ہے اب تم کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے اب تمہارے لیے جوانی ہے تم کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوں گے اب تمہارے لیے نعمتیں ہیں تم کبھی بھی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔" اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے اس چیز کے عوض میں جو تم عمل کرتے تھے۔"

سورۃ الزمر کی (آیت ۷۴) ہے: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝﴾ اور جنتی کہیں گے: اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا، اور ہم کو جنت کی زمین کا مالک بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس نیک عمل کرنے والوں کا بدلہ کیسا اچھا ہے!

۷۔ جہنم کس قدر وسیع وعریض ہوگی

جہنم کی وسعت وپھیلاؤ سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بتائی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ...الآية﴾ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ لوگ

اس وقت کہاں پر ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جہنم کے پل پر ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنْ

باب ۱۴۱۔ سورۃ المؤمن کی تفسیر

سورۃ المؤمن مکیہ: سورۃ الزمر کے بعد ۶۰ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۴۰ نمبر پر ہے۔

ربط اسمی: سورۃ زمر میں دوزمروں (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ ایک جنتی گروہ اور ایک دوزخی۔ اور سورۃ مؤمن میں آل فرعون کی زبان سے وہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے یعنی مسئلہ توحید ماننے والا گروہ جنتی ہے اور نہ ماننے والا دوزخی۔

ربط معنوی: سورۃ زمر کا مرکزی دعویٰ ہے ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور سورۃ مؤمن، سورۃ حٰم السجدہ اور شوریٰ میں جزوِ اعلیٰ اور مغزِ عبادت یعنی دعا اور پکار کا مسئلہ مفصل اور مدلل بیان کیا گیا ہے۔ نیز سورۃ زمر میں نفی شفاعت قہری کا بیان بھی ہے ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ﴾ جسے سورۃ مؤمن، سجدہ، اور شوریٰ کے بعد زخرف میں بیان کیا گیا۔

خلاصہ: سورۃ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ از ابتداء سورۃ تا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (ع ۷)۔ دوسرا حصہ ﴿قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ﴾ سے آخر سورۃ تک، پہلے حصے میں تین مرتبہ دعویٰ کا ذکر ہے اور اثبات دعویٰ کے لئے ایک دلیل نقلی اور دو عقلی دلیلیں ہر عقلی دلیل کے بعد ایک ایک ثمرہ اور دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے۔

ذکرِ دعویٰ تین بار؟

① ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ (ع ۲) مصائب اور حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین کی یہ بات ناگوار گزرے اور وہ غیظ وغضب سے جل جائیں ﴿رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ... تا... سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝﴾ دعویٰ کی اہمیت کا ذکر ہے یہ حکم نامہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ بلند شان والے عرش عظیم کے مالک کی طرف سے ہے جو ہمیشہ سے اپنے پیغمبروں پر اپنے حکم نامہ نازل فرماتا رہا ہے ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ ...الآیہ﴾ تخویف اُخروی ہے ﴿وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ﴾ متعلق بدعویٰ ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ﴾ یہ امر اوّل ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر ارادے کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ یہ امر دوم ہے یعنی معبودانِ باطلہ ایسا نہیں کر سکتے ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ یہ ماقبل کی دونوں باتوں کی دلیل ہے۔

② ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ...الآیة﴾ (ع ۶)۔ اپنے مالک اور پروردگار کا حکم ہے کہ غائبانہ حاجات میں صرف مجھ ہی کو پکارو جو لوگ صرف مجھے ہی پکارنے کے پابند نہیں بلکہ میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں میں انہیں ذلیل ورسوا کر کے جہنم میں داخل کروں گا۔

③ ﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ...الآیہ﴾ (ع ۷)۔ اللہ تعالیٰ ہی زندہ جاوید ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اس لئے مصائب وآفات اور حاجات ومشکلات میں خالصتاً اسی کو پکارو۔ تمام صفاتِ اُلوہیت اسی کی ذات پاک

کے ساتھ مختص ہیں۔

دلائل عقلیہ :

① ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ ... الآیہ﴾ رات اور دن ایسی نعمتیں اور ان کے علاوہ دیگر انعامات سب اللہ کی طرف سے ہیں ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ... الخ﴾ یہ ثمرہ دلیل ہے۔ وہی منعم ومحسن اللہ تم سب کا مالک اور خالق ہے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اس لئے حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو ﴿كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ ... الخ﴾ یہ زجر ہے۔

② ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ... الخ﴾ (ع۷)۔ اللہ نے تمہاری خاطر زمین وآسمان کو پیدا فرمایا، تمہیں خوبصورت شکلیں عطا کیں اور تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ روزی کا انتظام فرمایا۔ ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ... الخ﴾ یہ دوسری عقلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا صفتوں والا اللہ ہی تمہارا رب اور کارساز ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے اس لئے غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

دلیل نقلی از موسیٰ علیہ السلام ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى ... الآیتین﴾ (ع۶)

دلیل وحی: ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾

حصہ دوئم: اعادہ دلیل عقلی اوّل: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ... تا ... كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (ع۷)۔

اللہ تعالیٰ نے ہی تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ رحم مادر میں تخلیق کے تمام مدارج سے گزار کر احسنِ تقویم میں پیدا کیا اور دنیا کی زندگی کی تمام ضروریات مہیا کیں زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے۔ حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارو۔

دلیل عقلی دوئم: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ ... تا ... فَاَیَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے چوپائے پیدا فرمائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے جس محسن حقیقی نے یہ سب نعمتیں عطا فرمادیں وہی مالک معبود اور متصرف اور کارساز ہے مصائب اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیے۔

اعادہ پہلی نقلی دلیل: ﴿اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا﴾ (ع۸) ﴿مَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ﴾ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

دلیل نقلی دوئم: ﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ ... الآیہ﴾ (ع۸)

اعادہ دلیل وحی: ﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... الآیہ﴾ (ع۷)

نوٹ: نیز دونوں حصوں میں تخویف دنیوی بھی مذکور ہے۔

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنُ﴾ کا مطلب یہی ہے کہ ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ کیونکہ عبادت کی جزءِ اعظم پکار ہے اس لئے غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب اُمور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

امتیازات: سورۃ ممتاز ہے ﴿وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝﴾ (تفویض الی اللہ پر) اللہ پاک کی طرف معاملے کو سونپنا۔

سورۃ ممتاز ہے فرعونیوں پر صبح وشام آگ پیش کرنے پر ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا﴾ فرعونیوں پر آگ پیش کی جاتی ہے صبح وشام فرعون پر تو بطریق اولیٰ پیش کی جاتی ہوگی حالانکہ فرعون کی لاش تو مصر کے عجائب گھر میں ہے۔ اگر مصر کے عجائب گھر

میں صبح وشام آگ پیش کی جاتی تو جہنم کی آگ کا دنیا کی آگ سے ستر گنا سخت ہونا بھی واضح ہے پھر تو آج تک ساری دنیا جل چکی ہوتی اب قرآن کریم کے سچ ہونے میں شک بھی نہیں پھر آگ نظر بھی نہیں آتی تو ماننا پڑے گا کہ عذاب وثواب اس قبر میں نہیں بلکہ سجین اور علیین میں ہوتا ہے ہاں کسی کی برائی یا کرامت ظاہر کرنی ہو تو مظہر یہ قبر ہے۔

دعا عین عبادت ہے

(۳۱۷۰) اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ).

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے دعا عبادت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

"تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک وہ لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہوئے (منہ موڑتے ہیں) عنقریب وہ جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔"

آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ پہلے (ادعونی) سے دعا کا حکم دیا، پھر اسی کو (عبادتی) میں اپنی عبادت قرار دیا، پس معلوم ہوا کہ دعا عین عبادت ہے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

باب ۴۲۔ سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی تفسیر

سورہ حٰمٓ السجدہ مکیہ: سورۃ مؤمن کے بعد ۶۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۴۱ نمبر پر ہے۔

سابقہ سورۃ میں ہے ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ...الآیہ﴾ کافروں نے جب عذاب کو دیکھا تو ایمان لائے مگر ایمان نے ان کو نفع نہ دیا۔ اس سورۃ میں ہے ﴿فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾ اکثر کافروں نے حق سے اعراض کیا وہ حق نہیں سنتے۔

ربط معنوی: اس سورۃ کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل یعنی سورۃ مؤمن میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات ومشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اب اس سورۃ میں ایک شبہ کا جواب دیا جائے گا۔ شبہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے ان کی نذر مانتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً خواب میں کسی پیر فقیر کو دیکھا جو اُسے کہتا ہے تم پر یہ سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر ونیاز میں قصور کیا ہے وغیرہ۔ اس کا جواب ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ...الآیہ﴾ میں دیا گیا ہے کہ یہ قُرَنَآءَ (شیاطین) کی شرارت ہے کہ وہ انسان کو مس شیطانی سے تکلیف پہنچاتے اور پھر اس سے شرک کرا کر اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا خوابوں میں مختلف شکلوں میں آکر انسانوں کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے حکم ﴿فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ

...الآیہ﴾ کہ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اسی طرح حٰمٓ مومن کے بعد ہر حٰمٓ میں ایک شبہ کا جواب دیا جائے گا اور ہر سورۃ اپنے سے پہلی سورۃ کے مضامین کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ پر چار عقلی دلیلیں اور وہ دعویٰ ربط کے اندر واضح ہے۔ اور چار شبہات کا جواب اور ایک دلیل وحی ضمناً۔

دعویٰ سورۃ: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ ... تا ... وَاسْتَغْفِرُوْهُ﴾ اس میں صراحۃً دعوئے سورۃ کا ذکر ہے اور ضمناً دلیل وحی کا۔ تم سب کا معبود اور کارساز ایک ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ کی وحی سے کہتا ہوں اس لئے اسی کی طرف سیدھی راہ پر چلو توحید کو مانو اور اسی سے اب تک جو شرک کیا ہے اس کی اور دوسرے گناہوں کی معافی مانگو۔

دعویٰ سورۃ پر شبہ اور اس کا جواب:

اس دعوے کے بارے میں یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات مصیبت زدہ انسان غیروں کو پکارتا ہے تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے یا بعض خواب ایسے نظر آتے ہیں جن سے غیر اللہ کو پکارنے کی تائید ہوتی ہے تو اس کا جواب ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ... تا... اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴾ یعنی یہ مس شیطانی کا اثر ہے۔ نیز شیاطین خواب دکھا کر شرک کی تلقین کرتے ہیں۔

چار عقلی دلیلیں علیٰ سبیل الترقی: اس سورۃ میں چار عقلی دلیلیں مذکور ہیں:

پہلی دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور آخری دو دلیلوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ ہی عالم الغیب ہے۔ جب وہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے تو اس کے سوا کسی کو مصائب و حاجات میں پکارنا جائز نہیں ہر عقلی دلیل کے بعد تخویف مذکور ہے۔

پہلی عقلی دلیل: ﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ ... تا ... ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴾ حاصل یہ ہے کہ تم کیسے نادان ہو کہ اس ذات پاک کے ساتھ اوروں کو شریک بناتے ہو جس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا۔ آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی اور زمین کو رزق کے خزانوں سے مالا مال کر دیا لیکن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان میں سے کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتے۔

دوسری عقلی دلیل: یہ دلیل پہلی دلیل سے ترقی اور اس کی تفصیل ہے اور اس میں قیامت کا اثبات بھی ہے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ ... تا... اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (ع۵) یہ پہلی دلیل کے ایک حصے (یعنی آسمان سے متعلق) کی تفصیل ہے کہ اللہ کے نشانات قدرت میں سے دن، رات اور سورج اور چاند ہے۔ یہ چیزیں اسی کے اختیار اور تصرف میں ہے اور اس کے تابع فرمان میں لہٰذا ان کو کارساز سمجھ کر ان کی عبادت و تعظیم بجانہ لاؤ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ ... تا... اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ پہلی دلیل کے ارضی (زمین سے متعلق) حصے کی تفصیل ہے یہ بھی سورۃ اس کی قدرت کے نشانات میں سے ہے اور اس میں لہلہاتا منظر پیدا کر دیتا ہے جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ یہ قادر و قیوم تم سب کا معبود اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔

تیسری دلیل: ﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ... تا... وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ (ع۶) اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غیب کی کنجیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔

چوتھی عقلی دلیل: ﴿اَوَ لَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ﴾ (ع ۶)۔ اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر وناظر نہیں کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور اپنے علم محیط سے ہر جگہ حاضر وناظر ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارا جائے جو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہیں۔

شبہات کا جواب:

شبہ اوّل: مشرکین کا شبہ یہ تھا کہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ عربی قرآن تو محمد ﷺ خود بنا کر سناتا ہے؟

جوابِ شبہ: ﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا... الخ﴾ کہ اگر قرآن عجمی زبان میں اُترتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ یہ قرآن واضح اور مفصل کیوں نہیں وہ ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا یہ قرآن ماننے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور نسخہ شفاء ہے لیکن جو اسے سنتے ہی نہیں اس لئے وہ گمراہی کی تاریکی میں ہی گم رہیں گے۔

شبہ ثانی: شبہ یہ تھا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں ہوا معلوم ہوا کہ محمد ﷺ اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا بنا کر سناتا ہے نیز اگر یہ سچی کتاب ہوتی تو اس کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب لوگ ہی اس پر ایمان لے آتے؟

جوابِ شبہ: ﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ... الخ﴾ کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی تھی وہ ایک ہی دفعہ میں ساری نازل کی گئی تھی وہ بھی تو سچی کتاب تھی لیکن اس میں بھی اختلاف کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ انکار محض عناداً ہے۔

شبہ ثالث: شبہ یہ تھا کہ جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟

جوابِ شبہ: ﴿وَ لَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ... الخ﴾ کہ عذاب کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے وہ آئے گا ضرور لیکن اپنے وقت پر اس سے پہلے نہیں آسکتا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ آسمان وزمین دونوں نے کہا ہم تابعدار ہیں ﴿قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ﴾ (آیت ۱۱)

② سورۃ ممتاز ہے ایک آیت میں مبلّغ کی اُن تین صفات پر جن کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور دوسرا نیک عمل کرتے ہیں اور تیسرا اقرار کرتے ہیں کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ﴾ (آیت ۳۳)

ا۔ اللہ تعالیٰ ہر بات سنتے ہیں اور ان کو سب اعمال کی خبر ہے

(۳۱۷۱) اِخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَیْتِ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ اَوْ ثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ قَلِیْلٌ فِقْہُ قُلُوْبِہِمْ کَثِیْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِہِمْ فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ فَقَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ اِذَا جَھَرْنَا وَلَا یَسْمَعُ اِذَا اَخْفَیْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ کَانَ یَسْمَعُ اِذَا جَھَرْنَا فَاِنَّہٗ یَسْمَعُ اِذَا اَخْفَیْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ (وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَا اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بیت اللہ کے قریب تین آدمیوں کی بحث ہوگئی ان میں سے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی تھا یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی تھا ان میں عقل کم تھی اور ان کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی ان میں سے ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے ہم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز میں کہیں تو سن لیتا ہے اگر پست آواز میں کہیں تو

نہیں سنتا ہے تیسرے نے کہا اگر وہ بلند آواز کو سن لیتا ہے تو پھر اسے پست آواز کو بھی سن لینا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)۔"

(۳۱۷۲) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَجَآءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ قُرَشِيٌّ وَّخَتَنَاهُ ثَقَفِيَّانِ اَوْ ثَقَفِيٌّ وَّخَتَنَاهُ قُرَشِيَّانِ فَتَكَلَّمُوْا بِكَلَامٍ لَمْ اَفْهَمْهُ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا هٰذَا فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّا اِذَا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا سَمِعَهُ وَاِذَا لَمْ نَرْفَعْ اَصْوَاتَنَا لَمْ يَسْمَعْهُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا سَمِعَهُ كُلَّهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں خانہ کعبہ کے پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا اسی دوران تین آدمی آئے جن کے پیٹ میں چربی زیادہ تھی اور ان کے دماغ میں عقل کم تھی ان میں سے ایک قریشی تھا اور دو اس کے داماد تھے جو ثقفی تھے یا ایک ثقفی تھا اور دو اس کے داماد تھے جو قریشی تھے انہوں نے کوئی بات کی جس کو میں سمجھ نہیں سکا پھر ان میں سے ایک نے کہا تمہارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس کلام کو سن لیتا ہے؟ تو دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز میں بات کریں تو وہ اس کو سن لے گا اور اگر ہم بلند آواز میں نہیں کرتے تو اس کو نہیں سنے گا تیسرے نے کہا اگر وہ کچھ حصے کو سن سکتا ہے تو پھر وہ ساری بات کو سن سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اور تم (کسی گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) پردہ نہیں کرتے (یعنی یہ بھی نہیں سوچتے) کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں (بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گی)۔"

یہ آیت یہاں تک ہے۔ "تو تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی (آیات ۲۲، ۲۳) ہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں یہ روایت آئی ہے۔

تشریح: موٹا عقل کا کھوٹا ہوتا ہے، مگر اس میں استثناء بھی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ما رایت سمینا عاقلا الا محمد بن الحسن: میں نے کوئی موٹا عقلمند آدمی نہیں دیکھا، مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ استقامت: موت تک ایمان کے تقاضوں پر جمنا ہے

(۳۱۷۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ (اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا) قَالَ قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ اَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنِ اسْتَقَامَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"بے شک وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کچھ لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر ان میں سے اکثر نے اس کا انکار کر دیا تو جو شخص اسی بات پر مرے گا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جس نے استقامت اختیار کی۔

سورۃ حٰمٓ السجدۃ (آیت ۳۰) اور سورۃ الاحقاف (آیت ۱۳) میں استقامت پر خوش خبری سنائی گئی ہے

ایمان کے بعد استقامت کیا ہے؟ اس کی تفسیر اس حدیث میں ہے۔ استقامت سے کیا مراد ہے؟

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے نزدیک اس کے معنی ہیں اخلاص۔

(۲) اللہ کی اطاعت پر دوام اور اہتمام سے گناہوں سے بچنا۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک استقامت کے معنی یہ ہیں کہ انسان موت تک کلمہ شہادت پر ثابت قدم رہے (۱)

(۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الاستقامة ان تستقيم على الامر والنهي ولا تروغ روغان الثعالب.

استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکام اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے رہو اس سے لومڑیوں کی طرح ادھر اودھر راہ فرار نہ نکالو۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى

باب ۴۳۔ سورۃ الشوریٰ کی تفسیر

سورۃ شوریٰ مکیہ: سورۃ حٰمٓ السجدہ کے بعد ۶۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں یہ شبہ دور کیا گیا کہ خواب میں یا بیداری میں بعض دفعہ بزرگوں کی زیارت ہوجاتی ہے تو ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو حاجات میں پکارنا اور ان کی نذریں منتیں ماننا جائز ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ خواب میں یا بیداری میں بزرگوں کی شکلوں میں متشکل ہو کر سامنے آتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اب سورۃ شوریٰ میں ایک دوسرے شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں سابقہ کتب میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے حاجات ومصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئیں ان میں یہی مضمون تھا، لیکن اب اگر ان کتابوں میں اس کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے جس سے شرک کی تائید ہوتی ہو، تو وہ خدا کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے باغی علماء اور گمراہ پیشواؤں کی تحریف ہے اور انہوں نے خود ہی ایسے مشرکانہ مضامین لکھ کر ان کتابوں میں شامل کر دیئے ہیں، اس لئے بعد والے لوگ جو ان کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوئے وہ معذور نہیں ہوں گے۔ اس قسم کے تین شبہات کا جواب گذشتہ سورتوں میں گزر چکا ہے۔

اوّل: حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایسے کلمات ملتے ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے سورۃ بقرہ (ع ۱۲، آیت ۱۰۲) میں اس کا جواب دیا گیا ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا...الآية﴾ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف غیر اللہ کو پکارنے اور جادو کرنے کی نسبت غلط ہے یہ شیاطین کی شرارت ہے کہ انہوں نے خود کتابیں تصنیف کر کے ان میں اپنی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ایسے کلمات منسوب کر دیئے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی طرف بعد کے مفسد لوگوں نے گمراہ کن اور مشرکانہ باتیں منسوب کر دی ہیں

جن سے وہ بزرگ بری ہیں۔

دوم: عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ہی ہمیں تعلیم دے گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرنا۔اس کا جواب سورۃ آل عمران (ع۸،آیت۷۹) ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ ...الآیہ﴾ میں دیا گیا کہ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان ہے وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ کے پیغمبر سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی توحید کے خلاف لوگوں کو تعلیم دے۔

سوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن میں جو کلمات ملتے ہیں مثلاً ابن اللہ (انجیل) کلمۃ اللہ، روح اللہ (قرآن) سے شبہ ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ شاید ان کو نظام کائنات میں کچھ اختیارات بھی دیئے گئے ہوں۔اس کا جواب سورۃ آل عمران (آیت ۷) ﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ...الآیہ﴾ میں دیا گیا ہے کہ یہ کلمات متشابہات میں سے ہیں اور دین وشریعت کے احکام کی بنیاد محکمات ہیں نہ کہ متشابہات اور متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ان جوابات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔

خلاصہ: ازالہ شبہہ اور اس کے بعد اس سے متعلق دونوں دعوؤں کے بارے میں آیات۔

پہلا دعویٰ: تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے،اس لئے صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا دعویٰ: انبیاء علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے۔یہ تحریفات بعد کے لوگوں کے لئے قابل عذر نہیں ہیں جس طرح گوسالۂ سامری کی آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے قابل معذرت نہیں تھا پھر دونوں دعوؤں کے متعلق آیات ہوں گی اور درمیان میں دفع عذاب کے لئے امورِ ثلاثہ کا بیان ہوگا۔سورۃ میں تینوں دلائل عقلی، نقلی اور وحی۔

تفصیل: ﴿كَذٰلِكَ یُوْحِیْۤ اِلَیْكَ ... تا... وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝﴾ انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اس سارے جہان میں اللہ تعالیٰ ہی متصرف، مختار اور کارساز ہے ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ ...تا... هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝﴾ فرشتے بھی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کرتے ہیں اور اہل توحید کے لئے اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ﴾ مشرکین پر زجر مع تخویف ہے۔

﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ قُرْاٰنًا ...الخ﴾ ترغیب الی القرآن وبشارت وتخویف اُخروی ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ...الخ﴾ اعادۂ زجر۔﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ... تا... اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝﴾ یہ ﴿لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ﴾ سے متعلق ہے یعنی یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور مالک ومختار ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ ... تا... وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝﴾ تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین کو قائم کرنے یعنی اللہ کی توحید وتبلیغ کرنے اور غیر اللہ کی پکار سے روکنے کا حکم دیا گیا۔تمام پیغمبر اللہ کی توحید پر متفق تھے ﴿وَ مَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ ...الخ﴾ یہ اس سورۃ کے مرکزی شبہ کا جواب ہے۔شبہ یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے، تو پھر کتب سابقہ میں اس کے خلاف لکھا ہوا کیوں ملتا ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ بعد کے باغی پیشواؤں کی تحریف ہے، انہوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے اور جاننے کے بعد ضد وعناد کی وجہ سے توحید میں اختلاف ڈالا۔﴿لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ ...الخ﴾ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ان باغیوں اور

سرکشوں پر عذاب کیوں نہیں آتا جو توحید کا انکار کرتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر آئے گا۔

﴿وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ... الخ﴾ ان گمراہ کن اور باغی علماء کے بعد جو لوگ آئے وہ ان کی محرّف کتابوں کو دیکھ کر توحید کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوئے۔

﴿فَلِذٰلِکَ فَادْعُ... یا... وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ﴾ یہ ماقبل پر چار امور متفرع ہیں ﴿فَلِذٰلِکَ فَادْعُ﴾ آپ اس حکمنامہ کی دعوت دیتے رہیں۔ ﴿وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ﴾ اسی پر قائم رہیں۔ ﴿وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں ﴿قُلْ اٰمَنْتُ... الخ﴾ میرا اسی پر ایمان ہے جو خدا نے فرمایا۔ باغیوں کی تحریفات کو نہیں مانوگا ﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ﴾ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ شکوک میں پڑے ہیں اور باغیوں کی تحریرات کو مانتے رہیں، لیکن آپ مسئلہ توحید کی دعوت کو جاری رکھیں اور اسی پر قائم رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات میں پکاریں اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اور اعلان کردیں کہ میں اسی چیز کو مانوں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ... الخ﴾ باغی اور گمراہ علماء کی تحریفات کی پیروی کرتے ہوئے جن لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑا وہ اس بارے میں معذور نہیں کیونکہ اوّل تو اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمادی ہے جو حق وباطل کے درمیان میزان ہے۔ دوم اس مسئلہ کو انبیاء علیہم السلام اور علماء حق تسلیم کرچکے ہیں اس لئے ان مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں جیسا کہ گوسالہ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے معذور ہونے کا سبب نہ بن سکا ﴿وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ... تا... لَفِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ﴾ یہ مشرکین کے لئے تخویف اُخروی ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ﴾ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، اس لئے غائبانہ اسی کو پکارو۔ یہ ترغیب فی الآخرۃ وتزہید فی الدنیا ہے ﴿اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا... الخ﴾ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ خدا کی شریعت میں تو یہی تھا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، کیا تمہارے پیشواؤں اور معبودوں نے اس کی شریعت کے خلاف کوئی نئی شریعت بنالی ہے؟ ﴿وَلَوْلَا کَلِمَةُ الْفَصْلِ... تا... وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ﴾ تخویف اُخروی ہے ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا... تا... اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ﴾ یہ بشارت اُخرویہ ہے اور درمیان میں ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ... الخ﴾ سے ترغیب ہے ﴿اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی... الخ﴾ یہ شکوہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سابقہ کے مطابق دعوت پیش کرتے ہیں، لیکن معاندین پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہتے ہیں ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ... الآیہ﴾ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف کنندہ اور غیب دان ہے، اسی سے گناہ بخشواؤ اور اسی کو پکارو ﴿وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا... الخ﴾ بشارت اُخرویہ۔ ﴿وَالْکٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ﴾ تخویف اُخروی ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ﴾ یہ ایک سوال کا جواب ہے، وہ ایسا مہربان ہے تو سب کو فراخی سے رزق کیوں نہیں دیتا؟ اگر وہ سب کو فراخی سے رزق دیتا تو سب ہی اس کے احکام سے باغی ہوجاتے، اس لئے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک کو ایک خاص اندازے سے دیتا ہے ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ... تا... اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ﴾ یہ پہلے دعویٰ پر پہلی نقلی دلیل ہے ﴿وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ... تا... فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ... تا... فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ﴾ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اُخرویہ ہے۔ اور اس دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان بھی ہے۔

① شرک نہ کرو ﴿لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾

② ظلم نہ کرو ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ﴾ اور

③ احسان کرو ﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ یہ تخویف اُخروی ہے۔ ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ﴾ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی جو شخص محض ضد وعناد کی وجہ سے باطل پرست علماء کی تحریفات کو مان کر گمراہ ہوگیا، اسے راہ راست پر کوئی نہیں لاسکتا ﴿وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ... تا... فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ یہ تخویف اُخروی ہے۔

﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ... تا... وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ﴾ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور تخویف اُخروی ہے۔ یعنی باغیوں اور گمراہوں کی تحریفات کی پیروی نہ کرو اور صرف اللہ ہی کو پکارو ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا... الخ﴾ یہ زجر مع تسلیہ ہے۔ اگر معاندین اعراض کرتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں آپ کا کام سنانا اور سمجھانا ہے نہ کہ منوانا ﴿وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا... الآیہ﴾ یہ زجر ہے۔ ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... تا... اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ یہ پہلے دعویٰ پر عقلی دلیل ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے۔ ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے اور اولاد دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو۔ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ﴾ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ﴾ کے ساتھ بھی اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے گزشتہ انبیاء علیہم السلام اور آپ کے ساتھ تین ہی طریقوں سے کلام کیا گیا۔ جو چیز اس وحی کے خلاف ہوگی وہ مفسد اور گمراہ کن پیشواؤں کی ایجاد اور تحریف ہوگی۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ﴾ یہ دلیل وحی ہے۔ ان ہی تین طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کو بھی توحید ہی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ ﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ... الآیہ﴾ یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ ﴿كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ﴾ اس سورۃ میں جو مضمون توحید نازل کیا گیا ہے یہی مضمون ہم اس سے پہلی سورتوں میں آپ کی طرف نازل کرتے رہے ہیں اور یہی مضمون توحید گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کرتے رہے ہیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے وحی کی اقسام پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾

③ سورۃ ممتاز ہے بچے بچیوں کی تقسیم پر ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا... الخ﴾ اللہ پاک جس کے لئے چاہتے ہیں بچیاں عطا کرتے ہیں اور جس کے لئے بچے اور کسی کو بے اولاد بھی کردیتے ہیں اور کسی کو دونوں عطا کرتے ہیں۔

۱۔ مودت فی القربی کی صحیح تفسیر

(۳۱۷۴) سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (قُلْ لَّا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَعَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

ترجمہ: طاؤس بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تم فرمادو میں اس (تبلیغ) کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ قرابت کے حوالے سے جو محبت (کا تقاضا ہوتا ہے اس کی تم سے توقع رکھتا ہوں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ رشتے دار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کی ہر ذیلی شاخ کے ساتھ کوئی نہ کوئی رشتے داری کا تعلق تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمہارے ساتھ جو رشتے داری ہے تم اس کے حوالے سے صلہ رحمی کرو۔

سورۃ الشوریٰ (آیت ۲۳) میں ہے: ﴿قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی﴾۔

(۱) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مراد ہیں پوری آیت کا مفہوم اب یوں ہوگا کہ آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ میں تم سے اسلام کی بات پہنچانے پر کسی اجرت اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم میرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک صلہ رحمی اور انکے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ تفسیر بتائی گئی جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کی تو اس کو انہوں نے غلط قرار دیا اور حضرت سعید سے فرمایا کہ یہ مراد نہیں کیونکہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو۔

لہٰذا اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ قریش چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو اچھی طرح نہیں سنتے تھے رکاوٹیں ڈالتے ایذاء رسانی کے درپے رہتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتا میری بات سنو مانو یا نہ مانو میری تائید کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے مگر رشتہ داری کے ناتے تم میرے ساتھ حسن سلوک تو ضرور کرو دشمنی اور عداوت نہ کرو ظلم اور اذیت سے باز رہو کہ نسبی رشتہ اس سے تو ضرور مانع ہونا چاہیے جمہور علماء کے نزدیک اس آیت کی یہی تفسیر راجح ہے

تشریح: بخاری شریف (حدیث ۴۸۱۸) میں اعلمت کی جگہ عجلت ہے، یعنی تم نے آیت کی تفسیر کرنے میں جلدی کی، اور بے سوچے سمجھے ہی بات کہہ دی، یہ آیت کی صحیح تفسیر ہے، نزول آیت کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں، اس وقت ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، پھر یہ بات کفار سے کہی جا رہی ہے، ان سے یہ بات کہنے کا کوئی تک نہیں۔۔قبیلہ: جب پھٹتا ہے تو بطون پیدا ہوتے ہیں، اور بطون جب پھٹتے ہیں تو افخاذ (و: فخذ) پیدا ہوتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش کے ہر بطن میں رشتہ داری تھی۔۔اور الا المودة: استثناء منقطع ہے۔

۲۔ بلائیں آدمی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں

(۳۱۷۵) قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهِ لَمُعْتَبَرًا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ مَحْبُوسٌ فِي دَارِهِ الَّتِي قَدْ كَانَ بَنَى قَالَ وَإِذَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَإِذَا هُوَ فِي قُشَاشٍ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَأَيْتُكَ وَأَنْتَ تَمُرُّ بِنَا تُمْسِكُ بِأَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَأَنْتَ فِي حَالِكَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِي مُرَّةَ ابْنِ عَبَّادٍ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ قُلْتُ هَاتِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرُ قَالَ وَقَرَأَ (وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ).

ترجمہ: عبداللہ بیان کرتے ہیں بنو مرہ کے ایک بزرگ آدمی نے مجھے یہ بات بتائی میں کوفہ آیا تو مجھے بلال بن ابو بلدہ کے بارے

میں بتایا گیا تو میں نے کہا اس کے انجام میں تو عبرت پائی جاتی ہے پھر میں اس کے پاس گیا تو وہ اپنے اسی گھر میں موجود تھا جو اس نے خود بنایا تھا اسے اذیت پہنچانے کی وجہ سے اور مار پیٹ کی وجہ سے اس کی شکل وصورت تبدیل ہو چکی تھی اس کے بدن پر ایک پرانا سا لباس تھا میں نے (اس کی یہ حالت دیکھ کر) کہا الحمد للہ اے بلال مجھے تمہارا وہ وقت بھی یاد ہے جب تم ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور وہاں کوئی غبار نہیں ہوتا تھا لیکن تم ناک پر رومال رکھ لیتے تھے اور آج تمہاری یہ حالت ہے اس نے دریافت کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں عباد کا بیٹا ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں تو بلال نے کہا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہیں بہت نفع پہنچائے تو میں نے کہا سناؤ تو اس نے کہا ابو بردہ نے اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"بندے کو جو بھی چھوٹی یا بڑی تکلیف لاحق ہوتی ہے وہ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اور وہ گناہ تو بہت زیادہ ہیں جو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف کر دیتا ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یا شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) یہ آیت تلاوت کی۔

"اور تمہیں جو مصیبت لاحق ہوتی ہے تو یہ تمہارے اپنے اعمال کے نتیجے میں ہوتی ہے اور وہ بہت سے گناہوں سے درگزر کر لیتا ہے۔"

سورۃ الشوریٰ کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾

"اور جو بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کا نتیجہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت سی حرکتوں سے درگزر فرماتے ہیں۔"

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ

باب ۴۴۔ سورہ الزخرف کی تفسیر

سورۃ زخرف مکیہ: سورہ شوریٰ کے بعد ۶۳ نمبر پر نازل ہوئی ترتیب کے لحاظ سے ۴۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ اور اس سورۃ کی ابتداء میں فرمایا: ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ فهذا هو الارتباط.

ربط معنوی: سورۃ شوریٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف اور کارساز ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے وہ باغی اور گمراہ پیشواؤں کی تحریفات ہیں جو انہوں نے محض ضد سے لکھ کر ان میں شامل کر دیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اب سورۃ زخرف میں مشرکین کے ایک شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار نہیں اور ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں کیونکہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اور ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے اور انہیں اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے شفیع (سفارشی) ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ سورۃ کے آخر میں

﴿وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ ...الآیہ﴾ میں اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں اور قیامت کے دن صرف انہی لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی۔ اس لئے مشرکین کے حق میں کوئی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔

خلاصہ: تمہید مع ترغیب: تین عقلی دلیلیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک شروع میں اور ایک آخر میں۔ تین نقلی دلیلیں تفصیلاً اور ایک دلیل وحی اور آخر سورۃ میں دعویٰ مذکور ہے۔

دلائل عقلیہ:

پہلی عقلی دلیل: ﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ ... تا... الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۙ﴾ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف۔ اگر ان مشرکوں سے پوچھو کہ زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے کہ اللہ نے جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ ... تا... وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞﴾ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین وآسمان میں وہی معبود برحق اور متصرف وکارساز ہے۔ ساری کائنات اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور قیامت کا علم صرف اسی کو ہے جب ساری کائنات میں وہی معبود اور متصرف ومختار ہے تو کوئی اس کا نائب بھی نہیں۔

تیسری عقلی دلیل: ﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ ...الآیۃ﴾ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودانِ باطلہ کا خالق اللہ ہے لیکن وہ پھر نہیں سمجھتے اور اللہ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے ہیں۔

دلائل نقلیہ:

پہلی نقلی دلیل: پہلی نقلی دلیل از حضرت ابراہیم علیہ السلام ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ﴾ (ع ۳)

دوسری نقلی دلیل: دوسری نقلی دلیل از موسیٰ علیہ السلام ﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی ... تا... مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ۞﴾ (ع ۵)

تیسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام ﴿وَ لَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ...الآیہ﴾

دلیل وحی: (فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ ... تا... صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۞﴾ یہ دلیل وحی ہے۔

دعویٰ سورۃ: ﴿وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ ...الآیہ﴾ یہ سورۃ کا مرکزی دعویٰ ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجات کو پورا کرنے والا نہیں اور سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے لیکن ہم اپنے معبودوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں فرمایا مشرکین جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں ان کے حق میں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

خلاصہ: از نیلوی شاہ صاحب رحمہ اللہ: اور اگر کہو کہ ہم غیر اللہ کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر نہیں پکارتے بلکہ وہ ہماری سفارش اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں اس لئے ہم ان کو شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی شرک ہے۔

روابط ابی: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۙ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا﴾ پیچھے صاحب قرآن اور اس سورۃ میں قرآن کا ذکر ہے۔ سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ اللہ تعالیٰ مثل کوئی نہیں ہے اس سورۃ میں ہے ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا﴾ اللہ پاک بے مثل ہیں تو اللہ پاک کی اُتاری ہوئی کتاب بھی بے مثل ہے۔

امتیازات، از مخ القرآن:

① سورۃ ممتاز ہے کافروں کے اس قول پر ﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝﴾ (آیت ۳۱)

② سورۃ ممتاز ہے سواری کی دعا پر ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝﴾

ہدایت کے بعد گمراہ ہونے والوں کو بات سمجھانا مشکل ہوتا ہے

(۳۱۷۶) مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا أُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ).

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے کوئی بھی قوم ہدایت حاصل کر لینے کے بعد اس وقت تک گمراہی کا شکار نہیں ہوتی جب تک ان کے درمیان جھگڑا نہیں ہوجاتا پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"وہ لوگ یہ بات تمہارے سامنے صرف اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ بحث کریں اور وہ لوگ بحث کرنے والے ہیں۔"

عام جاہلوں (دین سے ناواقفوں) کو اور سادہ گمراہوں کو بات سمجھانا آسان ہے، وہ آسانی سے اپنی غلطی سمجھ جاتے ہیں، مگر جو لوگ کبھی ہدایت پر ہوتے ہیں، پھر وہ گمراہ ہوجاتے ہیں، اور اپنی گمراہی کو دین بنا لیتے ہیں، جیسے مودودی، غیر مقلد اور رضا خانی بدعتی: ان کو ان کی گمراہی سمجھانا بہت دشوار ہوتا ہے، وہ بحث وتکرار کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں جس کی کوئی نہایت نہیں ہوتی، وہ واضح حقائق کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، سادہ بدعتیوں کو ان کی گمراہی سمجھانا آسان ہے، جب قرآن وحدیث سے ان کو بات سمجھائی جاتی ہے تو وہ اپنی بدعات چھوڑ دیتے ہیں،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینی معاملات اور شرعی مسائل میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بہت سے لوگ محض عقل کے بل بوتے پر بحث کرتے ہیں ان کا مقصد طلب حق نہیں ہوتا بلکہ مقابل کو زچ کرنا اور مغلوب کرنا پیش نظر ہوتا ہے یہ طریقہ درست نہیں اس سے مسلمانوں کی صفوں میں دینی امور میں تفرقہ پیدا ہوجاتا ہے آپس میں بحث برائے بحث ہونے لگتی ہے۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

باب ۴۵۔ سورۂ دخان کی تفسیر

سورۃ الدخان مکیہ: سورۃ الزخرف کے بعد ۶۴ نمبر پر نازل ہوئی۔ ترتیب کے لحاظ سے ۴۴ نمبر پر ہے۔

ربط معنوی: سورۃ زخرف میں مشرکین کے اس شبہے کو دور کیا گیا ہے کہ ان کے معبودانِ باطلہ خدا کے نائب اور اس کے دربار میں شفیع غالب ہیں وہاں دلائل عقل ونقل اور وحی سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق اور مالک اور وہی ساری کائنات میں متصرف اور کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ اب سورۃ دخان میں مشرکین کے ایک اور شبہے کو جواب دیا گیا ہے یعنی ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود خدا کے نائب اور شفیع غالب نہیں ہیں لیکن وہ ہماری دعائیں پکاریں سنتے اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں اس لئے اگر وہ ہماری پکاریں سن کر اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر ڈالیں خواہ وہ قبول کرے یا

نہ کرے تو اس میں حرج ہے؟ تو اس کا جواب دیا گیا ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (ع ۱) کہ سب کچھ جاننے والا اللہ ہی ہے اور وہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے اور کوئی نہیں۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ اور درمیان میں توحید پر ایک دلیل عقلی ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ... تا... اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ہے نیز تخویف دنیوی واُخروی اور بشارت اُخرویہ کا بھی ذکر ہے۔

دلیل عقلی: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ... تا... لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے زمین وآسمان اور اس سارے جہاں کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری وحدانیت اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔

دعویٰ سورۃ: اس سورۃ کا دعویٰ وہ ربط میں مذکور ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے رات میں فیصلہ کرنے پر ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝﴾

② سورۃ ممتاز ہے کافروں کی دوستی کے فائدہ نہ دینے پر ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا﴾ (آیت ۴۱)

ا۔ واضح دھویں کی پیشین گوئی پوری ہو چکی

(۳۱۷۷) جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ قَاصًّا يَّقُصُّ يَقُوْلُ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ الدُّخَانُ فَيَاْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَاْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ قَالَ فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اِذَا سُئِلَ اَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهٖ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلْيُخْبِرْ بِهٖ وَاِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ (قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَاَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ اَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ فَهٰذَا لِقَوْلِهٖ (يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ) قَالَ مَنْصُوْرٌ هٰذَا لِقَوْلِهٖ (رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ) فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ قَدْ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ وَقَالَ اَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ.

ترجمہ: مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا ایک واعظ نے تقریر کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے زمین سے ایک دھواں نکلے گا جو کفار کی ساعتوں کو ختم کر دے گا اور مومن کو اس کے نتیجے میں زکام کی سی کیفت کا سامنا کرنا پڑے گا راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ غصے میں آ گئے وہ پہلے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا جب آدمی سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جسے وہ جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق جواب دیدے یہاں منصور نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے لیکن جب انسان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو وہ کہہ دے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ آدمی کے علم میں یہ بات شامل ہے کہ جب اس سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت

کیا جائے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا تو وہ یہ کہہ دے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہ فرمایا ہے۔

"تم یہ فرمادو میں اس بات پر تم سے اجر طلب نہیں کرتا اور میں اپنی طرف سے بات نہیں بتاتا۔"

نبی اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ قریش نافرمانی کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی تھی۔

"اے اللہ! ان لوگوں کے خلاف قحط سالی کے سات سالوں کے ذریعے میری مدد کر جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے سات سال تھے۔"

تو ان لوگوں کو قحط سالی نے اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کی سب چیزیں ختم ہو گئیں یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مردہ جانور کھانے لگے بعض راویوں نے یہاں ہڈیوں کا ذکر کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں (ان لوگوں کو یہ محسوس ہوتا تھا) جیسے زمین سے دھواں نکل کر جارہا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں ابوسفیان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا آپ ﷺ کی قوم ہلاکت کا شکار رہی ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے دعا کیجئے یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے۔تو اس دن کا انتظار کرو جب آسمان دھواں ظاہر کرے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔

منصور نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔وہ یہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب کو دُور کردے ہم تو مومن ہیں۔تو کیا آخرت کا عذاب دُور کیا جائے گا؟ (حضرت عبداللہ نے فرمایا) بطشہ لزام اور دخان ظاہر ہو چکے ہیں۔

ایک راوی نے یہ بات نقل کی ہے چاند سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے اور ایک نے کہا ہے رومیوں سے متعلق نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔

سورۃ الدخان (آیات ۱۰۔۱۶) ہیں: "پس انتظار کرو اس دن کا جب آسمان واضح دھواں لائے گا۔"

آیت میں دخان سے کیا مراد ہے؟

(۱) اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ یہ دھواں علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جو قیامت کے بالکل قریب رونما ہوگی یہ دھواں پوری فضا میں پھیل جائے گا جمہور کے نزدیک یہی تفسیر راجح ہے۔

(۲) اس دخان سے وہ گردوغبار مراد ہے جو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دخان کی پیشین گوئی واقع ہو چکی ہے اس سے مکہ مکرمہ کا قحط مراد ہے۔

دخان کی وہ تفسیر جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی ہے قرآن کے ظاہری الفاظ سے بعید معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ شدید بھوک کی وجہ سے انہیں آسمان پر خیالی دھواں نظر آتا تھا اس بات کو قرآن نے تأتي السماء اور دخان مبین اور یغشی الناس کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ تعبیر بہت بعید ہے کیونکہ بظاہر ان الفاظ سے عام آسمان پر کھلے دھوئیں کا چھا جانا اور سب لوگوں کا اس دھوئیں سے متاثر ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ دھواں تو خود ان کی اپنی شدت مصیبت کا اثر تھا اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے ظاہر قرآن کے مطابق اس کو ترجیح دی ہے کہ اس دخان سے وہ دھواں مراد ہے۔

اور بخاری (حدیث ۴۷۶۷) میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: خمس قد مضين: الدخان، والقمر، والروم، والبطشة،

واللزام: پانچ پیشین گوئیاں پوری ہوچکیں ہیں: ایک: دھویں کی پیشین گوئی جو مذکورہ آیات میں ہے۔ دوسری: شق القمر کی پیشین گوئی جس کا ذکر سورۃ القمر کے شروع میں ہے۔ تیسری: رومیوں کے دوبارہ جیتنے کی پیشین گوئی، جس کا ذکر سورۃ الروم کے شروع میں ہے۔ چوتھی: سخت پکڑ کی خبر، جس کا ذکر مذکورہ آیات میں ہے۔ پانچویں: وبال آنے کی خبر، جس کا ذکر سورۃ الفرقان کی آخر آیت میں ہے۔

تطبیق: اور دونوں قولوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک: دخان مبین: واضح دھواں۔ دوم: محض دخان، علامات قیامت میں یہ دوم ہے، اول کا ذکر سورۃ الدخان میں ہے، اور دوم کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے، صرف حدیثوں میں ہے، اور یہ بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، فرمایا: دخان دو ہیں: ایک گزر چکا، اور دوسرا جو باقی ہے وہ آسمان وزمین کی درمیانی فضا کو بھر دے گا، اور مؤمن کو اس سے صرف زکام کی کیفیت پیدا ہوگی، اور کافر کے تمام منافذ کو پھاڑ ڈالے گا، یہ روایت روح المعانی میں ہے، میرے خیال میں یہ بہترین تطبیق ہے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے واعظ پر رد اس لئے کیا کہ سورۂ دخان کی آیات کی تفسیر میں یہ بات بیان کر رہا تھا جو غلط تھا، اس دخان کا تذکرہ صرف حدیثوں میں آیا ہے۔

۲۔ مرنے پر آسمان وزمین کا رونا

(۳۱۷۸) مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَلَهٗ بَابَانِ بَابٌ يَّصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهٗ وَبَابٌ يَّنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهٗ فَاِذَا مَاتَ بَكَيَا عَلَيْهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے ہر مومن کے لیے دو دروازے ہیں ایک کے ذریعے اس کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور ایک کے ذریعے اس کا رزق نیچے آتا ہے جب مومن کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ دونوں اس پر روتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔ ”نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین انہیں مہلت دی گئی۔“

سورۃ الدخان (آیت ۲۹) ہے:

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝۲۹﴾

”پس ان (فرعونیوں) پر آسمان وزمین نہیں روئے، اور نہ وہ مہلت دیئے گئے۔“

مگر یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، موسیٰ اگرچہ عبادت گزار تھا مگر ضعیف راوی ہے، اسی طرح یزید بھی زاہد تھا مگر ضعیف راوی ہے، ان کی روایتیں صرف ترمذی اور ابن ماجہ میں ہیں، اس لئے بعض حضرات نے اس حدیث کا اعتبار نہیں کیا، اور آیت کو مجاز و استعارہ قرار دیا ہے، ان کے نزدیک آسمان وزمین کا حقیقتاً رونا مراد نہیں، بلکہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ فرعونیوں کا وجود ایسا بے کار تھا کہ اس کے ختم ہو جانے پر کسی کو بھی افسوس نہیں ہوا۔

❊

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

باب ۴۶۔سورۃ الاحقاف کی تفسیر

سورۃ الاحقاف مکیہ: سورۃ الجاثیہ کے بعد ۶۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اس سورۃ کی ابتداء میں ہے۔ ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾

ربط معنوی: سورۃ جاثیہ میں یہ شبہ دور کیا گیا ہے کہ ہمارے معبود بے شک سنتے نہیں اگر اللہ چاہے اور ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہمارے لئے سفارش کر دیں فبہا ورنہ زیادہ سے زیادہ ہماری پکار لغو ہو جائے گی۔ تو اس کا جواب دیا گیا ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ... الآیہ﴾ یہ ہم نے آپ کو واضح قانون دے دیا ہے کہ وہ نہیں سنتے آپ اس کا اتباع کریں اور مشرکین کی خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ کریں۔ اب سورۃ احقاف میں اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ مانا ہمارے معبود سنتے نہیں لیکن ان کی پکار میں تاثیر اور برکت ضرور ہے کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو ہم تمام مصائب سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ہمارے کام درست ہو جاتے ہیں۔

سورۃ کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا ان کی پکار میں اگر کوئی تاثیر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت سے وہ ان کو خلاصی دلا دیتے۔ ﴿فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً﴾

خلاصہ: دعویٰ سورۃ پر چار تفصیلی نقلی دلائل ایک دلیل عقلی، ایک دلیل وحی، ایک دلیل عقلی علی اثبات القیامۃ۔ خاتمہ میں ایک آیت متعلقہ تمام حوامیم۔

دلائل نقلیہ:

① ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ... تا... اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ یہ زجر ہے اور نقلی دلیل۔

② ﴿وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ... تا... وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ﴾

③ ﴿وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ ... تا... اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾

④ ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ... الآیہ﴾

دلیل عقلی: ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ ... الآیہ﴾ اس ساری کائنات کو ہم نے اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے کائنات کا ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس کی صفات کارسازی اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

دلیل وحی: ﴿قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ ... الآیہ﴾ یہ ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ﴾ شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیلِ وحی ہے۔

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ ... الآیہ﴾ یہ دلیل وحی پر ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر تمہارے پاس وحی آتی ہے تو بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہوگا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے مجھے تو اپنے حال کی بھی خبر نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کی طرف سے وحی آئے۔

دلیلِ علی علیٰ اثبات القیامۃ:

﴿اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ... تا... بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

یہ قیامت اور بعث بعد الموت پر عقلی دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے اور اس میں غور نہیں کرتے جس خدائے ذوالجلال مالک صفاتِ کمال نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھک ہار کر بیٹھ نہیں گیا اور نہ اس کی قوت وطاقت میں اس سے کوئی ضعف ہی پیدا ہوا ہے:

فَاِنَّ قُدْرَتَهٗ ذَاتِيَةٌ لَا يَنْقُصُ وَلَا يَنْقَطِعُ بِالْاِيْجَادِ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ. (مظہری ج ۸ ص ۴۱۶)

کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلیٰ کیوں نہیں؟ نہ صرف مردوں کو زندہ کرنے پر بلکہ وہ تو ایسی قدرتِ کاملہ کا مالک ہے کہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

آیت متعلق بحوامیم سبعہ: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ... تا... فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے قرآن پڑھتے وقت جنات کے خاموش ہونے کے ذکر پر ﴿اَنْصِتُوْا... الآیہ﴾

② سورۃ ممتاز ہے نبی کے اس کہنے پر کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ دنیا میں کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

﴿وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ... الآیہ﴾

ا۔ بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۱۷۹) لَمَّا اُرِيْدَ عُثْمَانُ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِيْ نَصْرِكَ قَالَ اخْرُجْ اِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّيْ فَاِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِيْ مِنْكَ دَاخِلٌ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ كَانَ اسْمِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ وَنَزَلَ فِيَّ اٰيَاتٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ نَزَلَتْ فِيَّ (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) وَنَزَلَتْ فِيَّ (قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ) اِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُوْدًا عَنْكُمْ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ نَزَلَ فِيْهِ نَبِيُّكُمْ فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ اَنْ تَقْتُلُوْهُ فَوَاللّٰهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيْرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُوْدَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَقَالُوْا اقْتُلُوا الْيَهُوْدِيَّ وَاقْتُلُوْا عُثْمَانَ.

ترجمہ: عبدالملک بن عمیر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمانؓ کو شہید کیے جانے کا موقع آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں کے پاس جا کر انہیں مجھ سے دور رکھیں آپ کا اندر رہنے کے مقابلے میں باہر رہنا میرے لیے زیادہ بہتر ہے راوی بیان کرتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن سلام باہر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا میرا نام زمانہ جاہلیت میں فلاں تھا نبی اکرم ﷺ نے میرا نام عبداللہ رکھا میرے بارے میں اللہ

کی کتاب کی آیات بھی نازل ہوئیں یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی۔

"اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس بات کی گواہی دی جو اس کی مانند ہے اور وہ تو ایمان لے آیا مگر تم نے تکبر اختیار کیا بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔"

یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی۔

"تم یہ فرما دو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔"

(پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا) بے شک اللہ تعالیٰ کی تلوار میان میں ہے اور تمہارے اس شہر میں فرشتے تمہارے ساتھ ہوتے ہیں یہ وہ شہر ہے جس میں تمہارے نبی تشریف لاتے تھے تو ان صاحب (یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں شہید کر دیا تو فرشتے تمہارے پڑوس چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی تلوار تمہارے لیے نکل آئے گی جو ابھی میان میں ہے اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں تو ان لوگوں نے کہا اس یہودی کو بھی مار دو اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی مار دو۔

۲۔ گھن گرج والے بادل میں عذاب بھی ہوسکتا ہے

(۳۱۸۰) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَاَى مَخِيلَةً اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ وَمَا اَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا).

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب بادل دیکھتے تھے (تو بے چینی کے عالم میں) کبھی اندر آتے تھے کبھی باہر تشریف لایا کرتے تھے لیکن جب بارش شروع ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ خوش ہو جایا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم (ہوسکتا ہے) یہ وہی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"جب انہوں نے بادل کو اپنی وادی کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا۔"

اعتراض: سورۃ الانفال (آیت ۳۳) میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ﴾: "اور اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ آپ ﷺ کے ان میں ہوتے ہوئے عذاب دیں۔" پھر نبی ﷺ بادل دیکھ کر پریشان کیوں ہوتے تھے؟

جواب: نفی تباہ کن عذاب کی ہے یعنی ایسا عذاب جو پوری قوم کو تہس نہس کر دے: آپ ﷺ کی موجودگی میں نہیں آئے گا، مگر چھوٹا موٹا عذاب آسکتا ہے، اور عذاب بہر حال عذاب ہے، خواہ کتنا ہی معمولی ہو، وہ اللہ کے غصے کی وجہ سے ہوتا ہے، پس اس سے ڈرنا چاہئے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سورۃ الانفال کی آیت بعد میں نازل ہوئی اس سے پہلے گویا آپ پر یہ کیفیت ہوتی تھی لیکن یہ جواب کمزور ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ رہا ہے کبھی ختم نہیں ہوا۔

(۲) بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ تو آپ ﷺ کو یقین تھا کہ قوم عاد کی طرح ان پر عذاب نہیں آئے گا لیکن اس کے باوجود مقام قرب کی وجہ سے خوف کا یہ غلبہ رہتا تھا کہ کہیں میری امت پر بھی ایسا عذاب نہ آجائے مؤمن پر شفقت کی وجہ سے

ایسا فرماتے کہ اس پر عذاب نہ آجائے اور کافر پر اس امید سے کہ ممکن ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے کیونکہ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۳۔ جنات بھی نبی ﷺ کی امت ہیں

(۳۱۸۱) قَالَ قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ اَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ وَّلٰكِنْ قَدِ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّهُوَ بِمَكَّةَ فَقُلْنَا اغْتِيْلَ اَوِ اسْتُطِيْرَ مَا فُعِلَ بِهٖ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتّٰى اِذَا اَصْبَحْنَا اَوْ كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ اِذَا نَحْنُ بِهٖ يَجِيْئُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ فَذَكَرُوْا لَهُ الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ فَقَالَ اَتَانِيْ دَاعِي الْجِنِّ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ فَانْطَلَقَ فَاَرَانَا اٰثَارَهُمْ وَاٰثَارَ نِيْرَانِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَاَلُوْهُ الزَّادَ وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ فَقَالَ كُلُّ عَظْمٍ يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ اَيْدِيْكُمْ اَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا وَّكُلُّ بَعْرَةٍ اَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا زَادُ اِخْوَانِكُمُ الْجِنِّ.

ترجمہ: علقمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا (جنات) کی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی رات میں آپ میں سے کوئی ایک اتھ تھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا ہوا یہ کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہم نے نبی اکرم ﷺ کو غیر موجود پایا آپ ﷺ اس وقت مکہ میں تھے تو ہم یہ سمجھے کہ شاید کسی نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا ہے یا آپ ﷺ کو اغواء کر لیا گیا ہے وہ رات کاٹنی بہت مشکل تھی جب صبح ہوگئی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب صبح قریب تھی تو اسی دوران نبی اکرم ﷺ غار حرا سے تشریف لے آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

جنوں کا ایک نمائندہ میرے پاس آیا تھا تو میں ان لوگوں کے پاس چلا گیا تو میں نے ان کے سامنے قرأت کی۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے ہمیں ان جنات کے نشانات آگ کے نشانات دکھائے۔

شعبی نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں یہ بات بھی منقول ہے ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے زادرہ مانگا وہ جزیرہ کے رہنے والے جنات تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے گا وہ تمہارے ہاتھوں میں آجائے گی اور اس پر پہلے سے زیادہ گوشت لگا ہوگا اور ہر اونٹ کی مینگنی یا گوبر تمہارے جانوروں کے لیے چارے کی حیثیت رکھے گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم ان دو چیزوں کے ذریعے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہے۔

جنات سے چھ ملاقاتیں اور ان کی تفصیل:

(۱) پہلی ملاقات کا ذکر ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے جس میں آپ ﷺ اچانک غائب ہو گئے ساری رات آپ ﷺ ان کو تبلیغ کرتے رہے صبح آپ تشریف لائے اس موقع پر کوئی صحابیؓ آپ کے ساتھ نہیں تھا۔

(۲) دوسری ملاقات مکہ کے جبل حجون میں ہوئی۔

(۳) تیسری ملاقات اعلیٰ مکہ میں ہوئی آپ ان کے ساتھ پہاڑوں میں تشریف لے گئے۔

(۴) مدینہ منورہ میں بقیع الغرقد کے مقام پر۔

ان تین راتوں میں یعنی مکہ میں دو راتوں اور مدینہ میں ایک رات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

(۵) مدینہ سے باہر یہ ملاقات ہوئی جس میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

(۶) چھٹی ملاقات کسی سفر میں ہوئی اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن حارث موجود تھے۔ (الکوکب الدری ۱: ۲۲ کتاب لطہارت الوضوء بالنبیذ)

فائدہ: انسانوں کی طرح جنات بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں: جنات نبوت کے معاملات میں انسانوں کے تابع ہیں، جیسے عورتیں اس معاملہ میں مردوں کے تابع ہیں کیونکہ نبی و رسول ہمیشہ مرد ہی ہوئے ہیں، اسی طرح نبی و رسول ہمیشہ انسان ہوئے ہیں، اور عورتیں مردوں کے اور جنات انسانوں کے تابع رہے ہیں، مرد ہی عورتوں کو اور انسان ہی جنات کو دین پہنچاتے ہیں۔ البتہ حکومت میں جنات مستقل ہیں، ان کی اپنی حکومت علاحدہ ہے، اور عورتیں اس معاملہ میں بھی مردوں کے تابع ہیں، البتہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں حکومت کے معاملہ میں بھی جنات انسانوں کے تابع تھے۔ سورۃ الاحقاف (آیت ۲۹) میں جنات کے قرآن کریم سننے کا، اس متاثر ہونے کا، ایمان لانے کا، پھر لوٹ کر کر دعوت انجام دینے کا تذکرہ ہے۔

اختلاف: داؤد بن ابی ہند کے شاگرد اسماعیل بن علیہ کی اس روایت میں یہ ہے کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا یعنی مردار کی ہڈی گوشت سے بھری ہوئی ملے گی، اور داؤد کے دوسرے شاگرد عبدالاعلیٰ کی روایت مسلم شریف (حدیث ۴۵۰ کتاب الصلاۃ حدیث ۱۵۰) میں ہے: (لکم کل عظم ذکر اسم اللہ علیہ یقع فی ایدیکم اوفر مایکون لحما): یعنی مذبوحہ جانور کی ہڈی پر گوشت بھرا ہوا ملے گا، اس اختلاف میں بھی تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یا تو یہ کہا جائے کہ کل حفظ مالم یحفظ الآخر: ہر راوی نے آدھی بات یاد رکھی ہے، پس مذبوحہ اور مردار: دونوں کی ہڈیوں پر گوشت ملے گا۔

(۲) یا یہ کہا جائے کہ مسلم شریف کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، پس مذبوحہ کی ہڈی پر گوشت ملے گا۔

سوال (۱): جنات کا وجود انسان سے مقدم ہے، اور جنات مکلف مخلوق ہیں، پھر تخلیق آدم سے پہلے ان کو دین کیسے پہنچتا تھا؟

جواب: اس وقت جنات ہی میں سے رسول و نبی مبعوث ہوتے ہونگے، مگر جب اللہ کا خلیفہ انسان وجود میں آ گیا تو ان میں نبوت و رسالت کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا، اب وہ اس معاملہ میں انسانوں کے تابع ہیں۔

سوال (۲): جنات: انسانوں سے اب کس طرح علوم حاصل کرتے ہیں؟ کیا وہ ہماری درسگاہوں میں حاضر ہو کر علم حاصل کرتے ہیں؟

جواب: یہ بات ممکن ہے، مگر ضروری نہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح انسانوں میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا ہے، اسی طرح جنات میں بھی یہ سلسلہ جاری ہوا ہے، اب وہ اپنی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور کبھی ہماری درسگاہوں سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

———※———

سُورَۃِ مُحَمَّدٍ (ﷺ)

باب ۷۴۔سورۃ محمد ﷺ کی تفسیر

سورۃ محمد مدنیہ: سورۃ الحدید کے بعد ۹۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۷ نمبر پر ہے۔

سورۃ الاحقاف کے آخر میں اللہ پاک نے تہدیداً کفار کے لئے فرمایا ﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ﴾ "گویا کہ وہ اس دن دیکھ لیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا جارہا ہے" اور اس سورۃ میں تہدیداً کفار کے لئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ﴾

"وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ پاک کے راستے روکا اللہ پاک نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔"

ربط معنوی: سورۃ الاحقاف میں واضح کردیا گیا کہ مشرکین جن مزعومہ شفعاء کو پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے مالک نہیں نہ متصرف ومختار ہیں نہ ان کی دعاء پکار سنتے ہیں۔اب سورۃ محمد ﷺ میں فرمایا مرد بنو اور مسئلہ توحید کی خاطر جہاد کرو۔

خلاصہ: مسئلہ توحید کا مفصّل اور واضح بیان سورۃ احقاف میں ہو چکا ہے۔اب اگلی سورتوں میں زیادہ تر قیامت کا بیان ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل مقصود اصلی ہے اس لئے تھوڑا تھوڑا ذکر اس کا بھی آتا رہے گا اور جہاد کا ذکر بھی ہوگا۔اس لئے اگر سورۃ محمد ﷺ سے آخر تک قرآن پاک کا پانچواں حصہ قرار دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

سورۃ محمد، فتح، حجرات تینوں باہم مرتبط ہیں گویا تینوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے۔اگلی سورتوں میں بھی ایسا ہوگا کہ ایک مضمون متعدد سورتوں میں بیان کیا جائے گا۔سورۃ محمد ﷺ میں قتال کا حکم ہے کہ مرد بنو اور جہاد کرو اور سورۃ فتح میں فتوحات کا وعدہ ہے۔سورۃ حجرات میں نظم ونسق کے قواعد وضوابط اور اُصول وآداب مذکور ہیں یعنی اگر جہاد کروگے اللہ پاک فتوحات عطا کریں گے اور جب فتوحات ہو جائیں تو ان قواعد وضوابط کے مطابق نظم ونسق چلاؤ۔سورۃ محمد ﷺ کے مضمون کے اعتبار سے دو حصے ہیں۔پہلا حصہ از ابتدائے سورۃ تا آخر رکوع ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰكُمْ ؏﴾ اور دوسرا حصہ رکوع نمبر ۳ سے لے ﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...الآیہ﴾ آخر سورۃ تک ہے۔

پہلے حصے میں مؤمنین اور مشرکین کی صفات کا مقابلہ اور دونوں کی جزاء مذکور ہے۔نیز حکم جہاد وترغیب الی الجہاد کی علتیں اور وہ مقصد یعنی مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد فرض ہے۔اور دوسرے حصے میں منافقین پر زجریں ہوں گی جو نہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے اور نہ جہاد میں مال خرچ کرنا چاہتے تھے اور آخر میں احوال مشرکین کا بیان ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے جنت میں چار قسم کی نہروں پر ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ....الآیہ﴾

② سورۃ ممتاز ہے جہاد کے بعد مسئلہ توحید کے بیان پر ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (آیت ۱۹)

ا۔ نبی ﷺ کا بکثرت استغفار فرمانا

(۳۱۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ (وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "تم اپنے ذنب اور مومنین ومومنات کے ذنب کے لیے مغفرت طلب کرو۔" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک دن میں (یعنی روزانہ) اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

سورۃ محمد کی (آیت ۱۹) ہے۔سوال ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ آپ تو گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔

متعدد جواب دیئے ہیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر بسا اوقات ایک بوجھ سا ہو جاتا تھا جبکہ آپ اللہ کا ذکر براہ راست نہ کرتے کسی دینی مشغولیت کی وجہ سے تو اس پر آپ استغفار فرماتے۔

(۲) گو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے لیکن اللہ کا شکر اور بلند درجات کے حصول کے لیے آپ کثرت سے استغفار کرتے تھے۔

(۳) امت کو یہ درست دینا مقصود ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار کیا کریں۔ (فتح الباری ۱۱/۱۲۱)

جواب: استغفار کے مادے: "غ، ر" کے اصل معنی ہیں: چھپانا۔ پس استغفار کا اصل مفہوم ہے: رحمت میں ڈھانکنے کی دعا کرنا، اگر گناہ ہو تو اس کو معاف کر دے، ورنہ بدرجہ اولیٰ، کیونکہ گنہگار تو ممکن ہے رحمت میں نہ لیا جائے، مگر معصوم (بے گناہ) ضرور رحمت میں چھپا لیا جائے گا۔ غرض استغفار: عصمت کے منافی نہیں، بلکہ دونوں میں گہرا جوڑ ہے۔

۲۔ ایمان ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیتے

(۳۱۸۳) تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَ كُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ) قَالُوْا وَمَنْ يُّسْتَبْدَلُ بِنَا قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ هٰذَا وَقَوْمُهٗ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اور اگر تم منہ پھیر لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔"

تو لوگوں نے عرض کی ہماری جگہ اور کون سے لوگ آئیں گے؟ راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ اور اس کی قوم کے لوگ یہ اور اس کی قوم کے لوگ۔

(۳۱۸۴) قَالَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَمْ يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا قَالَ وَكَانَ سَلْمَانُ بِجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ هٰذَا وَاَصْحَابُهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ اگر ہم منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری جگہ انہیں لے آئے گا اور وہ ہماری مانند نہیں

ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں موجود تھے نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے زانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان اور اوج ثریا پر بھی ہو تو فارس کے کچھ لوگ اس تک پہنچ جائیں گے۔

سورۃ محمد ﷺ کی آخری آیت ہے: ﴿وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ﴾ اور اگر تم روگردانی کرو گے یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیگا، پھر وہ تم جیسے (بخیل) نہیں ہوں گے (بلکہ وہ دل کھول کر راہ خدا میں خرچ کریں گے)۔ اور سورۃ الجمعہ کے شروع میں امت کی دو قسمیں کی ہیں: جزیرۃ العرب کے باشندے اور ان کے علاوہ لوگ، پہلی قسم کی طرف نبی ﷺ کی بعثت بلا واسطہ ہوئی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے، مگر اس کی یہ سند ضعیف ہے، اس میں ایک مجہول راوی ہے، اور یہی حدیث دوسری سند سے اس طرح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے کہ اگر تم نے روگردانی کی تو ان کو ہماری جگہ لایا جائے گا پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور سلمان فارسی نبی ﷺ کے پہلو میں تھے، پس نبی ﷺ نے ان کی ران پر ہاتھ مارا، اور فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر لٹکا ہوا ہوتا تو بھی اس کو فارس کے کچھ لوگ حاصل کر لیتے۔

حدیث کی یہ دوسری سند بھی ضعیف ہے، اس میں عبد اللہ بن جعفر ہیں، جو علی بن المدینی کے والد ہیں، اور ضعیف ہیں، مگر اس کی ایک تیسری سند سورۃ الجمعہ میں آرہی ہے، اور اسی سند سے یہ حدیث بخاری شریف (حدیث ۴۸۹۷) میں ہے پس اس حدیث کا سورۃ محمد ﷺ کی آخری آیت سے تعلق نہیں، بلکہ سورۃ الجمعہ کی آیت ۳ ﴿وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ﴾ سے تعلق ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡفَتۡحِ

باب ۴۸۔ سورۃ الفتح کی تفسیر

سورۃ الفتح مکیہ: سورۃ الجمعہ کے بعد ۱۱۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۸ نمبر پر ہے۔

سورۃ محمد ﷺ میں فرمایا: ﴿اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ﴾ اور فرمایا ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَهُمۡ﴾ اس نصرۃ کا ثمرہ اور اللہ پاک کا مومنوں کا دوست ہونا وہ یہ ہے ﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا﴾۔

ربط معنوی: سورۃ محمد ﷺ میں اعلان جہاد کیا گیا ہے۔ اب سورۃ فتح میں، فتح کی خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ جب تم جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دیں گے۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورۃ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ: از ابتداء تا ﴿عَذَابًا اَلِیۡمًا﴾ آخر رکوع ۲۔ اس میں دو بشارتیں اور ان کی دو علتیں مذکور ہیں۔ اور ترغیب الی الجہاد اور زجر برائے منافقین۔ سورۃ محمد ﷺ سے بطور ترقی مسئلہ توحید کا بیان یعنی شرک کی نفی کرو۔ اور دوسرا حصہ ﴿لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ﴾ ابتداء رکوع ۳ تا آخر سورۃ اعادہ مضامین حصہ اول اور آخر میں ﴿لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ... الخ﴾ سے ایک شبہ کا ازالہ۔

ازالہ شبہ: لَقَدْ صَدَقَ یہ ایک شبہ کا جواب ہے، شبہ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور سر منڈائے اور بال کٹوائے آپ نے یہ خواب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ خواب آپ نے سفر عمرہ سے پہلے دیکھا تھا۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی سمجھا کہ آپ کا خواب اسی سال پورا ہوگا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ آپ ﷺ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام حدیبیہ سے واپس ہونا پڑا تو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سچا خواب دکھایا تھا اور وہ خواب لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اراہ الرؤیا الصادقہ (روح) تم نے یہ سمجھ لیا کہ خواب اسی سال پورا ہوگا حالانکہ اس کے لئے سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ یہ خواب آئندہ سال پورا ہوگا اور تم سب بلاخوف و ہراس، امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے اور مناسک عمرہ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کرو گے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے سر منڈاؤ گے اور بال کٹواؤ گے تحلیق کو تقصیر پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تحلیق، تقصیر سے افضل ہے۔ ﴿فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا﴾ خواب کی تعبیر کے ظہور کی تاخیر میں جو حکمت ہے وہ تمہیں معلوم نہیں، لیکن اللہ کو معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ خواب کا مصداق ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک فتح عطاء فرمانا چاہتا ہے۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو صلح حدیبیہ سے فوراً بعد ماہ صفر میں ہوئی تا کہ اس فتح سے مسلمانوں کے دل میں سکون پیدا ہو اور موعودہ فتح عظیم (فتح مکہ) کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

وھو فتح خیبر لتستروح الیہ قلوب المؤمنین الی ان یتیسر الفتح الموعود. (مدارک ج ۴ ص ۱۲۴)

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے بیعتِ رضوان پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کلمہ تقویٰ کو لازم کیا ﴿كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا﴾ (آیت ۲۶)

ا۔ صلح حدیبیہ فتح مبین ہوئی

(۳۱۸۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَكَلَّمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَسَكَتَ فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِيْ فَتَنَحَّيْتُ وَقُلْتُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا اَخْلَقَكَ بِاَنْ يَّنْزِلَ فِيْكَ قُرْاٰنٌ قَالَ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَّصْرُخُ بِيْ قَالَ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ مِنْهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا.

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ایک دفعہ ایک سفر میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے میں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات کی آپ ﷺ نے مجھے جواب نہ دیا میں نے دوبارہ بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے میں نے پھر بات کی تو آپ ﷺ پھر خاموش رہے میں نے اپنی سواری کو حرکت دی اور ایک طرف ہٹ گیا میں نے سوچا اے خطاب کے بیٹے تمہاری ماں تمہیں روئے تم نے نبی اکرم ﷺ کو تین دفعہ مخاطب کیا او ر آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا تمہارے بارے میں مناسب یہی ہے کہ (تمہارے بارے میں) قرآن نازل

ہو جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ہی میں نے کسی شخص کو بلند آواز میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے گزشتہ رات مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے کہ میرے نزدیک یہ ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے)۔ (وہ سورت یہ ہے) بے شک ہم نے تمہیں واضح فتح نصیب کی ہے۔

سورۃ فتح کا نزول:

جمہور صحابہ وتابعین اور مفسرین کے نزدیک سورۃ فتح سن چھ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اور حرم مکہ کے قریب مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا مگر قریش مکہ نے آپ کو عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا پھر وہ اس پر صلح کرنے کے لیے تیار ہو گئے کہ اس سال تو آپ واپس چلے جائیں اگلے سال اس عمرے کی قضا کرلیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح کی صلح سے ناراض تھے۔ صلح حدیبیہ کی دفعات مسلمانوں کی توقعات کے خلاف تھیں، ان دفعات سے مسلمانوں کے جذبات اس قدر مجروح ہوئے تھے کہ وہ غم سے نڈھال تھے، اور سب سے زیادہ غم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تھا، انھوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں،، انھوں نے پوچھا: ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم رسید نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! انھوں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کی رسوائی کیوں برداشت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے لڑکے! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا، وہ میری مدد کرے گا، اور مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا، انھوں نے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم اسی سال یہ کام کریں گے؟ انھوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم بہر حال بیت اللہ کے پاس پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، اور ان سے بھی یہی گفتگو کی، انھوں نے بھی ٹھیک وہی جواب دیا جو نبی ﷺ نے دیا تھا البتہ اتنا اضافہ کیا کہ اے آدمی تو آپ ﷺ کی رکاب تھامے رہ، یہاں تک کہ موت آجائے، کیونکہ بخدا! آپ ﷺ برحق نبی ہیں۔

صلح کی تکمیل کے بعد قربانیاں کر کے سب نے احرام کھول دیا، اور قافلہ مدینہ کی طرف لوٹا، راستہ میں سورۃ الفتح نازل ہوئی، اور اس میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا گیا، نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ سورت سنائی، بعد میں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی تقصیر کا احساس ہوا تو وہ سخت نادم ہوئے، خود کہتے ہیں: میں نے اس روز جو گستاخی کی تھی اور جو باتیں کہی تھیں، ان سے ڈر کر میں نے بہت سے اعمال کیے، برابر صدقہ وخیرات کرتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا، غلام آزاد کرتا رہا، یہاں تک کہ اب مجھے خیر کی امید ہے۔

۲۔ نبی ﷺ کی ہر کوتاہی معاف اور مؤمنین کے لئے جنت کی بشارت

(۳۱۸۶) قَالَ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا هَنِيئًا مَرِيئًا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ بَيَّنَ اللهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ (لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ) حَتّٰى بَلَغَ (فَوْزًا عَظِيْمًا).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ ذنب اور بعد والے ذنب کی مغفرت کردے۔"

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آرہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک زمین پر موجو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی تو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے یہ تو بیان کردیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخرت میں کیا سلوک ہوگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ (راوی بیا کرتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

"تاکہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنات میں داخل کرے جن میں نہریں بہتی ہیں۔ یہ آیت یہاں تک ہے عظیم کامیابی ہے۔"

صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں تین باتیں حاصل ہوئیں:

پہلی بات: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝﴾ تاکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کوتاہیاں جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو بعد میں ہوں گی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے احسانات کی تکمیل فرمادیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھے راستے پر استوار رکھیں، اور اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غلبہ دیں جس میں عزت ہی عزت ہو! (جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سے دبنا نہ پڑے) یعنی صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار باتیں حاصل ہوئیں:

(۱) اگلی پچھلی تمام کوتاہیوں سے درگزر فرمانے کا اعلان۔

(۲) احسانات خداوندی کی تکمیل یعنی شان نبوت کی سربلندی کی اطلاع کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا، قرآن کا اور دین اسلام کا شہرہ شروع ہوگا، اور اسلام کی اشاعت خوب ہوگی۔

(۳) ماضی کی طرح آئندہ بھی صراط مستقیم پر استوار رکھنے کی بشارت۔

(۴) باعزت غلبہ کی پیش خبری جو فتح مکہ کی صورت میں حاصل ہوئی۔

فائدہ: ان میں سے پہلی بات کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے میں یہ بات آچکی ہے کہ گناہوں کے چار درجے ہیں: معصیت (نافرمانی) سیئہ (برائی) خطیئہ (غلطی) اور ذنب (کوتاہی، عیب) ذنب: گناہوں کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، کوتاہی جو آدمی کو عیب دار کردے: ذنب کہلاتی ہے، اور یہ بات بھی لوگوں کے خیالات کے اعتبار سے ہے، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ صلح حدیبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوک ہوگئی ہے، یہ صلح ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ اعلان محض گمان کرنے والوں کے گمان کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔

۳۔ اللہ نے شرانگیزی کرنے والوں کی چال خاک میں ملادی

(۳۱۸۷) اَنَّ ثَمَانِيْنَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ فَاُخِذُوْا وَاَخَذَ افَاَعْتَقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

عَنْهُمْ) الْاٰیَةَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی افراد صبح کی نماز کے وقت تنعیم پہاڑ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر (حملہ کرنے کے لیے) اترے وہ یہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردیں ان سب کو پکڑ لیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کردیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

"اور وہی وہ ذات ہے جنہوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ: اس سفر میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ رات کے آخری حصے میں یعنی فجر کے وقت اسی (۸۰) کافر جبل تنعیم سے اتر کر آئے تا کہ وہ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے العیاذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیں آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سازش کا پتہ چل گیا چنانچہ ان تمام کو گرفتار کرلیا گیا۔

قریش مکہ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قدم قدم پر مسلمانوں کا ساتھ دے رہی ہے ان پر مسلمانوں کا رعب اور دہشت سی چھا گئی وہ خود ہی صلح پر آمادہ ہوئے اس کے لیے ان لوگوں نے اپنے تین نمائندے بھیجے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص ان میں سے پہلے دو حضرات بعد میں مسلمان ہوگئے سہیل بن عمرو نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تک جو خبر پہنچی ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کردیا گیا ہے یہ غلط خبر ہے ہم ان کو آپ کے پاس بھیجتے ہیں لہٰذا آپ ان اسی (۸۰) افراد کو آزاد کردیجئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام افراد کو آزاد کردیا اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ﴾ (آیت: ۲۴) کہ ہم نے تمہارے درمیان لڑائی کو ختم کردیا اور صلح کرادی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو، ادب کی بات، پر قائم رکھا

(۳۱۸۸) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى) قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

ترجمہ: طفیل بن ابی اپنے والد (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"اور اس نے تقویٰ کی بات پر انہیں قائم رکھا۔" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

کلمۃ التقویٰ سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں کلمۃ التقویٰ سے کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ مراد ہے اور بعض نے اس میں رسول اللہ کا اضافہ بھی کیا ہے اس کو کلمہ تقویٰ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ ہی تقویٰ اور شرک سے براءت کی بنیاد ہے اس کے پڑھنے سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ صلح حدیبیہ میں کئی موڑ ایسے آئے تھے کہ مسلمان بے قابو ہوجاتے، مگر ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ان کو تھام لیا، اور انہوں نے حرم وکعبہ کی حرمت کو پامال نہ ہونے دیا، سب سے پہلے مشرکین نے اصرار کیا کہ اس سال عمرہ کئے بغیر واپس جاؤ، یہ بات ناقابل برداشت تھی، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مان لیا، پھر جب معاہدہ لکھا جانے لگا تو انھوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر اعتراض کیا، پھر نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وصف رسول اللہ برداشت نہ کیا، یہ سب نادانی والی ضدیں تھیں، مگر آپ

ﷺ نے اور صحابہ نے وہ سب نازیبا مطالبے مان لئے اور صلح ہوگئی، اس کا تذکرہ سورۃ الفتح (آیت ۲۶) میں ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

باب ۴۹۔ سورۃ الحجرات کی تفسیر

سورۃ الحجرات مدنیہ: سورۃ المجادلہ کے بعد ۱۰۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۴۹ نمبر پر ہے۔

سورۃ الفتح میں اللہ پاک نے فرمایا ﴿وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ نبی کی موجودگی میں آواز کا بلند کرنا یہ توقیر کے منافی اور خلاف ہے لہٰذا اس سورۃ میں فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ... الآیة﴾

ربط معنوی: سورۃ الفتح میں اعلانِ فتح کے بعد سورۃ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ: حصہ اوّل میں آدابِ پیغمبر تنویر، مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔ حصہ دوم میں اعراب (دیہاتیوں) پر شکوئی اور بیانِ توحید بر سبیل ترقی سورۃ محمد میں فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سورۃ فتح میں فرمایا: ﴿وَتُسَبِّحُوْهُ﴾ یعنی وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے اور کوئی نہیں سورۃ حجرات کے آخر میں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

قوانین معاشرت: سات قوانین معاشرت مذکور ہیں جن میں سے پہلے دو حضور نبی کریم ﷺ کے آداب کے متعلق اور پانچ عام ہیں۔

① ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ... الآیة﴾ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو مخالفت نہ کرو۔

② ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا... تا... اَجْرٌ عَظِيْمٌ ③﴾ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں گفتگو کے دوران تمہاری آواز پست ہونی چاہیے نبی کی آواز سے۔ اور آپ ﷺ کی مجلس مبارک میں آہستہ آواز سے گفتگو کرو۔

③ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ﴾ کسی خبر پر پہلے تحقیق کرو پھر اقدام۔ تاکہ بعد میں تمہیں ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

﴿وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ... تا... وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧﴾ یہ قانونِ اول سے متعلق ہے یعنی تم پر آپ ﷺ کی اطاعت فرض ہے نہ کہ ان پر تمہاری۔ چونکہ تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کرنا اور فسق و فجور سے کفر و عصیان سے تمہیں دور کرنا مقصود ہے اس لئے تم پر پیغمبر ﷺ کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔

④ ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا... تا... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑩﴾ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان لڑائی ہوجائے تو صلح کراؤ۔ اگر کوئی ایک صلح پر آمادہ نہیں ہوتا تو اس سے قتال کرو تاکہ وہ حکمِ الٰہی کے سامنے جھک جائے۔

⑤ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ... الآیة﴾ آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ اس کے عیوب پر طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو۔

⑥ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا... تا... اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ کسی کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔ دوسروں کو عیب جوئی نہ کرو۔ اور کسی کی پس پشت بدگوئی (غیبت) نہ کرو۔

⑦ ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ... الآية﴾ شرفِ نفس پر فخر نہ کرو، عظمت شان کا مدار نسب نہیں بلکہ ایمان وتقویٰ پر۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ اللہ اور پیغمبر ﷺ کے حکم سے آگے مت جایئے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ... الآية﴾

② سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ ایک دوسرے کو بُرے نام سے مت پکارو ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾

ا۔ نبی ﷺ کی آواز سے آواز بلند کرنے کی ممانعت

(۳۱۸۹) اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمِلْهُ عَلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعْمِلْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا خِلَافِيْ فَقَالَ مَا اَرَدْتُّ خِلَافَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَ فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا تَكَلَّمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسْمِعْ كَلَامَهٗ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ قَالَ وَمَا ذَكَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَدَّهٗ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اقرع بن حابس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سفارش کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اسے اس کی قوم کا گورنر مقرر کردیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اسے گورنر مقرر نہ کریں ان دونوں حضرات نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپس میں بحث شروع کی یہاں تک کہ ان کی آواز اونچی ہوگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا مقصد صرف میری مخالفت کرنا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا راوی بیان کرتے ہیں اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی بات کرتے تھے تو ان کی بات سنائی نہیں دیتی تھی جب تک اسے غور سے سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

راوی بیان کرتے ہیں اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے جدامجد یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا (کہ ان کا طرز عمل کیا تھا؟)

سورۃ الحجرات کی (آیت ۲) ہے: "اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو" اور ان کے سامنے اس طرح زور سے مت بولو جس طرح تم آپس میں زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو!

شانِ نزول: اس آیت کے شان نزول میں روایت آئی ہے۔

حدیث کا حال: ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت ٹھیک نہیں، مؤمل (بروزن محمد) کا حافظہ خراب تھا، بخاری شریف (حدیث ۴۳۶۷) میں

یہ حدیث اس طرح ہے: بنو تمیم کا ایک قافلہ نبی ﷺ کے پاس آیا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد کو امیر بنائیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ اور بخاری شریف (حدیث ۷۳۰۲) میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حال نزول آیت کے بعد یہ ہوگیا تھا کہ وہ بہت چپکے سے بات کرتے تھے: اذا حدث النبی ﷺ بحدیث: حدثه کاخی السرار. اس سے یہ ادب معلوم ہوا کہ کہ اپنے استاذ شیخ بزرگ اور والدین کے سامنے ادب سے بات کی جائے اور پست آواز سے بولا جائے بلند آواز سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ نبی ﷺ کو گھر کے باہر سے پکارنے کی ممانعت

(۳۱۹۰) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِيْ قَوْلِهٖ (اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ حَمْدِيْ زَيْنٌ وَّاِنَّ ذَمِّيْ شَيْنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاكَ اللّٰهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جو تمہیں حجرے کے باہر سے بلاتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ میری تعریف خوبی اور میری مذمت رسوائی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تو اللہ کی شان ہے۔

سورۃ الحجرات (آیات ۴، ۵) میں ہے: جو لوگ آپ ﷺ کو کمروں کے باہر سے پکارتے ہیں: ان میں سے بیشتر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ ان آیتوں کے شانِ نزول یہ روایت آئی ہے۔

سن ۹ ہجری میں قبیلہ بنو تمیم کے اس (۸۰) افراد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ لوگ دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرے میں آرام فرمارہے تھے یہ دیہاتی لوگ تھے جو معاشرت اور رہن سہن کے آداب سے ناواقف تھے انہوں نے بے وقت ان حجروں کے باہر ہی سے پکارنا شروع کردیا اور کہنے لگے اخرج الینا یا محمد ﷺ۔ اے محمد! آپ ہمارے پاس باہر آجایئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ... الاٰیة﴾ اس میں انہیں یہ حکم دیا گیا کہ اس طرح بے وقت غیر مہذب طریقے سے نہ بلایا کریں بلکہ انتظار میں بیٹھ جایا کریں جب نبی اپنی ترتیب سے تمہارے پاس آجائے تو اس وقت ان سے بات کیا کریں۔

اعتراض: نبی ﷺ آج دنیا میں تشریف فرما نہیں، پھر یہ احکام قرآن میں کیوں باقی ہیں؟

جواب: نبی ﷺ کے ورثاء (علماء و مشائخ) موجود ہیں، یہ آداب ان کے ساتھ بھی برتے جائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کسی صحابی سے حدیث لینے کے لئے جاتے تھے تو دروازے پر بیٹھ جاتے تھے، دستک نہیں دیتے تھے، جب وہ صحابی خود باہر تشریف لاتے تب دریافت کرتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو عبیدۃ کا بھی یہی حال تھا، فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی عالم کے دروازے پر پہنچ کر دستک نہیں دی، بلکہ انتظار کرتا تھا، جب وہ نکلتے تو ملاقات کرتا۔ (روح المعانی)

۳۔ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو

(۳۱۹۱) كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُوْنَ لَهُ الْاِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعٰى بِبَعْضِهَا فَعَسٰى اَنْ يَّكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ.

ترجمہ: حضرت ابوجبیر بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم میں سے بعض لوگوں کے دونام ہوتے تھے بعض کے تین نام ہوتے تھے بعض اوقات ان میں سے کسی ایک نام کے ذریعے بلایا جاتا تو وہ آدمی اس نام کو ناپسند کرتا تھا راوی بیان کرتے ہیں تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ بلاؤ"

سورۂ حجرات کے شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق وآداب کا بیان ہے، پھر عام مسلمانوں کے حقوق وآداب معاشرت کا بیان شروع ہوا ہے۔آیات (۹،۱۰) میں مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی اصلاح کا بیان ہے، پھر آیات (۱۱،۱۲) میں اشخاص وافراد کے باہمی حقوق وآدابِ معاشرت کا بیان ہے، آیت (۱۱) میں تین باتوں کی ممانعت فرمائی ہے: ① کسی مسلمان کے ساتھ تمسخر واستہزاء کرنا جائز نہیں۔ ② کسی پر طعنہ زنی کرنا ممنوع ہے۔ ③ کسی کو ایسے لقب سے ذکر کرنا جس سے اس کی توہین ہو یا وہ اس کو بُرا مانے: جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص ایسے نام یا لقب سے مشہور جائے جو ہے تو برا لیکن وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا ہے اور اس سے اس کی تحقیر بھی پیش نہ ہو تو اسے ذکر کرنا بالاتفاق جائز ہے جیسے بعض محدثین کے نام کے ساتھ اعرج احدب مشہور ہے یا حدیث میں ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کے نام سے بلایا ہے۔

فائدہ: سنت یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے القاب سے یاد کیا جائے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص صحابہ کو کچھ القاب دیئے ہیں، جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اور عتیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کے القاب سے نوازا ہے۔

۴۔قرآن وحدیث کی پیروی اپنی رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے

(۳۱۹۲) قَالَ قَرَأَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ (وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ) قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَخِيَارُ اَئِمَّتِكُمْ لَوْ اَطَاعَهُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُوْا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ.

ترجمہ: ابونضرہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

"تم لوگ یہ بات جان لو تمہارے درمیان اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات ماننے لگ جائے تو تم مشکل کا شکار ہو جاؤ گے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تمہارے نبی ہیں جن کی طرف وحی کی گئی ہے۔

"تمہارے بہترین پیشوا (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اگر وہ نبی علیہ السلام بہت سے معاملات میں ان کی بات ماننے لگ جائیں تو وہ

لوگ مشکل کا شکار ہو جائیں تو تمہارے عالم کیا ہوگا۔؟"

واقعہ:

ایک واقعہ پیش آیا کہ نبی ﷺ نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو المصطلق میں زکاتیں وصول کرنے کے لئے بھیجا، قبیلہ کے لوگوں کو چونکہ معلوم تھا کہ فلاں تاریخ میں رسول اللہ ﷺ کا عامل آئے گا، اس لئے وہ بستی سے باہر استقبال کے لئے نکلے، ولید نے سمجھا کہ پرانی دشمنی کی وجہ سے یہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے ہیں، وہ واپس لوٹ آئے اور نبی کو اطلاع دی کہ ان لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور میرے قتل کے درپے ہو گئے آپ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اور ہدایت فرمائی کہ خوب تحقیق کے بعد اقدام کرنا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی تو سب بابوگس نکلی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے واپس آکر نبی ﷺ کو سارا واقعہ بتایا، پس سورۂ حجرات کی آیت (۶) نازل ہوئی، یہ حکم اب بھی باقی ہے، البتہ اب قرآن و حدیث رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں، اب قرآن و حدیث کی پیروی ضروری ہے، اپنی صوابداد پر عمل کرنے سے یہ بات بہتر ہے۔

۵۔ نسب وخاندان پر اترانے کی ممانعت

(۳۱۹۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِاٰبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللهِ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَخَلَقَ اللهُ اٰدَمَ مِنْ تُرَابٍ قَالَ اللهُ (يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلت کا فخر اور اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے اب لوگ دو طرح کے ہیں ایک وہ جو نیک پرہیز گار ہوں اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوں اور وہ جو گناہ گار بدبخت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے حیثیت ہوں تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اے لوگو بے شک ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مونث سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور قبائل بنائے ہیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو بے شک اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔"

(۳۱۹۴) اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں حسب (مال کے حوالے سے ہے) اور عزت (تقویٰ کے حوالے سے ہے۔)

سورۂ حجرات میں آداب معاشرت کی تعلیم کے بعد (آیت ۱۳) میں انسانی مساوات کی ایک جامع تعلیم ہے۔

اللہ کے ہاں فضیلت کا معیار:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ حسب سے دنیا کا مال ودولت اور جاہ ومنصب مراد ہے یہ چیز دنیا داروں کی نظر میں بڑی اہمیت اور وقعت کی حامل ہوتی ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں سب سے زیادہ فضیلت اور اکرام والا وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیز گار اور گناہوں سے بچنے والا ہو۔

سُوْرَةُ قٓ

باب ۵۰۔ سورۂ قاف کی تفسیر

سورۃ قٓ سورۃ المرسلات کے بعد ۳۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۰ نمبر پر ہے۔

سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ اور اس سورۃ میں فرمایا ﴿بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ﴾ حاصل ربط یہ ہے کہ مؤمن ایمان لائے اور کافروں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ڈرانے والا آیا۔

ربط معنوی: سورۃ محمد، فتح اور حجرات ایک حصہ تھا جس میں مسئلہ جہاد کا ذکر تھا اب سورۃ قٓ، الذاریات اور الطور ایک ایک حصہ ہے جس میں حشر ونشر اور جزا وسزاء کا ذکر ہوگا۔ دوسرے حصے کا پہلے حصے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حصے کا مضمون یہ تھا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی اور الٰہ بنا رکھے ہیں۔ اب دوسرے حصے میں یہ مذکور ہوگا کہ شرک کرنے کے علاوہ وہ قیامت اور جزا وسزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مشرکین توحید کا بھی انکار کرتے تھے اور قیامت کا بھی دعویٰ سورۃ یعنی حشر ونشر پر دو عقلی دلیلیں پہلی مفصل اور دوسری مختصر۔ ابتداء میں کفار کے لئے زجر اور آخر میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلیہ اور درمیان میں دعویٰ توحید کا ذکر علیٰ سبیل الترقی بنسبت سُوَرِ سابقہ، منکرین دعویٰ ﴿كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ﴾ کے لئے تخویف دنیوی واُخروی اور ماننے والوں کے لئے بشارت اور ذکر واقعات اشارۃً۔

دلیل عقلی اوّل بر حشر ونشر تفصیلی: ﴿اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ... تا... وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا﴾ یہ حشر ونشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے یہ منکرین قیامت اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آسمانوں کو کس طرح محفوظ ومحکم بنایا، زمین کو پیدا کر کے اس پر پہاڑ رکھدیئے اور اس میں تروتازہ پھل پیدا کئے، ہم آسمان سے مینہ برسا کر باغات اور غلے پیدا کرتے ہیں اور بارش سے مردہ زمین کو زندگی اور تازگی عطاء فرماتے ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ﴾ یہ سورۃ کا دعویٰ ہے۔ یعنی جس طرح ہم مذکورہ بالا کاموں پر قدرت رکھتے ہیں اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جس طرح ہم نے مینہ برسا کر مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈال دی اور اس سے طرح طرح کی سبزیاں اور درخت اُگائے، اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے زمین سے نکال لیں گے۔

دلیل عقلی دوم بر حشر ونشر مختصر: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ... الآیہ﴾ یہ ثبوتِ قیامت پر دوسری اور مختصر دلیل ہے ہم نے اس ساری کائنات کو صرف اندازہ چھ دنوں میں پیدا کر لیا اور ہم تھکتے نہیں تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کون سا مشکل کام ہے جو ہم سے نہ ہو سکے گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اللہ پاک کا جہنم کو یہ کہنے پر ﴿هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ ''اے جہنم! کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی یا اللہ کوئی اور ہے جہنمی؟''

② سورۃ ممتاز ہے اُن دو فرشتوں پر جو دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ (آیت ۱۷)

جہنم کی بے پناہ وسعت کا بیان

(۳۱۹۵) اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ (هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ) حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جہنم مسلسل یہی کہتی رہے گی کیا اور لوگ ہیں؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تو وہ یہ کہے گی بس بس تیری عزت کی قسم (اتنا ہی کافی ہے) پھر اس کا ایک حصہ دوسرے کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔

سورۃ قاف کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے: کیا تو بھر گئی؟ اور وہ جواب دے گی: کیا کچھ اور ہے؟ یعنی میں ابھی نہیں بھری!

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

باب ۵۱۔ سورۃ الذّٰریات کی تفسیر

سورۃ الذاریات مکیہ: سورۃ الاحقاف کے بعد ۶۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۱ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں قیامت کا تذکرہ ہے۔

ربط معنوی: سورہ قٓ میں مذکور ہوا کہ قیامت اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنا اور حشر ونشر برحق ہے اب سورۃ الذاریات میں بطور ترقی مذکور ہوا کہ صرف حشر ونشر ہی نہیں بلکہ جزاء وسزا بھی ہوگی ﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ﴾

ابتداء میں جزاء وسزا پر ایک شاہد اور حشر ونشر کا ایک نمونہ، اثبات دعویٰ کے لئے دو عقلی دلیلیں۔ دونوں دلیلوں کے درمیان تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور دفع عذاب کے لئے اُمور ثلاثہ کا بیان۔

اثبات دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل:

﴿وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ... تا ... اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ﴾

زمین اور تمہاری جانوں میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور آسمان سے رزق اُترتا ہے یعنی بارش برستی ہے زمین سے رزق نکلتا ہے۔

آگے آخری آیت میں فرمایا: زمین وآسمان کے رب کی قسم حشر ونشر اسی طرح حق ہے جس طرح تم بول رہے ہوتے ہو تمہیں یقین ہوتا کہ ہم بول رہے ہیں اسی طرح حشر ونشر بھی یقینی ہے۔

اثبات دعویٰ پر دوسری عقلی دلیل:

﴿وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ ... تا ... ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ آسمان وزمین کو بنایا ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا۔ جواللہ پاک ان چیزوں پر قادر ہیں وہ حشر ونشر بھی برپا کر سکتے ہیں۔

تخویف دنیوی کے پانچ نمونے:

① حضرت ابراہیم کے قصہ میں ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾ ... تا ... ﴿وَ تَرَكْنَا فِيْهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ﴾

② حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ﴿وَ فِيْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ ... تا ... ﴿وَ هُوَ مُلِيْمٌ﴾

③ قوم عاد کے بارے میں ﴿وَ فِيْ عَادٍ﴾ ... تا ... ﴿كَالرَّمِيْمِ﴾

④ قوم ثمود کے بارے میں ﴿وَ فِيْ ثَمُوْدَ﴾ ... تا ... ﴿وَ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ﴾

⑤ قوم نوح کے بارے میں ﴿وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾

اُمورِ ثلاثہ برائے دفعِ عذاب:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ﴾ ... تا ... ﴿وَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾

① شرک نہ کرو۔ ② احسان کرو۔ ③ ظلم نہ کرو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ﴾ پر یعنی طاقتور بچھڑے پر۔ (آیت ۲۶)

② سورۃ ممتاز ہے ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ جن وانس کو اللہ نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

قوم عاد پر انگوٹھی کے حلقہ کے بقدر ہوا چھوڑ دی گئی تھی

(۳۱۹۶) قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ عِنْدَهٗ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ اِنَّ عَادًا لَمَّا اُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلٰى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيْدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اٰتِكَ لِمَرِيْضٍ فَاُدَاوِيَهٗ وَلَا لِاَسِيْرٍ فَاُفَادِيَهٗ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهٗ وَاسْقِ مَعَهٗ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّتِيْ سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهٗ سَحَابَاتٌ فَقِيْلَ لَهُ اخْتَرْ اِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِيْلَ لَهٗ خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا لَا تَذَرُ مِنْ عَادٍ اَحَدًا وَّذُكِرَ اَنَّهٗ لَمْ يُرْسَلْ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيْحِ اِلَّا قَدْرُ هٰذِهِ الْحَلْقَةِ يَعْنِيْ حَلْقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَاَ (اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: ابووائل ربیعہ قبیلے کے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ صاحب بیان کرتے ہیں میں مدینہ منورہ آ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کے سامنے عاد قبیلے کے ایک قاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا میں اللہ سے

اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد قبیلے کے قاصد کی مانند ہو جاؤں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا عاد قبیلے کے قاصد کا کیا معاملہ ہے؟ تو میں نے کہا آپ ﷺ نے ایسے شخص سے پوچھا ہے جو اس بات سے واقف ہے عاد قبیلے میں جب قحط پڑ گیا تو انہوں نے عیل نامی آدمی کو بھیجا اس نے بکر بن معاویہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو بکر نے اسے شراب پلائی اور دو کنیزوں کا گانا سنایا پھر وہ وہاں سے نکلا اور مہرہ کے پہاڑوں کی طرف چل دیا اس نے یہ کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوا کہ کسی بیمار کی دوا دارو کروں یا قیدی کا فدیہ ادا کروں تو اپنے بندوں کو جو چاہے پلا اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی پلا ان مناجات کے ذریعے اس نے بکر بن معاویہ کا شراب پلانے کا شکریہ ادا کیا۔ تو اس کے سامنے کئی بدلیاں آئیں اس سے کہا گیا تم اس میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو تو اس نے ان میں سے (زیادہ) سیاہ والی بدلی کو اختیار کیا اس سے کہا گیا تم جلی ہوئی راکھ لے لو جو عاد قبیلے کے کسی فرد کو نہیں چھوڑے گی۔

انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ان لوگوں پر اتنی ہوا چھوڑی گئی تھی جو اس حلقے کے برابر تھی ان کی مراد انگوٹھی کا حلقہ تھی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"جب ہم نے ان پر تیز چلنے والی ہوا کو بھیجا جس نے کسی بھی چیز کو نہیں چھوڑا وہ جس چیز پر سے گزرتی تھی اسے بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) تباہ برباد کر دیتی تھی۔"

جب ہود علیہ السلام کی قوم نے کفر کے سوا ہر چیز کو ماننے سے انکار کر دیا، تو حق تعالیٰ نے تین سال تک مسلسل بارش کو روک دیا، جب جان پر بن آئی تو انھوں نے ستر آدمیوں کا ایک وفد حرم مکہ کو روانہ کیا، تاکہ وہاں جا کر پانی کے لئے دعا کریں، اس وقت کعبہ شریف کی عمارت نہیں تھی، وہ نوح علیہ السلام کے طوفان میں ڈھ پڑی تھی، مگر اس کی جگہ معلوم تھیم اور عاد نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک ہونے والی پہلی قوم ہے، اور اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی سخت آفت آتی تو حرم شریف میں جا کر اللہ تعالیٰ سے کشائش کی دعا کیا کرتے تھے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

باب ۵۲۔ سورۃ الطور کی تفسیر

سورۃ الطورِ مکیہ: سورۃ الۤمۤ سجدہ کے بعد ۸۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۲ نمبر ہے۔

دونوں احوالِ قیامت ہے۔

ربط معنوی: سورۃ الذاریات میں فرمایا تھا ﴿اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ﴾ یعنی جزاء وسزا ضرور ہوگی۔ اب سورۃ الطور میں بطور ترقی فرمایا: ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ... مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ﴾ منکرین پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا عذاب واقع ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور جزاء وسزا کو کوئی روک نہ سکے گا اور نہ کوئی اس سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکے گا۔

خلاصہ: دعویٰ سورۃ پر دو عقلی اور دو نقلی دلیلیں (ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ایک کتب سابقہ سے) اور ایک دلیل وحی۔ درمیان اور آخر میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی۔ باقی تخویف وبشارت اور زجرات۔

دلائل نقلیہ:

نقلی دلیل اوّل: ﴿وَالطُّوْرِ ۝﴾ یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی کوہِ طور گواہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔

نقلی دلیل دوم: ﴿وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝﴾ یہ دلیل نقلی کتب سابقہ سے ہے یعنی کتب سابقہ بھی شاہد ہیں کہ جزاء وسزا واقع ہوگی اور اُسے روکنے والا نہیں۔

دلیل وحی: ﴿وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝﴾ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے بیت معمور جہاں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی تھی وہ بھی گواہ ہے وہاں آپ پر یہی حکم نازل ہوا تھا۔

عقلی دلیل اول: ﴿وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝﴾ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ آسمان بلند کے احاطہ سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔

عقلی دلیل دوم: ﴿وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝﴾ سمندر نے تمہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے حیطۂ قدرت سے باہر نہیں جاسکتے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے بیت معمور پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے پندرہ بار لفظ ام پر۔

ادبار النجوم اور ادبار السجود کی تفسیر

(۳۱۹۷) قَالَ اِدْبَارُ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاَدْبَارُ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (سورۃ طور میں استعمال ہونے والے الفاظ)۔

ستاروں کے بعد سے مراد (فجر) کی دو سنتیں ہیں سجود کے رخصت ہونے سے مراد مغرب کے بعد والی سنتیں ہیں۔

سورۃ قٓ کی (آیت ۴۰) ہے ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝﴾ اور سورۃ الطور کی آیت ۴۹ ہے: ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝﴾ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ ﴿اِدْبَارَ النُّجُوْمِ﴾ فجر کی نماز سے پہلے کی دو سنتیں ہیں، اور ﴿اَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾ مغرب کے بعد کی دو سنتیں مگر یہ حدیث ضعیف ہے، رشدین بن کریب ضعیف راوی ہے، اور مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سجود سے فرض نمازیں مراد ہیں، یعنی نمازوں کے بعد مرفوع حدیث میں جو تسبیحات آئی ہیں وہ پڑھی جائیں۔ اور ادبار النجوم سے فجر کی سنتیں، فجر کے فرض اور ان کے بعد کی تسبیحات مراد ہیں۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ

باب ۵۳۔ سورۃ النجم کی تفسیر

سورۃ النجم مکیہ: سورۃ الاخلاص کے بعد ۲۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝﴾ یعنی پیغمبر ﷺ کے پیغمبر کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ شاعر ہیں اور گردش زمانہ کے منتظر ہیں کہ ایک دن انہوں نے دنیا سے جانا ہے۔ اور ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ﴾ یہ قرآن گھڑی ہوئی کتاب ہے۔ اللہ پاک نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۝﴾ آپ ﷺ راہِ راست پر ہیں اور الزاماً یہ فرمایا۔ کیا تم نے لات، عزّیٰ، منات کو معبود بنا رکھا ہے۔

ربط معنوی: سورۃ طور میں مذکور ہوا کہ جزاء وسزا برحق ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی سے عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔ اب سورۃ النجم

میں فرمایا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھ سکے نہ لات ومنواۃ اورعزّیٰ اور نہ فرشتے اور نہ یہ پکار کے لائق ہیں۔

خلاصہ: یہ سورۃ پہلی سورتوں پر متفرع ہے اور اس کا مقصود بالذات مضمون شفاعت قہریہ کی نفی ہے تمہید مع ترغیب۔ دعویٰ اُولیٰ لات، منات، عزّیٰ کومت پکارو۔ دعویٰ ثانیہ: فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو۔ اعادہ ہر دودعویٰ بطریق لف نشر مرتب۔ آخر میں تسلی زجر اور دلیل نقلی از انبیاء آخر میں دعویٰ سورت کا اعادہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے سدرۃ المنتہیٰ پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے نبی ﷺ کا شب معراج کے تفصیلی حال پر۔

ا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق چار فوائد

(۳۱۹۸) لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى قَالَ انْتَهٰى اِلَيْهَا مَا يَعْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْ فَوْقٍ قَالَ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهُ فُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَّاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِاُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتُ مَالَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ (اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى) قَالَ السِّدْرَةُ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْيَانُ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَشَارَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ فَاَرْعَدَهَا وَقَالَ غَيْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ اِلَيْهَا يَنْتَهِيْ عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے (راوی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں زمین کی جانب سے چڑھنے والی چیزیں اس مقام تک ہی پہنچتی ہیں اور اس مقام سے زمین کی جانب چیزیں منتقل کی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ ﷺ کی امت کے (افراد کے) تمام کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی شخص کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ جب سدرۃ کو اس چیز نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپا۔ انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے سدرۃ چھٹے آسمان میں ہے۔

صفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس کو ڈھانپنے والی چیز سونے کے پروانے تھے پھر انہوں نے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا وہ اس طرح اڑ رہے تھے۔

مالک بن مغول نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے وہاں تک جا کر مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے اس سے اوپر کیا ہے؟ مخلوق کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔

ا۔ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ:

سدرۃ کے معنی ہیں: بیری کا درخت، اور المنتہیٰ کے معنی ہیں: باڈر، سرحد۔ ساتویں آسمان سے آگے ایک مقام ہے، اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے یعنی باڈر کی بیری، کی حدیث میں اس کی دو وجہ تسمیہ آئی ہیں: (ا) جو چیزیں زمین سے چڑھتی ہیں، اور جو چیزیں

آسمان سے اُترتی ہیں: وہ اس سرحد پر رک جاتی ہیں، اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ (۲) مخلوقات کا علم اس بیری کے درخت تک پہنچ کر رک جاتا ہے یعنی مخلوقات ان چیزوں کو نہیں جانتیں جو اس سے اوپر ہیں، اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

۲۔ سدرۃ کہاں ہے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کی روایت میں یہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے، اور مسلم شریف (حدیث ۱۶۲ کتاب الایمان حدیث ۲۵۹) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے، اور یہی جمہور کا قول ہے، اور اس سرحد کا نام منتہیٰ بھی اس کا قرینہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان سے اوپر ہے۔

۳۔ سدرۃ پر کیا چیزیں چھارہی ہیں؟

سورۃ النجم (آیت ۱۶) میں ہے: ﴿اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝﴾ جب اس سدرۃ کو لپٹ رہی تھیں وہ چیزیں جو لپٹ رہی تھیں وہ چیزیں جو لپٹ رہی تھیں۔ اس اجمال کی شرح میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سدرۃ پر سونے کے پتنگے (پروانے چھا رہے ہیں، پھر سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اور اس کو ہلایا اور کہا کہ اس طرح پتنگے چھارہے ہیں، یعنی سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے پروانوں کی حرکت اور ان کا اضطراب سمجھایا۔

۴۔ سدرۃ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں:

(۱) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ (۲) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ البقرۃ کی آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک) عطا فرمائی گئیں، یعنی یہ آیتیں وہاں نازل ہوئیں۔ (۳) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت شرک سے بچی رہی تو اس کے تمام کبائر دیر سویر معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۔ معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم رویت باری سے مشرف ہوئے یا نہیں؟

(۳۱۹۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى جِبْرِيْلَ وَلَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ۔

ترجمہ: شیبانی بیان کرتے ہیں میں نے زر بن حبیش سے اس بارے میں دریافت کیا۔

تو وہ کمان کے دو کناروں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت حضرت جبرائیل کو دیکھا جن کے ۶۰۰ پر تھے۔

(۳۲۰۰) لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْهَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِيْ قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ (لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) فَقَالَتْ اَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ) فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰی جِبْرِیْلَ لَمْ یَرَهٗ فِیْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَیْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَمَرَّةً فِیْ جِیَادٍ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ.

ترجمہ: امام شعبی بیان کرتے ہیں میدان عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ملاقات کعب احبار سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا اور پھر بلند آواز میں تکبیر کہی یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بنو ہاشم ہیں تو حضرت کعب احبار نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار عطا کیا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دو مرتبہ دیدار کیا۔

مسروق بیان کرتے ہیں بعد میں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کہی ہے جس کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں میں نے ان سے کہا ذرا ٹھہریں جلدی نہ کریں پھر میں نے یہ آیت تلاوت کی۔

"تو اس نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔"

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے؟ اس سے مراد (حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا ہے) تمہیں کس نے کہا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) کوئی ایسی چیز چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں تبلیغ کرنے کا حکم دیا تھا یا یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم بھی تھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل کرتا ہے۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) وہ شخص بہت بڑا بہتان لگائے گا جو ان باتوں کا قائل ہوگا البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ایک مرتبہ جیاد کے مقام پر جب ان کے ۶۰۰ پر تھے اور انہوں نے افق کو بھر دیا تھا۔

(۳۲۰۱) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰهُ یَقُوْلُ (لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ) قَالَ وَیْحَكَ ذَاكَ تَجَلّٰی بِنُوْرِهِ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَالَ اُرِیَهٗ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پرورگار کا دیار کیا ہے میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے۔

بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی لیکن وہ بصارت کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا ستیاناس ہو یہ اس وقت ہے جب وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی کرے جو اس کا نور ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے انہوں نے یہ فرمایا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے پروردگار کا دیدار کیا تھا۔

(۳۲۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی) (فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی) (فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اور جب اس نے اسے دوسری مرتبہ اترتے ہوئے دیکھا تھا سدرۃ المنتہی کے قریب۔ اور اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کرنی تھی۔ اور وہ کمان کے دو کناروں کی طرح ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے۔

(۳۲۰۳) قَالَ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى) قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ.

ترجمہ: عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"ان کے دل نے اس چیز کو جھٹلایا نہیں جو انہوں نے دیکھا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں کے ذریعے کیا تھا۔

(۳۲۰۴) قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ لَوْ اَدْرَكْتُ النَّبِيَّ ﷺ لَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ عَمَّا كُنْتَ تَسْاَلُهٗ قُلْتُ اَسْاَلُهٗ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَ قَدْ سَاَلْتُهٗ فَقَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ.

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال کرتا انہوں نے دریافت کیا تم کیا سوال کرتے؟ تو میں نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا؟ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا۔ "وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔"

(۳۲۰۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى) قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) اس نے جو دیکھا اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک ریشمی جوڑے میں دیکھا انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیا ہوا تھا۔

شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم رویت باری سے مشرف ہوئے یا نہیں؟ یہ مسئلہ صحابہ کے زمانہ سے اختلافی چلا آ رہا ہے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رویت کا انکار کرتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رویت کے قائل تھے، پھر تابعین میں سے حضرت حسن بصری اور حضرت عروہؒ کی بھی یہی رائے تھی۔

۳۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جس نے چھوٹے گناہ نہ کئے ہوں

(۳۲۰۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنْ

تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَيُّ عَبْدٍ لَكَ لَا اَلَمَّا.

ترجمہ: عطاء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائی سے بھی البتہ صغیرہ گناہوں (کا معاملہ مختلف ہے)۔"

راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! اگر تو نے مغفرت کرنی ہے تو سب گناہوں کی مغفرت کر دے تیرا کون سا بندہ ایسا ہے جو گناہ نہیں کرتا۔"

تشریح: سورۃ النجم کی (آیت ۳۲) ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ﴾ نیکوکار بندے وہ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر گناہ کی آلودگی مستثنیٰ ہے۔ یہ استثناء منقطع ہے، لمم کبائر میں شامل نہیں، لمم کی تفسیر۔(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ لمم سے صغیرہ گناہ مراد ہیں یہ خود ہی نیکی سے معاف ہوتے رہتے ہیں جبکہ انسان کبریہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہو۔

(۲) "لمم" سے وہ گناہ مراد ہے جو انسان سے اتفاقی طور کبھی سرزد ہو گیا ہو اور پھر اس سے تہ دل سے توبہ کر لی ہو اور توبہ کے بعد پھر دوبارہ گناہ نہ کیا ہو لہٰذا اس قول کے مطابق اگر کسی نیک آدمی سے کبھی اتفاقی گناہ کبیرہ سرزد ہو گیا اور اس نے سچی توبہ کر لی تو یہ شخص بھی صالحین اور متقین کی فہرست سے خارج نہیں ہوگا؟

سُوْرَةُ الْقَمَرِ

باب ۵۴۔ سورۃ القمر کی تفسیر

سورۃ القمر مکیہ: سورۃ الطارق کے بعد ۳۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۴ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں قیامت کا ذکر کیا ﴿اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ﴾ اس سورۃ میں ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ... الآیه﴾۔

ربط معنوی: سورۃ النجم میں یہ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور کسی کو اس کی بارگاہ میں شفیع غالب نہ سمجھو اور سورۃ القمر میں اس کی علت اور دلیل ذکر کی گئی ہے یعنی اس لئے کہ کارساز اور ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ سورۃ قمر کا یہ دعویٰ سورۃ کے آخر میں ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ میں مذکور ہے۔

نوٹ: سورۃ قمر سے لے کر سورۃ حدید تک سورۃ کا دعویٰ اس کے آخر میں مذکور ہے۔

خلاصہ: ابتداء اور آخر میں شکویٰ، تسلی، زجر، تخویف اُخروی، بشارتِ اُخرویہ اور درمیان میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور اس کے بعد التفات بسوئے اہلِ مکہ (اہل مکہ کی طرف توجہ) بغرض تنبیہ اور آخر میں دعویٰ سورت۔

تخویف دنیوی کے پانچ نمونے:

① قومِ نوح سے ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ ... تا ... وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾

② قومِ عاد سے ﴿كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ ... تا ... فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾

③ قوم ثمود سے ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ... تا ... فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾

④ قوم لوط سے ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ... تا ... فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾

5 آل فرعون سے ﴿وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ... تا ... عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ﴾

امتیازات ازمخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے چار مرتبہ ان الفاظ سے کہ قرآن کو آسان بنادیا ہے ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ﴾

② سورۃ ممتاز ہے انشقاق قمر پر یعنی چاند کے پھٹنے پر آیت ا۔

ا۔ معجزۂ شق القمر کا بیان

(۳۲۰۷) بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فَلْقَتَيْنِ فَلْقَةٌ مِّنْ وَرَاءِ الْجَبَلِ وَفَلْقَةٌ دُوْنَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اشْهَدُوْا يَعْنِيْ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم لوگ منیٰ میں موجود تھے چاند دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے کی طرف ہوگیا اور ایک ٹکڑا اس کے آگے کی طرف ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم گواہ ہوجاؤ۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اسی حدیث کا ذکر (اس آیت میں ہے)۔

"قیامت قریب آگئی ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔"

(۳۲۰۸) سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ اٰيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَنَزَلَتْ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) يَقُوْلُ ذَاهِبٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے کسی معجزے کا مطالبہ کیا تو مکہ میں دو مرتبہ چاند دو ٹکڑے ہوا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو چکا ہے۔ یہ آیت یہاں تک ہے جاری رہنے والا جادو۔ راوی بیان کرتے ہیں آیت میں استعمال ہونے والے لفظ مستمر سے مراد جانے والا ہے۔

(۳۲۰۹) اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ اشْهَدُوْا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تم گواہ ہوجاؤ۔

(۳۲۱۰) اِنْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اشْهَدُوْا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ گواہ ہوجاؤ۔"

(۳۲۱۱) قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَعَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوْا سَحَرَنَا

مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَمَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ.

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند شق ہوگیا یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک پہاڑ کے اس طرف تھا اور دوسرا پہاڑ کے اس طرف تھا تو لوگوں نے کہا حضرت محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو ان میں سے کسی نے یہ کہا اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو یہ سارے لوگوں پر جادو کرنے کی طاقت تو نہیں رکھتے۔

تشریح: سورۃ القمر کی (آیات ۱۔۳) ہیں: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۞ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۞﴾ ان آیات میں معجزہ شق القمر کا بیان ہے اور اس کی تفصیل پہلے ابواب الفتن (۱۸ ما جاء فی القمر) میں آچکی ہے۔

اعتراض: اگر شق القمر معجزہ تھا، اور قوم کی طلب پر یہ معجزہ دکھایا گیا تھا تو جب قوم ایمان نہ لائی تو ان کو سنت اللہ کے مطابق ہلاک کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: یہ مطالبہ قومی حیثیت سے نہیں تھا، بلکہ چند افراد کا مطالبہ تھا جیسے حضرت رکانہ نے کشتی کا مطالبہ کیا، اور آپ ﷺ نے کشتی ماری، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے، مگر نہ ان کو ہلاک کیا گیا، نہ مکہ والوں کو، اس لئے کہ یہ معجزہ کا شخصی مطالبہ تھا۔

تقدیر کا تذکرہ قرآن میں

(۳۲۱۲) قَالَ جَآءَ مُشْرِكُوْ قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ (يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قریش کے مشرکین تقدیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بحث کرنے کے لیے آئے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"جس دن انہیں آگ میں ان کے چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا اور یہ کہا جائے گا جہنم کا ذائقہ چکھ لو بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے۔"

یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۱۸۸) ابواب القدر کے آخر میں گزر چکی ہے،

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

باب ۵۵۔سورۃ الرحمٰن کی تفسیر

سورۃ الرحمٰن مدنیہ سورۃ الرعد کے بعد ۹۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۵۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں بہت سے مقام پر امم ماضیہ ہالکہ بتکذیب الرسل کا تذکرہ تھا ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا... كَذَّبَتْ عَادٌ﴾ وغیرہ

تنبیہاً اس سورۃ میں اللہ پاک جن وانس کو مخاطب ہیں کئی مرتبہ ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ اگر تم نے جھٹلایا تو تمہارا بھی امم ماضیہ

ہالکہ والا حال ہوگا۔

ربط معنوی: سورۃ قمر میں مذکور ہوا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اب سورۃ الرحمٰن میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ جب کارساز وہی ہے تو برکت والا نام بھی اُسی کا ہے اور اسی کو برکات کا سرچشمہ سمجھو۔ سورۃ کا دعویٰ اس کے آخر میں ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ میں مذکور ہے۔

خلاصہ: ابتداء میں دعویٰ پر نو عقلی دلیلیں ایک خاص انداز سے علی سبیل التفصیل ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع میں منکرین دعویٰ کے لئے تخویف دنیوی واُخروی اور آخری رکوع میں ماننے والوں کے لئے بشارت اُخرویہ مذکور ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتیں یاد دلا کر فرمایا کہ بتاؤ ان میں سے کونسی نعمت کا تم انکار کرو گے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اگر اس دعویٰ کو نہیں مانو گے تو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور اگر مان لو گے تو آخرت میں جنت کی نعمتیں عطاء ہوں گی۔

دلائل عقلیہ:

تفصیل: ﴿اَلرَّحْمٰنُ ... تا ... وَالرَّيْحَانُ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی رحمت اور اس کی نعمتوں کا بیان ہے ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ہر نعمت اس نے عطاء کی۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ یہ پہلی عقلی دلیل ہے: اس مہربان نے انسان کو قرآن سکھایا۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ... الخ﴾ یہ دوسری عقلی دلیل ہے: اور اس کو مافی الضمیر کے اظہار کی استدعاء عطاء فرمائی۔

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا﴾ یہ تیسری عقلی دلیل ہے: تمام علویات وسفلیات اس کے سامنے عاجز ودرماندہ ہیں۔ اس نے انسان کو عقل دی کہ ہر چیز کا مقام پہچان کر اس کے مناسب سلوک کرے۔ اس نے زمین کو اپنی مخلوق کے لئے بنایا تا کہ اس میں پھل، میوے، پھول اور غلے پیدا ہوں۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ... تا ... مِنْ نَّارٍ﴾ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے: جس نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا شان اور برکت والا اسی کا نام ہے۔

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے: مشرق ومغرب یعنی ساری کائنات کا مالک بھی وہی ہے۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ... تا ... وَالْمَرْجَانُ﴾ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے: اس نے میٹھے اور کڑوے پانی کے دو دریا ایک ساتھ بہا دیئے جو آپس میں ساتھ ساتھ ہونے کے باوجود ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے اور ان سے بڑے اور چھوٹے حجم کے موتی برآمد ہوتے ہیں۔

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ﴾ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے: اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے دریاؤں اور سمندروں میں پہاڑوں کی طرح اونچے جہاز امن وسلامتی سے رواں دواں ہیں۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا ... تا ... وَالْاِكْرَامِ﴾ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے: یہ ساری مخلوق فناء ہونے والی ہے۔ صرف ایک ذات ذی الجلال ہی باقی رہے گی۔

﴿يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... الخ﴾ یہ نویں عقلی دلیل ہے: زمین وآسمان کی ساری مخلوق اللہ کی محتاج اور اس کی سائل ہے اور ساری کائنات میں وہ خود ہی اپنی مرضی سے تصرف کرتا رہتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت اور واضح ہے کہ جس کی قدرت ورحمت کا یہ حال ہو برکات کا سرچشمہ اسی کی پاک ذات ہوسکتی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اکتیس (۳۱) بار اس آیت ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ پر۔

② سورۃ ممتاز ہے یاقوت اور مرجان کے بیان پر۔

جواب طلب آیات کا جواب

(۳۲۱۳) خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَاَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَاْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِّنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ (فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) قَالُوْا لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورت رحمٰن شروع سے لے کر آخر تک تلاوت کی تو وہ لوگ خاموش رہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جنات سے ملاقات کے دوران اسے جنوں کے سامنے تلاوت کیا تھا تو انہوں نے تمہارے مقابلے میں بہتر ردعمل دیا تھا میں جب کبھی ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کرتا تھا۔ "تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔" تو وہ جنات یہ کہتے اے ہمارے پروردگار تیری نعمتوں میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم جھٹلا سکیں ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہی مخصوص ہے۔

سورۃ الرحمٰن میں اکتیس مرتبہ یہ آیت آئی ہے: ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ یعنی اے جن وانس! (اوپر کی آیات میں تمہارے پروردگار کی جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں: ان میں سے تم کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اس کا جواب یہ ہے:

لا بشيء من نعمك ربنا نكذب، فلك الحمد!

"اے ہمارے رب! ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، ہم آپ کا شکر بجالاتے ہیں۔"

تشریح: قرآن کریم میں کچھ اایات جواب طلب ہیں: وہاں جواب دینا چاہئے، کیا یہ ادب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سوال کریں اور بندہ بت بنا رہے؟ سورۃ الرحمان میں مختلف نعمتوں کا تذکرہ ہے، اور ہر نعمت کے تذکرہ کے بعد دریافت کیا گیا ہے، اے جن وانس! تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کا انکار کرو گے؟ اس کا وہ جواب دیا جاسکتا ہے، ورایسی جواب طلب آیات کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ میں جمع کیا ہے۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

باب ۵۶۔ سورۃ الواقعہ کی تفسیر

سورۃ الواقعہ سورۃ طٰہٰ کے بعد ۴۶ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ القمر میں امم ماضیہ کی ہلاکت کا تذکرہ پڑھ لیا اور سورۃ الرحمٰن میں اللہ پاک جن وانس سے مخاطب ہیں ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ اس سورۃ میں متنبہ کیا کہ جو تکذیب سے بچے گا وہ مقربین میں سے ہوگا یا ﴿اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ﴾ میں سے ہوگا۔

ربط معنوی: سورۃ الرحمٰن میں فرمایا تھا۔ یعنی برکت والا نام اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اب سورۃ الواقعہ میں دوبار ارشاد فرمایا۔ یعنی اس صفت (برکت دینے) میں اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

مختصر خلاصہ: ابتداء میں تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر:

① ﴿اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ﴾ (دائیں ہاتھ والے نامہ اعمال کے اعتبار سے)

② ﴿اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ﴾ (بائیں ہاتھ والے نامہ اعمال کے اعتبار سے)

پھر ان جماعتوں کے احوال کا تفصیلی بیان بطریق لف نشر غیر مرتب اور آخر میں میں تینوں کے احوال کا اجمالی اعادہ۔ درمیان میں عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب اور اس کے بعد زجر۔ دوبار دعویٰ سورۃ کا ذکر ایک بار درمیان میں اور ایک بار آخر میں۔ رکوع ۲ میں چار دلائل عقلیہ۔

دعویٰ سورۃ دوبار: ① ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ سورۃ رکوع نمبر ۲ کے آخر میں

② ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ سورۃ کے آخر میں۔

یعنی برکت دینے میں اللہ پاک کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

دلائل عقلیہ للتوحید:

① ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ ... تا ... فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے میں ہی تم سب کا خالق ہوں پھر تم کیوں نہیں مانتے؟ یہ بتاؤ نطفہ بے جان سے خوبصورت انسان کس نے پیدا کیا؟ اور پھر موت کس کے قبضہ واختیار میں ہے؟ ہم تمہاری جگہ تمہاری مانند اور مخلوق پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں اور اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے بھی قدرت رکھتے ہیں۔

② ﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ... تا ... بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے یہ بتاؤ یہ لہلہاتے کھیت کون اُگاتا ہے؟ اگر ہم چاہیں تو کھیتوں کو ویران کر ڈالیں اور تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔

③ ﴿اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ... تا ... فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ﴾ یہ توحید کی تیسری دلیل ہے اچھا یہ بتاؤ یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے اُتارا ہے یا ہم نے؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنادیں، ہماری ان نعمتوں کا تم شکر کیوں نہیں بجالاتے اور ہماری دی ہوئی برکات کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟

④ ﴿اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ... تا ... وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ﴾ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے نیز یہ تو بتاؤ کہ یہ آگ جسے تم روشن کرتے ہو اس کا درخت کس نے پیدا کیا ہے آگ کو لکڑیوں کی باہم رگڑنے سے پیدا کرنا باعث عبرت ہے اور مسافروں کے لئے فائدے کی چیز ہے کہ جنگل میں بھی آگ حاصل کرسکتے ہیں۔

دعویٰ سورۃ: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ دلائل کے بعد دعویٰ سورۃ کا ذکر ہے اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کر اور برکت دینے میں اس کو ہر شریک سے پاک سمجھ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے قرآن کو پاک لوگوں کے چھونے سے ﴿لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (آیت ۷۹)
② سورۃ ممتاز ہے روح کے حق تک واپس نہ کرنے پر ﴿اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ﴾

ا۔ جنتیوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

۲۔ جنت میں لمبا سایہ

(۳۲۱۴) يَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّاقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا وَاقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ (وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ) وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہے کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں ہے اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال نہیں آ سکتا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا شاید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔"
"کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے؟ یہ اس چیز کا بدلہ ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔"
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے) جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکتا اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔" اور پھیلے ہوئے سائے ہیں۔"
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا) جنت میں تھوڑی سی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

"جس شخص کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیاوی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔"

سورۃ الواقعہ (آیت ۳۰) میں ﴿اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ﴾ کو ملنے والی نعمتوں کو ملنے والی نعمتوں کے تذکرہ میں ہے: ﴿وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴾ اور لمبا سایہ اور چلتا ہوا پانی (ملے گا)۔

۳۔ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ کی قیمت

(۳۲۱۵) قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَّا يَقْطَعُهَا وَاِنْ شِئْتُمْ فَاقْرَئُوْا (وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بے شک جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار شخص سو سال تک چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکے گا اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کر سکتے ہو۔

"اور پھیلے ہوئے سائے ہیں اور بہتے ہوئے پانی ہیں۔"

یہ حدیث اسی جلد میں سورۃ آل عمران کی تفسیر (حدیث ۳۰۴۷) میں آچکی ہے۔

۴۔ جنت میں اُونچے بستر

(۳۲۱۶) فِیْ قَوْلِهٖ (وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ) قَالَ ارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَمَسِيْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔) اور اونچے بچھونے (یعنی بیٹھنے کی جگہ یا تخت)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ اتنے بلند ہوں گے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ ۵۰۰ برس کی مسافت کے برابر ہے۔

تشریح: سورۃ الواقعہ (آیت ۳۴) میں ہے: یہ حدیث رشدین کی وجہ سے ضعیف ہے۔ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنت کے درجات میں جو اونچے یعنی بیش بہا بستر بچھے ہوئے ہوں گے: اس درجہ میں اور نیچے والے درجہ میں پانچ سوسالہ مسافت ہوگی، خود بستر پانچ سو سال کی مسافت کے بقدر اونچے نہیں ہوں گے، تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

جنت کی نعمتوں کا ذکر۔ مذکورہ احادیث میں جنت کی کچھ نعمتوں کا ذکر ہے ان میں سے پہلی دو احادیث کی تشریح ابواب صفة الجنة کے ما جاء فی صفة شجر الجنة میں گزر چکی ہے اور تیسری حدیث کی تشریح ما جاء فی صفة ثیاب اهل الجنة میں گزر چکی ہے۔

۵۔ انسان شکر گزار ہونے کے بجائے تکذیب کرتا ہے

(۳۲۱۷) (وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ) قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

"اور تم نے اپنا حصہ یہ مقرر کیا ہے کہ تم جھٹلاتے ہو۔"

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) یعنی تمہارے شکر کرنا یہ ہے کہ تم آگے سے یہ کہتے ہو ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی۔

سورۃ الواقعہ (آیت ۸۲) میں نعمت قرآن کے تذکرہ کے بعد ہے: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴾

۶۔ مؤمن عورتیں جنت میں جوان رعنا ہوں گی

(۳۲۱۸) فِیْ قَوْلِهٖ (اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً) قَالَ اِنَّ مِنَ الْمُنْشَاٰتِ اللَّائِیْ كُنَّ فِی الدُّنْيَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔
"ہم نے ان کی بہترین نشوونما کی ہے۔"
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان کی نشوونما بہترین اس حوالے سے ہے کہ وہ دنیا میں بوڑھی تھیں ان کی آنکھیں کمزور تھیں ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ سورۃ الواقعہ کی (آیت ۳۵) ہے:

۷۔ سورۃ الواقعہ بڑی پر تاثیر سورت ہے

(۳۲۱۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ شِبْتَ قَالَ شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سورہ ہود سورہ واقعہ سورہ مرسلات سورہ نباء اور سورہ تکویر نے میرے بالوں کو سفید کر دیا ہے۔

ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں صرف چودہ بال سفید تھے لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طبیعت میں ضعف کے آثار محسوس کئے تو عرض کیا کہ آپ تو بوڑھے ہو گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان پانچ سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے ان میں جہنم کی ہولناکیوں اور قیامت کے احوال کا ذکر ہے خاص طور پر سورۃ ہود میں گذشتہ امتوں کے واقعات اور ان پر سرکشی کیوجہ سے عذاب کے آنے کا ذکر ہے نیز اس میں ایک آیت ہے یعنی ﴿وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ...﴾ اس میں آپ کو اس استقامت پر رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

باب ۵۷۔ سورۃ الحدید کی تفسیر

سورۃ الحدید مدنیہ: سورۃ الزلزال کے بعد ۹۴ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ کے آخر میں ہے ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾۔ اس سورۃ میں ہے ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ﴾۔

ربط معنوی: سورۃ النجم میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حاجات میں پکار کے لائق ہے۔ اس کے بعد سورۃ القمر میں بیان کیا گیا کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے پھر سورۃ الرحمٰن میں بطور ترقی فرمایا گیا کہ جب خالق و مالک اور کارساز بھی وہی ہے۔ تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ پھر سورۃ الواقعہ میں کہا گیا کہ صرف اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھو اور اس صفت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اب سورۃ الحدید میں مذکور ہوگا کہ جب تم اس مسئلے کو سمجھ چکے ہو تو اب اس کی اشاعت کے لئے اپنا مال بھی خرچ کرو اور جہاد بھی کرو۔ سورۃ مجادلہ سے لے کر سورۃ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں، سورۃ الحدید اور (الصف) سورۃ الحدید کے دوسرے مضمون (ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ) پر بطور لف ونشر غیر مرتب

متفرع ہوں گی۔ اوراگلی چار سورتیں (الجمعہ، المنافقون، التغابن اور الطلاق) سورۃ الحدید کے پہلے مضمون (انفاق فی سبیل اللہ) پر متفرع ہیں۔اس کے بعد سورۃ التحریم میں سورۃ الحدید کے دونوں مضمونوں کا بطریق لف ونشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے۔پہلی چاروں سورتوں میں سے ہر دوسری سورت کو اور دوسری چاروں سورتوں میں سے ہر پہلی سورت کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تا کہ اصل مسئلہ یعنی نفی شرک ذہن میں رہے اور اس سے ذہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہو جائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لئے کیا جارہا ہے۔ پہلے مجموعے کی آخری سورۃ (الصف) اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ (الجمعہ) میں تسبیح کو جمع کر دیا گیا اس لئے سورۃ الجمعہ سے سورۃ الحدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتداء میں امتیاز ہو گیا۔

خلاصہ: تمہید، انفاق فی سبیل اللہ کا حکم، اس کے پانچ وجوہ۔ترغیب الی القتال، بشارت فتح، ترغیب انفاق بطریق خمسہ۔

ترغیب انفاق فی سبیل اللہ بطریق خمسہ:

① ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۞﴾ اللہ پاک نے نائب بنا کر ہی مال ہمیں دیا ہے لہٰذا اللہ پاک کا حکم ہے خرچ کرو۔

② ﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ... تا ... وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞﴾ زمین وآسمان کی میراث اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرو بدلہ ملے گا۔

③ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا ... تا ... ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞﴾ چلو مان لیا کہ تم نے کمایا یا تمہارے باپ دادا نے دیا چلو اللہ پاک کو قرضِ حسنہ تو دو دنیا میں ہی کئی گنا زیادہ کر کے دے گا۔

④ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ... تا ... اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۞﴾ دنیا کی حقارت بیان کر کے سمجھایا خرچ کرو۔

⑤ ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ ... تا ... وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۞﴾ اگر تم مال اس لئے خرچ نہیں کرتے کہ مصائب میں کام آئے گا تو یہ بھی خام خیالی ہے جو تکلیف آتی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھی ہے روزِ اول سے ہی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے وجوہ الخمسہ کے بیان پر انفاق فی سبیل اللہ کی۔

② سورۃ ممتاز ہے جنتوں کا آسمانوں اور زمین کے ساتھ تشبیہ دینے پر لفظ کاف تشبیہی سے ﴿وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾

آسمان وزمین وغیرہ کے کچھ احوال

رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَاَلْتُهُ فَقَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ.

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال کرتا انہوں نے دریافت کیا تم کیا سوال کرتے ؟ تو میں نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ؟ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا۔

"وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔"

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى) قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَاَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى....الآیہ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان و زمین کا احاطہ کرلیا تھا۔

(۳۲۲۰) حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَّاَصْحَابُهٗ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوْظٌ وَّمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرَضِيْنَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلًا بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ (هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اصحاب تشریف فرما تھے اسی دوران بادل آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں کی طرف بھیجتا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے ہیں اور اس کی عبادت نہیں کرتے پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے اوپر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بلند چھت ہے جس کے ذریعے حفاظت کی گئی ہے اور یہ موج کی طرح ہے جس کا کوئی ستون نہیں پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ؟لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت کا فاصلہ ہے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو اس پر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس پر دو آسمان ہیں جن دونوں کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے اسی طرح سات آسمان گنوائے اور یہ بات بیان کی کہ ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی

فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتا ہے (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا اس پر عرش ہے اور ساتویں آسمان (سے اتنا اوپر ہے) جتنا ساتواں آسمان زمین سے (دور ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ زمین ہے پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو اس سے نیچے کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے نیچے ایک اور زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ سات زمینیں گنوائیں جن میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم نیچے کی طرف کوئی رسی پھینکو تو وہ اللہ تعالیٰ پر ہی گرے گی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

"وہی اوّل ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔"

تشریح: لهبط على الله اس سے کیا مراد ہے؟ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی معلومات اس قدرت واختیار کا دائرہ اور اس کی حکومت وتسلط جس طرح آسمان کی بلندیوں اور وسعتوں کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح اس روئے زمین پر اور زمین کی آخری گہرائیوں تک اس کا علم اس کی قدرت اور اس کا حکم نافذ ہے تا کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس کی حکومت اور اس کا علم صرف آسمانوں تک ہی ہے لہٰذا آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ اللہ جل شانہ کی قدرت کے آگے آسمانوں کی بلندیاں اور زمینوں کی گہرائیاں اور پستیاں سب برابر ہیں اور غالباً اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا معراج ان کا مچھلی کے پیٹ میں پہنچنا تھا جس طرح آپ ﷺ کو آسمانوں کے اوپر معراج حاصل ہوا نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں قرآن مجید کی آیت پڑھی هو الاول والاخر مذکورہ تشریح علماء نے اس آیت کی روشنی میں ذکر کی ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وسیع قدرت وحکومت اس کا ہمیشہ سے ہونا ہمیشہ رہنا اس کا ظاہر اور باطن ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

باب ۵۸۔ سورۃ المجادلہ کی تفسیر

سورة المجادله مدنيه: سورۃ المنافقون کے بعد ۱۰۵ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ اللہ پاک تمہارے ساتھ ہیں جہاں بھی تم ہو۔ آگے مثال دی ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾

ربط معنوی: سورۃ المجادلہ، حشر، ممتحنہ اور صف یہ چاروں سورۃ حدید کے مضمون ثانی یعنی ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں۔ اور دوسری سورت کو مسئلہ توحید کے بیان سے شروع کیا گیا ہے تا کہ اصل مقصود پیش نظر رہے۔

خلاصہ: بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان، چوٹی کے منافقین پر زجریں، اصلاح منافقین کے لئے تین قوانین۔

اصلاح منافقین کے لئے تین قوانین:

① ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ ... تا... وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ یہ اصلاحِ منافقین کے لئے پہلا قانون ہے اور خطاب منافقین سے ہے۔ اور ایمان سے ایمان باللسان مراد ہے۔

اَیْ اٰمِنُوْا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَهُوَ خِطَابٌ لِّلْمُنَافِقِيْنَ۔ (مدارک)

یا مؤمنین کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کفار و منافقین کی طرح نہ ہوں۔

قال الله تعالیٰ مؤدبا عبادہ المؤمنین ان لایکونوا مثل الکفرۃ والمنافقین (ابن کثیر ج ۴/ص ۳۲۳)

کوئی ایسا پروگرام نہ بناؤ اور ایسا مشورہ نہ کرو جو سراسر گناہ ہو یا جس کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و تعدی کرنا یا پیغمبر ﷺ کے احکام کی مخالفت ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسے کاموں کے باہم مشورے کرو جو نیکی اور تقویٰ کے کام ہوں یعنی احکام شریعت کی تکمیل اور مخالفت شریعت سے اجتناب۔ اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو جس کی عدالت میں تم سب جمع کر کے پیش کئے جاؤ گے۔

﴿وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ﴾ باداء الفرائض والطاعات وما یتضمن خیر المؤمنین (والتقویٰ) ای الاحتراز من معصیۃ الرسول۔ (مظہری ج ۹ ص ۲۲۳)۔

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى﴾ الف لام عہد خارجی کے لئے ہے یعنی وہ مشورہ جو مؤمنوں کو ایذا دینے کے لئے کیا جائے یعنی ایسے مشوروں پر شیطان اُکساتا ہے، تاکہ اس سے مؤمنین کو دکھ پہنچے اور وہ آزردہ ہوں لیکن ایمان والوں کو نقصان پہنچانا شیطان کے بس کی بات نہیں، انہیں وہی ضرر پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے اور ایمان والوں کا بھروسہ اور اعتماد ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں ہوسکتا۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ ... الخ﴾ یہ اصلاحِ منافقین کے لئے دوسرا قانون ہے۔ منافقین رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آپ کے قریب آکر بیٹھ جاتے اور جگہ روک لیتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد پر بھی وہ ان لئے جگہ خالی نہ کرتے اور بدستور آپ ﷺ کے قریب بیٹھے رہتے اور بعض اوقات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑا رہنا پڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا جب مجلس میں جگہ کافی ہو اور تمہیں کھلے ہو کر بیٹھنے کا حکم دیا جائے کھلے ہو کر بیٹھ جایا کرو تم میں سے جو مخلص مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ اس تعمیل حکم پر ان کے درجات بلند فرمائے گا اور ان میں سے جو اہل علم ہیں ان کے درجات اور بھی بلند ہوں گے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں چونکہ منافقین بھی ہوتے تھے اور بعض دفعہ اُمور خاصہ کا اظہار ان کے سامنے مضر ہوتا تھا اس لئے فرمایا جب تم کو اُٹھ جانے کا حکم دیا جائے تو اُٹھ جایا کرو تاکہ منافقین بھی مجلس سے چلے جایا کریں اور آنحضرت ﷺ اکابر صحابہ کے ساتھ اُمور مہمہ پر تبادلہ خیالات فرمالیا کریں۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ﴾ یہ اصلاح منافقین کے لئے تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین جو بظاہر مسلمانوں ہی میں شمار ہوتے تھے۔ ریاکاری کے لئے آنحضرت ﷺ کو دوسرے لوگوں سے الگ لے جا کر آپ ﷺ کے ساتھ بلا مقصد طویل سرگوشیاں کرنے لگتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں اور حضور کے خاص آدمی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ بلندیٔ اخلاق

اور وسعت ظرف کی وجہ سے کسی کو رد نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا کہ جب پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے صدقہ دیا کرو اس حکم کے نزول کے بعد ریا کاروں اور منافقوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشیاں کرنا چھوڑ دیں۔

روی عن ابن عباس وقتادۃ ان قوما من المسلمین کثرت مناجاتھم للرسول فی غیر حاجة الا لتظھر منزلتھم وکان ﷺ سمحا لا یرد احدا فنزلت ھذہ الایة. (روح ج۲۸ ص۳۰)

مناجاتِ رسول ﷺ سے پہلے صدقہ دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور نفوس کی بھی پاکیزگی کا ذریعہ ہے ﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا﴾ لیکن جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو وہ صدقے دیئے بغیر ہی آپ ﷺ سے مشورہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے اُسے معاف فرمائے گا۔ اس سے بظاہر صدقہ دینے کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ قبل مشورہ صدقہ دینے کی رُخصت صرف ان کو ہی دی گئی ہے جن کے پاس مال نہ ہو (روح) یہ حکم صرف چند یوم یا صرف ایک ساعت جاری رہا اس کے بعد منسوخ ہوگیا۔

قیل کان ذٰلک عشر لیال ثم نسخ وقیل ما کان الا ساعة من نھار ثم نسخ (مدارک ج۴ ص۱۷۸)

اس دوران میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو اس آیت پر عمل کرنے کا موقع ملا۔ قبل اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس پر عمل کرے اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا (ابن کثیر، مدارک وغیرہما) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حکم صدقہ کے بعد منافقین، آنحضرت ﷺ کے ساتھ بے مقصد سرگوشیاں کرنے سے رک گئے تھے اس لئے مسلمانوں پر آسانی کے لئے اس حکم کو اُٹھالیا۔ کیونکہ اب منافقین، حسبِ سابق سرگوشیاں کرنے سے شرماتے تھے کہ حکم صدقہ کے دوران مشورے نہیں کرتے تھے، لہٰذا اب بھی نہ کریں۔ حضرت شیخ کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ یہ حکم استحبابی تھا اور اس کا استحباب اب بھی باقی ہے اگر باہمی مشورے سے قبل صدقہ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ .... کیا تمہیں ڈر ہے کہ مشورے سے پہلے صدقہ دینے سے تم محتاج ہو جاؤ گے؟ اچھا اگر تم اس حکم صدقہ پر عمل نہیں کر سکے اور اللہ نے بلاوجہ مشورہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ظہار کے کفارے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے عورت کی شکایت پر ﴿وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ اور غم کے اظہار پر۔

۱۔ آیاتِ ظہار کا شانِ نزول

(۳۲۲۱) كُنْتُ رَجُلًا قَدْ اُوْتِيْتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَالَمْ يُؤْتَ غَيْرِيْ فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنِ امْرَاَتِيْ حَتّٰى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِّنْ اَنْ اُصِيْبَ مِنْهَا فِيْ لَيْلَتِيْ فَاَتَتَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ يُّدْرِكَنِي النَّهَارُ وَاَنَا لَا اَقْدِرُ اَنْ اَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِيْ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ تَكَشَّفَ لِيْ مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلٰى قَوْمِيْ فَاَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِيْ فَقُلْتُ انْطَلِقُوْا مَعِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُخْبِرَهٗ بِاَمْرِيْ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ نَتَخَوَّفُ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْنَا قُرْاٰنٌ اَوْ يَقُوْلَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَةً يَبْقٰى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ فَاصْنَعْ مَابَدَالَكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ خَبَرِيْ فَقَالَ اَنْتَ بِذَاكَ فَقُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ

بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ وَهَا اَنَا ذَا فَاَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللهِ فَاِنِّيْ صَابِرٌ لِذٰلِكَ قَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِيْ بِيَدِيْ فَقُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ صُمْ شَهْرَيْنِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهَلْ اَصَابَنِيْ مَا اَصَابَنِيْ اِلَّا فِي الصِّيَامِ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهٖ وَحْشٰى مَالَنَا عَشَاءٌ قَالَ اذْهَبْ اِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِيْ زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ فَلْيَدْفَعْهَا اِلَيْكَ فَاَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهٖ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِيَالِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى قَوْمِيْ فَقُلْتُ وَجَدْتُّ عِنْدَكُمُ الضِّيْقَ وَسُوْءَ الرَّاْيِ وَوَجَدْتُّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ اَمَرَلِيْ بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوْهَا اِلَيَّ.

ترجمہ: حضرت سلمہ بن صخرہ انصاری بیان کرتے ہیں میں ایک ایسا شخص تھا جسے عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کی ایسی طاقت عطا کی گئی تھی جو کسی دوسرے شخص کو نہیں دی گئی تھی جب رمضان کا مہینہ آیا تو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ اظہار کرلیا تا کہ رمضان (کسی غلطی کے بغیر) گزر جائے ایسا نہ ہو کہ میں رات کے وقت صحبت کروں اور صبح صادق کا وقت ہوجائے اور میں اسے ختم نہ کرسکوں لیکن ہوا یہ کہ ایک رات وہ میری خدمت کررہی تھی اس کے جسم کے کسی حصے سے کپڑا ہٹا تو میں نے اس کے ساتھ صحبت شروع کردی میں یہ عمل کرتا رہا یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت ہوگیا صبح میں اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا تم میرے ساتھ آپ ﷺ کے پاس چلو تا کہ میں آپ کو اس عمل کے بارے میں بتاؤں تو ان لوگوں نے کہا نہیں۔

اللہ کی قسم ہمیں تو اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کا کوئی حصہ نازل نہ ہوجائے یا نبی اکرم ﷺ ہمارے لیے کوئی ایسی بات نہ فرمادیں جو ہمارے لیے بعد میں ندامت یا رسوائی کا باعث ہو تم خود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو مناسب سمجھو عرض کردو۔ راوی بیان کرتے ہیں میں وہاں سے نکل کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ایسا ہی کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح دریافت کیا تو میں نے عرض کی جی ہاں اب میں حاضر ہوں آپ اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر جاری کریں میں اسے برداشت کرلوں گا آپ ﷺ نے فرمایا تم ایک غلام آزاد کرو میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارتے ہوئے عرض کی اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں اپنی گردن کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر تم مسلسل دو ماہ روزے رکھو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ پہلی خرابی ہی روزوں کی وجہ سے آئی ہے کہ میں روزے میں اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکا)۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ میں نے عرض کی یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم گزشتہ رات خود بھوکے رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا جو شخص بنو زریق سے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہے اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو تم کو زکوۃ دیدے تم اسے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ جو باقی بچے وہ اپنے اوپر خرچ کرلو۔

راوی بیان کرتے ہیں میں اپنی قوم کے افراد کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میں نے تمہارے پاس تنگی پائی اور غلط تجویز پائی مجھے آپ ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم لوگ اپنی زکوۃ مجھے دے دو چنانچہ

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

سورۃ المجادلہ کے شروع میں ظہار کا حکم ہے، ان آیات کا شان نزول درج ذیل واقعہ ہے، یہ حدیث مختصر طور پر ظہار کے بیان میں گزر چکی ہے:

۲۔ یہودیوں کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے

(۳۲۲۳) اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَرَدُّوْهُ قَالَ قُلْتُ السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا عَلَيْكَ مَا قُلْتَ قَالَ (وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ).

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس آیا اور بولا۔ السام علیکم (تمہیں موت آئے) لوگوں نے اسے سلام کا جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے سمجھا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نے سلام کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے یہ کہا ہے اسے واپس میرے پاس لے کر آ و لوگ اسے واپس لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم نے السام علیکم کہا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کرے تو جواب میں (علیک ما قلت) کہہ دیا کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا تم نے جو کہا ہے وہ تم پر بھی نازل ہو (یعنی تمہیں بھی موت آئے) راوی بیان کرتے ہیں اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جب وہ تمہارے پاس آ کر تمہیں ان الفاظ کے ذریعے سلام کرتے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام نازل نہیں کیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے سلام کرنے کے لیے جن الفاظ کا حکم دیا ہے اس سے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں)۔

۳۔ سرگوشی سے پہلے خیرات کا حکم

(۳۲۲۴) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً) قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ مَا تَرٰى دِيْنَارًا قُلْتُ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ قَالَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ قُلْتُ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ قَالَ فَكَمْ قُلْتُ شَعِيْرَةٌ قَالَ اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ قَالَ فَنَزَلَتْ (ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَاتٍ) الْاٰيَةَ قَالَ فَبِيْ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سرگوشی کرو (یعنی کوئی مسئلہ دریافت کرو) تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ کر دیا کرو۔"

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا ایک دینار (صدقہ مقرر کرنے کے بارے میں) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی لوگ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا؟ پھر نصف دینار؟ میں نے عرض کی لوگ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے آپ ﷺ نے دریافت کیا پھر کتنا ہونا چاہیے؟ میں نے عرض کی کچھ جو ہونے چاہئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تو بہت کم کر دیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی تو کیا تم اس بات سے ڈر گئے ہو کہ تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تخفیفی حکم نازل کیا۔

تشریح: سورۃ المجادلہ (آیت ۱۲) میں ہے: اگر کوئی باحیثیت آدمی نبی ﷺ سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہے تو پہلے غریبوں کو کچھ خیرات دے، اور بے حیثیت لوگوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک خصوصیت: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کر سکے گا پہلے نہ کرنا تو ظاہر ہے اور بعد میں نہ کرنا اس لیے ہے کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا ہے یہ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور کسی صحابی کو حاصل نہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر سے صدقہ کا یہ حکم ختم کیا اس تخفیف کا باعث میں بنا۔

سورۃ المجادلہ (آیت ۸) میں ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی یہودی کسی مسلمان کو سلام کرے تو اس کے جواب میں علیک یا علیکم یا علیک ما قلت کہا جائے یہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

باب ۵۹۔ سورۃ الحشر کی تفسیر

سورۃ الحشر مدنیہ: سورۃ البینہ کے بعد ۱۰۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۵۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝﴾ آگے مثال دی ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ...الآیۃ﴾

ربط معنوی: سورۃ مجادلہ میں بدترین قسم کے منافقوں پر زجریں ہیں اب سورۃ حشر میں علی سبیل التنزیل ان سے کمتر درجہ کے منافقوں پر زجریں ہوں گی۔

خلاصہ: اعادۂ دعویٰ، تخویف دنیوی، تقسیم فی، زجرات منافقین، اعادہ دعویٰ توحید مع دلائل۔

دعویٰ توحید مع دلائل:

دعویٰ: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ﴾

دلیل ①: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝۲۲﴾

نیز دعویٰ: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ﴾

دلیل ②: ﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ... تا... سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳﴾

دلیل ③: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ... تا... وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اہل کتاب کا اپنے بنگلوں سے نکلنے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے دوقسم کے احکام پر ایک اوامر اور دوسرا نواہی ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ....﴾۔

ا۔ جنگی مصلحت سے باغات اجاڑنا جائز ہے

(۳۲۲۴) حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے باغات جلوادیئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت کٹوادیئے تھے یہ بویرہ کے مقام کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"تم نے کھجور کے جن درختوں کو کاٹ دیا یا جنہیں ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت تھا تا کہ وہ گناہ گاروں کو رسوا کردے۔"

(۳۲۲۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا) قَالَ اللِّيْنَةُ النَّخْلَةُ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ قَالَ اسْتَنْزَلُوْهُمْ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ وَاُمِرُوْا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَّتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْاَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَنَا فِيْمَا قَطَعْنَا مِنْ اَجْرٍ وَّهَلْ عَلَيْنَا فِيْمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا)..... الْاٰيَةَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔تم نے جن کھجور کے درختوں کا کاٹ دیا یا جن کو ان کی جگہ قائم رہنے دیا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہاں آیت میں استعمال ہونے والے لفظ لینہ سے مراد کھجور کا درخت ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) تا کہ وہ فاسق لوگوں کو رسوا کردے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان مسلمانوں نے ان یہودیوں کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان لوگوں کو کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم دیا گیا تو ان کے ذہن میں کھٹک پیدا ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا بعض درخت کاٹ دیئے ہیں اور بعض چھوڑ دیئے ہیں اس بارے میں ہم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں گے کہ جن درختوں کو ہم نے کاٹا ہے اس کے بارے میں اللہ سے کوئی اجر پائیں گے؟ یا جو درخت ہم نے چھوڑ دیئے اس کے بارے میں کوئی گناہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"تم نے کھجور کے جو درخت کاٹ دیئے یا جن کو ان کی بنیادوں پر کھڑا چھوڑ دیا ہے۔"

تشریح: ربیع الاول ۴ ہجری میں غزوۂ بنوالنضیر پیش آیا، اسلامی افواج نے محاصرہ کیا، وہ اپنے قلعوں اور گڑھیوں میں پناہ گزیں ہو گئے

اور قلعہ کی فصیل سے تیر اور پتھر برسانے لگے، چاروں طرف کھجوروں کے باغات تھے، جو ان کے لئے سپر کا کام دے رہے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے، اس سلسلہ میں دو رائیں ہوئیں: ایک یہ کہ ایسا کرنا جنگی مصلحت کا تقاضا ہے، دوسری: یہ کہ یہ اپنا نقصان کرنا ہے، کیونکہ کل یہ باغات ہمارے ہونگے، چنانچہ سورۃ الحشر کی (آیت ۵) نازل ہوئی، اور اس نے دونوں رایوں کو سراہا فرمایا: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنگی حکمت عملی کے تحت دشمن کی طاقت کو کچلنے اور ان پر رعب ڈالنے کے لیے اگر ان کے کچھ اموال ضائع کردیئے جائیں تو یہ درست ہے جبکہ اس کے بغیر ان پر فتح نہایت مشکل یا ناممکن معلوم ہو رہی ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ کارگر نہ ہو۔

فائدہ: یہ دوسری حدیث یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ سے سنی ہے، یہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے کہ ان کے استاذ نے ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

۲۔ حضرات انصار کا جذبہ ایثار

(۳۲۲۶) اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ بَاتَ بِهٖ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ اِلَّا قُوْتُهٗ وَقُوْتُ صِبْيَانِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَاَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ). —

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری کے ہاں ایک مہمان رات کے وقت ٹھہرا اس انصاری کے پاس صرف اپنے اور اپنے بچوں کے لیے خوراک تھی اس نے اپنی بیوی سے کہا تم بچوں کو سلا دو چراغ بجھا دو (اور جو کچھ بھی تمہارے پاس کھانے کے لیے ہے) اسے مہمان کے قریب کردو تو اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان کو فاقہ لاحق ہو جائے۔"

انصار مدینہ کے جذبہ ایثار کے واقعات احادیث میں بے شمار ہیں۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

باب ۶۰۔ سورہ ممتحنہ کی تفسیر

سورۃ الممتحنہ مدینہ: سورۃ الاحزاب کے بعد ۹۱ نمبر پر نازل ہوئی اور ترتیب کے لحاظ سے ۶۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝﴾ منافقین نے یہود سے منافقت کی۔ اس سورۃ میں فرمایا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ ... الآیۃ﴾ میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہیں بنایا۔

ربط معنوی: سورۃ المجادلہ اور حشر میں منافقین پر زجریں تھیں اب الممتحنہ میں علیٰ سبیل التنزیل اُن مؤمنین پر زجر ہوگا جن سے جہاد کے

بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ: مؤمنین کاملین پر زجر، قانون برائے مؤمنات مہاجرات، قانون برائے نبی کریم ﷺ دوبارہ بیعت زنان۔ زجر برائے مؤمنین۔

قانون اوّل برائے مؤمنین:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ... تا... وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ ﴾

"جولوگ ایسے دشمنان اسلام سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے وہ بہت بڑے ظالم ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔"

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ﴾ یہ مؤمنات، مہاجرات کے بارے میں قانون ہے۔ صلح حدیبیہ کے شرائط میں مردوں کے بارے میں مذکور تھا کہ اگر کوئی کافر مرد مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آجائے گا تو اس کو واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے یہاں چلا گیا تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا مگر عورتوں کے بارے میں اس صلحنامہ میں کوئی شرط مذکور نہیں تھی۔ اس لئے عورتوں کے بارے میں قانون بیان کیا گیا یعنی اگر مؤمنات مکہ سے ہجرت کر کے تمہارے پاس آجائیں تو ان کے ایمان کا امتحان کرلو، ان سے پوچھ لو کہ وہ مؤمنہ ہیں اگر وہ زبان سے ضروریاتِ دین کا اقرار کرلیں تو یہی کافی ہے کیونکہ ان کے دل کا ایمان تو اللہ کو معلوم ہے۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ وہ مؤمنہ ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجو۔ اس لئے کہ ان کا ان کے ساتھ نکاح حلال نہیں۔ ای لاحل بين المومنة والمشرك لوقوع الفرقة بينهما بخروجها مسلمة. (مدارک ج۴ ص۱۰۰)

﴿ وَاٰتُوْهُمْ ﴾ جن مشرکین کی بیویاں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آچکی ہیں انہوں نے مہر وغیرہ ان پر خرچ کیا تھا وہ ان کو واپس کر دو۔ اور اگر تم ان عورتوں سے نکاح کرنا چاہو تو ان کے مہر ادا کر کے تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ﴿ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ﴾ عصمت سے مراد نکاح ہے۔ والمراد بالعصمة ههنا النكاح (قرطبی ج۱۸/ص ۶۵)۔ جس طرح مؤمنہ عورتوں کو کافروں کے پاس واپس بھیجنا جائز نہیں اسی طرح تمہارے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ تم کافرہ عورتوں کے اپنے ساتھ نکاحوں کو باقی رکھو۔ بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کرلو اور ان کو مشرکین کے پاس واپس بھیج دو اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا تھا وہ ان سے طلب کرلو اور وہ تم سے اپنے اخراجات طلب کرلیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے مؤمنہ اور کافرہ عورتوں کے بارے میں نافذ کیا ہے جو سراپا علم وحکمت پر مبنی ہے۔

﴿ وَاِنْ فَاتَكُمْ ﴾ عاقبتم یہ العقبہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی باری کے ہیں یعنی جب تمہارے دینے کی باری آئے یا یہ عقاب سے ہے اور اس کے معنی ہیں تم کافروں کو سزا دو اور ان سے قتال کرو اور مال غنیمت ہاتھ آئے ای فجاءت عقبتكم اى نوبتكم من اداء المهر..... فاصبتم فى القتال بعقوبة حتى غنمتم. (روح ج۲۸ ص۷۹)۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری عورتوں کا مہر کافروں کے پاس ہی رہ جائے اور وہ ادا نہ کریں تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آئے تو تم کافروں کو نہ دو بلکہ اس مسلمان کو دے دو جس کا حق کافروں کے پاس رہ گیا ہے اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ جب کبھی مال غنیمت ہاتھ آئے تو اس میں سے ان مسلمانوں کا حق ادا کرو جن کا حق کافروں کے پاس باقی رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر تمہارا ایمان ہے اس سے ڈرو اور اس کے احکام وحدود کی خلاف ورزی نہ کرو۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ﴾ یہ عورتوں کی بیعت کا قانون ہے۔ نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ جب مؤمنہ عورتیں آپ سے بیعت کرنے

آئیں تو آپ شرائط ذیل کے مطابق ان کو بیعت فرمالیا کریں۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب عورتوں سے بیعت لی تو ان میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائے تو وہ ہر شرط پر تبصرہ کرتی جاتی تھیں۔ ابتداء میں آپ ﷺ نے اس کو نہ پہچانا لیکن دورانِ گفتگو قرائن سے آپ ﷺ نے اس کو پہچان لیا۔

پہلی شرط: ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی، فرشتہ، جن وغیرہ کو حاجت روا سمجھ کر مافوق الاسباب نہ پکاریں۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور اس کے سوا کسی کی نذر و منت نہ دیں۔ اس پر حضرت ہندہ بولی یارسول اللہ میرا خاوند ابوسفیان مجھے کھلا خرچ نہیں دیتا تو میں اس کی اجازت کے بغیر تھوڑا بہت اس کے مال سے لے لیتی ہوں تو کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟ اب رسول اللہ ﷺ نے اُسے پہچان لیا اور اس کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا تو ہندہ بنت عتبہ ہے؟ عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ اب ہمارے گذشتہ قصوروں سے درگذر فرمائیے۔ اسی ہندہ نے کفر کی حالت میں شیر خدا حضرت حمزہ کو شہید کرایا تھا۔ ہندہ اسی قصور کی طرف اشارہ فرما رہی تھی۔

تیسری شرط: ﴿وَلَا يَزْنِينَ﴾ زنا نہ کریں: اس پر ہندہ بولی بدکاری شریف عورتوں کا کام ہی نہیں یہ تو لونڈیوں اور کمینہ عورتوں کا کام ہے۔

چوتھی شرط: ﴿وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں جس طرح دورِ جاہلیت میں تنگدستی کی وجہ سے بچوں کو مار ڈالتے یا دامادی کے طعن سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے اس پر ہندہ بولی۔ اب ہم کس کو ماریں گی ہم نے تو بچوں کو پال پوس کر جوان کیا اور آپ ﷺ نے جنگ بدر میں ان کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

پانچویں شرط: ﴿وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ﴾ یہ کنایہ ہے آمنے سامنے سے یعنی آپس میں آمنے سامنے بیٹھ کر بہتان تراش کر کسی پر مت لگاؤ۔ ہندہ نے کہا بہتان باندھنا تو نہایت ہی بُرا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کی تعلیم فرماتا ہے۔

چھٹی شرط: ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ اور آپ جن معروف اور نیک کاموں کا حکم دیں اور جن بُرے کاموں سے آپ منع فرمائیں اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ ہندہ نے کہا خدا کی قسم جب ہم آپ کی مجلس میں آ کر بیٹھی ہیں تو اپنے دلوں سے یہ خیال نکال کر آئی ہیں کہ کسی بھی معاملے میں آپ کی نافرمانی کریں، بلکہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دل و جان سے تہیہ کر کے بیٹھی ہیں۔ (روح، مظہری وغیرہما)

﴿فَبَايِعْهُنَّ﴾ فرمایا جب وہ ان شرائط کو مان لیں تو آپ (ﷺ) ان کو بیعت فرمالیں اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مخلصین کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نبی کا عورتوں سے چھ شرائط کے ساتھ بیعت کرنے پر آیت ۱۲ ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے مہاجر عورتوں سے امتحان لینے پر اور مؤمن عورتوں کو دار الکفر میں واپس نہ کرنے پر آیت۔

۱۔ فتح مکہ کی تیاری اور اخفائے حال کی سعی

(۳۲۲۷) بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ فِيْهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَخَرَجْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِيْ الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ

فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا قَالَ فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنْ نَسَبٍ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ دَعْنِي يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ وَفِيْهِ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ) السُّوْرَةَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا اور فرمایا تم لوگ روانہ ہو جاؤ اور خاخ کے باغ تک پہنچو وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہوگا تم وہ اس سے لے کر میرے پاس آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے خاخ کے باغ تک پہنچے تو وہاں ہمیں ایک عورت مل گئی ہم نے اس سے کہا وہ خط ہمیں دے دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اسے کہا یا تو تم خط نکال کر دو گی یا پھر اپنے کپڑے اتارو گی (یعنی جامہ تلاشی دو گی) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس عورت نے اپنے بالوں کی چوٹی میں سے وہ خط نکال کر دیا۔

ہم وہ خط لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ خط حاطب بن ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان مشرکین مکہ کے نام تھا جس میں انہیں نبی اکرم ﷺ کے کسی راز کے بارے میں بتایا گیا تھا آپ ﷺ نے دریافت کیا اے حاطب یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی آپ ﷺ میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ رہا ہوں میں ان کا فرد نہیں ہوں آپ ﷺ کے ساتھ جتنے بھی مہاجرین ہیں ان کی رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل خانہ اور مکہ میں موجود ان کے اموال کی حفاظت کریں گے میں یہ چاہتا تھا کہ چونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو ان پر کوئی احسان کردوں جس کی وجہ سے وہ میرے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھیں میں نے یہ عمل کفر کی وجہ سے یا اپنے دین سے مرتد ہونے کی وجہ سے یا اسلام قبول کرنے کے بعد کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے نہیں کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے ٹھیک کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بدر میں شریک ہوا ہے تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا اب تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں اسی بارے میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی۔

"اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ"

تشریح: حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی: قریش نے اس کی دھجیاں اڑا دیں، انھوں نے بنوبکر کی بنوخزاعہ کے خلاف مدد کی۔ بنوخزاعہ نے جو آپ ﷺ کے حلیف تھے مدینہ پہنچ کر واقعہ کی اطلاع دی، آپ ﷺ نے قریش کو سبق سکھانے کا پکا ارادہ کر لیا، اس طرح فتح مکہ

کی تقریب نکل آئی، مگر حرم شریف کا احترام بھی پیش نظر تھا، چنانچہ کمال رازداری سے تیاری شروع کی، اور دعا فرمائی: الٰہی! جاسوسوں کو اندھا کر دے، اور خبروں کو قریش تک پہنچنے سے روک دے،، تاکہ لشکر ایک دم ان کے سر پر جا پہنچے، اور بڑی جنگ کی نوبت نہ آئے۔

سورۃ ممتحنہ کی ابتدائی آیات کا شان نزول: اس سورت کی ابتدائی آیتوں کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مکہ مکرمہ کے کافروں نے دو سال کے اندر اندر ہی توڑ دیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے قریش کے لوگوں پر واضح فرمایا تھا کہ اب وہ معاہدہ باقی نہیں رہا اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کے کفار پر ایک فیصلہ کن حملے کی تیاری شروع فرمادی تھی اور ساتھ ہی یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ قریش کے لوگوں کو اس تیاری کا علم نہ ہو۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ایک ایسے بزرگ تھے جو یمن کے باشندے تھے اور مکہ مکرمہ آ کر بس گئے تھے جن کے بارے میں انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں قریش کے لوگ ان پر ظلم نہ کریں جبکہ دوسرے مہاجر صحابہ جن کے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے انہیں تو کسی قدر اطمینان تھا کہ ان کا پورا قبیلہ وہاں موجود ہے جو کافروں کے ظلم سے ان کو تحفظ دے سکتا ہے لیکن حضرت حاطب کے اہل وعیال کو یہ تحفظ حاصل نہیں تھا۔

جب سارہ نامی عورت مکہ مکرمہ واپس جانے لگی تو حضرت حاطب کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں قریش کے لوگوں کو خفیہ طور پر ایک خط میں یہ اطلاع دے دوں کہ حضور ﷺ ان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو اس سے آنحضرت ﷺ کا تو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مکہ مکرمہ کی فتح کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن میری طرف سے قریش پر ایک احسان ہو جائے گا اور اس احسان کی وجہ سے وہ میرے اہل وعیال کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے چنانچہ انہوں نے ایک خط لکھ کر سارہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے قریش کے سرداروں تک پہنچا دے۔

جنگ کی تیاری جاری تھی کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھ کر اطلاع دی کہ نبی ﷺ تمہارا ارادہ کر رہے ہیں، اور تم ہرگز ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے، انھوں نے یہ خط ایک عورت کے ذریعہ روانہ کیا، نبی ﷺ کو وحی سے اس کی اطلاع ملی آپ ﷺ نے وہ خط پکڑوا لیا۔

اعتراض: بدریوں کے بارے میں جو بات اس حدیث میں ہے: وہ اللہ پاک نے کہاں فرمائی ہے؟ یعنی یہ مضمون کون سی آیت یا حدیث میں آیا ہے؟

جواب: یہ بات اسی حدیث کے اقتضاء سے ثابت ہے، ما ثبت باقتضاء النص کا یہی مطلب ہے، کسی اور نص کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ مسلمان عورتوں کا امتحان اور بیعت

(۳۲۲۸) مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْتَحِنُ إِلَّا بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ قَالَ اللهُ (إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ) الْاٰيَةَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ صرف اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ ”جب مومن عورتیں تمہارے پاس بیعت کرنے کے لیے آئیں۔“

(۳۲۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی (اِذَا جَاءَکُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ) قَالَ کَانَتِ الْمَرْاَۃُ اِذَا جَاءَتِ النَّبِیَّ ﷺ لِتُسْلِمَ حَلَّفَهَا بِاللّٰہِ مَا خَرَجْتُ مِنْ بُغْضِ زَوْجِیْ مَا خَرَجْتُ اِلَّا حُبًّا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

"جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا امتحان لو۔"

راوی بیان کرتے ہیں جب کوئی خاتون آپ ﷺ کے پاس آتی تو آپ ﷺ اس سے اللہ کی قسم لیتے کہ میں اپنے شوہر سے کسی ناراضگی کی وجہ سے مکہ نکل کر نہیں آئی ہوں میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے آئی ہوں۔

تشریح: سورۃ ممتحنہ (آیت ۱۰) میں ہے: مہاجر صحابیات سے امتحان لینے کا حکم۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے گا تو مسلمان اسے واپس بھیجنے کے پابند ہوں گے لیکن اس حکم سے مسلمان عورتیں مستثنیٰ ہوں گی لہٰذا اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر آئے گی تو نبی کریم ﷺ سورۃ ممتحنہ کی مذکورہ آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ کی روشنی میں جائزہ اور امتحان لیں گے۔ جب مسلمان عورتیں دار الحرب سے ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لیا جائے کہ واقعی وہ ایمان لائی ہیں، یا کسی اور مقصد سے ہجرت کر کے آئی ہیں؟

اس سورت میں نبی کریم ﷺ کو ان عورتوں کا امتحان یا جائزہ لینے کا حکم دیا گیا تھا اس لیے اس سورت کا نام ممتحنہ ہے یعنی امتحان لینے والی۔

عورتوں کی بیعت؟

ترمذی کی مذکورہ روایت اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ سے ہوئی مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا۔

لیکن اس پر حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول دو روایتوں کے ذریعہ اشکال ہوتا ہے کہ ایک روایت میں وہ فرماتی ہیں:

فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت ثم قال اللھم اشھد.

آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک گھر سے باہر اور ہم نے اپنے ہاتھ کمرے کے اندر سے دراز کئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اے اللہ گواہ رہنا) اسی طرح ام عطیہ ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیعت کرتے ہوئے نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ بیعت کرنے سے کھینچ لیا فقبضت امراۃ یدھا۔ ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی بیعت بھی مردوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ ڈال کر ہوا کرتی تھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعارض کا جواب یہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تو وہی تھا جو ترمذی کی روایت میں ہے اور جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت کی گئی ہے کہ "مد الایدی" یعنی "ہاتھ پھیلانا" یہ بطور محاورہ کے ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بیعت واقع ہوگئی ہے، اس سے مصافحہ مراد نہیں ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں قبض ید سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے بیعت قبول کرنے کو مؤخر کیا چنانچہ پہلے اس نے نوحہ کیا پھر آ کر اس نے بیعت قبول کر لی تھی۔

جواب ۲: آپ ﷺ عورتوں سے بیعت ایک بڑی چادر سے کرتے تھے جس کا ایک کنارہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دوسرا بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ چنانچہ امام ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی سے اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

۳۔ نوحہ ماتم کرنے کی ممانعت

(۳۲۲۹) قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ مَاهٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّعْصِیَكَ فِیْهِ قَالَ لَا تَنُحْنَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَنِیْ فُلَانٍ قَدْ اَسْعَدُوْنِیْ عَلٰی عَمِّیْ وَلَا بُدَّلِیْ مِنْ قَضَائِهِنَّ فَاَبٰی عَلَیَّ فَاَتَیْتُهٗ مِرَارًا فَاَذِنَ لِیْ فِیْ قَضَائِهِنَّ فَلَمْ اَنُحْ بَعْدَ قَضَائِهِنَّ وَلَا عَلٰی غَیْرِهٖ حَتّٰی السَّاعَةَ وَلَمْ یَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَاَةٌ اِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَیْرِیْ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک عورت نے عرض کی اس معروف سے مراد کیا ہے جس کے حوالے سے ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس بارے میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم نوحہ نہ کرنا۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بنوفلاں نے میرے چچا کے انتقال پر نوحہ کیا تھا تو میں اس کا بدلہ دینا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے مجھے اس کیا اجازت نہیں دی میں نے آپ ﷺ سے کئی مرتبہ اس کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدلہ دینے کی اجازت دے دی۔

حضرت اُم سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کسی کے انتقال پر خواہ وہ بھائی ہو یا کوئی اور ہو اس پر نوحہ نہیں کیا جبکہ ان بیعت کرنے والی خواتین واحد عورت کسی نے کسی کو وفات پر نوحہ ضرور کیا۔

(۱) سورۃ ممتحنہ کی آیت: ﴿وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ﴾ میں یہ بات بھی معروف میں داخل ہے کہ کسی فوتگی کے موقع پر نوحہ نہ کیا جائے۔

(۲) آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا انصاریہ کو نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت دی تھی اور بخاری کی روایت میں حضرت اُم عطیہ کا بھی ذکر ہے جس میں آپ ﷺ نے انہیں بھی نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت دی تھی۔

لیکن ترمذی اور بخاری کی اس روایت پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ان صحابیات کو نوحہ کا بدلہ چکانے کی اجازت کس طرح دی جبکہ شریعت میں نوحہ حرام ہے۔

اس اشکال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت ام عطیہ اور ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت تھی آپ نے ان کو اس حکم عام سے صرف اس موقع پر مستثنیٰ قرار دیا اور صاحب شریعت کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ کسی کو حکم عام سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ ابتداء میں نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا اور پھر حرام ہوا مذکورہ واقعات جس وقت پیش آئے اس وقت نوحہ کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا صرف کراہت تنزیہی کا حکم تھا اس لیے آپ ﷺ نے انہیں نوحہ کرنے کی اجازت دی تھی۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الصَّفِّ

باب ۶۱۔ سورۃ الصّف کی تفسیر

سورۃ الصف مدنیه: سورۃ التغابن کے بعد ۱۰۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۱ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝﴾ صف قتال میں بھی امتحان لو تا کہ پتا چلے کہ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں یا نہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الممتحنہ میں نہایت ہی بلند پایہ مؤمنین پر زجریں تھیں اب سورۃ صف میں ان سے کمتر رتبہ کے مؤمنوں پر زجریں ہوں گی جن سے جہاد کے بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ: بیانِ توحید، زجر، ترغیب الی الجہاد، نمونہ از بنی اسرائیل، بشارتِ فتح۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نبی علیہ السلام کے احمد نام سے ﴿مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (آیت ۶)

☐ سورۃ ممتاز ہے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نبی علیہ السلام کو بشارت دینے پر ﴿وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ﴾ (آیت ۶)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے

(۳۲۳۱) قَالَ قَعَدْنَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ اَیَّ الْاَعْمَالِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ لَعَمِلْنَاهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَرَاَهَا عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے ہم نے یہ کہا اگر ہم کو اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم وہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو"

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ہمارے سامنے تلاوت کی۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

باب ۶۲: سورۃ الجمعہ کی تفسیر

سورۃ الجمعہ مدنیه: سورۃ الصف کے بعد ۱۱۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۲ نمبر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ اس سورۃ میں ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا﴾ خوشخبری پوری ہوگئی اب ان کی تابعداری کرنی ہے۔

ربط معنوی: سورۃ جمعہ سے لے کر سورۃ تحریم تک سورۃ حدید کے مضمون اول یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا اعادہ ہے جبکہ سورۃ صف تک دوسرا مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ مذکور تھا۔ سورۃ صف کے بعد سورۃ جمعہ بھی تسبیح کے عنوان سے شروع کی گئی ہے کیونکہ اس سورۃ سے نئے مضمون کی ابتداء ہوئی ہے۔ ان چاروں سورتوں میں مقصودی مضمون ہر سورۃ کے آخری حصے میں ذکر کیا گیا ہے اور ہر پچھلی سورۃ پہلی سورۃ کے مضمون کی تفسیر ہے۔ مثلاً سورۃ جمعہ میں فرمایا ﴿فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ سورۃ منافقون میں ﴿وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ﴾ سے اس کی تفسیر کر دی اور تغابن میں اس سے ترقی کر کے فرمایا: ﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا﴾

خلاصہ: مسئلہ توحید کا اعادہ: توحید پر دلیل وحی اور ضمنا صداقتِ رسول ﷺ کا بیان۔ مشرکین کے لئے زجر، یہود کو دعوتِ مباہلہ ،ترغیب الی الانفاق فی الجہاد۔

دلیل وحی ضمنا صداقتِ رسول ﷺ: ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ... تا... وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ۝﴾

امتیازات، ازمخ القرآن: ① سورۃ ممتاز ہے نماز جمعہ کے بیان پر۔

② سورۃ ممتاز ہے جمعہ کی اذان کے بعد لین دین چھوڑنے پر ﴿وَ ذَرُوا الْبَیْعَ﴾ (آیت ۹)

ا۔ نبی ﷺ عرب وعجم کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں

(۳۲۳۲) كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ (وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ) قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ وَسُلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سَلْمَانَ يَدَهُ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ نے اس کی تلاوت کی جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے۔ ”اور ان میں سے بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان سے ملے بھی نہیں ہیں۔“ تو ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم سے ملے بھی نہیں ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے درمیان موجود تھے راوی بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستارے پر ہو تو ان میں سے کچھ لوگ وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔

تشریح: یہ حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بیان کی جاتی ہے، کیونکہ آپ فارسی الاصل ہیں، اور فارسیوں کا تذکرہ بطور مثال ہے، کیونکہ آخرین سے مراد عربوں کے علاوہ ساری دنیا ہے، کوئی خاص قوم مراد نہیں، مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ جزیرۃ العرب سے متصل ایران تھا، اور وہی سب سے پہلے فتح ہوا، اور وہ ملک سارا اسلام میں داخل ہو گیا، روم اس کے بعد فتح ہوا، اور تمام رومی اسلام

میں داخل نہیں ہوئے، پس فارس کی فضیلت مسلم ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت: ﴿وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ...﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے اہل فارس مراد ہیں اور فرمایا کہ اگر ایمان اور علم سریا ستارے پر ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے عجم میں دین کی خدمت کرنے والے بڑے بڑے علماء مراد ہیں جن میں حضرات فقہاء محدثین اور صحاح ستہ کے مصنفین داخل ہیں۔ جمہور کے علماء کے نزدیک ﴿رجال من هؤلاء﴾ سے وہ تمام۔ محدثین اور فقہاء کرام مراد ہیں جن کی اصل فارس ہو جن میں امام ابوحنیفہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی داخل ہیں۔

۲۔ خطبہ جمعہ سننے کا حکم

(۳۲۳۳) قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا اِذْ قَدِمَتْ عِیْرُ الْمَدِیْنَةِ فَابْتَدَرَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِیْهِمْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَنَزَلَتْ الْاٰیَةُ (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْهَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا).

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے اسی دوران مدینہ منورہ میں (تجارتی قافلہ) آ گیا تو آپ ﷺ کے اصحاب اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ صرف بارہ افراد وہاں رہ گئے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور جب انہوں نے تجارت اور دلچسپی کی چیز دیکھی تو اس کی طرف چلے گئے اور تمہیں کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔"

تشریح: پہلے عیدین کی طرح جمعہ کا خطبہ بھی نماز کے بعد دیا جاتا تھا (کمافی فراسیل ابی داؤد) مقاتل فرماتے ہیں کہ مذکورہ تجارتی قافلہ دحیہ بن خلف کلبی کا تھا جو ملک شام سے آیا تھا اور اس کا قافلہ ضرورت کی تمام اشیاء لے کر آیا کرتا تھا اور جب مدینہ کے لوگوں کو اس کی آمد کی خبر ملتی تھی تو سب مرد و عورت اس کی طرف دوڑ پڑتے تھے یہ دحیہ بن خلف اس وقت تک مسلمان نہ تھے اس کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور حسن بصری اور ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مدینہ منورہ میں اشیاء ضرورت کی کمی اور سخت گرانی تھی اس وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت تجارتی قافلے کی آواز پر مسجد سے نکل گئی کیونکہ اس وقت خطبہ جمعہ نماز جمعہ کے بعد ہوا کرتا تھا اور صحابہ کو اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ اسے سننا بھی ضروری ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس لغزش پر تنبیہ کرنے کے لیے مذکورہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً﴾ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا طرز بدل دیا کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ دینے کا معمول بنا لیا اور یہی اب سنت ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقِیْنَ

باب ۶۳۔ سورۃ المنافقین کی تفسیر

سورۃ المنافقون مدنیہ: سورۃ الحج کے بعد ۱۰۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا﴾ آخری رسول ﷺ تشریف لائے تو منافقین نے کیا کیا فرمایا:
﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ﴾

ربط معنوی: سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا کہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہوکر انفاق فی سبیل اللہ کے مسائل سنو۔ اب سورۃ منافقون میں ان منافقوں کا شکوہ کیا گیا جو کہتے تھے پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ کرو اور جو عزت والے ہیں وہ ذلت والوں کو مدینے سے نکال دیں گے نیز مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خرچ کریں اور منافقوں کے محتاج نہ ہوں۔

خلاصہ: منافقوں پر زجریں اور شکوے اور ان کے احوال خبیثہ کا بیان۔ مومنوں کو زجر کہ تم اپنے بھائیوں پر خود کیوں خرچ نہیں کرتے ہو اور منافقوں کے کیوں محتاج ہوتے ہو۔

تنفیر مؤمنین از منافقین (مؤمنوں کی منافقوں سے نفرت کا ذکر ہے)

امتیازات: (۱) سورۃ ممتاز ہے منافقین کے ان موٹے جسموں پر ﴿تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ﴾ (آیت ۴)
(۲) سورۃ ممتاز ہے مال اور اولاد تم لوگوں کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔

۱۔ سورۃ المنافقین کا شان نزول

(۳۲۲۴) كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ (لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا) وَ(لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَمِّيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَّاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِيْ شَيْءٌ لَمْ يُصِبْنِيْ قَطُّ مِثْلُهٗ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّيْ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ) فَبَعَثَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اپنے چچا کے ساتھ موجود تھا میں نے عبداللہ بن ابی کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہوئے سنا (جس کے الفاظ قرآن نے نقل کیے ہیں)۔"اللہ کے رسول کے ساتھ جو لوگ ہیں تم ان پر خرچ کرو تا کہ وہ لوگ آپ کو چھوڑ جائیں۔" (اس نے یہ بھی کہا کہ جس کا ذکر قران میں ہے) "جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو اس میں سے نکال دیں گے۔"

میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے چچا سے کیا میرے چچا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتائی آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا تو انہوں نے اس بات کی قسم اٹھالی کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی تو آپ ﷺ نے مجھے غلط قرار دیا اور ان کی تصدیق کردی اس کے نتیجے میں مجھے جو افسوس ہوا ایسا افسوس مجھے کبھی نہیں ہوا تھا میں گھر میں بیٹھ گیا اور میرے چچا نے کہا تم صرف یہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ تمہیں غلط قرار دیں اور تم سے ناراض ہوجائیں؟

(حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"جب منافق تمہارے پاس آئیں۔تو آپ ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔"

(۳۲۳۵) قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَعَنَا اُنَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْاَعْرَابُ يَسْبِقُوْنَا اِلَيْهِ فَسَبَقَ اَعْرَابِيٌّ اَصْحَابَهُ فَيَسْبِقُ الْاَعْرَابِيُّ فَيَمْلَاُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ حِجَارَةً وَّيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَجِيْئَ اَصْحَابُهُ قَالَ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَعْرَابِيًّا فَاَرْخٰى زِمَامَ نَاقَتِهٖ لِتَشْرَبَ فَاَبٰى اَنْ يَّدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ فَرَفَعَ الْاَعْرَابِيُّ خَشَبَتَهُ فَضَرَبَ بِهَا رَاْسَ الْاَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَاَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ رَاْسَ الْمُنَافِقِيْنَ فَاَخْبَرَهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَغَضِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ يَعْنِي الْاَعْرَابَ وَكَانُوْا يَحْضُرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا انْفَضُّوْا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَاْتُوْا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَاْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَّاَنَا رِدْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ فَاَخْبَرْتُ عَمِّيْ فَانْطَلَقَ فَاَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَلَفَ وَجَحَدَ قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَذَّبَنِيْ قَالَ فَجَاءَ عَمِّيْ اِلَيَّ فَقَالَ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا اَنْ مَقَتَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَاْسِيْ مِنَ الْهَمِّ اِذْ اَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَكَ اُذُنِيْ وَضَحِكَ فِيْ وَجْهِيْ فَمَا كَانَ يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِيْ فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُ عَرَكَ اُذُنِيْ وَضَحِكَ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ اَبْشِرْ ثُمَّ لَحِقَنِيْ عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِيْ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سورة المنافقين.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی لوگ بھی تھے ہم نے پانی تک جلدی پہنچنے کی کوشش کی تو دیہاتی لوگ ہم سے پہلے اس تک پہنچ چکے تھے ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا اس دیہاتی نے آگے پہنچ کر حوض کو بھر دیا اور اس کے اردگرد پتھر رکھ دیئے اس پر چمڑا رکھ دیا تا کہ اس کے ساتھی آ جائیں اس سے پہلے کوئی دوسرا پانی استعمال نہ کر سکے ایک انصاری شخص اس کے پاس گیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا کیا تا کہ اونٹنی پانی پی سکے تو اس دیہاتی نے اسے پانی دینے سے انکار کر دیا اس پر اس انصاری نے اس پانی پر موجود رکاوٹ کو ہٹا دیا اس دیہاتی نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس انصاری کے سر پر ماردی جس کے نتیجے میں اس انصاری کا سر پھٹ گیا وہ انصاری عبداللہ بن ابی کے پاس آیا (اور اسے پورا واقعہ سنایا) یہ بات سن کر عبداللہ بن ابی نے یہ کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں عبداللہ بن ابی کی مراد یہ دیہاتی لوگ تھے یہ لوگ کھانے کے وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس آ جایا کرتے تھے عبداللہ بن ابی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کھانا اس وقت لے کر جایا کرو جب یہ لوگ چلے جائیں تا کہ ہم لوگ اور

ہمارے ساتھی ہی کھائیں عبداللہ بن ابی نے بعد میں یہ بھی کہا جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں سے عزت دار لوگ ان ذلیل لوگوں کو (یعنی دیہاتیوں کو) باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس سفر کے دوران میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا وہ بیان کرتے ہیں میں نے خود عبداللہ بن ابی کی زبانی یہ بات سنی تھی میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلایا تو اس نے قسم اٹھا کر اس بات سے انکار کر دیا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کی تصدیق کی اور مجھے غلط قرار دیا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے چچا میرے پاس آئے اور بولے تم صرف یہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض ہوں اور وہ تمہیں غلط قرار دیں اور مسلمان بھی (تم سے ناراض ہوں اور تمہیں غلط قرار دیں؟) حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس بات سے مجھے جتنا افسوس ہوا تھا اتنا مجھے کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا تھا۔

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور افسوس کی وجہ سے میں اپنا سر جھکایا ہوا تھا اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان کھینچا اور مسکرانے لگے تو اس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ شاید اس بات سے بھی نہ ہوئی کہ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے دیا جاتا۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور بولے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا ہے؟ تو میں نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف میرا کان کھینچا اور مسکرا دیئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے لیے خوشخبری ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے میں نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المنافقون کی آیات تلاوت کیں۔

(۳۲۳۶) اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ (لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَحَلَفَ مَا قَالَهٗ فَلَا مَنِيْ قَوْمِيْ وَقَالُوْا مَا اَرَدْتَّ اِلَّا هٰذِهٖ فَاَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيْبًا حَزِيْنًا فَاَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ اَوْاَتَيْتُهٗ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا).

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں میں نے چالیس برس پہلے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی تھی غزوہ تبوک کے موقع پر عبداللہ بن ابی نے یہ کہا تھا جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں سے عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو عبداللہ بن ابی نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی ہے میری قوم کے افراد نے مجھے ملامت کی اور بولے اس بات کے ذریعے تمہارا یہی مقصد تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں گھر آ کر بہت غمگین حالت میں سو گیا پھر اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے یا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ "یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ

تعالیٰ کے رسول کے قریب ہیں تا کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جائیں۔"

(۳۲۴۷) كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ يَرَوْنَ اَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَالَلْمُهَاجِرِيْنَ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لِلْاَنْصَارِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَسَعَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عَبْدُاللهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو فَقَالَ لَهٗ ابْنُهٗ عَبْدُاللهِ بْنَ عَبْدِاللهِ وَاللهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ اَنَّكَ الذَّلِيْلُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْعَزِيْزُ فَفَعَلَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک غزوہ میں شریک ہوئے سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے علماء نے یہ بات بیان کی ہے یہ غزوہ بنو مصطلق کی بات ہے۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا تو مہاجر نے کہا اے مہاجرین میری مدد کے لیے آئیں انصاری نے کہا اے انصار میری مدد کے لیے آئیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات سنی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کیا زمانہ جاہلیت کی طرح بلا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ بری چیز ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) بعد میں عبداللہ بن ابی نے یہ بات سنی تو وہ بولا کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم جب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو اس وقت عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو ورنہ لوگ کہیں گے حضرت محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتے ہیں۔

عمرو کے علاوہ دیگر راویوں نے یہ بات نقل کی ہے عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد سے یہ کہا تھا اللہ کی قسم ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ تم ذلیل ہو اور نبی اکرم ﷺ معزز ہیں تو عبداللہ بن ابی نے ایسا ہی کیا۔

تشریح: غزوہ بنو مصطلق کے سفر میں سورۃ منافقین کا نزول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ احادیث میں سورۃ منافقین کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ ۵ ہجری یا ۶ ہجری میں غزوۂ بنی المصطلق پیش آیا، اسی کا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے (مریسیع: اس قوم کے چشمے یا کنویں کا نام ہے) اس جنگ میں کامیابی کے بعد ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک مہاجری اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا، مہاجری نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا، اور انصاری نے انصار کو، اور قریب تھا کہ مسلمانوں میں ایک فتنہ کھڑا ہو جائے، اس جھگڑے میں انصاری کو چوٹ لگی تھی، نبی ﷺ موقع پر پہنچے اور فرمایا: یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے؟ اسے چھوڑو، یہ بدبودار نعرہ ہے! اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ مگر اس واقعہ سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے فائدہ اٹھایا، اس نے اپنے لوگوں سے کہا: تم نے ان مہاجرین کو سر پے چڑھا لیا ہے، تم

نے ان کو اپنے اموال اور جائدادیں تقسیم کر کے دیں، اب یہ تمہاری روٹیوں پر پلے ہوئے تمہیں آنکھیں دکھا رہے ہیں، اگر اب بھی تم نے ان کے تعاون سے ہاتھ نہ کھینچا تو یہ لوگ تمہارا جینا حرام کر دیں گے، یہ گفتگو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سنی، وہ اس وقت نوجوان تھے، انھوں نے یہ بات اپنے چچا کو بتلائی۔

۲۔ جو مسلمان اعمال میں کوتاہی کرے گا وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا

(۳۲۳۸) قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ اَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ الزَّكَاةُ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْاَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللهَ اِنَّمَا يَسْاَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ قَالَ سَاَتْلُوْ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ قُرْاٰنًا (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَاللهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الزَّكَاةَ قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَصَاعِدًا قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيْرُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ کے حج کے لیے جا سکتا ہو اس مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہو اور پھر وہ شخص حج نہ کرے یا اس مال کی زکوۃ ادا نہ کرے اور پھر جب وہ شخص مرنے لگے گا تو وہ یہ آرزو کرے گا کاش میں دنیا میں واپس چلا جاؤں اس پر ایک شخص نے کہا اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں دنیا میں واپس جانے کی آرزو کفار کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اس بارے میں تمہارے سامنے قرآن کی آیت پڑھتا ہوں پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اے ایمان والو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو شخص ایسا کرے گا وہ خسارہ پانے والا ہوگا اور جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آئے۔ یہ آیت یہاں تک ہے اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔"

اس شخص نے دریافت کیا کتنے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔

جب مال دو سو درہم ہو جائے یا اس سے زیادہ ہو جائے اس شخص نے دریافت کیا حج کب واجب ہوتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا جب زاد سفر اور سواری میسر ہو۔

تشریح: سورۃ المؤمنون کی (آیات ۹۹، ۱۰۰) ہیں: ﴿حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾

اس آیت سے اعتراض کرنے والے کو دھوکہ ہوا ہے، اس آیت میں کافر کا ذکر ہے، مگر اس میں حصر نہیں کہ وہی واپس لوٹنے کی درخواست کرے گا، اور سورۃ المنافقین کی آیات میں صراحت ہے کہ مسلمان بھی اگر اس نے اعمال میں کوتاہی کی ہے: واپس لوٹنے کی درخواست کرے گا۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو اس انداز سے زندگی گزارنی چاہیے کہ اس کے ذمے میں کوئی فرض کوئی واجب اور کوئی

حق باقی نہ رہے ورنہ وہ موت کے وقت تمنا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹادیں تاکہ میں یہ فرائض سرانجام دے سکوں لیکن اس وقت کی تمنا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا آج کتنے ہی مسلمان دنیا کے لہو ولعب، مال و دولت کی ہوس اور طرح طرح کے دھندوں میں مشغول ہیں انہیں نہ نماز روزے کی فکر ہے اور نہ زکوۃ کی ادائیگی اور حج کی اور آئے دن ان کی غفلت اور بے دینی میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّغَابُنِ

باب ۶۴۔ سورۃ التغابن کی تفسیر

سورۃ التغابن مدنیہ سورۃ التحریم کے بعد ۱۰۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں پتا چلا کہ منافقین نے کیا کیا اس سورۃ میں پتہ چلا کے منافقین کے علاوہ کون ہے کیا کیا ﴿فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ بعض تم سے کافر اور بعض مؤمن ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ المنافقون میں فرمایا ہماری دی ہوئی دولت میں سے جہاد وغیرہ میں خرچ کرو۔ سورۃ تغابن میں بطور ترقی فرمایا چلو مان لیتے ہیں یہ دولت تمہاری ہی سہی لیکن تم اللہ کو قرض دے دو اور اس کی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہیں اس کا کئی گنا زیادہ اجر وثواب عطاء فرمائے گا۔

مسئلہ توحید کا اعادہ، توحید پر عقلی دلیل، تخویف دنیوی و اُخروی، دعوائے توحید جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا۔ بیانِ انفاق علی سبیل الترقی۔

دلیل عقلی: ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ... تا ... وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝﴾

توحید پر عقلی دلیل: اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو، کیونکہ سب کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔

دعویٰ: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ یہ دعویٰ توحید ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ ﴿يَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ بعض اولاد اور بعض عورتیں آدمی کے لئے دشمن بن جاتے ہیں ﴿اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ﴾ (آیت ۱۴)

بیوی بچے اگر اللہ کے فرض سے مانع بنیں تو وہ دوست نہیں، دشمن ہیں

(۳۲۳۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَسَاَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ) قَالَ هٰؤُلَاءِ رِجَالٌ اَسْلَمُوْا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَاَرَادُوْا اَنْ يَّاْتُوا النَّبِيَّ فَاَبٰى اَزْوَاجُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اَنْ يَّدَعُوْهُمْ اَنْ يَّاْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَوُا النَّاسَ قَدْ فَقِهُوْا فِي الدِّيْنِ هَمُّوْا اَنْ يُّعَاقِبُوْهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ) الْاٰيَةَ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔"اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تم ان سے بچو۔" تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ کے رہنے والے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے مگر وہ اپنی بیویوں اور بچوں کی وجہ سے نہیں آئے جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے یہ ارادہ کیا۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔"اے ایمان والو تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو ان سے بچو۔"

تشریح: سورۃ التغابن کی (آیت ۱۴) ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾

فائدہ: اہل وعیال سے کوئی خلاف شرع کام ہو جائے تو بھی ان سے بیزار ہو جانا مناسب نہیں، حتی الامکان اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، البتہ جب مایوسی ہو جائے تو نترك من یفجرك پر عمل مناسب ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

۶۵۔سورت الطلاق کی تفسیر

سورۃ الطلاق مدنیہ سورۃ الدھر کے بعد ۹۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾"اے ایمان والو! تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہے" بعض اوقات یہ نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

ربط معنوی: اس سورۃ کا تعلق سورۃ تغابن کے آخری حصے کے ساتھ ہے۔وہاں مؤمنوں کے لئے اُمور انتظامیہ بیان کئے گئے تھے، تاکہ وہ اپنے جماعتی نظم ونسق کو درست کر کے کافروں کا بخوبی مقابلہ کرسکیں۔اس کے بعد سورۃ الطلاق میں خانگی اُمور انتظامیہ ذکر کئے گئے تاکہ گھروں کا انتظام درست ہو جائے اور خانگی تنازعات باہم عداوت اور مخالفت کا باعث نہ بن جائیں۔

خلاصہ: طلاق، عدت، نفقہ اور سکنیٰ کے مسائل، تخویف دنیوی، بشارت، توحید پر عقلی دلیل۔

عقلی دلیل برتوحید: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ ... تا ... ﴿وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے اس سورۃ کے آخر میں توحید کا بیان آگیا تاکہ دیگر احکام کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف بھی توجہ باقی رہے۔ کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔زمین وآسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور زمین وآسمان کے درمیان وہی متصرف ومختار ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے۔میں نے تمہیں یہ اس لئے بتایا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم کائنات کے ذرّے ذرّے پر حاوی ہے، لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے ﴿وَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ یعنی جیسے آسمان سات ہیں اسی طرح زمینیں بھی سات ہیں لیکن آسمان تو تہ بہ تہ ہیں کیونکہ آسمانوں کے لئے قرآن کریم میں طِبَاقًا وارد ہے لیکن زمینیں اسی طرح نہیں ہیں بلکہ اس سے روئے زمین کے سات حصے مراد ہیں مثلاً، ایشیاء، یورپ، شمالی افریقہ، جنوبی افریقہ، امریکہ، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا۔سات منبسط (پھیلی ہوئی) زمینوں کا مراد ہونا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور ابو صالح علیہم السلام سے مروی ہے:

قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ هِيَ فِي كَوْنِهَا سَبْعًا لَا غَيْرَ فِي سَبْعِ اَرْضِيْنَ منبسطة لَيْسَ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا الْبِحَارُ وَيَظِلُّ جَمِيْعُهَا السَّمَآءَ وروى بذلك عن ابن عباس. (روح ج۲۸، ص ۱۴۴) والله تعالى اعلم (جواهر القرآن)

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے عدتوں کی قسموں کے بیان پر۔

② سورۃ ممتاز ہے زمین کے سات حصوں پر ﴿وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ (آیت ۱۲)

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّحْرِيْمِ

باب ۶۵۔ سورۃ التحریم کی تفسیر

سورۃ التحریم مدنیہ: سورۃ الحجرات کے بعد ۱۰۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۶ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ نے سورۃ تغابن میں سن لیا ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ﴾ پس ادھر فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾

ربط معنوی: سورۃ التحریم میں سورۃ حدید کے دونوں مضمون لف نشر مرتب کے طریق پر مذکور ہیں پہلے انفاق فی سبیل اللہ اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

خلاصہ: تمہید، خلافِ رضا کاموں سے ممانعت، خطاب بمؤمنین۔ ذکر انفاق بطورِ اشارہ۔

امر بالجہاد۔ تمثیل برائے کفار ومؤمنین۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نبی علیہ السلام کا شہد پینے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے ان چار قسم کی عورتوں پر یعنی دو قسم کافر کی اور دو قسم مؤمن کی۔

سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات کا شانِ نزول

(۳۲۴۰) قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا) حَتّٰى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَتَوَضَّاَ فَقُلْتُ يَا امير المومنين مَنِ الْمَرْاَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ) فَقَالَ لِيْ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَرِهَ وَاللّٰهِ مَا سَاَلَهٗ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ فَقَالَ هِيَ عَآئِشَةُ وَحَفْصَةُ. قَالَ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنِيْ الْحَدِيْثَ فَقَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَائُوْهُمْ فَطَفِقَ نِسَائُوْنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَاَتِيْ يَوْمًا فَاِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِيْ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ مِنْ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ اِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ

وَخَسِرَتْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِیْ بِالْعَوَالِیْ فِیْ بَنِیْ اُمَيَّةَ وَكَانَ لِیْ جَارٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِيْنِیْ بِخَبَرِ الْوَحْیِ وَغَيْرِهٖ وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاٰتِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ وَكُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا قَالَ فَجَائَنِیْ يَوْمًا عِشَاءً فَضَرَبَ عَلَی الْبَابِ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ اَجَائَتْ غَسَّانُ قَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نِسَائَهٗ قَالَ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا۔ قَالَ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُّ عَلَیَّ ثِيَابِیْ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ فَاِذَا هِیَ تَبْكِیْ فَقُلْتُ اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَتْ لَا اَدْرِیْ هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِیْ هٰذِهِ الْمَشْرَبَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَاَتَيْتُ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَّبْكُوْنَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَجِدُ فَاَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ اَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَجِدُ فَاَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔

قَالَ فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَاِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِیْ فَقَالَ ادْخُلْ فَقَدْ اُذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَاِذَا النَّبِیُّ ﷺ مُتَّكِیٌٔ عَلٰی رَمْلِ حَصِيْرٍ قَدْ رَاَيْتُ اَثَرَهٗ فِیْ جَنْبَيْهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللهُ اَكْبَرُ لَقَدْ رَاَيْتُنَا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَی امْرَاَتِیْ فَاِذَا هِیَ تُرَاجِعُنِیْ فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ فَوَاللهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ اِلَی اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ اَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَانَا الْيَوْمَ اِلَی اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ اَتَأْمَنُ اِحْدَاكُنَّ اَنْ يَّغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَاِذَا هِیَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ لَا تُرَاجِعِیْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَلَا تَسْاَلِيْهِ شَيْئًا وَّسَلِيْنِیْ مَابَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اِنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ اَوْسَمَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ فَتَبَسَّمَ اُخْرٰی فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَسْتَأْنِسُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَمَا رَاَيْتُ فِی الْبَيْتِ اِلَّا اُهْبَةً ثَلَاثَةً قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ ادْعُ اللهَ اَنْ يُّوَسِّعَ عَلٰی اُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلٰی فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَهٗ فَاسْتَوٰی جَالِسًا فَقَالَ اَفِیْ شَكٍّ اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ وَكَانَ اَقْسَمَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰی نِسَائِهٖ شَهْرًا فَعَاتَبَهُ اللهُ فِیْ ذٰلِكَ وَجَعَلَ لَهٗ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ الزُّهْرِیُّ فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ بَدَاَبِیْ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّیْ ذَاكِرٌ لَكِ شَيْئًا فَلَا تَعْجَلِیْ حَتّٰی تَسْتَأْمِرِیْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ) الْاٰيَةَ قَالَتْ عَلِمَ وَاللهِ اَنَّ اَبَوَیَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِیْ بِفِرَاقِهٖ فَقُلْتُ اَفِیْ هٰذَا اَسْتَأْمِرُ اَبَوَیَّ

فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَاَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تُخْبِرْ اَزْوَاجَكَ اَنِّي اخْتَرْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ مُبَلِّغًا وَّلَمْ يَبْعَثْنِيْ مُتَعَنِّتًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میری بڑے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں ان دوخواتین کے بارے میں دریافت کروں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔ (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ حج کے لیے گیا سفر کے دوران میں برتن کے ذریعے ان پر پانی انڈیل رہا تھا اور وہ وضو کررہے تھے میں نے کہا اے امیر المومنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے وہ دوخواتین کون سی تھیں؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

"اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو یہ مناسب ہے تم دونوں کے ذہن (ایک ہی بات کی طرف) مائل ہو گئے تھے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات چھپائی نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے پورا واقعہ سنایا اور بتایا قریش کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہمیں ایسی قوم سے سامنا کرنا پڑا جن کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا ایک مرتبہ میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا مجھے اس بات پر بہت غصہ آیا کہ اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا تو اس نے کہا آپ مجھ سے اس بات ناراض ہو رہے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو ایسی ہیں جو سارا دن ان سے بات نہیں کرتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا ان خواتین میں سے جو بھی ایسا کرتی ہے وہ رسوا ہو جائے گی اور خسارے کا شکار ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرا گھر بنوامیہ کے محلے میں نواحی علاقے میں تھا میرا ایک انصاری پڑوسی تھا ہم لوگ باری باری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ایک دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا تھا جو نئی وحی کے نازل ہونے یا کوئی دوسری اطلاع ہوتی تھی تو وہ مجھ تک لے آتا تھا ایک دن میں حاضر ہوتا تھا اور اسی طرح اسے آ کر بتا دیا کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس زمانے میں ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ غسان ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اپنے گھوڑے تیار کر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن وہ انصاری رات کے وقت آیا اس نے میرے دروازے کو بجایا میں نکل کر باہر آیا تو وہ بولا ایک بہت بڑا سانحہ رونما ہو گیا ہے میں نے کہا کیا غسان آ گئے ہیں؟ اس نے کہا اس سے بھی بڑا سانحہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دل میں سوچا اب تو حفصہ رضی اللہ عنہا خسارے کا شکار ہو گئی مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اگلے دن جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو میں نے چادر اوڑھی اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا تو وہ رو رہی تھی میں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ تو اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہو کر بالا خانے میں تشریف فرما ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں اس سیاہ فام غلام کے پاس آیا اور بولا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ اندر گیا اور باہر آ گیا اور بولا میں نے آپ کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں چل کر مسجد میں آ گیا وہاں منبر کے آس پاس کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے غلبہ پایا میں اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو وہ اندر گیا اور باہر آیا اور بولا اور میں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا ہے مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں واپس مسجد میں آ گیا اور بیٹھ گیا پھر میری کیفیت نے مجھ پر غلبہ پایا میں اس غلام کے پاس آیا اور بولا عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگو وہ اندر گیا اور باہر نکل کر آیا تو اسی دوران اس غلام نے مجھے بلایا اور بولا آپ اندر چلے جائیں نبی اکرم ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اندر داخل ہوا تو آپ ﷺ ایک چٹائی سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس چٹائی کے نشان آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو میں نے اللہ اکبر کہا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری حالت دیکھیں ہم قریشی لوگ اپنی بیویوں پر غالب تھے ہم مدینہ منورہ آئے تو یہاں ہمارا واسطہ ایسی قوم سے پڑا جہاں خواتین غالب تھیں تو ہماری خواتین نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا ایک دن میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو اس نے پلٹ کر جواب دیا مجھے اس پر بڑا غصہ آیا تو وہ بولی آپ کس بات پر غصہ کر رہے ہیں اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ کی ازواج بھی انہیں جواب دے دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو شام تک آپ ﷺ سے لاتعلق رہتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کیا تم نبی اکرم ﷺ کو پلٹ کر جواب دیتی ہو؟ تو اس نے کہا جی ہاں اور ہم میں سے ایک تو نبی اکرم ﷺ سے سارا دن ناراض رہتی ہے میں نے کہا وہ ذلیل اور رسوا ہوگئی میں نے کہا کیا تم خود کو اس بات سے محفوظ سمجھتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور وہ ہلاکت کا شکار ہو سکتی ہے؟ اس بات پر نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم نبی اکرم ﷺ کو پلٹ کر جواب نہ دیا کرو اور آپ ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگا کرو تم نے جو مانگنا ہوتا ہے مجھ سے کہا کرو اور تمہاری سوکن تمہیں غلط فہمی کا شکار نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ عزیز ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بیٹھا رہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے پورے کمرے کے اندر صرف تین چمڑے نظر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کو کشادگی نصیب کرے اس نے اہل فارس اور اہل روم کو تو کشادگی نصیب کی ہوئی ہے حالانکہ وہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے تو نبی اکرم ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا تم شک کا شکار ہو یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیاوی زندگی میں ہی نعمتیں دے دی گئی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے قریب نہیں جائیں گے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر عتاب کیا اور آپ ﷺ کے لیے قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا۔

زہری بیان کرتے ہیں عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں جب ۲۹ دن گزر گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے اور اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں تمہارے نزدیک ایک چیز کا ذکر کرنے لگا ہوں تم اس بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا بلکہ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ "اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اللہ کی قسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دیں گے میں نے عرض کی کیا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے ایوب نامی راوی نے مجھے بتایا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بھی زوجہ کو یہ نہ بتائیے گا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ کرنے کے لیے مبعوث کیا ہے تنگی کرنے کے لیے مجھے مبعوث نہیں کیا ہے۔

تشریح: بخاری شریف (حدیث ۲۵۸۱) میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی دو جماعتیں تھیں، ایک میں حضرات عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں، اور دوسری میں: حضرت اُم سلمہ اور دیگر ازواج رضی اللہ عنہن تھیں (انتہی) اور علم و فضل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نمبر آتا ہے اور حسن و جمال میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، کہ عصر کے بعد کھڑے کھڑے سب بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور خیر خیریت معلوم کرتے تھے، اس موقعہ پر ہر بیوی صاحبہ کوشش کرتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے زیادہ اس کے پاس ٹھہریں، چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے شہد منگوا کر رکھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد مرغوب تھا، وہ شہد کا شربت بناتیں، پلاتیں اور باتیں کرتیں، اور اس طرح کافی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات کھلی، انھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو اعتماد میں لیا اور ایک پلان بنایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس سے شربت پی کر جس کے پاس بھی تشریف لائیں: وہ کہے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مغافیر جمع ہے مغفار کی، یہ کھانے کا ایک گوند ہے، جو عرفط پودے سے نکلتا ہے، اور اس میں بو ہوتی ہے جو بعض لوگوں کو ناپسند ہوتی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند تھی کہ ازواج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بو محسوس کریں، چنانچہ آپ گھر میں تشریف لاتے تو مسواک فرماتے، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بات پوچھی جائے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیں گے: نہیں، میں نے مغافیر نہیں کھایا، بلکہ زینب کے یہاں شہد کا شربت پیا ہے، تو وہ کہے کہ شہد کی مکھی نے عرفط گھاس سے چارہ لیا ہوگا، جس سے شہد میں بو آگئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہد سے ہاتھ اٹھالیں گے، اور اس طرح مسئلہ حل ہو جائے گا۔۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہد نوش فرما کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے پلان کے مطابق بات کہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ جواب دیا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو انھوں نے بھی وہی بات کہی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا، نیز یہ بھی فرمایا کہ میں شہد کو اپنے لئے حرام کرتا ہوں، مگر یہ بات کسی کو بتلانا نہیں (تا کہ زینب رضی اللہ عنہا کی دل شکنی نہ ہو، نہ ازواج کی دوسری جماعت کو جوابی کاروائی کرنے کا موقع ملے) مگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی کہ پلان کامیاب ہو گیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق شہد کو اپنے لئے حرام کر لیا۔ پھر جب اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے، اور انھوں نے شربت بنانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا حاجة لي فيه: مجھے شہد کا شربت نہیں پینا، اس سے ازواج کی دوسری جماعت کا ماتھا ٹھنکا، مگر اس سے پہلے کہ بات آوٹ ہو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ صورت حال سے آگاہ کردیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صرف اتنا فرمایا کہ تم نے راز فاش کردیا، اس سے زیادہ کچھ نہ کہا، نہ یہ بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی، حفصہ رضی اللہ عنہا کا خیال اس طرف گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی ہوگی، اگر ایسا ہوا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر ہو جائیں گی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے ساری بات اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اس واقعہ میں سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جو یہ ہیں: اے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں! اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

اعتراض: یہ تو کوئی بڑا معاملہ نہیں، صرف ایک راز افشا کرنے کی بات تھی، پھر قرآن نے اس کو اتنی اہمیت کیوں دی کہ اگر تم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کاروائی کروگی (اور اپنی پارٹی کے ساتھ مل کر کروگی) تو اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کارساز ہیں، اور جبرئیل اور نیک مسلمان پشت پناہ ہیں اور فرشتے بھی مددگار ہیں، اتنے بڑے لاؤلشکر کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو معمولی مسئلہ ہے!

جواب: چنگاری ابتدا میں معمولی نظر آتی ہے، مگر جب بھڑکتی ہے تو لاوا پھونک دیتی ہے، گھریلو مسائل کا بھی یہی حال ہے، شروع میں وہ معمولی نظر آتے ہیں، مگر جب بڑھتے ہیں تو نشیمن اجاڑ دیتے ہیں، غور کرو! یہاں مسئلہ صرف دو ازواج کا نہیں تھا، بلکہ تمام ازواج کا تھا، پس جب ازواج کے دو گروپ متصادم ہونگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ ہر معاشرتی مسائل سے واقف کار بخوبی لگا سکتا ہے

تنبیہ: اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان آیات کے شان نزول میں ایک طویل روایت ذکر کی ہے، جو حسن صحیح ہے، مگر غریب روایت ہے، بعض مضامین میں غت ربود ہو گیا ہے، آیات تخییر سے جو واقعہ متعلق ہے اور جو سورۃ الاحزاب (آیت ۲۸) کی تفسیر میں گزر چکا ہے اس کے بعض اجزاء اس روایت میں آگئے ہیں۔

تشریح: اس آخری مضمون میں راویوں نے غت ربود کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک ماہ تک ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی اس سلسلہ میں کوئی اظہار ناراضگی نہیں کیا گیا تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مدت پوری فرمائی تھی، اور ختم مدت پر آیات تخییر نازل ہوئی تھیں، جن کا تذکرہ سورۃ الاحزاب میں ہے۔ اظہار ناگواری شہد کو حرام کرنے کے واقعہ میں کیا گیا ہے، اور اس کے لئے قسم کا کفارہ تجویز کیا ہے، جس کا تذکرہ سورۃ التحریم کے شروع میں ہے۔ آگے کا سارا مضمون بھی آیات تخییر سے متعلق ہے۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

سورۃ الملک کی تفسیر

سورۃ الملك: سورۃ الطور کے بعد ۷۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۷ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا﴾ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام اللہ پاک کے عذاب سے اپنی بیویوں کو

نہیں بچا سکے۔تو معلوم ہوا برکت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔کوئی برکتیں دینے والا نہیں ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾۔

ربطِ معنوی: سورۃ الحدید سے التحریم تک مسئلہ توحید کی خاطر انفاق اور جہاد کا ذکر کیا گیا۔اب سورۃ ملک سے لے کر سورۃ جن تک اسی مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں سورۃ ملک میں دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے اس کے بعد سورۃ القلم میں ارشاد ہوگا کہ مشرکین نرم ہورہے ہیں تاکہ آپ بھی مسئلہ کے بیان میں نرمی اختیار کریں لیکن اب مسئلہ کے بیان میں ہرگز نرم نہ ہوں تو مداہنت سے کام نہ لیں ﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ﴾ پھر سورۃ الحاقہ میں اس مسئلہ کو نہ ماننے پر تخویف اُخروی ہوگی۔سورۃ المعارج میں مشرکین پر زجر کا ذکر ہوگا کہ وہ ماننے کے بجائے اس عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔اس کے بعد سورۃ نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی مذکور ہوگی۔اور پھر سورۃ الجن میں جنات سے دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔اس طرح سورہ ملک سے لے کر سورۃ جن تک گویا ایک ہی سورۃ ہے جس میں مسئلہ کو گیارہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ: تین دلائل عقلیہ عامہ اور آٹھ دلائل عقلیہ خاصہ۔تخویف وتبشیر اور بیان طُرق تبلیغ۔

تفصیل: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ دعوائے سورۃ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پہلی دلیل عقلی عام یعنی ساری کائنات کی بادشاہی اور سلطنت اسی کے ہاتھ میں ہے۔﴿وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝﴾ دوسری دلیل عقلی عام وہ ہر چیز پر قادر ہیں ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ﴾ اسی نے موت وحیات کو پیدا کیا ہے اور وہی آزمائش کرتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ... تا ... هُوَ حَسِیْرٌ ۝﴾ پہلی دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا کرنے والا اور ان کو عیب اور شگاف سے محفوظ بنانے والا وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا ... الآیہ﴾ دوسری دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تو میں نے پیدا کیا تو کیا آسمانِ دنیا کو ستاروں سے زینت کسی اور نے دی ہے؟ نہیں ہم نے ہی تو ان کو زینت دی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔

﴿وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ﴾ تیسری دلیل عقلی خاص اچھا مزین تو ہم نے کیا اور شیاطین کے لئے ان کو رجوم کس نے بنایا۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ... تا ... فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝﴾ تخویف اُخروی: کفار ومشرکین کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔جب ان جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ غیظ وغضب سے بپھر جائے گا۔اس وقت وہ کفِ افسوس ملیں گے اور کہیں گے کاش! اگر ہم دنیا میں ہدایت کی باتیں سن کر یا خود سمجھ کر ان پر عمل کرتے تو آج جہنم میں نہ جاتے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ... الآیہ﴾ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخرویہ ہے۔

﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ﴾ یہ دلائل مذکورہ کا ثمر ہے چونکہ وہ ہر چیز خالق ہے اس لئے ہر چیز کو جاننے والا اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا ... الآیہ﴾ چوتھی دلیل عقلی خاص: اُوپر کا حال تم نے سن لیا،اب نیچے دیکھو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا،تو اس کو ذلول کس نے بنایا تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ ... تا ... فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝﴾ یہ تخویف دنیوی ہے کیا تم اللہ سے نڈر ہو گئے کہ وہ تمہیں زمین

میں دھنسا دے یا آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں ہلاک کر دے۔ جس طرح اس نے تم سے پہلی قوموں کے مکذبین کو انواعِ عذاب سے ہلاک کیا۔

﴿اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ ... الآیہ﴾ یہ پانچویں عقلی دلیل خاص ہے۔ اوپر اور نیچے کا حال تم نے سن لیا اب درمیان کا حال سنو۔ ان پرندوں کو پیدا تو ہم نے کیا لیکن فضا میں ان کو تھامنے والا کوئی اور ہے، ہرگز نہیں۔ خدائے رحمٰن ہی کا کام ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ ... تا ... بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾﴾ تخویف دنیوی بطور ثمرہ: حاصل یہ ہے کہ جن کو تم نے اپنا برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی بند کر دے تو وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتے۔

﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَکُمْ ... الآیہ﴾ یہ زمین و آسمان کے بعد اب اپنی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا لیکن تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں کسی اور نے عطا کیں؟ نہیں یہ سب اللہ ہی کی عطاء ہے۔ تو کیا برکات دہند کوئی اور ہے؟

﴿قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ ... الآیہ﴾ ساتویں عقلی دلیل خاص: اسی ہی نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن پھر اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے۔

﴿وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ ... الآیہ﴾ شکوہ مشرکین کہتے ہیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟

﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ ... الآیہ﴾ جواب شکویٰ: فرما دیجئے اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً ... الآیہ) تخویف اُخروی: جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے چہرے بگڑ جائیں گے۔

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَکَنِیَ اللّٰهُ ... الآیہ﴾ یہ پہلا طریق تبلیغ یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ ہمیں ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟

﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ ... الآیہ﴾ دوسرا طریق تبلیغ ہمارا معبود خدائے رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے۔

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا ... الآیہ﴾ آٹھویں عقلی دلیل خاص: اگر اللہ پانی کو زمین کی انتہائی گہرائی میں لے جائے تو پھر تازہ پانی تمہیں کون مہیا کرے گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے گیارہ دلائل عقلی نفی شرک فی البرکات پر۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کے جہنم جانے پر جنہوں نے قرآن نہیں سنا اور نہ اس کو سمجھا۔ (آیت ۱۰)

---*---

وَمِنْ سُوْرَةِ نٓ وَالْقَلَمِ

باب ٦٦۔ سورۃ القلم کی تفسیر

سورۃ القلم مکیہ: سورۃ العلق کے بعد ۲ نمبر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۶۸ نمبر پر ہے۔

ربط: قرآن کریم کے آخر میں احوالِ قیامت کا تذکرہ ہے۔ بعث بعد الموت وغیرہ کا۔ سورۃ ملک کے آخر میں فرمایا:

﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾

اس سورۃ میں ہے

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ تبارک میں ثابت کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں اب سورۃ قلم میں خبردار کیا گیا کہ مشرکین کوششیں کریں گے کہ آپ اس مسئلہ میں نرم ہو جائیں تا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں یا یہ کہ وہ نرم ہو رہے ہیں تا کہ آپ بھی نرم ہو جائیں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کو برکات دہندہ مانیں مگر ان کے معبودوں کا ذکر نہ کریں۔ مگر آپ اس میں ہرگز نرم نہ ہوں اور مداہنت نہ کریں۔

خلاصہ: زجر تسلیہ، دعوائے سورت، تخویف دنیوی، بشارت، تخویف اُخروی، تعلق انتہاء با بتداء۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے قلم کی گواہی پر۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کو دس دفعات پر جو تمہیں مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں سست کراتے ہیں۔

قلم سے کون سا قلم مراد ہے؟

(۳۲۴۱) قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَاءَ ابْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُوْلُوْنَ فِي الْقَدَرِ فَقَالَ عَطَاءٌ لَقِيْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ فَجَرٰى بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: عبدالواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں میں مکہ آیا میری ملاقات عطا بن ابی رباح سے ہوئی میں نے ان سے کہا اے ابو محمد ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو عطا نے بتایا میری ملاقات حضرت ولید بن عبادہ سے ہوئی تھی تو انہوں نے یہ بتایا تھا میرے والد حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس سے فرمایا تم لکھ دو تو اس نے ابد تک ہونے والی ہر چیز لکھ دی۔

سورۃ القلم کے شروع میں قلم کی قسم کھائی ہے، اس سے کونسا قلم مراد ہے؟ تین رائیں ہیں: اس حدیث سے متعلق تمام کلام اور بحث ابواب القدر کے آخری میں گزر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الحَاقَّةِ

باب ٦٧۔ سورۃ الحاقہ کی تفسیر

سورۃ الحاقۃ مکیہ: سورۃ الملک کے بعد ۷۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ٦٩ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴾

یہ دن کون سا ہوگا ﴿اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ القلم میں فرمایا تھا تبارک کے دعوئی میں آپ کو نرم کرنے کے لئے مشرکین نرمی کریں گے مگر آپ اس میں نرم نہ ہوں۔ اب اس سورۃ میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات ہیں دنیویہ بھی اور اُخرویہ بھی۔

خلاصہ: تخویف دنیوی کے پانچ نمونے، تخویف اُخروی، بشارتِ اُخرویہ، تخویف اُخروی، حقانیت وحی پر استدلال، دعوائے سورت۔

تخویف دنیوی کے پانچ نمونے:

①، ② قوم ثمود وعاد سے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝﴾

③ ﴿وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ﴾

③ ﴿وَالْمُؤْتَفِكٰتُ﴾ اُلٹی ہوئی بستیاں مراد ﴿اَهْلُ الْمُؤْتَفِكٰتُ﴾ ہیں یعنی ان بستیوں باشندے، مراد قوم لوط علیہ السلام ہے کیونکہ ان کی بستیوں کو تہ وبالا کر دیا گیا تھا۔ قرطبی، بیضاوی، روح۔

⑤ قوم نوح علیہ السلام ﴿اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝﴾

استدلال برصداقتِ وحی:

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝﴾ یہ علیحدہ جملہ ہے یہ ایک مکرم ومحترم رسول (محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے جسے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا رہا ہے یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی بات نہیں نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کاہن کا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں وہ نہ شاعر ہیں نہ کاہن مگر اس کے باوجود تم بہت کم مانتے اور نصیحت پکڑتے ہو یہ کلام رب العالمین کی طرف سے اُترا ہے یا ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝﴾ جواب قسم ہے اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور وحی الٰہی ہونے پر استدلال ہے تم بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کرتے ہو تو وحی کا بھی انکار نہ کرو اگر تم اس کے نزوک کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے۔

صداقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ﴾ یہ صداقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے یمین کا معنی قوت اور قدرت کے ہیں اگر بالفرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ذمے کوئی جھوٹی بات لگا دیتے تو ہم ان کو پوری قوت کے ساتھ مواخذہ کرتے اور ان کی رگ حیات کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو ہماری گرفت سے نہ بچا سکتا چونکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

دجال قادیان مرزا غلام احمد نے اس آیت سے اپنی صداقت پر استدلال کیا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اس کی رگ حیات کاٹ دی

جاتی مگر ایسا نہیں ہوا لہٰذا وہ اپنے دعویٰ میں مفتری ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا اگر قانون کی بنیاد بنایا جائے تو اس سے قانون اخذ ہوتا ہے کہ ہو سچے پیغمبروں کے لئے ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء کریں تو ان کی رگ حیات کاٹ دی جاتی ہے اس آیت کو نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جھوٹے دعویداروں کو تو بطور استدراج مہلت دی جاتی ہے تا کہ اپنی روسیاہی اور بدبختی میں مزید اضافہ کرلیں لہٰذا اللہ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قسم کے دوسرے دجالوں اور مفتریوں کو مہلت دینا بطور استدراج ہے اور یہ ان کی سچائی کی دلیل نہیں بلکہ ان کاذب اور مفتری ہونے کی واضح برہان ہے۔

دعویٰ سورۃ: یہ سورۃ کا دعویٰ ہے اللہ تعالیٰ کی ہر عیب اور ہر نوع شرک سے تنزیہ و تقدیس کرو اوران کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے آٹھ قسم کے فرشتوں پر ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ ...﴾ (آیت ۱۷)

② سورۃ ممتاز ہے اس عذاب پر جو قوم عاد پر سات رات اور آٹھ دن مقرر کیا گیا: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ﴾.

آٹھ پہاڑی بکروں کی روایت

(۳۲۴۲) زَعَمَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ وَّرَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِيْهِمْ اِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا اسْمُ هٰذِهِ قَالُوْا نَعَمْ هٰذَا السَّحَابُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالُوْا لَا وَاللهِ مَا نَدْرِيْ قَالَ فَاِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَّاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَاءُ الَّتِيْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّدَهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى السَّمَاءِ وَفَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى السَّمَاءِ وَاللهُ فَوْقَ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ اَلَا يُرِيْدُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ اَنْ يَّحُجَّ حَتّٰى نَسْمَعَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ.

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بطحاء کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ان لوگوں پر سے ایک بادل گزرا لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم لوگ جانتے ہو اس کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں اسے سحاب کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مزن بھی کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا عنان بھی کہتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا عنان بھی کہتے ہیں پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کیا تم لوگ جانتے ہو آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان (یہاں راوی کو شک ہے) اکہتر بہتر یا شاید تہتر برس (کی مسافت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں) کا

فاصلہ ہے اور اس سے اوپر جو آسمان ہے (ان دونوں کے درمیان) اتنا ہی فاصلہ ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ساتوں آسمانوں کے بارے میں یہی بات ارشاد فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے جس کی گہرائی اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے اس سمندر پر سمندر ہے جس کی گہرائی اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہوتا ہے ان کی پشت پر آٹھ فرشتے ہیں ان کے پاؤں اور ٹخنوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان فاصلہ ہے ان کی پشت پر عرش ہے جس کے نیچے والے حصے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی اوپر ہے۔

عبد بن حمید بیان کرتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے عبدالرحمٰن بن سعد حج کرنے کیوں نہیں جاتے تاکہ ان سے (براہ راست) ہی یہ حدیث سن لی جائے۔

(۳۲۴۳) عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِيُّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارٰی عَلٰی بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَقُوْلُ كَسَانِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بیان کرتے ہیں ان کے والد نے انہیں بتایا ہے انہوں نے بخارہ میں ایک شخص کو ایک خچر پر سوار دیکھا جس نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اس شخص نے یہ بتایا نبی اکرم ﷺ نے یہ عمامہ مجھے پہنایا ہے۔

سورۃ الحاقہ کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝﴾

"اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز یعنی قیامت کے روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ آٹھ پہاڑی بکروں والی روایت ذکر کرتے ہیں: رہا یہ معاملہ کہ عرش رحمٰن کیا چیز ہے اس کی حقیقت اور شکل وصورت کیا ہے اور فرشتوں نے اسے کس طرح اٹھایا ہوا ہے۔ اور اللہ جل شانہ عرش پر جلوہ افروز ہیں، سلف صالحین صحابہ وتابعین کا مسلک اس جیسے تمام معاملات میں یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ اس سے جو کچھ اللہ جل شانہ کی مراد ہے وہ حق ہے اگرچہ اس وقت اس کی حقیقت اور کیفیت معلوم نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث حدیث الاوعال (پہاڑی بکروں والی روایت) کہلاتی ہے، یہ حدیث حسن ہے یعنی اس کے راوی ٹھیک ہیں، مگر اعلیٰ درجہ کی نہیں، چنانچہ صحیحین میں روایت نہیں لی گئی۔

اور مضمون حدیث کے سلسلہ میں دو باتیں غور طلب ہیں:

(۱) ترمذی وغیرہ کی روایت میں اکہتر یا بہتر یا تہتر سالہ مسافت کا ذکر ہے، اور اس کو تکثیر پر محمول نہیں کیا جا سکتا، تین عددوں میں تردید اس سے مانع ہے، جبکہ عام روایات میں اور شعیب کی اسی روایت میں پانچ سو سالہ مسافت کا ذکر ہے، یہ صریح تعارض ہے۔

(۲) سورۃ الحاقہ میں اس کی صراحت ہے کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور اس روایت میں یہ ہے کہ اس وقت اس کو آٹھ پہاڑی بکرے اٹھائے ہوئے ہیں، یہ بات نص قرآنی کے خلاف ہے۔

پس ان وجوہ سے یہ حدیث صحیح نہیں، اور صفات میں حدیث کا صحیح ہونا ضروری ہے، البتہ عرش الٰہی کا قرآن کریم سے قطعی ثبوت ہے، اور استواء علی العرش کا مضمون سات آیتوں میں آیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا بھی سورۃ الملک کی دو آیتوں میں آیا ہے، اور یہ بات ناقابل تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی جہت میں ہیں نہ مکان میں، کیونکہ جہت ومکان مخلوق ہیں اور خالق مخلوق میں نہیں ہوسکتا، اور یہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ مخلوق کے مشابہ ہیں نہ ان کی صفات کی کیفیت کوئی جانتا ہے، پس عرش پر اللہ کے استواء کو ماننا اور اللہ کے آسمان میں ہونے کو ماننا ضروری ہے، باقی تفصیلات کو اللہ کے حوالے کرنا چاہئے۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ

باب ٦٨۔ سورۃ المعارج کی تفسیر

سورۃ المعارج مکیہ: سورہ الحاقہ کے بعد ۷۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿ اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ ﴾

اس سورۃ میں ﴿ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ ﴾

ربط معنوی: سورۃ حاقہ میں دعویٰ تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اُخروی تخویف سنائی گئی اب چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس دعوے کے انکار پر باز آجاتے اور توحید ورسالت پر ایمان لے آتے۔ مگر اس کے بجائے وہ اُلٹا اللہ تعالیٰ سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں ﴿ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ ﴾ (المعارج)

خلاصہ: زجر، تخویف اُخروی، بشارتِ اُخرویہ، زجر برائے مشرکین۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس دن کے بیان پر جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

② سورۃ ممتاز ہے اس بیان پر کہ انسان لالچی پیدا ہوا ہے ﴿ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ ﴾ (آیت ۱۹)

(۳۲۴۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ (كَالْمُهْلِ) قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قَرَّبَهٗ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں ہے)۔

"پگھلے ہوئے تانبے کی مانند۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس سے مراد تیل کی تلچھٹ ہے یعنی جب وہ جہنمی اسے اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔

سورۃ المعارج کی (آیت ۸) ہے: ﴿ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ ﴾

"جس دن آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوجائے گا۔"

اور یہی تشبیہ سورۃ الدخان (آیت ۴۵) میں بھی آئی ہے، مگر وہ جہنمیوں کے کھانے (زقوم) کے سلسلہ میں آئی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے بھی ابواب صفۃ جہنم ۴ میں۔

سُوْرَةِ نُوْح

سورۃ نوح کی تفسیر

سورۃ نوح مکیہ: سورۃ النحل کے بعد ۷۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۱ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۙ عَلٰۤی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ﴾ اس سورۃ میں اس پر مثال دی کہ قوم نوح کو ہلاک کیا ﴿اَنْ نُّبَدِّلَ ای اَنْ نُّهْلِكَهُمْ﴾۔

ربط معنوی: سورۃ ملک سے لے کر سورۃ جن تک مضمون کے اعتبار سے گویا ایک ہی سورۃ ہے۔ سورۃ ملک میں عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ پھر سورۃ القلم میں فرمایا اس مسئلہ میں نرمی نہ کریں اس کے بعد الحاقہ میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات اور ماننے والوں کے لئے تبشیرات کا بیان ہوا۔ پھر المعارج میں معاندین پر زجر کیا گیا کہ وہ عذاب سے ڈر کر ماننے کے بجائے اُلٹا عذاب طلب کر رہے ہیں۔ اس سورۃ نوح علیہ السلام اور سورۃ جن دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا سورۃ نوح علیہ السلام میں دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام مذکور ہے۔

خلاصہ: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت، قوم کا انکار و استکبار، استیصال (ہلاکت کفار) کا ایک نمونہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے ضمن میں دلائل نقلیہ۔ حاصل یہ ہے کہ تبلیغ توحید میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھو۔ اور مشرکین کی مخالفت اور ایذاء پر صبر کرو اور تبلیغ کا کام جاری رکھو۔

دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام: ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا... تا... لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور انکار و استکبار کی صورت میں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

دلائل عقلیہ: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝... تا... لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝﴾ یہ ترہیب (ڈرایا گیا) ہے اور دلائل عقلیہ کا ذکر ہے تَرْجُوْنَ اے تَخَافُوْنَ یا تَعْتَقِدُوْنَ اور وَقَارًا کے معنیٰ ہیں عظمت وجلالت، تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو جس نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور معبودانِ باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو اور ان کو برکات دہندہ کیوں سمجھتے ہو۔

﴿وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾ حضرت نوح علیہ السلام نے ان عقلی دلائل کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا کہ اپنی پیدائش پر غور کرو اور دیکھو اللہ پاک نے تمہیں کس طرح مختلف احوال سے گذار کر پیدا فرمایا۔ ﴿اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ﴾ اپنی پیدائش کے علاوہ ذرا اُوپر کی طرف آسمانوں کو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی قدرت وصنعت سے تہ بتہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان میں چاند اور سورج کو روشن کیا قمر کو نور اور شمس کو سراج (چراغ) فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہے کیونکہ اندھیرے میں روشنی خود اس کے اندر ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے مستفاد نہیں ہوتی۔ تفسیر مظہری والا کہتا ہے کہ شائد ہوسکتا ہے ﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝﴾ سے یہ بتانا مقصود ہو کہ قمر کا نور سورج سے مستفاد ہے کیونکہ نور یہ سراج سے مستفاد ہوتا ہے۔ (مظہری ج ۱۰ ص ۷۵)

﴿وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا﴾ ایک مطلب تو یہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا یا مطلب ہے کہ جن نطفوں سے تم کو پیدا کیا وہ زمین سے حاصل ہوئی والی غذا سے پیدا ہوتے ہیں ﴿ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ ...الآیہ﴾ مرنے کے بعد زمین میں دفن ہو اور قیامت کے دن دوبارہ اُٹھنا مراد ہے ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ ...الآیہ﴾ زمین کو ہموار بنایا کھلا بنایا تا کہ اس میں کشارہ رستے بنائے جائیں۔ جب ان سب صفات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے کہ اللہ پاک نے یہ سب کچھ بنایا ہے تو پھر سمجھ جاؤ تمہارا معبودِ حقیقی وہ ہے اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور خود ساختہ معبودوں کو چھوڑ دو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دن اور رات توحید کی طرف دعوت دی۔ (آیت ۵)

② سورۃ ممتاز ہے قوم نوح کے ان پانچ بزرگوں پر جن کی عبادت کیا کرتے تھے ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ (آیت ۲۳)

وَمِنْ سُوْرَةِ الْجِنِّ

باب ۶۹۔ سورۃ الجن کی تفسیر

سورۃ الجن مکیه: سورۃ الاعراف کے بعد ۴۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ نوح میں ﴿عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ﴾ پر استشہاد کیا۔ اس سورۃ میں فرمایا کہ کچھ مردتم سے بہتر ہیں اور وہ کون ہے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں دعویٰ تبارک پر حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیلی ذکر کی گئی۔ اب سورۃ جن میں جنات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات بھی قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو توحید کا وعظ کرنے لگے۔

خلاصہ: دلیل نقلی از جنات، تخویف وتبشیر، دعویٰ توحید کا ذکر بطور ثمرہ۔

دلیل نقلی از جنات: ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ .... تا ... فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾

دلیل نقلی از جنات دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اس پر کہ جنات کہتے تھے کہ ہم نے نا آشنا کتاب سنی ہے ﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا﴾ (آیت ۱)

② سورۃ ممتاز ہے جنات کے کہنے پر کہ ﴿وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾ (آیت ۲)

سورۃ الجن کا شان نزول

(۳۲۴۵) قَالَ مَا قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَاٰهُمْ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَّقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَا لَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ فَقَالُوْا مَا حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ اِلَّا اَمْرٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقُوْا يَضْرِبُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُوْنَ مَا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرُ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةَ

عَامِدًا اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَّهُوَ يُصَلِّیْ بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِیْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَا (اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّهٖ ﷺ (قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ) وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو جنات کے سامنے تلاوت کی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ عکاظ کے میلے کی طرف جارہے تھے اس دوران شیاطین اور آسمان کی طرف سے آنے والی اطلاعات کے درمیان رکاوٹ آچکی تھی اور ان شیاطین پر شہاب ثاقب چھوڑے جارہے تھے وہ شیاطین اپنی قوم میں واپس آئے اور بولے تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمارے اور آسمان کے درمیان رکاوٹ آگئی ہے اور ہمارے اوپر شہاب ثاقب چھوڑے جارہے ہیں تو کچھ جنات نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز رونما ہوئی ہے تم لوگ روئے زمین کا جائزہ لو کہ وہ کون سی چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں پھر وہ لوگ پوری روئے زمین کا جائزہ لینے کے لیے چل پڑے کہ وہ کون سی چیز ہے جو ان کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گئی ہے ان میں سے کچھ لوگ وادی تہامہ کی طرف بھی آئے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک کھجور کے باغ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے میلے کی طرف جارہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ساتھیوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے جب ان شیاطین نے قرآن کو سنا تو اسے غور سے سننے لگے اور بولے اللہ کی قسم یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہاں سے وہ لوگ اپنی قوم میں واپس چلے گئے اور بولے اے ہماری قوم (اس کے بعد کے الفاظ قرآن کے ہیں)۔

"بے شک ہم نے قرآن پاک کو بہت حیرت انگیز چیز کے طور پر سنا ہے وہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں ہم کسی کو بھی اپنے پروردگار کا شریک نہیں سمجھتے۔"

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ سورۃ نازل کی: "تم یہ فرمادو میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے جب جنات کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔" (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جنات کی یہ بات وحی کی گئی تھی۔

(۳۲۴۶) وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا) قَالَ لَمَّا رَاَوْهُ يُصَلِّیْ وَاَصْحَابُهٗ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ فَيَسْجُدُوْنَ بِسُجُوْدِهٖ قَالَ تَعَجَّبُوْا مِنْ طَوَاعِيَةِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ (لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا).

ترجمہ: اسی سند کے ہمراہ یہ بات منقول ہے یہ قول جنوں کا ہے (جسے قرآن نے نقل کیا ہے) تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے میں جانے کے ساتھ ہی سجدے میں جا رہے تھے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ لوگ اس بات پر بہت حیران ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح پیروی کر رہے تھے انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔

”تو جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو وہ جنات اکٹھے ہو کر (اس کے گرد جمع ہو گئے)۔“

(۳۲۴۷) قَالَ كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُوْنَ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْيَ فَإِذَا سَمِعُوا الْكَلِمَةَ زَادُوْا فِيْهَا تِسْعًا فَأَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُوْنُ حَقًّا وَأَمَّا مَا زَادُوْهُ فَيَكُوْنُ بَاطِلًا فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنِعُوْا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِإِبْلِيْسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُوْمُ يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُمْ إِبْلِيْسُ مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ فَبَعَثَ جُنُوْدَهُ فَوَجَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا يُصَلِّيْ بَيْنَ جَبَلَيْنِ أُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقُوْهُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هٰذَا الَّذِيْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پہلے جنات آسمان کی طرف جاتے تھے اور وہاں سے وحی کو سن لیتے تھے جب وہ کوئی بات سنتے تھے تو اس میں نو چیزوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے تھے اس لیے انہوں نے جو بات سنی ہوتی تھی اس میں سے کوئی بات سچ ثابت ہو جاتی تھی لیکن جو انہوں نے اضافہ کیا ہوتا تھا وہ بات غلط ثابت ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ان کی یہ سہولت ختم ہو گئی انہوں نے ابلیس کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ اس سے پہلے تو انہیں کبھی ستاروں کے ذریعے نہیں مارا گیا تو ابلیس نے ان سے کہا زمین میں کوئی نئی صورت حال رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے پھر اس نے اپنے لشکر (مختلف سمت) میں بھیجے تو ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو پہاڑوں کے درمیان وضو کرتے ہوئے پایا (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حدیث میں مکہ کے بھی الفاظ ہیں پھر وہ جنات ابلیس سے ملے اور اسے اس بارے میں بتایا تو وہ بولا یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں نیا رونما ہوا ہے۔

تشریح: فائدہ: (۱) جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جو اسی زمین پر بسی ہوئی ہے، اور انسانوں کی طرح جسم اور عقل و شعور رکھتی ہے، مگر ہماری نظروں سے اوجھل ہے، کیونکہ وہ ہم سے لطیف ہے، اور کثیف کو لطیف نظر نہیں آتا، جیسے ہمیں ہوا نظر نہیں آتی۔ اور جنات میں انسانوں کی طرح نر و مادہ ہوتے ہیں، اور ان میں توالد و تناسل بھی ہوتا ہے، اور وہ ہماری طرح مکلف ہیں، مگر اب ان میں رسالت کا سلسلہ باقی نہیں رہا، آدمؑ سے پہلے کیا صورت تھی: وہ معلوم نہیں۔

انطلق رسول اللہ ﷺ فی طائفۃ من اصحابہ.

اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر طائف میں صرف حضرت زید بن حارثہ تھے پھر حدیث میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ الفاظ کیسے ذکر کیے ہیں؟

جواب ①: ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کی طرف کئی سفر ہوئے ہوں جس میں ایک دفعہ تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ساتھ

ہوں اور پھر کسی موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں اس لیے دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

جواب ②: سفر طائف سے واپسی پر ایک ایک کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے یوں ایک جماعت کی شکل بن گئی اس لیے حدیث میں فی طائفۃ من اصحابہ کہا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

سورت مزمل کی تفسیر

سورۃ القلم کے بعد ۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا: ﴿وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ پر اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کا نماز میں قیام ایک بہت ہی خوبصورت چیز ہے لہٰذا فرمایا ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴾

ربط معنوی: سورۃ مزمل اور مدثر دونوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ حاصل ربط یہ ہے کہ گزشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کا ایک پہلو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں علی وجہ الکمال بیان ہو چکا ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ، ثمرات دلائل، تخویفات، اور تبشیرات کے اسالیب مختلفہ وعناوین متنوعہ کے ساتھ اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون مفصل ومدلل ہو چکا۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہیں کیونکہ ہدایت کی راہ قرآن ہی سے معلوم ہوتی ہے اور توحید پر ثابت قدم رہیں، یہی مسئلہ سارے قرآن کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ ﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ﴾ (سورۃ مزمل) اور پھر صرف تلاوت قرآن پر ہی اکتفا نہ کریں۔ بلکہ اس میں جو احکام مذکور ہیں خصوصاً مسئلہ توحید ان کی تبلیغ بھی فرماتے رہیں۔ ﴿قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ (سورۃ مدثر)

خلاصہ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ... تا ... فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾

امر اوّل: رات کا کچھ حصہ قیام کریں اور اس میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجالائیں اور اس کے سوا کسی کو کارساز نہ بنائیں۔

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ... تا ... وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا﴾

امر دوم: تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ، کفار کی باتوں سے آزردہ خاطر نہ ہوں، ان کو چھوڑ دیں، میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

﴿اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۙ ... تا ... وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا﴾

تخویف اُخروی برائے کفار ومشرکین: ہم نے ان کے لئے مختلف انواع واقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو قیامت کے دن مبتلا کیا جائے گا۔

﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ ... تا ... فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا﴾

تخویف دنیوی: ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو تمہیں دعوت دیتا ہے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔ فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی اور اس کی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو سخت عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ اگر تم نے بھی اس عظیم الشان رسول کی دعوت کو رد کر دیا تو تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ... تا... كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴾

تخویف اُخروی: کفروشرک اور عصیان وطغیان کی سزا صرف دنیا ہی میں بس نہیں ہوگی بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ﴾ ترغیب الی الایمان واتباع القرآن

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ﴾ الی آخرالسورۃ۔ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور کمزور بھی ہوں گے مسافر اور مجاہد بھی، اس لئے قیام اللیل میں تم پر سختی نہیں کی گئی، بلکہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جس قدر چاہو قیام کرو اور جس قدر آسانی سے تلاوت کرسکو اسی قدر اس میں تلاوت کرو۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴾ اصل اَلْمُتَزَمِّلُ تھا فاء تفعل کی جگہ زاء آگئی اس لئے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کردیا گیا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ مزمل کے بیان پر ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴾

② سورۃ ممتاز ہے تین قسم کے گروہوں پر مدرسین، مجاہدین اور خادمین پر۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

باب ۷۰۔ سورۃ المدثر کی تفسیر

سورۃ المدثر مکیہ: سورۃ المزمل کے بعد ۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ رات کو تھوڑا سا کھڑے ہوں، قرآن کے مضامین پر غور وفکر کرنے کے لئے۔ اس سورۃ میں ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴾ یعنی ان مضامین قرآن کے ساتھ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اگر وہ ایمان نہ لائے۔

ربط معنوی: سورۃ مزمل میں فرمایا قرآن کی تلاوت میں مصروف رہو اور توحید پر قائم رہو۔ اب سورۃ مدثر میں فرمایا تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی دعوت یعنی مسئلہ توحید اور اس کے دوسرے احکام کی تبلیغ بھی کرو۔

خلاصہ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ... تا... وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴾ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ، اللہ کی توحید بیان کرو اور شرک سے اس کی تقدیس وتنزیہ کرو ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴾ تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ۔

﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ... تا... غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴾ **تخویف اُخروی:** قیامت کا دن کافروں کے لئے نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔

﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ... تا... لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴾ زجر برائے معاندین، یا برائے ولید بن مغیرہ۔

﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ... تا... وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴾ تخویف اُخروی وزجر۔

﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ... تا... كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴾ زجر۔

﴿اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴾ بشارت اُخرویہ۔

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ ... تا ... فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝﴾ تخویف اُخروی۔

یہ معاندین اب تو نہیں مانتے، لیکن قیامت کے دن اپنے جرم و گناہ کا اعتراف کریں گے اور کہیں گے آج ہم انہی گناہوں کی سزا پا رہے ہیں۔

﴿فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝﴾ تا آخر سورۃ، زجر، پند و نصیحت اور دعوت توحید سے وہ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے گدھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں براہِ راست اللہ کی طرف سے پیغام آئے، مگر یہ ناممکن ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝﴾ اصل میں متدثر تھا فائے تفعل میں دال واقع ہونے کی وجہ سے تائے تفعل کو دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے لفظ مدثر پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ جو کوئی قرآن سے اعراض کرے ان کی مثال خوف زدہ گدھوں کی مانند ہے ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝﴾

ا۔ ابتدائی پانچ آیتوں کا شانِ نزول

(۳۲۴۸) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَائَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُثِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ (يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ وحی کا سلسلہ رک جانے کا تذکرہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے اپنی حدیث میں یہ بات بیان کی ایک دن میں جا رہا تھا میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی میں نے اپنا سر اٹھا کے دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا مجھ پر رعب کی کیفیت طاری ہوگئی اور میں واپس آ گیا اور میں نے (خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا) مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دو تو انہوں نے مجھے اوڑھنے کے لیے کچھ دیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

"اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور اپنی (قوم کو ڈراؤ)۔"

یہ آیات یہاں تک ہیں "اور گندگی سے دور رہو۔" (راوی بیان کرتے ہیں) یہ نماز کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

صحیح روایت میں یہ بات منقول ہے کہ سب سے پہلے سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں پھر کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ بند رہا جس کو فترت وحی کا زمانہ کہا جاتا ہے اسی زمانہ فترت کے آخر میں یہ واقعہ پیش آیا جو ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ اوپر سے کچھ آواز سنی تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھا کہ وہی فرشتہ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام جو غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان کے نیچے فضا میں ایک معلق کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر وہی طبعی رعب اور ہیبت کی کیفیت طاری ہوگئی جو غار حرا میں ہوئی تھی سخت سردی اور کپکپی کے احساس سے

آپ ﷺ گھر میں واپس تشریف لے گئے اور فرمایا: زملونی زملونی اس پر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ گھبرا کر گھر لوٹے اور کپڑوں میں لپٹ گئے، اسی وقت سورۃ المدثر کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں، بقیہ سورت بعد میں نازل ہوئی۔

۲۔ صعود: آگ کا پہاڑ ہے

(۳۲۴۹) قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يَّتَصَعَّدُ فِيْهِ الْكَافِرُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ثُمَّ يُهْوٰى بِهٖ كَذٰلِكَ فِيْهِ اَبَدًا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں صعود جہنم کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ستر برس تک چڑھایا جائے گا پھر اتنے عرصے میں اسے نیچے کی طرف لڑھکایا جائے گا ایسا اس کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

سورۃ المدثر کی (آیت ۱۷) ہے: ﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا﴾: عنقریب میں کافر کو (مرنے کے بعد) صعود پر چڑھاؤں گا۔ اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا: صعود: آگ کا ایک پہاڑ ہے، جس پر کافر ستر سال تک چڑھے گا یعنی اتنی مدت میں چوٹی پر پہنچے گا، پھر وہ جہنم میں گرے گا، اسی طرح تا ابد کرتا رہے گا (یہ حدیث ابن الهیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے اور یہ حدیث اسی سند سے پہلے ابواب صفۃ جہنم میں آچکی ہے)۔

۳۔ جہنم کے ذمہ دار فرشتے انیس ہیں

(۳۲۵۰) قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِاُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ حَتّٰى نَسْاَلَ نَبِيَّنَا فَجَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غُلِبَ اَصْحَابُكَ الْيَوْمَ قَالَ وَبِمَا غُلِبُوْا قَالَ سَاَلَهُمْ يَهُوْدُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ فَمَا قَالُوْا قَالَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ حَتّٰى نَسْاَلَ نَبِيَّنَا قَالَ اَفَغُلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوْا عَمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ فَقَالُوْا لَا نَعْلَمُ حَتّٰى نَسْاَلَ نَبِيَّنَا لٰكِنَّهُمْ قَدْ سَاَلُوْا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً عَلَيَّ بِاَعْدَاءِ اللّٰهِ اِنِّيْ سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَاؤُوْا قَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ هٰكَذَا هٰكَذَا فِيْ مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَّفِيْ مَرَّةٍ تِسْعَةٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ فَسَكَتُوْا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوْا خُبْزَةٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کچھ یہودیوں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا تمہارے نبی یہ جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے ہیں؟ تو صحابہ نے جواب دیا ہمیں نہیں معلوم ہم آپ ﷺ سے یہ دریافت کریں گے پھر ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی اے حضرت محمد ﷺ آج آپ کے اصحاب مغلوب ہو گئے آپ ﷺ نے دریافت کیا وہ کس وجہ سے مغلوب ہو گئے؟ تو اس شخص نے بتایا یہودیوں نے ان سے دریافت کیا تھا کہ کیا آپ ﷺ کے نبی یہ بات جانتے ہیں کہ جہنم کے نگران کتنے (فرشتے ہیں)؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا پھر ان لوگوں نے کیا جواب دیا؟ اس شخص نے بتایا ان لوگوں نے یہ جواب دیا ہمیں اس بارے میں پتہ نہیں ہے ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا اس قوم کو مغلوب قرار دیا جائے گا؟ جس سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا تو انہوں

نے جواب میں کہا ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے ہم اس بارے میں اپنے نبی ﷺ سے دریافت کریں گے (حالانکہ دوسری طرف) ان (یہودیوں کا) اپنا حال یہ ہے انہوں نے اپنے نبی سے سوال کیا اور کہا ظاہری آنکھوں سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروائیں اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کو میرے پاس لے کر آؤ میں ان سے جنت کی مٹی کے بارے میں دریافت کروں گا جو آٹے کی ہے (راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ آئے تو ان لوگوں نے کہا اے ابو القاسم جہنم کے نگران کتنے (فرشتے ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا اتنے اور اتنے ہیں (راوی نے ایک مرتبہ ۱۰ کا عدد ذکر کیا ہے اور ایک مرتبہ ۹ کا عدد ذکر کیا ہے) ان لوگوں نے جواب دیا جی ہاں ایسا ہی ہے پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا جنت کی مٹی کس چیز سے بنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں وہ لوگ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر بولے اے ابو القاسم کیا وہ روٹی کی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا روٹی میدے سے بنتی ہے۔

سورۃ المدثر کی (آیت ۳۰) ہے: ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝﴾ یعنی جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں (ان میں سے ایک مالک ہیں) اور اس عدد خاص کی حکمت قطعی طور پر معلوم نہیں، البتہ یہ انیس افسر ہیں اور ہر ایک کے ماتحت کتنے فرشتے ہیں؟ اس کو اللہ تعالیٰ بہتر ہیں)۔

(۳۲۵۱) اَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا اَهْلُ اَنْ اُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِيْ فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِيَ اِلٰهًا فَاَنَا اَهْلُ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ.

تَرْجَمَہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں یہ فرمایا "وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس بات کا اہل ہے کہ اس سے مغفرت طلب کی جائے۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے جو شخص مجھ سے ڈرے گا اور کسی دوسرے کو میرے ساتھ معبود قرار نہیں دے گا تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ اس شخص کی مغفرت کر دوں۔

اللہ سے ڈرنے کا حکم:

اس آیت کی تفسیر حدیث قدسی سے امام ترمذی نے ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا اہل ہے کہ ہر حال میں اسی سے ڈرا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے اور اللہ ہی ایسی ذات ہے جو بڑے سے بڑے مجرم گنہگار کو اس کے سب گناہ جب چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں اور کسی کا یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا لہٰذا اسی کے در کو مضبوطی سے تھاما جائے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں تقویٰ کی دولت عطا فرما دے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقِيَامَةِ

باب ۷۱۔ سورۃ القیامۃ کی تفسیر

سورۃ القیامۃ مکیہ: سورۃ القارعہ کے بعد ۳۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں جہنمیوں کے دو مقولے ذکر کیے ﴿وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ قیامت کو جھٹلاتے ہیں۔ اور ﴿كَلَّا ۭ بَلْ لَّا

يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾ ای یخافون قیام الساعۃ ﴾ قیامت کے قائم ہونے سے نہیں ڈرتے۔ اس سورۃ میں فرمایا: ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾﴾ مقصود ان کے خیال کو زعمِ باطل کارد ہے۔

ربط معنوی: مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزاء وسزا کا بھی انکار کرتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب سورۃ قیامۃ سے لے سورۃ الطارق کے آخر تک علی سبیل الترقی قیامت کا ثبوت ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل الاُصول ہے اس لئے اس کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ایک میں مسئلہ توحید مذکور ہوگا اور ایک میں مذکور نہیں ہوگا۔

خلاصہ: ﴿لَآ اُقْسِمُ ... تا ... بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾﴾ ثبوت قیامت کے لئے دو شاہد۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ ... تا ... اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾﴾ دعوائے سورۃ وزجر برائے منکرین قیامت۔ انسان کے ڈھانچے کو دوبارہ برابر کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ہم تو انگلیوں کی پوریں بھی برابر کردیں گے۔

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ ... تا ... وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾﴾ تخویف اُخروی۔

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ ... تا ... ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾﴾ جملہ معترضہ جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو اکٹھا کرسکتا ہے سورج اور چاند کو جمع کرسکتا ہے اور انسان کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے سکتا ہے وہ قرآن کو بھی آپ کے سینے میں جمع کرسکتا ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ ... تا ...﴾ بشارت اُخرویہ۔

﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ ... تا ... اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ اِلْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾﴾ تخویف اُخروی۔

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ ... تا ... ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾﴾ زجر۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ ... تا ... آخر سورہ﴾ زجر متعلق بابتدائے سورت۔ انسان کو بیکار اور بلامقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ جس قادر مطلق نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ لا اقسم... لا زائد ہے جو کلام عرب میں تاکید کے لئے آتا ہے جواب قسم محذوف ہے بقرینہ مابعد ای لتبعثن ولتحاسبن۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نفس لوامہ پر آیت ۲۔

② سورۃ ممتاز ہے قیامت کے دن انسان کے جوڑوں کے برابر ہونے پر ﴿بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿٤﴾﴾ (آیت ۴)

ا۔ نبی ﷺ کو قرآن یاد نہیں کرنا پڑتا تھا، خود بخود یاد ہوجاتا تھا

(۳۲۵۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ) قَالَ فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپ ﷺ زبان کو حرکت دے کر اس کو پڑھتے تھے اور اسے یاد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔

"تم اس کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو تاکہ تم جلدی اس کو سیکھ لو۔"

راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اس کے لیے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے پھر اس راوی نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر یہ بات بتائی سفیان نامی راوی نے بھی اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تھی۔

سورۃ القیامہ کی (آیات ۱۶۔۱۹) ہیں: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝﴾

۲۔ اعلیٰ درجے کے جنتی صبح و شام اللہ کی زیارت کریں گے

(۳۲۵۳) اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَّاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جنت میں سب سے زیادہ کم تر مرتبہ اس شخص کا ہوگا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اپنے خدام اور اپنے پلنگوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے فاصلے سے دیکھ سکے گا اور ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو صبح و شام اس کا دیدار کرے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے جو اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

سورۃ القیامۃ کی (آیات ۲۲، ۲۳) ہیں: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ ان آیات کی تفسیر میں حدیث۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ

۷۶۔ سورۃ الدھر کی تفسیر

سورۃ الدھر مکیۃ: سورۃ الرحمٰن کے بعد ۹۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں انسان کی تکمیل جسمانی کا ذکر ہے۔ ﴿اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝﴾ اس سورۃ میں تکمیل روحانی کا ذکر ہے ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝﴾

ربط معنوی: سورۃ قیامۃ میں منکرین حیات کو تخویف سنائی گئی ہے اور زجر و شکوہ کیا گیا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اب سورۃ دہر میں بطور ترقی ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ... تا ... فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝﴾ میں ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو انسان پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس کو ایک معمولی قطرہ آب سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنا دیا تو معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نشاۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔ نیز سورہ قیامۃ میں صرف تخویف کا ذکر تھا، لیکن اصل دعوائے توحید مذکور نہیں تھا اب سورۃ میں۔ مسئلہ توحید یعنی نفی شرک فی العبادۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ قیامۃ میں بشارت کا ذکر تھا لیکن "دہر" میں بشارت اُخرویہ کا ذکر بہت زیادہ ہے۔

خلاصہ: ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ ... تا ... اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝﴾ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرہ

منی سے انسان کو پیدا کرسکتا ہے وہ قیامت کے دن اُسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

﴿اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ ... الآیہ﴾ تخویف اُخروی۔

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ ... تا ... وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ بشارت اُخرویہ۔

ابرار کے لئے جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان ہے۔ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ... الآیہ﴾ ترغیب الی القرآن۔

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ... الآیہ﴾ تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ۔

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً .... الایتین﴾ بیان توحید۔ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حشر ونشر اور توحید کی تبلیغ کریں، اگر راہِ حق اور فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں تکلیفیں آئیں تو صبر واستقامت سے کام لیں۔

﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ ... الآیہ﴾ یہ زجر ہے۔ اس میں سورۃ قیامۃ کی آیتوں ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۭ﴾ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ تم دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ تمہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیے۔

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ... الآیہ﴾ ہم نے اُن کو پہلی بار پیدا کرلیا تھا، تو کیا دوبارہ ہم ان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟

﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ... الآیہ﴾ یہ بیان پند ونصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کرلے۔

﴿يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ﴾ بشارت ﴿وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ تخویف۔

﴿هَلْ اَتٰى﴾ هَل یہاں باتفاق مفسرین تاکید کے لئے بمعنی قد اتفقوا علی ان ھٰھنا وفی قوله تعالیٰ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ.

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا مرکب نطفے سے پیدا کرنے پر ﴿مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے شیشے کے گلاسوں پر ﴿وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا﴾

سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّه

۷۷۔ سورۃ المرسلات کی تفسیر

سورۃ المرسلات مکیہ : سورۃ الھمزہ کے بعد ۳۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۷ نمبر پر ہے۔

ربط : سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا﴾ اور فرمایا: ﴿وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ اس سورۃ میں قیامت کے دن کو تفصیل سے بیان کیا۔

ربط معنوی: سورۃ دہر میں پیدا کرنے کا نمونہ ذکر کیا گیا تاکہ اس سے حشر ونشر سمجھا جاسکے۔ اب سورۃ مرسلات میں بطورِ ترقی حشر ونشر کے بعد ثواب وعذاب کا نمونہ ذکر کیا جائے گا۔

﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ... تا ... اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾ دیکھو! یہ ہوائیں کہیں نرم چلتی ہیں اور کہیں تند، اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی سے سختی۔

خلاصہ: ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ... تا ... اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ﴾ یہ آخرت میں نرمی اور سختی کا ایک دنیوی نمونہ ہے۔

﴿فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ... تا ... وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ یہ تخویف اُخروی ہے۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن

جب قیامت بپا ہوگی تو ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔ مگر اس وقت ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔

﴿اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝﴾ ... تا ... ﴿كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝﴾ یہ تخویف دنیوی ہے جس طرح ہم نے پہلے مکذبین کو ہلاک کیا ہے۔ اسی طرح ہم پچھلوں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝﴾ ... تا ... ﴿فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝﴾ حشر ونشر پر پہلی عقلی دلیل۔

جس طرح ہم نے پہلے تمہیں ایک حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کر لیا تھا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝﴾

دوسری عقلی دلیل: ﴿وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ﴾

تیسری عقلی دلیل: ﴿وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝﴾ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کی جامع بنایا۔ اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھدیئے اور تمہارے پینے کے لئے میٹھا پانی مہیا کر دیا، کیا اب بھی اس کی ناشکری کرو گے۔ اس کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ کا انکار کرو گے۔

﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝﴾ تخویف اُخروی۔

جہنم کے عذاب کی بعض تفصیلات:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝﴾ ... تا ... ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ یہ مومنوں کے لئے بشارت اُخرویہ ہے۔

مومنوں کے لئے جنت میں ٹھنڈی چھاؤں، مشروبات کے چشمے اور حسب منشاء میوے ہوں گے۔

﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝﴾ آخر کافروں کے لئے زجر وتوبیخ ہے۔

امتیازات:

① سورۃ ممتاز ہے دس مرتبہ لفظ ویل پر۔

② سورۃ ممتاز ہے انبیاء کو بیان کے لئے وقت دینے پر ﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝﴾

سورة النباء مكيه

۷۸۔ سورۃ نباء کی تفسیر

سورۃ النباء مکیہ: سورۃ المعارج کے بعد ۷۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۸ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں دلائل حشر ونشر کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: سورۃ نباء میں ﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝﴾ (سورۃ المرسلات آیت نمبر ۷) کی تفسیر کی گئی ہے انعامات دنیویہ ذکر کئے گئے ہیں عذابات دنیویہ مقایسۃً چھوڑ دیئے گئے۔ (دنیوی مصیبتوں کو دنیوی نعمتوں پر قیاس کر لو کہ مصیبتیں بھی اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں) تو جس طرح دنیا میں انعامات اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی پر انعامات ہوں گے اور کوئی عذاب ومصیبت میں مبتلا ہوگا۔ نیز مرسلات میں محض تخویفات تھیں اور اس میں توحید کا ذکر نہیں تھا۔ اب سورۃ نباء میں توحید کا بیان بھی ہوگا۔ ﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ... تا... وَقَالَ صَوَابًا﴾

خلاصہ: ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ... تا... ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ﴾ زجر برائے منکرین قیامت۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا... تا... وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا﴾ دنیوی نعمتوں کا ذکر ہے۔

ربط میں جس طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا... تا... فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا﴾ تخویف اُخروی۔

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا... تا... جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا﴾ بشارتِ اُخرویہ ہے۔

﴿رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... تا... وَقَالَ صَوَابًا﴾ مقصودِ اعلیٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان ہے معبودانِ باطلہ سے شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے۔

﴿ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ... تا... آخر﴾ تخویف اُخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان دس چیزوں پر جو شریک ہیں مالداروں اور غریبوں کے مابین۔

② سورۃ ممتاز ہے قیامت میں کافروں کے افسوس پر ﴿يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ

۷۹۔ سورۃ النازعات کی تفسیر

سورۃ النازعات مکیہ: سورۃ النباء کے بعد ۸۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۷۹ نمبر پر ہے۔

ربط: حشر ونشر کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: سورۃ نباء میں انعامات ذکر کئے گئے اور مصائب کا ذکر ترک کر دیا گیا تاکہ وہ مقایسۃً مفہوم ہو جائیں اس میں اشارہ تھا کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ مؤمنوں پر انعامات اور کافروں پر عذاب اب سورۃ النازعات میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں سے نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو مؤمنوں کو جنات (باغات) میں داخل کریں گے اور کافروں کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔ سورت میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں سے نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو مؤمنوں کو جنات (باغات) میں داخل کریں گے اور کافروں کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔

خلاصہ: شروع میں آخرت کے عذاب وثواب کا نمونہ، تخویف اُخروی، شکوہ بر کفار ومشرکین، تخویف دنیوی۔ دعویٰ سورۃ (دوبارہ اللہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں) پر عقلی دلیل، تخویف اُخروی، بشارت برائے مؤمنین وشکوہ۔

عقلی دلیل بر دعویٰ سورت: ﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا... تا... مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ﴾ یہ دعویٰ سورت پر عقلی دلیل ہے کیا اس بلند وبالا آسمان کو پیدا کرنا دن رات کو معرضِ وجود میں لانا زمین کو بچھا دینا اور اس پر پہاڑوں کو ٹکا دینا پھر زمین

کی تمام انواع واقسام نبات کو پیدا کرنا تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل ہے؟ اللہ تعالیٰ جو ایسا قادر حکیم ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ یہ لوگ کھلے میدان میں ہوں گے ﴿فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے فرعون کے ان الفاظ پر کہ ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾

وَمِنْ سُوْرَةِ عَبَسَ

باب ۲۷۔ سورۂ عبس کی تفسیر

سورة عبس مكيه: سورۃ النجم کے بعد ۲۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا﴾ اس سورۃ میں فرمایا ﴿وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى﴾

ربط معنوی: سورۃ النازعات میں تخویف اُخروی کا نمونہ ذکر کیا گیا اور سورۂ عبس میں تخویف اُخروی علیٰ سبیل الترقی ذکر کی گئی:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ﴾

یعنی کفار و مشرکین کو عذاب تو ہونا ہی ہے لیکن وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کہے گا اور دوسروں سے دُور بھاگے گا۔

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے سورۃ کے تین حصے ہیں:

① ﴿عَبَسَ وَ تَوَلّٰى ۙ... تا... كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ تنبیہ برائے نبی کریم ﷺ و بیان عظمت قرآن۔

② ﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ... تا... كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ﴾ زجر برائے مشرکین۔

③ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ۙ... تا... مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ﴾ دلیل عقلی برائے ثبوتِ قیامت۔

ذرا دیکھو تو سہی تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے یہ مختلف انواع واقسام کے ماکولات و مشروبات کس نے پیدا کئے ہیں؟ جو یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ﴾ تخویف اُخروی قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ﴾ بشارتِ اُخرویہ۔

﴿وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ﴾ تخویف اُخروی ہے۔ "کفار و مشرکین اُس دن ذلیل و رُسوا ہوں گے۔"

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے مردہ کو فوراً قبر میں اُتارنے پر ﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾

② سورۃ ممتاز ہے ایک انسان کا دوسرے انسان سے قیامت کے دن بھاگنے پر اگرچہ وہ آپس میں رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ﴾

ا۔ سورۂ عبس کی ابتدائی آیات کا پس منظر

(۳۲۵۴) اُنْزِلَ (عَبَسَ وَتَوَلّٰى) فِي ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

اَرْشِدْنِيْ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ وَيَقُوْلُ اَتَرٰى بِمَا اَقُوْلُ بَأْسًا فَيَقُوْلُ لَا فَفِيْ هٰذَا اُنْزِلَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یہ آیات عبس وتولی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور بولے یارسول اللہ ﷺ میری راہنمائی کیجئے اس وقت آپ ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک بڑا سردار بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہیں کی اور اس شخص کی طرف متوجہ رہے اور فرمایا کیا تمہیں اس میں کوئی غلط بات نظر آتی ہے تو اس نے جواب دیا نہیں تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

تشریح: سورۃ عبس کا شانِ نزول: مذکورہ روایت میں سورۃ عبس کا شان نزول بیان کیا گیا ہے ایک مرتبہ نبی ﷺ بعض رؤساء مشرکین کو توحید کا مضمون سمجھا رہے تھے، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی حاضر خدمت ہوئے، اور کچھ پوچھنا شروع کیا، آپ ﷺ نے کفار کو سمجھانے کی غرض سے یہ مناسب سمجھا کہ اس صحابی کی بات کا بعد میں جواب دینے میں کوئی حرج نہیں سردست ان کفار کو سمجھالیا جائے لیکن اللہ جل شانہ کو یہ طرز پسند نہیں آیا سورۃ عبس نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اجتہادی غلطی پر تنبیہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے اہم کو مقدم فرمایا تھا، کفر کی شناعت بہر حال اہم تھی، جیسے دو مریض ہوں، ہیضہ اور زکام کے، تو مقدم ہیضے والے کو رکھا جاتا ہے، پہلے اسے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ زکام کا مریض طالب علاج ہے اور ہیضہ کا مریض معرض، پس طالب کا حق پہلا ہے، یہاں شان نزول کے واقعہ میں یہی صورت تھی۔

۲۔ میدان حشر میں سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی!

(۳۲۵۵) قَالَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَاَةٌ اَيُبْصِرُ اَوْيَرٰى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم لوگوں کو قیامت کے دن برہنہ پاؤں برہنہ جسم ختنے کے بغیر اٹھایا جائے گا تو ایک خاتون نے عرض کی تو کیا لوگ ایک دوسرے کے ستر کی طرف دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں عورت (ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔ "اس دن ہر شخص کی یہ حالت ہوگی جو اسے دوسرے سے بے پرواہ کردے گی۔"

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

باب ۷۳۔ سورۃ التکویر کی تفسیر

سورۃ التکویر مکیہ: سورۃ اللھب کے بعد ۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۱ نمبر پر ہے۔

ربط: احوال قیامت کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: سابقہ سورت میں قیامت کی ہولناکی کا تذکرہ تھا اور اب اس سورۃ میں بطور ترقی فرمایا قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد تم سیدھے اپنے اپنے ٹھکانوں میں جاؤ گے۔

خلاصہ: شروع میں بارہ احوالِ قیامت چھ دنیوی، چھ اُخروی، تخویف اُخروی بطور ترقی اور احوال قیامت پر شواہد، دلیل وحی:
﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴾... تا... ﴿فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ﴾... الخ﴾ سے زجر برائے کفار۔
امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ ستارے بے نور کئے جائیں گے ﴿وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ﴾
② سورۃ ممتاز ہے زندہ درگور کرنے والی لڑکی پر اور اس سے قیامت کے دن پوچھنے پر ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ﴾

جو قیامت کا منظر دیکھنا چاہے وہ تکویر، انفطار اور انشقاق پڑھے

(۳۲۵۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ رَاْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قیامت کے بارے میں یوں جان لے جیسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو اسے سورۃ تکویر سورۃ انفطار اور سوۃ انشقاق کی تلاوت کرنی چاہیے۔
مذکورہ تین سورتوں میں چونکہ قیامت کے دن کے احوال کو بڑے واضح انداز سے بیان کیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے ان تین سورتوں سورہ تکویر سورہ انفطار اور سورہ انشقاق میں غور وفکر اور مطالعہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّه

سورۃ الانفطار کی تفسیر

سورۃ الانفطار مکیہ: سورۃ النازعات کے بعد ۲۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۲ نمبر پر ہے۔
ربط: احوالِ قیامت کا ذکر ہے۔
ربط معنوی: اس سورۃ میں سابقہ سورۃ سے تمام احوال میں ترقی ہے۔
خلاصہ: تخویف اُخروی زجر، بشارت اُخرویہ، بیانِ توحید، نفی شفاعت قہری۔
امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انفطار پر ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ ② سورۃ ممتاز ہے ﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ﴾ پر۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ

باب ۷۴۔ سورۃ التطفیف کی تفسیر

سورۃ المطففین: سورۃ العنکبوت کے بعد ۸۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۳ نمبر پر ہے۔
ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾
ربط معنوی: سابقہ سورۃ کی نسبت اس میں احوالِ قیامت کا بیان علیٰ سبیل الترقی ہے۔ سورۃ انفطار میں مذکور تھا کہ تم دوزخ سے کبھی نکل نہ سکو گے اب سورۃ مطففین میں علیٰ سبیل الترقی بیان ہوگا کہ سب کے نام مخصوص رجسٹروں میں درج ہوں گے اور کوئی شخص کسی کی

سفارش سے اپنا نام وہاں سے خارج نہیں کرا سکے گا۔

خلاصہ: سورۃ کی ابتداء میں کم تولنے والوں اور منکرین قیامت کے لئے زجر اور آخر میں مسلمانوں سے مذاق کرنے والوں کے لئے زجر، درمیان میں شکوئی، تخویف اُخروی اور بشارت ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ کہ دل پر زنگ لگایا گیا ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ انہیں وہ خالص شراب پلائی جائے گی ﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝﴾

۱۔ دل پر بیٹھا ہوا گناہوں کا زنگ قبول حق سے مانع بنتا ہے

(۳۲۵۷) قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَا قَلْبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے پھر اگر وہ اسے چھوڑ دے اور توبہ استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ ران ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (ان الفاظ میں کیا ہے)۔

"ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا اس وجہ سے جو انہوں نے عمل کیے ہیں۔"

تشریح: سورۃ التطفیف کی (آیت ۱۴) ہے: ﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ رَانَ (ض) رینا علی قلبه الذنب: دل پر گناہ چھا جانا اور دل کا معصیت کے ارتکاب سے سخت ہو جانا، دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ جس طرح زنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اسی طرح گناہوں کے زنگ نے ان کافروں کے دل کی اس صلاحیت کو ختم کر دیا ہے جس سے ایک انسان اچھے اور برے کی تمیز ختم کرتا ہے۔

یہ آیت اصل میں تو کافروں سے متعلق ہے جنہوں نے اپنے گناہوں کی وجہ سے حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیا ہے ان کے دل زنگ آلود اور ان پر سیاہ نقطے لگ چکے ہیں اور مسلمانوں کو اس سے ڈرایا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر رہیں کیونکہ ہر گناہ سے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر اس سے توبہ نہ کی جائے بلکہ مسلسل اس کی نافرمانی کی جائے تو وہ دل پھر بالکل سیاہ ہو جاتا ہے یوں اس سے نیکی کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے ہاں اگر وہ تہ دل سے توبہ کر لے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا مکمل اہتمام رکھے تو پھر اس کا دل گناہوں سے صاف ہو سکتا ہے۔

۲۔ میدان حشر میں لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے

(۳۲۵۸) (يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) قَالَ يَقُوْمُوْنَ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اٰذَانِهِمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے ہمارے نزدیک یہ حدیث مرفوع ہے۔
(ارشاد باری تعالیٰ ہے) "جس دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا ہوں گے۔"
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت وہ ایسی حالت میں کھڑے ہوں گے کہ ان کا پسینہ ان کے نصف کان تک آ رہا ہوگا۔

(۳۲۵۹) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔
"جس دن تمام لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔"
نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "اس دن کوئی شخص نصف کان تک پسینے میں ڈوبا ہو کھڑا ہوگا۔"
سورۃ التطفیف کی (آیت ۶) ہے: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

باب ۷۵۔ سورۃ الانشقاق کی تفسیر

سورۃ الانشقاق مکیہ: سورۃ الانفطار کے بعد ۸۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۴ نمبر پر ہے۔
ربط: احوالِ قیامت۔
ربط معنوی: سورۃ المطففین میں مذکور ہوا کہ تم کسی حیلے بہانے سے اپنے مقامات سے نکل نہیں سکو گے یہاں علی سبیل الترقی فرمایا ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝﴾ کہ تم دوزخ سے نہیں نکل سکو گے اور تم پر وہاں کئی حالات آئیں گے اور تمہیں مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝﴾ میں اس پر شواہد ذکر کئے گئے ہیں (خلاصہ دیکھیں) نیز سورۃ المطففین میں بُرے کام کرنے والوں کی ایک مثال ذکر کی گئی ہے ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝﴾ اور اس سورۃ میں نیک کاموں کی ترغیب دلائی گئی ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝﴾
تخویف اُخروی، بشارت اُخرویہ، تخویف اُخروی بطور ترقی از سورت سابقہ اور ذکر شواہد۔ زجر برائے مشرکین۔
تخویف اُخروی پر شواہد: ربط میں یہ بات مذکور ہے کہ جہنمیوں کو مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ سے اس پر شواہد ذکر کئے گئے ہیں۔ شفق وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ ان پر بھی کئی حالت آئے ہیں اور رات پر بھی اور جس پر چھاتی ہے کتنے حالات وارد ہوتے ہیں اور چاند جب کامل ہو جائے اس پر کئی حالات آتے ہیں۔ یہ سارے شواہد ہیں کہ قیامت کے دن تم بھی مختلف احوال سے گزرو گے۔ یہ عذاب وثواب کے مختلف درجات کی طرف اشارہ ہے۔
امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ زمین ہر چیز کو باہر پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی ﴿وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝﴾
② سورۃ ممتاز ہے کہ جنتی اپنے بنگلے کو خوشحال جائیں گے ﴿وَ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝﴾

(۳۲۶۰) مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ يَقُوْلُ (فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ) اِلٰى

قَوْلِهٖ (يَسِيْرًا) قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص سے حساب کے دوران پوچھ گچھ کی جائے گی وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس شخص کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا یہ آیت یہاں تک ہے آسان نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد پیش ہونا ہے۔

(۳۲۶۱) قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص سے سختی سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔

جس سے حساب لیتے وقت ردوکد کی گئی اس کی لٹیا ڈوبی!

وَمِنْ سُوْرَةِ الْبُرُوْجِ

باب ۷۶۔ سورۃ البروج کی تفسیر

سورۃ البروج مکیہ : سورۃ الشمس کے بعد ۲۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۵ نمبر پر ہے۔

ربط : احوالِ قیامت۔

ربط معنوی : اس سورۃ میں علیٰ سبیل الترقی کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی گرفت سخت ہوگی۔ بھاگ نہ سکو گے۔ نیز مؤمنین کفار کی حالتِ زار کا مشاہدہ بھی کریں گے اور اس میں مسئلہ توحید کا بھی تذکرہ ہوگا۔

خلاصہ : ابتداء سورۃ میں تین شواہد، تین دعویٰ کے لئے ذکر کئے گئے ہیں۔ دعویٰ اول : یہ کہ تم عذاب الٰہی سے نہ بھاگ سکو گے۔

دعویٰ اوّل کا شاہد : ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝﴾ اور اس کے متعلق کلام آخر سورۃ میں ﴿وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝﴾

دعویٰ ثانی : یہ کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت قیامت کے دن بہت سخت ہوگی۔

دعویٰ ثانی کا شاہد : ﴿وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝﴾ اور اس کے متعلق کلام درمیانِ سورۃ میں ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝﴾

دعویٰ ثالث : یہ کہ دنیوی زندگی کے برعکس قیامت کے دن مؤمنین شاہد اور مشرکین مشہود ہوں گے جس کا ربط میں ذکر ہے۔

دعویٰ ثالث کا شاہد : ﴿وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝﴾ یعنی دنیا میں کفار مؤمنین کی مظلومیت پر شاہد ہوتے ہیں قیامت کے روز مسلمان ظالم کفار کی ضرر کو دیکھیں گے۔

امتیازات : ① سورۃ ممتاز ہے شاھد اور مشھود پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے ﴿ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝﴾ پر۔

ا۔ یوم موعود، شاہد اور مشہود کی تفسیر

(۳۲۶۲) اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ

الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى يَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْهُ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِخَيْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيْذُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے یوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اس سے زیادہ فضیلت والے کسی اور دن پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا (یعنی کوئی دن اس سے افضل نہیں ہے) (جمعہ کے دن) میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے اس وقت جس بھی بھلائی کے بارے میں دعا مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے اور جس چیز سے پناہ مانگ رہا ہو اللہ تعالیٰ اس چیز سے پناہ دیتا ہے۔

سورۃ البروج کی شروع کی تین آیتوں میں چار چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں:

﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝﴾

”قسم ہے برجوں والے آسمان کی (برجوں سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں) اور وعدہ کئے ہوئے دن کی یعنی قیامت کے دن کی جس کے آنے کا وعدہ ہے، اور شاہد (دیکھنے والے) کی، اور مشہود (دیکھے ہوئے) کی۔“

اس میں شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے؟ حدیث میں اس کی تعیین ہے:

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا ایک راوی موسیٰ بن عبیدۃ ہے، اس کی کنیت ابو عبد العزیز ہے، اور اس روایت کے سب مضامین ٹھیک ہیں، مگر شاہد و مشہود کی تفسیر صحیح نہیں، کیونکہ ان کے ساتھ لفظ الیوم نہیں ہے۔

۲۔ مجمع کی کثرت پر اترانا تباہ کرتا ہے

(۳۲۶۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَاَنَّهُ يَتَكَلَّمُ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ اِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اُعْجِبَ بِاُمَّتِهِ فَقَالَ مَنْ يَقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ اَنْ اَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ اَنْ اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِيْ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَالَ وَكَانَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ وَكَانَ لِذٰلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهُ فَقَالَ الْكَاهِنُ اُنْظُرُوْا اِلَيَّ غُلَامًا فَهِمًا اَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَاُعَلِّمَهُ عِلْمِيْ هٰذَا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اَمُوْتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُوْنُ فِيْكُمْ مَنْ يَعْلَمُهُ قَالَ فَنَظَرُوْا لَهُ عَلٰى مَا وَصَفَ فَاَمَرُوْهُ اَنْ يَحْضُرَ ذٰلِكَ الْكَاهِنَ وَاَنْ يَخْتَلِفَ اِلَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ اِلَيْهِ وَكَانَ عَلٰى طَرِيْقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِيْ صَوْمَعَةٍ قَالَ مَعْمَرٌ اَحْسِبُ اَنَّ اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِيْنَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْاَلُ ذٰلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى اَخْبَرَهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَعْبُدُ اللّٰهَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَ الرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَنِ الْكَاهِنِ فَاَرْسَلَ الْكَاهِنُ اِلٰى اَهْلِ الْغُلَامِ اِنَّهُ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِيْ فَاَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ اِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ اَهْلِيْ وَاِذَا قَالَ لَكَ اَهْلُكَ اَيْنَ كُنْتَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ قَالَ فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ

كَثِيْرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ أَسَدًا قَالَ فَأَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مَا يَقُوْلُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَأَسْئَلُكَ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ فَقَالُوْا قَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ أَحَدٌ قَالَ فَسَمِعَ بِهِ أَعْمٰى فَقَالَ لَهُ إِنْ أَنْتَ رَدَدْتَ بَصَرِيْ فَلَكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَا أُرِيْدُ مِنْكَ هٰذَا وَلٰكِنْ أَرَأَيْتَ إِنْ رَجَعَ إِلَيْكَ بَصَرُكَ أَتُؤْمِنُ بِالَّذِيْ رَدَّهُ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا اللّٰهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهُ فَآمَنَ الْأَعْمٰى فَبَلَغَ الْمَلِكَ أَمْرُهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَالَ لَأَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قِتْلَةً لَا أَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهُ فَأَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِيْ كَانَ أَعْمٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلٰى مَفْرِقِ أَحَدِهِمَا فَقَتَلَهُ وَقَتَلَ الْآخَرَ بِقِتْلَةٍ أُخْرٰى ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا بِهِ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَأَلْقُوْهُ مِنْ رَأْسِهِ فَانْطَلَقُوْا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهِ إِلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِيْ أَرَادُوْا أَنْ يُلْقُوْهُ مِنْهُ جَعَلُوْا يَتَهَافَتُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ وَيَتَرَدَّوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا الْغُلَامُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ أَنْ يَنْطَلِقُوْا بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُوْنَهُ فِيْهِ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ وَأَنْجَاهُ فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِيْ حَتّٰى تَصْلُبَنِيْ وَتَرْمِيَنِيْ وَتَقُوْلَ إِذَا رَمَيْتَنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلٰى صُدْغِهِ حِيْنَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ فَإِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقِيْلَ لِلْمَلِكِ أَجَزِعْتَ أَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهٰذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوْكَ قَالَ فَخَدَّ أُخْدُوْدًا ثُمَّ أَلْقٰى فِيْهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَمْ يَرْجِعْ أَلْقَيْنَاهُ فِيْ هٰذِهِ النَّارِ فَجَعَلَ يُلْقِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْأُخْدُوْدِ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْهِ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ حَتّٰى بَلَغَ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ قَالَ فَأَمَّا الْغُلَامُ فَإِنَّهُ دُفِنَ قَالَ فَيُذْكَرُ أَنَّهُ أُخْرِجَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَإِصْبَعُهُ عَلٰى صُدْغِهِ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ.

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے تو اس کے بعد آہستہ آواز میں کچھ پڑھا کرتے تھے (راوی نے یہ بات بیان کی ہے) یہاں حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ **همس** سے مراد ہونٹوں کو حرکت دینا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی یارسول اللہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونٹوں کو کچھ حرکت دی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نبی کو اپنی امت کی کثرت پر فخر ہوا تو انہوں نے یہ سوچا ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی پر یہ وحی کی آپ ان لوگوں کو اختیار دیں کہ میں ان لوگوں کو بالکل ختم کردوں یا پھر ان پر ان کے دشمن کو مسلط کردوں تو ان لوگوں نے بالکل ختم ہونے کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر موت مسلط کردی یہاں تک کہ ایک ہی دن میں ان کے ستر ہزار افراد انتقال کر گئے۔

راوی بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی تو اس کے ساتھ ایک اور بات بیان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلے زمانے میں ایک بادشاہ ہوتا تھا اس بادشاہ کے پاس ایک کاہن ہوتا تھا جو اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا کاہن نے یہ کہا مجھے کوئی سمجھدار لڑکا تلاش کر کے دو (راوی کو شک ہے شاید یہاں یہ الفاظ ہیں) تیز طرار لڑکا تلاش کر کے دو جسے میں اپنا یہ علم سکھا سکوں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں مر گیا تو یہ علم ختم ہو جائے گا اور اس کو جاننے والا کوئی نہیں رہے گا تو لوگوں نے اس کے مطلوبہ اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کر کے دے دیا اور اس لڑکے سے یہ کہا تم روزانہ اس کاہن کے پاس جایا کرو اس کے پاس آتے جاتے رہو اس لڑکے نے اس کاہن کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اس لڑکے کے راستے میں ایک عبادت خانہ تھا جس میں ایک راہب رہتا تھا۔

معمر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے میرا خیال ہے ان دنوں عبادت خانوں میں مسلمان لوگ ہی ہوا کرتے تھے۔

وہ لڑکا جب بھی اس عبادت خانے کے پاس سے گزرتا تھا تو اس راہب سے دین کی باتیں سیکھا کرتا تھا اس راہب نے اس لڑکے کو بتایا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اس حوالے سے اس لڑکے نے اس راہب کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنا شروع کر دیا اور کاہن کے پاس تھوڑا وقت گزارنا شروع کر دیا کاہن نے اس کے گھر والوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اب یہ لڑکا یہاں کم آتا ہے لڑکے نے یہ بات راہب کو بتائی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا ایسا کرو اگر تم سے تمہارے گھر والے دریافت کریں کہ تم کہاں رہ گئے تھے؟ تو تم کہنا کہ میں کاہن کے پاس گیا تھا اگر کاہن یہ دریافت کرے تو تم کہنا کہ میں گھر پر تھا وہ لڑکا اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا گزر ایک دن کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو کسی جانور کی وجہ سے وہاں سے گزر نہیں سکتے تھے (بعض راویوں نے یہ بات بیان کی ہے) وہ جانور شیر تھا اس صورت حال میں اس لڑکے نے ایک پتھر کو اٹھایا اور بولا اے اللہ اگر راہب کی بتائی ہوئی بات سچ ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو قتل کر دے اس لڑکے نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ مر گیا لوگوں نے حیران ہو کر دریافت کیا اس جانور کو کس نے مار دیا؟ تو دوسرے لوگوں نے بتایا اس لڑکے نے مارا ہے اس پر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور بولے اس کے پاس تو ایسا علم ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے جب اس بات کا تذکرہ ایک نابینا شخص نے سنا تو وہ بولا اے لڑکے اگر تم میری بینائی لوٹا دو تو میں تمہیں اتنا مال دے دوں گا تو اس لڑکے نے اس سے کہا میری تم سے صرف یہ فرمائش ہے کہ اگر تمہاری بینائی لوٹ آئے تو تم اس ذات پر ایمان لے آنا جس نے تمہاری بینائی کو لوٹایا ہو گا اس شخص نے کہا ٹھیک ہے اس لڑکے نے دعا کی تو اس شخص کی بینائی واپس آ گئی اور وہ شخص بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا جب اس بات کی اطلاع بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ان سب لوگوں کو بلوالیا (جو مسلمان ہوئے تھے) اور بولا میں تم سب کو مختلف طریقوں سے قتل کروں گا بادشاہ نے راہب اور اس شخص کو جس کی بینائی واپس آئی تھی آرے کے ذریعے چیرنے کا حکم دیا دوسروں کو دوسرے طریقے سے قتل کروایا اس لڑکے کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر وہاں سے نیچے پھینک دو جب وہ اسے لے کر اس مقام تک پہنچے جہاں سے اسے نیچے گرانا تھا تو وہ لوگ خود وہاں سے نیچے گرنے لگے اور اس لڑکے کے علاوہ سب لوگ مارے گئے وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے وہ لوگ اسے لے کر سمندر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو غرق کر دیا اور وہ لڑکا زندہ رہ گیا وہ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آیا اور بولا تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک تم مجھے باندھنے کے بعد تیر نہیں مارتے اور تیر مارتے ہوئے یہ نہیں پڑھتے۔

اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں یہ کام کر رہا ہوں جو اس لڑکے کا پروردگار ہے۔

تو بادشاہ کے حکم کے مطابق اس لڑکے کو باندھ دیا گیا اور تیر چلاتے وقت وہی جملہ کہا گیا جو لڑکے نے بتایا تھا جب وہ تیر اس لڑکے کو لگا تو اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا اور اس لڑکے کا انتقال ہو گیا لوگوں نے کہا اس لڑکے کو ایسا علم حاصل ہوا جو کسی کے پاس نہیں تھا تو ہم بھی اس کے معبود پر ایمان لاتے ہیں بادشاہ سے کہا گیا تم تو اس بات سے ڈر رہے تھے کہ تین لوگ تمہارے مخالف ہو گئے ہیں اب تو پورا جہان تمہاری مخالفت کر رہا ہے تو اس بادشاہ نے خندق کھدوائی اس میں لکڑیاں جمع کروا کر ان میں آگ لگوادی اور پھر سب لوگوں کو جمع کر کے بولا جو شخص اپنے نئے دین کو چھوڑے گا ہم اس کو چھوڑ دیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہے گا ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے اور پھر وہ ان لوگوں کو آگ میں ڈالنے لگا۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"خندق والے لوگ ہلاک ہو گئے جس میں ایندھن والی آگ تھی۔"

یہ آیت یہاں تک ہے "جو غالب اور حمد والا ہے۔"

راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس لڑکے کو دفن کیا گیا تھا بعض روایات کے مطابق اس کی لاش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نکل آئی تھی اور اس نے اس وقت بھی اپنی کنپٹی پر انگلی رکھی ہوئی تھی جس طرح اس وقت رکھی تھی جب اسے قتل کیا گیا تھا۔

تشریح: سورۃ التوبہ کی (آیات ۲۵-۲۷) ہیں: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ... تا ... وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ حدیث جو آگے آرہی ہے وہ مسلم شریف میں ہے، اور سورۃ البروج کی تفسیر سے اس حصہ کا کچھ تعلق نہیں۔

۳۔ اصحاب الاخدود کا واقعہ

سورۃ البروج کی ابتدائی آٹھ آیتوں میں اصحاب الاخدود کا ذکر ہے، پہلے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے، اور قرآن قسمیں مقسم بہ (دعویٰ) کی دلیلیں ہوتی ہیں

اصحاب الاخدود کا واقعہ:

صحیح مسلم میں یہ واقعہ مفصل آیا ہے: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن (غیب کی خبریں دینے والا) تھا، اس نے بادشاہ سے کہا: مجھے کوئی ہوشیار لڑکا دو تا کہ میں اس کو اپنا علم سکھا دوں، چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا، اس کے راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا، جو اس وقت کے دین حق (مسیحیت) کا سچا پیرو تھا، اس لڑکے کی راہب کے پاس آمد و رفت شروع ہوئی، اور وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ اس لڑکے نے دیکھا کہ ایک شیر نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے، اور لوگ پریشان ہیں، اس نے ایک پتھر لے کر دعا کی: اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے! پھر پتھر شیر کو مارا تو وہ مر گیا، لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب علم آتا ہے، ایک اندھے نے یہ بات سنی، کہتے ہیں: وہ بادشاہ کا وزیر تھا، اس نے آکر لڑکے سے کہا: اگر میری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو میں نواز دونگا، لڑکے نے کہا: مجھے مال نہیں چاہئے، اگر تو مسلمان ہونے کا وعدہ کرے تو میں دعا کروں، اس نے وعدہ کیا، لڑکے نے دعا کی اور وہ بینا ہو کر مسلمان ہو گیا، بادشاہ کو یہ سب خبریں پہنچیں، اس نے

لڑکے کو، راہب کو اور اندھے کو طلب کر لیا، جواب بینا تھا، پھر راہب اور بینا کو شہید کر دیا اور لڑکے کے لئے حکم دیا کہ اسے پہاڑ سے گرا دیا جائے مگر جو لوگ اس کو لے کر گئے تھے وہ گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا بچ آیا، پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سمندر میں غرق کر دیا جائے مگر جو ڈبونے گئے تھے وہ سب غرق ہو گئے اور لڑکا زندہ سلامت نکل گیا تو بادشاہ سخت مضطرب ہوا۔ لڑکے نے بادشاہ سے کہا اگر تو مجھے مارنا چاہتا ہے تو بسم اللہ کہہ کر تیر مار: میں مرجاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر ملک کے بہت سے عوام ایمان لے آئے، بادشاہ بدحواس ہو گیا، اس نے ارکان سلطنت کے مشورے سے بڑی بڑی خندقیں آگ سے دہکائیں، اور اعلان کیا کہ جو اسلام سے نہیں پھرے گا وہ نذر آتش کر دیا جائے گا، چنانچہ سب مسلمان زندۂ جاوید بن گئے ایک بھی دین سے نہیں پھرا۔

تشریح: اور دونوں واقعوں میں مشابہت یہ ہے کہ اس نبی کی امت پر موت مسلط کی گئی، اور ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے: یہ عذاب نہیں تھا، بلکہ آزمائش تھی، اور امتحان و آزمائش سونے کو کندن بنا دیتی ہے، اسی طرح مؤمن کی آزمائش کبھی دشمن کو مسلط کر کے کی جاتی ہے، وہ مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں، اس طرح مؤمنین زندۂ جاوید بن جاتے ہیں، جیسے اصحاب الاخدود نے جن مسلمانوں کو جلایا، وہ ناکام نہیں رہے، بلکہ وہ کامیاب ہو گئے۔

اعتراض: اس لڑکے نے بادشاہ کو خود طریقہ بتایا کہ مجھے اس طرح قتل کرو گے تو میں مرجاؤں گا اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس لڑکے نے اپنے آپ کو قتل کرنے کا طریقہ بتایا یہ تو خودکشی کے مترادف ہے جو حرام ہے پھر اس لڑکے نے ایسا کیوں کیا؟

جواب: یہ ہے کہ جب اس لڑکے کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ نے مجھے کسی صورت میں نہیں چھوڑنا اور اب تک میں محض کرامت کی وجہ سے بچ رہا ہوں لہٰذا اس نے خود ہی ایک طریقہ بتایا کہ تمام لوگ اس منظر کو دیکھ لیں اس طرح ان کے سامنے حق واضح ہو جائے گا اور وہ ایمان لے آئیں گے اس لڑکے کی موت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مجاہد اپنے نفس کو لڑائی میں ڈال دیتا ہے تاکہ دین کی سربلندی ہو جائے۔

فجعل یلقیھم فی الاخدود: وہ بادشاہ اہل ایمان کو آگ سے بھڑکتی خندق میں ڈالنے لگا جن کی تعداد بعض روایات میں بارہ ہزار بعض میں اس سے زیادہ منقول ہے۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مؤمنین کی روحوں کو آگ میں پہنچنے سے پہلے ہی قبض کر لیا تھا اس لیے انہیں اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی وہ آگ اپنی آب و تاب کے ساتھ اس خندق سے باہر نکل آئی اور اس کے کناروں پر بیٹھے تمام تماشا گیروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

فیذکر انہ اخرج: محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ یہ لڑکا عبداللہ بن تامر رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ مدفون تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے وہ زمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھودی گئی تو اس میں عبداللہ بن تامر کی لاش صحیح سالم اس طرح برآمد ہوئی کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ ان کی کنپٹی پر تھا جہاں انہیں تیر لگا تھا کسی دیکھنے والے نے ان کا ہاتھ اس جگہ سے ہٹایا تو زخم سے خون جاری ہو گیا پھر ویسے ہی رکھ دیا تو بند ہو گیا ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر اللہ ربی لکھا ہوا تھا یمن کے گورنر نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی انہوں نے جواب میں لکھا کہ ان کو سابقہ حالت پر انگوٹھی سمیت دفن کر دو۔

سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِیَّۃٌ

۸۶۔سورۃ الطارق کی تفسیر

سورۃ الطارق مکیہ: سورۃ البلد کے بعد ۳۷ نمبر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ﴾

اس سورت میں ہے ﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ فالربط ظاهر.

ربط معنوی: سورۃ البروج میں ثبوت قیامت پر شواہد کا ذکر تھا، نیز تخویف دنیوی واُخروی، بشارت اُخرویہ کا بیان تھا اب سورۃ الطارق میں فرمایا: ﴿فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ ایسے شواہد اور واضح بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہی ہیں تو ان کو ذرا مزید مہلت دے دو اگر پھر بھی نہیں مانیں گے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا۔

خلاصہ: ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾... تا... ﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ یہ تخویف ہے تم سب پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔اس لئے ہر عمل کی پوری پوری جزاء ملے گی۔

دلائل عقلیہ: ① ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ﴾... تا... ﴿مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ﴾ حشر ونشر پر۔

دلیل عقلی بطور نمونہ: اللہ تعالیٰ جو قطرۂ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

② ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ﴾... تا... ﴿وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ یہ حشر ونشر پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور نمونہ جس طرح اللہ پاک آسمان سے بارش برساتے ہیں اور نباتات اُگاتے ہیں اسی طرح مُردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں: ﴿اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا﴾ یہ شکوہ بر کفار ﴿فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ تخویف۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ کے بیان پر۔

② سورۃ ممتاز ہے آسمان پر جو بارش والا ہے ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ﴾

سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَکِیَّۃ

سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر

سورۃ الاعلیٰ مکیہ: سورۃ التکویر کے بعد ۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۷ نمبر پر ہے۔

ربط: احوالِ قیامت کا ذکر تھا کیسے نجات ملے گی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت سے۔اور یہ دونوں مضمون سورۃ الاعلیٰ میں مذکور ہیں۔

ربط معنوی: مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف دو نہایت اہم مسئلوں میں تھا اوّل مسئلہ توحید میں دوم حشر ونشر اور جزاء وسزا میں سورۃ الطارق تک مسئلہ توحید کا بیان تھا۔اب سورۃ اعلیٰ سے لے کر آخر تک مسئلہ توحید کا بیان ہوگا۔مسئلہ توحید سے مشرکین کی اعراض کی بڑی وجہ عیش وعشرت میں انہماک ہے اس لئے مسئلہ توحید کے ساتھ ساتھ تذہید فی الدنیا کا مضمون بھی کہیں کہیں مذکور ہوگا۔بعض سورتوں میں

دونوں مضمون مذکور ہوں گے بعض میں صرف ایک اور بعض میں صرف تخویف کا ذکر ہوگا۔ درمیان میں دو سورتوں یعنی والضحیٰ اور الانشراح میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی کا مضمون مذکور ہوگا۔

خلاصہ: سورۃ الاعلیٰ چونکہ اس حصہ کا مبدأ ہے اس لئے اس میں توحید اور تزہید فی الدنیا، دونوں مضمون مذکور ہیں۔

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝﴾ دعویٰ توحید کے دونوں حصوں کا نتیجہ اور ثمرہ۔ جب کارساز بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو اس کو ان صفتوں میں شریکوں سے پاک سمجھو ﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝... تا... فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝﴾ دعویٰ توحید کے جزواول پر دلائل وشواہد۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کارساز صرف اللہ ہی ہے۔

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۝﴾ دعویٰ اولیٰ کے ابلاغ وبیان پر انعام ﴿اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ۝﴾

دوسرا دعویٰ: اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی عالم الغیب نہیں ﴿وَ نُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ۝﴾ دوسرے دعویٰ کی تبلیغ پر انعام ﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝﴾ دونوں دعوں کے بعد تسلی برائے نبی کریم ﷺ ﴿الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى ۝﴾ تخویف اُخروی ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝﴾ بشارت اُخرویہ ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ۝﴾ تزہید فی الدنیا (دنیا سے بے رغبتی) کا مضمون ﴿اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى ۝﴾ توحید اور تزہید فی الدنیا پر دلیل نقلی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں پر آیت ۱۹۔

② سورۃ ممتاز ہے غُثَآءً اور اَحْوٰى پر۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْغَاشِیَةِ

باب ۷۷۔ سورۃ الغاشیہ کی تفسیر

سورۃ الغاشیہ مکیہ: سورۃ الذاریات کے بعد ۶۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں فرمایا ﴿سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۝ وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝﴾ اور فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝﴾ اس سورۃ میں دونوں فریق کی جزاء وسزا کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: یہ سورۃ پہلی سورۃ کا تتمہ ہے اور اس میں محض تخویف اُخروی کا بیان ہے۔ بشارت کا ذکر بالتبع ہے۔ اس کے بعد بھی اسی طریقہ سے ایک سورۃ میں اصل دعویٰ مذکور ہوگا اور دوسری سورۃ اس کا تتمہ ہے۔

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ۝... تا... وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ۝﴾ تخویف اُخروی۔

﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۝... تا... وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝﴾ بشارت اُخرویہ۔

﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ۝... تا... كَیْفَ سُطِحَتْ ۝﴾ ماقبل مذکور بشارت میں پانچ اُمور آیت ۱۲ تا ۱۶ میں مذکور ہیں جن میں چار کے دنیوی شواہد علی سبیل لف نشر مرتب ان آیات میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ﴿فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ۝﴾ تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ ﴿اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۝... تا... آخر سورۃ﴾ تخویف اُخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے جہنمی کا سیراب نہ ہونے پر اور جہنمی کا جہنم کی اس خوراک پر پر طاقتور نہ ہونے پر ﴿لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ۝﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ جنتی اپنے عمل اور عقیدے سے راضی ہوگا ﴿لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ ۝﴾

نبی کا کام صرف نصیحت کرنا ہے، مار کر مسلمان بنانا نہیں ہے

(۳۲۶۴) **اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ (اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ)**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ مان لیں گے تو وہ اپنی جانوں اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: "بے شک تم نصیحت کرنے والے ہو تم ان پر زبردستی کرنے والے کے طور پر مسلط نہیں ہو۔"

سورۃ الغاشیہ کی (آیات ۲۱، ۲۲) ہیں: ﴿فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ۝﴾ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مسلط نہیں کئے گئے۔ (یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے پہلے ابواب الایمان (حدیث ۲۶۰۴) میں آچکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَجْرِ

باب ۷۸۔ سورۃ الفجر کی تفسیر

سورۃ الفجر مکیہ: سورۃ اللیل کے بعد ۱۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۸۹ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں ترغیب فی الآخرۃ اور تزہید فی الدنیا ہے۔

ربط معنوی: سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک مضمون تزہید فی الدنیا کا اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی کا بیان ہے۔ سورۃ الغاشیہ، سورۃ الاعلیٰ کا تتمہ تھا اور سورۃ الفجر، سورۃ الاعلیٰ کے ایک مضمون کی تفصیل ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالْفَجْرِ ۝﴾ ... تا ... ﴿هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ۝﴾ ان اوقات شریفہ میں اللہ تعالیٰ سے آخرت کے لئے دعائیں مانگا کرو اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑو۔

تزہید فی الدنیا کے لئے تخویف دنیوی کے تین نمونے:

① قوم عاد سے ﴿اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝﴾

② ثمود سے ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝﴾

③ فرعون سے ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝﴾

﴿فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ... تا... فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَهَانَنِ﴾ شکوی۔

﴿كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ... تا... وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ بطور ترقی شکوی۔

﴿كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا... تا... وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ﴾ تخویف اُخروی۔

﴿يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ... تا... آخر سورۃ﴾ بشارت اُخرویہ۔ جواہر القرآن۔

خلاصہ: مقصد ہے اہانت حب مال اور تین اُمور ذکر کئے گئے ہیں: ① مرضِ حب مال آیت نمبر ۱۷ تا ۲۵ ② سبب مرض حب مال آیت ۱۵ تا ۱۶ اور علاجِ مرض حب مال۔ ③ ابتدائی پانچ آیات اور آخری تین آیات۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے نفس مطمئنہ پر۔

طاق اور جفت سے کیا مراد ہے؟

(۳۲۶۵) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فَقَالَ هِيَ الصَّلٰوةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَّبَعْضُهَا وِتْرٌ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے شفع اور وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد نماز ہے کیونکہ بعض نمازیں جفت ہیں اور بعض طاق ہیں۔

تشریح: ﴿وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ **کے معنی:** شفع کے معنی جوڑ کے ہیں جس کو اردو میں جفت کہا جاتا ہے اور وتر کے معنی طاق اور فرد کے ہیں قرآن کریم نے یہاں یہ متعین نہیں کیا کہ اس جفت اور طاق سے کیا مراد ہے؟ اس لیے مفسرین کے اقوال اس میں مختلف ہیں جن میں دو قول یہ ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ جفت سے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور طاق سے نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ مراد ہے۔؟ (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا ایک راوی مجہول ہے جو حضرت عمران سے یہ حدیث روایت کرتا ہے)

(۲) دوسری تفسیر ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ اس سے نمازیں مراد ہیں ان میں بعض جفت رکعت والی اور بعض طاق رکعت والی ہیں۔ شفع اور وتر کی تفسیر میں دوسرے اقوال بھی ہیں۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّة

سورۃ البلد کی تفسیر

سورۃ البلد مکیہ: سورۃ قٓ کے بعد ۳۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۰ نمبر پر ہے۔

ربط: دونوں سورتوں میں ترغیب فی الآخرۃ، تزہید فی الدنیا ہے۔

ربط معنوی: یہ سورۃ گزشتہ سورۃ کا تتمہ ہے۔ والفجر میں دنیا اور دولتِ دنیا کی محبت کی مذمت مذکور ہوئی۔ اب سورۃ البلد میں مال کے صحیح مصارف ذکر کئے گئے کہ دولت کو جمع کرنے اور اسے بچا بچا کر رکھنے یہ میں نہ لگے رہو۔ بلکہ جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں اس کو خرچ بھی کرو۔ اگر بے مصرف خرچ کرو گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جائز مصارف میں بھی صرف اس وقت فائدہ ہوگا جبکہ خرچ کرنے والا مؤمن ہو۔ ایمان کے بغیر خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔

خلاصہ: ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ... تا... لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ﴾ یہ تخویف دنیوی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا میں مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔

﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ... تا... اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ یہ زجر ہے انسان سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا وہ کہتا ہے میں نے اپنے دوستوں پر بہت مال خرچ کیا ہے مگر یہ سب فائدہ ہے جب تک وہ ایمان لا کر صحیح مصرفوں میں دولت کو خرچ نہیں کرے گا اس وقت تک اُسے فائدہ نہ ہوگا۔

﴿ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ... الآیۃ﴾ مذکورہ مصارف میں خرچ کرے لیکن ایمان شرط ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ﴾ بشارت اُخرویہ۔ ایمان کے بعد صحیح مصرفوں میں دولت خرچ کرنے والے دائیں بازو کے لوگ ہیں اور جنتی ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا ... تا... آخر سورت﴾ تخویف اُخروی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ایک زبان اور دو ہونٹوں پر ﴿وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ﴾

② سورۃ ممتاز ہے دو راستوں کا انسان کو ان الفاظ سے ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

باب ۷۹۔ سورۃ الشّمس کی تفسیر

سورۃ الشمس مکیہ: سورۃ القدر کے بعد ۲۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۱ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ترغیب فی الآخرۃ تزہید فی الدنیا کا ذکر تھا۔ اس سورۃ میں ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا﴾ تزکیہ سے ترغیب وتزہید آ جاتی ہیں۔

ربط معنوی: سورۃ الشّمس اور سورۃ اللیل دونوں میں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی توحید اور تزہید فی الدنیا۔ سورۃ الشمس میں توحید کا مضمون مذکور ہے۔ یعنی تفرقہ فی الاعتقاد۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادِ زکی (پاکیزہ اعتقاد) اور اعتقادِ خبیث برابر نہیں ہے۔ سورۃ واللیل میں تفرقہ فی الاعمال کا بیان ہے یعنی نیک وبد، سخی وبخیل اور مصدق ومکذب برابر نہیں ہے۔ یہ دونوں سورتیں سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں کا بیان ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ... تا... وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾ جس طرح روشنی اور اندھیرا، دن اور رات، آسمان اور زمین برابر نہیں ہیں اسی طرح نفسِ زکیہ جو کفر وشرک کی خباثت سے پاک ہو اور نفسِ خبیثہ جو شرک وکفر کی خباثت میں ملوث ہو برابر نہیں ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ... تا... آخر﴾ تخویف اُخروی۔ قوم ثمود کا انجام بد دیکھو، جو لوگ کفر وشرک سے اپنے دلوں کو پاک صاف نہ کریں توحید کا انکار کریں، ان کا انجام ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس کے پیچھے چاند نکل آتا ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے جس کسی نے اپنے آپ کو شرک اور گناہوں میں داخل کیا تو وہ نقصان اُٹھانے والا ہوگا۔

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا قاتل کیسا آدمی تھا؟

(۳۲۶۶) سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَهَا فَقَالَ (اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا) انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيْزٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهِ مِثْلُ اَبِيْ زَمْعَةَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَقَالَ اِلَامَ يَعْمَدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ اَنْ يُّضَاجِعَهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ اِلَامَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والے کے بارے میں یہ بات بیان کی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ان میں سے بد بخت باطن اور طاقتور شخص اٹھا جو ابوزمعہ کی مانند تھا۔ پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح کیوں مارتا ہے جس طرح غلاموں کو مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے آخری حصے میں اس نے اس عورت کے ساتھ لیٹنا ہوتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ہوا خارج ہونے پر ہنسنے کے بارے میں فرمایا کوئی شخص ایسی چیز پر کیوں ہنستا ہے؟ جو وہ خود کرتا ہے۔

تشریح: ابوزمعہ: روایت کرنے والے صحابی کا باپ ہے: وہ بدر میں بحالت کفر مارا گیا، اور راوی حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے مخصوص صفات پر مشتمل ایک اونٹنی کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اسے ایک چٹان سے پیدا فرمادیا اسے دیکھ کر کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ اپنے کفر پر ہی ڈٹے رہے جب کہ اتفاق سے یہ طے ہوا کہ یہ اونٹنی آزاد پھرے گی جہاں اس کی مرضی ہو وہاں جاسکتی ہے اور ایک دن میں گھاٹ سے پانی پئے گی اور ایک دن لوگ اپنے لیے وہاں سے پانی بھریں گے لیکن جب اونٹنی پانی پی لیتی تو اس گھاٹ کا سارا پانی ختم ہو جاتا جو ان کے لیے بڑا بھاری ہوا مشکلات پیش آئیں باہمی گٹھ جوڑ کر کے اسے مارنے کا منصوبہ بنالیا قدار بن سالف نے اسے مار دیا یہ اپنی قوم میں بڑا مضبوط طاقتور آدمی تھا ابوزمعہ کی طرح جب یہ خبر حضرت صالح تک پہنچی تو انہوں نے ان سے فرمادیا کہ اب تیار ہو جاؤ تین دن کے اندر اللہ کا عذاب تم پر آئے گا جو تمہیں تہس نہس کردے گا چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

باب ۸۰: سورۃ اللیل کی تفسیر

سورۃ اللیل مکیہ: سورۃ الاعلیٰ کے بعد ۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۲ نمبر پر ہے۔

ربط : ترغیب فی الآخرۃ، تزہید فی الدنیا۔

ربط معنوی: سورۃ الشمس کے ربط کے ماتحت اس سورۃ کے ربط مکتوب ہے۔

خلاصہ: ﴿وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴾ ... تا ... ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴾ اعمال کے مختلف ہونے پر شواہد کا بیان۔ جس طرح رات دن اور نر و مادہ کے آثار و احکام مختلف ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ نیک و بد کام یکساں نہیں ہیں۔

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ﴾ ... تا ... ﴿وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى ﴾ یہ ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى﴾ جو جواب قسم ﴿وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ کی یہ اس کی تفصیل ہے۔

﴿فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴾ ... تا ... ﴿الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ؕ﴾ یہ تخویف اُخروی ہے۔

﴿وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴾ ... تا ... آخر سورۃ ﴾ بشارت اُخرویہ ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے عمل قبول ہونے کے لئے تین شرائط پر۔

② سورۃ ممتاز ہے بد بخت لوگوں کے لئے تین درجات پر (تکذیب، حق سے اعراض کرنا، آگ کے ذریعے تخویف)۔

(۳۲۶۷) قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِي الْبَقِيْعِ فَاَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَّنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ قَالَ بَلِ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَاِنَّهٗ يُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَاَ (فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ جنت البقیع میں ایک جنازے میں شریک تھے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ ﷺ اس کے ذریعے زمین کریدنے لگے پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص کا (آخرت میں) مخصوص ٹھکانہ طے کیا جا چکا ہے تو حاضرین نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اکتفاء نہ کریں جو شخص اہل سعادت ہے وہ سعادت جیسا عمل کرے اور جو شخص بد بخت ہے وہ بد بختوں کا سا عمل کرے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلکہ تم لوگ عمل کرو ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جو اس کا نصیب ہے اہل سعادت کے لیے سعادت والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے اور بد بختوں کے لیے بد بختی والا عمل آسان کر دیا جاتا ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"جو شخص عطا کرے پرہیزگاری اختیار کرے اور اچھائی کی تصدیق کرے تو ہم اس کے لیے آسانی کو آسان کر دیں گے اور جو شخص بخل سے کام لے اور بے نیازی اختیار کرنے اور اچھائی کی تکذیب کرے ہم اس کے لیے تنگی کو آسان کر دیں گے۔"

تقدیر کے دو پہلو ہیں: اللہ کی جانب کا، جو عقیدہ ہے، اور بندوں کی جانب کا، جو برائے عمل ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالضُّحٰى

باب ۸۱۔ سورۃ الضحیٰ کی تفسیر

سورۃ الضحیٰ مکیہ: سورۃ الفجر کے بعد ۱۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۳ نمبر پر ہے۔

ربط: ﴿وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى ﴾ اس سورۃ میں ہے ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ کے اختتام پر سابق مضمون ختم ہوگیا۔ اب اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالضُّحٰى ... تا ... وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾

یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب اور تسلی ہے۔ جمہور مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ کسی مصلحت کے تحت نبی ﷺ پر وحی نہ آئی۔ مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ (معاذ اللہ) اللہ پاک نبی ﷺ سے ناراض ہو گئے ہیں اس کے جواب میں بطور تسلی فرمایا:

﴿وَالضُّحٰى ... الخ﴾ "اے پیغمبر ﷺ! اللہ آپ سے نہ ناراض ہوئے اور نہ ہی چھوڑا ہے۔ (مفہوماً)"

بعض مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ضُحٰی (چاشت کے وقت) اور واللّیل (رات کے وقت) کا ذکر کر کے یہ سمجھایا ہے کہ مثلاً چاشت کے وقت کوئی یہ کہے کہ اب رات نہیں آئے گی اور رات کے وقت کہے کہ اب دن نہیں آئے گا۔ جس طرح یہ رات نہ آنے اور دن نہ آنے کی دلیل نہیں بن سکتی اسی طرح اگر چند دن کسی مصلحت کے تحت وحی نبی ﷺ پر بند ہوگئی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ اب کبھی بھی وحی نہیں آئے گی۔ یہ اس وقت کے مشرکین کو جواب دیا گیا۔ ﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ... تا آخر﴾ شواہد برائے تسلی برائے نبی کریم ﷺ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ضحیٰ پر کہ نبی ﷺ کے آنے سے روشنی ہوگئی۔

② سورۃ ممتاز ہے نبی ﷺ کے یتیم ہونے پر ﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴾

آپ ﷺ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا نہ بیزار ہوئے

(۳۲۶۸) قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَارٍ فَدَمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ قَالَ وَاَبْطَاءَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيْلُ عليه السلام فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى (مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى).

ترجمہ: حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک غار میں موجود تھا آپ ﷺ کی انگلی سے خون جاری ہوا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔ تم صرف ایک انگلی ہو جس میں سے خون نکلا ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کچھ عرصے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تو مشرکین نے یہ کہا حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ تمہارے پروردگار نے تمہیں

چھوڑا نہیں ہے اور وہ بیزار نہیں ہوا ہے۔

تشریح: یہ فترت وحی کا واقعہ نہیں ہے، تاخیر وحی کے واقعات متعدد مرتبہ پیش آئے ہیں، اور بخاری میں حضرت جندب کی اسی روایت میں ہے کہ ایک دو رات آپ ﷺ تہجد کے لئے نہیں اٹھے تو آپ ﷺ کی کافر چچی ام جمیل (ابولہب کی بیوی) نے طعنہ دیا، اس پر یہ آیت اتری۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر حفاظتی نقطہ نظر سے آپ ﷺ ایک غار میں تھے کہ پتھر لگنے سے آپ ﷺ کی انگلی زخمی ہوگئی جس سے خون بہنے لگا اس پر آپ ﷺ نے مذکورہ شعر پڑھا یہ ذہن میں رہے کہ آپ کی انگلی مختلف موقعوں پر زخمی ہوئی ہے اس حدیث میں غار کا ذکر ہے بعض روایات میں بعض غزوات کا ذکر ہے اس لیے دونوں قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلَمْ نَشْرَحْ

باب ۸۲۔ سورۃ الم نشرح کی تفسیر

سورۃ الانشراح مکیہ: سورۃ الضحیٰ کے بعد ۱۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ کی طرح اس میں بھی تسلی رسول ﷺ ہے۔

ربط معنوی: سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کی ذات پر مشرکین کے اعتراض کے بارے میں تسلی دی گئی اب اس سورۃ میں آپ ﷺ کو مؤمنوں پر مشرکین کے اس اعتراض کے بارے میں دی گئی کہ مؤمنوں کے پاس مال نہیں۔

خلاصہ: ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ ... وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ آپ ﷺ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور کفر و شرک کو آپ ﷺ کے قریب تک نہ آنے دیا۔

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ تسلی برائے نبی کریم ﷺ تنگی دور ہوگی اور اللہ پاک فراخی کا دور لائیں گے۔

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝﴾... تا آخر۔ اس لئے دنیوی مال و دولت کی طرف نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ سے لَو لگائے رہو۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے تمہارے درجات بلند کرنے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے دو جملوں کے تکرار پر ﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾۔

شرح صدر کا بیان

(۳۲۶۹) اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهَا مَاءُ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِیْ اِلٰى كَذَا وَ كَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَا يَعْنِیْ قَالَ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِیْ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِیْ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِیَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً وَ فِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ جوان کی قوم کے ایک فرد ہیں کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے میں بیت اللہ کے نزدیک موجود تھا اور اس وقت سونے اور جاگنے کی کیفیت کے درمیان تھا کہ اس دوران میں نے کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ تین افراد میں سے ایک تھا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں آب زمزم تھا پھر میرے سینے کو یہاں تک کھول دیا گیا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا اس سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا پیٹ کے نیچے والے حصے تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) پھر انہوں نے میرا دل باہر نکالا میرے دل کو آب زم زم سے دھویا اور پھر اس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور پھر سے ایمان اور حکمت کے ذریعے بھر دیا گیا۔

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

تشریح: سورۃ الم نشرح کی پہلی آیت ہے: ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾ شق صدر کا واقعہ۔ سورۃ الم نشرح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو علوم ومعارف کے لیے کھول دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر کر دیا گیا۔ اس شرح صدر میں وہ شق صدر بھی داخل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چار مرتبہ کیا گیا۔

(۱) ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس بچپن میں شق صدر کیا گیا اس وقت آپ کی عمر چار سال تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چیرا اور اس سے وہ حصہ شیطانی نکال دیا جو ہر انسان کے اندر ہوتا ہے پھر اسے دھو کر بند کر دیا۔

(۲) دس سال کی عمر میں دوسری مرتبہ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

(۳) جس وقت آپ نبی بنے۔

(۴) معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کر کے دل نکالا گیا اسے آب زمزم سے دھو کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا جیسا کہ ترمذی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس حضرت حمزہ اور جعفر رضی اللہ عنہما کے درمیان آرام فرما رہے تھے نہ تو مکمل سو رہے تھے اور نہ مکمل بیدار تھے بس درمیانی سی کیفیت تھی اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کر کے اب زم زم سے دھویا گیا اور اسے علم وحکمت سے بھر دیا گیا تا کہ معراج کے موقع پر انوار وبرکات کا متحمل ہو سکے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ معراج پر جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے ہوئے تھے جو شعب ابی طالب میں واقع تھا چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مکان کی چھت پھاڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا کر بیت اللہ کے پاس لے آئے جہاں حطیم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں لیٹ گئے اور چونکہ ابھی تک نیند کا اثر باقی تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پھر سو گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر جگایا اور شق صدر کے مراحل سے گزارنے کے بعد آپ کو مسجد حرام کے دروازے پر لے آئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ سفر معراج کا آغاز حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا تھا۔

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالتِّيْنِ

باب ۸۳۔ سورۃ التین کی تفسیر

سورۃ التین مکیہ: سورۃ البروج کے بعد ۲۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۵ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ دونوں سورتوں میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور آپ کا ذکر مبارک ہے۔ آپ خوبصورتی میں اعلیٰ درجے پر ہیں۔ اس سورۃ میں فرمایا ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝﴾

ربط معنوی: مسئلہ توحید اور جزاء وسزا کے بیان کے بعد سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ کو تسلی دی گئی اور سورۃ الم نشرح میں مومنوں کو تسلی دی گئی۔ اب سورۃ التین میں پانچ دلائل (تین نقلی، ایک عقلی، ایک وحی) سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو اونچا مقام صرف مسئلہ توحید کو ماننے سے ملے گا اور ہم نے انسان کو ظاہری حسن وجمال کے علاوہ عقل وفہم کی نعمت بھی عطا فرمائی تاکہ وہ حق کو سمجھ سکے مگر حق سے اعراض کی وجہ سے وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالے جانے کا حقدار بن رہا ہے۔

خلاصہ: ﴿وَالتِّيْنِ ... تا ... فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝﴾ انسان کے خوبصورت ہونے پر تین نقلی دلیلیں اور ایک دلیل وحی۔

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝﴾ بدعملی کی سزا کا بیان۔

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ مومنوں کے لئے بشارت اُخرویہ۔

﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝﴾ متفرع بر جواب قسم۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝﴾ دلیل عقلی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا اچھی صورت میں پیدا کرنا ان الفاظ سے ﴿فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝﴾

② سورۃ ممتاز ہے ﴿بَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝﴾ پر کہ یہ شہر امن کا ہے۔

سورت کی آخری آیت کا جواب

تشریح: جواب طلب آیتوں کا جواب دینا مستحب ہے، خارج صلوٰۃ زبان سے جواب دے، اور نماز میں دل میں جواب دے، اور پہلے سورۃ الرحمٰن کی تفسیر میں بھی جواب دینے کی حدیث گزری ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۃ العلق کی تفسیر

سورۃ العلق مکیہ: یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورۃ ہے، ترتیب کے لحاظ سے ۹۶ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ہے۔ انسان کا قیام اس تقویم پر یہ مبنی ہے کہ انسان قرآن پاک کو پڑھے سمجھے، عمل کرے جب عمل کرے گا تو ایک دن وہ اس تقویم میں باعتبار حسن اور نور کے زیادہ ہوگا۔ تو اس سورۃ میں قرآن پاک کی طرف رغبت دی ہے اِقْرَاْ۔

ربط معنوی: گزشتہ سورتوں میں تسلی اور تخویف اور تبشیر کے مضامین ذکر کرنے کے بعد فرمایا تلاوتِ قرآن پاک پر مداومت کرو اس

سے استقامت علی التوحید (توحید پر ثابت قدمی) حاصل ہوگی۔

خلاصہ: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ ... تا ... عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾ کسی کی پرواہ کئے بغیر اللہ پاک کا نام لے کر قرآن کی تلاوت تبلیغ کئے جاؤ۔

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝﴾ شکوی ہے۔

﴿اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝﴾ تخویف اُخروی۔

﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۝ ... تا ... اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝﴾ زجر برائے ابوجہل وغیرہ۔

﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ... تا ... سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۝﴾ تخویف اُخروی۔

﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝﴾ خطاب بہ پیغمبر ﷺ وامر باستقامت۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں مکہ مکرمہ کا ذکر ہے اس سورۃ میں پہلی وحی کا ذکر ہے یہ بھی مکہ مکرمہ میں اُتری۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے نزول کے اعتبار سے یہ سب سے پہلے نازل ہوئی۔

② سورۃ ممتاز ہے ان لوگوں کے عزت مند بنانے پر جو قرآن پڑھتے ہیں ﴿اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝﴾۔

اللہ کے سپاہیوں سے مراد فرشتے ہیں

(۳۲۷۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ) قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَیْتُ مُحَمَّدًا یُصَلِّیْ لَاَطَأَنَّ عَلٰی عُنُقِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ فَعَلَ لَاَخَذَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِیَانًا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "اور ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلا لیں گے۔" ابوجہل نے یہ کہا تھا اگر اب میں نے حضرت محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو اسے فرشتے سب کے سامنے پکڑ لیں گے۔

(۳۲۷۲) كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ فَجَآءَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ فَزَبَرَهٗ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ اَكْثَرُ مِنِّیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی (فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللّٰهِ لَوْ دَعَا نَادِیَهٗ لَاَخَذَتْهُ زَبَانِیَةُ اللّٰهِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران ابوجہل آیا اور بولا کیا میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو ابوجہل بولا کیا آپ ﷺ جانتے ہیں؟ میری مجلس میں سب سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

"اسے چاہئے کہ وہ اپنے حامیوں کو بلا لے ہم بھی اپنے مددگاروں (یعنی فرشتوں) کو بلا لیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر وہ اپنے ساتھیوں کو بلاتا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اسے پکڑ لیتے۔

تشریح: الزبانیۃ: اصل میں سپاہیوں کو کہتے ہیں، مراد مخصوص فرشتے ہیں جو دوزخیوں کو آگ میں دھکیلیں گے۔ ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنا شروع کی ابوجہل نے نماز پڑھنے سے روکا اور دھمکی دی جس کی تفصیل اوپر کی احادیث میں ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابوجہل نے آگے بڑھ کر نماز کی حالت میں آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھنے کا ارادہ کیا کہ ایک دم الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچانے لگا اس سے پوچھا گیا کہ کیا بات ہے؟ ابوجہل نے جواب دیا کہ میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آگ کی خندق ہولناک منظر اور بہت سے پر ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔ (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة ان الانسان لیطغی)

وَمِنْ سُوْرَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

باب ۸۵: سورۃ القدر کی تفسیر

سورۃ القدر مکیہ: سورہ عبس کے بعد ۲۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۷ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں قرآن پاک کی قرأت اور اس کا حکم مذکور ہے اس سورۃ میں قرآن کی شان مذکور ہے گویا کہ یہ صورت ماقبل کا تتمہ ہے۔

ربط معنوی: سورۃ العلق میں تلاوتِ قرآن کریم کا حکم دیا اور اب سورۃ القدر میں قرآن کریم کی عظمت کا ذکر فرمایا۔

خلاصہ: قرآن مجید بڑی عظمت و برکت والی کتاب ہے اس کو پڑھا کرو۔ قرآن کی عظمت و برکت سے اس رات کو بھی بہت بڑا شرف حاصل ہو گیا جس رات میں قرآن نازل ہوا چنانچہ وہ ایک رات یعنی شب قدر ایک ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ اس میں صرف قرآن کی عظمت کا بیان ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے لیلۃ القدر کی فضیلت پر کہ یہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

ا۔ یہ آیتوں کی تفسیر نہیں

(۳۲۷۳) قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَّدْتَ وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ لَا تُؤَنِّبْنِيْ رَحِمَكَ اللهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيَ بَنِيْ أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهٖ فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ (اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ) يَا مُحَمَّدُ يَعْنِيْ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ) يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُوْ أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَاهَا فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لَا تَزِيْدُ يَوْمًا وَلَا تَنْقُصُ.

ترجمہ: یوسف بن سعد بیان کرتے ہیں جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا آپ نے اہل ایمان کے چہرے سیاہ کر دیئے ہیں۔ (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ استعمال ہوئے)

"اے اہل ایمان کے چہروں کو سیاہ کرنے والے شخص۔" حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم مجھے الزام نہ دو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو خواب میں بنوامیہ کے لوگ منبر پر دکھائی دیئے آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بے شک ہم تم کو نہر عطا کریں گے۔ یعنی اے حضرت محمد ہم تمہیں جنت میں نہر عطا کریں گے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

"بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔"

(اس سے مراد یہ ہے) اے حضرت محمد ﷺ آپ کے بعد بنوامیہ اس کے مالک ہوں گے۔

قاسم نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے جب ہم نے ان کا شمار کیا (تو بنوامیہ کی حکومت کے دن) پورے ایک ہزار دن تھے جس میں ایک دن بھی کم اور زیادہ نہیں تھا۔

(۳۲۷۴) قُلْتُ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اَخَاكَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِيْبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ يَغْفِرُ اللهُ لِاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَلٰكِنَّهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لَهُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْ بِالْعَلَامَةِ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

ترجمہ: زرین بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں جو شخص پورا سال رات کے وقت نوافل ادا کرتا رہے وہی شب قدر کو حاصل کر سکتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت کرے وہ یہ بات جانتے تھے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے اور یہ ستائیسویں رات ہے لیکن وہ چاہتے تھے لوگ اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی اور کوئی استثناء نہیں کیا شب قدر سے مراد ستائیسویں رات ہے۔

زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے ان سے کہا اے ابومنذر آپ کس بنیاد پر یہ بات کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا اس نشانی کی وجہ سے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں بتائی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس علامت کی وجہ سے جب اس دن سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔

تشریح: یہ آیتوں کی تفسیر نہیں، کاش امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بیان نہ کرتے۔

بنوامیہ کی ایک ہزار ماہ تک حکومت ہوگی۔ مذکورہ احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں: ۱۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فتنہ کو ختم کرنے کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر ان کی جماعت کا ایک بندہ کہنے لگا کہ آپ نے اہل ایمان کا منہ کالا کر دیا ہے ان کے ہاتھ پر کیوں بیعت کر لی،

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ دکھایا گیا کہ بنوامیہ کی ایک ہزار ماہ یعنی ۸۳ سال حکومت ہوگی لہٰذا امیر ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور ایک ہزار ماہ تک بنوامیہ کی حکومت گویا ایک طے شدہ امر ہے، اس لیے

مجھے اس پر ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو آپ کو یہ برا لگا کہ یہ لوگ احکام شریعت کا مکمل لحاظ نہیں کریں گے اس پر سورۃ کوثر اور سورۃ لیلۃ القدر نازل ہوئی۔

اس میں آپ کو بتایا گیا کہ جس طرح شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے اسی طرح بنوامیہ اتنا ہی عرصہ برسر اقتدار آئیں گے قاسم راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی حکومت کے دن شمار کئے تو پورے ایک ہزار ماہ تھے۔

بنوامیہ کی حکومت سن چالیس ہجری کے آخر میں شروع ہوئی اور ایک سو بتیس ہجری میں ختم ہوئی یہ بانوے سال بنتے ہیں پھر اس سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آٹھ سال اور آٹھ ماہ نکالے جائیں تو ۸۳ سال اور چار ماہ باقی بچ جاتے ہیں اور یہ ایک ہزار ماہ ہی بنتے ہیں۔ (الکوکب الدری ۴/ ۳۲۳)۔

وَمِنْ سُوْرَۃُ لَمْ یَكُنْ

باب ۸۶۔ سورۃ البینہ کی تفسیر

سورۃ البینہ مدنیہ: سورۃ الطلاق کے بعد ۱۰۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۸ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورتوں میں قرآن کی شان وغیرہ کا ذکر تھا اس سورۃ میں مشرکین اہل کتاب کی برائی کا بیان ہے کہ جب واضح دلیل آگئی تو نہ مانا حالانکہ پہلے منتظر تھے کہ دلیل آئے۔

ربط معنوی: سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان تھا، اب سورۃ البینہ میں کفار ومشرکین کے عناد پر شکوی کا بیان ہے جو ایسی عظیم الشان کتاب سے بھی اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ: ﴿لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا... تا... وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝﴾ اہل کتاب یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے عناد وانکار کا شکوی۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا... تا... اُولٰٓىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝﴾ تخویف اُخروی۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا... تا... ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝﴾ بشارت اُخرویہ۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انبیاء کی مضبوط جماعت پر ﴿فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ۝﴾

② سورۃ ممتاز ہے کہ جس کسی نے پیغمبر اور قرآن کی اتباع کی تو ﴿اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝﴾

بہترین خلائق کون لوگ ہیں؟

(۳۲۷۵) قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ قَالَ ذَاكَ اِبْرَاهِیْمَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا۔

"اے مخلوق میں سے سب سے بہتر۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔"

تشریح: سورۃ البینہ کی (آیت ۷) ہے: "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔"

اس آیت کی رو سے ہر نیک مؤمن بہترین خلائق ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کیسے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم خیر البریہ ہیں حالانکہ یہ مقام تو یقینی طور پر آپ ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے ہر لحاظ سے بہتر ہیں؟

جواب ①: ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک آپ ﷺ کو یہ نہ بتایا گیا ہو کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہتر ہیں اس لیے آپ نے فرمایا: ذلك ابراھیم۔

جواب ②: آپ ﷺ نے محض تواضع اور عاجزی کی وجہ سے یہ فرمایا کہ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ آپ کو طبعاً یہ اچھا نہ لگا کہ خیر البریہ کی نسبت اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کرنے کے بجائے اپنی طرف کریں۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا زُلْزِلَتْ

باب ۸۷۔ سورۃ الزلزال کی تفسیر

سورۃ الزلزال مدنیہ: سورۃ النسآء کے بعد ۹۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۹۹ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں ﴿اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ اور ﴿اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ اس سورۃ میں ہر فریق کی جزاء کا ذکر ہے ان کے اعمال کے اعتبار سے ﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ ... الآية﴾

ربط معنوی: گزشتہ سورۃ میں عنادِ کفار کا شکوئی تھا، اب اس سورۃ میں عناد کفار پر تخویف اُخروی کا ذکر ہے۔ (جواہر القرآن)

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے زمین اپنے بوجھ کو باہر پھینکنے پر ان الفاظ سے ﴿وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝﴾

② سورۃ ممتاز ہے لوگوں کا قبروں سے واپس ہونے پر اور میدانِ قیامت کے مختلف حالات پر۔

قیامت کے دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی

(۳۲۷۶) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَ كَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: "اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ اس کی خبریں بتانے سے کیا مراد ہے؟ لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہوں گی وہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں یہ گواہی دے گی اس نے اس زمین کی پشت پر جو عمل کیا تھا وہ زمین یہ کہے گی اس شخص نے فلاں فلاں دن یہ کام کیا تھا تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

یہ حدیث پہلے حدیث ۲۴۲۳ میں آچکی ہے۔

سُوْرَةُ الْعَادِيَاتِ مَكِّيَّة

سورة العاديات کی تفسیر

سورة العاديات مكيه: سورة العصر کے بعد ۱۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۰ نمبر پر ہے۔

ربط: سابقہ سورۃ میں اچھے اور برے لوگوں کا ذکر تھا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ راہِ راست پر آجاتے مگر انہوں نے ناشکری کی اللہ پاک نے اس سورۃ میں ان کا شکوہ کیا ہے۔

ربط معنوی: سابقہ سورۃ میں عناد کفار پر تخویف اُخروی کا ذکر تھا اب اس سورۃ میں ظلمِ کفار کا شکویٰ مذکور ہوگا۔

خلاصہ: ﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ... تا ... اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ﴾ بیانِ مرض یعنی انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گزار ہے۔

﴿وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ بیان سبب مرض یعنی اس کی ناشکری کا سبب مال ودولت کی محبت ہے۔

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ... تا آخر﴾ علاج مرض بصورتِ تخویف اُخروی۔

خلاصہ: مگر افسوس کہ قرآن حکیم جیسی نعمت غیر مترقبہ ملنے کے باوجود کافر نا قدرشناس ہیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے گھوڑوں کے دوڑنے اور گردوغبار اُٹھانے پر۔

② سورۃ ممتاز ہے گھوڑوں کا دشمن کے درمیان داخل ہونے پر ﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾

سُوْرَةُ الْقَارِعَة مَكِّيَّة

سورة القارعہ کی تفسیر

سورة القارعة مكيه: سورة القريش کے بعد ۳۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۱ نمبر پر ہے۔

ربط: احوالِ قیامت اور قیامت کی شدائد کا ذکر ہے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورت میں ظلمِ کفار پر شکویٰ تھا اب اس سورۃ میں ظالموں کے لئے تخویف اُخروی ہے۔

خلاصہ: مقصدِ سورۃ تخویف ہے اور ضمناً بشارت بھی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان پھیلے ہوئے پتنگوں پر ﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾ ② سورۃ ممتاز ہے هَاوِيَةٌ پر۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

باب ۸۸۔ سورۃ التکاثر کی تفسیر

سورة التكاثر مدنيه: سورة الكوثر کے بعد ۱۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۲ نمبر پر ہے۔

ربط: جب احوالِ قیامت کو سن لیا چاہیے تو یہ تھا کہ اعمالِ صالحہ کرتے مگر ان کی بری قسمت وہ تفاخر وتکاثر میں مشغول ہو گئے۔

ربط معنوی: گزشتہ سورتوں میں تخویف وتبشیر اور زجر وشکویٰ کا ذکر تھا اب اس سورۃ سے پھر تزہید فی الدنیا کے مضمون کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے انسان کا مال کی زیادتی کے سبب دین سے غفلت پر۔ ② سورۃ ممتاز ہے قبروں کی ملاقات پر۔

ا۔ غلط طریقوں سے مال ودولت جمع کرنے کی مذمت

(۳۲۷۷) اَنَّهُ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ.

ترجمہ: مطرف بن عبداللہ نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے تلاوت کی کثرت تمہیں غفلت کا شکار کردے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدم کا بیٹا یہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے تمہارا مال تو وہ ہے جسے تم صدقہ کر کے آگے بھیج دو یا کھا کر ختم کردو یا پہن کر پرانا کردو۔

(۳۲۷۸) قَالَ مَازِلْنَا نَشُكُّ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰى نَزَلَتْ (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ قَيْسٍ هُوَ رَازِيٌّ وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَلَائِيُّ كُوْفِيٌّ عَنْ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم قبر کے عذاب کے بارے میں شک کا شکار رہے یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی۔ "کثرت تمہیں غافل کردے گی۔" ابو کریب نے ایک مرتبہ یہ روایت عمرو بن قیس کے حوالے سے نقل کی ہے یہ صاحب رازی ہیں جبکہ عمرو بن قیس ملائی کوفی ہیں انہوں نے ابن ابی لیلی کے حوالے سے منہال بن عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ التکاثر پڑھ کر فرمایا:

تكاثر الاموال: جمعها من غير حقها، ومنعها من حقها، وشدها في الاوعية.

تکاثر: مال کو ناجائز طریقوں سے حاصل کرنا، اور مال میں جو اللہ کے حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں خرچ نہ کرنا، اور برتنوں میں باندھ کر رکھ لینا ہے (قرطبی) پس اگر جائز ناجائز کا خیال رکھ کر مال حاصل کیا جائے، اور اس میں سے اللہ کے حقوق ادا کئے جائیں تو مال کی یہ زیاتی مذموم نہیں۔

"اما انه سیکون" کے کیا معنی ہیں؟ اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں:

(۱) عنقریب یہ نعمتیں دنیا میں تم لوگوں کو ملیں گی، پھر ان کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

(۲) جو نعمتیں اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں خواہ وہ تمہاری نظر میں معمولی ہی کیوں نہ ہوں یعنی کھجوریں اور پانی، قیامت کے دن ان کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا حقیقت، اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں ہمیں عطاء فرما رکھی ہیں وہ اتنی تعداد میں ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا ان کی قدر کی جائے اور انہیں اللہ کی نافرمانی میں استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

غرض: یہ سورت عذاب قبر اور عذاب آخرت کے بیان پر مشتمل ہے۔

۳۔امت کو خوش حالی کی بشارت

۴۔وہ نعمتیں جن کا حساب دینا ہوگا

(۳۲۷۹) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ) قَالَ الزُّبَيْرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَيُّ النَّعِيْمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ قَالَ اَمَا اِنَّهُ سَيَكُوْنُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی پھر تم سے اس دن ان نعمتوں کے بارے میں ضرور دریافت کیا جائے گا۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں ہیں کھجور اور پانی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب نعمتیں آجائیں گی۔

(۳۲۸۰) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ) قَالَ النَّاسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَيِّ النَّعِيْمِ نُسْأَلُ وَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوْفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُوْنُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔

تو لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ کون سی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ ہمارے پاس تو یہی دو سیاہ چیزیں (یعنی کھجور اور پانی ہیں) دشمن ہمارے سر پر موجود ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رکھی ہوئی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہیں یہ مل جائیں گی۔

(۳۲۸۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيْكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا (راوی بیان کرتے ہیں یعنی بندے سے نعمتوں کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔)

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس سے یہ کہا جائے گا کیا ہم نے تمہارے جسم کو صحت عطا نہیں کی تھی؟ کیا ہم نے تمہیں ٹھنڈے پانی کے ذریعے سیراب نہیں کیا تھا؟

سورة العصر مكيه

سورۃ العصر کی تفسیر

سورۃ العصر مکیہ: سورۃ الانشراح کے بعد ۱۳ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۳ نمبر پر ہے۔

ربط: جب انسان تفاخر وتکاثر میں مشغول ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں کامیاب ہوگیا ہوں اور لوگ بھی یہی سمجھتے ہیں اللہ پاک نے رد کیا ہے اس سورۃ میں۔

ربط معنوی: سورۃ سابقہ کے مقابلہ میں اس سورۃ میں تزہید فی الدنیا کا مضمون بطور ترقی ذکر کیا گیا ہے یعنی مال واولاد کی کثرت وزیادتی پر فخر نہ کرو، ذرا زمانے کی گردش کو تو دیکھو اور اپنے آباؤ اجداد کا حال ملاحظہ کرو۔ انہوں نے مال واولاد پر فخر کر کے کیا حاصل کیا؟ نقصان اور خسارہ کے سوا اُنہیں کیا نصیب ہوا۔

جَمَعُوا الْكُنُوْزَ لِاَنْفُسِهِمْ وَتَرَكُوْهَا كَمَا ..... اِلَّا قُبُوْرًا دراسةً فيها عظام باليه.

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان چار اُصولوں کے بیان پر جو خلاصہ میں ذکر کیے گئے۔

② سورۃ ممتاز ہے عصر کی شہادت پر کہ انسان کی زندگی خسارے میں ہے ﴿وَالْعَصْرِ ۝﴾ (آیت ۱)

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّة

سورۃ الہمزہ کی تفسیر

سورۃ الهمزہ مکیه: سورۃ القیامۃ کے بعد ۳۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۴ نمبر پر ہے۔

ربط: تکاثر میں مبتلاء آدمی سمجھتا ہے کہ کامیاب ہوگیا مال زیادہ آ گیا حالانکہ اس پر پڑھی جاتی ہے ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝﴾

ربط معنوی وخلاصہ: تزہید فی الدنیا کے بعد مال ودولت جمع کرنے والوں اور کثرتِ مال پر فخر وغرور کرنے والوں کے لئے تخویف اُخروی۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے همزہ پر سامنے عیب لگانے والا۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ یہ آگ باطل پرستوں کے دل پر حملہ کرے گی ﴿الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝﴾۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّة

سورۃ الفیل کی تفسیر

سورۃ الفیل مکیه: سورۃ الکافرون کے بعد ۱۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۵ نمبر پر ہے۔

ربط: مال ودولت والوں کو کامیاب گمان کرنے والے سُن ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝﴾

ربط معنوی وخلاصہ: تزہید فی الدنیا کے بعد سورۃ الہمزہ میں تخویف اُخروی بیان ہوئی ہے اب اس سورۃ میں تخریف دنیوی کا ایک نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔ دنیوی مال ومنال اور جاہ وجلال پر مغرور ہر کر ایمان وتوحید کے مرکز کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کا مٹا دیا جائے گا۔ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ سورۃ العصر میں بیان کردہ چار اوصاف اپنے اندر مضبوط کرلو۔

اوصاف اربعہ: ① ایمان ② عمل صالح ③ آپس میں حق کی وصیت کرنا۔

④ آپس میں صبر کی وصیت کرنا۔ صبر سے مراد نیکی پر صبر (ڈٹ) جانا بھی مراد ہوسکتا ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے اصحاب الفیل پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ انہیں چکر چھوڑے ہوئے بھوسے کی مانند کردیا۔

سُوْرَةُ الْقُرَيْشِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القریش کی تفسیر

سورۃ القریش مکیہ: سورۃ التین کے بعد ۲۹ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۶ نمبر پر ہے۔

ربط: مشرکین نے کثرتِ مال والوں کو دیکھا حالات سُنے پھر بھی وہ نہ رُکے۔ تعجب۔

ربط معنوی وخلاصہ: موضوعِ سورۃ تزہید فی الدنیا مرکز توحید کو مٹانیوالوں کو ہم نے مٹایا اور قریش کو سرما و گرما کے تجارتی سفروں کے مواقع فراہم کئے۔ ان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک اللہ عبادت کریں اور عبادت کریں اور شرک نہ کریں اور مال و دولت کی محبت میں اندھے نہ ہو جائیں۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے قریش کے مال کے ساتھ محبت کے بیان پر ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے اس گھر (بیت اللہ) کی رب کی عبادت کرنے پر ﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ﴾۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الماعون کی تفسیر

سورۃ الماعون مکیہ: سورۃ التکاثر کے بعد ۱۷ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ ۱۰۷ نمبر پر ہے۔

ربط: یہ معلوم ہوگیا کہ قریش کا کیا حال سردی گرمی کے سفر کرتے ہیں مال کو جمع کرنے کے لئے مال جمع کیا مگر دیکھو وہ خیر کے کاموں میں کتنا استعمال کرتے ہیں: ﴿فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝﴾

ربط معنوی وخلاصہ: موضوع تزھید فی الدنیا سے متعلق ہے۔ تکذیب قیامت، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ نہ کرنے اور نمازوں میں غفلت کرنے پر زجر۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے یتیم کو دھکا دینے پر ﴿يَدُعُّ الْيَتِيمَ﴾

② سورۃ ممتاز ہے ان نمازیوں کی ہلاکت پر جو اپنی نمازوں کی حقیقت سے غافل ہیں ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ﴾

وَمِنْ سُوْرَةِ الْكَوْثَرِ

سورۃ الکوثر کی تفسیر

سورۃ الکوثر مکیہ: سورۃ العادیات کے بعد ۱۵ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۸ نمبر پر ہے۔

ربط: قریشی آپ ﷺ سے دین کے مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں لہٰذا آپ ﷺ دیکھیں اللہ پاک نے آپ پر کیسی نعمتیں کی

ہیں۔آپ اوران کے درمیان بڑا فرق ہے ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝﴾

ربط معنوی وخلاصہ: تزہید فی الدنیا کے بعد مضمونِ توحید کا ذکر یہ آنحضرت ﷺ کے لئے تسلی اور شرک اعتقادی وفعلی کی نفی مشرکوں کے لئے تخویف۔ یہ سورت سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ متعلق ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کوثر کے دینے کے بیان پر ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝﴾۔

② سورۃ ممتاز ہے خاص اللہ کے لئے بدنی عبادت کرنے پر ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾۔

حوض کوثر کے احوال

(۳۲۸۲) عَنْ اَنَسٍ (اِنَّا اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَاَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَتَيْهِ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَاهٰذَا يَاجِبْرِيْلُ علیہ السلام قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَهُ اللهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے) "بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کی۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کے دوران کناروں پر موتیوں کے خیمے ہیں میں نے دریافت کیا جرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ تو وہ بولے یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔

(۳۲۸۳) بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ عُرِضَ لِيْ نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَهُ اللهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى طِيْنَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَرَاَيْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِيْمًا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں جارہا تھا اسی دوران میرے سامنے ایک نہر آئی جس کے دونوں کناروں کے گرد موتیوں کے خیمے تھے میں نے فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے پھر اس فرشتے نے اس میں ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی تو وہ مشک کی تھی پھر اسی دوران میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ آگیا تو میں نے اس کے قریب ایک عظیم نور دیکھا۔

(۳۲۸۴) اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ تُرْبَتُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَآءُهٗ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر سونے کے خیمے ہیں اس کا پانی موتیوں اور یاقوت پر بہتا ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

تشریح: حوض اور کوثر ایک چیز ہیں، اور اس کی تفصیلات ابواب صفۃ الجنہ ۵۱۲) میں آچکی ہیں، اور سدرۃ المنتہیٰ کا تذکرہ اسی جلد میں سورۃ النجم کی تفسیر میں آیا ہے۔ یہاں یاد رکھنے کی خاص بات یہ ہے کہ کوثر کے لغوی معنی خیر کثیر کے ہیں، اور حوض کوثر اس کا ایک فرد ہے

جو آخرت میں آپ ﷺ ملے گا، علاوہ ازیں اس دنیا میں بھی اللہ نے آپ ﷺ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔

سُوْرَةُ الْكَافِرُوْنَ مَكِّيَّة

سورۃ الکافرون کی تفسیر

سورۃ الکافرون مکیه: سورۃ الماعون کے بعد ۱۸ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۰۹ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ ﷺ نے سن لیا کہ آپ اور ان کے درمیان بڑی دوری ہے آپ اُن سے نہیں وہ آپ سے نہیں تو پھر اعلان کرد مفارقتہ کا۔

ربط وخلاصہ: سورۃ کا موضوع توحید اور نفی شرک ہے جس طرح ناصح وعظ ونصیحت میں پورے افہام وتفہیم اور تفصیل وتوضیح کے بعد کہتا ہے کہ مسئلہ تو میں نے واضح کر دیا ہے۔ اگر اب بھی نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ اسی طرح یہاں کہا گیا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی وہ باز نہیں آتے تو ہمارے اور تمہارے درمیان سلام متارکت ہے یہ تائید ہے:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾ (النجم:۲۹)

"میرے پیغمبر ﷺ آپ اعراض کریں اس سے جو ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے کیونکہ وہ آپ کا مرید نہیں بلکہ وہ تو دنیا کا مرید ہے۔"

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ان الفاظ پر ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴾

② سورۃ ممتاز ہے کہ میں تمہارے طریقے پر عبادت نہیں کرتا جیسا کہ تم دوسرے مددگاروں عبادت کیا کرتے ہو۔

﴿لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴾

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

باب ۹۰۔ سورۃ النصر کی تفسیر

سورۃ النصر مدنیه: سورۃ التوبہ کے بعد ۱۱۴ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۰ نمبر پر ہے۔

ربط: ان تمام کاموں کے بعد آپ کا مسلک اور دین تمام ادیان پر غالب آ گیا ہے بحمد اللہ لہٰذا ہم آپ کو اپنی طرف بلانے لگے ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا دار الفناء ہے۔

ربط معنوی وخلاصہ: تسلیہ برائے نبی کریم ﷺ یعنی جب تم صاف صاف ان کو کافر کہہ دو گے اور سلامِ متارکتہ کا اعلان کرو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے کہ یہ سب سے آخر میں نازل ہونے پر اعتبار نزول سے۔

② سورۃ ممتاز ہے اللہ کے دین میں جوق در جوق شامل ہونے پر ﴿وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴾

(۳۲۸۵) قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْاَلُنِي مَعَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَتَسْاَلُهُ وَلَنَا بَنُوْنٌ مِثْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اِنَّهُ مِنْ حَيْثُ نَعْلَمُ فَسَاَلَهُ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ) فَقُلْتُ اِنَّمَا هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَعْلَمَهُ اِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّوْرَةَ اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہمراہ مجھ سے بھی سوال کیا کرتے تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ ان سے سوال کرتے ہیں حالانکہ یہ بچوں کی طرح ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہوں نے ان سے کہا اس کا جو مرتبہ ہے آپ کو پتہ چل جائے گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ "جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی۔"

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا) اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دینا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا گیا ہے پھر انہوں نے اس پوری سورۃ کو پڑھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اللہ کی قسم اس بارے میں مجھے بھی یہی علم ہے جو تم جانتے ہو۔

تشریح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی:

اللهم فقهه في الدين وعلمه التاويل.

"اے اللہ انہیں دین کی سمجھ عطاء فرما اور انہیں علم تفسیر سکھا دے)"

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے علم کا بہت بڑا حصہ انہیں عطا فرمایا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن کی تفسیر اور مسائل پوچھتے تھے۔ سورۃ النصر کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ تَبَّتْ

باب ۹۱۔ سورۃ اللھب کی تفسیر

سورۃ اللھب مکیہ: سورۃ الفاتحہ کے بعد ۶ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۱ نمبر پر ہے۔

ربط: جب آپ کا مسلک مکمل ہو گیا اور ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ ہو گیا تو اب ظاہر ہو گیا کہ ابولہب لعین نے آپ کو تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا کہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلی مرتبہ دعوتِ توحید دی حقیقت میں وہ تبًّا اس کے لئے تھی۔

ربط معنوی وخلاصہ: اگر یہ معاندین ان بینات کے باوجود بھی نہیں مانتے تو ان کو سلامِ متارکت کرو۔ اللہ پاک آپ کو فتح عطا کریں گے۔ اس سورۃ میں ہلاکت کا ایک نمونہ بتایا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے ابولہب کی تباہی پر۔

② سورۃ ممتاز ہے کہ ابولہب کو مال اور اولاد نے فائدہ نہیں دیا: ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾۔

سورۃ اللھب کا شان نزول

(۳۲۸۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَی الصَّفَا فَنَادٰی یَا صَبَاحَاہْ فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْہِ قُرَیْشٌ فَقَالَ (اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ) اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنِّیْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّیْکُمْ اَوْ مُصَبِّحُکُمْ اَکُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِیْ فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَکَ فَاَنْزَلَ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی (تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ صفاء کی پہاڑی پر چڑھے اور آپ ﷺ نے بلند آواز میں پکارا خطرہ ہے۔ قریش آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ڈرا رہا ہوں کہ زبردست عذاب آنے والا ہے تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ دشمن شام کے وقت یا صبح کے وقت تم پر حملہ کرے گا؟ تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ تو ابولہب بولا کیا آپ ﷺ نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ آپ ﷺ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

(راوی بیان کرتا ہے) تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے۔

تشریح: سورۃ لہب کا شان نزول: ابولہب کا اصل نام عبدالعزی تھا یہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ سرخ رنگ ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب مشہور تھی قرآن کریم نے اس کا اصلی نام اس لیے چھوڑا کہ وہ نام بھی مشرکانہ تھا اور ابولہب کنیت میں وہ جہنم سے ایک مناسبت بھی تھی یہ شخص رسول اللہ ﷺ کا بے حد دشمن اسلام کا شدید مخالف اور آپ ﷺ کو سخت ایذائیں دینے والا تھا جب آپ ﷺ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے تو یہ ساتھ لگ جاتا اور آپ ﷺ کی تکذیب کرتا جاتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کوہ صفاء پر جمع کیا اور انہیں اسلام اور توحید کی دعوت دی جس پر ابولہب نے کہا تَبًّا لَکَ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

وَمِنْ سُوْرَۃِ الْاِخْلَاصِ

باب ۹۲۔ سورہ الاخلاص کی تفسیر

سورۃ الاخلاص مکیہ: سورۃ الناس کے بعد ۲۲ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۲ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ الاخلاص، الفلق، والناس یہ پورے قرآنِ کریم کا ثمرہ ہیں۔

ربط وخلاصہ: اس سورۃ میں توحید کا کھلم کھلا اعلان ہے جس کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی اور دشمن ہلاک ہوا۔

ربط، اِبی: سابقہ سورۃ میں ہے ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ﴾ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے خود بھی ہلاک ہوا۔ مین وجہ کیا تھی؟ اس نے اَحد کو نہ مانا ﴿قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ﴾

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے صرف توحید کے اثبات پر۔

② سورۃ ممتاز ہے پانچ صفات پر جن میں تین صفات سلبیہ ہیں اور دو صفات ثبوتی ہیں۔

سورۃ الاخلاص کا شان نزول

(۳۲۸۷) اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ) فَالصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ لِاَنَّهٗ لَيْسَ شَيْءٌ يُوْلَدُ اِلَّا سَيَمُوْتُ وَلَيْسَ شَيْءٌ يَمُوْتُ اِلَّا سَيُوْرَثُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمُوْتُ وَلَا يُوْرَثُ (وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ) قَالَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَبِيْهٌ وَلَا عِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مشرکین نے نبی اکرم ﷺ سے کہا آپ ﷺ ہمارے سامنے اپنے پروردگار کا نسب بیان کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔تم یہ فرمادو اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔

یہاں صمد سے مراد وہ ذات ہے جس نے کسی کو جنم نہ دیا ہو اور اس کو جنم نہ دیا گیا ہو کیونکہ جس چیز کو جنم دیا گیا ہو وہ مر بھی جاتی ہے اور جو چیز مرجاتی ہے اس کا کوئی وارث بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نہ تو مرے گا اور نہ ہی کوئی اس کا وارث بنے گا۔

"اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں یعنی کوئی اس کے مشابہ نہیں ہے کوئی اس کے برابر نہیں ہے اور کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔

تشریح: حدیث کے راوی ربیع بن انس نے صمد کے معنی: ﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴾ کئے ہیں یعنی آیت تین کو صمد کی تفسیر قرار دیا ہے، کیونکہ جو جنتا ہے وہ بوڑھاپے میں اولاد کا محتاج ہوتا ہے اور جو جنا جاتا ہے وہ ماں باپ کا محتاج ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ صمد (بے نیاز) ہیں، وہ کسی کے محتاج نہیں، اور ربیع نے کفو کے معنی کئے ہیں: برابر، ہم سر اور مانند۔

فائدہ: قرآن کریم میں تین چھوٹی سورتیں: تین اہم موضوعات پر ہیں۔سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کا مکمل تعارف ہے، سورۃ الکوثر میں شان نبوی ﷺ کا بیان ہے، اور سورۃ العصر میں لوگوں کے احوال کی اصلاح کا بیان ہے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پورا قرآن نازل نہ فرماتے، صرف سورۃ العصر نازل فرماتے تو وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے کافی تھی!۔گویا سورۃ الاخلاص لاالٰہ الا اللہ کی شرح ہے، اور سورۃ الکوثر محمد رسول اللہ ﷺ کی، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا خلاصہ سورۃ العصر میں پیش کیا گیا ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب ۹۳۔معوذتین کی تفسیر

سورۃ الفلق کی تفسیر

سورۃ الفلق مکیہ: سورۃ الفیل کے بعد ۲۰ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۳ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ الاخلاص کے تحت دیکھیں۔

ربط معنوی وخلاصہ: جب آپ ﷺ مسئلہ توحید کو اس طرح واشگاف کریں گے اور کھلم کھلا بیان فرمائیں گے تو دشمن ایذاء کے دوسرے حربوں کے علاوہ آپ پر جادو کرنے کا حربہ بھی استعمال کریں گے اس لئے آپ ان دونوں سورتوں کی اکثر تلاوت کیا کریں۔

آپ ﷺ پر جادو کا اثر نہ رہے گا۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے چار مستعار منہ پر جن سے پناہ مانگی جاتی ہے جو شرور ہیں۔

② سورۃ ممتاز ہے سحر جادو کے علاج کے لئے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّة

سورۃ الناس کی تفسیر

سورۃ الناس مکیہ : سورۃ الفلق کے بعد ۲۱ نمبر پر نازل ہوئی، ترتیب کے لحاظ سے ۱۱۴ نمبر پر ہے۔

ربط: سورۃ الاخلاص کے تحت دیکھیں۔

ربط وخلاصہ: اس سورۃ میں توحید کے ان تین مرتبوں کی طرف اشارہ ہے جو سورۃ انعام، حدید اور حشر میں مذکور ہوئے ہیں ﴿رَبِّ النَّاسِ﴾ پہلا مرتبہ سب کا خالق ومربی ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ دوسرا مرتبہ تخت شاہی پر خود ہی مستوی ہے۔ ﴿اِلٰهِ النَّاسِ﴾ تیسرا مرتبہ حاجات ومصائب میں پکارے جانے کے لائق وہی ہے۔

امتیازات: ① سورۃ ممتاز ہے تین بار مستعاذ بہ (کہ پناہ مانگی جاتی ہے اس کے ساتھ) کہ وہ اللہ پاک ہے۔

② سورۃ ممتاز ہے انسان کی تین چار حالتوں پر۔ لڑکپن، جوانی، بڑھاپا۔

۱۔ چاند بھی غاسق ہے جب وہ غروب ہو جائے

(۳۲۸۸) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اِسْتَعِيْذِيْ بِاللهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے چاند کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ یہی وہ اندھیرا کرنے والا ہے جب وہ تاریکی کر دے۔

سورۃ الفلق کی تیسری آیت ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ اور شب تار کی برائی سے جب وہ چھا جائے! اس حدیث میں ﴿غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ سے کیا مراد ہے؟ اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غاسق سے رات مراد ہے کہ جب رات کی تاریکی چھا جائے اس وقت موذی جانور اور جنات پھیلتے ہیں ان کے شر سے پناہ مانگی جائے۔

(۲) اس سے چاند مراد ہے کہ جب وہ چھپ جائے خواہ گہن لگنے سے تاریک ہو جائے یا غروب ہو جائے۔

(۳) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غاسق میں عموم ہے اس سے ہر چیز مراد ہے جو اندھیرہ کرنے والی ہو خواہ رات ہو یا چاند گہن ہو یا چاند اپنے وقت پر غائب ہو یا مہینے کے آخر میں غائب ہو اور ستارہ جب غائب ہو جائے ان تمام کے شرور سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔

۲۔ معوذتین کی اہمیت

(۳۲۸۹) قَالَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اٰيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کی ہیں جن کی مثال کبھی نظر نہ آئی (وہ یہ ہیں)۔ "تم فرمادو میں تمام لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔" یہ سورۃ آخر تک ہے اور یہ (درج ذیل) سورۃ ہے۔ تم یہ فرمادو یہ سورۃ آخر تک ہے۔

معوذ (اسم فاعل) کے معنی ہیں: پناہ دینے والا، چونکہ یہ دونوں سورتیں رقیہ (منتر) ہیں، اس لئے ان کا نام معوذتین ہے، یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں، اور ان کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ لبید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض کی سی حالت عارض ہوگئی تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سحر کا موقع بتلایا، وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں اور ایک تانت بھی نکلی جس میں گیارہ گرہیں تھیں، ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں، حضرت جبرئیلؑ یہ سورتیں پڑھنے لگے اور ایک ایک گرہ کھلتی گئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل شفایاب ہو گئے۔

اور بھول موروثی کمزوریاں ہیں

(۳۲۹۰) لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰى اُولٰئِكَ الْمَلٰئِكَةِ اِلٰى مَلَاٍ مِنْهُمْ جُلُوْسٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوْا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ بَنِيْكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ لَهٗ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اِخْتَرْ اَيَّهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّيْ وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّيْ يَمِيْنٌ مُبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَكْتُوْبٌ عُمْرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَاُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَئِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُكَ دَاوٗدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمُرَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْهُ فِيْ عُمُرِهٖ قَالَ ذَاكَ الَّذِيْ كُتِبَ لَهٗ فَقَالَ اَيْ رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمُرِيْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ اُسْكِنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ قَالَ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجِلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان میں روح پھونکی تو ان کو چھینک آ گئی تو انہوں نے الحمد للہ کہا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اذن کے تحت یہ حمد بیان کی تھی ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم ان فرشتوں کے پاس جاؤ یعنی فرشتوں کا جو گروہ بیٹھا ہوا ہے اور (ان سے) یہ کہو۔

تم لوگوں پر سلام ہو تو انہوں نے جواب دیا آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے پروردگار کے پاس واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے اور تمہاری اولاد کا سلام ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں مٹھیوں کو بند کرلیا اور فرمایا ان دونوں میں سے تم جسے چاہو اختیار کرلو تو انہوں نے عرض کی میں اپنے پروردگار کے دائیں ہاتھ کو اختیار کرتا ہوں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) حالانکہ میرے پروردگار کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں اور برکت والے ہیں پھر پروردگار نے اسے کھولا تو اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت موجود تھی حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟ تو پروردگار نے فرمایا تمہاری اولاد ہے اس میں ہر ایک کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہے تو ان لوگوں کے درمیان ایک صاحب تھے جو انتہائی روشن چہرے کے مالک تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو سب سے زیادہ روشن چہرے کے مالک تھے حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں سے ایک شخص داود علیہ السلام ہے میں نے اس کی عمر چالیس برس مقرر کی ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار اس کی عمر میں اضافہ کردے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تو اس کی عمر مقرر کر چکا ہوں تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں اپنی عمر کے ساٹھ سال اسے دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری یہ خواہش پوری ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جتنے عرصے تک اللہ کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ٹھہرے پھر انہیں وہاں سے نیچے اتار دیا گیا وہ اپنی عمر کا حساب رکھتے رہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہاں تک کہ جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اسے کہا تم جلدی آگئے ہو میرے نصیب میں تو ایک ہزار سال لکھے گئے تھے تو اس فرشتے نے کہا جی ہاں مگر آپ نے اس میں سے اپنی اولاد کو ساٹھ سال دے دیئے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کا انکار کیا یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد بھی انکار کردیتی ہے حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس دب سے یہ حکم ہوا (کہ جب کوئی لین دین کیا جائے) تو اسے لکھا جائے اور اس پر گواہ مقرر کیا جائے۔

کتاب التفسیر کے آخر میں دو بے سرے (بے عنوان) ہیں۔ اور ہر میں ایک ایک حدیث ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایسا کرتے ہیں، متفرق حدیثیں ابواب کے آخر میں درج کردیتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دو حدیثوں کو یہاں کیوں ذکر کیا؟

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وجہ ذکر کی ہے کہ سورۃ ناس کے آخر میں ناس کا ذکر آیا تو اس مناسبت سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو حدیثیں ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی حدیث میں انسان کی پیدائش وغیرہ کا اور دوسری حدیث میں انسان کی صفات کا ذکر ہے کہ وہ خفیہ طور پر صدقہ کرنے میں کائنات کی تمام مخلوقات سے سخت ہے پہلے کی حدیث سورۃ الاعراف کی (آیت ۱۷۲) ﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ کی تفسیر میں درج کر سکتے ہیں، وہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث ابو صالح کی سند سے آچکی ہے، اور یہی انسب ہے۔ اور سورۂ طٰہٰ (آیت ۱۱۴) کی تفسیر میں بھی ذکر کر سکتے ہیں، شارحین کا رجحان اسی طرف ہے، مگر سورۂ طٰہٰ کی آیت یہ ہے: ﴿وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا﴾ یہ عہد خداوندی کا نسیان ہے، اور حدیث میں داود علیہ السلام کو اپنی زندگی میں سے چالیس سال دے کر اس کو بھول جانے کا ذکر ہے، پس آیت اور

حدیث میں پوری طرح مطابقت نہیں ہوگی، اور سورۃ الاعراف کی آیت سے پوری طرح مطابقت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مضمون بھی غریب (انجانا) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا امر فرمایا، اور آدمؑ نے دائیں ہاتھ کو اختیار کیا، جس میں وہ خود اور ان کی ذریت تھی۔ یہاں سوال پیدا ہوگا کہ دوسرے ہاتھ میں کیا ہوگا؟ اس کا کچھ جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ نیز یہ مضمون سورۃ الاعراف (آیت ۱۷۲) اور صحیح احادیث کے بھی خلاف ہے، قرآن وصحیح احادیث میں صراحت ہے کہ اولاد آدم: آدمؑ کی پھر ان کی اولاد کی پیٹھ سے لی گئی تھی، اس لئے اس روایت کا یہ مضمون بھی صحیح نہیں۔

پہاڑ زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لئے

(۳۲۹۱) قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِيْدُ فَقَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَآءُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَآءِ قَالَ نَعَمْ الرِّيْحُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ فِي خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں یہ حکم دیا وہ زمین کو تھامے رکھیں فرشتے پہاڑوں کی طاقت پر بہت حیران ہوئے انہوں نے عرض کی اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے انہوں نے عرض کی اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں لوہے سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے انہوں نے عرض کی اے پروردگار کیا آپ کی مخلوق میں آگ سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ہے پانی انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کیا آپ کی مخلوق میں پانی سے بھی طاقت ور چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ہے ہوا انہوں نے عرض کی ہوا سے بھی زیادہ طاقت ور کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں ہے آدم علیہ السلام کا بیٹا جب وہ اس طرح دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو یعنی (اس صدقے کو) بائیں ہاتھ بھی پوشیدہ رکھے۔

تشریح: قرآن کریم میں دوجگہ (النحل ۱۵ القمان ۱۰ میں) یہ آیت آئی ہے: ﴿وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے زمین میں پہاڑ پیدا کئے تا کہ زمین تم کو لے کر ڈگمگانے نہ لگے۔ ان آیات کی تفسیر میں حدیث آئی ہے۔

فائدہ: انسان عناصر اربعہ کا مجموعہ ہے، اس لئے اس میں چاروں عناصر کی خاصیات جمع ہیں: زمین کی خاصیت بخل اور روکنا ہے، بیشمار خزانے زمین میں دفن ہیں، مگر جب تک اس کا سینہ نہ چیرا جائے وہ واپس نہیں کرتی، اور پانی کی خصوصیت پھیلنا ہے، وہ تا حد امکان پھیلتا جاتا ہے، اور آگ کی خصوصیت استعلاء (بلند ہونا) ہے، آگ جب بھی جلائی جائے گی، اور ہوا کی خصوصیت نفوذ (گھسنا) ہے، کہتے ہیں خلا محال ہے، ملا برحق ہے، ہر جگہ کو ہوا نے بھر رکھا ہے۔ انسان بھی بخیل ہے، لینے کے لئے فورا آمادہ ہو جاتا ہے، مگر اپنی چیز دیتے ہوئے اس پر زور پڑتا ہے، اور زمین میں پھیلتا چلا جاتا ہے، اور اب تو ستاروں پر بھی کمندیں ڈالنے لگا ہے، اور اس کے

مزاج میں بلندی ہے، وہ دبنا نہیں جانتا، اور ہر چیز میں دخل دیتا ہے، ایک کندۂ ناتراش بھی علمی بحث میں بول پڑتا ہے، اس لئے انسان عناصر اربعہ سے بھی زیادہ سخت ہے۔

پھر سختی (مضبوطی) دو طرح کی ہوتی ہے: داخلی اور خارجی، جسمانی طور پر انسان اگرچہ عناصر اربعہ سے کمزور ہے، مگر ذہنی اور اخلاقی اعتبار سے ان سے قوی ہے، وہ آگ کو بجھا دیتا ہے، زمین کو پامال کرتا ہے، پانی پر بند باندھ دیتا ہے اور ہوا کو قابو میں کر لیتا ہے، اور اس کی اخلاقی قوت کا حال یہ ہے۔ بیرونی چیزوں پر قابو پانا آسان ہے، خود پر قابو رکھنا مشکل ہے حدیث میں ہے:

"پہلوان وہ نہیں جو کشتی مارتا ہے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھتا ہے۔"

اور انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ خیرات کرتا ہے، اور اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا، حالانکہ دکھلانا اور سنانا اس کی گھٹی میں پڑا ہوا جذبہ ہے، پس انسان سے زیادہ کوئی اپنے نفس پر کنٹرول نہیں کر سکتا، یہ اس کی انتہائی درجہ اخلاقی مضبوطی کی دلیل ہے۔

اَبْوَابُ الدَّعْوَاتِ

اذکار و دعوات کا بیان

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اعجاز اور کارنامے کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

① عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم ② عبد و معبود کے رشتہ کا استحکام و دوام۔

عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اور خالق اور مخلوق اور عبد و معبود کا رشتہ غلط ہو چکا تھا۔ ایک طرف مخلوقات کی بہت سی خصوصیات اور نقائص کے ساتھ اس کو متصف کیا گیا تھا، دوسری طرف اس کی بہت سی صفات خاصہ اور کمالات الوہیت کو مخلوقات کو عطا کر دیا گیا تھا۔

اور اسی کا نتیجہ کھلی بت پرستی اور شرک جلی کی صورت میں برآمد ہوا۔ پھر جہاں نبوت کی بچی کھچی تعلیمات کے فیض سے اور ٹمٹماتی ہوئی روشنی کے طفیل کسی درجے میں معرفت صحیحہ اور توحید کا نور پایا جاتا ہے اور عبد و معبود کے درمیان تعلق کی بنیاد موجود تھی وہاں اس تعلق کی صحیح تشکیل اور وانضباط کا کوئی سامان نہ تھا نبوت محمدی کا پہلا اعجاز و کارنامہ یہ ہے کہ کہ اس نے معرفت صحیح اور عقیدہ توحید کے ذریعے اس تعلق کو صحیح کیا اس کو تمام آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک کیا۔

اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقیدہ توحید ایسا نکھر کر سامنے آیا اور الا للہ دین الخالص کہ آوازہ سے دست وجبل ایسے گونجے کہ شقاوت ابدی اور انکار واستکبار کے سوا کسی غلط فہمی وغلط روی کا امکان باقی نہ رہا۔

ليهلك من هلك عن بينة ويحي من حي عن بينة.

"تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل برھان اور تمام حجت کے بعد ہلاک ہوا اور جیئے وہ دلیل کی روشنی میں جیئے۔"

یہ تھی عبد و معبود کے اس راستے کی تصحیح۔ پھر ایمان مفصل عقائد عبادات فرائض اوامر نواہی اور اخلاق و معاملات کہ جن کے مجموعے کا نام شریعت ہے۔ اس رشتے کو منظم و منضبط کیا یہ تھی عبد و معبود کے اس رشتے کی تنظیم۔

نبوت محمدی کے دوسرے شعبے یعنی عبد و معبود کے استحکام و دوام کی حقیقت یہ ہے کہ یہ رشتہ نہایت کمزور بے روح افسردہ پژمردہ اور ایک سایہ سابن کردہ گیا تھا جس میں نہ یقین کی طاقت تھی، نہ محبت کی حرارت، عبد و معبود کا راز و نیاز تھا نہ ساز دل کا سوز و ساز، نہ اپنے فقر واحتیاج عجز و درماندگی بے چارگی و بے بسی بے مائیگی و بے بضاعتی کا احساس تھا۔ مذاہب سے نسبت رکھنے والی قوموں میں بھی وہ افراد گنے چنے رہ گئے تھے جو ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہوں اس کو حاضر ناظر سمجھتے ہوں۔

وہ اس کو اپنا حقیقی کارساز اور مشکل کشاء دستگیر اور فریاد رس سمجھتے ہوں اور ان کو اس کی قدرت کاملہ پر ایسا بھروسہ اور اس کی محبت وشفقت پر ایسا ناز ہو جیسا کم از کم ایک بچہ کو اپنی چاہنے والی ماں یا کسی غلام کو اپنے آقا اور طاقتور بادشاہ پر ہوتا ہے نبوت محمدی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے عمل کو صبح وشام کا مشغلہ اور روزمرہ کا معمول بنا دیا بلکہ اس کو ایک مومن کے لیے ہوا اور پانی کی طرح ضروری کر دیا جس کے بغیر زندگی محال ہے اور جن کی شان یہ تھی کہ ﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾(النساء:۱۴۲) (وہ اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں) ان کی شان یہ ہوگئی کہ ﴿اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾(آل عمران:۱۹۱) (کہ وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹنے کی حالت میں بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں) اور جو صرف سخت مصیبت اور جان کے خطرہ ہی کے مواقع پر خدا کو یاد کرنے سے آشنا تھے) ﴿وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾(لقمان:۳۲) (اور جب دریا کی طوفانی لہریں سائبانوں کی طرح ان پر چھا جاتی ہیں تو وہ عبادت اور بندگی۔کے پورے اخلاص کے ساتھ صرف اس کو پکارے ہیں) ان کی شان ہوگئی ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾(السجدہ:۱۶) (رات کے اوقات میں بھی ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے الگ رہتی ہیں۔اور وہ امید وبیم کے ساتھ اپنے خدا سے دعائیں کرتے ہیں) جن کے لیے خدا کا یاد کرنا ایک مجاہدہ اور خلاف طبیعت عمل تھا اور اس وقت ان کی کیفت وہ ہوتی تھی جس کو قرآن مجید ﴿كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾(الانعام:۱۲۵) (گویا کہ وہ آسمان میں چڑھ رہے ہیں)۔جو ذکر وعبادت کی فضا میں اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے پرندہ قفس میں ان کو اگر ذکر ودعا سے باز رکھا جائے اور اس پر پابندی عائد کی جائے تو ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔عبد ومعبود کے رشتہ کے اس استحکام ودوام کے لیے نبوت محمدی ﷺ نے جو ذرائع اختیار کئے ان کے دو عنوان ہیں ایک ذکر دوسرے دعا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی جو تاکید فرمائی اس کے جو فضائل ومنافع بیان فرمائے۔

اذکار: ذکر کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: اللہ کی یاد اور دعوات: دعوۃ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں دعا امام ترمذی رحمہ اللہ نے عنوان میں اذکار کا تذکرہ نہیں کیا مگر وہ بھی مراد ہے اور آپ نے اذکار ودعوات کی روایتیں ملی جلی لکھی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا یہ ارشاد: اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے یہ حقیقت سمجھا دی ہے کہ فلاح وسعادت کی جس شاہراہ کی طرف دعوت دینے کے لیے انبیاء کرام کی بعثت ہوئی (جس کا نام شریعت ہے) اگرچہ اس کے بہت سے ابواب ہیں اور ہر کے تحت سینکڑوں ہزاروں احکام ہیں لیکن اپنی اس بے پناہ کثرت کے باوجود وہ سب بس ان چار اصولی عنوانوں کے تحت آجاتے ہیں: (۱) طہارت۔(۲) اخبات۔(۳) ساحت۔(۴) عدالت۔

یہ لکھنے کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان چاروں میں سے ہر ایک کی حقیقت بیان کی ہے جس کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ بلاشبہ ساری شریعت ان ہی چار شعبوں میں منقسم ہے۔

اخبات کی حقیقت کے بارے میں جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کو مختصر الفاظ میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اخبات کے معنی ہیں: بارگاہ خداوندی میں عجز وانکساری اور نیازمندی کا اظہار کرنا اور اخبات کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسی صفت کو بدست لانے کے لیے نماز تلاوت اور اذکار ودعوات مشروع کئے گئے ہیں اس صفت کا تذکرہ سورۃ الحج (آیت ۳۴) میں ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾ آپ ﷺ ہمہ تن اسی کے ہوکر رہنے والوں کو خوش خبری سنائیں، پھر اگلی آیت میں ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور وہ ان مصائب پر جو ان پر پڑتے

ہیں صبر کرتے ہیں اور وہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں اور وہ اس مال میں سے جو ہم نے ان کو بطور روزی دیا ہے خرچ کرتے ہیں یعنی اخبات ایسی اہم صفت ہے کہ اس کی بدولت کمالات نفسیہ اور بدنیہ اور مالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت کے ان چاروں شعبوں پر حجۃ اللہ البالغہ مقصد دوم میں ابواب الاحسان کے ذیل میں بھی کلام فرمایا ہے وہاں فرماتے ہیں: کہ ان میں سے پہلی چیز یعنی طہارت کی تحصیل کے وضو اور غسل وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری بنیاد یعنی اخبات کی تحصیل کا خاص وسیلہ نماز اور اذکار قران مجید کی تلاوت ہے۔ (ابواب الاحسان۔ حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم ص: ۶۷)

بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ فی الحقیقت ذکر اللہ ہی اخبات کا مخصوص وسیلہ ہے نماز اور تلاوت اسی طرح دعا بھی اس کی خاص شکلیں ہیں۔

بہر حال نماز اور ذکر اللہ اور تلاوت قرآن مجید ان سب کی غرض وغایت اس مبارک صفت کی تحصیل وتکمیل ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اخبات کے عنوان سے ادا کیا ہے اس لئے یہ سب ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں۔ اذکار ودعوات بھی تحصیل اخبات کا بہترین ذریعہ ہیں قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اس لیے وہ بہترین ذکر ہے۔

اذکار ودعوات کی دس قسمیں: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ البالغہ (ابواب الاحسان) میں اذکار ودعوا کو دس قسموں میں منضبط کیا ہے جو یہ ہیں: (۱) تسبیح (۲) تحمید (۳) تہلیل (۴) تکبیر (۵) فوائد طلبی اور پناہ خواہی (۶) اظہار فروتنی ونیاز مندی (۷) توکل (۸) استغفار (۹) اسمائے الٰہی سے برکت حاصل کرنا (۱۰) درود شریف تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا اور دوسرا ذکر تسبیح وتحمید ہیں: تسبیح کے معنی ہیں تمام عیوب ونقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا اور تحمید کے معنی ہیں تعریف کرنا یعنی تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا اور جب کسی جملہ میں تسبیح۔ وتحمید دونوں جمع ہو جائیں تو وہ معرفت ربانی کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے جیسے سبحان اللہ وبحمدہ: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں اور سبحان اللہ العظیم اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور عظیم المرتبت ہیں اور بڑے مرتبے والا وہی ہوتا ہے جو خوبیوں کے ساتھ متصف ہو اسی وجہ سے حدیث میں ان دونوں جملوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دو جملے زبان پر یعنی ادائیگی میں ہلکے اور ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری اور رحمان (مہربان ہستی) کو بہت پیارے ہیں

تیسرا ذکر تہلیل ہے: لا الٰہ الا اللہ میں توحید اور شان یکتائی کا بیان ہے یہ جملہ شرک جلی وخفی کو دفع کرتا ہے اور جملہ حجابات کو رفع کرتا ہے حدیث میں ہے لا الٰہ الا اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے درے کوئی حجاب نہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

چوتھا ذکر تکبیر ہے: اللہ اکبر کے ذریعہ اللہ کی عظمت وقدرت اور سطوت وشوکت کو پیش نظر لایا جاتا ہے اور یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی مثبت معرفت کی طرف مشیر ہے اور حدیث میں اس کی فضیلت یہ آئی ہے کہ اللہ اکبر آسمان وزمین کو بھر دیتا ہے۔

پانچواں ذکر فوائد طلبی اور پناہ خواہی ہے: یعنی ایسی دعائیں جن میں ایسی مفید چیزیں طلب کی جائیں جو جسم یا روح کے لیے مفید ہوں خواہ نفع خلقت کے اعتبار سے ہو یا دل کے سکون کے اعتبار سے ہو جیسے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور طلب کرنا اور خواہ ان فوائد کا تعلق اہل وعیال سے ہو یا جاہ ومال سے اسی طرح مضر چیزوں سے پناہ چاہنا بھی اس زمرہ میں آتا ہے۔:

چھٹا ذکر: اظہار فروتنی ونیاز مندی ہے اور ایسی عبدیت (بندگی) ہے جو انسان کا امتیازی وصف اور بڑا کمال ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل وبندگی عاجزی وسرافگندگی اور محتاجی ومسکینی کا اظہار کرنا ہی بندگی ہے اور بندگی انسان کا مقصد تخلیق ہے اسی

مقصد کی تحصیل کے لیے نماز مقرر کی گئی ہے اور نماز میں نماز سے باہر اذکار اور بہت سی دعائیں مشروع کی گئی ہیں:

فائدہ: پانچواں اور چھٹا ذکر: درحقیقت دعائیں ہیں اور ماثورہ دعائیں دو قسم کی ہیں ایک وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعہ بندہ دنیا وآخرت کی بھلائیاں طلب کرتا ہے اور مختلف چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہے دوسری وہ دعائیں ہیں جن سے مقصود قوی فکریہ (دل ودماغ) کو اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت کے تصور سے لبریز کرنا ہوتا ہے یا نفس میں فروتنی اور انکساری پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے کیونکہ باطنی حالت کا زبان سے اظہار نفس کو اس حالت سے خوب آگاہ کرتا ہے جیسے بیٹے سے کوئی غلطی ہو جائے اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہوں آپ مجھے معاف کردیں تو اس اعتراف سے غلطی کا خوب اظہار ہوتا ہے اور کوتاہی نظروں کے سامنے آجاتی ہے (پانچواں ذکر پہلی قسم کی دعائیں ہیں اور چھٹا ذکر دوسری قسم کی دعائیں ہیں)۔

ساتواں ذکر توکل ہے: توکل کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور توکل کی روح ہے اللہ کی طرف توجہ تام یعنی اعتقاد رکھنا کہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے بندہ بذات خود کچھ نہیں کرسکتا انسان کے تمام معاملات پر مکمل غلبہ انہی کو حاصل ہے انہی کی تدبیر کارگر ہے باقی تمام تدابیر مقہور مغلوب ہیں مگر توکل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ظاہری اس اختیار نہ کرے صحیح توکل یہ ہے کہ اس اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر اعتماد کرے، کام کا انجام ان پر چھوڑ دے اور جو کچھ غیب سے ظاہر ہو اس پر مطمئن رہے۔

آٹھواں ذکر استغفار ہے: استغفار کے معنی ہیں توبہ کرنا اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگنا اور رحمت الٰہی کا جویاں ہونا اور استغفار کی روح یہ ہے کہ آدمی اپنے ان گناہوں کو سوچے جنہوں نے اس کے نفس کو میلا اور گندہ کردیا ہے اور اس مغفرت اختیار کرکے نفس کو ان گناہوں سے پاک کرے اور اس مغفرت نیک اعمال اپنے احوال کو ملائکہ کے مشابہ کرنا اور ندامت کے آنسو بہانا ہیں۔

نواں ذکر اللہ کے ناموں سے برکت حاصل کرنا ہے: اللہ کے ناموں کی برکت ہی سے مخلوقات منور ہوتی ہیں پس جو بندہ ان ناموں کی طرف متوجہ ہوگا وہ اللہ کی رحمت کو خود سے قریب پائے گا۔

دسواں ذکر درود شریف ہے: درود فارسی لفظ ہے صلاۃ ہے جس کے معنی ہیں غایت انعطاف یعنی آخری درجہ کا میلان نماز میں بندے کا اللہ کی طرف آخری درجہ کا میلان ہوتا ہے اس لیے اس کو صلوۃ کہتے ہیں اور نماز فارسی لفظ ہے۔ اس کا مترادف ہندی میں نمنا ہے یعنی جھکنا نماز میں بندے کا اللہ کی طرف ظاہری اور باطنی جھکاؤ ہوتا ہے اس لیے اس عبادت کو نماز کہتے ہیں اسی طرح مؤمن کا حبیب رب العالمین کی طرف جو میلان ہوتا ہے اس کو بھی عربی میں صلاۃ اور فارسی میں درود کہتے ہیں نبی ﷺ کے احسانات امت پر بے حساب ہیں اس لیے ضروری ہے کہ مؤمنین آپ ﷺ کا ذکر خیر کریں اور ہر وقت یاد رکھیں اسی لیے درود مشروع کیا گیا ہے۔

فائدہ: اذکار ودعوات کے ذریعہ بھی دین کے بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے۔

دین کے بنیادی عقیدے تین ہیں:

توحید، رسالت اور آخرت اذکار ودعوات کے ذریعہ بھی دن کے ان بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے، توحید کی تعلیم سے تو ہر ذکر ودعا بھری ہوئی ہے شاید ہی کوئی ایسا ذکر یا دعا ہو جس میں توحید کی صحیح تعلیم نہ دی گئی ہو اور موقع بہ موقع رسالت وآخرت کا بھی ذکر آتا ہے اور جب بندہ ذکر ودعا کے ذریعہ ان بنیادی عقائد سے واقف ہوگا تو وہ صحیح ذکر پر قائم رہے گا صراط مستقیم سے ہٹنے نہیں پائے گا۔

فائدہ: تعدد اذکار کی حکمتیں: ایک ہی موقعہ کے لیے متعدد اور مختلف مواقع کے لیے مختلف اذکار دو حکمتوں سے مشروع کئے

گئے ہیں:

(۱) ہر ذکر میں ایک راز (منفعت) ہے جو دوسرے میں نہیں پس کوئی ایک ذکر کافی نہیں اس لیے مختلف مواقع میں متعدد اذکار مشروع کئے گئے ہیں تا کہ اذکار کا نفع تام ہو۔

(۲) مسلسل ایک ہی ذکر کرتے رہنا عام لوگوں کے حق میں زبان کا لقلقہ (محض آواز) ہو کر رہ جاتا ہے مضمون ذکر سے ذہن ہٹ جاتا ہے اور ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف انتقال نفس کو ہوشیار اور خوابیدہ طبیعت کو بیدار کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الدُّعَاءِ

باب ۱: دعا کی اہمیت

(۳۲۹۲) قَالَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الدُّعَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۳۲۹۳) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں دعا عبادت کا مغز ہے۔

(۳۲۹۴) قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَۃُ ثُمَّ قَرَاَ (وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ.

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

"تمہارے پروردگار نے یہ فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو تکبر کرتے ہوئے میری بندگی چھوڑتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔"

(۳۲۹۵) مَنْ لَّمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانگتا نہیں اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

تشریح: یہ تین ہیں اور ان میں چار حدیثیں ہیں جن سے دعا کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور نماز سے اس کا خاص تعلق سمجھ میں آتا ہے۔ تمام اذکار و عبادات میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے بندے اللہ سے مانگیں کہ اس میں بندوں کا فائدہ ہے دعا سے عابدوں کا معبود سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے کما مر اور اس میں بندوں کی حاجت روائی کا سامان بھی ہے ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾ کے

جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "هذا بيني وبين عبدي ولعبدي ماسأل" یہ آیت مجھ سے اور میرے بندے سے دونوں سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ بندہ جب بھی دعا کرے پہلے عجز وانکساری اور بندگی کا اعتراف کرے گا پھر اپنی مرادیں مانگے گا اس طرح عبد ومعبود کا تعلق بھی استواز ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں بھی پوری فرمائیں گے جو بندوں کا فائدہ ہے۔

فائدہ: غالباً حضور ﷺ کے اس کا ارشاد کا منشا یہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بندے جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے جو اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کو کوشش کا جواب مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش بھی رائیگاں گئی بلکہ دعا کی ایک مخصوص نوعیت ہے اور وہ یہ کہ وہ حصول مقصد کا ایک مقدس عمل ہے جس کا پھل اس کو آخرت میں ضرور ملے گا بلکہ دعا عین عبادت ہے اس لیے فرمائی ہے کہ کہیں کوئی بندہ خیال نہ کرے کہ دعا تو میری ضرورت اور میری حاجت ہے اس میں بندگی کا پہلو کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے فرمایا کہ دعا میں نہ صرف یہ کہ عبادت کا پہلو ہے بلکہ وہ تو عین عبادت ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فَضْلِ الذِّكْرِ

باب ۲۔ ذکر کی فضیلت

(۳۲۹۶) كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً وَّرَفَعُوْا بِهَا اَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَاللهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک جنگ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہم واپس آرہے تھے اور ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تکبیر کہنی شروع کی انہوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا پروردگار بہرہ یا غیر موجود نہیں ہے وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سر کے درمیان ہے (یعنی تمہارے بہت قریب ہے)۔
(راوی بیان کرتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی تعلیم دوں؟ (وہ یہ ہے) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

(۳۲۹۷) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اسلام کی تعلیمات بہت زیادہ ہیں آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں باقاعدگی سے اختیار کرلوں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری زبان ہروقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

(۳۲۹۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ اَيُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَاللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللهَ كَثِيْرًا

وَّالذَّاکِرَاتُ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا لَکَانَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ اَفْضَلَ مِنْہُ دَرَجَۃً۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کن بندوں کا درجہ زیادہ ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی خواتین کا میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص سے بھی زیادہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ (مجاہد) اپنی تلوار کے ساتھ کفار اور مشرکین کو قتل کرتا رہے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے درجے کے اعتبار سے اس سے زیادہ فضیلت رکھتے ہوں گے

(۳۲۹۹) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاشَیْءٌ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَدْ رَوٰی بَعْضُھُمْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَعِیْدٍ مِثْلَ ھٰذَا بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَرَوٰی بَعْضُھُمْ عَنْہُ فَاَرْسَلَہٗ۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان فرمائی ہے کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات کی بلندی کے لیے سب سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لیے سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے لیے دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہے جب تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کریں لوگوں نے عرض کی جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کے ذکر کے علاوہ کوئی دوسری چیز نجات نہیں دیتی۔

تشریح: یہ تین ہیں اور ہر میں ایک ایک حدیث ہے اور سب میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شرائع الاسلام سے مراد نوافل اعمال ہیں اور قرینہ قد کثرت علی ہے نوافل اعمال ہی بہت ہیں فرائض وواجبات تو بس واجبی ہی ہیں......اور ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر زبان ہر جاری رہنا چاہیے۔

بندہ اللہ کے ذکر سے رطب اللسان ہو۔ یعنی اس کی زبان پر ذوق اور لذت کے ساتھ اللہ کا نام ہو اور زبان تر رہے، میں اشارہ ہے کہ ذوق ولذت کے ساتھ ذکر ہونا چاہئے اسی صورت میں زبان تر رہتی ہے بے ذوقی ولذت بولتے رہنے سے زبان خشک ہو جاتی ہے۔

دوسری روایت کی تشریح: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوات کبیر میں اسی مضمون کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کی ہے فرمایا:

مامن شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجھاد فی سبیل اللہ ؟قال: ولا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع۔

"اللہ کے عذاب سے اللہ کے ذکر سے زیادہ بچانے والی کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور نہ یہ بات (ذکر اللہ سے زیادہ عذاب سے بچا سکتی ہے) کہ وہ اپنی تلوار چلائے یہاں تک کہ وہ

ٹوٹ جائے۔"

پس ثابت ہوا کہ تمام اعمال صالحہ میں ذکر افضل اور عند اللہ محبوب ہے۔

تیسری روایت کی تشریح: درجہ احسان کی تحصیل میں ذکر اللہ کا اہم کردار ہے اس لیے اس کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا لَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ؟

اجتماعی ذکر کی فضیلت

(۳۳۰۰) مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے گواہی دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس (موجود فرشتوں میں) ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

(۳۳۰۱) خَرَجَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ مَا اَسْتَحْلِفُكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقَلَّ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّیْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ لِمَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهٖ فَقَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ اِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ وَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ.

ترجمہ: حضرت ابو سعدی خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے تو دریافت کیا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے بتایا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اللہ کی قسم کیا آپ لوگ صرف اسی لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم ہم صرف اسی مقصد کے لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی تہمت کی وجہ سے آپ لوگوں سے قسم نہیں لی ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قریب ہو جتنا میں قریب تھا اور وہ مجھ سے کم روایت نقل کرتا ہو (لیکن میں تمہیں یہ حدیث سنا رہا ہوں)۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حلقے کے پاس تشریف لائے آپ نے دریافت کیا تم لوگ کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اور اس نے جو ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب کی اور اس کے ذریعے احسان کیا اس بات پر اس کی حمد بیان کرنے کے لیے بیٹھے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اللہ کی قسم کیا تم لوگ صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کی اللہ کی قسم ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کسی الزام کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی ابھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندوں کے ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرنے کی خاص برکات ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا ہے:

"اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر وغیرہ کرنا رحمت وسکنیت اور قرب ملائکہ کا خاص وسیلہ ہے۔" (حجۃ البالغہ ص ۷۰ جلد ۲)

اس حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کے لیے چار خاص نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک یہ کہ ہر طرف سے اللہ کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں دوسرے یہ کہ رحمت الٰہی ان کو اپنے آغوش اور سایہ میں لے لیتی ہے اور ان دونوں نعمتوں کے لازمی نتیجہ کے طور پر تیسری نعمت ان کو یہ حاصل ہوتی ہے کہ ان کے قلب پر سکنیت نازل ہوتی ہے جو عظیم ترین روحانی نعمتوں میں سے ہے۔ مسلمانوں کا جمع ہو کر شوق ورغبت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا سبق پڑھنا تقریر سننا تلاوت کرنا اور ذکر جہری یا سری کرنا رحمت خداوندی کو کھینچتا ہے ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں ذاکرین کے انوار ایک دوسرے پر منعکس ہوتے ہیں (پلٹتے ہیں) اور ایک کو دوسرے سے حوصلہ ملتا ہے اس لیے اجتماعی ذکر میں انفرادذکر سے زیادہ فوائد ہیں چنانچہ سالکین عموماً اجتماعی ذکر کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملا کہ اگر اللہ کا کوئی ذاکر بندہ اپنے قلب وباطن میں سکنیت کی کیفیت محسوس نہ کرے (جو ایک محسوس کی جانے والی چیز ہے) تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ ابھی وہ ذکر کر اس مقام تک نہیں پہنچ سکا ہے جس پر یہ نعمتیں موجود ہیں یا اس کی زندگی میں کچھ ایسی خرابیاں ہیں جو آثار ذکر کے حصول میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں بہرحال اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے رب کریم کے وعدے برحق ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

ذکر ودرود سے غفلت موجب حسرات ہے

(۳۳۰۲) مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُمْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کچھ لوگ کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور اس کے اور اپنے نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجتے تو یہ بات (قیامت کے دن) ان کے لیے نقصان کا باعث ہوگی اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کی مغفرت کر دے گا۔

تشریح: جب ذکر سے غفلت ہوتی ہے اور آدمی دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو صفت احسان سے دوری ہو جاتی ہے اور وہ سابقہ بہت سی باتیں بھول جاتا ہے اور ایسا کورارہ جاتا ہے جیسے وہ کیفیات کبھی نصیب ہی نہیں ہوئیں یہ بات موجب حسرت وندامت ہے کیونکہ غفلت کی یہ حالت دوزخ کی طرف اور ہر برائی کی طرف دعوت دیتی ہے جو گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔

❊

بَابُ مَاجَآءَ اَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

مسلمان کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے

(۳۳۰۳) مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ اِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنْ سُوْءٍ مِثْلَهٗ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص جو بھی دعا مانگتا ہے تو یا اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جو اس نے مانگی ہو یا اس کی مانند اس شخص سے کسی برائی کو (یعنی کسی نقصان کو) روک دیتا ہے جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ کرے۔

تشریح: بہت سے لوگ ناواقفیت سے قبولیت دعا کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اس کو مل جائے اور اگر وہ نہیں ملتا تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے بندے کا علم بے حد ناقص ہے بلکہ اپنی خلقت کے لحاظ سے وہ ظلوم وجہول ہے۔ دو چیزیں ہیں علیحدہ علیحدہ ہیں: ایک ہے دعا کا قبول ہونا اور دوسری ہے مانگی ہوئی چیز کا مل جانا یہ بڑی غلط فہمی ہے مسلمان کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی اس کی ہر دعا قبول کر لی جاتی ہے، بشرطیکہ اس نے کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو رہا مانگ کا پورا ہونا تو وہ مصلحت کے تابع ہے تو مانگی ہوئی چیز عنایت فرماتے ہیں اور جس چیز کے دینے میں بندے کی مصلحت نہیں ہوتی اور وہ اس کی جائز خواہش ہوتی ہے اور روا مطالبہ ہوتا ہے تو اس کو عبادت قرار دے کر نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور اس کا صلہ آخرت میں ملتا ہے کیونکہ دعا بذات خود عبادت بھی ہے پھر جب آخرت میں اس کا صلہ ملتا ہے تو بندہ کہتا ہے:

یالیته لن یعجل له شئی من دعائه. "اے کاش اس کو اس کی دعا میں سے جلدی کچھ بھی نہ دیا گیا ہوتا" (کنز العمال ۲: ۵۷)

سورۃ البقرۃ (آیت ۱۸۶) میں ہے ﴿اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ میں درخواست کرنے والی کی عرضی منظور کر لیتا ہوں جب وہ میرے حضور میں درخواست دیتا ہے اس آیت میں یہی بات فرمائی ہے کہ درخواست منظور کر لی جاتی ہے قرآن وحدیث میں کہیں یہ نہیں آیا کہ میں اس کا ہر مطالبہ پورا کر دیتا ہوں کیونکہ یہ بات بندے کی مصلحت پر موقوف ہوتی ہے۔

بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے

(۳۳۰۴) مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت میں اس کی دعا قبول کرے تو وہ راحت کے دوران بھی بکثرت دعا کیا کرے۔

تشریح: واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی میں اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی وقت ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھتے ہیں ان کا رابطہ اللہ کے ساتھ بہت ضعیف ہوتا ہے اس کے برعکس جو بندے ہر حال میں اللہ سے مانگنے کے عادی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ان کا رابطہ قوی ہوتا ہے۔ بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔

(۳۳۰۵): اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے زیادہ فضیلت والی دعا الحمد للہ ہے۔

تشریح: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ میں بہت سے خواص ہیں پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کر دیتا ہے دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی کو بھی ختم کرتا ہے اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفت الٰہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصول معرفت اور قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ بہترین ذکر اس لیے ہے کہ اس سے توحید کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے اس جملہ میں شان یکتائی کا بیان ہے یہ جملہ شرک جلی اور خفی (ریا وسمعہ) کو دفع کرتا ہے۔ اور الحمد للہ بہترین دعا اس لیے ہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک وہ جس سے دل دماغ عظمت خداوندی سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

(۲) وہ جس کے ذریعہ دنیا وآخرت کی خیر طلب کی جاتی ہے اور الحمد للہ میں یہ دونوں باتیں جمع ہیں جب بندہ کہتا ہے ستائشوں کے سزا وار اللہ تعالیٰ ہیں تو اس کا دل نیاز مندی اور عاجزی سے لبریز ہو جاتا ہے اور الحمد للہ کلمہ شکر بھی ہے اور شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا

(۳۳۰۶) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

تشریح: کہ ذکر کا عمل قلب کو صاف کرنے میں بالکل ویسا ہی کام کرتا ہے جیسا کہ تانبے کو صاف کرنے اور مانجھنے میں بال اور باقی دوسری عبادات کا عمل قلوب کی صفائی کے بارے میں ویسا ہے جیسا کہ تانبے کے صاف کرنے میں صابن کا عمل۔ (ترصیع الجواہر المکیہ)

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهٖ

دعا کرنے والا پہلے اپنے لیے دعا کرے

(۳۳۰۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے۔

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ جب بھی کسی دوسرے کے لیے دعا کرے تو پہلے اپنے لیے دعا مانگے پھر اس کے بعد دوسرے کے لیے مانگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ اور اپنے لیے پہلے دعا مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ جو صرف دوسرے کے لیے مانگتا تھا اس کی

حیثیت محتاج سائل کی نہیں ہوتی بلکہ سفارشی کی ہوتی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رَفْعِ الْاَیْدِیْ عِنْدَ الدُّعَآءِ

دعا میں ہاتھ اٹھانے اور منہ پر پھیرنے کا بیان

(۳۳۰۸) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَآءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی فِیْ حَدِیْثِہٖ لَمْ یَرُدَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ.

ترجمہ: سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو انہیں اس وقت تک نیچے نہیں لاتے تھے جب تک ان دونوں کو اپنے چہرہ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

محمد بن مثنی نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں اس وقت تک لوٹاتے نہیں تھے جب تک اپنے چہرہ مبارک پر پھیر نہیں لیتے تھے۔

تشریح: کہ احوال کی دو قسمیں ہیں :احوال متواردہ) پے بہ پے پیش آنے والے احوال)اور احوال خاصہ۔ اول میں جو اذکار وادعیہ مروی ہیں ان میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں ہے جیسے صبح وشام کی دعائیں سونے جاگنے کے اذکار یہ بغیر ہاتھ اٹھائے کرنے چاہئیں، اوراحوال خاصہ کی دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے جیسے نمازوں کے بعد کی دعائیں ہاتھ اٹھا کر مانگنی چاہئیں۔

نیز دعا کی دو قسمیں ہیں: دعائے رغبت اور دعائے رہبت جب دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگنے تو ہاتھ سیدھے پھیلانے چاہئیں جس طرح سائل ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور آخر میں پھیلے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں اور جب آنے والی کسی بلا کو رکوانے کے لیے دعا کرے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف اور اس صورت میں بھی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو منہ پر پھیرلے۔

اور فتاویٰ عالمگیری (کتاب الکراہیہ ۵: ۳۱۸) میں دعائے رغبت میں ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلائے اور سینہ کے مقابل تک اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کے درمیانی فرجہ (کشادگی) رکھے چاہے تھوڑا ہو (ہاتھ بالکل ملا نہ دے)اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے۔

حکمت دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا رغبت کا ظاہری روپ ہے اور دل کی کیفیت اور بدنی ہیئت کے درمیان ہم آہنگی ہے آدمی اس طرح سراپا التجا بن جاتا ہے جیسے سائل ہاتھ پسار کر مانگتا ہے تو اس کا سارا وجود سوال بن جاتا ہے نیز اس سے نفس چوکنا ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز مانگ رہا ہے اور ہاتھ منہ پر پھیرنا: امید برآری کی تصویر بن جاتا ہے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے رب کریم ورحیم کی برکت ورحمت کا کوئی حصہ انہیں ضرور ملا ہے جسے اس نے اشرف عضو (چہرے) کا غازہ بنالیا ہے۔

فائدہ: تعارض کہ متفق علیہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لم یکن النبی ﷺ یرفع یدیہ فی شئی من دعائہ

الا فی الاستقاء نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، مگر بارش طلبی کی دعا میں کہ بارش طلبی کے علاوہ ہر دعا میں ہاتھ نہ اٹھانا سنت ہے۔

جواب: احادیث میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں غیر معمولی رفع کی نفی ہے یعنی آپ ﷺ بارش طلبی کی دعا میں ہاتھ بہت اوپر تک اٹھاتے تھے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی اور دوسری دعاؤں میں اتنے اوپر تک ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سینہ کے مقابل تک اٹھاتے تھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ مَنْ یَّسْتَعْجِلُ فِیْ دُعَائِهٖ

عجلت پسندی قبولیت دعا کے استحقاق کو کھو دیتی ہے

(۳۳۰۹) یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں آدمی کی دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے میں نے دعا مانگی لیکن میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بندہ اس جلد بازی اور مایوسی کی وجہ سے قبولیت کا استحقاق کھو دیتا ہے اس لیے چاہیے کہ بندہ ہمیشہ اس کے در کا فقیر بنا رہے اور مانگتا رہے یقین کرے کہ ارحم الراحمین کی رحمت دیر سویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی کبھی کبھی بہت سے بندوں کی دعا جو وہ بڑے اخلاص واضطرار سے کرتے ہیں اس لیے بھی جلدی قبول نہیں کی جاتی کہ اس دعا کا تسلسل ان کے لیے ترقی اور تقرب الی اللہ کا خاص ذریعہ ہوتا ہے اگر ان کی منشاء کے مطابق ان کی دعا جلدی قبول کر لی جائے تو اس عظیم نعمت سے وہ محروم رہ جائیں۔ دعا بندے کی طرف سے اللہ کے حضور میں ایک التجا ہے اور اللہ تعالیٰ مختار ہیں وہ بندے کی مانگ جلدی بھی پوری کر سکتے ہیں اور اس میں کسی مصلحت سے دیر بھی ہو سکتی ہے کبھی بندے کی مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلدی پوری نہ کی جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی الدُّعَاءِ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰی

صبح وشام کی دعائیں

(۱) ایک ذکر جو آفات ارضی وسماوی سے بچاتا ہے

(۳۳۱۰) مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَمَسَاءِ کُلِّ لَیْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ یَضُرُّهٗ شَیْءٌ وَکَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرْفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اَمَا اِنَّ الْحَدِیْثَ کَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَقُلْهُ یَوْمَئِذٍ لِیُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدَرَهٗ.

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح اور شام کے وقت تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جس کے اسم کے ہمراہ کوئی چیز زمین میں اور کوئی چیز آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

اس راویت کے راوی ابان کو ایک طرف فالج ہوگیا ایک شخص نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا تو ابان نے اس سے کہا تم کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ واقعی میں حدیث ہے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کی تھی لیکن میں نے ایک دن اس دعا کو پڑھا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ مجھ پر نافذ کر دیا۔

(۲) ذاکر قیامت کے دن ضرور خوش کیا جائے گا

(۳۳۱۱) مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُرْضِيَهُ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص شام کے وقت یہ پڑھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں (یعنی اس پر ایمان رکھتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس شخص کو راضی کرے (یعنی اسے بخش دے)۔

تشریح: مسند احمد میں ہے جو مسلمان صبح وشام تین دفعہ یہ ذکر کرے یہ بہت مختصر ذکر ہے اس سے اللہ ورسول اور دین اسلام کے ساتھ تعلق تازہ اور مستحکم ہوتا ہے اس لیے اس کا یہ صلہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب ثواب سے راضی اور خوش کردیں گے (پس طلبہ یہ ذکر یاد کرلیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں)۔

(۳) صبح وشام کی ایک جامع دعا جس سے بندگی اور نیازمندی کا اظہار ہوتا ہے

(۳۳۱۲) كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَ اَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اُرَاهُ قَالَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَابَعْدَهَا وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَابَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے:

"ہماری شام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی شام ہوگئی ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں میرا خیال ہے اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

"بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے (اے اللہ) میں تجھ سے اس رات میں موجود بھلائی اور اس کے بعد آنے والی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس رات میں موجود شر اور اس

کے بعد آنے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور برے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بھی یہی کلمات پڑھا کرتے تھے (تاہم ان میں یہ پڑھا کرتے تھے)۔

"ہماری صبح ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی صبح ہوگئی ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔"

تشریح: اس دعا میں اپنی ذات پر اور ساری کائنات پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا اقرار اور اس کی حمد وثنا کے ساتھ توحید کا اعلان ہے پھر رات اور دن میں جو خیر اور برکتیں ہیں ان کا سوال ہے اور جو برائیاں ہیں جو سعادت سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں ان سے پناہ چاہی گئی ہے اور آخر میں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگی گئی ہے پس یہ ایک جامع دعا ہے اور اس میں اپنی بندگی اور نیازمندی کا اظہار ہے۔

صبح وشام کی ایک مختصر دعا: جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو سکھلایا کرتے تھے

(۳۳۱۳) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهٗ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ. وَاِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تم صبح کرو تو یہ پڑھو۔

"اے اللہ تیری مرضی سے ہم نے صبح کی تیری مرضی سے ہم شام کریں گے تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں تیری مرضی سے ہی ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔"

اور جب شام ہو تو یہ پڑھے:

"اے اللہ تیری مرضی سے ہم نے شام کی تیری مرضی سے ہم صبح کریں گے تیری مرضی سے ہم زندہ ہیں تیری مرضی سے ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔"

منه

(۵) ایک دعا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھلائی گئی

(۳۳۱۴) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ اَقُوْلُهٗ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ قَالَ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں صبح وشام پڑھ لیا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں اپنی ذات کے شر سے شیطان کے شر سے اور اس کے شرک (یا اس کے شریک ہونے) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے صبح کے وقت شام کے وقت اور جب تم سونے لگو اس وقت پڑھ لیا کرو۔

منہ

(٦) سید الاستغفار یعنی اللہ سے معافی مانگنے کی بہترین دعا

(٣٣١٥) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدُكُمْ حِيْنَ يُمْسِيْ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُوْلُهَا حِيْنَ يُصْبِحُ فَيَاْتِيْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں سید الاستغفار کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں (اس کے الفاظ یہ ہیں):

"اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں میں تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور جو کچھ میں کرتا ہوں اس کے اس شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری جو نعمتیں مجھ پر ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں تو میرے گناہوں کی مغفرت کردے کیونکہ گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کرسکتا ہے۔"

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): اگر کوئی شخص شام کے وقت یہ دعا پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اگر کوئی صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے اور شام سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے لیے بھی جنت واجب ہو جائے گی۔

اس مغفرت تین ہیں نیک عمل فیض ملکوتی اور مدد روحانی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا سبب: بہترین نیک عمل ہے یعنی آدمی کوئی ایسا نیک کام کرے کہ رحمت حق اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور ملائکہ اس کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے دعا گو بن جائیں تو اس کی خطائیں خود بخود معاف ہو جاتی ہیں جیسے کفر و نفاق سے توبہ کر کے مخلص مومنین کے زمرہ میں شامل ہونا ایسا نیک عمل ہے کہ سابقہ گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: فیض ملکوتی ہے یعنی آدمی فرشتہ صفت بن جائے اپنے احوال میں ملائکہ کی مشابہت اختیار کرے اور نفس کی تیزی کو

توڑے یعنی پاکیزہ زندگی اختیار کرے تو گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے جیسے حج مقبول سے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں کیونکہ حج مقبول سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔

تیسرا سبب: مدد روحانی ہے جب گنہ گار بندہ ندامت کے آنسو بہاتا ہے اور کوتاہی کے احساس کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ اس یقین سے معافی طلب کرتا ہے کہ رب کریم ضرور نظر کرم فرمائیں گے تو لطف و مہربانی کی بارش ہونے میں دیر نہیں لگتی سید الاستغفار ایسی ہی ایک دعا ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِی الدُّعَآءِ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ

سوتے وقت کے اذکار و ادعیہ

(۳۳۱۶) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَہٗ اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ تَقُوْلُھَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ وَ قَدْ اَصَبْتَ خَیْرًا تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَرَھْبَۃً اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ فَطَعَنَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ قَالَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں؟ جنہیں تم اس وقت پڑھ لیا کرو جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے جاؤ) اگر تم اس رات میں انتقال کر گئے تو تم دین اسلام پر مرو گے اور اگر تم صبح تک زندہ رہے تو تمہیں بھلائی نصیب ہوگی تم یہ کلمات پڑھو:

"اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا میں تیری طرف متوجہ ہوگیا میں نے اپنے معاملات تجھے سونپ دیئے تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور کوئی نجات کی جگہ نہیں ہے تو نے جو کتاب نازل کی ہے اور جس نبی کو تو نے بھیجا ہے میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔"

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس دعا کو پڑھتے ہوئے (میں نے کہا): میں تیرے رسول پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا یہ پڑھو "میں تیرے اس نبی پر ایمان لاتا ہوں جسے تو نے بھیجا ہے۔"

(۳۳۱۷) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا اضْطَجَعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَنْبِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اُوْمِنُ بِکِتَابِکَ وَ بِرُسُلِکَ فَاِنْ مَّاتَ مِنْ لَیْلَتِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب کوئی شخص دائیں پہلو کے بل لیٹے اور پڑھے:

"اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا میں نے اپنا رخ تیری طرف کرلیا میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دیا میں نے اپنا معاملہ تیری سپرد کردیا تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے میں تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اگر وہ شخص اسی رات میں انتقال کرگیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نیند موت کی بہن ہے، سونے والا: مردے کی طرف دنیا و مافیہا سے غافل ہوجاتا ہے، اس لحاظ سے نیند: بیداری اور موت کے درمیان کی ایک حالت ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے سوتے وقت کے لئے اذکار مشروع فرمائے، پس جب آدمی سونے کے لئے بستر پر لیٹ جائے تو درج ذیل اذکار میں سے کوئی ایک یا زیادہ اذکار کر کے سوئے۔

پہلا ذکر:

فائدہ: اس میں حضرت رافع کی جو حدیث ہے وہ اگلے نمبر پر آرہی ہے۔ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث منصور کی سند سے آگے احادیث شتی (حدیث ۳۵۹۵) میں آرہی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر پہنچ جاؤ درانحالیکہ تم باوضو ہو اور یہ متفق علیہ حدیث ہے اور صحیحین میں ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ پھر مذکورہ ذکر کرو اور آخر میں ہے اس دعا کے بعد کوئی بات نہ کرو اگر اسی حال میں موت آگئی تو تمہاری موت دین فطرت پر ہوگی۔ (مشکوٰۃ حدیث ۲۳۸۵)

دوسرا ذکر:

(۳۳۱۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ كَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے ہر طرح کی حمد وثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھلایا جس نے ہمیں پلایا جس نے ہمیں کفایت نصیب کی جس نے ہمیں پناہ گاہ نصیب کی کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے لیے کفایت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور انہیں پناہ دینے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے تو کہتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ كَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ.

منه

تیسرا ذکر:

(۳۳۱۹) قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ إِلٰى فِرَاشِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ إِلَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَ إِنْ كَانَتْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص بستر پر لیٹ کر (سوتے وقت) یہ پڑھے:

"میں اس اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ حی اور قیوم ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں اگر چہ وہ درختوں کے پتوں جتنے ہوں اگر چہ وہ ریت کے ذروں جتنے ہوں اگر چہ وہ دنیا کے ایام کی تعداد جتنے ہوں۔

منه

چوتھا ذکر:

(۳۳۲۰) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ رَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے لگتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک اپنے سر کے نیچے رکھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دوبارہ زندہ کرے گا۔"

(۳۳۲۱) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِيْنَهٗ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادُكَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ کو سوتے وقت سر کے نیچے رکھتے تھے پھر یہ پڑھتے تھے: "اے میرے اللہ تو اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو زندہ کرے گا۔"

منه

پانچواں ذکر:

(۳۳۲۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا اِذَا اَخَذَ اَحَدُنَا مَضْجَعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے ہم میں سے کوئی شخص جب سونے لگے تو وہ یہ پڑھے:

"اے اللہ اے آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار دانے اور گٹھلی کو

چیرنے والے تورات انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے ہر شر والی چیز کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تو اسے پیشانی سے پکڑ لے تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہوگا تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی نہیں ہے تو ہی باطن ہے تجھ سے نیچے کوئی نہیں ہے میرے قرض کو ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے (یعنی میرے فقر ختم کر دے)۔"

فائدہ: یہ دعا ان بندگان خدا کے زیادہ حسب حال ہے جو مقروض اور معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہیں وہ یہ دعا کر کے سوئیں اور رب کریم سے امید رکھیں کہ وہ رزق میں کشائش کی کوئی صورت پیدا فرمائیں گے۔ (معارف الحدیث ۵:۱۸۳)

منه

چھٹا ذکر:

(۳۳۲۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ اِزَارِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ بَعْدَهٗ فَاِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ فَاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ فَاِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَرَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَاَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے: جب کوئی شخص اپنے بستر سے اٹھ کر جائے تو جب وہ اس بستر پر واپس آئے تو اپنے تہبند کے پلو سے اسے تین مرتبہ جھاڑ لے کیونکہ اسے یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کون سی چیز آئی تھی پھر جب وہ لیٹ جائے تو یہ دعا پڑھے:

"اے میرے پروردگار میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیری ہی وجہ سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر اسے واپس کر دے تو اس کی حفاظت کرنا اسی طرح جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) آدمی بیدار ہوتے وقت یہ پڑھے:

"ہر طرف کی حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے میرے جسم میں مجھے عافیت عطا کی اور میری روح کو واپس کر دیا اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِيْمَنْ يَقْرَاءُ الْقُرْاٰنَ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت قرآن کریم پڑھنا

(۱) سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھنا

(۳۳۲۴) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوَى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاءَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کر کے ان میں پھونک مارتے تھے آپ ﷺ سورہ اخلاص سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے تھے پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ہوسکتا تھا پھیر لیتے تھے پہلے آپ ﷺ اپنے سر پر اپنے چہرے پر اور جسم کے آگے والے حصے پر پھیرتے تھے آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

تشریح: سورۃ الاخلاص بڑی برکت سورت ہے اور معوذتین: رقیہ (منتر) ہیں ان کے ذریعہ سحر اور آسیب سے حفاظت ہوتی ہے۔ اور ان سورتوں کے ساتھ سورۃ الکافرون بھی پڑھنی چاہیے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔

منه

(۲) سورۃ الکافرون پڑھنا

(۳۳۲۵) اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْيَانًا يَقُوْلُ مَرَّةً وَاَحْيَانًا لَا يَقُوْلُهَا.

ترجمہ: حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں رات سوتے وقت پڑھ لیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا تم سورہ کافرون پڑھا کرو کیونکہ یہ شرک سے برأت کا اظہار ہے۔

شعبہ نامی راوی نے بعض اوقات یہ الفاظ نقل کیے ہیں میرے استاد نے اس روایت میں بعض اوقات ایک مرتبہ کا لفظ نقل کیا ہے اور بعض اوقات نقل نہیں کیا۔

تشریح: سورۃ الکافرون بھی سورۃ الاخلاص ہے اس میں اخلاص فی العبادۃ کا بیان ہے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ میں اخلاص فی الاعتقاد کا

بیان ہے اور اس حدیث کو گزشتہ حدیث کے ساتھ ملایا جائے تو سوتے وقت چار قل پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک پڑھنا

(۳۳۲۶) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ تنزیل سجدہ اور سورۂ ملک نہیں پڑھ لیتے تھے۔ (یہ حدیث گزر چکی ہے)

سورۃ الزمر اور سورہ بنی اسرائیل پڑھنا

(۳۳۲۷) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔

(۵) مسبحات پڑھنا

(۳۳۲۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُوْلُ فِيْهَا اٰيَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ.

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک مسبحات کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت بھی ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

تشریح: مسبحات سات سورتیں ہیں جن کے شروع میں سبحان یا سبح (ماضی) یا یسبح (مضارع) یا سبح (امر) ہے وہ یہ ہیں: اسراء، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور اعلیٰ۔

منه

(٦) قرآن پاک کی کوئی بھی سورت پڑھنا

(۳۳۲۹) قَالَ صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ اَوْسٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَاَسْاَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ يَقْرَاُ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ مَلَكًا فَلَا يَقْرُبُهٗ شَيْءٌ يُؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ.

ترجمہ: بنو حنظلہ قبیلے کے ایک صاحب کہتے ہیں میں ایک حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھا انہوں نے فرمایا

کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں؟ جو نبی اکرم ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ میں تجھ سے کام (یعنی معاملات) کی مضبوطی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں اور اچھی طرح سے عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے زبان کی درست (نظریات رکھنے والا) دل مانگتا ہوں میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں ہر اس چیز سے تیری مغفرت طلب کرتا ہوں جسے تو جانتا ہے بے شک تو غیوب کا علم رکھنے والا ہے۔"

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے جو مسلمان سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کوئی ایک سورۃ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتے کو مقرر کردے گا تو تکلیف دینے والی کوئی بھی چیز اس کے بیدار ہونے تک اس کے پاس نہیں آئے گی خواہ وہ جب بھی بیدار ہو۔

تشریح: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ البالغہ میں احسان کے بیان میں قرآن مجید کی تلاوت پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے تلاوت قرآن کی روح یہ ہے کہ شوق ومحبت اور انتہائی تعظیم واجلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور اس کے مواعظ اور نصائح میں غور اور ان سے اثر لینے کی کوشش کرے اور اس کے احکام وہدایات کی تعمیل اور پیروی کے عزم کے ساتھ تلاوت کرے اور اس میں بیان ہونے والے قصص اور امثال سے عبرت حاصل کرے اور جب اللہ کی صفات کا بیان آئے تو کہے سبحان اللہ اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں جنت اور اللہ کی رحمت کا بیان ہے تو اللہ سے فضل وکرم فرمانے کی دعا کرے اور اپنے لیے جنت اور رحمت کا سوال کرے۔ اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں دوزخ اور اللہ کے غضب کا بیان ہے تو اللہ سے پناہ مانگے۔ بلاشبہ اس طرح کی تلاوت قلب کا خاص الخاص صیقل ہے اور جس بندہ کو کسی درجہ میں بھی ایسی اوت نصیب ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے اللہ تعال اپنے اس فضل سے محروم نہ فرمائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد

(۱) تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان

(۳۳۳۰) قَالَ شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ رضي الله عنها مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِيْنِ فَقُلْتُ لَوْ اَتَيْتِ اَبَاكِ فَسَاَلْتِيْهِ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُوْلَانِ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَاَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ مِنْ تَحْمِيْدٍ وَتَسْبِيْحٍ وَتَكْبِيْرٍ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے یہ شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں آبلے

پڑ گئے ہیں تو میں نے ان سے کہا اگر تم اپنے والد محترم سے کوئی خادم مانگ لو تو بہتر ہوگا (وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی خادم کے لیے کہا) تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی چیز کے بارے میں بتاتا ہوں جو تم دونوں (میاں بیوی) کے لیے خادم (مل جانے سے زیادہ) فضیلت رکھتی ہے تم لوگ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

(۳۳۳۱) قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تَشْكُوْا مَجَلَ يَدَيْهَا فَاَمَرَهَا بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھ چھل جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں سبحان اللہ پڑھنے اللہ اکبر پڑھنے اور الحمد للہ پڑھنے کا حکم دیا۔

تشریح: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں سب کام کرنا ہوتا تھا چکی خود چلاتیں مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں گھوڑے کا چارہ تیار کرتیں گھر میں جھاڑو لگاتیں اور بچوں کی دیکھ ریکھ کرتیں ان سب کاموں کی وجہ سے وہ تھک جاتیں تھیں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس دولڑکے (غلام) آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ وہ ابا کے پاس جائیں اور ایک غلام مانگ لائیں تاکہ کام کا بوجھ کچھ ہلکا ہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں مگر اتفاق سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ گھر میں چلی گئیں جب لوگوں کے اٹھنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بالاجمال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی آمد کا مقصد بیان کیا مگر آپ کو دن بھر فرصت نہیں ملی، آپ عشاء کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے دونوں میاں بیوی اپنے اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے آپ ﷺ کی آمد پر دونوں نے اٹھنا چاہا مگر آپ ﷺ نے منع کر دیا آپ دونوں کے درمیان میں خالی جگہ میں بیٹھ گئے آپ ﷺ نے پوچھا: فاطمہ دن میں تم کیوں آئیں تھیں؟ (آپ ﷺ تفصیل سے ان کی بات سننا چاہتے تھے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شرم کی وجہ سے خاموش رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بتاتا ہوں پھر انہوں نے ساری بات تفصیل سے بیان کی اور یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ غلام تمہارے لیے نہیں ہیں میں وہ غلام ان یتیم بچوں کو دوں گا جن کے والد بدر میں شہید ہو گئے ہیں،، پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں جس کو تم دونوں کرو گے تو تم گھر کے کام سے نہیں تھکو گی جب تم دونوں اپنی خواب گاہوں میں پہنچ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ الحمد للہ، ۳۴ اللہ اکبر (اگر میاں بیوی دونوں یہ تسبیحات پابندی سے پڑھیں تو بیوی گھر کے کام کاج سے نہیں تھکے گی اور یہی تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور نمازوں کے بعد یہی تسبیحات تسبیح فقراء ہیں۔

منه

(۲) جو شخص دو باتوں کی پابندی کرے وہ جنت میں ضرور جائے گا

(۳۳۳۲) خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً

فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَالْاَلْفُ فِي الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْنِ وَخَمْسُ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْتَفِلَ فَلَعَلَّهٗ اَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَاْتِيْهِ وَهُوَ فِيْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے دو خصلتیں (ایسی ہی) جنہیں اگر کوئی مسلمان اختیار کرلے تو وہ جنت میں داخل ہوگا یہ دونوں آسان بھی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں پر اس کو گن رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان سے پڑھنے کے حساب سے (روزانہ) ایک سو پچاس ہوں گے لیکن میزان میں یہ ایک ہزار پانچ سو ہوں گے (کیونکہ نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم سونے لگو تو ایک سو مرتبہ سبحان اللہ اللہ اکبر اور الحمدللہ (یعنی انہیں ۳۳۔۳۳ مرتبہ پڑھ لو) تو یہ زبان سے پڑھنے میں ایک سو ہوں گے اور میزان میں ایک ہزار ہوں گے تو تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جو روزانہ دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہو (لیکن وہ اس عمل کے ذریعے روزانہ دو ہزار پانچ سو نیکیاں حاصل کرے گا) لوگوں نے عرض کی ہم بھلا کیوں اس کا خیال نہیں رکھیں گے؟ (یعنی اس کو ان شاء اللہ باقاعدگی سے کریں گے)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی ایک شخص کے پاس شیطان آتا ہے آدمی اس وقت نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان یہ کہتا ہے فلاں فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ اس آدمی کی توجہ منتشر ہوجاتی ہے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی وہ کام نہ کرے۔

پھر جب آدمی سونے لگتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے سلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ آدمی سو جاتا ہے (اس لیے تم نے اس معاملے میں احتیاط کرنی ہے)

تشریح: پہلے کتاب الصلوٰۃ (۱۸۸ میں نمازوں کے بعد ۳۳، ۳۳، ۳۴ مرتبہ کی روایت گزری ہے اور یہ بات گزری ہے کہ یہ تسبیحات فقراء ہیں اور کی حدیث جس طرح ابن علیہ نے مفصل بیان کی ہے شعبہ اور ثوری رحمہ اللہ بھی عطاء سے مفصل روایت کرتے ہیں، البتہ امام اعمش: عطاء سے مختصر روایت کرتے ہیں جو آگے (۷۲ حدیث ۳۵۰۹، ماجاء فی عقد التسبیح بالید میں) بھی آرہی ہے۔

(۳) باری باری پڑھی جانے والی تسبیح

(۳۴۳۳) قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں پر گنتے ہوئے سبحان اللہ پڑھ رہے تھے۔

---✻---

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

سو کر اُٹھنے کی دُعائیں

(۳۳۳۴) قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ تُسَبِّحُ اللهُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوةٍ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ.

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (نماز کے بعد چند وظائف) پڑھنے والا شخص محروم نہیں رہتا وہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھے ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ پڑھے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔

(۳۳۳۵) قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنَحْمَدَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرَهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ فَرَأَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُوا اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوا خَمْسًا وَعِشْرِينَ وَاجْعَلُوا التَّهْلِيلَ مَعَهُنَّ فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَهُ فَقَالَ افْعَلُوا.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کی ہدایت ملی راوی کہتے ہیں ایک انصاری نے خواب میں دیکھا اور بتایا (خواب میں فرشتے نے پوچھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تم ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو انہوں نے جواب دیا جی ہاں (تو وہ فرشتہ بولا) تم اسے ۲۵ مرتبہ پڑھو اور اس کے ساتھ لا الہ الا اللہ بھی پڑھو اگلے دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ایسا کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلوةِ

جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۳۶) قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلوتُهُ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جو شخص رات کے وقت بیدار ہو کر یہ پڑھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے

لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔"

پھر وہ یہ پڑھے۔"اے میرے پروردگار میری مغفرت کر دے۔"

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) پھر وہ شخص جو دعا مانگے گا وہ دعا قبول ہوگی اگر وہ ہمت کر کے وضو کر کے نماز بھی ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔

(۳۳۳۸) كُنْتُ اَبِيْتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَاُعْطِيْهِ وَضُوْءَهٗ فَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس رات کے وقت موجود رہتا تھا میں آپ ﷺ کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا میں رات کے وقت آپ ﷺ کو پست آواز میں سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے ہوئے سنتا تھا اور پست آواز میں الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہوئے سنتا تھا۔

(۳۳۳۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيٰى نَفْسِيْ بَعْدَ مَا اَمَاتَهَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب سونے لگتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اے اللہ میں تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے سوتا ہوں اور اٹھوں گا۔"

جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

"ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے نیند دینے کے بعد بیداری عطا کی اور اسی کی بارگاہ میں دوبارہ اکٹھے ہونا ہے۔"

تشریح: اس میں اور آئندہ میں طویل اذکار ہیں۔

فائدہ: سبحان اللہ کتنی بلند اور کس قدر جامع ہے یہ دعا تنہا اسی ایک دعا سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے شئون صفات کی کتنی معرفت حاصل تھی اور عبدیت جو بندے کا سب سے بڑا کمال ہے اس میں آپ ﷺ کا کیا مقام تھا اور سید العالمین اور محبوب رب العالمین ہونے کے باوجود خود کو آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم کا کتنا محتاج سمجھتے تھے اور بندگی و نیاز مندی کی کس فقیرانہ شان کے ساتھ اس سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے نیز یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دعا کے وقت آپ کے قلب مبارک کی کیا کیفیت گوتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انسانی حاجتوں کا کتنا تفصیلی علم اور کتنا عمیق احساس آپ کو عطا فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جیسے رؤف ورحیم وکریم ہیں: اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان دعاؤں کے ایک ایک فقرے پر اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں کیسا تلاطم اور دعا مانگنے والے پر کتنا پیار آتا ہوگا۔ (معارف الحدیث ۵:۱۶۵)

بَابُ مَاجَآءَ فِی الدُّعَآءِ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ بِاللَّیْلِ

رات میں تہجد شروع کرتے وقت کی دعائیں

پہلی دعا:

(۳۴۴۲) :قال سَألتُ عَائِشَةَ ؓ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَفْتَتِحُ صَلاتَهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَتْ کَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

ترجمہ: ابوسلمہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نوافل کرنے لگتے تھے تو آپ ﷺ نماز کے آغاز میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ جب رات کی نماز ادا کرنے لگتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! اے جبرائیل واسرافیل علیہم السلام کے پروردگار اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے تیرے بندے جس چیز کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں تو بندوں کے درمیان اس چیز کے بارے میں فیصلہ کرے گا تو مجھے اس حق کے بارے میں ہدایت پر ثابت قدم رکھ جس کے بارے میں تیرے اذن کے ساتھ اختلاف کیا جاتا ہے بے شک تو ہی صراط مستقیم پر (چلاسکتا ہے)۔"

تشریح: دعا کا موقعہ تعریف کا موقعہ ہوتا ہے اور تعریف کے موقعہ پر امور عظام کا تذکرہ کیا جاتا ہے معمولی باتوں کا تذکرہ نہیں کیا جاتا یہ تو کہا جائے گا کہ آپ ﷺ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے ہیں۔

دیگر دعائیں

باب ۳۲:

۳۴۴۳: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِنَّهٗ لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ اٰمَنْتُ بِكَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَاِذَا رَکَعَ

قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخِرَ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو پہلے یہ پڑھتے تھے:

"میں اپنا رخ اس ذات کی طرف کر رہا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے بے شک گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما اور اچھے اخلاق کی طرف صرف تو ہی رہنمائی کرسکتا ہے تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کردے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کرسکتا ہے میں تجھ پر ایمان لایا تیری ذات برکت والی ہے بلند و برتر ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا میں نے تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا میری سماعت بصارت مغز ہڈیاں پٹھے سب تیری بارگاہ میں جھک گئے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ اے ہمارے پروردگار حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان میں موجود ساری جگہ کو بھر دے اور اتنی جتنی اس چیز کو بھر دے جو تو چاہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ جب سجد میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے خود کو جھکا دیا میرا چہرہ اس ذات کے لیے سربسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اسے شکل و صورت عطا کی اسے سماعت اور بصیرت نصیب کی تو اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ میں نے جو کچھ پہلے کیا جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا یا جو اعلانیہ طور پر کیا ان سب کی مغفرت کردے اس کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔"

(۳۳۴۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِنَّهٗ لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ فَاِذَا رَفَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخِرَ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

"میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک طور پر پیدا کیا میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی بخشش نہیں کرسکتا تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی نصیب کرسکتا ہے اور تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کردے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کرسکتا ہے میں حاضر ہوں تیرا فرمانبردار ہوں ہر طرح کی بھلائی تیرے قبضہ قدرت میں ہے تیری طرف کوئی شر نہیں جاسکتا میں تیری مدد سے (سب کام کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں) تیری ذات برکت والی ہے تو بلند و برتر ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا تجھ پر ایمان لایا تیر بارگاہ میں سر تسلیم خم کیا میری سماعت بصارت میں میری ہڈیاں میرے پٹھے تیری بارگاہ میں جھکے ہوئے ہیں۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ ہمارے پروردگار حمد تیرے لیے مخصوص ہے اتنی جتنی آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان والی جگہ کو بھر دے اور اس کے بعد ہر اس چیز کو بھر دے جسے تو چاہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا میرا چہرہ اس ذات کے لیے سربسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اسے شکل وصورت عطا کی اسے سماعت اور بصارت عطا کی تو اللہ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر اس کے بعد آپ ﷺ آخر میں تشہد کے دوران سلام پھیرنے سے پہلے یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ میں میں جو پہلے کر چکا ہوں جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا جو کچھ اعلانیہ کیا ان سب کی مغفرت کر دے اور جو میں نے اپنے معاملے میں اسراف کیا (اس کی بھی مغفرت کر دے) تو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے تو پیچھے کرنے والا ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔"

(۳۳۴۵) اَنَّهٗ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَائَتَهٗ وَ اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ وَيَقُوْلُ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَ اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ لَا مَنْجٰى مِنْكَ وَلَا مَلْجَاءَ اِلَّا اِلَيْكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَأُ فَاِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهٗ فِيْ رُكُوْعِهٖ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يُتْبِعُهَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَيَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَاَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب آپ ﷺ فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے (یعنی رفع یدین کرتے) پھر جب آپ ﷺ قرات مکمل کرتے تو ایسا ہی کرتے پھر جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگتے تو ایسا ہی

کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے البتہ نماز کے دوران بیٹھ کر آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے جب آپ ﷺ دو سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے جب آپ ﷺ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے:

"میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور مسلمان ہوں اے اللہ تعالیٰ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو برحق ہے تو میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں تو میرے تمام گناہوں کی مغفرت کر دے بے شک صرف تو ہی گناہوں کو بخشش کر سکتا ہے مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب کر اچھے اخلاق کی ہدایت صرف تو ہی کر سکتا ہے تو مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے مجھ سے برے اخلاق کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیری ذات کے علاوہ اور کوئی جائے نجات اور جائے پناہ نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

پھر آپ ﷺ تلاوت کرتے تھے اور جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تھے تو رکوع میں یہ پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا تو میرا پروردگار ہے میری سماعت میری بصارت میرا مغز میری ہڈیاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے پڑھتے اور اس کے بعد یہ پڑھتے:

"اے اللہ اے ہمارے پروردگار آسمانوں اور زمین جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو تو چاہے اس کی جتنی بھری ہوئی حمد تیرے لیے مخصوص ہے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا میں نے تیرے لیے اسلام قبول کیا تو میرا پروردگار ہے میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سربسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے جس نے اسے سماعت اور بصارت نصیب کی اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے جو سب سے بہترین خالق ہے۔"

"اے اللہ! میں نے جو پہلے کیا جو بعد میں کروں گا جو چھپ کر کیا جو اعلانیہ طور پر کیا تو اس کی مغفرت کر دے تو میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔"

---*---

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ؟

باب ۳۳: سجدۂ تلاوت میں کیا ذکر کرے؟

(۳۳۴۶) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَاَنَا نَائِمٌ كَاَنِّي كُنْتُ اُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِيْ وَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِيْ جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَاَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک درخت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں جب میں سجدے میں گیا تو میرے سجدہ کرنے کے ساتھ درخت بھی سجدے میں چلا گیا میں نے اسے سنا وہ یہ پڑھ رہا تھا۔

"اے اللہ اس کی وجہ سے میرے لیے اپنی بارگاہ میں اجر لکھ لے اور اس کی وجہ سے میرے بوجھ کو ختم کر دے اور اسے میرے لیے ذخیرے کے طور پر محفوظ کر لے اسے میری طرف سے اسی طرح قبول کر لے جیسے تو نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا۔"

ابن جریج نامی راوی بیان کرتے ہیں تمہارے دادا نے مجھے یہ بتایا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آیت سجدہ تلاوت کی پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو سنا آپ ﷺ نے سجدے میں وہی کلمات پڑھے جو اس شخص نے درخت کے کلمات کے طور پر بیان کیے تھے۔

(۳۳۴۷) فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت سجدۂ تلاوت کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"میرا چہرہ اس ذات کی بارگاہ میں سربسجود ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے جس نے اسے سماعت اور بصارت عطا کی اپنی مدد اور اپنی قوت (کے تحت عطا کی)۔"

اس کی دونوں حدیثیں انہی سندوں سے پہلے حدیث (۵۸۵،۵۸۴) گزر چکی ہیں۔

بَابُ مَاجَآءَ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ؟

باب ۳۴: جب اپنے گھر سے نکلے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۴۸) مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ يُقَالُ لَهٗ كُفِيتَ وَوُقِيتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے (راوی کہتے ہیں) جب وہ اپنے گھر سے نکلے۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔"

تو اس شخص سے یہ کہا جاتا ہے تمہاری کفایت ہوگی تمہیں بچالیا گیا اور پھر شیطان (اس گھر سے دور رہتا ہے)۔

پہلی دعا: تشریح: اس دعا کی روح یہ ہے کہ جب بندہ گھر سے نکلے تو اپنی ذات کو بالکل عاجز وناتواں اور خدا کی حفاظت کا محتاج سمجھے اور اس کی پناہ چاہیے پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور شیطان اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

باب ۳۵: اسی کے متعلق

(۳۳۴۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب گھر سے تشریف لے جاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے (ہم گھر سے نکلتے ہیں) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں یا ہم گمراہ ہوجائیں یا ہم زیادتی کریں یا ہم پر زیادتی کی جائے یا ہم جہالت کا مظاہرہ کریں یا ہمارے خلاف جہالت کا مظاہرہ کیا جائے۔"

دوسری دعا: تشریح: جب آدمی گھر سے نکلتا ہے تو پیچھے اور آگے مختلف احوال پیش آتے ہیں اور مختلف لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے پس اگر اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری اور حفاظت نہ فرمائیں تو بندہ بہک سکتا ہے بچل سکتا ہے اور کسی ناکردنی میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے وہ خود صراط مستقیم سے ہٹ جائے یا کسی دوسرے بندے کی گمراہی کا سبب بن جائے یہ سب ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی ظالمانہ یا جاہلانہ حرکت کر بیٹھے یا کوئی دوسرا اس پر ظلم وستم ڈھائے یا جہل ونادانی کا نشانہ بنائے اس لیے نبی کریم ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت مذکورہ دعا تعلیم فرمائی تاکہ ان سب خطرات سے حفاظت ہوجائے اور پہلی دعا کا مضمون بھی اس دعا میں شامل ہے۔

فائدہ: اگر کوئی گھر سے نکلتے وقت صرف لا حول ولا قوة الا باللہ کہہ لے تو یہ بھی پناہ جوئی کے لیے کافی ہے۔ (معارف الحدیث)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ السُّوْقَ؟

باب ۳۶: جب بڑے بازار میں داخل ہو تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۰) مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ.

تَرْجَمَہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھ لے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی ساری اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مریگا بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

آپ ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے۔

(۳۳۵۱) مَنْ قَالَ فِي السُّوْقِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَّبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

تَرْجَمَہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص بازار میں یہ پڑھ لے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا بھلائی اس کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دس لاکھ نیکیاں عطا کرتا ہے اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

تَشْرِیح: انسان اپنی ضروریات اور خرید و فروخت کے لیے بازار بھی جاتا ہے جہاں اس کے نفع اور نقصان دونوں کے امکانات ہیں اور ہر دوسری جگہ سے زیادہ خدا سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں اسی واسطے اس کو شر البقاع (بدترین جگہ) قرار دیا گیا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ جب ضرورت سے بازار تشریف لے جاتے تو اللہ کے ذکر اور اس سے دعا کا خاص اہتمام فرماتے۔

بازار بلا شبہ غفلت اور معصیات کے مراکز اور شیاطین کے اڈے ہیں پس اللہ کا جو باتوفیق بندہ وہاں کی ظلمانی اور شیطانی فضاؤں میں ایسے طریقے پر اور ایسے کلمات کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے جن کے ذریعہ وہاں کی ظلمتوں کا پورا توڑ ہوتا ہو وہ بلا شبہ اس کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے حد و حساب عنایت ہو اس کے لیے ہزار نیکیوں کا لکھا جانا ہزاروں ہزار گناہوں کا محو کیا جانا اور

ہزاروں ہزار درجے بلند ہونا اور جنت میں ایک شاندار محل عطا ہونا اسی عنایت الٰہی کی تفصیلی تعبیر ہے۔

بازار میں آدمی کی نگاہ کے سامنے طرح طرح کی وہ چیزیں آتی ہیں جن کو دیکھ کر وہ خدا کو اور اپنے اور ساری دنیا کے فانی ہونے کو بھول جاتا ہے یہ چیزیں اس کے دل کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہیں کسی چیز کو وہ سمجھتا ہے کہ یہ بڑی دلکش اور بڑی حسین ہے کسی کو سمجھتا ہے کہ یہ بڑی نفع بخش ہے کسی بڑے کامیاب تاجر یا صاحب دولت وحکومت کو دیکھ کر دل میں سوچنے لگتا ہے کہ اگر اس سے تعلق قائم کرلیا جائے تو سارے کام بن جائیں گے بازار کی فضاؤں میں یہی وہ خیالات ووساوس ہوتے ہیں جو دلوں اور نگاہوں کو گمراہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کے علاوہ اور تحفظ کے لیے ہدایت فرمائی کہ بازار جاؤ تو یہ کلمہ توحید تمہاری زبانوں پر ہو۔

یہ کلمہ ان گمراہانہ خیالات اور ان شیطانی وسوسوں پر براہ راست ضرب لگاتا ہے جو بازار میں انسان کے مال ومتاع کو متاثر کرتے ہیں اس کلمہ میں ان حقائق پر یقین کو تازہ کیا جاتا ہے۔

(۱) الٰہ حق جو اس کا مستحق ہے کہ اس کو دل وجان سے چاہا جائے اس کی عبادت کی جائے اور اپنا مطلوب ومقصود حقیقی بنایا جائے صرف اللہ تعالیٰ ہے اس استحقاق میں کوئی چیز اور کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔

(۲) ساری کائنات میں صرف اسی کی فرمانروائی ہے بلاشرکت غیرے اسی کا حکم چلتا ہے وہی ساری کائنات کا مالک اور حاکم حقیقی ہے۔

(۳) حمد وستائش کے لائق بھی صرف وہی ہے اس کے علاوہ اس کی مخلوق میں جو چیزیں دل یا نگاہ کو اچھی اور قابل تعریف نظر آتی ہیں وہ اس کی مخلوقات اور مصنوعات ہیں ان کا حسن وجمال اسی کا عطیہ ہے۔

(۴) اس کی اور صرف اسی کی شان حی لا یموت ہے اس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے اور ہر ایک کی موت وحیات اور فنا وبقاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) ہر خیر اور بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا کسی کے اختیار اور قبضہ میں کچھ نہیں۔

(۶) وہ اور صرف وہی قادر مطلق ہے ہر چیز اور ہر تبدیلی اسی کی قدرت میں ہے بازار کی فضاؤں میں جو بندہ اللہ کو اس طرح یاد کرتا ہے وہ گویا شیاطین کی سرزمین میں اللہ کے نام کا علم پیدا کرتا ہے اور گمراہی کی گھٹاٹوپ اندھیروں میں ہدایت کی شمع جلاجاتا ہے اس لیے بلاشبہ وہ اس غیر معمولی عنایت اور رحمت کا مستحق ہے جس کا اس حدیث پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔

فائدہ: حدیث کے لفظ الف الف کا ترجمہ ہم نے بجائے دس لاکھ کے ہزاروں ہزار کیا ہے ہمارے نزدیک ان شارحین کی رائے زیادہ قرین قیاس ہے جنہوں نے کہا ہے کہ یہاں یہ لفظ معین عدد کے لیے استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ غیر معمولی کثرت کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ مَاجَآءَ مَايَقُوْلُ الْعَبْدُ إِذَا مَرِضَ؟

باب ۳۷: جب بیمار پڑے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۵۲) قَالَ اَشْهَدُ عَلَى اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا اَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

اَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا وَحْدِيْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں جب بندہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا یہ میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف میں ہی معبود ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی اسی کے لیے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے بادشاہی میرے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی میرے لیے مخصوص ہے۔ جب بندہ یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میری مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری کے دوران ان کلمات کو پڑھے اور پھر اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

تشریح: اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات بڑے مصائب اور مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے اس میں خیر کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان ابتلات اور مجاہدات کے ذریعہ اہل ایمان کی تربیت ہوتی ہے اور یہ ان کے لیے انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع کے لیے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مصائب ومشکلات سے نجات کا وسیلہ بھی ہیں اور قرب خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔

اس میں مقصود یہ آخری نمبر ہے یہی بیماری کا ذکر ہے اور یہ بڑا قیمتی ذکر ہے پس تندرستی میں بھی یہ ذکر کرنا چاہیے اور خاص طور پر بیماری میں یہ ذکر کرنا چاہیے معلوم نہیں کونسی بیماری آخری ثابت ہو اور اگر آخری بیماری میں اس ذکر کی توفیق مل گئی تو بیڑا پار ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى مُبْتَلًا؟

باب ۳۸: جب کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۳) مَنْ رَاٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی شخص کسی کو آزمائش میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھ لے:

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے اور مجھے (عافیت عطا کرنے کے حوالے سے) بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو وہ شخص جب تک زندہ رہے گا اس وقت تک وہ اس آزمائش میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۳۳۵۴) مَنْ رَاٰى مُبْتَلًى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی شخص کو آزمائش میں مبتلا دیکھ کر یہ پڑھ لے۔

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے اور (اس آزمائش سے بچانے کے حوالے سے) مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کر دی ہے۔"

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) تو وہ آزمائش اس شخص کو لاحق نہیں ہوگی۔

فائدہ: بلاء سے مراد عام ہے خواہ جسمانی کمی ہو یا دینی جسمانی کمی جیسے برص وجذام میں مبتلا ہونا نہایت ٹھگنا یا لموجی ہونا لولا لنگڑا اندھا وغیرہ ہونا اور دینی کمی جیسے فسق وفجور میں مبتلا ہونا ظلم وعدوان کرنا اور بدعت وکفر وغیرہ میں مبتلا ہونا۔ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب بندہ کسی آدمی کو دیکھے جو خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر دنیا میں پھنسا ہوا ہو تو بھی یہی دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا. (معارف الحدیث ۵:۲۰۶)

اعتراض: یہ دعا آہستہ پڑھنی چاہیے یا زور سے تاکہ وہ مبتلائے مصیبت سنے؟

جواب: اگر کسی میں جسمانی کمی یا عیب دیکھے تو دعا آہستہ پڑھے کیونکہ اس کی وہ بلاء غیر اختیاری ہے پس اگر زور سے پڑھے گا تو اس کی دل آزاری ہوگی حضرت علی زین العابدین کے صاحبزادے حضرت محمد باقرؒ فرماتے ہیں جب بندہ کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو پہلے اس مصیبت سے اللہ کی پناہ چاہے پھر یہ دعا آہستہ پڑھے اور اس مبتلائے مصیبت کو نہ سنائے (یہ روایت کتاب میں ہے) اور اگر کسی شخص میں دینی کمزوری دیکھے آخرت سے غافل پائے یا کسی گناہ میں مبتلا دیکھے اور یہ امید ہو کہ زور سے دعا پڑھنے سے اس کو تنبہ ہوگا اور وہ گناہ سے باز آئے گا تو دعا زور سے پڑھے اور اس کو سنائے اور اگر یہ امید نہ ہو تو آہستہ پڑھے اور خود کو سنائے تاکہ اس غفلت سے بچے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ؟

باب ۳۹۔ اس کے متعلق کہ مجلس سے کھڑا ہو تو کیا کہے

پہلا ذکر:

(۳۳۵۵) مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی محفل میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں تو وہ شخص وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے۔

"تو پاک ہے اے اللہ حمد تیرے لیے مخصوص ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے) تو اس محفل میں جو غلطی بھی ہوئی ہوگی اس کو بخش دیا جائے گا۔

دوسرا ذکر:

(۳۳۵۶) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّقُوْمَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ محفل سے اٹھنے سے پہلے سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے:

"اے میرے پروردگار تو مجھے بخش دے تو میری توبہ قبول کر لے بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور مغفرت کرنے والا ہے۔"

یہ حدیث نہایت ضعیف ہے ابراہیم بن الفضل مخزومی مدنی متروک راوی ہے اور پہلی حدیث متفق علیہ ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ؟

باب ۴۰۔ فکر اور پریشانی کے وقت کے اذکار

(۳۳۵۷) اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو بردبار ہے اور حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور کریم عرش کا پروردگار ہے۔"

(۳۳۵۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَهَمَّهُ الْاَمْرُ رَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب پریشان ہوتے تھے تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھتے تھے۔

"عظیم اللہ تعالیٰ کی ذات (ہر طرح کے عیب سے پاک) ہے۔"

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ دعا میں زیادہ کوشش کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے حی اے قیوم۔"

بَابُ مَاجَآءَ مَایَقُوْلُ اِذَانَزَلَ مَنْزِلاً؟

باب ۱۴۱: جب کسی منزل پر اترے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۵۹) قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی جگہ پڑاؤ کرے اور پھر یہ کلمات پڑھ لے:

"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) تو اسے کوئی بھی چیز اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک وہ اس پڑاؤ سے روانہ نہیں ہو جاتا۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں علاقہ کے جنات کے سردار کی اس کی پناہ لیتا تھا اس سے مدد طلب کرتا تھا جس سے جنات کا دماغ خراب ہو گیا تھا سورۃ الجن (آیت ۶) ہے:

﴿وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

نبی کریم ﷺ نے اس کے بدل یہ دعا تلقین فرمائی اس سے بھی وہی مقصد حاصل ہوگا اب اس منزل میں کوئی چیز اس کو ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

بَابُ مَایَقُوْلُ اِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا؟

باب ۱۴۲۔ سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا

(۳۳۶۰) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ قَالَ بِاِصْبَعِهٖ وَمَدَّ شُعْبَةُ اِصْبَعَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے۔ (شعبہ نامی راوی نے اپنی انگلی اٹھا کر دکھایا) پھر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اے اللہ تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا نگہبان ہے اے اللہ تو اپنی مہربانی ہمارے شامل حال رکھنا ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھنا اے اللہ ہمارے لیے سفر کو مختصر کر دینا اور اسے آسان کر دینا اے اللہ میں سفر کی مشقت کوئی بھی غم اور نامراد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳۳۶۱) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَافَرَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ

اصْبَحْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر کرتے تھے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ سفر میں تو ہی میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کا رکھوالا ہے اے اللہ ہمارے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا بھی خیال رکھنا اے اللہ میں سفر کی مشقت پریشانی نامراد واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مظلوم کی بددعا اور اپنے اہل خانہ یا مال کے بارے میں کسی بھی برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهٖ؟

باب ۴۳: جب سفر سے لوٹے تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۶۲) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

"ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔"

(۳۳۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدْرَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ كَانَ عَلٰی دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواریں ملاحظہ کرتے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے تھے اور اگر آپ ﷺ کسی دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو اس کی رفتار کو بھی تیز کر دیتے تھے آپ ﷺ ایسا مدینہ منورہ سے محبت کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔

تشریح: وطن کی محبت فطری امر ہے اس حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے مگر حب الوطن من الایمان موضوع روایت ہے صنعانی نے اس کی صراحت کی ہے یعنی وطن کی محبت کو اتنی اہمیت دینا کہ اس کو ایمان کا جزء اور ایمان کا تقاضا بنا دیا جائے درست نہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا وَدَّعَ اِنْسَانًا؟

باب ۴۴: جب کسی کو رخصت کرے تو کیا دعا دے؟

پہلی دعا:

(۳۳۶۴) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰی يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِیِّ ﷺ

وَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تھے تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ تھام لیتے تھے اور اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ سے نہیں چھڑوا لیتا تھا پھر نبی اکرم ﷺ یہ دعا دیتے تھے۔

"میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کا اللہ تعالیٰ کو امین بناتا ہوں۔"

(۳۳۶۵) اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اُدْنُ مِنِّيْ اُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے جس شخص نے سفر پر جانا ہوتا وہ اس سے یہ فرماتے تھے تم میرے پاس آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح نبی اکرم ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے آپ ﷺ یہ دعا دیتے تھے۔

"میں تمہارے دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کے خاتمے کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

(۳۳۶۶) قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِيْ قَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ زِدْنِيْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی یا رسول اللہ میں سفر پر جا رہا ہوں آپ ﷺ مجھے زادِ راہ عنایت کیجیے (یعنی کوئی دعا دیجیے) تو آپ ﷺ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے اس نے عرض کی مجھے مزید عطا کیجیے آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری مغفرت بھی کرے اس نے عرض کی مزید عطا کیجیے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں تو آپ ﷺ نے دعا کی تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کو آسان کرے۔

(۳۳۶۷) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا اَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سفر پر جا رہا ہوں آپ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجیے آپ ﷺ نے فرمایا تم پرہیزگاری لازم اختیار کرو ہر بلندی پہ چڑھتے ہوئے تکبیر کہنا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کی مسافت کو کم کر دینا اور یہ سفر اس کے لیے آسان کر دینا۔"

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَكِبَ دَابَّةً؟

باب ۴۵: جب سواری پر سوار ہو تو کیا ذکر کرے؟

(۳۳۶۸) قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ) ثُمَّ

قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا ان کے لیے سواری کا جانور لایا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہوں جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو یہ دعا پڑھی:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم نے اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور پھر یہ پڑھی:

"تو پاک ہے (اے اللہ) میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت کردے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔"

(راوی بیان کرتے ہیں) تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے میں نے دریافت کیا اے امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ کس بات پر مسکرائے ہیں؟ توانہوں نے بتایا میں نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے اب کیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے تھے تو میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات پر مسکرا دیئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تمہارا پروردگار اپنے بندے کی اس بات کو بہت پسند کرتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے تیرے علاوہ گناہوں کو اور کوئی نہیں بخش سکتا۔

(۳۳۶۹) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُوْلُ (سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ) ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيْرَ وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْبَحْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا وَكَانَ يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ اٰيِبُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر روانہ ہونے لگتے اور اپنی سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ہے ورنہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں اس سفر کے دوران تجھ سے نیکی اور پرہیز گاری اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو، اے اللہ!

ہمارے لیے اس سفر کو آسان کر دے اور ہمارے لیے زمین کی مسافت کو سمیٹ دے اے اللہ اس سفر کے دوران تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا تو ہی نگہبان ہے اے اللہ اس سفر میں تو ہمارے ساتھ رہنا اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے گھر والوں کا خیال رکھنا۔"

نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس اپنے گھر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔"

بَابُ مَاذُكِرَ فِيْ دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ؟

باب ۴۶: مسافر کی دعا کی قبولیت کا بیان

(۳۳۷۰) ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تین طرح کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں کی جانے والی دعا۔

تشریح: یہ حدیث پہلے (ابواب البر والصلۃ) ابن علیہ کی سند سے گزر چکی ہے اور دعا سے مراد دعا اور بددعا دونوں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيْحُ؟

باب ۴۷: جب آندھی چلے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۱) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَاَى الرِّيْحَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب تیز ہوائیں چلتی ہوئی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اس میں موجود بھلائی اور جس بھلائی کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر اس میں موجود شر اور جس شر کے ہمراہ اسے بھیجا گیا ہے اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

تشریح: تیز و تند ہوائیں اور آندھیاں کبھی عذاب بن کر آتی ہیں اور کبھی رحمت الٰہی (یعنی بارش کا مقدمہ بن کر اس لیے خدا شناس اور خدا پرست بندوں کو چاہیے کہ جب اس طرح کی ہوائیں چلیں تو وہ جلال خداوندی کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے دعا کریں کہ یہ ہوائیں شر اور ہلاکت کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ رحمت کا وسیلہ بنیں یہی رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ (معارف الحدیث ۵: ۲۴۳)

بَابُ مَایَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ؟

باب ۴۸: گرج کڑک کے وقت کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اے اللہ تو ہمیں اپنے غضب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا تو ہمیں اپنے عذاب کے ذریعے ہلاک نہ کرنا اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا کر دینا۔"

بلاشبہ بادل کی گرج اور بجلی کی چمک اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظہر ہیں اور جب خدا پرست بندہ ان سے دو چار ہو تو پوری عاجزی کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم اور عافیت کی دعا کرنی چاہیے یہی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔

آندھیوں کی طرح بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک بھی کبھی آفت ڈھاتی ہے سورۃ الرعد (آیت ۱۳) میں ہے:

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الرعد: ۱۳)

اور پاکی بیان کرتی ہے گرج اللہ کی تعریف کے ساتھ اور دیگر فرشتے بھی اللہ کے ڈر سے اور وہ کڑک دار بجلیاں بھیجتے ہیں پس جس پر چاہتے ہیں گرا دیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً کڑا کے گرنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جس سے املاک تباہ ہو جاتی ہیں اور جانیں جاتی ہیں۔

بَابُ مَایَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ؟

باب ۴۹: جب نیا چاند دیکھے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۳) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ اَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب پہلی کا چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ اسے بھلائی ایمان سلامتی اور اسلام کے ہمراہ ہم پر طلوع کرنا۔ (پھر چاند کو مخاطب کر کے یہ فرماتے تھے) میرا اور تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

تشریح: ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے جب ایک مہینہ ختم ہو کے دوسرے مہینے کا چاند آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو گویا اعلان ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی زندگی کا ایک مرحلہ پورا ہو کے آگے کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے ایسے موقع کے لیے مناسب ترین دعا یہی ہو سکتی ہے کہ اے اللہ یہ شروع ہونے والا مرحلہ یعنی مہینہ بھی امن و امان اور ایمان و اسلام کے ساتھ گزرے اور تیری فرمانبرداری نصیب رہے چونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو چاند کو ایک رب اور دیوتا مانتے ہیں اس لیے مانتے ہیں رسول اللہ ﷺ مندرجہ بالا دعا کے ساتھ

یہ بھی اعلان فرماتے تھے کہ چاند اللہ کی صرف ایک مخلوق ہے اور جس طرح ہمارا رب اللہ ہے اسی طرح اس کا رب بھی اللہ ہے کچھ لوگ بعض مہینوں کو منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں۔ اس لیے نیا چاند نظر آنے پر ایسی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے جس سے ان سب باطل خیالات کی تردید ہو جاتی ہے۔

حدیث: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیا چاند دیکھتے تو کہتے:

اَللّٰھُمَّ اَھْلِلْہُ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ.

"اے اللہ نئے چاند کو ہمارے لیے نمودار فرما برکت ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔"

بَابُ مَا جَآءَ مَا یَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ؟

باب ۵۰: جب سخت غصہ آئے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۴) قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْہِ اَحَدِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَہُ الَذْھَبَ غَضَبُہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی لڑ پڑے ان میں سے ایک کے چہرے پر شدید غصے کی کیفیت کا اظہار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک ایسے کلمے کے بارے میں پتہ ہے اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا وہ کلمہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔

تشریح: بلاشبہ اگر آدمی شعور اور دعا کی کیفیت کے ساتھ سخت غصہ کی حالت میں بھی یہ کلمہ کہے اور اللہ سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے غصہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گا اور وہ غصہ کے نتائج بد سے محفوظ رہے گا قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ۭ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ (حٰم السجدۃ:۳۶)

"اور اگر (کسی وقت) شیطان کی طرف سے وسوسہ اندازی ہو (اور اس سے تمہارے اندر غصہ کی آگ بھڑک اٹھے) تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے (وہ تمہیں پناہ دے گا)"

لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ غصہ کی بحرانی کیفیت میں جب آدمی سنجیدگی اور توازن اور اچھائی برائی کا احساس کھو بیٹھتا ہے تو بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ باتیں اسے یاد آئیں ایسے وقت میں خیر خواہوں کو چاہیے کہ وہ حکمت سے اس کو اس طرف متوجہ کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زریں ہدایت یاد دلائیں۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی رُؤْیَا یَکْرَھُھَا؟

باب ۵۱: جب کوئی برا خواب دیکھے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۵) اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ عَلَیْھَا وَلْیُحَدِّثْ بِمَا رَاٰی وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ

ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے پسند آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اس شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جسے چاہے اسے وہ خواب سنا دے لیکن جب وہ اس کے برعکس کوئی خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگا وہ اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اس کا تذکرہ نہ کرے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تشریح: اور خوابوں کے اس ان کی قسمیں اور اچھے برے خواب آنے پر کیا کرنا چاہیے؟ اس کی تفصیل ابواب الرؤیا کے شروع میں آچکی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَأَى الْبَاكُوْرَةَ مِنَ الثَّمَرِ

باب ۵۲: جب پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے

(۳۳۷۶) قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَأَنَا أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں کا یہ معمول تھا جب موسم کا پہلا پھل اتارتے تو وہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آتے آپ ﷺ اسے لے کر یہ دعا پڑھتے تھے:

"اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت نصیب کر اور ہمارے شہر میں برکت نصیب کر ہمارے صاع میں برکت نصیب کر اور ہمارے مد میں برکت نصیب کر اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے میں بھی تیرا بندہ تیرا خلیل تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی میں وہی دعا مدینہ منورہ کے لیے کرتا ہوں جو انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لیے کی تھی (یعنی اس کی مانند عطا کرنے کی دعا کرتا ہوں)۔"

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ کم سن بچے کو بلاتے اور پھر وہ پھل اسے عطا کر دیتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا؟

باب ۵۳: جب کوئی کھانا کھائے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۷) قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عَلٰى يَمِيْنِهِ وَخَالِدٌ عَلٰى شِمَالِهِ فَقَالَ لِيَ الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ

مَا كُنْتُ أُوْثِرُ عَلٰى سُؤْرِكَ أَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوا میرے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس دودھ کا برتن لے کر آئیں آپ ﷺ نے اس میں سے پیا میں آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا پینے کی باری تو تمہاری ہے لیکن اگر تم چاہو تو خالد کے لیے ایثار کر سکتے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی بچی ہوئی چیز کے بارے میں کسی کے لیے ایثار نہیں کر سکتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو کوئی چیز کھانے کے لیے عطا کرے تو اس شخص کو چاہیے وہ یہ دعا پڑھے:

"اے اللہ میرے لیے اس میں برکت عطا کر اور مجھے اس سے بہتر کھانا نصیب کر۔"

جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دودھ پینے کے لیے دے تو وہ یہ دعا پڑھے: "اے اللہ تو ہمارے لیے اس میں برکت عطا کر اور ہمیں مزید یہ عطا کر۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمایا دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے لیے کافی ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہم جو کھاتے پیتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ سب رب کریم کا عطیہ ہے ہمارے کسی ہنر اور کرتب کو اس میں دخل نہیں اس لیے وہی لائق حمد و شکر ہے جس نے سوتے وقت یہ دعا کی اس نے کھانے پینے اور ان سب نعمتوں کا جن سے اسے فائدہ اٹھایا شکر ادا کر دیا۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ؟

باب ۵۴: جب کھانا کھا چکے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۷۸) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھا دیا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ ہو جس میں برکت موجود ہو اور ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اور استغناء اختیار نہ کرے۔"

(۳۳۷۹) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کچھ کھاتے یا کچھ پیتے تو یہ پڑھتے تھے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھانے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں پینے کے لیے دیا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا۔

(۳۳۸۰) مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کھائے اور یہ پڑھے :

"ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے ۔لیے مخصوص ہے جس نے یہ چیز مجھے کھانے کے لیے دی اور میری کسی قدرت اور طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا ہے۔"

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

تشریح: کھانا پینا لوازم حیات میں سے ہے نبی کریم ﷺ کو جب کچھ کھانے یا پینے کے لیے میسر آتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور س کا شکر ادا کرتے آپ ﷺ سے خاص اس موقع کے لیے مختلف اذکار مروی ہیں۔

تشریح: بعض اعمال بظاہر چھوٹے نظر آتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ می نظر میں وہ بڑے وقیع ہوتے ہیں میزان عمل میں وہ بہت سے یہ اعتراف کرے کہ یہ کھانا مجھے میرے پروردگار اور پالنہار نے عطا فرمایا ہے میرے کسی ہنر اور کسی صلاحیت واستحقاق کو اس میں کوئی دخل نہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ اس نے صرف اپنے کرم سے عطا فرمایا ہے اور ساری حمد وستائش کا مستحق وہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حمد کی اتنی قدر فرماتے ہیں کہ اس کے سارے پچھلے گناہ اس کی برکت سے بخش دیتے ہیں۔اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ یہ کہ جس نے کپڑا پہنا پھر اس طرح اللہ کی حمد کی :

الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوۃ.

"اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا اور مجھے یہ رزق عطا فرمایا میری کسی قوت وطاقت کے بغیر۔"

تو بھی اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں:

دراصل بندے کا یہ اعتراف واحساس کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اس کے رب کا عطیہ ہے وہ خود کسی بھی لائق نہیں یہ عبدیت کا جوہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر وقیمت رکھتا ہے اور ان اعمال میں سے ہے جن کے صدقہ میں عمر بھر کی خطائیں معاف کردی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور ان پر یقین نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔(معارف الحدیث ۵/۲۰۷)

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ نَهِيْقَ الْحِمَارِ؟

باب ۵۵: جب مرغوں کی بانگ اور گدھے کا رینگنا سنے تو کیا دعا کرے؟

(۳۳۸۱) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَّإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهٗ رَاٰى شَيْطَانًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر یہ آواز نکالتا ہے

اور جب تم گدھے کے رینکنے کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اس (گدھے نے) شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔

فائدہ: مرغ بوقت سحر (تہجد کے وقت) بانگ دیتے ہیں سب ایک ساتھ بولتے ہیں پھر خاموش ہو جاتے ہیں پھر جب بالکل صبح صادق قریب آتی ہے تو سب دوبارہ بولتے ہیں ان کو وقت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟ رات چھوٹی ہو یا بڑی مرغ خاص وقت میں اذان دیتے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں اس رکت وقت میں وہ بھی تسبیح وتحمید میں مشغول ہو جاتے ہیں اور رات کی خاموش فضا میں اپنی تسبیح سے ہلچل مچا دیتے ہیں پس اس وقت بندوں کو بھی اٹھ جانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل طلب کرنا چاہیے اور دن میں جو اِکا دُکا مرغ بولتا ہے وہ حدیث کا مصداق نہیں کیونکہ حدیث میں الدیکۃ جمع ہے۔

اور کچھ جانور ملعون ہوتے ہیں جیسے گدھا کتا بندر اور سور وغیرہ ان کو شیاطین سے مناسبت ہے اس لیے ان کو شیاطین نظر آتے ہیں وہ جب ان کو دیکھتے ہیں تو رینگتے ہیں اور روتے ہیں کتے عام طور پر رات میں روتے ہیں اور گدھا کسی بھی وقت رینگتا ہے پس اس وقت شیطان کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّھْلِیْلِ وَالتَّحْمِیْدِ

باب ۵۶: تسبیح تکبیر، تہلیل اور تحمید کا ثواب

رسول اللہ ﷺ نے جو کلمات ذکر تلقین فرمائے ہیں وہ معنوی لحاظ سے مندرجہ ذیل چند قسموں میں سے کسی ایک قسم کے ہیں:

(۱) یا تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ اور تقدیس ہے (یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس بات سے منزہ اور پاک ہے جس میں عیب ونقص کا شائبہ بھی ہو (سبحان اللہ کا یہی مفہوم اور مدعا ہے)۔

(۲) (یا ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے) یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ ساری خوبیاں اور تمام کمالی صفات اللہ تعالیٰ میں ہیں اور اس لیے حمد وثناء اسی کو سزاوار ہے الحمد للہ کی یہی خصوصیت ہے۔

(۳) یا ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی شان یکتائی کا بیان ہے چنانچہ لا الٰہ الا اللہ کی یہی شان ہے۔

(۴) یا ان میں اللہ تعالیٰ کی اس شان عالی کا اظہار ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں منفی اور مثبت طور پر جو کچھ جانا اور سمجھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی بلند وبالا اور وراء الوراء ہے اللہ اکبر کا یہی مفہوم ومدعا ہے۔

(۵) یا ان کلمات میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اس کے سوا کسی کے بس میں کچھ نہیں لہٰذا وہی اس کا حق دار ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے اور اس پر بھروسہ کیا جائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی یہی نوعیت اور خصوصیت ہے۔

پانچ خاص اذکار ہیں یہ اذکار اگرچہ مختصر ہیں مگر بڑے قیمتی ہیں۔

پہلا ذکر: تسبیح وتقدیس ہے تسبیح کے معنی ہیں تمام عیوب ونقائص سے اللہ کی پاکی بیان کرنا اس کے لیے خاص جملہ سبحان اللہ ہے یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کی طرف مشیر ہے۔

دوسرا ذکر: تکبیر ہے تکبیر کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنا اس کے لیے خاص جملہ اللہ اکبر ہے اور یہ جملہ اللہ کی ثبوتی معرفت کی طرف مشیر ہے۔

تیسرا ذکر: تہلیل ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنا اس جملہ میں توحید اور شان یکتائی کا بیان ہے اور یہ جملہ ان حجابات کو رفع کرتا ہے جو اللہ کی معرفت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

چوتھا ذکر: تحمید وتوصیف ہے تحمید کے معنی ہیں تعریف کرنا یعنی تمام خوبیوں کے ساتھ اور تمام صفات کمالیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا۔

پانچواں ذکر: لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے اس ذکر کے ذریعہ بندہ اپنی قوت وطاقت کی نفی کرتا ہے اور اللہ پر کامل بھروسہ کرتا ہے پس اس جملہ میں توکل کی تعلیم ہے (امام ترمذی نے میں اس ذکر کا تذکرہ نہیں کیا مگر کی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے)۔

ا۔ تہلیل، تکبیر اور حوقلہ سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(۳۳۸۲) مَا عَلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ يَّقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا كُفِرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر موجود جو بھی شخص یہ کلمہ پڑھ لے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔"

(۲) ذکر میں جہر نہ کرنا اور حوقلہ کی فضیلت

(۳۳۸۳) كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً وَّرَفَعُوْا بِهَا اَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے جب ہم واپس آرہے تھے جب ہم مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے بلند آواز میں تکبیر کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پروردگار بہرا نہیں ہے یا غیر موجود نہیں ہے وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی تعلیم نہ دوں؟ (وہ یہ کلمہ ہے)۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تشریح: اور اس موقعہ پر حوقلہ کی تعلیم میں راز یہ ہے کہ غزوہ سے لوٹ کر گھر پہنچنا اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے پس خاص اس موقعہ پر تکبیر سے بہتر ذکر حوقلہ ہے اس میں اپنی مقدرت کی نفی اور اللہ کی قدرت پر اعتماد ہے اس حدیث میں کلمہ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کو "من کنز الجنۃ" کے علاوہ "من تحت العرش" بھی فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی دراصل اس کلمہ کی عظمت کے اظہار کا ایک عنوان ہے

اور مطلب یہ ہے کہ مجھ پر اس کا نزول عرش الٰہی سے ہوا ہے۔ اور اللہ تمہارے اور تمہارے کجاووں کے سروں کے درمیان ہیں کا مطلب اللہ تعالیٰ کے لیے مکانیت ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ معیت علمی اور قدرت کے ساتھ ساتھ ہونا مراد ہے سورۃ الحدید (آیت ۴) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ میں بھی یہی معیت علمی مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

فائدہ۵: بعض مشائخ طریقت کا ارشاد ہے کہ جس طرح شرک جلی وخفی اور قلب نفس کی دوسری کدورتیں دُور کرنے اور ایمان ومعرفت کا نور حاصل کرنے میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ خاص اثر کرتا ہے اسی طرح عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات ومنکرات سے بچنے اور نیکی کے راہ پر چلنے میں یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ خاص اثر رکھتا ہے۔

(۴) تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر جنت کے پودے ہیں

(۳۳۸۴) لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقْرِءْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جس رات مجھے معراج کروائی گئی میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ آپ اپنی امت کو میرا اسلام کہیں اور انہیں بتا دیں کہ جنت کی مٹی بہت بہترین ہے اس کا پانی بہت میٹھا ہے جنت ایک ہموار میدان ہے اس میں درخت لگانے کا طریقہ یہ ہے یہ کلمہ پڑھا جائے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

"اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔"

(۵) ایک ذکر جس کی وجہ سے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے

(۳۳۸۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِجُلَسَائِهِ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ اَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ وَّتُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ سَيِّئَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم لوگ ایک ہزار نیکیاں بھی نہیں کما سکتے؟ تو آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے لوگوں میں سے کسی شخص نے دریافت کیا ہم میں سے کوئی ایک شخص ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک ہزار گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۳۳۸۶) قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ پڑھے: سبحان اللہ العظیم وبحمدہ. تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(۳۳۸۷) قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ پڑھے: سبحان الله العظیم وبحمده۔ تو اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

(۶) روزانہ سومرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہنے کا ثواب

(۳۳۸۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے: سبحان الله وبحمده۔ جو شخص اسے ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس شخص کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

تشریح: سبحان اللہ وبحمدہ کا مطلب وہی ہے جو سبحان اللہ والحمد للہ کا ہے یعنی اس بات سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ وتقدیس جو اس کے شایان شان نہیں ہے اور جس میں ذرا بھی قصور یا عیب کا کوئی شائبہ ہے اور اسی کے ساتھ تمام صفات کمال کا اس کی ذات عالی کے لیے اثبات اور اس کی بناء پر اس کی حمد وثناء اس طرح کہ یہ مختصر کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ اس سب پر حاوی ہے جو سلبی یا ایجابی طور پر اللہ تعالیٰ کی ثناء وصفت کہا جا سکتا ہے حدیث سابق کی طرح اس حدیث میں مختصر دوحرفی کلمہ کی یہ تاثیر بیان کی گئی ہے کہ جو بندہ روزانہ یہ کلمہ سو دفعہ پڑھے گا تو اس کے سارے گناہ دور ہو جائیں گے اور وہ گناہوں کی گندگی سے پاک صاف ہو جائے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگوں کے برابر حد حساب سے باہر ہوں گویا جس طرح تیز روشنی اندھیرے کو ایک دم ختم کر دیتی ہے اور جس طرح سخت تپش بالخاصہ نمی اور رطوبت کو فنا کر دیتی ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اور دوسری نیکیاں گناہوں کے گندے اثرات کو فنا کر دیت ہیں۔

فائدہ سومرتبہ کہنا عام ہے خواہ ایک مجلس میں کہے یا متفرق مجالس میں اور اس ذکر میں اللہ کی معرفت کا بیان ہے

(۷) دو جملے بولنے میں ہلکے ثواب میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں

(۳۳۸۹) كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو کلمات زبان سے پڑھنے میں آسان ہیں لیکن میزان میں بہت وزنی ہوں گے رحمٰن کو بہت محبوب ہیں وہ یہ ہیں: سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم۔

تشریح: ان دو کلموں کا زبان پر ہلکا ہونا تو ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہونا بھی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے لیکن میزان اعمال میں بھاری ہونے والی بات کا سمجھنا شاید بعض لوگوں کے لیے آسان نہ ہو واقعہ یہ ہے کہ جس طرح مادی چیزیں ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں ان کا وزن معلوم کرنے کے لیے آلات ہوتے ہیں جن کو میزان (ترازو یا کانٹا) کہا جاتا ہے اسی طرح بہت سی غیر مادی چیزیں بھی ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا ہلکا اور بھاری پن بتانے والا آلہ ہوتا ہے وہی اس کی میزان ہوتی ہے مثلاً حرارت اور برودت یعنی گرمی

اور ٹھنڈک ظاہر ہے کہ مادی چیزیں نہیں ہیں بلکہ کیفیات ہیں لیکن ان کا ہلکا اور بھاری پن تھرمامیٹر کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نام کا وزن ہوگا کلمات ذکر کا وزن ہوگا تلاوت قرآن کا وزن ہوگا نماز کا وزن ہوگا ایمان کا وزن ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی محبت کا وزن ہوگا اس وقت یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ بعض بہت ہلکے پھلکے کلمے بے حد وزنی ہوں گے ایک دوسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھی بھاری اور وزنی نہ ہوگی لا یزن مع اسم اللہ شئی۔ اس کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد وستائش کے ساتھ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے۔

(۸) کلمہ توحید کی فضیلت

(۳۳۹۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَّ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ کلمہ روزانہ سو مرتبہ پڑھے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

تو یہ عمل اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اس شخص کے لیے ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ایک سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ شخص اس دن شیطان سے محفوظ رہے گا اس دن کسی بھی شخص کا عمل اس کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا ماسوائے اس کے جس نے اس کلمے کو اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔

(۹) سبحان اللہ وبحمدہ کا ثواب

(۳۳۹۱) : قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدًا قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت یہ کلمہ سو مرتبہ پڑھے: سبحان اللہ وبحمدہ۔ تو قیامت کے دن کسی بھی شخص کا عمل (اس دن میں) اس شخص کے اس عمل سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اس کی مانند یا اس سے زیادہ اس کلمے کو پڑھا ہو۔

(۳۳۹۲) ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ قُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةً وَّمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفًا وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غَفَرَ لَهٗ۔

ترجمہ: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم یہ سو مرتبہ پڑھا کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہ. جو شخص اسے ایک سو مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو اسے ایک سو مرتبہ پڑھتا ہے اسے ایک ہزار نیکیاں ملتی ہیں جو شخص اسے زیادہ مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مزید عطا کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا تو وہ اس کی مغفرت کر دے گا۔

تشریح: پہلی حدیث مسلم شریف کی ہے اور صحیح ہے اور دوسری حدیث ضعیف ہے داؤد متروک راوی ہے۔

(۱۰) روزانہ سو مرتبہ تسبیح تحمید تہلیل یا تکبیر کا ثواب

(۳۳۹۳) مَنْ سَبَّحَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللهُ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص روزانہ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت سبحان اللہ پڑھ لے تو اسے ایک سو مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملے گا جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ الحمد للہ پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے اس نے اللہ کی راہ میں (جہاد میں شرکت کے لیے) گھوڑے فراہم کیے ہوں بلکہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس نے ایک سو جنگوں میں شرکت کی ہو جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے تو اسے اتنا ثواب ملے گا جسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سو غلام آزاد کئے ہوں جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لے تو اس دن اس شخص کے عمل سے زیادہ فضیلت والا اور کسی کا عمل نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہوگا۔

حدیث (۱) کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ضحاک بن حمراۃ املوکی واسطی ضعیف راوی ہے

حدیث (۲) کا حال: یہ امام زہری کا قول ہے حدیث مرفوع نہیں اور کسی حدیث مرفوع سے اس کی تائید نہیں ہوتی اور اس کی سند بھی ضعیف ہے ابو بشر جو امام زہری سے روایت کرتا ہے مجہول ہے اور اس سے صرف حسن بن صالح بن حی ہی روایت کرتا ہے۔

(۳۳۹۴) عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَسْبِيحَةٌ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيحَةٍ فِي غَيْرِهِ.

ترجمہ: زہری بیان کرتے ہیں رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح (یا ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا) رمضان کے علاوہ میں ایک ہزار تسبیح پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

چوتھا کلمۂ توحید مثبت ومنفی دونوں مضامین پر مشتمل ہے اس کلمہ سے دونوں پہلوؤں سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور صفات سلبیہ کے ذریعہ اللہ کی معرفت گناہوں کی معافی میں زیادہ کارگر ہے اور صفات ثبوتیہ کے ذریعہ معرفت نیکیوں کے وجود میں زیادہ مفید ہے اس لیے کلمہ توحید کی فضیلت میں دونوں باتوں کا لحاظ کیا گیا ہے۔

فائدہ: لا الٰہ الا اللہ کلمہ ایمان ہے اور اسی لیے سب پیغمبروں کی تعلیم کا پہلا سبق ہے نیز اپنے اپنے تجربہ کی بناء پر عرفا اور صوفیاء کا اس پر گویا اتفاق ہے کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

(۱۱) ایک ذکر کا ثواب چار کروڑ نیکیاں

(۳۳۹۵) مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہی ایک معبود ہے وہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے نامہ اعمال میں چالیس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

سند کا بیان: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اس کا راوی خلیل بن مرۃ ضعیف ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منکر الحدیث ہے یعنی اس کی حدیثیں نہایت ضعیف ہوتی ہیں اور ازہر بن عبداللہ کا حضرت تمیم داری سے لقاء وسماع نہیں (تہذیب) پس حدیث منقطع بھی ہے۔

(۱۲) فجر کے بعد دس مرتبہ چوتھے کلمہ کے ورد کا ثواب

(۳۳۹۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِيْ حِرْزٍ مِّنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ وَّحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ اَنْ يُّدْرِكَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اِلَّا الشِّرْكَ بِاللّٰهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں تشہد کے دوران بیٹھا جاتا ہے اور کسی سے بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہی زندگی دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اس شخص کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کردیئے جاتے ہیں وہ شخص اس دن ہر ناپسندیدہ صورتحال سے محفوظ رہتا ہے شیطان سے بچا رہتا ہے اور اس دن اسے

کوئی گناہ ہلاکت کا شکار نہیں کرے گا سوائے اس چیز کے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار دے۔

سند کا حال: یہ حدیث نسائی اور طبرانی کی اوسط میں بھی ہے امام ترمذیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے مگر یہ حدیث بھی اعلیٰ درجہ کی نہیں زید بن ابی انیسہ ثقہ راوی ہے مگر لہ افراد وہ ایسی روایتیں بھی کرتا ہے جس کو وہی روایت کرتا ہے اور شہر بن حوشب کثیر الارسال والاوھام ہیں چنانچہ یہ روایت مسند احمد میں مرسل ہے آخر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں (مگر چونکہ فضائل میں ضعیف روایتیں معتبر ہوتی ہیں اس لیے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس قسم کی ضعیف روایتیں ذکر کی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ

جامع اور ہمہ گیر دعائیں

عن رسول اللہ ﷺ

فائدہ: کہ کتب حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں ماثور اور منقول ہیں اگر ان کو مضامین اور موقع محل کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے تو وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جن کا تعلق نماز سے ہے نہ خاص اوقات یا مواقع سے بلکہ وہ عمومی قسم کی ہیں پہلی دو قسم کی دعائیں درج کی جاچکیں تیسری قسم کی اب پیش کی جارہی ہے ان میں سے زیادہ تر مضامین کے لحاظ سے ہمہ گیر اور جامع قسم کی ہیں اسی لیے ائمہ حدیث نے اپنی مؤلفات میں ان دعاؤں کو جامع الدعوات کے زیر عنوان درج کیا ہے یہ دعائیں امت کے لیے رسول اللہ ﷺ کا خاص الخاص عطیہ اور بیش بہا تحفہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم امتیوں کو قدر شناسی اور تشکر کی اور ان دعاؤں کو اپنے دل کی آواز اور دھڑکن بنالینے کی توفیق دے جس بندے کو یہ دولت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا۔

باب ۵۷: (۱) اللہ کا اسم اعظم (سب سے بڑا نام کیا ہے)؟

(۳۳۹۷) قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا یَدْعُوْ وَھُوَ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰہَ بِاسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔

"اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو میں نے اس بات کی گواہی دی ہے تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو ایک ہے تو بے نیاز ہے جس نے کسی کو جنم نہیں دیا جس کو جنم نہیں دیا گیا جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔"

راوی بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے جس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ

چیز عطا کردیتا ہے۔

(۲) دعا حمد وصلوٰۃ سے شروع کرنی چاہیے

کماھو الاظھر

(۳۳۹۸) قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَاعِدًا اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ صَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهٗ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ایک شخص (مسجد کے) اندر آیا اس نے نماز ادا کی پھر دعا کی۔

"اے اللہ میری مغفرت کردے اور مجھ پر رحم کر۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی شخص تم نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے جب تم نماز ادا کرلو تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد بیان کرو پھر مجھ پر درود شریف بھیجو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز ادا کی اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی آپ ﷺ پر درود بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے نمازی شخص تم دعا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

(۳۳۹۹) سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَّدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے دوران دعا مانگتے ہوئے سنا اس شخص نے آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس کو یہ فرمایا یا کسی دوسرے شخص کو فرمایا جب کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے پھر آپ ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے مانگے۔

(۳۴۰۰) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اسْمُ اللهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) وَفَاتِحَةُ اٰلِ عِمْرَانَ (الٓمّٓ ○ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ).

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

"اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے"

(اور دوسری) سورۂ ال عمران کی ابتدائی یہ آیت۔ "الم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ حی اور قیوم ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے کچھ نام اہم ترین نام ہیں جو اسم اعظم کہلاتے ہیں حدیث میں ہے کہ اگر ان کے ذریعہ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ مراد پوری فرماتے ہیں اور اگر ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں یہ وہ نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جامع ترین تجلیات کی

ترجمانی کرتے ہیں اور وہ نام ملاءِ اعلیٰ کے درمیان بکثرت مروج ہیں اور عالم غیب کے ترجمان حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی زبانوں پر ہر زمانہ میں چڑھتے رہے ہیں۔

اسم اعظم کیا ہے؟

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بعض وہ ہیں جن کو اس لحاظ سے خاص عظمت و امتیاز حاصل ہے کہ جب ان کے ذریعہ دعا کی جائے تو قبولیت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔

ان اسماء کو حدیث میں اسم اعظم کہا گیا ہے لیکن صفاتی اور صراحت کے ساتھ ان کو متعین نہیں کیا گیا ہے بلکہ کسی درجہ میں ان کو مبہم رکھا گیا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو اور جمعہ کے دن قبولیت دعا کے خاص وقت کو مبہم رکھا گیا ہے احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایک ہی اسم پاک اسم اعظم نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ بلکہ متعدد اسماء حسنیٰ کو اسم اعظم کہا گیا ہے نیز انہی احادیث سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ عوام میں اسم اعظم کا جو تصور ہے اور اس کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں وہ بالکل بے اصل ہیں اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل نام اسم اعظم ہو سکتے ہیں:

(۱) اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

(۲) لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ.

(یہ ذکر حدیث نمبر ۳۵۶۴) میں ہے۔

(۳) سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۶۳) اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات میں اسم اعظم ہے جیسا کہ آگے حدیث میں آرہا ہے۔ (معارف الحدیث ۵:۶۹)

(۳) دُعا یقین اور حضور دل سے مانگنی چاہیے

(۳۴۰۱) اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَّاهٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ دعا ضرور قبول ہوگی یہ بات یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کسی غافل اور لاپرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

تشریح: اس حدیث میں دعا کے تعلق سے دو باتیں فرمائی گئی ہیں:

(۱) دعا اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اور ان کی شان کریمی پر اعتماد کرتے ہوئے پورے یقین کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں بے یقینی کی دعا بے روح ہوتی ہے نیز اس میں استغناء کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے جو مقام عبدیت کے منافی ہے۔

(۲) دعا دراصل وہی ہے جو دل کی گہرائی سے اور حضور قلب کے ساتھ مانگی جائے غافل اور بے پروا دل کی دعا بس ضابطہ کی خانہ پری ہوتی ہے وہ حقیقت میں دعا نہیں ہوتی اس لیے وہ قبولیت کا شرف بھی حاصل نہیں کرتی۔

نوٹ: مصری نسخہ میں اس حدیث پر بلاعنوان ہے پس ہمارے نسخے میں جو یہ حدیث گزشتہ میں آ گئی ہے وہ صحیح نہیں۔

(۴) جسم اور نظر کی عافیت کی دعا

(۳۴۰۲) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے اللہ مجھے جسمانی طور پر عافت نصیب کر میری بصارت میں عافیت نصیب کر اور اسے میرا وارث بنا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو بڑا بردبار اور کرم کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد وثناء اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

فائدہ: استعاذہ۔ ذخیرۂ حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں ماثور و منقول ہیں جو آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کیں یا امت کو ان کی تعلیم و تلقین فرمائی ان میں زیادہ تر وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سے کسی دنیوی یا اُخروی روحانی یا جسمانی انفرادی یا اجتماعی نعمت اور بھلائی کا سوال کیا گیا ہے اور مثبت طور پر کسی حاجت اور ضرورت کے لیے استدعا کی گئی ہے بہت سی ایسی دعائیں بھی آپ ﷺ سے مروی ہیں جن میں کسی خیر و نعمت اور کسی مثبت حاجت و ضرورت کے سوال کے بجائے دنیا یا آخرت کے کسی شر سے اور کسی بلا اور آفت سے پناہ مانگی گئی ہے اور حفاظت و بچاؤ کی استدعا کی گئی ہے پھر جس طرح پہلی قسم کی دعاؤں کو مجموعی طور پر سامنے رکھ کر یہ کہنا برحق ہے کہ دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور کوئی حاجت و ضرورت ایسی نہیں ہے جس کی دعا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے نہ ہو اور امت کو تلقین نہ فرمائی ہو اسی طرح دوسری قسم کی دعاؤں کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنا بھی بالکل صحیح ہے کہ دنیا اور آخرت کا کوئی شر کوئی فساد کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور آفت اس عالم میں وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو غور کرنے اور سمجھنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا نہایت روشن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی دعائیں انسانوں کی دنیوی و اخروی روحانی اور جسمانی انفرادی اور اجتماعی ظاہری اور باطنی مثبت اور منفی ساری ہی حاجتوں اور ضرورتوں پر حاوی ہیں۔

(۵) قرض کی ادائیگی اور محتاجی سے بے نیازی کی دعا

(۳۴۰۳) جَاءَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم یہ پڑھو:

"اے اللہ اے سات آسمانوں کے پروردگار اے عظیم عرش کے پروردگار اے ہمارے پروردگار اے ہر چیز کے پروردگار اے تورات انجیل اور قرآن پاک نازل کرنے والے اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے اور کچھ نہیں ہے تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے تو میرا قرض ادا کردے اور مجھے غربت سے بے نیاز کردے۔"

تشریح: حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیحات فاطمہ بھی تلقین فرمائی تھیں جن کا تذکرہ (دعوات ۲۴، حدیث ۳۴۳۱) میں آچکا ہے۔

(۶) چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

(۳۴۰۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: "اے اللہ میں ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس میں خشیت نہ ہو ایسی دعا سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو اور ایسے نفس سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے میں ان چاروں چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے تو میرا قرض ادا کردے اور مجھے غربت سے بے نیاز کردے۔"

(۷) ہدایت طلبی اور نفس کے شر سے پناہ خواہی

(۳۴۰۵) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِاَبِیْ یَا حُصَیْنُ کَمْ تَعْبُدُ الْیَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِیْ سَبْعَةً سِتَّةً فِی الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِی السَّمَاءِ قَالَ فَاَیُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ قَالَ یَا حُصَیْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ کَلِمَتَیْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَیْنٌ قَالَ یَارَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِیْ الْکَلِمَتَیْنِ اللَّتَیْنِ وَعَدْتَّنِیْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے دریافت کیا اے حصین تم آج کل کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ تو میرے والد نے جواب دیا سات کی ان میں سے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تم حقیقی طور پر امید اور خوف کس سے رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اس خدا سے جو آسمان میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تمہیں نفع دیں گے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حصین رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ دو کلمات سکھائیں جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ تو مجھے ہدایت نصیب کر اور مجھے میری ذات کے شر سے محفوظ رکھ۔"

(۸) مختلف کمزوریوں اور آزمائشوں سے پناہ طلبی

(۳۴۰۶) قَالَ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کلمات کے ذریعے دعا کرتے ہوئے سنا ہے:
"اے اللہ میں شدید غم پریشانی عاجز ہو جانے سستی کنجوسی قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳۴۰۷) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:
"اے اللہ میں کاہلی بڑھاپے بزدلی کنجوسی دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَقْدِ التَّسْبِيْحِ بِالْيَدِ

(۹) انگلیوں سے تسبیحات گننے کا بیان

(۳۴۰۸) رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ بِيَدِهٖ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ پر (یعنی انگلیوں پر) تسبیح گنتے ہوئے دیکھا ہے۔
ان روایات سے ثابت ہوا کہ انگلیوں ہی سے تسبیحات گننا ضروری نہیں اور چیزوں سے بھی گن سکتے ہیں اور اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ کا ایک قیمتی رسالہ ہے جس کا نام ہے نزھۃ الفکر فی سبحۃ الذکر یہ رسالہ مستقل بھی طبع ہوا ہے۔ پس رائج تسبیح بدعت نہیں۔

(۱۰) دنیا و آخرت کی بہتری طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا

(۳۴۰۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا قَدْ جَهِدَ حَتّٰى صَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهٗ وَاَمَا كُنْتَ تَدْعُوْا مَا كُنْتَ تَسْاَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ قَالَ كُنْتُ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَا تُطِيْقُهٗ اَوْلَا تَسْتَطِيْعُهٗ اَفَلَا كُنْتَ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے جو بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا

آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا تم کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ کیا تم اپنے پروردگار سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا میں تو یہ دعا مانگا کرتا تھا اے اللہ تو نے جو عذاب مجھے آخرت میں دینا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دے دے تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ تم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے ہو تم نے یہ کیوں نہیں کہا؟ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔

(۳۴۱۰) عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ (رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً) قَالَ فِي الدُّنْيَا الْعِلْمُ وَالْعِبَادَةُ وَفِي الْاٰخِرَةِ الْجَنَّةُ.

ترجمہ: حسن بصری اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر کے بارے میں یہ کہتے ہیں دنیا کی بھلائی سے مراد علم اور عبادت ہے اور آخرت کی بھلائی سے مراد جنت ہے۔

(۱۱) ہدایت، تقویٰ عفاف اور غنی کی دعا

(۳۴۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "اے اللہ میں تجھ سے ہدایت پرہیز گاری پاکدامنی اور خوشحالی کا سوال کرتا ہوں۔"

تشریح: اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے چار باتوں کا سوال ہے ایک ہدایت یعنی راہ حق پر چلنا اور استقامت کے ساتھ چلتے رہنا دوسرے تقویٰ اور پرہیز گاری یعنی اللہ سے ڈرتے ہوئے معاصی ومنکرات سے بچنا تیسرے عفت وپاک دامنی چوتھے غنی یعنی دل کی یہ حالت کہ بندہ اپنے اندر کسی مخلوق کی محتاجی اور دست نگری محسوس نہ کرے اپنے مالک کی عطا پر مطمئن ہو یہ دعا بھی جوامع الکلم کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ سے ان کی خاص محبت مانگنا

(۳۴۱۲) كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حضرت داؤد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا (سوال کرتا ہوں) جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا (سوال کرتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے اے اللہ اپنی محبت میرے نزدیک میری اپنی ذات میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پسندیدہ کر دے۔"

تشریح: حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا جوان کے جذبہ محبت اور عشق الٰہی کی آئینہ دار تھی رسول اللہ ﷺ کو بہت ہی پسند تھی اسی لیے آپ ﷺ نے خاص طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلائی وصف نبوت اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک شرف ہے لیکن اس کے علاوہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے کچھ خصائل بھی ہوتے ہیں جن میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت

عبادت حضرت داوٗد علیہ السلام کی امتیازی خصوصیت تھی۔

(۱۳) جو نعمتیں ملی ہیں ان کو طاعات میں استعمال کرنے کی دعا کرنا اور جو نہیں ملیں ان کو فراغ بالی کا ذریعہ سمجھنا

(۳۴۱۳) اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

”اے اللہ مجھے اپنی محبت نصیب کر اور اس شخص کی محبت نصیب کر جس سے محبت رکھنا تیری بارگاہ میں مجھے فائدہ دے اے اللہ جو تو نے مجھے عطا کیا ہے تو اسے میرے لیے اس چیز کے بارے میں قوت بنادے جسے تو پسند کرتا ہے اور جو تو نے مجھے عطا نہیں کیا ہے جسے میں پسند کرتا تھا تو اسے میرے لیے اس چیز کی طرف یکسوئی کا ذریعہ بنادے جسے تو پسند کرتا ہے۔“

تشریح: آدمی کو اس کی مرغوبات دے دی جائیں تو اس کا بھی امکان ہے کہ وہ ان میں مست اور منہمک ہو کر خدا سے غافل ہو جائے یا وہ ان کو اس طرح استعمال کرے کہ معاذ اللہ خدا سے اور دُور ہو جائے اسی طرح مرغوبات نہ ملنے کی صورت میں بھی امکان ہے کہ وہ دوسری قسم کی خرافات میں اپنا وقت برباد کرے اس لیے بندے کو برابر یہ دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اگر اس کی مرغوبات نہ ملیں اور اس کی وجہ سے فرصت و فراغ حاصل ہو تو اس کو توفیق ملے کہ فارغ اور خالی وقت کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات ہی میں لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا اور اس کا ہر جزو بلا شبہ معرفت کا خزانہ ہے۔

(۱۴) کان آنکھ زبان دل اور شرمگاہ کے شر سے پناہ چاہنا

(۳۴۱۴) اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ فَاَخَذَ بِكَفِّيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ يَعْنِيْ فَرْجَهٗ.

ترجمہ: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا تعوذ (کا کلمہ) بتائیں جس کے ذریعے میں (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگا کروں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا تم یہ پڑھا کرو:

”اے اللہ! میں اپنی سماعت کے شر سے اپنی بصارت کے شر سے اپنی زبان کے شر سے اپنے ذہن کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

تشریح: سمع و بصر و زبان و قلب اور جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ یہ چیزیں احکام خداوندی کے خلاف استعمال ہوں جس کا انجام اللہ کا غضب اور اس کا عذاب ہے اس لیے ضروری ہے کہ ان کے شر سے محفوظ رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور ان کی پناہ مانگی جائے

وہی اگر بچائیں تو بندہ بچ سکے گا ورنہ مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا (معارف الحدیث ۵ /۳۰۱) پس یہ بھی ایک جامع دعا ہے۔

اللہ کی بعض صفات سے بعض صفات کی پناہ طلب کرنا اور اللہ کی تعریف کا پورا حق بندہ ادا نہیں کر سکتا

(۳۴۱۵) اَنَّ عَائِشَةَ ﷛ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَقَدْتُهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِىْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَّهُوَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ ﷛ بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی رات کے کسی وقت میں نے آپ ﷺ کو غیر موجود پایا میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں مبارک پر پڑا آپ ﷺ اس وقت سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے۔

"میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریف ا س طرح نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔"

فائدہ: یادرکھیں مستعاذ بہ (جس کی پناہ طلب کی جائے) پر ب آتی ہے اور مستعاذ منہ (جس سے پناہ طلب کی جائے) پر من آتا ہے اور اُردو میں ب کا ترجمہ کی اور من کا ترجمہ سے کیا جاتا ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں اللہ کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں طلبہ کبھی ب اور من کے ترجمہ میں غلطی کرتے ہیں اس کا خیال رکھا جائے یہ بہت سخت غلطی ہوگی۔

اور پناہ کے معنی ہیں حمایت حفاظت نگرانی سہارا امداد اور اللہ کی صفات بھی ہماری صفات کی طرح من وجہ مستقل ہیں اور ہر صفت کا ایک تقاضا ہے جیسے ہم جب کسی سے خوش ہوتے ہیں تو مہربانی کا معاملہ کرتے ہیں اور ناراض ہوتے تو ڈانٹتے مارتے ہیں۔اسی طرح اللہ کی صفات رضا و معافات کا الگ تقاضا ہے اور سخت (ناراضگی) اور عقوبت (سزادہی) کا دوسرا تقاضا ہے چنانچہ پہلی قسم کی صفات کی دوسری قسم کی صفات سے پناہ چاہی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں اور بک اور منک کا بھی یہی مطلب ہے اللہ کی ذات کی بعض صفات کے اعتبار سے پناہ چاہی گئی ہے اللہ ہی کی ذات سے بعض دوسری صفات کے اعتبار سے۔

(۱۵) استعاذہ (پناہ طلبی) کی دو جامع دعائیں

(۳۴۱۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ﷺ ان

لوگوں کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

"اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳۴۱۷) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَاَنْقِ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے اللہ میں جہنم کی آزمائش سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے قبر کی آزمائش سے اور خوشحالی کے شر سے اور غربت کے شر سے اور دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ تو میری خطاؤں کو اولوں اور برف کے پانی سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کردے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کردیتا ہے اور میرے او رمیری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اے اللہ میں کاہلی بڑھاپے گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

فائدہ: ان دو دعاؤں میں بارہ چیزوں سے پناہ چاہی گئی ہے۔

(۱۶) بوقت وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع دعا

تشریح: یہ وفات کے قریب کی دعا ہے اور ایسے نازک وقت میں آدمی نہایت اہم جامع اور ہمہ گیر دعا کیا کرتا ہے اور مقرب فرشتوں کے اجتماعات ہوتے ہیں جس طرح اللہ چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں ان حضرات کو اس اجتماع کے اعتبار سے الرفیق الاعلیٰ الندی الاعلیٰ کہا جاتا ہے اور ملا اعلیٰ میں صرف فرشتے ہی نہیں اونچے درجے کے انسان جیسے انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں۔

(۳۴۱۸) عِنْدَ وَفَاتِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے وقت یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اے اللہ میری مغفرت کردے مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملادے۔

(۱۸) دعا میں عزم بالجزم ضروری ہے

(۳۴۱۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُوْلُ اَحَدُكُمُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص یہ نہ کہے۔

"اے اللہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر (آپ ﷺ فرماتے ہیں) آدمی کو مانگتے ہوئے پورا یقین ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے۔"

(۱۹) قبولیت دعا کے دو بہترین اوقات

(۳۴۲۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبُ لَهٗ وَمَنْ يَّسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمارا پروردگار روزانہ جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اس وقت آسمان دنیا پر خاص توجہ کرتا ہے پھر یہ فرماتا ہے۔

"کون ہے مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے کچھ مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔"

(۳۴۲۱) قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوٰاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں کی جانے والے دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا۔

فائدہ: قبولیت دعا کے بہترین اوقات بطور مثال دو ہیں۔

(۲۰) صبح وشام کا ایک ذکر جس سے ایڈوانس گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(۳۴۲۲) مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اللهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهٗ مَا اَصَابَ فِيْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ غَفَرَ اللهُ مَا اَصَابَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ دعا مانگے:

"اے اللہ ہم تجھے گواہ بناتے ہیں تیرے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تیرے تمام فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتے ہیں اس بات پر کہ (ہم یہ اعتراف کرتے ہیں) کہ تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ تیرے خاص بندے اور رسول ہیں۔"

(آپ ﷺ فرماتے ہیں) تو اس شخص نے اس دن میں جو بھی گناہ کیے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش کر دے گا اور اگر وہ شخص شام کے وقت یہ دعا مانگے گا تو اس شخص نے اس رات میں جو گناہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(۲۱) ایک مختصر دعا جس میں سب کچھ آ گیا ہے

(۳۴۲۲) اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّیْلَةَ فَكَانَ الَّذِیْ وَصَلَ اِلَیَّ مِنْهُ اَنَّكَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَیْئًا.

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے گزشتہ رات آپ ﷺ کی دعا سنی تھی مجھ تک اس میں سے جو حصہ پہنچا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ یہ پڑھ رہے تھے۔

"اے اللہ میرے ذنب کی مغفرت کر دے اور میرے لیے میرے رزق میں کشادگی کر دے اور جو رزق تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت پیدا کر دے راوی کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا کہ ان میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بندے کے رزق میں برکت دی جائے اس کو رہنے سہنے کے لیے ایسا مکان عطا ہو جس کو وہ اپنے لیے کافی سمجھے اور اس میں وسعت محسوس کرے اور آخرت کے لیے اس کی لغزشوں گناہوں کی مغفرت اور معافی کا فیصلہ ہو کائے تو اس کو سب ہی کچھ مل گیا رسول اللہ ﷺ کے آخری جملہ ھل تراھن ترکن شیئا کا مطلب یہی ہے کہ بندے کو جو کچھ چاہیے وہ اس مختصر سی دعا میں سب آ گیا ہے چھوٹے چھوٹے ان تین کلموں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے۔

(۲۲) نبی ﷺ کی مجلس کے ساتھیوں کے لیے دعا

(۳۴۲۴) فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰی یَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِهِ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا یَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے تھے تو اپنے ساتھیوں کے لیے دعا کرتے تھے:

"اے اللہ ہمارے لیے اپنی وہ خشیت نصیب کر دے جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں وہ اطاعت نصیب کر دے جس کے ذریعے تو ہمیں جنت تک پہنچا دے اور وہ یقین نصیب کر دے جس کے ذریعے تو دنیاوی مصیبتیں ہمار ے لیے آسان کر دے اور ہمیں سماعت بصارت اور قوت (میں طاقت کے اعتبار سے) اضافہ نصیب کر جب تک تو ہمیں زندہ رکھتا ہے اور اسے ہمارا وارث بنا دے ہمیں ان لوگوں پر غلبہ دے جو ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر جو ہم سے دشمنی رکھیں تو ہماری مصیبت کو دین میں نازل نہ کرنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی خواہش نہ بنا دینا اور (اسے) ہمارا مبلغ علم نہ بنا دینا اور ہم پر ایسا شخص مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کرے۔"

(۲۳) فکر (ٹینشن) کاہلی اور عذاب قبر سے پناہ

(۳۴۲۵) سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسَلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ يَا بُنَيَّ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُهُنَّ قَالَ الزَمْهُنَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ هُنَّ.

ترجمہ: مسلم بن ابوبکر بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے سنا میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے اللہ میں شدید غم ۔۔ قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں تو انہوں نے فرمایا میرے بیٹے تم نے یہ دعا کس سے سنی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا تم ان کو لازم پکڑ لو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو میں نے یہ کلمات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(۲۴) ایک ذکر جس سے بے گناہ بھی بخش دیا جاتا ہے

(۳۴۲۶) قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ تم اگر انہیں پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اگرچہ تمہاری پہلے ہی مغفرت ہو چکی ہو (پھر بھی تمہیں یہ کلمات ضرور پڑھنے چاہئیں) آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ بلند اور عظیم ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار اور کریم ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے۔"

(۲۵) حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کرب وبلا میں کامیاب ہے

(۳۴۲۷) دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے اس وقت انہوں نے جو دعا مانگی تھی جو بھی شخص جس بھی مسئلے میں وہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کریگا (وہ دعا یہ ہے)۔

(اے اللہ) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے میں ظالم ہوں۔

تشریح: حضرت یونس علیہ السلام کی یہ دعا قرآن مجید (سورۃ انبیاء) میں انہی الفاظ میں مذکور ہوئی ہے بظاہر تو اس میں صرف اللہ کی توحید وتسبیح اور اپنے قصور وار خطار کار ہونے کا اعتراف ہے لیکن فی الحقیقت یہ اللہ کے حضور میں اظہار ندامت اور استغفار وانابت کا بہترین انداز ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کو کھینچ لینے کی خاص تاثیر ہے وظیفہ: اگر فجر کی سنتوں اور فجر کے درمیان اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ مسلسل چالیس دن تک یہ آیت ایک سو ایک مرتبہ پڑھے پھر دعا کرے تو ان شاء اللہ اس کی بے چینی دور ہو جائے گی۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ کے نام یادر کھنے کی فضیلت

(۳۴۲۸) اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں یعنی ایک کم سو جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳۴۲۹) اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدَةٍ مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا (وہ اسماء یہ ہیں):
وہ اللہ تعالیٰ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف وہی معبود ہے جو رحمٰن ہے رحیم، بادشاہ ہے، برائیوں سے پاک ہے، سلامتی عطا کرنے والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، غالب ہے، زبردست ہے، بڑائی والا ہے، پیدا کرنے والا ہے، بنانے والا ہے، شکل وصورت عطا کرنے والا ہے، بخشش کرنے والا ہے، زبردست ہے، بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، رزق عطا کرنے والا ہے، راستے کھولنے والا ہے، علم رکھنے والا ہے، تنگی پیدا کرنے والا ہے، کشادگی پیدا کرنے والا ہے، پست کرنے والا ہے، بلند کرنے والا ہے، عزت دینے والا ہے، ذلت دینے والا ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا یہ فیصلہ کرنے والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، مہربان ہے، باخبر ہے، بردبار ہے، عظمت والا ہے، مغفرت کرنے والا ہے، شکر قبول کرنے والا ہے، بلند ہے، بڑا ہے، حفاظت کرنے والا ہے، قوت دینے والا ہے، کفایت کرنے والا ہے، جلیل ہے، کریم ہے، نگران ہے، دعا قبول کرنے والا ہے، وسعت عطا کرنے والا ہے، حکمت والا ہے، مہربان ہے، بزرگی والا ہے، (قیامت کے دن) زندہ کرنے والا ہے، گواہ ہے، حق ہے، کارساز ہے، زبردست ہے، قوت والا ہے، مددگار ہے، لائق حمد ہے، شمار میں رکھنے والا ہے، آغاز میں پیدا کرنے والا ہے، دوبارہ زندگی دینے والا ہے، زندگی دینے والا ہے، موت دینے والا ہے، خود زندہ ہے، بذات خود قائم ہے، اور سب کچھ اس سے قائم ہے، پانے والا ہے، بزرگی والا ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے، قدرت والا ہے، اقتدار والا ہے، آگے کرنے والا ہے، پیچھے کرنے والا ہے، اول ہے، آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے، والی ہے، بلند و برتر ہے، بھلائی کرنے والا ہے، توبہ قبول کرنے والا ہے، انتقام لینے والا ہے، معاف کرنے والا ہے، مہربان

ہے، حقیقی بادشاہ ہے، جلال واکرام والا ہے، انصاف کرنے والا ہے، جمع کرنے والا ہے، غنی ہے، غنی کردینے والا ہے، روکنے والا ہے، ضرر پہنچانے والا ہے، نفع دینے والا ہے، نور ہے، ہدایت دینے والا ہے، بے مثال ایجاد کرنے والا ہے، باقی ہے، وارث ہے، ہدایت نصیب کرنے والا ہے، برداشت کرنے والا ہے۔

تشریح: احصی الشئی کے لغوی معنی ہیں شمار کرنا مقدار جاننا اور حدیث میں کیا مراد ہے؟ اس میں چار قول ہیں:

(۱) یاد کرنا مراد ہے کیونکہ صحیحین میں اسی روایت میں حفظها بھی آیا ہے اور ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر کرتی ہے اس لیے اکثر علماء نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔

(۲) ہر نام علیحدہ علیحدہ پڑھنا فرفر نہ پڑھنا گویا پڑھنے والا ان کو شمار کر رہا ہے۔

(۳) اسماء کو جاننا اور ان کے معانی میں تدبر کرنا اور ان کے حقائق سے واقف ہونا۔

(۴) ناموں کو یاد کرنا ان کو سمجھنا اور ان کے مقتضی پر عمل کرنا یعنی جو نام اللہ کے ساتھ خاص نہیں جیسے مہربانی کرنا ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا اس میں حفظ کا مفہوم بھی آ گیا ہے اور یاد کرنے کا مقصد بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اور حدیث میں ہے:

الراحمون یرحمهم الرحمین ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء.

مہربانی کرنے والے بندوں پر نہایت مہربانی فرماتے ہیں زمین مخلوقات پر رحم کرو آسانوں میں جو اللہ ہے وہ تم پر رحم کرے گا اس حدیث میں صفات کے مقتضی پر عمل کرنے کی طرف صاف ارشارہ ہے۔ دخل الجنة میں مستقل میں پائی جانے والی بات کو ماضی کے صیغہ سے تحقق وقوع کی طرف اشارہ کرنے کے لیے تعبیر کیا گیا ہے یعنی یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ کے ننانوے مبارک نام

(۳۴۳۰) اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو شخص ان ناموں کو یاد کرلے گا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

تشریح: ننانوے اسماء حسنی جو ترمذی کی روایت میں مذکور ہے اور اسی طرح جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قرآن سے نکالے ہیں بلا شبہ ان میں سے ہر ایک معرفت الٰہی کا دروازہ ہے علمائے امت نے مختلف زمانوں میں ان کی شرح میں مستقبل کتابیں لکھی ہیں مہمات میں ان کے ذریعہ دعا کرنا بہت سے اہل اللہ سے خاص معمولات میں سے ہے اور اس کی قبولیت مجرب ہے۔

(۲۸) مساجد اور مجالس ذکر سے استفادہ کیا جائے

(۳۴۳۱) اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قُلْتُ وَمَا الرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مساجد میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہاں کچھ کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ پڑھنا۔

(۳۴۳۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو کھا پی لیا کرو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

تشریح: مساجد اور مجالس ذکر جنت کے مرغزار ہیں پس جب کوئی ان مقامات سے گذرے تو استفادہ کرے اور استفادے کے مختلف صورتیں ہیں تحیۃ المسجد پڑھنا یا کم از کم مذکورہ مجالس وعظ وارشاد میں شریک ہونا اور دروس سے استفادہ کرنا یہ سب جنت کے پھلوں سے استفادہ کی صورتیں ہیں۔

باب ۵۹: (۲۹) جب کوئی مصیبت نازل ہو تو کیا دعا کرے؟

(۳۴۳۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ مُصِيْبَةٌ فَلْيَقُلْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا فَلَمَّا احْتُضِرَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اللّٰهُمَّ اخْلُفْ فِيْ اَهْلِيْ خَيْرًا مِّنِّيْ فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ عِنْدَ اللهِ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ یہ پڑھ لے۔

"بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اللہ میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر چاہتا ہوں تو مجھے اس کا اجر نصیب کر اور مجھے اس کے بدلے میں بہتری عطا کر دے۔"

جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی: "اے اللہ! میرے بعد میری بیوی کو مجھ سے بہتر شخص عطا کرنا۔" راوی بیان کرتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ پڑھا:

"بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہم نے اسی طرف لوٹ کر جانا ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس مصیبت کے اجر کی طلب گار ہوں تو (اے اللہ) مجھے اس کا اجر عطا کر۔"

تشریح: اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات بڑے مصائب اور مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے اس میں خیر کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان ابتلاأت اور مجاہدات کے ذریعہ اہل ایمان کی تربیت ہوتی ہے اور یہ ان کے لیے انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایسے مواقع کے لیے جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مصائب ومشکلات سے نجات کا وسیلہ بھی ہیں اور قرب خداوندی کا ذریعہ بھی ہے۔

(۳۰) دُنیا وآخرت کی خیریت وعافیت طلب کرنا

(۳۴۳۴) اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ

اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِذَا اُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَاُعْطِيْتَهَا فِي الْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ.

ترجمہ: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے پروردگار سے دنیا وآخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرو پھر وہ شخص اگلے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی کی مانند جواب دیا پھر وہ شخص تیسرے دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں دنیا میں عافیت دیدی جائے اور آخرت میں بھی دے دی جائے تو تم کامیاب ہو گئے۔

تشریح: عافیۃ اور معافاۃ دونوں مفاعلہ کے مصادر ہیں اور دونوں ہم معنی ہیں امراض وآفات سے محفوظ رکھنا خیریت وعافیت سے رکھنا اور آخرت کی عافیت عذاب سے حفاظت ہے پس دنیا وآخرت کی سب بھلائیاں اس دعا میں آ گئیں اس لئے یہ جامع دعا ہے۔

(۳۱) شب قدر میں مانگنے کی ایک جامع دعا

(۳۴۳۵) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِي اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو آپ ﷺ کا کیا خیال ہے مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو:

"اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے مہربان ہے معافی کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کر دے۔"

(۳۴۳۶) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللهَ فَقَالَ لِيْ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللهِ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں آپ ﷺ نے فرمایا آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگیں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) کچھ دن بعد میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اے اللہ کے رسول کے چچا آپ اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگیں۔

(۳۴۳۷) مَا سُئِلَ اللهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْاَلَ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے جو بھی چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔

(۳۲) استخارے کی ایک جامع دعا

(۳۴۳۸) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتے تو یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ میرے لیے ذخیرہ کر دے اور (اس کام کو) میرے لیے اختیار کر لے۔"

(۳۳) جامع ذکر تسبیح وتحمیدہ

(۳۴۳۹) اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وضو نصف ایمان ہے الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ الحمد للہ پڑھنا زمین وآسمان کے درمیان (جگہ کو نیکیوں یا انوار سے) بھر دیتے ہیں نماز نور ہے صدقہ برہان ہے صبر ضیاء ہے قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے ہر آدمی جب نکلتا ہے تو اپنا سودا کرتا ہے یا وہ خود کو آزاد کروالیتا ہے یا خود کو غلام بنالیتا ہے۔

(۳۴۴۰) اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَؤُهٗ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَیْسَ لَهَا دُوْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ پڑھنا نصف میزان ہے اور الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے جبکہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا یہاں تک کہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

(۳۴۴۱) عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَدِیْ اَوْ فِیْ یَدِهٖ اَلتَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَؤُهٗ وَالتَّكْبِیْرُ یَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ.

ترجمہ: جری نہدی بنو سلیم قبیلے کے ایک فرد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ہاتھوں پر یہ الفاظ گنوائے تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ تھے) اپنے ہاتھ کے ذریعے گنوائے تھے سبحان اللہ پڑھنا نصف میزان ہے الحمد للہ پڑھنا اسے بھر دیتا ہے اللہ اکبر پڑھنا آسمان اور زمین کے درمیان جگہ کو بھر دیتا ہے روزہ نصف صبر ہے اور پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

پہلے یہ بات آچکی ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار و دعوات کو دعوات ہی کے عنوان سے ذکر کیا ہے چنانچہ اب جامع الدعوات کے عنوان کے ذیل میں جامع ال اذکار کا تذکرہ کرتے ہیں کما مر۔

(۳۵) وقوف عرفہ کی ایک جامع دعا

(۳۴۴۲) اَكْثَرُ مَا دَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ فِی الْمَوْقِفِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْكَ مَاٰبِیْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِیْ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ

الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ.

ترجمہ: عرفہ کی شام میدان عرفات میں نبی اکرم ﷺ نے اکثر یہی دعا کی:

"اے اللہ حمد تیرے لیے ہے جیسے حمد بیان کریں اور وہ حمد جو ہمارے بیان کرنے سے بھی بہتر ہو اے اللہ میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت تیرے لیے ہے میں نے تیری ہی طرف لوٹنا ہے میری میراث تیرے لیے ہے اے اللہ! میں قبر کے عذاب ذہن کے وسوسے معاملات کے بکھرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ ہوا جو شر لے کر آتی ہے میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے قیس بن الربیع الاسدہ ابو محمد کوفی صدوق ہے لیکن جب یہ راوی بوڑھا ہوگیا تھا تو اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں ایسی حدیثیں داخل کر دی تھیں جو اس کی حدیثیں نہیں تھیں اور وہ اس نے بیان کیں اس لیے اس کا اعتبار ختم، ہوگیا۔

(۳۶) ایک جامع دعا جس کو یاد کرنا بہت آسان ہے

(۳۴۴۳) دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے بہت سی دعائیں کیں لیکن ہمیں وہ یاد نہیں ہوسکیں تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ آپ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی ہیں لیکن ہم انہیں یاد نہیں رکھ سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی اس دعا کی جانب کروں جو ان سب کو شامل ہو؟ تو تم یہ کہو۔

"اے اللہ ہم تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتے ہیں جو بھلائی تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے مانگی ہے اور ہم ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے بے شک تو ہی حقیقی مددگار ہے (بھلائی کو) پہنچانا تیرے ہی ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔"

تشریح: یہ نہایت آسان اور جامع دعا ہے لوگ چاہیں تو اپنی زبان میں یہ دعا مانگیں اے اللہ ہم ہر وہ خیر خواہی اور بھلائی آپ سے مانگتے ہیں جو تیرے حبیب ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے اور ہم ہر اس برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جس سے تیرے حبیب ﷺ نے پناہ چاہی ہے اور آپ ہی وہ ہستی ہیں جس کی مدد چاہی جاتی ہے اور مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا آپ ہی کے کرم پر موقوف ہے اور قوت کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات ہے (اس ایک دعا میں نبی ﷺ کی ساری دعائیں آجاتی ہیں۔

(۳۷) دین پر ثابت قدم رہنے کی دعا

(۳۴۴۴) قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ قَالَتْ كَانَ اَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَا اَكْثَرُ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهٗ لَيْسَ اٰدَمِيٌّ اِلَّا وَقَلْبُهٗ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَمَنْ شَاءَ اَزَاغَ فَتَلَا مُعَاذٌ (رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا).

ترجمہ: شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ جب آپ کے پاس ہوتے تھے تو آپ ﷺ کون سی دعا بکثرت مانگا کرتے تھے؟ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

"اے دلوں کے پھیرنے والی ذات میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے ہیں۔

"اے دلوں کے پھیرنے والی ذات میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہر شخص کا ذہن اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے وہ جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔"

اس کے بعد معاذ نامی راوی نے یہ آیت تلاوت کی۔

"اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔"

تشریح: اس روایت میں آگے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بھی ہے کہ میں نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ اکثر وبیشتر یہ دعا کرتے ہیں؟ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مطلب غالباً اس سوال سے یہی ہوگا کہ آپ ﷺ تو لغزشوں سے محفوظ ہیں پھر آپ ﷺ یہ دعا کیوں کرتے ہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہ ہر آدمی کا دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی کے اختیار میں ہے۔ جس کا دل چاہے سیدھا رکھے اور جس کا چاہے ٹیڑھا کر دے آپ ﷺ کے اس جواب کا مطلب یہ ہوا کہ میرا معاملہ بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے اسی لیے مجھے بھی اس سے دعا مانگنے کی ضرورت ہے بلاشبہ جس بندے کو اپنے نفس کی اور ساتھ ہی اپنے رب کی معرفت نصیب ہوگی اس کا یہی حال ہوگا اور وہ کبھی اپنے کو مامون ومحفوظ نہیں سمجھے گا بندوں کے حق میں یہی بلندی اور کمال ہے۔

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (ابواب القدر، ۷ حدیث ۲۱۴۰) گزر چکی ہے کہ اس حدیث میں عموم قدرت کا بیان ہے۔

(۲۸) نیند نہ آنے کی دعا

(۳۴۴۵) شَكٰى خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَخْزُوْمِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَا اَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ

فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا اَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں خوف کی وجہ سے رات سو نہیں سکتا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو یہ پڑھو۔

"اے اللہ اے سات آسمانوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جس پر ان آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے اے تمام زمینوں اور ہر اس چیز کے پروردگار جو اس پر چلتی ہے اے تمام شیاطین کے پروردگار اور ان کے پروردگار جنہیں ان شیاطین نے گمراہ کیا ہے تو میرے لیے اپنی ساری مخلوق کے شر سے (بچنے کی) پناہ بن جا ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی نہ کر سکے مجھ پر ظلم نہ کر سکے تیری پناہ زبردست ہے تیری ثناء بزرگ و برتر ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف تو ہی معبود ہے۔"

(۳۴۴۶) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَرَبَهُ اَمْرٌ قَالَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے اے حی اے قیوم میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد مانگتا ہوں۔

(۳۴۴۷) اَلِظُّوْا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے یاذا الجلال والاکرام (پڑھنے) کو لازم پکڑلو۔

(۳۴۴۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلِظُّوْا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔یاذا الجلال والاکرام۔(پڑھنے) کو لازم پکڑلو۔

(۳۹) نیند میں ڈر جانے کی دعا

(۳۴۵۱) اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سوتے ہوئے ڈر جائے تو وہ یہ پڑھے:

"میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے شیطان کے وسوسوں اور اس کے میرے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔"

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جب وہ یہ پڑھ لے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی اس اولاد کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے جو بالغ ہو چکی تھی اور جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے ان کے لیے اس دعا کو لکھ کر (تعویذ کے طور) ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔

(۴۰) اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اور اللہ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے

(۳۴۵۳) قُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِاللهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

ترجمہ: عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں میں نے ابووائل کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (عمرو بن مرہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا کیا آپ نے خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں انہوں نے مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے) اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے فحاشی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اور کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے مگر اس پسندیدگی میں اللہ تعالیٰ کا اپنا نفع کچھ نہیں اللہ کی تعریف سے اللہ کی عزت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا بلکہ یہ پسندیدگی بندوں کے نفع کی خاطر ہے بندے اللہ کو خوش کر کے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں اور حدیث کا یہی جزء یہاں مقصود ہے دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا سے پہلے اللہ کی خوب تعریف کرے تا کہ دعا کی قبولیت کے لیے راہ ہموار ہو۔

(۴۱) قعدۂ اخیر کی ایک اہم دعا

(۳۴۵۴) أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْبِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے تو اپنی بارگاہ سے میری مغفرت کر دے مجھ پر رحم کر دے بے شک تو مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

فائدہ: اس دعا کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اس بزرگ ہستی کو سکھلائی ہے جس سے افضل اس امت میں کوئی نہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو بار بار جنت کی بشارت سے سرفراز کئے جا چکے ہیں اور جن کی نماز پوری امت میں سب سے بہتر اور کامل نماز تھی ان کو یہ دعا تعلیم فرمائی گئی ہے اس دعا میں یہ تعلیم ہے کہ بہتر سے بہتر نماز پڑھ کر بھی دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہیے کہ اس نے اللہ کی عبادت کا حق ادا کر دیا بلکہ چاہیے کہ آدمی نماز کے بعد خود کو قصوروار گردانے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے اور رحمت ومغفرت

کی بھیک مانگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲) صفات کی دہائی قبولیت دعا میں کارگر ہے

(۳۴۵۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ قَالَ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا اَرْجُوْا بِهَا الْخَيْرَ قَالَ فَاِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزُ مِنَ النَّارِ وَ سَمِعَ رَجُلًا وَ هُوَ يَقُوْلُ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسْئَلْ وَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الصَّبْرَ قَالَ سَأَلْتَ اللهَ الْبَلَاءَ فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اے اللہ میں تجھ سے تیری مکمل نعمت کا سوال کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا مکمل نعمت سے کیا مراد ہے؟ اس شخص نے عرض کی وہ دعا جو میں مانگو اور میں اس کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا مکمل نعمت جنت میں داخل ہوجانا اور جہنم سے بچ جانا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یاذاالجلال والاکرام پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری دعا قبول ہوگی تم مانگو۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے آزمائش کا سوال کیا ہے تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

اللہ تعالیٰ کو بعض صفات سے پکارنا پسند آتا ہے جیسے صفت حیٌّ (سدا زندہ) قیوم (مخلوق کو سنبھالنے والا) ذوالجلال والاکرام (عظمت وبزرگی والا) ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے چنانچہ درج ذیل احادیث میں ان صفات سے پکارنے کی اور دعا کرنے کی فضیلت آئی ہے پس یہ صفات اپنی دعاؤں میں بکثرت استعمال کی جائیں ان صفات کی دہائی قبولیت دعا میں زیادہ کارگر ہے۔

(۴۳) جو باوضوء ذکر کرتا ہوا سوئے وہ کروٹ بدلتے وقت جو مانگے گا ملے گا

(۳۴۴۹) مَنْ اَوَى اِلٰى فِرَاشِهٖ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہیں جو شخص باوضو ہو کر اپنے بستر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے اونگھ آجائے تو وہ اس رات کے جس بھی حصے میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی جس بھی بھلائی کے بارے میں سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا کردے گا۔

تشریح: اور ایک حدیث میں سوتے وقت مذکورہ بالفاظ توبہ واستغفار کرنے پر سارے گناہ بخش دیئے جانے کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے کتنی بڑی محرومی ہوگی اگر حضور ﷺ کی اس ہدایت پر عمل کا اہتمام نہ کیا جائے ہاں یہ استغفار توبہ سچے دل سے ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ دلوں کا حال دیکھنے والا ہے اس کو زبان سے دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔

(۴۴) صبح وشام کا ایک جامع ذکر اور دعا

(۳۴۵۲) اَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِ بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَلْقٰى اِلَيَّ صَحِيْفَةً فَقَالَ هٰذَا مَا كَتَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ مَا اَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءًا اَوْ اَجُرَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ.

ترجمہ: ابوراشد حبرانی بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے ان سے کہا آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو تو انہوں نے صحیفہ میری طرف بڑھایا اور فرمایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھوا کر دیا تھا راوی بیان کرتے ہیں میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ تحریر تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسی دعا تعلیم کریں جسے میں صبح کے وقت اور شام کے وقت پڑھ لیا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو ہر شے کا پروردگار ہے اور اس کا مالک ہے میں اپنی ذات کے شر سے شیطان کے شر سے اس کے شریک ہونے سے اپنی ذات کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے یا کسی مسلمان کے ساتھ کوئی برائی کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۴۵) اذکار اربعہ کی وجہ سے پکے ہوئے پتوں کی طرح گناہ جھڑ جاتے ہیں

(۳۴۵۵) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا.

ترجمہ: مطلب بن ابو وداعہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے انہوں نے کوئی ناگوار بات سنی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی نازل ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا محمد ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے سب سے بہترین حصے میں رکھا پھر اس نے اس کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا پھر اس نے اس کے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر اس نے اس قبیلے کے مختلف گھرانے بنائے تو مجھے سب سے بہترین گھرانے اور سب سے بہترین نسب میں رکھا۔

(۳۴۵۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَّابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے خشک ہو چکے تھے آپ ﷺ نے اپنا عصا مبارک اس پر مارا تو اس کے پتے جھڑنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا الحمد للہ و سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنے سے بندے کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

(۴۶) کلمہ توحید کی بڑی فضیلت

(۳۴۵۷) مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلٰى اِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللهُ مَسْلَحَةً يَّحْفَظُوْنَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ وَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُّوْجِبَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوْبِقَاتٍ وَّكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُّؤْمِنَاتٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمہ دس مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد پڑھے۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے نامہ اعمال میں دس ایسی نیکیاں لکھ دیتا ہے جو رحمت کو واجب کر دیتی ہیں اور اس کے دس ایسے گناہ معاف کر دیتا ہے جو ہلاکت کو لازم کر دیتے ہیں اور اس شخص کو دس مومن غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

تشریح: لا الہ الا اللہ کلمہ ایمان ہے اور اسی لیے سب پیغمبروں کی تعلیم کا پہلا سبق ہے نیز اپنے اپنے تجربہ کی بناء پر عرفا اور صوفیاء کا اس پر گویا اتفاق ہے کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ لا الہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ لِعِبَادِهٖ

باب ۶۰: توبہ و استغفار کی فضیلت اور توبہ کرنے والے بندوں پر اللہ کی مہربانی

(۳۴۵۸) اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ مَا جَآءَ بِكَ يَا زِرُّ فَقُلْتُ ابْتِغَآءَ الْعِلْمِ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ فَقُلْتُ اِنَّهُ حَاكَّ فِيْ صَدْرِيْ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَ كُنْتُ امْرَاءً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ

فِیْ ذٰلِکَ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ کَانَ یَأْمُرُنَا اِذَا کُنَّا سَفْرًا اَوْ مُسَافِرِیْنَ اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْهِنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَۃٍ لٰکِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهٗ یَذْکُرُ فِی الْهَوٰی شَیْئًا قَالَ نَعَمْ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ فِیْ سَفَرٍ فَبَیْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِیٌّ بِصَوْتٍ لَّهٗ جَهْوَرِیٍّ یَّا مُحَمَّدُ فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمُ فَقُلْنَا لَهٗ وَیْحَکَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ فَاِنَّکَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ نُهِیْتَ عَنْ هٰذَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ الْمَرْءُ یُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَمَا زَالَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی ذَکَرَ بَابًا مِّنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ مَسِیْرَۃُ سَبْعِیْنَ عَامًا عَرْضُهٗ اَوْ یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ عَرْضِهٖ اَرْبَعِیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ عَامًا قَالَ سُفْیَانُ قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحًا یَعْنِیْ لِلتَّوْبَۃِ لَا یُغْلَقُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ.

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے موزوں پر مسح کا مسئلہ دریافت کروں انہوں نے دریافت کیا اے زر تم کس کام سے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا علم کے حصول کے لیے انہوں نے فرمایا فرشتے اپنے پر علم کے طلب گار کے لیے بچھا دیتے ہیں اس کی طلب سے راضی ہونے کی وجہ سے میں نے کہا میرے ذہن میں موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کھٹک ہے کہ پاخانہ کرنے اور پیشاب کرنے کے بعد (ایسا کیا جا سکتا ہے؟) آپ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اس لیے میں آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حوالے سے کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت صفوان نے جواب دیا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ہدایت کرتے تھے جب ہم سفر کی حالت میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) مسافر ہوں تو ہم تین دن راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت کی وجہ سے حکم مختلف ہوگا پاخانہ کرنے پیشاب کرنے یا سونے کے بعد (انہیں اتارنا ضروری نہیں ہے)۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہش نفس کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی موجود تھے اسی دوران ایک دیہاتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز میں پکارا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنی ہی بلند آواز میں جواب دیا ادھر آ جاؤ تو ہم نے اس دیہاتی سے کہا تمہارا ستیاناس ہو تم اپنی آواز کو پست رکھو تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہو اور تمہیں اس بات سے منع کیا گیا ہے (کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کرو) تو وہ دیہاتی بولا اللہ کی قسم میں تو اپنی آواز کم نہیں کروں گا پھر اس دیہاتی نے دریافت کیا آدمی بعض اوقات کچھ لوگوں کو پسند کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جس سے محبت رکھتا ہے قیامت والے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

اس کے بعد وہ ہمیں احادیث سناتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مغرب کی سمت میں ایک دروازے کا تذکرہ کیا جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہوگی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی چوڑائی میں کوئی سوار چالیس برس تک (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ستر برس تک چلتا رہے (تو دوسرے کنارے تک پہنچے گا)۔

سفیان نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے یہ شام کی سمت میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو اس دن پیدا کیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یہ کھلا ہوا ہے یعنی توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے اور یہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہوجاتا۔

تشریح: استغفار و توبہ: دعا ہی کی ایک خاص قسم استغفار ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش مانگنا اور توبہ گویا اس کے لوازم میں سے ہے بلکہ یہ دونوں ہی آپس میں لازم و ملزوم ہیں توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو گناہ اور نافرمانی یا ناپسندیدہ عمل بندے سے سرزد ہوجائے اس کے برے انجام کے خوف کے ساتھ اس پر اسے دلی رنج و ندامت ہو اور آئندہ کے لیے اس سے بچے رہنے اور دور رہنے کا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کی رضاجوئی کا وہ عزم اور فیصلہ کرے۔

توبہ و استغفار کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ کوئی آدمی مثلاً غصہ کی حالت میں خودکشی کے ارادہ سے زہر کھالے اور جب وہ زہر اندر پہنچ کر اپنا عمل شروع کرے اور آنتیں کٹنے لگیں اور وہ ناقابل برداشت تکلیف اور بے چینی ہونے لگے جو زہر کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور موت سامنے کھڑی نظر آئے تو اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر رنج و افسوس ہو اور اس وقت وہ چاہے کہ کسی بھی قیمت پر اس کی جان بچ جائے اور جو دوا حکیم یا ڈاکٹر اسے بتائیں وہ اسے استعمال کرے اور اگر قے کرنے کے لیے کہیں تو قے لانے کے لیے بھی ہر تدبیر اختیار کرے یقیناً اس وقت وہ پوری صدق دلی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ کرے گا کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسی حماقت نہیں کروں گا۔ جب توفیق الٰہی سے اس کے اندر یہ فکر و احساس پیدا ہوتا ہے تو وہ یہ یقین و عقیدہ رکھتے ہوئے کہ میرا مالک و مولیٰ بڑا رحیم و کریم ہے معافی مانگنے پر بڑے سے بڑے گناہوں قصوروں کو وہ بڑی خوشی سے معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے معافی اور بخشش کی استدعا کرتا ہے اور اسی کو گناہ کے زہر کا علاج سمجھتا ہے نیز اس کے ساتھ وہ آئندہ کے لیے فیصلہ کرتا ہے کہ اب کبھی اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کروں گا اور کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا بس بندے کے اسی عمل کا نام استغفار اور توبہ ہے۔

توبہ و استغفار کے لغوی اور اصطلاحی معنی: توبہ کے لغوی معنی ہیں لوٹنا رجوع کرنا۔ اور استغفار کے لغوی معنی ہیں چھپانا اور اصطلاح میں توبہ کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: گنہگار کی توبہ یعنی اگر بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس پر رنج و ندامت اور پشیمانی کا ہونا اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے بچے رہنے کا عزم مصمم کرنا اور اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگنا جب یہ تین باتیں جمع ہوں تو وہ گنہ گار کی توبہ ہے۔

دوسری صورت: نیک بندوں کی توبہ عبد و معبود کا رشتہ ہمیشہ مستحکم رہنا ضروری ہے ضروری ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ کی طرف لو لگائے رہے کسی آن اللہ سے اس کی توجہ نہ ہٹے مگر یہ دنیا غفلت کی دنیا ہے یہاں ہر وقت یہ بات ممکن نہیں بارہا اللہ سے بندے کی توجہ ہٹ جاتی ہے پس ضروری ہے کہ نیک بندے اللہ کی طرف لوٹیں اور اپنی بے توجہی کی معافی مانگیں اللہ کے نیک بندے بایں معنی بار بار اللہ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔

اور توبہ کی طرح استغفار کی بھی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو توبہ کر کے اللہ سے درخواست کرے کہ وہ گناہ معاف کر کے اس کو اپنی

رحمت کے سائے میں لے لیں یہ عام لوگوں کا استغفار ہے۔

دوسری صورت: ہر بندہ ہر وقت اس کا محتاج ہے کہ اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے کسی لمحہ اللہ کی کنف عنایت سے دور نہ ہو پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ الٰہی مجھے اپنی رحمت میں چھپا لے اللہ کے نیک بندے بایں معنی بکثرت استغفار کرتے ہیں اور وہی در حقیقت رحمت خداوندی کے زیادہ حق دار ہیں۔ (معارف الحدیث)

(۴۷) توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

(۳۴۵۹) اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ فَقَالَ لِيْ مَا جَآءَ بِكَ قُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنَّهٗ حَاكَ اَوْحَكَّ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا سَفْرًا اَوْمُسَافِرِيْنَ اَمَرَنَا اَنْ لَا نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلَاثًا اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ قَالَ فَقُلْتُ فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْهَوٰى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ اَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَهْ اِنَّكَ قَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى نَحْوٍ مِنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ قَالَ زِرٌّ فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِيْ حَتّٰى حَدَّثَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهٗ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهٖ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا.... الْاٰيَةَ

ترجمہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دریافت کیا تم کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا علم کے حصول کے لیے انہوں نے بتایا مجھے اس حدیث کا پتہ چلا ہے کہ فرشتے علم کے طلب گار کے عمل سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے کہا موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے تو کیا آپ کو اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں جب ہم سفر میں ہوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب ہم مسافر ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں البتہ جنابت لاحق ہو جائے تو پھر اتاریں گے لیکن پاخانہ یا پیشاب یا سونے کے بعد (وضو کرتے ہوئے انہیں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے دریافت کیا کیا خواہش نفس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے ایک شخص آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے پکارا وہ شخص سب سے پیچھے تھا وہ ایک دیہاتی تھا جو سخت مزاج اور بد تمیز قسم کا شخص تھا۔ اس نے کہا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے اس سے کہا چپ کرو تمہیں اس طرح (بلانے سے) منع کیا گیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسے اتنی اُونچی آواز میں کہا ادھر آ جاؤ اس شخص نے کہا کوئی شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے ساتھ شامل نہیں ہو پاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی جس شخص کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا۔

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت صفوان ہمارے سامنے احادیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی اللہ تعالیٰ نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر برس کی مسافت جتنی ہے یہ توبہ کے لیے ہے یہ بند نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے جس دن تمہارے پروردگار کی ایک نشانی ظاہر ہوگی اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔

تشریح: کی حدیثوں میں چار مضمون ہیں: ① علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت ② چمڑے کے موزوں پر مسح کی مشروعیت ③ کسی سے محبت کرنے کا حکم ④ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور کی دونوں حدیثیں درحقیقت ایک ہیں پہلی روایت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور دوسری حماد بن زید کی۔ دونوں حضرت عاصم بن ابی النجود (امام القراء) سے روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے البتہ جب نزع شروع ہو جاتا ہے تو توبہ کا موقعہ نہیں رہتا اسی طرح جب قرب قیامت میں سورج مغرب سے نکل آئے گا تو توب کا دروازہ بند ہو جائے گا) پس کسی بھی قصور وار کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہر گنہ گار کو چاہیے کہ جلد توبہ کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سامنے آ کھڑی ہو پھر کف افسوس ملنے کے علاوہ چارہ نہ رہے۔

(۴۸) توبہ کب تک قبول ہوتی ہے؟

(۳۴۶۰) اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس پر نزع کا عالم طاری نہیں ہو جاتا۔

فائدہ: موت کے وقت جب بندے کی روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں غرغرہ اور اردو میں خرہ چلنا کہتے ہیں اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور امید نہیں رہتی یہ موت کی قطعی اور آخری علامت ہے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ غرغرہ اس کیفیت کے شروع ہونے سے پہلے پہلے بندہ اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا غرغرہ کی کیفیت شروع ہونے کے بعد آدمی کا رابطہ اور تعلق اس دنیا سے کٹ کر دوسرے عالم سے جڑ جاتا ہے اس لیے اس وقت اگر کوئی کافر اور منکر ایمان لائے یا کوئی نافرمان بندہ گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل قبول نہ ہوگا ایمان اور توبہ اسی وقت تک کی معتبر اور قابل قبول ہے جب تک زندگی کی آس اور امید اور موت آنکھوں کے سامنے نہ آ گئی ہو قرآن پاک میں بھی صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۴۹) توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بے حد خوشی ہوتی ہے

(۳۴۶۱) اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ اَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهٖ اِذَا وَجَدَهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کسی شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گم شدہ سواری کو پالیتا ہے۔

تشریح: ذرا تصور کیجئے اس بدو مسافر کا جو اکیلا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور راستہ بھر کے لیے کھانے پینے کا سامان اسی پر لاد کر دور دراز کے سفر پر کسی ایسے راستہ سے چلا جس میں کہیں دانہ پانی ملنے کی امید نہیں پھر اثنائے سفر میں وہ کسی دن دوپہر میں کہیں سایہ دیکھ کر اترا اور آرام کرنے کے ارادہ سے لیٹ گیا اس کے تھکے ماندے مسافر کی آنکھ لگ گئی کچھ دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اُونٹنی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ غائب ہے وہ بے چارہ حیران و سراسیمہ ہو کر اس کی تلاش میں دوڑا بھاگا یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت نے اس کو اب دم کر دیا اب اس نے سوچا کہ شاید میری موت اسی طرح اس جنگل بیابان میں لکھی تھی اور اب بھوک پیاس میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کے یہاں مرنا ہی میرے لیے مقدر ہے اس لیے وہ اسی سایہ کی جگہ میں مرنے کے لیے آگے پڑ گیا اور موت کا انتظار کرنے لگا اسی حالت میں اس کی آنکھ پھر جھپکی اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹنی اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اپنی جگہ کھڑی ہے ذرا اندازہ کیجئے کہ بھاگی ہوئی اور گم شدہ اُونٹنی کو اس طرح اپنے پاس کھڑا دیکھ کے اس بدو کو جو مایوس ہو کر مرنے کے لیے پڑ گیا تھا کس قدر خوشی ہوگی صادق مصدوق ﷺ نے اس حدیث پاک میں قسم کھا کے فرمایا کہ خدا کی قسم بندہ جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور سچے دل سے توبہ کر یک اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اُونٹنی کے ملنے سے ہوگی۔

بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اُونٹنی کے اس طرح مل جانے سے اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ "اللهم انت ربی وانا عبدك" (خداوندا بس تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی کی سرمستی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے کہا: "اللهم انت عبدی وانا ربك" (میرے اللہ بس تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا) آنحضرت ﷺ نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا: "اخطا من شدة الفرح" (فرطِ مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بے چارے کے بدو کی زبان بہک گئی) علماء و فقہاء نے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے سمجھ کر کہ اگر اس طرح کسی کی زبان بہک جائے اور اس سے کفر کا کلمہ نکل جائے تو وہ کافر نہ ہوگا، فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے۔

شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج السالکین" میں توبہ و استغفار ہی کے بیان میں اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کی وضاحت میں ایک عجیب غریب مضمون لکھا ہے جس کو پڑھ کر ایمانی روح وجد میں آجاتی ہے۔ ذیل میں اس کا صرف حاصل و خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی ساری کائنات میں انسان کو خاص شرف بخشا ہے دنیا ساری چیزیں اس کے لیے پیدا کی گئیں ہیں اور اس کو اپنے معرفت اطاعت اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ساری مخلوقات کو اس لیے مسخر کیا اور اپنے فرشتوں تک کو اس کا خادم اور محافظ بنایا پھر اس کی رہنمائی کے لیے کتابیں نازل فرمائی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا پھر انہی میں سے کسی کو اپنا خلیل بنایا اور کسی کو شرف ہم کلامی بخشا اور بہت بڑی تعداد کو اپنی ولایت اور قرب خصوصی کی دولت سے نوازا۔ اور انسانوں ہی کے لیے دراصل جنت و دوزخ کو بنایا۔ الغرض دنیا اور آخرت میں عالم خلق و امر میں جو

کچھ ہے ان سب کا وہ مرکز ومحور بنی نوع انسان ہی ہے۔"

(۵۰) توبہ کرو شان غفاریت بخشنے کے لیے آمادہ ہے

(۳۴۶۲) اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُّذْنِبُوْنَ وَيَغْفِرُ لَهُمْ.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے تم سے ایک روایت چھپا رکھی تھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا کردے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گناہ گار کو پسند فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ گناہوں اور گناہ گاروں کی ہمت افزائی فرمائی ہے بڑی جاہلانہ غلط فہمی ہوگی انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور اعمال صالحہ کی ترغیب دی جائے دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کو ظاہر کرتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے ظہور کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے اور صفت رزاقیت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے علیٰ ہذا جس طرح اللہ کی صفت ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے اس لیے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے ان میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفت مغفرت اور شان غفاریت کا ظہور ہوگا۔

فائدہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں پھر اپنے آخری وقت میں اپنے خاص لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کردی۔ یہی مضمون الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اس حدیث کو چھپائے رکھا اور آخر حیات میں کتمان علم کی وعید سے بچنے کے لیے ظاہر کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو مضمون عوام میں غلط فہمی پیدا کرے اس کو عام طور پر بیان نہیں کرنا چاہیے خواص ہی سے بیان کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کو اچھی طرح بوجھیں۔

(۵۱) بڑے سے بڑا گناہ معاف کرنا اللہ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں

(۳۴۶۳) قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِىْ وَرَجَوْتَنِىْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِىْ

يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَ تَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے جب تک تم مجھ سے دعا مانگتے رہو گے جب تک تم مجھ سے امید رکھو گے میں تمہاری مغفرت کرتا رہوں گا خواہ تمہارا عمل جو بھی ہو میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا اے آدم کے بیٹے اگر تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا اے آدم کے بیٹے اگر تم روئے زمین جتنے گناہ لے کر میری بارگاہ میں آؤ اور پھر تم اس حالت میں میری بارگاہ میں آؤ کہ تم کسی کو میرا شریک نہ سمجھتے ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ تم سے ملوں گا۔

باب۶۱: (۵۲) اللہ کی رحمت بے پایاں ہے

(۳۴۶۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهٖ يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ رَحْمَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کی ہیں ان میں سے ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ۹۹ رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

تشریح: توبہ واستغفار بلند ترین مقام: پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مقبولین ومقربین کے مقامات میں سب سے بلند مقام عبدیت اور بندگی کا ہے۔ دراصل یہ خیال بہت ہی عامیانہ اور غلط ہے کہ استغفار وتوبہ عاصیوں اور گنہگاروں ہی کا کام ہے اور انہی کو اس کی ضرورت ہے واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے خاص مقرب بندے یہاں کہ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے محفوظ ومعصوم ہوتے ہیں کہ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا اس لیے وہ برابر توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اپنے ہر عمل کو حتی کہ اپنی نمازوں تک کو قابل استغفار سمجھتے ہیں۔ بہر حال توبہ واستغفار عاصیوں اور گنہگاروں کے لیے مغفرت ورحمت کا ذریعہ اور مقربین ومعصومین کے لیے درجات قرب ومحبوبیت میں بے انتہاء ترقی کا وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم ویقین اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵۳) رحمت کی طرح عقوبت بھی بے پایاں ہے

(۳۴۶۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موجود عذاب کا پتہ چل جائے تو اسے جنت کی امید ہی نہ رہے اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شخص جنت سے ناامید نہ ہو۔

تشریح: اللہ کی صفات غیر متناہی ہیں صفات جمال بھی اور صفات جلال بھی سورۃ الحجر (آیات ۴۹، ۵۰) ہیں:

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۙ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝﴾

"آپ ﷺ میرے بندوں کو آگاہ کر دیں کہ میں ہی بہت درگزر کرنے والا بے حد مہربانی کرنے والا ہوں اور یہ بھی کہ میرا ہی عذاب نہایت دردناک عذاب ہے۔"

(۵۴) رحمتِ الٰہی: غضب خداوندی پر غالب ہے

(۳۴۶۶) اِنَّ اللّٰهَ حِیْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ کَتَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی نَفْسِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست قدرت کے ذریعے اپنے اوپر یہ بات لازم کی میری رحمت میرے غضب پر غالب آ جائے گی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بے پایاں ہے مگر مخلوقات کے ساتھ معاملہ کرنے میں تفاضل (کمی بیشی) ہے رحمت کا برتاؤ بکثرت ہوتا ہے۔

سورۃ الاعراف (آیت ۱۵۶) میں ہے: ﴿قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ﴾

(۵۵) جب سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو کھل جاتا ہے

(۳۴۶۷) دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَرَجُلٌ قَدْ صَلّٰی وَ هُوَ یَدْعُوْا وَ هُوَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَتَدْرُوْنَ بِمَا دَعَا اللّٰهَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اس وقت ایک شخص وہاں نماز ادا کر رہا تھا وہ دعا مانگ رہا تھا اور دعا میں یہ پڑھ رہا تھا۔

"اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو بڑا احسان کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اے جلال اور اکرام والے۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے اس نے کیا دعا مانگی ہے؟ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا کرتا ہے۔

(۵۶) درود و سلام کی اہمیت

(۳۴۶۸) رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْکِبَرَ فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ

اَوْ اَحَدُهُمَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے رمضان کا مہینہ آجائے اور پھر وہ پورا گزر بھی جائے لیکن اس شخص کی مغفرت نہ ہو سکے اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ کا بڑھاپا آئے اور وہ دونوں ماں باپ اسے جنت میں داخل نہ کروا سکیں (یعنی وہ ماں باپ کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے)۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے میرا خیال ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں ماں باپ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک۔

(۳۴۶۹) اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

تشریح: صلوٰۃ وسلام دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں جانے والی بہت اعلیٰ اور اشرف درجہ کی دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور وفا کیشی کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کے حق میں کی جاتی ہے اور اس کا حکم ہم بندوں کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں دیا گیا ہے اور بڑے پیارے اور موثر انداز میں دیا گیا ہے ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:۵۶)

اس آیت میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں (اور یہی آیت کا اصل موضوع اور مدعا ہے) لیکن اس خطاب اور حکم میں خاص اہمیت اور وزن پیدا کرنے کے لیے پہلے بطور تمہید فرمایا گیا ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ﴾ یعنی نبی ﷺ پر صلوٰۃ (جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے) خداوند قدوس اور اس کے پاک فرشتوں کا معمول و دستور ہے تم بھی اس کو اپنا معمول بنا کے اس محبوب و مبارک عمل میں شریک ہو جاؤ۔

حکم اور خطاب کا یہ انداز قرآن پاک میں صرف صلوٰۃ وسلام کے اس حکم ہی کے لیے اختیار کیا گیا ہے دوسرے کسی اعلیٰ عمل کے لیے بھی نہیں کہا گیا کہ خدا اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو بلاشبہ صلوٰۃ وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور رسول اللہ ﷺ کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے۔

لفظ صلوٰۃ ہے جس کے معنی ہیں: غایت انعطاف یعنی آخری درجہ کا میلان میلان محسوس بھی ہوتا ہے اور معقول بھی جیسے علو (بلندی) فوقیت محسوس بھی ہوتی ہے اور معقول بھی عرش پر اللہ کی فوقیت معنوی ہے اور چھت پر زید کی فوقیت محسوس اسی طرح نماز میں بندے کا اللہ کی طرف میلان محسوس ہے رکوع وسجود اس کے پیکر ہائے محسوس ہیں اور درود شریف میں میلان معنوی ہے پھر اس میلان معنوی کی مختلف صورتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا بندوں کی طرف میلان انعام واکرام اور الطاف واحسان ہے ملائکہ کا میلان دعائے استغفار ہے اور مؤمنین کا نبی ﷺ کی طرف میلان دعائے خاص ہے۔ احادیث میں بھی بھیجنے کے بڑے فضائل آئے ہیں اور درود نہ بھیجنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

درود وسلام کی حکمتیں:

نبی ﷺ پر درود بھیجنے میں متعدد حکمتیں:

پہلی حکمت: عقیدہ توحید کی حفاظت درود شریف دین کو تحریف سے بچاتا ہے اس سے شرک کی جڑ کٹتی ہے درود بھیجنے سے یہ بات ذہن نشین ہوتی ہے کہ سید کائنات ﷺ بھی اللہ کی رحمت وعنایت اور نظر وکرم کے محتاج ہیں اور محتاج ہستی ہے بے نیاز ذات کی شریک وسہیم نہیں ہوسکتی۔

دوسری حکمت: دعاؤں میں قبولیت کی صلاحیت پیدا کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان رکی رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ آپ نبی ﷺ پر درود بھیجیں (یہ روایت پہلے حدیث ۴۹۷ آ چکی ہے)۔

تیسری حکمت: نبی ﷺ سے قرب منزلت پیدا کرنا حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن مجھ سے قریب وہ امتی ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہوگا (یہ حدیث پہلے (حدیث ۴۹۵ میں آ چکی ہے)۔

صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک:

اُمت کے فقہاء اس پر تقریباً متفق ہیں کہ سورۂ احزاب کی اس آیت کی رو سے رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہر فرد امت پر فرض ہے پھر آئمہ امت میں سے امام شافعی رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں کہ خاص کر ہر نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجبات نماز میں سے ہے اگر نہ پڑھی جائے تو ان میں ائمہ کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی لیکن امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور اکثر دوسرے فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ قعدہ میں تشہد تو بے شک واجب ہے جس کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ پر سلام بھی آ جاتا ہے لیکن اس کے بعد مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض ہے یا واجب نہیں بلکہ ایک اہم اور مبارک سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص رہ جاتا ہے مگر اس اختلاف کے باوجود اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اس آیت کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض عین ہے جس طرح مثلاً آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا جس کے لیے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا ہے اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لے اور پھر اس پر قائم رہے۔

آگے بعض وہ حدیثیں آئیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آئے آپ ﷺ پر لازماً درود بھیجا جائے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بھی آئیں گی ان احادیث کی بناء پر بہت سے فقہاء اس کے بھی قائل ہیں کہ جب کوئی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا کسی دوسرے سے سنے تو اس وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے پھر ایک رائے یہ ہے کہ اگر ایک ہی نشست اور ایک ہی سلسلۂ کلام میں بار بار آپ ﷺ کا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود بھیجنا واجب ہوگا اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ایک دفعہ درود پڑھنا تو واجب ہوگا اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب ہوگا اور محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۳: (۵۷) دل کی خنکی اور گناہوں کی صفائی کی دعا

(۳۴۷۰) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا

كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے :

"اے اللہ میرے دل کو برف اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے دھودے اے اللہ میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کردے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے پاک کردیتا ہے۔"

تشریح: دل پر سارے جسم کا مدار ہے حدیث میں ہے اگر یہ بوٹی سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور یہ بوٹی بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے پس قلب کی حفاظت سب سے اہم ہے اس کی ہر پریشانی کا علاج ہے اور اس کی خطاؤں سے صفائی سارے جسم کی حفاظت ہے پس یہ ایک جامع دعا ہے۔

باب ۶۴: (۵۸) دعا کا دروازہ کھلنے سے رحمت کے دروازے کھل جاتا ہیں

(۳۴۷۱) مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يعنى اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْاَلَ الْعَافِيَةَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے لیے دعا کے دروازے کو کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازوں کو کھول دیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ اس سے عافیت مانگی جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دعا اس چیز کے بارے میں بھی نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور اس چیز کے بارے میں بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل نہ ہوئی ہو اس لیے اے اللہ کے بندو تم دعا کو لازم پکڑلو۔

(۵۹) عافیت طلبی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے

تشریح: عافیت کے معنی ہیں امراض و آفات سے حفاظت صحت وسلامتی امن و آسودگی اور خیریت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پیشگی عافیت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے امراض و آفات میں مبتلا ہونے کے بعد تو سبھی دعا کرتے ہیں اور وہ دعا سودمند بھی ہوتی ہے۔

(۶۰) دعا نازل شدہ اور غیر نازل شدہ آفات میں مفید ہے

تشریح: اللہ تعالیٰ کو اگرچہ عافیت کی دعا زیادہ پسند ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امراض و آفات میں مبتلا ہونے کے بعد دعا بے سود ہے دعا بہر حال مفید ہے پس ہر حال میں دعا کرنی چاہیے بلائیں نازل ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

(۶۱) تہجد لازم پکڑو: اس میں بہت فوائد ہیں

(۳۴۷۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَابُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ وَتَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم رات کے وقت نوافل ضرور ادا کیا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور آدمی گناہوں سے دور ہو جاتا ہے یہ برائیوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔

تشریح: فرائض سے اقرب سنن موکدہ ہیں وہ فرائض کے ساتھ لاحق ہیں پھر تہجد کا مرتبہ ہے اور مذکورہ حدیث میں تہجد کے چار فوائد ذکر کئے گئے ہیں:

① تہجد گزشتہ امتوں کے صالحین میں معمول بہ تھی اس کی یہ قدامت اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔

② وہ فرائض کی طرح قرب خداوندی کا ذریعہ ہے نبی ﷺ کو مقام محمود (شفاعت کبریٰ کا مقام) اسی نماز کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

③ تہجد برائیوں کو مٹاتی ہے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورۃ ہود آیت ۱۱۴)

④ تہجد گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ رات میں اٹھ کر نماز پڑھنا نفس کو بہت زیادہ روندتا ہے۔ (سورۃ المزمل آیت ۶)

اور یہ حدیث جامع الدعوات میں غالباً اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تہجد کی نماز فعلی دعا ہے۔

(۶۲) اس امت کی عمریں ساٹھ تا ستر سال ہیں

(۳۴۷۳) اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کی اوسط عمریں ساٹھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی ان میں سے بہت کم لوگ اسے عبور کریں گے۔

اور حدیث کا سبق یہ ہے کہ جب آدمی ساٹھ سال پورے کر لے تو اسے آخرت کی فکر میں لگ جانا چاہیے اور جب عمر ستر سال ہو جائے تو اب ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے ہر وقت عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہیے یہی فرازنگی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع الدعوات میں یہ حدیث غالبا اسی تنبیہ کے لیے ذکر فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۵: (۶۳) ایک جامع دعا جس میں چند مفید باتیں مانگی گئی ہیں

(۳۴۷۴) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوْا يَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْلِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرْلِي الْهُدٰى وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغَا عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے میرے پروردگار تو میری اعانت کر میرے خلاف اعانت نہ کر تو میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کر میرے لیے تدبیر

کر میرے خلاف تدبیر نہ کر تو مجھے ہدایت نصیب کر ہدایت کو میرے لیے آسان کر دے جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرنا چاہتا ہو، اس کے خلاف میری مدد کر اے اللہ مجھے اپنا انتہائی شکر کرنے والا بندہ بنادے اپنا انتہائی ذکر کرنے والا اپنے سے ڈرنے والا اپنا فرمانبردار بنادے اپنے سامنے آہ وزاری کرنے والا بنادے اپنی طرف رجوع کرنے والا اور لوٹنے والا بنادے اے میرے پروردگار تو میری توبہ قبول کرلے میری برائیوں کو دھودے میری دعا کو قبول کرلے میری حجت کو ثابت کردے میری زبان کو روک دے (یعنی اس کی حفاظت کر) میرے دل کو ہدایت نصیب کر میرے سینے سے حسد کو نکال دے۔"

(۶۴) جس نے ظالم کے لیے بددعا کی اس نے بدلہ لے لیا

(۳۴۷۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ساتھ ظلم کرنے والے کو بددعا دیدے اس نے بدلہ لے لیا۔

تشریح: یہ حدیث صحیح روایات کے خلاف ہے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے ظالموں کے لیے بددعائیں کی ہیں بلکہ قنوت نازلہ بھی پڑھی ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم کی بددعا کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کے لیے ظالم سے بدلہ لیتے ہیں۔

(۶۵) دس بار کلمہ توحید کہنے کا ثواب

(۳۴۷۶) مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ اَرْبَعِ رِقَابٍ مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اس کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے وہ زندگی دیتا ہے وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

(۶۶) مروجہ تسبیح بدعت نہیں اس کی اصل ہے

(۳۴۷۷) دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيَّ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ نَوَاةٍ اُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهٰذِهٖ اَلَا اُعَلِّمُكِ بِاَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهٖ فَقُلْتُ بَلٰى عَلِّمْنِيْ فَقَالَ قُوْلِيْ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ.

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے سامنے اس وقت چار ہزار گٹھلیاں تھیں جن پر میں تسبیح پڑھ رہی تھی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم نے ان سب گٹھلیوں پر تسبیح پڑھی ہے؟ کیا میں تمہیں ایسی تسبیح کے

بارے میں نہ بتاؤں جس کا ثواب ان سب کو پڑھنے سے زیادہ ہو میں نے عرض کی آپ ﷺ مجھے تعلیم دیں آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جتنی تعداد ہے میں اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں۔"

تشریح: پہلے عقد التسبیح بالید میں اس مسئلہ پر گفتگو آ چکی ہے۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ہاشم بن سعید کوفی ضعیف راوی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ سند معروف بھی نہیں ہے مگر ضعیف حدیث بھی بوقت ضرورت حجت ہے البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث صحیح ہے مگر اس میں گٹھلیوں وغیرہ پر گننے کا تذکرہ نہیں ہاں آگے (حدیث ۳۵۸۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث آ رہی ہے وہ حدیث ٹھیک ہے پس مروجہ تسبیح کی صحیح اصل موجود ہے۔

(۶۷) ذکر کی کشادگی بوقت جزاء اس کے معنی کے بقدر ہوتی ہے

(۳۴۷۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ مَرَّ النَّبِيَّ ﷺ بِهَا قَرِيْبًا مِّنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا مَازِلْتِ عَلٰى حَالِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

ترجمہ: حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت اپنی جائے نماز پر موجود تھیں پھر وہ دوپہر کے وقت نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان سے دریافت کیا کیا تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو؟ تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جنہیں (تم پڑھ لیا کرو)۔

"میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنا اس کے عرش کا وزن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کے کلمات کی سیاہی ہے۔"

(۶۸) اللہ کے در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا

(۳۴۷۹) قَالَ اِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ حی ہے اور کریم ہے وہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہاتھ اس کی بارگاہ میں اٹھائے تو وہ ان دونوں ہاتھوں کو خالی اور نامراد واپس کر دے۔

(۶۹) تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے

(۳۴۸۰) اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُوْ بِاِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحِّدْ اَحِّدْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے دعا مانگ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کے ذریعے ایک کے ذریعے (اشارہ کرو)۔

*

احادیث شتی

اَحَادِيْثُ شَتّٰى مِنْ اَبْوَابِ الدَّعْوَاتِ

ابواب الدعوات کی کچھ متفرق حدیثیں رہ گئی ہیں اب ان کو ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگنا

(۳۴۸۱) قَالَ قَامَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ الْاَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ اسْاَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ.

ترجمہ: معاذ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے پھر انہوں نے بتایا گزشتہ سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر کھڑے ہوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگو کسی بھی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر اور کوئی چیز نہیں دی گئی۔

(۲) گر صد بار توبہ شکستی باز آ

(۳۴۸۲) مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مغفرت طلب کرے اس نے گویا گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ ایسا کرے۔

(۳) نیا لباس پہننے کی دعا

(۳۴۸۳) لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِيْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ سِتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَمَيِّتًا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے تو یہ دعا مانگی ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے پہننے کے لیے کپڑے دیئے ہیں جن کی مدد سے میں اپنا ستر چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جس کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پرانے کپڑے صدقہ کر دیئے اور پھر یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص نئے کپڑے پہن کر یہ دعا مانگے۔

"ہر طرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے پہننے کے لیے کپڑے دیئے ہیں جن کے ذریعے میں اپنا ستر چھپا لیتا ہوں اور اپنی دنیاوی زندگی میں جن کے ذریعے زینت اختیار کرتا ہوں۔ پھر وہ شخص اپنے پرانے کپڑوں کو صدقہ کر دے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس کی پناہ اور پردے میں رہے گا زندگی کے دوران بھی اور مرنے کے بعد بھی۔"

لباس بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور کھانے پینے ہی کی طرح انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نیا کپڑا نصیب فرمائے اور وہ اس کو زیب تن کرے تو اللہ تعالیٰ کے احسان کے استحضار کے ساتھ اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے اور جو پہنا ہوا کپڑا اس نے پرانا کر کے اتارا ہے اس کو صدقہ کر دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ ایسا کرنے والے بندے کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پردہ داری نصیب رہے گی۔

(۴) نماز فجر کے بعد سے اشراق تک مسجد میں رکا رہنا روزمرہ کا اعتکاف ہے

(۳۴۸۴) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً وَّاَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّمَّنْ لَّمْ يَخْرُجْ مَا رَاَيْنَا بَعْثًا اَسْرَعَ رَجْعَةً وَّلَا اَفْضَلَ غَنِيْمَةً مِّنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى قَوْمٍ اَفْضَلُ غَنِيْمَةً وَّاَسْرَعُ رَجْعَةً قَوْمٌ شَهِدُوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ اُولٰئِكَ اَسْرَعُ رَجْعَةً وَّاَفْضَلُ غَنِيْمَةً.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک مہم روانہ کی ان لوگوں کو بہت سا مال غنیمت ملا وہ لوگ جلدی واپس آ گئے ایک ایسا شخص جو اس مہم میں شریک نہیں تھا وہ یہ بولا میں نے ایسی کوئی مہم نہیں دیکھی جو ان لوگوں سے زیادہ جلدی واپس آئی ہو اور جسے ان سے زیادہ مال غنیمت ملا ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی ان لوگوں کی طرف کروں جنہیں زیادہ غنیمت حاصل ہوتی ہے اور وہ زیادہ جلدی واپس آتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز باجماعت میں شریک ہوتے ہیں اس کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا

ذکر کرتے رہتے ہیں یہ لوگ جلدی واپس آجاتے ہیں اورانہیں مال غنیمت بھی زیادہ ملتا ہے۔

تشرِیح: یہ حدیث ضعیف ہے حماد بن ابی حمید جس کو محمد بن ابی حمید اور ابراہیم انصاری مدنی بھی کہتے ہیں ضعیف راوی ہے۔

(۵) دوسرے سے دعا کے لیے کہنا

(۳۴۸۵) اَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ اَيْ اُخَيَّ اَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھنا ہمیں بھول نہ جانا۔

(۶) قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعا

(۳۴۸۶) اَنَّ مُكَاتَبًا جَائَهُ فَقَالَ اِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَاَعِنِّي قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: ابووائل بیان کرتے ہیں ایک مکاتب غلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میں اپنی کتابت کا معاوضہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہوں آپ میری مدد کیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں جو آپ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے اگر تم پر ثبیر پہاڑ جتنا قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہ بھی ادا کروا دے گا پھر انہوں نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ مجھے حلال رزق عطا کر دے میری ضروریات پوری کر دے اور مجھے حرام سے بچا اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے علاوہ ہر ایک شے سے بے نیاز کر دے۔"

تشرِیح: "مکاتب" اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے آقا نے اس کے بارے میں طے کر دیا ہو کہ تم اتنی رقم ادا کرو تو آزاد ہو ایسا غلام جب وہ معینہ رقم ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اسی طرح کا کوئی بیچارہ مکاتب آیا تھا جو زر کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت رقم سے تو اس کی کوئی مدد نہیں کر سکے لیکن اسی مقصد کے لیے ایک خاص دعا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو تعلیم فرما دی جو رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی معلوم ہوا کہ ضرورت مند سائل کی اگر روپیہ پیسہ سے کسی وقت مدد نہ کی جاسکے تو اس کو اس طرح کی دعا ہی کی طرف رہنمائی کر دی جائے یہ بھی اعانت اور خدمت کی ایک صورت ہے۔

فِي دُعَاءِ الْمَرِيضِ

باب ۶۶: (۷) بیمار کے لیے دعا

(۳۴۸۷) كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ وَاَنَا اَقُولُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِي وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِي وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي فقال رسول الله ﷺ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَاقَالَ قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ

فَقَالَ اللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِاشْفِہٖ شُعْبَۃُ الشَّاكُّ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجَعِیْ بَعْدُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بیمار ہوگیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اس وقت یہ کہہ رہا تھا۔

"اے اللہ! اگر میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے تو مجھے راحت دیدے (یعنی موت دیدے) اور اگر ابھی آخری وقت میں دیر ہے تو پھر مجھے ٹھیک کردے اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر نصیب کر۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تم نے کیا کہا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کلمات دوبارہ دہرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاؤں کے ذریعے مارا اور پھر فرمایا: اے اللہ! اسے عافیت نصیب کر (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اسے شفا نصیب کر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

(۳۴۸۸) کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا عَادَ مَرِیضًا قَالَ اللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ فَاَنْتَ الشَّافِیُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیماری کی عیادت کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"اے تمام لوگوں کے پروردگار اس سے تکلیف کو دور کردے تو شفا عطا کردے تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے شفا صرف وہی ہے جو تو عطا کرے ایسی شفا عطا کردے جو بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔"

فِیْ دُعَاءِ الْوِتْرِ

باب ۶۷: (۸) وتر کی نماز کی دعا

(۳۴۸۹) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ وِتْرِہٖ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری ثناء نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے۔"

فائدہ: ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا وتر کے آخر میں کرتے تھے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں سے فارغ ہوجاتے تھے اور بستر پر لیٹتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے اور مسلم شریف (حدیث ۴۸۶ کتاب الصلاۃ ۴۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کرتے تھے بہرحال یہ قیمتی دعا ہے۔

بَابُ فِیْ دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ وَتَعَوُّذِہٖ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ

باب ۶۸:

(۳۴۹۰) كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكَتِّبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو یہ کلمات پڑھنے کے لیے سکھایا کرتے تھے اسی طرح جیسے استاد بچوں کو سبق سکھاتا ہے وہ یہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگتے تھے۔

"اے اللہ میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں سٹھیا جانے والی عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اس دعا کی جامعیت ظاہر ہے مندرجہ بالا سب ہی دعاؤں کا خاص قابل غور پہلو یہ ہے۔ کہ ہر دعا میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پیش کیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں تیرا محتاج ہوں خود عاجز اور بے بس ہوں یہاں تک کہ اپنے ظاہر وباطن اور زبان وقلب پر بھی میرا اختیار اور قابو نہیں اپنے اخلاق وجذبات اور اعمال احوال کی اصلاح میں بھی تیری نظر کرم کا محتاج ہوں میری صحت اور بیماری بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے دشمنوں اور بدخواہوں کے شر سے تو ہی میری حفاظت فرما سکتا ہے میں اس معاملہ میں بھی عاجز وبے بس ہوں تو کریم رب اور داتا ہے اور سائل ومنگتا ہوں۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا کمال عبدیت ہے اور بلاشبہ یہ کمال آپ ﷺ پر ختم ہے اور یہ دوسرے تمام کمالات سے بالاتر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

(۹) نمازوں کے بعد نبی ﷺ کے اذکار اور پناہ طلبی

(۳۴۹۱) أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ قَالَ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک خاتون کے ہاں گئے اس خاتون کے سامنے گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کنکریاں رکھی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان بھی ہو اور زیادہ فضیلت والی بھی ہو

(تم یہ پڑھو) میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اس نے آسمانوں میں پیدا کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی آسمان اور زمین کے درمیان موجود (چیزوں کی) تعداد ہے میں اللہ تعالیٰ کی اتنی پاکی بیان کرتی ہوں جتنی اس کی مخلوق کی تعداد ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا میں اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتی ہوں اور اتنی ہی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے لیے حمد بیان کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور میں یہ کلمہ بھی اتنی ہی مرتبہ پڑھتی ہوں۔

(۳۴۹۲) مَامِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ فِيْهِ اِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِيْ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا روزانہ جب صبح ہوتی ہے تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے۔

"پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے ہر عیب سے پاک ہے۔"

نماز کے بعد استعاذہ اور نماز کے بعد اذکار۔

فائدہ: اس حدیث سے تقریر نبوی کی وجہ سے مروجہ تسبیح کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ مسئلہ پہلے عقد التسبیح بالید میں آچکا ہے۔

فِيْ دُعَاءِ الْحِفْظِ

باب ۶۹: (۱۰) حفظ قرآن کی دعا

(۳۴۹۳) اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْجَاءَهٗ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ مِنْ صَدْرِيْ فَمَا اَجِدُنِيْ اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا الْحَسَنِ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهٗ وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِيْ صَدْرِكَ قَالَ اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلِّمْنِيْ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَقُوْمَ فِيْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُوْدَةٌ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا مُسْتَجَابٌ وَقَدْ قَالَ اَخِيْ يَعْقُوْبُ لِبَنِيْهِ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ يَقُوْلُ حَتّٰى تَاْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ وَسْطِهَا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ اَوَّلِهَا فَصَلِّ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةِ يٰسٓ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانَ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلَ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَاَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَاَحْسِنْ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِاِخْوَانِكَ الَّذِيْنَ سَبَقُوْكَ بِالْاِيْمَانِ ثُمَّ قُلْ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا اَبَا الْحَسَنِ تَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا تُجَبْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاَ مُؤْمِنًا قَطُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ اِلَّا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ كُنْتُ فِيْمَا خَلَا لَا اٰخُذُ اِلَّا اَرْبَعَ اٰيَاتٍ اَوْ نَحْوَهُنَّ فَاِذَا قَرَاْتُهُنَّ عَلٰى نَفْسِيْ تَفَلَّتْنَ وَاَنَا اَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً وَنَحْوَهَا فَاِذَا قَرَاْتُهَا عَلٰى نَفْسِيْ فَكَاَنَّمَا كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَلَقَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ الْحَدِيْثَ فَاِذَا رَدَّدْتُهٗ تَفَلَّتَ وَاَنَا الْيَوْمَ اَسْمَعُ الْاَحَادِيْثَ فَاِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ اَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اَبَا الْحَسَنِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب آپ ﷺ کے پاس آئے اور بولے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے مجھ سے یہ یادنہیں رکھا جاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوالحسن میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو نفع دے گا جس کو تم یہ کلمات سکھاؤ گے اور تم جو کچھ سیکھو گے اللہ تعالیٰ اسے تمہارے سینے میں محفوظ رکھے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ آپ ﷺ مجھے اس کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہوسکے تو رات کے آخری حصے میں نوافل ادا کرو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور جس میں کی گئی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

"میرے بھائی (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں سے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے) میں عنقریب تمہارے لیے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کروں گا۔"

ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب جمعے کی رات آئے گی تو (تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تم یہ نہ کرسکتے :وتو پھر رات کے درمیانی حصہ میں نفل ادا کرو اگر یہ بھی نہ کرسکتے ہو تو رات کے ابتدائی حصہ میں ادا کرو تم چار رکعات ادا کرو ان میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ یٰسین پڑھو دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ حم دخان پڑھو تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ الم تنزیل پڑھو چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملک پڑھو جب تم تشہد پڑھ کے فارغ ہوجاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے حمد بیان کرو مجھ پر درود بھیجو اور اچھے طریقے سے درود بھیجو تمام انبیاء علیہم السلام پر بھی درود بھیجو تمام مومن مردوں اور خواتین کے لیے مغفرت طلب کرو تمہارے وہ بھائی جو تم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں ان کے لیے دعا کرو پھر آخر میں یہ دعا مانگو۔

"اے اللہ! جب تک تو مجھے زندہ رکھے گا اس وقت تک مجھ پر یہ رحم کر کہ میں گناہوں کو چھوڑ دوں اور مجھ پر یہ رحم کر کہ میں ہر وہ چیز ترک کردوں جو میرے لیے لایعنی ہو تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس چیز کے بارے میں غوروفکر کروں جو تجھے مجھ

سے راضی کردے اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے جلال واکرام کے مالک اے اس عزت کے مالک جو حاصل نہیں کی جاسکتی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کے قابل کردے بالکل اسی طرح جیسے تو نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے اور تو مجھے یہ نعمت عطا کر کہ میں اس کتاب کو اسی طرح تلاوت کروں جس طریقے سے تلاوت تجھے مجھ سے راضی کردے اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے جلال واکرام والے اے اس عزت والے جسے حاصل نہیں کیا جاسکتا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے رحمٰن تیرے جلال کے وسیلے سے تیری ذات کے نور کے وسیلے سے کہ تو اپنی کتاب کے ذریعے میری بصارت کو منور کردے تو اپنی کتاب میری زبان پر جاری کردے اس کے ذریعے میرے دل کو کشادہ کردے میرے سینے کو کھلا کردے میرے بدن کو اس پر عمل کی توفیق دے کیونکہ حق کے بارے میں تیرے علاوہ اور کوئی میری مدد نہیں کرسکتا اور یہ سب کچھ صرف تو ہی دے سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا وہ اللہ تعالیٰ جو عظیم اور بزرگ و برتر ہے۔"

پھر (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا)

"اے ابوالحسن تم یہ عمل تین ہفتے پانچ ہفتے یا سات ہفتے کرو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہاری دعا قبول ہوگی جس ذات نے مجھے حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اس کی قسم اسے کرنے والا کوئی بھی مومن شخص محروم نہیں رہے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم پانچ یا شاید سات ہفتے گزرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح ایک محفل میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ پہلے یہ حالت ہوتی تھی کہ مجھے صرف چار آیات ہی یاد ہوتی تھیں اور انہیں بھی جب پڑھنے لگتا تھا تو بھول جاتا تھا اب میں چالیس آیات یاد کرلیتا ہوں اور جب انہیں زبانی دہراتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے پہلے میں کوئی بات سنتا تھا اور جب اسے دہراتا تھا تو وہ بات بھول جاتی تھی اور اب میری حالت یہ ہے کہ میں کئی باتیں سنتا ہوں اور جب انہیں بیان کرتا ہوں تو اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا (راوی بیان کرتے ہیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوالحسن رب کعبہ کی قسم (تم) مومن ہو۔"

حدیث کا حال: ولید بن مسلم قرشی دمشقی سے آخر تک حدیث کی یہی سند ہے اس لیے حدیث غریب بمعنی تفرد اسناد ہے اور سند فی نفسہ حسن ہے مگر یہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا حسن ہے جو فن کے حسن سے فروتر ہوتا ہے کیونکہ ولید تدلیس التسویہ کیا کرتے تھے اور یہ حدیث مستدرک حاکم (۳۱۶/۱) میں بھی ہے اور حاکم نے اس کو علی شرط الشیخین قرار دیا ہے مگر ذہبی نے اس پر سخت اعتراض کیا ہے اور حدیث کو منکر و شاذ قرار دیا ہے بلکہ فرمایا ہے مجھے ڈر ہے کہ حدیث موضوع ہو۔

فِىْ اِنْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

باب ۷۰: (۱۱) دعا کے بعد کشادگی کا انتظار کرنا

(۳۴۹۴) سَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ اَنْ يُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے کچھ مانگا جائے اور سب سے بہترین عبادت فراخی کا انتظار کرنا ہے۔

غرض: مایوسی قبولیت دعا کا استحقاق کھو دیتی ہے پس بندے کو چاہیے کہ مسلسل مانگتا رہے اور یقین رکھے کہ رحمت حق دیر سویر ضرور متوجہ ہوگی کیونکہ برانگیختہ کرنے والی کامل توجہ نزول رحمت میں عبادت سے زیادہ کارگر ہے یعنی بندگی بھی باعث رحمت ہے اللہ کی بارگاہ میں عاجزی ولاچاری اور محتاجی و مسکینی کا پورا پورا اظہار دریائے رحمت کو موجزن کر دیتا ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے حماد بن واقد عیشی ابوعمار صفار بصری ضعیف راوی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے ترمذی میں اس کی یہی ایک روایت ہے۔

(۱۲) کاہلی بے بسی بخیلی سٹھیا جانے اور عذاب قبر سے پناہ طلب کرنا

(۳۴۹۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْعَجْزِ وَالْبُخْلِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: "اے اللہ! میں کاہلی عاجز ہونے اور کنجوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳۴۹۶) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: آپ ﷺ بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے بھی پناہ مانگا کرتے تھے۔

(۱۳) گناہ کی دعا کے علاوہ ہر دعا قبول ہوتی ہے

(۳۴۹۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَّدْعُو اللّٰهَ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا اَوْصَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے روئے زمین پر موجود جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کر دیتا ہے یا پھر اس شخص سے (اس سوال) کی مانند کسی برائی کو دور کر دیتا ہے جب تک بندہ کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی پھر تو ہمیں زیادہ دعا مانگنی چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

(۱۴) سونے کے وقت کی دعا

(۳۴۹۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُّتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَرَدَدْتُهُنَّ لِاَسْتَذْكِرَهٗ فَقُلْتُ اٰمَنْتُ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَقَالَ قُلْ

اٰمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو پہلے نماز کے وضو کا سا وضو کرلو اور پھر دائیں پہلو کی طرف لیٹو اور یہ پڑھو:

"اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری بارگاہ میں جھکا دیا میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا میں نے تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے اپنی پشت تیری طرف پناہ کے لیے لگا دی تیرے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور کوئی جائے نجات نہیں ہے صرف تیری ہی ذات ایسی ہے جس سے پناہ مانگی حاصل کی جاسکتی ہے میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا ہے اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے اگر تو مجھے اسی رات میں موت دے دے تو مجھے دین اسلام پر موت دینا حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ان کلمات کو دہرایا تاکہ انہیں اچھی طرح یاد کرلوں تو میں نے یہ پڑھ دیا۔ میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہو میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث کیا ہے۔"

تشریح: اس دعا میں اللہ پر اعتماد اور تسلیم وتفویض کی روح بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی ایمان کی تجدید بھی ہے اس مضمون کے لیے دنیا کا بڑے سے بڑا ادیب بھی اس سے بہتر الفاظ تلاش نہیں کرسکتا بلاشبہ یہ دعا بھی رسول اللہ کی معجزانہ دعاؤں میں سے ہے۔ نیند ایک طرح کی موت ہے سونے والا مردے کی طرح ہر چیز سے بے خبر ہوجاتا ہے اور کبھی آدمی سوتے ہوئے مر بھی جاتا ہے اس لیے یہ دعا تلقین فرمائی پھر اگر سوتے ہوئے موت آگئی تو وہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا۔

(۱۵) صبح وشام سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھنا ہر چیز کے لیے کافی ہے

(۳۴۹۹) خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَنَا قَالَ فَاَدْرَكْتُهٗ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.

ترجمہ: معاذ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ رات کے وقت جب بارش ہورہی تھی اور تاریکی بہت زیادہ تھی ہم نبی اکرم ﷺ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھادیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو تو میں نے کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے پھر کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے پھر کچھ نہیں پڑھا آپ ﷺ نے پھر فرمایا تم یہ پڑھو میں نے عرض کی کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھو (یعنی سورۂ اخلاص سورۂ فلق سورۂ ناس پڑھا کرو)۔

اس وقت جب شام ہو اور اس وقت جب صبح ہو یہ تین مرتبہ پڑھو یہ تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہوں گی۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابوداؤد کی روایت میں آئی ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر کہتے ہیں میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جحفۃ اور ابواء کے درمیان سخت آندھی آئی اور سخت اندھیری چھا گئی رسول اللہ ﷺ معوذتین پڑھ کر پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ تم بھی یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ طلب کرو کسی بھی پناہ طلب کرنے والے نے ان کے مثل پناہ طلب

نہیں کی یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لیے کوئی دعا ایسی نہیں جو ان دونوں سورتوں کے مثل ہو یہ دونوں سورتیں پناہ طلبی کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔ لہٰذا جب بھی کسی مصیبت اور خطرے کا سامنا ہو تو سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، ان سے بہتر بلکہ ان جیسا بھی کوئی دوسرا تعوذ نہیں۔

باب ۱۷: (۱۶) میزبان کے لئے کیا دعا کرے؟

(۳۵۰۰) نَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْهِ طَعَامًا فَاَکَلَ مِنْهُ ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَکَانَ یَاْکُلُ وَیُلْقِی النَّوٰی بِاِصْبَعَیْهِ جَمَعَ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی قَالَ شُعْبَةُ وَهُوَ ظَنِّیْ فِیْهِ اِنْ شَاءَ اللهُ وَاَلْقَی النَّوٰی بَیْنَ اُصْبُعَیْنِ ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ قَالَ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهٖ اُدْعُ لَنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے والد کے ہاں پڑاؤ کیا ہم نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا آپ ﷺ نے اسے کھالیا پھر کھجوریں لائی گئیں آپ ﷺ انہیں کھانے لگے اور گٹھلیاں اپنی ان دو انگلیوں میں رکھنے لگے (یہاں راوی نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کا ذکر کیا ہے)۔

شعبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اپنی انہی دو انگلیوں میں آپ ﷺ نے انہیں رکھا تھا اور مجھے امید ہے کہ یہ خیال ٹھیک ہوگا (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر مشروب لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے پی لیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب لیا اور پھر آپ ﷺ نے وہ مشروب اس شخص کی طرف بڑھایا جو آپ ﷺ کے دائیں طرف موجود تھا راوی بیان کرتے ہیں (جب آپ روانہ ہونے لگے) تو میرے والد نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھام کر عرض کی آپ ﷺ ہمارے لیے دعا کیجئے۔

(تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی) "اے اللہ! تو انہیں رزق عطاء کرتا ہے اس میں انہیں برکت نصیب فرما ان کی مغفرت کر دے اور ان پر رحم کر۔"

تشریح: اور ابوداؤد میں روایت ہے۔

(۱۷) ایک خاص استغفار کا عظیم ثواب

(۳۵۰۱) مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ کَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص یہ پڑھے:

"میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی معبود ہے وہ زندہ ہے اور قیوم ہے میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اس کی بخشش ہو جائے گی اگرچہ اس نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کی ہو۔

تشریح: میدان جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے مگر استغفار کے یہ کلمات ایسے سنگین گناہ کو بھی دھوڈالتے ہیں۔

(۱۸) دعا میں توسل کا ذکر

(۳۵۰۲) اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْئَهُ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

ترجمہ: ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت نصیب کرے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تم چاہو تم اس پر صبر کرو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا انہوں نے عرض کی آپ ﷺ میرے لیے دعا کریں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگیں۔

"اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر لے۔"

توسل کی صورتیں ہیں: پہلی صورت: اپنے کسی نیک عمل کو دعا میں پیش کر کے اس کی برکت سے کشادگی کا خواہاں ہونا یہ بالاجماع جائز ہے اور دلیل ان تین شخصوں کی روایت ہے جو کسی غار میں پھنس گئے تھے پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے نیک عمل کے ذریعہ دعا کی تھی اور اللہ نے ان کی دعائیں قبول فرمائی تھیں۔ (بخاری حدیث ۵۹۷۴ کتاب الادب، ۵)

دوسری صورت: کسی زندہ نیک آدمی کے ساتھ تعلق کو پیش کر کے دعا کرنا اور قبولیت کی امید رکھنا یہ بھی بالاتفاق جائز ہے اور دلیل کی حدیث ہے ایک نابینا شخص نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ ﷺ کے توسل سے دعا کی ہے، اور وہ قبول ہوئی ہے اور لوگ اس صورت کے جواز کے لیے بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللّٰهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا ﷺ فاستسقينا. (بخاری حدیث ۱۰۱۰ کتاب الاستسقاء)

"اے اللہ ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے۔"

عام الرمادہ: قحط کا سال ۱۸ھ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیا تھا اور جس میں بڑی ہلاکت ہوئی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل کیا تھا نبی ﷺ کا توسل نہیں کیا تھا فرمایا:

اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا ﷺ فاستسقينا: وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاستسقينا فيسقون.

اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے اور (اب) ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کا توسل کرتے تھے پس آپ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔ چنانچہ وہ بارش دیئے گئے اگر وفات کے بعد بھی نبی ﷺ کا توسل جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا

توسل کیوں کرتے؟

(۱۹) قبولیت دعا کا ایک خاص وقت

(۳۵۰۳) اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَکُنْ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اگر تم اس وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہو تو ایسا کرو۔

تشریح: قبولیت دعا کے کچھ خاص اوقات واحوال ہیں ان میں سے ایک وقت وہ ہے جو مذکورہ حدیث میں آیا ہے۔

(۲۰) قبولیت دعا کا دوسرا خاص وقت

(۳۵۰۴) اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اِنَّ عَبْدِیْ کُلَّ عَبْدِیَ الَّذِیْ یَذْکُرُنِیْ وَھُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ یَعْنِیْ عِنْدَ الْقِتَالِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں میرا بندہ وہ ہے جو مجھے اس وقت یاد کرے جب وہ جنگ کرنے لگے (راوی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد قتال ہے۔

فائدہ: مختلف روایتوں میں دعا کی قبولیت کے جو خاص اوقات واحوال آئے ہیں وہ یہ ہیں: ① فرض نمازوں کے بعد ② ختم قرآن کے بعد ③ اذان واقامت کے درمیانی وقفہ میں ④ میدان جہاد میں بوقت جنگ ⑤ بارانِ رحمت کے نزول کے وقت ⑥ جس وقت کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑے ⑦ بیابان میں نماز پڑھ کر جہاں اللہ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو ⑧ میدان کارزار میں جب کمزور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو ⑨ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جائے ⑩ شب قدر میں ⑪ عرفہ کے دن میدان عرفات میں ⑫ جمعہ کی ساعت مرجوہ میں ⑬ بوقت افطار ⑭ سفر حج میں ⑮ سفر جہاد میں ⑯ بیماری کی حالت میں ⑰ مسافری کی حالت میں۔

فِیْ فَضْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

باب ۷۲: (۲۱) حوقلہ جنت کا ایک دروازہ ہے

(۳۵۰۵) اَنَّ اَبَاهُ دَفَعَهُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَخْدُمُهُ قَالَ فَمَرَّ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّیْتُ فَضَرَبَنِیْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ترجمہ: قیس بن سعد بیان کرتے ہیں ان کے والد نے انہیں نبی اکرم ﷺ کے سپرد کیا تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کریں وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کے ذریعے مجھے مارا اور فرمایا کیا میں تمہاری رہنمائی جنت کے ایک دروازے کی طرف نہ کروں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے

فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ پڑھنا۔

(۳۵۰۶) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَا نَهَضَ مَلَكٌ مِّنَ الْاَرْضِ حَتّٰى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ.

ترجمہ: صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں زمین سے جو بھی فرشتہ اوپر جاتا ہے وہ پڑھتا ہے:

لا حول ولا قوۃ الا باللہ. (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا)۔

اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی کام کے لیے سعی وحرکت اور اس کو کرنے کی قوت وطاقت اور کسی بھی گناہ سے باز آنا بس اللہ ہی کی مدد وتوفیق سے ہوسکتا ہے کوئی بندہ خود کچھ بھی نہیں کرسکتا اور نماز کے بعد اس تعلیم میں اشارہ ہے کہ طاعات کے بعد خاص طور پر اپنی بے بسی کا اعتراف کیا جائے اور اللہ کی توفیق کا شکر بجالایا جائے۔

باب ۷۳: (۲۲) تسبیحات گننا ذکر میں معاون ہوتا ہے

(۳۵۰۷) قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطَقَاتٌ وَّلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ.

ترجمہ: حضرت میسرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجر خواتین میں سے ہیں وہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم خواتین تسبیح تہلیل اور تقدیس پڑھا کرو تم اپنی انگلیوں کے پوروں پر انہیں گنا کرو کیونکہ (قیامت کے دن ان تسبیحات سے) سوال کیا جائے گا) کہ تمہیں کس نے پڑھا تھا؟) اور یہ جواب دیں گی (اے خواتین) تم غافل نہ ہونا کیونکہ (اس صورت میں) تم رحمت کو بھول جاؤ گی۔

تجربہ شاہد ہے کہ اگر اذکار گنے نہ جائیں تو تھوڑی دیر میں زبان رک جاتی ہے اور عقد انامل یا تسبیح وغیرہ کسی بھی چیز سے گنے جائیں تو ذکر کا سلسلہ دیر تک چلتا رہتا ہے بلکہ تسبیح تو مذکر (یاد دلانے والی) ہے جب تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے تو زبان خود بخود ذکر کرنے لگتی ہے حدیث میں اذکار کو گننے کا حکم دیا ہے۔

باب ۷۴: (۲۳) جہاد کے موقعہ پر دعا

(۳۵۰۸) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا غَزَا قَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَاَنْتَ نَصِيْرِيْ وَبِكَ اُقَاتِلُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے۔

”اے اللہ! تو ہی میرا سہارا ہے تو ہی میرا مددگار ہے میں تیری مدد سے ہی جنگ میں حصہ لے رہا ہوں۔“

یہاں امت سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص صفت اور کیفیت ہے جو اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے مختصر لفظوں میں اس کو بندگی کی ذمہ داریوں کے احساس سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مومن کی خاص پونجی اس کی یہ صفت امانت اور اس کا دین اور دینی اعمال ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت کرتے وقت مجاہدین کی ان چیزوں کو خاص طور سے اللہ کی سپردگی میں دیتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ وہ ان کی حفاظت فرمائے اسی طرح کسی شخص کو رخصت کرتے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیتے اور فرماتے:

استودع الله دينك وامانتك واخر عملك.

"تمہارے دین تمہارے امانت اور خاتمہ والے اعمال کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ ان کی حفاظت فرمائے۔"

باب ۷۵: (۲۴) دعا کلمہ توحید سے شروع کی جائے

(۳۵۰۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن مانگی جانے والی دعا ہے اور سب سے بہترین جملہ وہ ہے جو میں نے بھی پڑھا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے بھی پڑھا۔

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لیے اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی کثرت کا حکم دیا ہے۔

(۲۵) باطن کی اصلاح اور مال واہل واولاد کے لیے دعا

(۳۵۱۰) عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ پڑھا کرو:

"اے اللہ تو میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کردے اور میرے ظاہر کو نیک کردے اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو نے لوگوں کو جو مال اہل اور اولاد عطاء کی ہے ان میں سے صالح مجھے بھی عطاء کر ایسے جو نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کریں۔"

تشریح: اس دعا کا پہلا جزیہ ہے کہ اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ میرا ظاہر بھی صالح ہو اور میرا باطن بھی صالح ہو اور باطن کی حالت ظاہر سے بھی بہتر ہو اور دوسرا جزیہ ہے کہ میرے اہل خانہ اور میری اولاد اور میرا مال ومنال یہ سب بھی صالح ہوں نہ خود ان میں ضلال وفساد ہو نہ دوسروں یہ باعث ضلال وفساد بنیں۔

سورۃ الفرقان (آیت ۷۴) میں رحمٰن کے خاص بندوں کی یہ دعا آئی ہے اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارا پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یعنی جیسے خود دین کے سچے عاشق ہیں چاہتے ہیں کہ اہل وعیال بھی ایسے ہی دیندار ہوں تاکہ ان کو دیکھ کر راحت وسرور حاصل ہو۔

(۲۶) دل کو دین پر مضبوط رکھنے کی دعا

(۳۵۱۱) دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ.

ترجمہ: عاصم بن کلیب جرمی اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں زانو پر رکھا ہوا تھا اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں زانو پر رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو بند کیا ہوا تھا اور شہادت کی انگلی کو کھولا ہوا تھا اور یہ پڑھ رہے تھے۔ اے دلوں کے پھیرنے والی ذات تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

باب ۷۶: (۲۷) ہر قسم کے درد کی دعا

(۳۵۱۲) قَالَ لِيْ يَامُحَمَّدُ اِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِيْ ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِيْ هٰذَا ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ اَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا فَاِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهٗ بِذٰلِكَ.

ترجمہ: محمد بن سالم بیان کرتے ہیں ثابت بنانی نے مجھ سے کہا اے محمد جب تم بیمار ہو جاؤ تو اپنا ہاتھ اس جگہ پر رکھو جہاں تکلیف ہو اور پھر یہ پڑھو۔

"اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو مجھے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔"

پھر انہوں نے فرمایا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ اور دوبارہ یہی عمل کرو ایسا طاق تعداد میں کرو کیونکہ حضرت انس بن مالک نے مجھے یہ بات بتائی ہے آپ ﷺ نے انہیں یہ (عمل کرنے کے لیے) فرمایا تھا۔

باب ۷۷: (۲۸) غروب کے وقت کی دعا

(۳۵۱۳) عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُوْلِي اللّٰهُمَّ هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ وَحُضُوْرُ صَلَوَاتِكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِيْ.

ترجمہ: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ دعا تعلیم کی تھی آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا تم یہ پڑھا کرو۔

"اے اللہ یہ تیری رات آ گئی ہے اور تیرا دن رخصت ہو گیا یہ تجھے پکارنے والوں کی آواز (سننے کا وقت) ہے اور تیری نماز میں حاضر ہونے کا وقت ہے میں تجھ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے۔"

---*---

۲۹۔اخلاص سے کلمہ طیبہ کہنے کی فضیلت

(۳۵۱۴) مَاقَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَطُّ مُخْلِصًا اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص پورے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ۔ پڑھتا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے (یہ اس وقت ہوتا ہے) جب وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: لا الہ الا اللہ لیس لھا حجاب من دون اللہ حتی تخلص الیہ۔کلمہ لا الہ الا اللہ۔ اللہ کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں یہ کلمہ سیدھا اللہ کے پاس پہنچتا ہے۔معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے دوسرے کلموں کے مقابلے میں اس کلمہ کی یہ ایک مخصوص فضیلت اور خصوصیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں بہت سے خواص ہیں پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کردیتا ہے دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی کو بھی ختم کرتا ہے اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفت الٰہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصول معرفت اور قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے

۳۰۔برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے پناہ چاہنا

(۳۵۱۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ پڑھا کرتے تھے۔"اے اللہ میں ناپسندیدہ اخلاق اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۳۱) ایک ذکر جس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

(۳۵۱۶) بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے اسی دوران حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ پڑھا:

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو بہت زیادہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ کے لیے صبح وشام پاکی بیان کرتا ہوں۔"

تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کس شخص نے یہ کلمات پڑھے ہیں؟ اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ (دعا) پسند آئی اس (دعا) کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں

نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جب سے یہ کلمات سنے ہیں انہیں پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا۔

اَیُّ الْکَلَامِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟

باب ۷۸: (۳۲) اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا کلام پسند ہے؟

(۳۵۱۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَادَہٗ اَوْ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ عَادَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْکَلَامِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ مَا اصْطَفَاہُ اللّٰہُ لِمَلَائِکَتِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لیے آئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا کلام سب سے زیادہ) پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب کیا ہے وہ یہ کلمات ہیں۔ میرا پروردگار پاک ہے حمد اسی کے لیے مخصوص ہے میرا پروردگار پاک ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے میرے پروردگار پاک ہے حمد اس کے لیے مخصوص ہے۔

تشریح: یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ثبوتی معرفت پر مشتمل ہے۔ کما مر مرارًا

باب ۷۹: (۳۳) اذان و اقامت کے درمیان عافیت طلب کرنا

(۳۵۱۸) اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ قَالُوْا فَمَاذَا نَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اس وقت کیا دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔

(۳۵۱۹) اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

سفیان کے شاگرد یحییٰ بن الیمان یہ اضافہ کرتے ہیں لوگوں نے پوچھا پس ہم یارسول اللہ ﷺ کیا دعا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے (اس وقت میں) دنیا و آخرت کی عافیت طلب کرو پھر سفیان کے دیگر تلامذہ کی روایت لکھی ہے اس میں یہ اضافہ نہیں ہے اور یہی روایت اصح ہے کیونکہ یحیی حدیث میں بہت غلطیاں کرتے تھے اور آخر حیات میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب د) اور یہ اصح حدیث پہلے (حدیث ۲۰۸ کتاب الصلوٰۃ)

---✻---

(۳۴) ذکر سے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے

(۳۵۲۰) سَبَقَ الْمُفْرِدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفْرِدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفرد لوگ سبقت لے گئے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفرد لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں یہ ذکر ان کے بوجھ کو ختم کر دے گا اور جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ہلکے پھلکے ہوں گے۔

تشریح: مسلم شریف میں یہ حدیث مفصل ہے ایک غزوہ سے لشکر مدینہ کی طرف لوٹ رہا تھا جب مدینہ قریب آیا تو کچھ لوگ لشکر سے جدا ہو کر آگے چل دیئے تا کہ رات سے پہلے گھر پہنچ جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مدینہ کے قریب معرس نامی مقام میں قیام کر کے صبح مدینہ میں داخل ہونے کا تھا اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلتے رہو یہ جمدان پہاڑی ہے یعنی اب مدینہ قریب ہے اور تنہا ہونے والے آگے نکل گئے سبق المفردون صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا تنہا ہونے والے کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ﴾ اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد وزن۔ (مشکوۃ حدیث ۲۲۶۲)

(۳۵) ایک چار کلماتی ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا وقدم تفصیلہ

(۳۵۲۱) لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ پڑھنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے) اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

(۳۶) تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی

۳۵۲۲۔ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین طرح کے لوگوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی روزہ دار شخص کی جب تک وہ افطاری نہیں کرتا عادل حکمران کی اور مظلوم شخص کی دعا اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے بھی اوپر لے جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد کروں۔

(۳۷) علم نافع اور علم میں زیادتی کی دعا

(۳۵۲۳) اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

حَالِ اَهْلِ النَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی۔اے اللہ تو نے مجھے جو تعلیم دی ہے اس کے ذریعہ مجھے نفع عطاء کر اور مجھے اس چیز کا علم عطاء کر جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ کر ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور میں اہل جہنم کی حالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

باب ۸۰: (۳۸) ذکر اللہ کی فضیلت

(۳۵۲۴) اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ فَاِذَا وَجَدُوْا اَقْوَامًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى بُغْيَتِكُمْ فَيَجِيْئُوْنَ فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَيَذْكُرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ لَكَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَاَشَدَّ تَمْجِيْدًا وَاَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا قَالَ فَيَقُوْلُ وَاَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالُوْا يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَاَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا قَالَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ اِنَّمَا جَاءَهُمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى لَهُمْ جَلِيْسٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گھومتے پھرتے ہیں یہ ان فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو لوگوں کے اعمال نوٹ کرتے ہیں یہ فرشتے جب کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہوئے کہتے ہیں اپنی منزل کی طرف آجاؤ پھر وہ لوگ آتے ہیں اور آسمان دنیا تک ان لوگوں کو اپنے پروں کے ذریعے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (پھر وہ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا وہ کیا کر رہے تھے؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ تیری حمد بیان کر رہے تھے تیری بزرگی کا تذکرہ کر رہے تھے تیرا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرماتے ہیں وہ فرشتے جواب دیتے ہیں جی نہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ حمد بیان کرتے زیادہ بہتر طور پر بزرگی بیا کرتے زیادہ شدت کے ساتھ تیرا ذکر کرتے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کیا مانگ رہے تھے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں وہ لوگ جنت مانگ رہے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو پھر کیا ہوتا؟ آپ ﷺ فرماتے

ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو وہ زیادہ شدت کے ساتھ اس کے طلب گار ہوتے اور اس کے حصول کے زیادہ خواہش مند ہوتے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں وہ لوگ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ دور بھاگتے اور اس سے زیادہ خوف زدہ ہوتے اور اس سے زیادہ پناہ مانگتے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں ان لوگوں کی مغفرت کردی تو فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں خطار شخص بھی ہے جو ان کے ساتھ (دعا) میں شامل ہونے نہیں آیا تھا بلکہ وہ ان کے پاس اپنے کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

اعتراض: (۱) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں کائنات کے ذرے ذرے سے واقف ہیں پھر وہ فرشتوں سے انسانوں کے احوال کیوں معلوم کرتے ہیں؟

جواب: بے شک وہ عالم الغیب ہیں مسلم کی روایت میں ہے: **فیسالھم اللہ عزوجل وھو اعلم بھم**: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں درانحالیکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں تاہم اس لیے پوچھتے ہیں کہ ان پر حجت تام کریں انہوں نے کہا تھا:

﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ﴾ (البقرۃ: ۳۰)

"کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو فساد کریں گے اور خون ریزیاں کریں گے؟ اور ہم برابر آپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں آپ کی تعریف کے ساتھ اور آپ کی تقدیس کرتے رہتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کر کے اعتراف کرایا کہ انسانوں میں فرشتہ صفت لوگ بھی ہیں سب ناہنجار نہیں ہیں۔ اور کھیت سے مقصود غلہ ہوتا ہے مگر وہ بھوس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔

سوال (۲): فرشتے ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک کیوں گھیر لیتے ہیں دائیں بائیں آگے پیچھے کیوں نہیں گھیرتے؟

جواب: ذاکرین پر برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے اس لیے فرشتے چاہتے ہیں کہ وہ بھی رحمت کا مورد بن جائیں اس سے باہر نہ رہ جائیں اس لیے اوپر کی جانب گھیرتے ہیں۔

باب ۸۱: (۳۹) حوقلہ جنت کا ایک خزانہ ہے

(۳۵۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ الضُّرِّ اَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کثرت کے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔

مکحول فرماتے ہیں جو شخص لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ پڑھتا ہے اس شخص سے پریشانی کے ستر دروازے (اللہ تعالیٰ) دُور کردیتا ہے جن میں سے سب سے کم ترغربت ہے۔

(۴۰) نبی ﷺ نے اپنی مقبول دعا امت کے لیے محفوظ رکھی ہے

(۳۵۲۶) لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَّاِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّاُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک مخصوص مستجاب دعا ہوتی ہے اور میں نے اپنی وہ دعا اپنی امت کی شفاعت کے لیے سنبھال کر رکھ لی ہے ان میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہوں تو ان شاء اللہ وہ دعا اسے نصیب ہوگی۔

تشریح: انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے مقبول دعا ایک نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی مقبول دعاؤں سے نوازا ہے۔ اس سے مراد وہ دعا ہے جو ہر نبی کو اس کی نبوت کے تعلق سے دی جاتی ہے یعنی اگر لوگ ایمان لائیں تو وہ دعا ان کے لیے رحمت بن جائے پیغمبران کے لیے برکتوں کی دعا کریں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ دعا ان کے لیے عذاب بن جائے پیغمبران کے لیے برکتوں کی دعا کریں اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ دعا ان کے لیے عذاب بن جائے پیغمبران کے لیے بددعا کریں۔ اور ہمارے نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کی بعثت کا عظیم مقصد لوگوں کے لیے سفارشی بننا ہے اور قیامت کے دن رحمت خاصہ کے نزول کا واسطہ بننا ہے چنانچہ آپ نے قوم کی ایذاء رسانی پر صبر کیا اور اپنی سب سے بڑی دعا کو جو نبوت کے تعلق سے آپ ﷺ کو دی گئی تھی قیامت کے دن گنہگار موحد امتیوں کی سفارش کے لیے ریزور کرلی۔ فجزاہ اللہ عن امتہ احسن الجزاء وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ برحمتك یاارحم الراحمین. آمین۔

باب ۸۲: (۴۱) اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرمائیں گے؟

(۳۵۲۷) يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِي فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَاِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا اِلَيَّ اقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّاِنْ اَتَانِي يَمْشِي اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں محفل کے بغیر اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ دوسروں کی موجودگی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ذراع (یعنی جو کہنی تک کا فاصلہ ہوتا ہے) اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ ذراع مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک باع اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

فائدہ: یہ صفات متشابہات کی حدیث ہے اللہ کے قرب کی حقیقت ہم نہیں سمجھ سکتے پس بہتر تنزیہ مع التفویض ہے یعنی کہا جائے کہ ہماری ایک دوسرے سے نزدیکی جیسی مراد نہیں پھر کیا مراد ہے؟ اس کو اللہ کے حوالے کردیا جائے وہی اپنی نزدیکی کی حقیقت بہتر جانتے ہیں اور اگر کوئی مناسب تاویل کرنی ہے تو تنزیہ مع التاویل بھی جائز ہے یعنی کہا جائے کہ ہماری نزدیکی جیسی نزدیکی مراد نہیں پھر کیا مراد ہے؟ پس اللہ کی نزدیکی کا اللہ کے شایان شان مطلب بیان کیا جائے مثلاً حضرت سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت ورحمت کے نزدیک ہوتے ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ طاعات کے ذریعہ اور مامورات بجالا کر اللہ سے نزدیک ہوتا ہے تو اللہ کی مغفرت ورحمت اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے (تاویل کتاب میں ہے)۔

باب ۸۳: (۴۲) دو عذابوں اور دو فتنوں سے پناہ چاہنا

(۳۵۲۸) اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو دجال کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگو زندگی اور موت کی آزمائش سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

(۴۳) ڈنک مارنے والے جانور کے زہر سے حفاظت کی دعا

(۳۵۲۹) مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ سُهَيْلٌ فَكَانَ اَهْلُنَا تَعَلَّمُوْهَا فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِّنْهُمْ فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو اس رات میں اسے کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

سہیل نامی راوی بیان کرتے ہیں ہمارے گھر والوں نے یہ کلمات سیکھ کر انہیں ہر رات پڑھنا شروع کیا ایک مرتبہ ان میں سے ایک بچی کو کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا تھا لیکن اس سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی

باب ۸۴: (۴۴) ایک دعا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ مانگتے تھے

(۳۵۳۰) اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا اَدَعُهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا یاد کی ہے میں اسے پڑھنا نہیں چھوڑوں گا۔ اے اللہ مجھے ایسا کردے کہ میں تیرا زیادہ شکر کروں اور تیرا بکثرت ذکر کروں تیرے فرمان کی پیروی کروں اور تیرے حکم پر عمل درآمد کروں۔

باب ۸۵: (۴۵) دعا میں جلدی مچانے کی ممانعت

(۳۵۳۱) مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوا اللهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَ إِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْ يَسْتَعْجِلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَ كَيْفَ يَسْتَعْجِلُ قَالَ يَقُولُ دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اس کا صلہ یا تو انسان کو دنیا میں مل جاتا ہے یا پھر آدمی کے لیے آخرت کے لیے اسے سنبھال کر رکھ لیا جاتا ہے یا پھر اس کے بدلے میں آدمی کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اسی حساب کے ساتھ جو اس نے دعا کی ہو بشرطیکہ انسان نے کسی گناہ یا قطع رحمی کے بارے میں دعا نہ مانگی ہو یا (دعا کی قبولیت کا اثر ظاہر ہونے کے حوالے سے) وہ جلدی کا طلب گار نہ ہو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جلدی کا طلب گار ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہے میں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی لیکن اس نے میری دعا قبول ہی نہیں کی۔

(۳۵۳۲) مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ إِبْطُهُ يَسْأَلُ اللهَ مَسْأَلَةً إِلَّا آتَاهَا إِيَّاهُ مَا لَمْ يَعْجَلْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَ كَيْفَ عَجَلَتُهُ قَالَ يَقُولُ قَدْ سَأَلْتُ وَسَأَلْتُ وَلَمْ أُعْطَ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو بھی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے بلند کرے یہاں تک کہ اس کی بغلیں نظر آنے لگیں وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عطا کر دے گا بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ اس کا جلد بازی کرنا کیسے ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہے میں نے مانگا پھر مانگا لیکن مجھے تو کچھ نہیں ملا۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ سے اچھی امید باندھنا بھی عبادت کا ایک پہلو ہے

(۳۵۳۳) إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے عبادت کرنے کا حصہ ہے۔

(۴۷) لمبی چوڑی آرزوئیں باندھنے کی ممانعت

اور اس حدیث میں دنیا و آخرت کی لمبی چوڑی آرزوئیں کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ معلوم نہیں مقدر کیا ہے؟ پھر جب آرزو پوری نہیں ہوگی تو دھکا لگے گا لہٰذا پہلے ہی سوچ کر ایسی تمنا کرے جس کا امکان ہو۔

(۳۵۳۴) لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِي يَتَمَنَّى فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ کیا آرزو کر رہا ہے؟ کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ اس کی کون سی آرزو اس کے نصیب میں لکھ دی گئی ہے۔

(۴۸) بقائے حواس کی اور ظالم سے بدلہ لینے کی دعا

(۳۵۳۵) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ يَّظْلِمُنِيْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَارِيْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میری سماعت اور بصارت سلامت رکھ اور ان دونوں کو میرا وارث بنادے اور جو شخص میرے ساتھ زیادتی کرے اس کے مقابلے میں میری مدد کر اور اس سے میرا بدلہ لے۔

(جابر رضی اللہ عنہ بن نوح ضعیف راوی ہے اس لیے حدیث ضعیف ہے)

باب ۸۶: (۴۹) ہر حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو

(۳۵۳۶) لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر شخص کو اپنی حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے)۔

(۳۵۳۷) لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر شخص کو اپنی ہر حاجت اپنے پروردگار سے مانگنی چاہیے یہاں تک کہ اسی سے نمک مانگنا چاہیے اور اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے۔

تشریح: امور دو قسم کے ہیں عادی اور غیر عادی جیسے کسی سے پانی مانگنا اور اولاد مانگنا پہلی قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے حدیث میں ہے ان اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور دوسری قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز نہیں اللہ پاک کا ارشاد ہے

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔''

پھر جن امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں حقیقی استعانت اور مجازی استعانت۔ حقیقی استعانت کسی کو مختار سمجھ کر مدد مانگنا یہ قطعا جائز نہیں کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور مجازی استعانت کسی کو غیر مختار سمجھ کر مدد مانگنا یہ اُمور عادیہ میں جائز ہے۔

رہی یہ بات کہ جو استعانت جائز ہے وہ بھی کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس حدیث میں اسی کا بیان ہے کہ اپنی تمام حاجتیں اللہ ہی سے مانگو کسی سے حاجتیں مانگ کر اس کے ممنون احسان مت بنو نبی ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس شرط پر بیعت لی تھی کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے چنانچہ ان کا کوڑا گر جاتا تھا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتے تھے خود گھوڑے سے اتر کر لیتے تھے ان کا حال یہ تھا مجھے جینا ہی نہیں بندہ احسان ہو کر۔

فائدہ: یہ دعائیں رسول اللہ ﷺ کی نہایت جامع وبلیغ خاص معجزانہ دعاؤں میں سے ہے حق یہ ہے کہ اپنے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں

جن کے ذریعہ ان دعاؤں کی قدر و قیمت ظاہر کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زمانہ ء مابعد کے ان سب بزرگوں کی قبروں کو منور فرمائے جنہوں نے اہتمام سے ان دعاؤں کو محفوظ رکھا اور امت کو پہنچایا اور ہمیں قدر و استفادہ کی توفیق دے۔

یہ ذکر اللہ والوں کے قلوب کی غذا اور ذریعہ حیات ہے اگر وہ ان کو نہ ملے تو جسم ان قلوب کے لیے قبور بن جائیں۔

کیا خوب کہا گیا ہے ؎

اذا مرضنا تداوينا بذكركم فنترك الذكر احيانا فننتكس

ترجمہ: "جب ہم بیمار پڑ جاتے ہیں تو تمہاری یاد سے اپنا علاج کرتے ہیں جب کسی وقت یاد سے غافل ہو جائیں تو مرنے لگتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے جس طرح بینا آنکھوں کو روشنی دی اور بینائی سے منور کیا ہے۔ اسی طرح ذکر کرنے والوں کی زبانوں کو ذکر سے مزین فرمایا ہے اسی لیے اللہ کی یاد سے غافل زبان اس آنکھ کی طرح ہے جو بینائی سے محروم ہے اور اس کان کی طرح ہے جو شنوائی کی صلاحیت کھو چکا ہے اور اس ہاتھ کی طرح ہے جو مفلوج ہو کر بیکار ہو گیا ہے۔

ذکر اللہ ہی وہ راستہ اور دروازہ ہے جو حق جل جلالہ اور اس کے بندے کے درمیان کھلا ہوا ہے اور اس سے بندہ اس کی بارگاہِ عالی تک پہنچ سکتا ہے اور جب بندہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو وہ دروازہ بند ہو جاتا ہے کیا خوب کہا ہے کہ کہنے والے نے ؎

فنسيان ذكر الله موت قلوبهم واجسامهم قبل القبور قبور

واروا حهم فى وحشة من جسومهم وليس لهم حتى النشور نشور

ترجمہ: اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا اور فراموش کر دینا ان کے قلوب کی موت ہے اور ان کے جسم زمین والی قبروں سے پہلے ان کے مردہ دلوں کی قبریں ہیں۔

ترجمہ: اور ان کی روحیں سخت وحشت میں ہیں ان کے جسموں سے اور ان کے لیے قیامت اور حشر سے پہلے زندگی نہیں۔

(ملخصا من کلام الشیخ ابن القیمؒ فی مدارج السالکین)

قلوب کو (یعنی اللہ سے رابطہ رکھنے والوں کے دلوں اور ان کی روحوں کو) اللہ کے ذکر ہی سے چین و اطمینان حاصل ہوتا ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (الرعد: ۲۸) "جان لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین اور سکون ملتا ہے۔"

ذکر اللہ کی تاثیر اور برکت کے بارے میں ایک دوسرے ربانی محقق اور صوفی صاحب سترصيع الجواهر المكية کے چند فقروں کا ترجمہ بھی پڑھ لیا جائے آگے درج ہونے والی اس کی احادیث کے سمجھنے میں ان شاء اللہ اس سے بھی خاص مدد ملے گی۔

فرماتے ہیں:

"قلوب کو نورانی بنانے اور اوصاف ردیہ کو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کر دینے میں سب طاعات و عبادات سے زیادہ زود اثر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔"

اب کتاب کے آخری ابواب شروع ہو رہے ہیں مناقب منقبۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عمدہ اخلاق واوصاف ذاتی خوبیاں اس کے لیے دوسرا لفظ فضائل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے ہیں پھر فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

ہر صفت با کمال

اہل السیر و دیگر بزرگان دین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

(۱) احلم الناس (۲) اشجع الناس (۳) اعدل الناس (۴) اسخی الناس (۵) اشد الناس حیاء (۶) اشد الناس تواضعا (۷) ارءف الناس (۸) خیر الناس (۹) انفع الناس (۱۰) افصح الناس (۱۱) احسن الناس (۱۲) اجود الناس (۱۳) انجد الناس (۱۴) اشد الناس (۱۵) اوقر الناس (۱۶) اعلی الناس خلقا (۱۷) اجمل الناس (۱۸) ارجح الناس (۱۹) اوسع الناس صدرا (۱۰) اصدق الناس۔ (بشریت رسول سید لعل شاہ بخاری ص ۱۴۰)

میرے اور آپ کے نبی تمام کائنات میں سب حسینوں سے احسن سب جمیلوں سے اجمل سب کاملوں سے اکمل تمام شریفوں میں اشرف تمام عزیزوں میں اعز اور سب ناموں میں اتم ...... ہے۔ بلکہ یوں سمجھ لیں کہ یہ تمام اسم تفصیل کے صیغے بھی چھوٹے اور کم ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس کا بھی زیادہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَضْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل نبوی کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے حساب ہیں نہ کوئی قلم ان کا احاطہ کر سکتا ہے نہ کوئی بیان ان کا حق ادا کر سکتا ہے۔

واعظ، مبلغ، مقرر، خطیب اور ہر نظم پڑھنے والا، نعت پڑھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء کرتا ہے۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو

خراجِ عقیدت کے پھول پیش کرتا ہے اور خراجِ تحسین کا ہار پہناتا ہے۔

ہمارا پیغمبر تو ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے عزت میں اعلیٰ، رفعت میں اعلیٰ، عزت میں اعلیٰ، مقام میں اعلیٰ، شان میں اعلیٰ، رفعتوں میں اعلیٰ، امانت میں اعلیٰ، دیانت میں اعلیٰ، نبوت میں اعلیٰ، رسالت میں اعلیٰ حتیٰ کہ زندگی جس شعبے میں دیکھو میرا پیغمبر ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے۔
اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا عالی شان...... ایسا کامل...... ایسا اجمل...... ایسا اکمل...... ایسا انور...... ایسا اعلیٰ...... ایسا اعلیٰ...... ایسا اشرف...... ایسا اجمل ایسے کتنے الفاظ لاؤ...... ہر لفظ...... چاہے ساری عربی لغت اکٹھی کریں...... آپ ﷺ کی شان کو بیان کرنے سے قاصر ہے ہم زیادہ سے زیادہ...... اعلیٰ کہیں گے...... اجمل کہیں گے...... اکرم کہیں گے...... اشرف کہیں گے...... انور کہیں گے...... اعظم کہیں گے...... ابہی کہیں گے...... احسن کہیں گے...... اشرف نسباً...... اکرام حسباً...... اعلیٰ نسباً...... اجمل صورۃ...... احسن جمالاً...... اور کیا الفاظ لائیں گے...... لیکن جتنے بھی اکٹھے کر کے بتاؤں...... ہر لفظ میں یہ طاقت نہیں...... کہ آپ ﷺ کی شان تک رسائی کر سکے...... سب سے افضل...... لیکن لفظ افضل بھی آپ ﷺ کی سیرت کو بتانے سے قاصر ہے۔
سب سے اعلیٰ...... لفظ بھی آپ ﷺ کی علو اور آپ ﷺ کی بلندی کو بتانے سے قاصر ہے...... سب سے اشرف...... لفظ اشرف آپ ﷺ کی شرافت کو بتانے سے قاصر ہے...... سب سے اجمل...... لفظ اجمل آپ ﷺ کے جمال کو بتانے سے قاصر ہے۔ لفظ احسن...... آپ ﷺ کے حسن کو بتانے سے قاصر ہے۔
ابہی...... کیا ہیبت یعنی جس کو دیکھتے ہی...... جس کے حسن و جمال کو فوری اثر پڑے...... اس کا لفظ...... لفظ ابہی ہے...... جیسے کرنٹ لگ جائے...... جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں کرنٹ لگتا تھا...... کہ کیا جمال ہے...... کیا جلال ہے......
آپ ﷺ کے مداح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تعریف بڑے احسن انداز میں کرتے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فرمایا ؎

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ — لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ
مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَاسَمِعْتُ بِمِثْلِه — فِی النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٖ
لِكُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَةٌ — وَ جُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّدٖ

ترجمہ: "میں نے اپنی بات (شعر) سے محمد ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے اشعار کی محمد ﷺ سے تعریف کی ہے۔ میں نے نہ کسی کو سنا سارے دنیا جہاں کے انسانوں میں محمد ﷺ کی طرح۔ ہر نبی کو انسانوں میں کوئی نہ کوئی فضیلت ہے اور وہ سارے فضائل محمد ﷺ میں جمع ہیں۔"

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

و احسن منك لم تر قط عینی — واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبراء من كل عیب — كانك قد خلقت كما تشاء

آپ ﷺ سے عمدہ کوئی شخص میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے خوبصورت کوئی شخص عورتوں نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ جیسا آپ ﷺ چاہتے ہیں پیدا کئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان میں شعر لکھتے لکھتے جب یہاں پر پہنچ گئے۔

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

تو اس کو بار بار سوچنے لگے اور پڑھنے لگے لیکن کچھ یاد نہ آیا کہ اب آگے کیا لکھنا ہے تو وہ اسی پریشانی کے عالم میں سو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے اور فرمایا اے سعدی کیوں پریشان ہو تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شعر کی تین سطریں لکھی ہیں اور چوتھی بن نہیں پا رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شعر کونسے ہیں سناؤ تو عرض کیا وہ یہ ہیں۔

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتھ یہ بھی لکھ دو صلو علیه وآله۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلهم

---

(۱) نسب پاک اور اُونچا خاندان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبداللہ دادا کا نام عبدالمطلب (شیبہ) پردادا کا نام ھاشم (عمرو) تھا آگے سلسلہ نسب یہ ہے،، ابن عبد مناف (مغیرۃ) ابن قصی، بن کلاب، بن مرۃ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر (ان کا لقب قریش تھا، اور ان کی اولاد قریش کہلاتی ہے) ابن مالک، بن النضر، بن کنانۃ، (ان کی اولاد بنو کنانہ کہلاتی ہے) ابن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، (ان کی اولاد مضر کہلاتی ہے) ابن نزار، بن معد، بن عدنان، یہاں تک نسب نامہ پر ماہرین انساب کا اتفاق ہے اور عدنان سے اوپر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک مؤرخین میں وسائط میں اختلاف ہے۔ بن اود، بن ھمیسح، بن سلامان، بن عوض، بن بوز، بن قموال، بن ابی، بن عوام (عَوَّام) بن ناشد، بن حزا، بن بلداس، بن یدلاف (تدلاف) بن طابخ، بن جاحم، بن ناحش، بن ماخی، بن عیفی، بن عبقر، بن عبید، بن الدعا، بن حمدان، بن سنبر، بن یثربی، بن یحزن (نحزن) بن یلحن، بن ارعوے، بن عیضی، بن ذیشان، بن عیصر، بن اقناد، بن ایہام (ابہام) بن مقصر (مقصی) بن ناحث، بن زارح، بن سمی (سُمی) بن مزی، بن عوض، بن عرام، بن قیدار، بن اسماعیل، بن ابراہیم علیہما السلام، بن آذر، بن ناحور، بن سروج، بن رعو، بن فالغ، بن عابر، بن ارفکشاد، بن سام، بن نوح، بن لامک، بن متوشالح، بن یارد، بن ادریس (اخنوخ) بن یارو، بن مہلہل ایل، بن قینان، بن آنوش، بن شیث، بن آدم علیہم السلام۔

(رحمۃ للعالمین جلد دوم ص:۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان (خانوادۂ ہاشم) عرب کا نامی گرامی خاندان تھا نہایت بہادر بے حد سخی فصاحت میں یکتا اور ذکاوت میں بے مثال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اُونچے خاندان میں آنکھ کھولی اور اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام بہترین خاندان میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔

باب

باب ا:

(۳۵۳۸) اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(۳۵۳۹) اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى هَاشِمًا مِّنْ قُرَيْشٍ وَّاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ (کی اولاد) میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

(۳۵۴۰) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوْا فَتَذَاكَرُوْا اَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوْا مَثَلَكَ كَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِيْ كَبْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرَ الْفَرِيْقَيْنِ ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِ الْقَبِيْلَةِ ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوْتَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ بُيُوْتِهِمْ فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا.

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ قریش بیٹھے انہوں نے اپنے نسب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال کھجور کے بلک ایسے درخت کے ساتھ دی جو کسی ٹیلے پر ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سب سے بہترین گروہ میں پیدا کیا جو دونوں گروہوں میں سے بہتر ہوتا پھر اس نے قبائل کو بہتر قرار دیا ان میں سے مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر ان گھرانوں کو بہتر قرار دیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھرانوں میں رکھا میں شخصیت کے اعتبار سے ان میں سب سے بہتر ہوں اور گھرانوں کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں۔

(۳۵۴۱) جَآءَ الْعَبَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَاَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَّخَيْرِهِمْ نَفْسًا.

ترجمہ: حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا وہ

کوئی بات سن کر آئے تھے نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے دریافت کیا میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ ﷺ پر سلامتی نازل ہو آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں جو عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین رکھا پھر اس نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے انہیں قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا پھر اس نے ان کے بہترین گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سب سے بہترین گھرانے میں رکھا اور سب سے بہترین شخصیت پیدا کیا۔

(۳۵۴۲) قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۳۵۴۳) اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوْا لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وَلَدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے (قیامت کے دن زمین) سے نکلوں گا جب لوگوں کو مبعوث کیا جائے گا میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ وفد کی شکل میں آئیں گے میں ان کو خوشخبری دوں گا جب وہ مایوس ہو چکے ہوں گے اور اس دن لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں اپنے رب کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۴۴) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُکْسٰی حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا پھر مجھے جنت کا ایک حلہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا مخلوق میں میرے علاوہ کوئی بھی وہاں کھڑا نہیں ہو سکتا۔

باب

۴۔ جنت میں بلند مرتبہ آپ ﷺ ہی کو حاصل ہوگا

(۳۵۴۵) سَلُوْا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمَا الْوَسِیْلَةُ قَالَ اَعْلٰی دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ لَا یَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا هُوَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کی دعا مانگو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ وسیلے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں موجود ایک درجہ ہے جس تک کوئی ایک ہی شخص پہنچے گا مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں۔

وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود کی تفصیل: یہ ہے کہ وسیلہ اللہ کی مقبولیت و محبوبیت کا ایک خاص الخاص مقام اور مرتبہ ہے، اور جنت کا

ایک مخصوص درجہ ہے جو اللہ کے کسی ایک بندہ ہی کو ملنے والا ہے اور فضیلہ: اسی مقام و مرتبہ کا دوسرا نام ہے اور مقام محمود: وہ مقام عزت ہے جس پر فائز ہونے والا ہر ایک کی نگاہ میں محمود و محترم ہوگا، اور سب اس کے ثنا خواں اور شکر گزار ہوں گے اور جو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں سب سے پہلے سارے انسانوں کے لئے حساب اور فیصلہ کی استدعا اور شفاعت کرے گا پھر گناہگاروں کے لئے سفارش کا دروازہ بھی کھلے گا، بس یہی وہ مقام ہے جس کا اللہ نے آپ ﷺ سے سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۷۹) میں وعدہ کیا ہے۔ اور وسیلہ محبوبیت کا ایک خاص مقام ہے اسی کا نام مقام محمود ہے اس کی تفصیل پہلے (حدیث ۲۰۷) میں آچکی ہے۔

۵۔ نبی ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ ﷺ کے چند دیگر امتیازات

(۳۵۴۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَثَلِیْ فِی النَّبِیِّیْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَحْسَنَهَا وَاَكْمَلَهَا وَاَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَاَنَا فِی النَّبِیِّیْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دیگر انبیاء کے درمیان میری مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ایک گھر بنائے اسے آراستہ کرے مکمل کرے اور خوبصورت کرے اور اسمیں اس اینٹ کی جگہ کو بھی اگر مکمل کر لیا جاتا تو (مناسب ہوتا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) انبیاء علیہم السلام کے درمیان میں میں اس اینٹ کی جگہ کی مانند ہوں۔

اس سند کے ہمراہ آپ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا میں یہ بات فخر (تکبر) کے طور پر نہیں کہتا۔

☐ **تشریح:** حویلی بنانے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور حویلی دین اسلام ہے اور اس کی اینٹیں انبیاء کی شخصیات ہیں لوگ یہ قصر نبوت دیکھتے تھے اور حیرت زدہ رہ جاتے تھے اور تبصرہ کرتے تھے کہ حویلی تو شاندار ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے کاش وہ بھی بھر جاتی آپ ﷺ نے فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت پورا ہو گیا اب قصر نبوت میں کسی اینٹ کی جگہ نہیں اور یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے ہے (حدیث ۲۸۷۲ ابواب الامثال باب ۲ میں) آچکی ہے۔

حدیث: (۲) نبی ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیوں کا پیشواء ہوں ان کا متکلم اور ان کا سفارشی ہوں گا اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور یہ بات (بھی) بطور فخر نہیں کہتا اور اس دن کوئی بھی نبی نہیں ہوں گے۔

آدم علیہ السلام اور وہ انبیاء جو ان کے علاوہ ہیں مگر وہ میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور میں پہلا وہ شخص ہوؤنگا جس سے زمین پھٹے گی اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا بلکہ یہ سب باتیں بطور اظہار حقیقت فرمائی ہیں۔

۶۔ اذان کے بعد درود اور وسیلہ کی دعا اور ان کا فائدہ

(۳۵۴۷) اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً ﷺ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ

سَلُوْا لِیَ الْوَسِیْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا هُوَ وَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ عَلَیْهِ الشَّفَاعَةُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم موذن کو (اذان دیتے ہوئے سنو) تو تم وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر تم مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کو دس رحمتیں نازل کرے گا پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو کیونکہ یہ جنت میں موجود ایک درجہ ہے جس تک اللہ تعالیٰ کا صرف ایک ہی بندہ پہنچ سکے گا اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگے گا اسکے لیے شفاعت حلال ہوگی۔

اذان دین اسلام کی مکمل دعوت ہے: کیونکہ اذان میں سب سے پہلے اللہ کی بڑائی کا اعلان ہے پھر توحید و رسالت کی گواہی ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد ہیں پھر اسلام کی سب سے اہم عبادت نماز کی دعوت ہے پھر اس کا فائدہ بیان کیا ہے، پھر اللہ کی بڑائی کا اور آخر میں اس کی یکتائی کا اعلان ہے۔ غرض اذان پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اس کو "الدَّعوۃُ التَّامہ" مکمل دعوت کہا گیا ہے۔ "الدعوۃ التامۃ" اذان کو اس لئے کہا گیا کہ اذان میں خالص اللہ کی توحید ہے اور ایسی صفات کا بیان ہے جس میں کوئی شریک معہ نہیں اور شرکت نقص ہے تو عدم شرکت تمام و کمال ہے اس لئے اس کو "الدعوۃ التامۃ" کہا یا اس لئے کہ اس میں مبدا و معاد توحید و رسالت وغیرہ کا ذکر ہے یعنی تام بمعنی جامع ہے یا تام بمعنی باقی ہے بخلاف دوسری چیزوں کے کہ ان میں ردّ و بدل ہوسکتا ہے اور "الصلوٰۃ القائمہ" سے مراد وہ نماز ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے، اور ربّ کے معنیٰ ہیں "والا" یعنی مکمل دعوت والا اور جو نماز قائم ہونے والی ہے اس کا مالک یعنی نماز موذن کے لئے نہیں پڑھنی ہے بلکہ جو اذان و نماز والا ہے اس کے لئے پڑھنی ہے۔ پھر یہ عرض کی جاتی ہے کہ الٰہی! نبی ﷺ کو وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود عنایت فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ (یہ وعدہ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹ میں ہے)

(۳۵۴۷، ۳۵۴۸) اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا حضرت آدم علیہ السلام اور ہر ایک نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۴۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَنْتَظِرُوْنَهٗ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ یَتَذَاکَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِیْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهٖ خَلِیْلًا اِتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مَاذَا بِاَعْجَبَ مِنْ کَلَامِ مُوْسٰی کَلَّمَهٗ تَکْلِیْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِیْسٰی کَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَیْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰهِ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰهِ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَعِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهٗ وَهُوَ کَذٰلِکَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ کَذٰلِکَ اَلَا وَاَنَا

حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِيْ فَيُدْ خِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کررہے تھے راوی بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنا کہ وہ آپس میں گفتگو کررہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سنی تو ان میں سے ایک نے یہ کہا کتنی حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو خلیل بنایا ہے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے دوسرا شخص بولا اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلیم اور روح ہیں ایک اور شخص بولا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو منتخب کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہاری بات سنی اور حیران ہونا بھی سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح اور کلیم ہیں وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہی ہیں یاد رکھنا میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا قیامت کے دن میں نے لواءِ حمد کو اٹھایا ہوگا اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ غریب مسلمان ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے ساتھ نہیں کہتا میں سب سے پہلے والوں اور سب سے بعد والوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

(۳۵۵۰) مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَّصِفَةُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ فَقَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَّقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

ترجمہ: تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں ابومودود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس گھر میں (جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

(۳۵۵۱) لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَّلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْاَيْدِيْ وَاِنَّا لَفِيْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب وہ دن تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے تو اس دن ہر ایک چیز روشن ہوگئی تھی اور جب وہ دن آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس دن ہر چیز تاریک ہوگئی تھی ہم نے آپ کو دفن کرنے کے بعد ابھی اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی لیکن ہمیں اپنے دلوں کی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہورہی تھی)۔

۸۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے؟

حدیث کا حال: یہ حدیث نہیں ہے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے تورات کی بات ذکر کی ہے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے اور یہ روایت کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وانی لک بذلک ولیس فی ذلک الموضع الا قبری وقبر ابی بکر ،وعمر ،وعیسیٰ ابن مریم.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ روایت ثابت نہیں اور اخبار مدینہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے اس کی سند ضعیف ہے اور یہ بھی تابعی کا قول ہے اور مشکوٰۃ (حدیث ۵۵۰۸ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) میں روایت ہے فیدفن معی فی قبری اس کی سند معلوم نہیں مشکوٰۃ میں اس کا یہ حوالہ ہے رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء اور ابن الجوزی واعظ تھے اور بہت بعد کے آدمی ہیں اس لیے صرف ان کا حوالہ کافی نہیں۔

۹۔ وہ آئے تو چمن میں بہار آئی وہ گئے تو ہر پھول مرجھا گیا

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ مِیْلَادِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا بیان

(۳۵۵۲) قَالَ وُلِدْتُّ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ وَسَاَلَ عُثْمَانُ بْنُ عُفَّانَ قُبَاثَ بْنَ اَشْيَمَ اَخَابَنِيْ يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ آاَنْتَ اَكْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْبَرُ مِنِّيْ وَاَنَا اَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيْلَادِ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ وَرَفَعَتْ بِيْ اُمِّيْ عَلَى الْمَوْضِعِ قَالَ وَرَاَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ اَخْضَرَ مُحِيْلًا.

ترجمہ: مطلب بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قباث بن شیم جو بنو یعمر بن لیث سے تعلق رکھتا تھا اس سے دریافت کیا آپ بڑے ہیں یا اللہ کے رسول بڑے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے رسول مجھ سے بڑے ہیں ویسے میری پیدائش پہلے ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے (اس سال) میری والدہ مجھے گود میں اٹھا کر کہیں لے گئی تھیں تو میں نے ان سب پرندوں کی بیٹ دیکھی ہے (جنہوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تھا) اس کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔

تشریح: ہاتھی کا سال: جس سال یمن کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ شریف پر چڑھائی کی تھی اور وہ اور اس کا لشکر ہلاک ہو گیا تھا یہ ۵۷۱ عیسوی کا واقعہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت یا تو واقعہ فیل سے دو سال پہلے ہوئی ہے یا اسی سال ۵۵ دن پہلے اور ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاصلہ عمر بعض انبیاء علیہم السلام سے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی امام حدیث ابن عساکر نے دنیا کی مجمل

تاریخ اس طرح لکھی ہے کہ:

"سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان ۱۲۰۰ برس کا فاصلہ ہے اور نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک ۱۱۴۲ سال کا فاصلہ ہے اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک ۵۶۵ برس کا فاصلہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک ۵۷۲ برس کا فاصلہ ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ۱۳۵۶ برس کا فاصلہ ہے اس حساب سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک ۵۰۲۰ برس ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مشہور قول کے مطابق ۴۰ کم ۱۰۰۰ سال ہوئی اس لیے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے تقریباً ۶۰۰۰ سال بعد یعنی ساتویں ہزار میں حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ (تاریخ ابن عساکر محمد بن اسحاق ص ۱۹، ۲۰ جلد ۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی گھڑیاں:

حضرت یحییٰ اور داؤد علیہما السلام بھی موسم بہار میں پیدا ہوئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موسم بہار میں پیدا ہوئے ولادت نبوت ہجرت وفات سب اسی دن ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹ ربیع الاوّل ہیں اس میں اختلاف ہے لیکن ۱۲ ربیع الاوّل مشہور ہے۔ ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل سے ۵۵ یوم بعد بمطابق ۲۲ اپریل یکم جیٹھ بمطابق ۵۷۱ سن عیسوی بکرمی سال کو مکہ معظمہ میں صبح صادق کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ۴ بج کر ۲۰ منٹ اور آفتاب اس وقت برج حمل سے ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقے پر تھا اور تاریخ یکم جیٹھ کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ گزر چکے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور مکان ولادت وہ تھا جو حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ آیا۔ (ماخوذ رحمۃ اللعالمین)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

باب ۳: ۱۱۔ نبوت سے پہلے کا حال بحیرا راہب کا واقعہ

(۳۵۵۳) قَالَ خَرَجَ أَبُوْ طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطَ فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَلْتَفِتُ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ حَجَرٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّيْ أَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهٖ فَكَانَ هُوَ فِيْ رِعْيَةِ الْإِبِلِ فَقَالَ أَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ إِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا إِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ لَا يَذْهَبُوْا بِهٖ إِلَى الرُّوْمِ فَإِنَّ الرُّوْمَ إِنْ رَأَوْهُ عَرَفُوْهُ بِالصِّفَةِ فَيَقْتُلُوْنَهٗ فَالْتَفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ

اَقْبَلُوْا مِنَ الرُّوْمِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ مَاجَاءَ بِكُمْ قَالُوْا جِئْنَا اَنَّ هٰذَا النَّبِيَّ خَارِجٌ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقَ طَرِيْقٌ اِلَّا بُعِثَ اِلَيْهِ بِاُنَاسٍ وَاِنَّا قَدْ اُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بُعِثْنَا اِلٰى طَرِيْقِكَ هٰذَا فَقَالَ هَلْ خَلْفَكُمْ اَحَدٌ هُوَ خَيْرٌ مِنْكُمْ قَالُوْا اِنَّمَا اُخْبِرْنَا خَبَرَهُ بِطَرِيْقِكَ هٰذَا قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اَمْرًا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِيَهُ هَلْ يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ رَدَّهُ قَالُوْا لَا قَالَ فَبَايَعُوْهُ وَاَقَامُوْا مَعَهُ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَّبِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ.

ترجمہ: جناب ابو طالب شام تشریف لے گئے تو وہاں قریش کے عمر رسیدہ افراد کے ہمراہ آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے جب یہ افراد ایک راہب کے پاس پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پالان کھول دیئے راہب نکل کر ان کے پاس آیا یہ حضرات پہلے بھی وہاں سے گزرا کرتے تھے لیکن وہ کبھی نکل کر ان کے پاس نہیں آیا تھا اور نہ پہلے کبھی ان پر توجہ دی تھی یہ لوگ جب اپنے پالان کھول رہے تھے وہ ان کے درمیان میں سے گزرتا ہوا آیا اور نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر بولا یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں یہ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کرے گا قریش کے عمر رسیدہ افراد سے ان سے دریافت کیا تمہیں کیسے پتہ چلا ہے؟ اس نے کہا جب تم لوگ ٹیلے سے نیچے اتر رہے تھے تو ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں چلا گیا تھا یہ دونوں صرف کسی نبی کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے مہر نبوت کی وجہ سے انہیں پہچان لیا ہے جو ان کے شانے کے اوپر والی ہڈی پر سیب کی طرح لگی ہوئی ہے پھر وہ واپس گیا اس نے ان حضرات کے لیے کھانا تیار کیا جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ ﷺ اس وقت اونٹ چرانے کے لیے گئے ہوئے تھے اس راہب نے کہا انہیں بلا کر لاؤ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ پر ایک بادل نے سایہ کیا ہوا تھا جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں پایا کہ وہ پہلے ہی ایک درخت کے سائے میں جا چکے تھے جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو اس درخت کا سایہ آپ ﷺ پر ہو گیا تو راہب بولا اس درخت کے سائے کی طرف دیکھو یہ ان پر آ گیا ہے راوی بیان کرتے ہیں وہ راہب ان کے پاس رہا اور انہیں یہ قسم دیتا رہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو ساتھ کر لے روم میں نہ جائیں کیونکہ رومیوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ کو پہچان لیں گے اور آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کریں گے پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی موجود تھے جو روم سے آئے ہوئے تھے راہب نے ان لوگوں کا سامنا کیا اور دریافت کیا تم لوگ کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم لوگ اس وجہ سے آئے ہیں کہ اس مہینے میں ایک نبی ﷺ نے تشریف لانا تھا تو ہر راستے پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے ہمیں ان کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ہمیں تمہارے راستے کی طرف بھیجا گیا ہے راہب نے دریافت کیا کیا تم لوگوں کے پیچھے کوئی ایسا شخص ہے جو تم لوگوں سے بہتر ہو انہوں نے جواب دیا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے راستے میں بھی ہو سکتے ہیں تو راہب بولا تمہارا کیا خیال ہے جس معاملے کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہتا ہو تو کیا لوگوں میں سے کوئی ایک شخص اس کو روک سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں تو راہب بولا تم ان کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور ان کے ساتھ رہو پھر اس راہب نے (قریش کے بوڑھوں کو مخاطب کر کے کہا) میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں سے ان کا سرپرست کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ابو طالب ہیں پھر راہب ابو طالب

کو واسطے دیتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کو واپس کر دیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا راہب نے زادرہ کے طور پر آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ روٹیاں اور زیتون کا تیل بھی پیش کیا۔

روایت کا حال: یہ روایت صرف ترمذی میں ہے باقی کتب خمسہ میں نہیں ہے اور یہ روایت مذکورہ تفصیل کے ساتھ صحیح نہیں کیونکہ واقدی کے بیان کے مطابق اس واقعہ کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال تھی اور سہیل کے بیان کے مطابق نو سال تھی۔ (البدایہ ابن کثیر ۲:۲۸۵)

پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت سات سال ہوگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

(۲) اہم بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی مال لے کر شام کا سفر کیا ہے اگر یہ واقعہ پیش آیا تھا تو آپ ﷺ نے دوبارہ شام کا سفر کیوں کیا؟

(۳) نیز اس حدیث میں ہے کہ وہ نبی اس مہینہ میں ظاہر ہونے والے ہیں یہ بھی غلط ہے آپ ﷺ کی بعثت اس واقعہ سے بہت سالوں کے بعد ہوئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مَبْعَثِ النَّبِیِّ ﷺ وَابْنُ کَمْ کَانَ حِیْنَ بُعِثَ

باب ۴: ۱۲۔ بعثت نبوی اور بوقت بعثت عمر مبارک

(۳۵۵۴) قَالَ اُنْزِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِیْنَ فَاَقَامَ بِمَکَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّیَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی آپ ﷺ نے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور مدینہ منورہ میں دس برس جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

(۳۵۵۵) قَالَ قُبِضَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَةً.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

تشریح: جب عمر مبارک چالیس سال چھ ماہ باون دن ہوئی تو ۶۱۰ عیسوی میں ماہ رمضان کی شب قدر میں غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی اور وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی یہ بالکل صحیح حساب ہے مگر عرب چونکہ کسر چھوڑ دیتے تھے اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ساٹھ سال عمر مبارک بیان کی اور چونکہ ولادت ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے اور وفات بھی ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے اس لیے اگر دونوں ناقص سالوں کو پورا گن لیا جائے تو عمر مبارک ۶۵ سال ہوگی۔

(۳۵۵۶) لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَیْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَکَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَةِ

عَشْرًا وَّتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ: ربیعہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی لمبے نہیں تھے اور چھوٹے بھی نہیں تھے نہ ہی پھیکے سفید تھے اور نہ ہی بالکل گندمی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چالیس برس کی عمر میں مبعوث کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال مکہ میں قیام کیا اور دس برس مدینہ منورہ میں قیام کیا ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اس وقت آپ کے سر مبارک اور داڑوی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اٰيَاتِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِهٖ

باب ۵: نبوت کی نشانیوں کا بیان اور ان معجزات کا بیان جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کیا

(۳۵۵۷) اِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب مجھے مبعوث کیا گیا اور میں اسے اس وقت بھی جانتا ہوں۔

پورا قرآن ہی میرے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ **قرآن میں:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالضُّحٰى ۝﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالَّيْلِ﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝﴾ (القیامہ:۱۶) ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم:۴) ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ گردن کا ذکر آیا تو قران نے ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کا ذکر آیا تو قران نے ﴿الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ﴾ (الشعرآء:۱۹۳، ۱۹۴) ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ ...... کہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝﴾ ...... کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمبل کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝﴾ ...... کہا۔

آپ ﷺ کے آنے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کی رحمت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الحج:۱۰۷)...... کہا۔
آپ ﷺ کی عالمگیر رسالت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا﴾ (السباء:۲۸)...... کہا۔
آپ ﷺ کے زمانے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَالْعَصْرِ﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کے شہر کے ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ﴾ ...... کہا۔
آپ ﷺ کی سنت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾ (الحشر:۷)...... کہا۔
آپ ﷺ کی ختم نبوت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ (الاحزاب:۴۰) ...... کہا۔
آپ ﷺ کی شفقت کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کی بیٹیوں اور بیویوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (الاحزاب:۵۹)...... کہا۔
آپ ﷺ کے کپڑے کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کے کوثر کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کے غار کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ﴾ (التوبہ:۴۰)...... کہا۔
آپ ﷺ کے دن کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا﴾ (المزمل:۷)...... کہا۔
آپ ﷺ کی رات کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾...... کہا۔
آپ ﷺ کے کردار کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ (الاحزاب:۲۱) ...... کہا۔
آپ ﷺ کی صفتوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا﴾ ...... کہا۔ ﴿مُبَشِّرًا، نَذِیْرًا﴾...... کہا۔ ﴿دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ﴾...... کہا۔ ﴿سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ (الاحزاب:۴۵،۴۶)...... کہا۔
آپ ﷺ کے صحابہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾...... کہا۔ ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾...... کہا۔ ﴿اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾...... کہا۔ ﴿اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ﴾...... کہا۔ ﴿﴾...... کہا۔ ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ﴾...... کہا۔ ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ ...... کہا۔ ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾ (التوبہ:۷۲) ...... کہا۔
آپ ﷺ کے خلفاء کا ذکر آیا تو قرآن نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ﴿وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ﴾ (الفتح)...... کہا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا﴾ (الفتح)...... کہا۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح)...... کہا۔
حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الفتح)...... کہا۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو قرآن نے ﴿فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَھَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ﴾ (عبس)...... کہا۔

باب

۱۴۳۔ معجزات کا بیان

معجزة (جیم کا زیر) اسم فاعل واحد مؤنث: اعجز الشئی فلاتا، تھکا دینا عاجز کر دینا معجزہ وہ خارق عادت (معمول کے خلاف) امر ہے جو کرشماتی طور پر کسی نبی کے ذریعہ ظاہر ہو اور دوسروں کے بس میں اس کو ظاہر کرنا نہ ہو۔ ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔

پہلا معجزہ: بعثت کے وقت ایک پتھر آپ ﷺ کو سلام کرتا تھا اور کھانے میں اضافہ

(۳۵۵۷) اِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ اِنِّي لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے ان راتوں میں سلام کیا کرتا تھا جب مجھے مبعوث کیا گیا اور میں اسے اس وقت بھی جانتا ہوں۔

(۳۵۵۸) كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نَتَدَاوَلُ فِيْ قَصْعَةٍ مِّنْ غَدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَّيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَلَمَّا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هَاهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَاءِ.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ہم نے ایک پیالے میں کھانا شروع کیا صبح سے کھانا شروع کیا اور کھاتے ہوئے شام ہوگئی لوگ باری باری دس آدمی اٹھتے تھے دس آدمی بیٹھ جاتے تھے راوی بیان کرتے ہیں ہم نے دریافت کیا اس میں اضافہ کیسے ہوا؟ تو سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کس بات پر حیران ہو رہے ہو؟ اس میں اضافہ وہاں سے ہو رہا تھا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

باب

پہاڑوں اور درختوں کا سلام کرنا

(۳۵۵۹) كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں ایک مرتبہ ہم کسی گلی میں نکلے تو جو بھی پہاڑ اور جو بھی درخت آپ ﷺ کے راستے میں آ رہا تھا یہی کہہ رہا تھا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔

باب

فراق نبوی میں کھجور کے ستون کا بلکنا

(۳۵۶۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَطَبَ اِلٰی لِزْقِ جِذْعٍ وَّاتَّخَذُوْا لَهٗ مِنْبَرًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَّهٗ فَسَكَنَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنا دیا آپ ﷺ اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے وہ تنا یوں رونے لگا جیسے اُونٹنی روتی ہے آپ ﷺ نیچے اترے آپ ﷺ نے اسے دست مبارک لگایا تو اسے سکون آیا۔

کھجور کے گچھے کا آپ ﷺ کے بلانے پر نیچے اتر آنا پھر لوٹ جانا

(۳۵۶۱) جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ بِمَ اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ.

ترجمہ: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور بولا مجھے کیسے پتا چلے گا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کی شاخ کو بلاؤں اور وہ گواہی دے کہ میں (اللہ کا رسول) ہوں تو کیا تم مان لو گے آپ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ اپنے درخت سے ٹوٹ کر آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر گر گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلا گیا تو وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

باب

معجزہ: ایک صحابی کو خوبصورتی کی دعا دی پس وہ ایک سو بیس سال تک بوڑھے نہیں ہوئے!

(۳۵۶۲) مَسَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰی وَجْهِيْ وَدَعَا لِيْ قَالَ عَزْرَةُ اِنَّهٗ عَاشَ مِائَةً وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ اِلَّا شَعَرَاتٌ بِيْضٌ.

ترجمہ: حضرت ابو زید بن اخطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور میرے لیے دعا کی۔

عزرہ نامی راوی بیان کرتے ہیں وہ صحابی ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے اور اس وقت بھی ان کے سر میں صرف چند بال سفید تھے۔

آپ ﷺ کی دعا سے کھانے میں بے حد برکت ہوئی

(۳۵۶۳) قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ فِيْ يَدِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلَيْهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ قَالَ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقُوْا فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْهُ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ بِعُكَّةٍ لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے جس سے مجھے اندازہ ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں پھر انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکالیں پھر اپنی چادر نکالی اس میں کچھ حصے میں روٹیاں لپیٹ کر میری بغل میں دے دی اور کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ان لوگوں کے پاس آ کر کھڑا ہوا آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کے سلسلے میں؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سے فرمایا اٹھو راوی بیان کرتے ہیں وہ سب افراد کھڑا ہوئے میں ان لوگوں کے آگے آگے آیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں بتایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کچھ نہیں ہے کہ ہم انہیں کھلا سکیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں) پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے آ کر ملے اور آپ ﷺ تشریف لائے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم رضی اللہ عنہا تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے لے آؤ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ان روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس موجود کپی میں سے گھی نچوڑ کر اس کا سالن بنا لیا اور آپ ﷺ نے ان پر جو اللہ کو منظور تھا وہ پڑھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر بھیج دو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہا انہوں نے کھانا کھا لیا جب وہ سیر ہو گئے تو وہ چلے

گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو وہ آئے جب انہوں نے بھی کھالیا تو وہ بھی چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اندر آنے کے لیے کہو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اندر آنے کو کہا جب انہوں نے کھانا کھالیا اور سیر ہو گئے تو وہ بھی چلے گئے تمام لوگوں نے کھانا کھالیا اور وہ سیر ہو گئے اس وقت لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

باب

آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا اور ایک بڑے مجمع کا اس سے وضو کرنا

(۳۵۶۴) رَاَیْتُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ یَدَهُ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ قَالَ فَرَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا لوگ وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے تھے لیکن وہ انہیں نہیں ملا آپ ﷺ کی خدمت میں پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کریں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہاں موجود آخری شخص نے بھی وضو کرلیا۔

باب

اچھے خوابوں سے نبوت کی ابتداء

(۳۵۶۵) قَالَتْ اَوَّلُ مَا ابْتُدِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ النُّبُوَّةِ حِیْنَ اَرَادَ اللهُ کَرَامَتَهٗ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهٖ اَنْ لَّا یَرٰی شَیْئًا اِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَمَکَثَ عَلٰی ذٰلِكَ مَاشَاءَ اللهُ اَنْ یَّمْکُثَ وَحُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلْوَةُ فَلَمْ یَکُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یَّخْلُوَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبوت کے آغاز میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت اور اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے اظہار کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ جو بھی چیز (خواب میں) دیکھتے تھے وہ روز روشن کی طرح پوری ہو جاتی تھی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ایسا ہی رہا پھر آپ کو خلوت نشینی پسند آگئی اس وقت آپ ﷺ کے نزدیک خلوت سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں تھی۔

باب

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا کھانے کی تسبیح سننا

(۳۵۶۶) اِنَّکُمْ تَعُدُّوْنَ الْاٰیَاتِ عَذَابًا وَاِنَّا کُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَرَکَةً لَقَدْ کُنَّا نَاْکُلُ الطَّعَامَ

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ قَالَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حَيَّ عَلَى الْوَضُوءِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى تَوَضَّأْنَا كُلُّنَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تم لوگ ظاہر ہونے والے نشانیوں کو عذاب (کی علامت) سمجھتے ہو جبکہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اسے برکت سمجھا کرتے تھے ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس میں رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برکت والے پانی سے وضو کی طرف آؤ جو آسمان کی طرف سے ہے (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان) کرتے ہیں یہاں تک کہ ہم سب لوگوں نے وضو کرلیا۔

سب پانیوں سے افضل کون سا ہے؟

وہ پانی بتاؤ جو نہ آسمان سے نازل ہوا نہ زمین سے نکلا اور وہ سب پانیوں سے افضل ہے وہ وہ پانی ہے جو معجزہ کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے نکلا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟

باب ۶: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی

(۳۵۶۷) أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت حارث بن ہشام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اوقات وہ فرشتہ میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح وحی لے کر آتا ہے اور یہ میرے لیے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے بعض اوقات میرے سامنے انسانی شکل میں آجاتا ہے اور میرے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور وہ جو کہتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ شدید سردی کا دن تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال (حلیہ اور اخلاق) کا بیان

(۳۵۶۸) قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدُ مَا

بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالطَّوِيْلِ.

ترجمہ: حضرت براء بیان کرتے ہیں میں نے سرخ خلے میں لمبے بالوں والا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آپ ﷺ کے بال کندھوں تک آتے تھے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا (یعنی سینہ کشادہ تھا) آپ ﷺ بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے بالکل لمبے بھی نہیں تھے۔

فائدہ: لمة : کان کی لو سے بڑھی ہوئی زلفیں، الوفرة: کان کی لو سے ملی ہوئی زلفیں۔الجمة : مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں بال ایک حال پر نہیں رہتے جب کانوں تک کٹوائے جاتے ہیں تو وہ وفرہ کہلاتے ہیں پھر جب بڑھ کر آدھی گردن تک پہنچ جاتا ہیں تو وہ لمہ کہلاتے ہیں پھر جب بڑھ کر مونڈھوں کو چھونے لگتے ہیں تو وہ جمہ کہلاتے ہیں اور یادرکھنے کا فارمولہ ولج ہے۔

باب

آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا

(۳۵۶۹) قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ أَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ: ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

باب

نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے آپ جیسا خوبصورت ہوا نہ کوئی آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا ہوگا

(۳۵۷۰) قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ إِذَا مَشٰى تَكَفَّا تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا انْحَطَّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ.

ترجمہ: نافع بن جبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ انتہائی طویل نہیں تھے اور بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے آپ کی دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں پر گوشت تھے آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا آپ ﷺ کے جوڑ بڑے تھے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف تک باریک بال تھے جب آپ ﷺ چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

تشریح: نبی ﷺ دراز قامت نہیں تھے بلکہ درمیانہ قد تھے لیکن کسی قدر طول کی طرف مائل تھے شمائل حدیث ۷) میں ہے اطول من المربوع: میانہ قد سے ذرا دراز تھے اور جب آپ ﷺ کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے یہ بات معجزہ کے طور پر تھی تاکہ جس طرح کمالات معنویہ میں کوئی آپ ﷺ سے بلند رتبہ نہیں اسی طرح صورت ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو۔

(۲) ہتھیلیوں اور پاؤں کا پرگوشت ہونا مردوں کے لیے محمود ہے یہ قوت وشجاعت کی علامت ہے اور عورتوں کے لیے مذموم ہے اور سر بڑا سردار کا ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ فرماتے ہیں:

رایت النبی ﷺ فی لیلة اضحیان وعلیه حلة حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فیلهو عندی احسن من القمر. (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ ﷺ ص ۷۲۲)

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا تو میں نے فیصلہ کر دیا کہ آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔"

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رائیت شیئا احسن من رسول الله ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه.

"میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اتنا منور تھا) گویا کہ چہرے میں سورج چل رہا ہے۔"

(۳) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مین نے ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہ سے کہا:

صفی لنا رسول الله ﷺ آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے!

لو رأیته رایت الشمس طالعة.

اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تو تم سورج کو طلوع ہوتا گمان کرے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ باب فضائل سید المرسلین)

چند دلچسپ واقعات

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چرخہ کاٹ رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر اپنے جوتے سی رہے تھے اور پسینے کے قطرے آپ کے ماتھے مبارک پر جمع تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کی طرف دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی (جیسے مبہوت ہو گئیں ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہ کیا دیکھ رہی ہو کہنے لگی آپ کے ماتھے پر پسینہ کو چمکتا دیکھ کر مجھے ایک شاعر ابوکبیرہ الھذلی کا ایک شعر یاد آ گیا۔

واذا نظرت الی اسرة وجهه برقت کبرق العارض المتهلل

"جب میں اس کے ماتھے پر نظر ڈالتا ہوں تو یوں چمکتا ہے جیسے آسمان پر بجلیاں نظر آتی ہیں۔" (رحمۃ اللعالمین)

(۵) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑا سی رہی تھیں تو سوئی گر کر گم ہو گئی اندھیرا تھا تلاش کیا مگر نہ ملی تو اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے سے اندر داخل ہونے لگے تو داخل ہوتے ہی کمرہ ایسا منور ہو گیا کہ وہ سوئی چمکنے لگی اور وہ سوئی مل گئی۔ (رحمۃ اللعالمین ج دوم ۱۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللافاق شمس — شمسی خیر من شمس السماء
فان الشمس تطلع بعد الفجر — وشمسی طالع بعد العشاء
افلت شموس الاولین وشمسنا — ابدا علی افق العلی لاتغرفب

ترجمہ: ایک ہمارا سورج ہے ایک آسمان کا سورج ہے ہمارا سورج (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان کے سورج سے بہتر ہے کیونکہ وہ سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے میرا سورج ایسا ہے جو عشاء کے بعد بھی طلوع ہوتا رہتا ہے پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کے کنارے پر (طلوع ہوتا ہے) جو غروب نہیں ہوتا۔

لغات: الششن: موٹا۔ الکردوس: ہر دو ہڈیاں جو ایک جوڑ پر اکٹھا ہوں جیسے مونڈھے گھٹنے اور کولہے کی ہڈیاں جمع الکرادیس۔ المسربۃ: سینہ سے ناف تک باریک بال بالوں کی لکیر دھاری۔ تکفافی مشیتہ: اتراتے ہوئے چلنا جھومتے اور ہلتے ہوئے چلنا۔ تکفیا: مفعول مطلق نوعیت کے لیے ہے یعنی ذرا ہلتے ہوئے چلتے تھے...... الصیب: ڈھلان ڈھال اتار اور من بمعنی فی ہے شمائل (حدیث ۶) میں فی صب ہے۔

باب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال تفصیل سے بیان کئے ہیں

(۳۵۷۱) كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْمَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے تو یہ بھی بیان کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی طویل بھی نہیں تھے بالکل چھوٹے بھی نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے مالک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بالکل گھنگھریالے بھی نہیں تھے اور بالکل سیدھے بھی نہیں تھے بلکہ ہلکے گھنگھریالے اور ہلکے سے سیدھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی موٹے بھی نہیں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بالکل گول بھی نہیں تھا تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گولائی کا عنصر پایا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ و سفید رنگت کے مالک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں انتہائی سیاہ تھیں پلکیں لمبی تھیں جوڑ بڑے تھے شانہ چوڑا تھا اور دونوں شانوں کے درمیان گوشت موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم مبارک پر بال نہیں تھے صرف سینہ پر ناف تک بال تھے آپ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے

تھے جب آپ ﷺ چلتے تھے تو زمین پر قدم جما کر چلتے تھے یوں جیسے بلندی سے نیچے کی طرف جا رہے ہوں جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے تھے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی آپ ﷺ انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں عطا کرنے کے اعتبار سے آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے گفتگو کے اعتبار سے سب سے سچے تھے لہجے کے اعتبار سے سب سے زیادہ نرم تھے اور سب سے بہترین سلوک کرتے تھے جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا تھا تو مرعوب ہو جاتا جو شخص جاننے کے بعد گھل مل جاتا تھا وہ آپ ﷺ کو پسند کرنا شروع کر دیتا تھا آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا شخص کہہ سکتا ہے میں نے آپ ؐ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

یہ حدیث منقطع ہے ابراہیم کی اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی اور یہ حدیث شمائل (حدیث ۶) میں آئے گی۔

حل لغات: ممغط: بہت لمبا، نشابۃ تیر جمع نشاشیب۔ ۲۔ **المتردد**: اسم فاعل اتنا ٹھگنا کہ بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے معلوم ہوں۔ ۳۔ **الجعد**: گھونگھریالے بال...... **القطط**: چھوٹے گھونگھریالے بال، **القطط الجعد** کے معنی میں مبالغہ ہے ای **الشدید الجعودة**: انتہائی درجہ کے چھوٹے گھونگھریالے، رجل (س) **الشعر**: بالوں کا قدرے گھونگھریالا ہونا، **المطهم**: بہت موٹا۔ **طهم الشئی**: موٹا بھاری ہونا البادن موٹے بدن کا، **المكلثم**: گول چہرہ رجھہ چہرے کے گوشت کا سمٹ جانا۔ **الكلثوم**: چہرے اور رخسار پر گوشت چڑھا ہوا، **المشرب**: اسم مفعول پلایا ہوا اور مشرب وہ شخص ہے جس کی سفید مین سرخی خوب ملادی گئی ہو، **ادعج**: سخت سیاہ آنکھ کی پتلی والا۔ یعنی پتلی بہت زیادہ سیاہ ہو اور باقی سفید حصہ بہت سفید ہو۔ **المشاشة**: مونڈھے کی ابھری ہوئی ہڈی جمع مشاش...... جلیل عظیم یعنی مونڈھوں کے سرے موٹے تھے۔ **العشرة**: صحبت اختلاط آپس داری...... **العشير**: ہم صحبت میل جول رکھنے والا (میاں بیوی) جمع۔ **عشراء**۔ **البداهة والبديهة**: اچانک پیش آنے والا معاملہ برجستگی بے ساختگی۔ ولد اور ولد دونوں صحیح ہیں۔

باب

باب ۸: آپ ﷺ صاف واضح گفتگو فرماتے تھے

(۳۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ تم لوگوں کی طرح تیزی کے ساتھ گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ اس طرح گفتگو کرتے تھے کہ آپ وقفے کے ذریعے اس بات کو واضح کر دیتے تھے آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا شخص اس بات کو یاد رکھ سکتا تھا۔

*

باب

آپ ﷺ کبھی کلام کو تین مرتبہ دوہراتے تھے

(۳۵۷۳) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ وہ سمجھ میں آ جائے۔

فائدہ: اگر مضمون مشکل ہوتا غور وتدبر کی ضرورت ہوتی یا مجمع زیادہ ہوتا یا کسی بات پر زور دینا ہوتا یا اس کی اہمیت ظاہر کرنی ہوتی تو آپ ﷺ تینوں جانب متوجہ ہو کر مضمون بیان فرمایا کرتے تھے تاکہ مجمع اچھی طرح بات سمجھ لے اور تین مرتبہ غایت اکثر یہ ہے اگر دو مرتبہ کافی ہوجاتا ہے تو دو مرتبہ فرماتے۔

باب

(ز) آپ ﷺ مسکراتے تھے ہنستے کم تھے

(۳۵۷۴) قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِّنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(۳۵۷۵) قَالَ مَا كَانَ ضَحِكُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلَّا تَبَسُّمًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ہنسی صرف مسکراہٹ ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

۱۶۔ مہر نبوت کا بیان

(۳۵۷۶) ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ بِرَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَی الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَاِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری خالہ مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا یہ بھانجا بیمار ہے نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا پھر میں آپ ﷺ کی پشت کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ ﷺ

کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جو مسہری کے بٹن کی طرح تھی۔

(۳۵۷۷) كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَعْنِي الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی وہ مہر جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی وہ ایک سرخ غدود تھی جو کبوتر کے انڈے کی مانند تھی۔

مہر نبوت: علامات نبوی میں سے تھی اور ولادت کے وقت ہی سے تھی اور وفات کے وقت غائب ہوگئی تھی اور اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا اور جن روایتوں میں کچھ لکھا ہوا ہوتا منقول ہے وہ روایات درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

باب

آپ ﷺ کی آنکھیں سرگیں تھیں

(۳۵۷۸) كَانَ فِيْ سَاقَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حُمُوْشَةٌ وَّكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَّ كُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی پنڈلیوں کا گوشت کم تھا آپ ﷺ ہنستے ہوئے صرف مسکراتے تھے میں جب بھی آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو سوچتا تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

باب

دہن مبارک آنکھوں اور ایڑیوں کا حال

(۳۵۷۹) كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا آپ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

(۳۵۸۰) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعَ الْفَمِ قَالَ وَاسِعُ الْفَمِ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ اللَّحْمِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا آنکھیں بڑی بڑی تھیں آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر گوشت کم تھا۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے سماک نامی راوی سے دریافت کیا ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا منہ کا کشادہ ہونا میں نے دریافت کیا اشکل العینین کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے جواب دیا آنکھوں کا بڑا ہونا میں نے دریافت کیا منھوش العقب کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا (پنڈلی) پر گوشت تھوڑا ہونا۔

لغات: الضلیع، کشادہ دہن ضلع (ک) فمہ منہ چوڑا ہونا (عربوں کے نزدیک مردوں کے لیے یہ چیز پسندیدہ ہے) الاشکل وہ شخص جس کی آنکھ کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی ہو۔ المنھوس: دبلا آدمی۔

باب

آپ ﷺ تیز رفتار تھے

(۳۵۸۱) قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مِشْيَتِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا گویا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک میں سورج چلتا تھا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ ﷺ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی ہم کوشش کر کے آپ ﷺ کے ساتھ چلتے تھے اور آپ ﷺ کسی تکلف کے بغیر چلا کرتے تھے۔

باب

آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے

(۳۵۸۲) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰی ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَ رَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ هُوَ ابْنُ خَلِيْفَةَ الْكَلْبِیْ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طرح سے تھے جیسے ان کا تعلق شنوءہ قبیلہ کے ساتھ ہو میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان لوگوں میں سے میں ان کے ساتھ سب سے زیاہ مشابہہ عروہ بن مسعو تھے میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یکھا تو جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سب سے زیادہ تمہارے آقا ان سے مشابہہ تھے یعنی نبی اکرم ﷺ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ دحیہ ان کے مشابہہ ہیں راوی کہتے ہیں یہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ہیں۔

تشریح: احوال نبوی میں اس روایت کو لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ سِنِّ النَّبِیِّ ﷺ وَابْنُ کَمْ کَانَ حِیْنَ مَاتَ؟

باب ۱۲: نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟

(۳۵۸۳) تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ.

ترجمہ: خالد حذاء بیان کرتے ہیں عمار نے مجھے یہ بات بتائی ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۴) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تُوُفِّیَ وَّھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۵) قَالَ مَکَثَ النَّبِیُّ ﷺ بِمَکَّۃَ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ سَنَۃً یَعْنِیْ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَتُوُفِّیَ وَھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام کیا یعنی (اس دوران) آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

(۳۵۸۶) اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُہٗ یَخْطُبُ یَقُوْلُ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ.

ترجمہ: حضرت جریر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو خطبے کے دوران یہ بیان کرتے ہوئے سنا جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی (تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا) میری عمر بھی اس وقت تریسٹھ سال ہو چکی ہے۔

(۳۵۸۷) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَاتَ وَھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا جب وصال ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

اکثر رواۃ کا قول لینا چاہیے کہ عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی ہے اور ساٹھ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں کسر چھوڑ دی ہے اور ۶۵ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں شروع اور آخر کے ناقص سالوں کو پورا شمار کر لیا ہے۔

*

مناقب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی

القرشی التیمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے حضرت ابوبکر کی والدہ کا نام ہے ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار اور ہجرت کے ساتھی ہیں اور آپ کے بعد خلیفہ اول ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ، حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیر کے دن بائیس جمادی الثانیہ تیرہ ہجری کو فوت ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں سو انہوں نے غسل دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کی قبر میں اترے انہیں رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن کیا گیا اس پر اتفاق ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی اور خلافت کا عرصہ گزار کر ان کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مساوی ہو گئی ان کی انگوٹھی پر نعم القادر اللہ نقش تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تاحیات کوئی شعر نہیں کہا انہوں نے حضرت عثمان نے زمانہ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

باب

۱۔ دلی دوست بنانے کے قابل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں

(۳۵۸۸) اَبْرَأُ اِلٰی کُلِّ خَلِیْلٍ مِّنْ خِلِّهٖ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَّاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلًا وَّاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں ہر دوست کی دوستی سے بری ذمہ ہوں اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کو دوست بناتا لیکن تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصف خاص نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خلیل اللہ ہیں اسی طرح نجی (ہم کلام ہونا بھی موسیٰ علیہ السلام کا وصف خاص نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی معراج میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔

۲۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے

(۳۵۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

(۳۵۹۰) قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَیُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ اَبُوْ بَکْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ فَسَکَتَتْ.

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر اس کے بعد کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر اس کے بعد کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے راوی بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کون تھا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔

۳۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ جنت میں بلند درجہ والوں سے بھی افضل ہوں گے

(۳۵۹۱) اِنَّ اَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِىْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلند درجات کے مالک لوگوں کو (جنت میں) نچلے درجے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی (بلند درجات والوں میں شامل ہوں گے) اور یہ دونوں کتنے اچھے ہیں۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانی و مالی احسان کسی کا نہیں

(۳۵۹۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهٗ رَبُّهٗ بَيْنَ اَنْ يَّعِيْشَ فِى الدُّنْيَا مَا شَاءَ اَنْ يَّعِيْشَ وَيَاْكُلَ فِى الدُّنْيَا مَا شَاءَ اَنْ يَّاْكُلَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهٖ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِىِّ ﷺ اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ اِذْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهٗ رَبُّهٗ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهٖ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهٖ قَالَ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلْ نَفْدِيْكَ بِاٰبَائِنَا وَاَمْوَالِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ اِلَيْنَا فِىْ صُحْبَتِهٖ وَذَاتِ يَدِهٖ مِنِ ابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِىْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ وُدٌّ وَاِخَاءُ اِيْمَانٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ایک شخص کو اس کے پروردگار نے اس بارے میں اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہے جب تک کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے اور دنیا میں کھائے پیئے جو وہ کھانا چاہتا ہے اور اس بات کے درمیان (اختیار دیا) کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اس بندے نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس بزرگ پر حیران نہیں ہو رہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیک آدمی کا ذکر کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا یا اپنی بارگاہ میں کسی ایک بات کا حاضری میں سے اختیار دیا تو اس نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کر لیا ہے راوی بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے اپنے والدین دے دیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ حسن سلوک کے اعتبار سے کسی شخص نے ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھا سلوک سے نہیں کیا اور

اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی بھائی چارگی اور محبت تو باقی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

(۳۵۹۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَدَيْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَعَجِبْنَا فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ مِنْ اٰمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِيْ بَكْرٍ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اسے دنیا کی آرائش وزیبائش عطا کردے جتنی وہ چاہے یا اپنا قرب عطا کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے قرب کو اختیار کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر ہم اپنے والدین کو قربان کردیں گے راوی بیان کرتے ہیں ہمیں اس بات پر حیرانگی ہوئی لوگوں نے کہا اس بزرگ کی طرف دیکھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کے بارے میں بتارہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آرائش وزیبائش دی جتنی وہ چاہے اور اپنے قرب کے درمیان اختیار دیا ہے اور یہ صاحب کہہ رہے ہیں ہم اپنے والدین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیں گے تو درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے تھے جن کو یہ اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں ہم میں سب سے بہتر جانتے تھے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتھ اور مال کے حساب سے میرے ساتھ سب سے اچھا سلوک ابوبکر نے کیا ہے اور اگر میں نے کسی کو بھی خلیل بنانا ہوتا تو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا تاہم اسلام کی بھائی چارگی باقی ہے اور مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ ہر ایک دروازے کو بلند کردیا جائے گا۔

باب

۵۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا

(۳۵۹۴) مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا اِلَّا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ جس شخص نے اچھا سلوک کیا ہم نے اس کو بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس نے ہمارے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا اور کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا

نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا ہے اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنالیتا لیکن تمہارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر عمر رضی اللہ عنہ

(۳۵۹۵) اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد دو آدمیوں کی پیروی کرنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی۔

باب

۷۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے

(۳۵۹۶) قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تم لوگوں کے درمیان میں اور کتنا عرصہ رہوں گا؟ میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کر کے یہ بات بتائی۔

(۳۵۹۷) لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا تُخْبِرْھُمَا یَا عَلِیُّ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمایا تھا دونوں انبیاء اور مرسلین کے علاوہ اہل جنت کے پہلے والے اور بعد والے تمام عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں اے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(۳۵۹۸) کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ طَلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ یَا عَلِیُّ لَا تُخْبِرْھُمَا.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اسی دوران حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نظر آ گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمام انبیاء اور مرسلین کے علاوہ سب پہلے والے اور سب بعد والے جنت کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں اے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

(۳۵۹۹) قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مَا خَلَا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا تُخْبِرْھُمَا یَا عَلِیُّ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں ابو بکر اور عمر انبیاء اور مرسلین کے علاوہ تمام پہلے والے اور بعد والے بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں اے علی تم ان دونوں کو نہ بتانا۔

سند کا حال: یہ حدیث امام ترمذی نے تین سندوں سے ذکر کی ہے تینوں ضعیف ہیں۔

اعتراض: جنت میں کوئی ادھیڑ عمر نہیں ہوگا سب ۳۳ سال کی عمر کے ہوں گے پھر حدیث کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ مجاز ما کان ہے یعنی جو دنیا میں ادھیڑ عمر میں فوت ہوئے ہیں وہ جنتی مراد ہیں جیسے الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ میں بھی یہی مجاز مراد ہے۔

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتانے سے کیوں منع کیا؟ اور ابن ماجہ میں ہے مادام حیین یعنی جب تک وہ زندہ رہیں نہ بتائیں اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث کا یہ جزء کھٹک پیدا کرتا ہے کہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور سند کسی بھی حدیث کی صحیح نہیں پس اللہ تعالیٰ اس حدیث کا حال بہتر جانتے ہیں جب ان دونوں حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور اس سے کسی خود فریبی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں تھا تو یہ بات بتانے میں ضرر کا کیا اندیشہ ہوسکتا ہے؟

باب

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں

(۳۶۰۰) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ. قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَلَسْتُ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ اَلَسْتُ صَاحِبَ کَذَا.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں اس بارے میں لوگوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا کیا مین نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا کیا میری یہ خصوصیت نہیں کیا میری وہ خصوصیت نہیں ہے۔

حدیث کا حال: یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس قسم کا دعویٰ کرنے کا مزاج بھی نہیں تھا اور وہ تواضع کی تصویر تھے سقیفہ بنی ساعدہ میں بھی خلافت کے لیے اپنا نام پیش نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کے نام پیش کئے تھے اس لیے اس روایت کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

باب

ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھلتے تھے

(۳۶۰۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ کَانَ یَخْرُجُ عَلٰی اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ وَفِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَلَا یَرْفَعُ اِلَیْهِ اَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ فَاِنَّهُمَا کَانَا یَنْظُرَانِ اِلَیْهِ وَ یَنْظُرُ اِلَیْهِمَا وَ یَتَبَسَّمَانِ اِلَیْهِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْهِمَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین اور انصار ساتھیوں کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی نگاہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں دیکھتا تھا صرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایسا کیا کرتے تھے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صرف ان دونوں کی طرف دیکھا کرتے تھے یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث حکم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

باب

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبعوث ہوں گے

(۳۶۰۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا وَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا ہاتھ تھام رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں قیامت کے دن اسی طرح مبعوث کیا جائے گا۔

اس حدیث میں قبروں کے ساتھ ہونے کی طرف صرف اشارہ ہے صراحت نہیں کہیں بھی دفن ہوں اور ساتھ مبعوث ہوں یہ بات ممکن ہے تو حدیث کا ماسبق لاجلہ الکلام (مقصد) صرف اخروی رفاقت کا بیان ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا وآخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں

(۳۶۰۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم غار میں بھی میرے ساتھ تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھ ہوگے۔

باب

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان اور ناک تھے

(۳۶۰۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَاٰى اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا یہ سمع اور بصر ہے۔

باب

۱۴۳۔آپ ﷺ نے آخر حیات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت صغریٰ سونپی

(۳۶۰۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ اَبَابَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَاْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِیْ لَهٗ اِنَّ اَبَابَكْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَاْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ ﷺ سے کہو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم عورتیں بھی یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ نماز پڑھائے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تمہاری وجہ سے مجھے کبھی کوئی بھلائی نہیں ملی۔ اس میں امامت کبریٰ کی طرف صاف اشارہ تھا۔

۲۹ صفر ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر راستے میں دردسر شروع ہوا یہ آپ ﷺ کے مرض الموت کا آغاز تھا آپ ﷺ نے اسی حالت میں گیارہ دن نماز پڑھائی مرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن تھی وفات سے چار دن پہلے تک سخت تکلیف کے باوجود آپ ﷺ ہی نمازیں پڑھاتے رہے آخری دن بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ ہی نے پڑھائی اور اس میں سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی لیکن وفات سے چار دن پہلے عشاء کے وقت مرض بڑھ گیا اور غشی طاری ہوگئی جب ہوش آیا تو دریافت فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا گیا نہیں لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھو گھر والوں نے ایسا ہی کیا آپ ﷺ نے غسل فرمایا مگر جب اٹھنا چاہا تو پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو دریافت کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی عرض کیا گیا نہیں لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ﷺ نے دوبارہ اور سہ بارہ غسل فرمایا مگر ہر بار جب اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو غشی طاری ہو جاتی بالآخر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلوایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ

ہے۔(الرحیق المختوم)

اس موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین یا چار بار گفتگو کی کہ امامت کا کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سونپا جائے ایک بار حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ بات کہلوائی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی فرماتے رہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بلکہ آخر میں تو ڈانٹ پلائی کہ تو یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حیات میں امامت صغریٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سونپی اس میں امامت کبریٰ کی طرف صاف اشارہ تھا۔

باب

۱۴۔ یہ بات مناسب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرے

(۳۶۰۶) لَایَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جن لوگوں کے درمیان ابوبکر موجود ہو ان لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرے۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

باب

۱۵۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا

(۳۶۰۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِّنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کریگا تو جنت میں یہ آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے یہ زیادہ بہتر ہے جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا اسے جہاد کرنے والے دروازے سے بلایا جائے گا صدقہ وخیرات کرنے والے کو صدقہ دینے والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں لازمی سی بات ہے ان میں سے جس بھی دروازے سے بلایا جائے گا اسے کوئی حرج نہیں ہوگا لیکن کیا کوئی ایسا بھی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ایک ہو۔

۱۶۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خیر کے کام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی سبقت نہیں کر سکے

(۳۶۰۸) اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ قَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی کہ ہم صدقہ کریں اس وقت میرے پاس کچھ مال موجود تھا میں نے یہ سوچا کہ آج میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا اور آج ہی میں سبقت لے جاسکتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اپنا نصف مال لے کر آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی اتنا ہی چھوڑا ہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا سامان لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے یہ سوچا کہ میں کبھی بھی کسی معاملے میں ان سے سبقت نہیں لے جاسکتا۔

باب

۱۷۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قائم مقام بنایا

(۳۶۰۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ وَّاَمَرَهَا بِاَمْرٍ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ لَّمْ اَجِدْكَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَابَكْرٍ.

ترجمہ: محمد بن جبیر بیان کرتے ہیں ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے ایک خاتون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی ہدایت کی وہ کہنے لگی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے؟ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا۔

باب

۱۸۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دریچے کے علاوہ تمام دریچے بند کرادیئے

(۳۶۱۰) بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً اِذْ قَالَتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰمَنْتُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک مرتبہ ایک شخص گائے پر سوار ہوا تو وہ گائے بولی مجھے اس مقصد کے لیے پیدا نہیں کیا گیا مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے (یہ بیان کرنے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں

اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی۔

(۳۶۱۱) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ (مسجد نبوی کے) تمام دروازوں کو بند کرنے کی ہدایت دی تھی۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ابراہیم بن المختار ضعیف الحفظ ہے۔

باب

۱۹۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر دیا

(۳۶۱۲) اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو اسی دن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق پڑ گیا۔

باب

۲۰۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے وزیر تھے

(۳۶۱۳) مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا لَهُ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان سے تعلق رکھتے ہیں اور دو وزیر جو زمین سے تعلق رکھتے ہیں میرے آسمان سے تعلق رکھنے والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین سے تعلق رکھنے والے میرے دو وزیر ابو بکر اور عمر ہیں۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں مگر سب ضعیف ہیں

۲۱۔ قوت ایمانی میں آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اوّلیت:

حضرت محمد بن عقیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے فرمان کو نقل کرتے ہیں اس کو بزاز نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے حضرت محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خطبہ دیا فرمانے لگے:

یا ایھا الناس من اشجع الناس. اے لوگو! یہ تو بتاؤ سب سے زیادہ شجاع کون ہے۔

وہ کہنے لگے:

انت یا امیر المؤمنین. اے امیر المومنین آپ سب سے زیادہ شجاع انسان ہیں۔

لکن ھو ابو بکر رضی اللہ عنہ البدایہ والنہایہ: ۴۔۳۔۲۸۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں:

لوگوں نے اس پر دلیل مانگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو دلیلیں دے کر اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا فرمانے لگے:

انا جعلنا لرسول اللہ ﷺ عریشا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک خیمہ بنایا۔ جب غزوۂ بدر تھا۔

قلنا من یکون مع رسول اللہ ﷺ لئلا یھوی الیہ احد من المشرکین.

ہم نے کہا پھر پہرہ آج کون دے گا شرط یہ ہے کہ اکیلا ہوگا۔

چونکہ سارے تین سو تیرہ ہیں اگر وہ خیمہ کے پاس ہی رہیں تو پھر آگے جہاد کون کرے گا ایک ہو تنہا ہو اکیلا کھڑا ہو مگر اکیلا ہو کے بھی چاروں طرف سے حفاظت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کے کہتے ہیں:

واللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر رضی اللہ عنہ شاھرا بالسیف علی راس رسول اللہ ﷺ. (البدایہ والنہایۃ: ۴۔۲۸۸،۳)

"خدا کی قسم ہے ہم میں سے کوئی بھی ابھی آگے نہیں نکلا تھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضاء میں تلوار لہراتے ہوئے چھلانگ لگا کے آگے آگئے۔"

جس طرح انہوں نے غار میں پہرہ دیا تھا آج بدر میں پہرہ دینے کے لیے وہ آگے نکلے ہیں۔

دوسری دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ ایک اور دلیل دے دی۔

ولقد رائیت رسول اللہ ﷺ. میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نبی ﷺ گزر رہے تھے۔

اخذتہ قریش. قریش کے بہت سے لوگ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ گذرے تو انہوں نے پکڑ لیا۔

فھذا یحادہ وھذا یتلتلہ. اتنے زیادہ تھے کوئی آدمی کوئی چیز مار رہا تھا کوئی کچھ مار رہا تھا۔

وہ کہتے تھے:

انت جعلت الالھۃ الھا واحدا. تو ہے وہ جس نے کئی خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فواللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر رضی اللہ عنہ. (البدایہ والنہایہ: ۴: ۳، ۲۸۸)

جب میدان میں اترے تو ان کا کیا انداز تھا؟

یضرب ویجاھد ھذا ویتلتل ھذا. کسی کو مکا مارتے ہیں اور کسی کو کک مارتے ہیں کسی کو گھٹنا مارتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب کو پیچھے ہٹا کر ان کو گھور کے کہا:

ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ.

تم تباہ ہو جاؤ اس ذات پر تم حملہ کرتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے میرا رب اللہ ہے۔

فبکی.(البدایہ والنہایہ ۴۔۳،۲۸۸) آپ تنا روائے کہ ساری داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

پھر فرمایا اب ایک اور بات میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

انشد کم اللہ. میں تمہیں رب کی قسم دے کر کہتا ہوں اے میرے خطبہ سننے والو مجھے ایک سوال کا جواب دو۔

مؤمن آل فرعون کا وہ مومن بہتر ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ؟

قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں آل فرعون کے ایک مومن کا ذکر ہے اور اس سورۃ کا نام ہی مومن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا وہ ولی جس کا قرآن مجید کے چوبیسویں پارے میں ذکر ہے:

﴿قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ﴾

رجل مؤمن نے کہا جو آل فرعون سے تھا اور آن حال کہ وہ اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا وہ کلمہ پڑھ چکا تھا مگر ایمان اس نے چھپا رکھا تھا اس نے کیا کہا قرآن مجید میں ہے: ﴿اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ فرعونیو اس بندے کے ساتھ لڑائی کرتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگو تمہیں جواب نہیں آتا تو میری بات سن لو۔

قال علی فو اللہ لساعة من ابی بکر خیر من ملء الارض من مومن آل فرعون.

فرمایا خدا کی قسم! میرے قائد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی تو ایک طرف رہی ان کی زندگی کا ایک منٹ ایک طرف رکھو اور آل فرعون کے اس ولی کی پوری بھری ہوئی زمین نیکیوں کی دوسری طرف رکھو تو میرے صدیق کا ایک منٹ بھاری ہو جائے گا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواری کی لگام پکڑی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنا والہانہ عشق رکھتے ہیں اور تنا پیار کرتے ہیں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قصہ جنگ کی طرف لڑائی کے لیے فوج نکلی تو حضرت صدیق کبر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر بیٹھے۔

واستوی علی راحلته اخذ علی ابن طالب بزمامها.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آگے جانور کو روک لیا اور لگام پکڑ لی اور کہنے لگے۔

الی این یا خلیفة رسول اللہ ﷺ. "اللہ کے نبی ﷺ کے خلیفہ کہاں جانا چاہتے ہو۔"

بتاؤ تو سہی یعنی جہاد کرنے کے لیے ہم تھوڑے ہیں ہم تمہارے لشکر کے سپاہی ہیں تم خود جا رہے ہو۔

کہنے لگے: اقول لك ما قال رسول اللہ ﷺ. آج میں تجھے وہی کہتا ہوں جو احد والے دن سرکار ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب تم تیار ہو کے نکلے تھے تو محبوب ﷺ نے کہا تھا:

ولا تفجعنا بنفسك وارجع الی المدینة.

"اپنی تلوار نیام میں ڈالو ہمیں اپنی وجہ سے نقصان نہ دو اور مدینہ کی طرف لوٹ کے چلے جاؤ۔"

فواللہ لئن فجعنا بل لا یکون للاسلام نظام ابدا.

"خدا کی قسم اے ابوبکر اگر تمہاری شہادت ہوگئی تو اسلام کا نظام بچ ہی نہیں سکے گا۔"

لا یکون للاسلام نظام ابدا. (البدایہ والنہایہ ٦۔٧٠٧)

کہ سارا اسلامی نظام تمہاری شخصیت میں بند ہے اور اس وقت تم اس کی پوری طرح وضاحت بھی کر سکتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ جملے طبقات ابن سعد میں موجود ہیں ایک شخص نے آپ سے یہ کہا۔

قال رجل لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نسمعك تقول فی الخطبة.

اے علی رضی اللہ عنہ جو بھی تمہارا خطبہ ہوتا ہے آپ کے ہر خطبے میں ہم ایک بات سنتے ہیں۔

نسمعك تقول فی الخطبة. ہم سنتے ہیں تم خطبے میں یہ کہتے رہتے ہو۔

اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدین.

"اے اللہ ہماری بھی ویسی اصلاح فرما جیسی تو نے خلفائے راشدین کی فرمائی ہے۔"

وہ خلفائے راشدین کون ہیں: اغرورقت عيناه

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے:

هما حبيبي ابوبكر وعمر رضی اللہ عنہ "وہ دونوں میرے محبوب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما"

اماما الهدى وشيخا الاسلام. دونوں ہدایت کے امام اور دونوں شیخ الاسلام۔

من اقتدى بهما عصم. جو بھی ان کے پیچھے چلا وہ بچ گیا۔

من اتبع آثارهما هدى الصراط المستقيم. جو ان کے نقش قدم پہ چلا وہ صراط مستقیم پہ چلا۔

من تمسك بهما فهو من حزب الله. جن لوگوں نے ان کو اپنا لیڈر بنالیا وہ سارے اللہ تعالیٰ کی پارٹی بن گئے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مدینہ شریف مسجد نبوی میں بیٹھے تھے تو کسی نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیا مقام تھا تو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی قبروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

بمنزلتهما منه الساعة. (سیر اعلام النبلاء ۵/ ۳۳۷)

فرمایا: جواب ان کا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام ہے یہی زندگی میں بھی ہوا کرتا تھا۔

مكث فى مرضه اياما وليالى ياتيه المؤذن.

مروا ابابكر رضی اللہ عنہ فليصل بالناس. ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

مجھے اور میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

مروا ابابكر فليصل بالناس. تم میرے خاندان کے اہم بندے ہو جاؤ تم جا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ میرا پیغام دو یہ نہ کہے کہ کسی عام بندے نے جا کر کہہ دیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جماعت کرادی تھی تم دونوں جاؤ اور جا کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ آج تم مصلی نبوت پر کھڑے ہو جاؤ اور جماعت کراؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں کئی دن جماعت نہیں کرائی مؤذن آگے کہتا تھا اب کیا کریں جماعت کا وقت ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پاس بیٹھا تھا مجھے تو نہیں کہا کہ اٹھو تم جماعت کراؤ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر گھر میں بھی ہوتے تھے تو فرماتے ان کو بلا کے لاؤ تا کہ وہ جماعت کرائیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فیامر ابابکر رضی اللہ عنہ فلیصل بالناس وھو یر مکانی.

ھو یری مکانی. حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مرتبہ کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو خود چاہتی تھیں کہ کوئی اور جماعت کرائے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اور نہیں بلکہ اگلے لفظ یہ ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نہیں مانتا کہ کوئی اور جماعت کرائے یہ میری اپنی مرضی نہیں بلکہ میرے رب کی مرضی یہ ہے کہ جو پہلے دن سے ساتھ ہے اور جس کی سب سے زیادہ ہم نے تیاری کروائی ہے آج امت کے کارواں کا لیڈر وہ بنے گا۔ جس وقت یہ باتیں ہو گئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

لما قبض اللھب نبیہ جب وہ تلخ لمحہ آ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

کہتے ہیں: نظرنا فی امورنا "ہم نے میٹنگ کی کہ کیا کرنا چاہیے؟"

فاخترنا للدنیانا من رضیۃ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا. (سیر اعلام النبلاء: ۲۔۱، ۶۲۹۔ ۶۳۰ تاریخ دمشق: ۴۲۔ ۴۴۱)

"پس ہم نے اپنی دنیا کے لیے اس کا انتخاب کیا جس کا انتخاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے کیا تھا۔"

یہ جملہ بھی کروڑوں جملوں کے ہم پلہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میں بتاتا ہوں کس کا پہلا نمبر ہے ہم نے بیٹھ کے میٹنگ کی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کون ہو گا ہم نے جب سوچا تو ہم نے فیصلہ کر دیا:

فاخترنا للدنیانا. ہم نے اپنی دنیا کا لیڈر اسے بنایا جس کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کا لیڈر بنایا تھا ہمیں سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کام تو خود کر گئے ہیں کہ مصلیٰ جوان کو دے گئے ہیں۔ اور فرمانے لگے:

کانت الصلوۃ اصل الاسلام. اسلام کی جڑ کی قیادت انہوں نے کی اور پھر

وھی اعظم الامر. سب سے بڑا کام اسلام کا نماز ہے

وقوام الدین. اور دین قائم ہی نماز پر ہے۔

تو جس نقطہ پہ دین قائم ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل حکومت کے لحاظ سے ہی نہیں تھے رب ذوالجلال کی عطا سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعین سے وہ شریعت و طریقت طہارت و تقویٰ کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے حکومت چلانے کے لحاظ سے بھی پہلے نمبر پر تھے اب یہاں جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پریس کانفرنس میں یہ بیان کیا فرمانے لگے:

فبایعنا ابابکر. ہم سب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

کیوں ان کی بیعت کی فرمانے لگے:

وکان لذالك اهلا. اہل سمجھ کے ہم نے ان کی بیعت کی۔

ولم يختلف عليه منا اثنان۔ لاکھ سے زائد صحابہ کرام علیہم السلام میں سے دو بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے اس فیصلہ کا بائیکاٹ کیا ہو بلکہ سب نے اس پر اتفاق کیا۔

فاديت الى ابى بكر حقه. میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کا حق دیا۔

فعرفت له طاعته. میں ان کی انگلی کے اشارے پر چلتا تھا میں نے ان کی اطاعت کی ہے۔

وغزوت معه فى جنوده. میں ان کی فوجوں کا سپاہی بن کے جہاد پر جاتا رہا ہوں میں نے کارکن کی طرح ان کی اطاعت کی ہے۔

و كنت اخزاذا اعطانى. اگر وہ کچھ مجھے دیتے تھے تو میں وہ لے لیتا تھا۔

واغزواذا غزانى. اور وہ مجھے لڑاتے تھے تو میں لڑ جاتا تھا۔

فلما قبض جب ان کا وصال ہو گیا۔

ولى عمر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ خلیفہ بنا دیا۔

تو ہم نے ان کا بھی وہ ادب کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا اور ان کا وہی وطیرہ تھا وہی لفظ سارے استعمال کئے کہ ان کے کہنے پر میں جہاد میں جاتا رہا ہوں۔

میں نے مجرموں کو کوڑے مارے میں نے ان کی ہر وقت اطاعت کی ہے۔

ان کے بارے میں وہی لفظ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے بولے تھے استعمال کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا ہی لیڈر مانا اور ان کی اطاعت میں دو بندے بھی ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شک کیا ہو ہم نے مل کر انہیں اپنا لیڈر منتخب کیا تھا۔

فلما قبض فبايعنا عثمان ہم نے حضرت عثمان کی بیعت کی اور دو کا بھی ہمیں اختلاف نہیں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ ہمیشہ گواہی دیا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے:

لا يجتمع حبى وبغض ابى بكر وعمر فى قلب مومن. کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کی عداوت جمع نہیں ہو سکتے۔ (الصوعق الحرمہ ص ۶۱) ذیل میں ان کی تحقیق ملاحظہ کریں۔

مناقب ابى حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری:

علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن

عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنگ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قریش کے معززین میں شمار ہوتا تھا زمانہ جاہلیت میں سفارت کا منصب انھی کے سپرد تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم راجح ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بہ حیثیت خلیفہ) سیرت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہ کثرت فتوح ہوئیں اور متعدد علاقے اور شہر اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے عراق شام مصر جزیرہ دیار بکر ارمینیہ آذربائیجان ارانیہ بلاد جبال بلاد فارس اور خوزستان وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے خراسان میں اختلاف ہے بعض مورخین نے کہا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا اور بعض نے کہا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے اور اپنے لیے ایک عام مزدور کا وظیفہ مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان تیار کرائے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے لحاظ سے نام لکھوائے پہلے بنو ہاشم کے پھر جو ان کے قریب تھے اور پھر جوان کے قریب تھے اسی طرح جو لوگ اسلام لانے میں سابق تھے ان کا زیادہ اعزاز اور اکرام کرتے تھے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت دی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں ایک دن سخت گرمی کا دن تھا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بالا خانہ پر بیٹھا ہوا تھا ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص سخت دھوپ میں دو اونٹوں کو لیے چلا آرہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ہم نے پہچانا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اتنی سخت لو اور گرمی میں آپ رضی اللہ عنہ کیوں باہر پھر رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ صدقہ کے دو اونٹ نکل بھاگے تھے میں نے سوچا کہ اگر یہ ضائع ہو گئے تو آخرت میں مجھ سے مواخذہ ہوگا اس لیے میں ان کو واپس چراگاہ میں لا رہا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ یہاں آئیں پانی سے غسل کریں اور سایہ میں آرام کرلیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پانی اور سایہ کو اپنے پاس رکھو اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص کسی قوی اور امین شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اسماعیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت علی مسجدوں کے پاس سے گذرے تو ان کو قندیلوں سے روشن دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو اسی طرح منور کردے جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے جانے میں اسی ۸۰ درہم خرچ کئے بعد میں ہاتھ مل مل کر افسوس کررہے تھے کہ ہم نے یہ اسراف کیا ہے ابن مغول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخرت کے حساب سے پہلے دنیا میں اپنا حساب کرلو اور میزان میں اپنے اعمال کے وزن سے پہلے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کرلو۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۲-۷۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا ۱۳ ہجری میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے مدت خلافت دس سال چند ماہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایران شام عراق قدس مدائن مصر اور جزیرہ فتح ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ

اور بصرہ بسائے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے ملک وملت کی تنظیم کے لیے بہت سے کارنامے انجام دیئے اور آپ کے بے شمار فضائل ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی روایات میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل آئے ہیں۔

باب ۱۵

۱۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

(۳۶۱۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامِ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ اَوْبِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَيْهِ عُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ان دو آدمیوں میں سے اپنی بارگاہ میں زیادہ محبوب شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما ابوجہل یا عمر بن خطاب۔

نبوی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے تین دن بعد آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسلام لانے کے لیے یہ دعا فرمائی:

اللّٰهم اعز الاسلام بأحب هذين الرجلين اليك بأبي جهل اوبعمر بن الخطاب.

اے اللہ! اسلام کو قوت پہنچا ابوجہل اور عمر بن الخطاب میں سے جو شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وکان احبھما الیہ عمر اللہ کے نزدیک ان دونوں میں زیادہ محبوب عمر رضی اللہ عنہ تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کو ایمان کی دولت سے نوازا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اسلام پردے سے باہر آیا اس کی علانیہ دعوت دی گئی ہم حلقے بنا کر بیت اللہ کے گرد بیٹھے بیت اللہ کا طواف کیا اور جس نے ہم پر سختی کی اس سے انتقام لیا اور کفار کے بعض مظالم کا جواب دیا (تاریخ عمر رضی اللہ عنہ ابن الجوزی) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہم برابر طاقتور اور باعزت رہے: مازلنا اعزة منذ اسلم عمر۔ (بخاری حدیث ۳۸۶۳)

باب

۲۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ہمیشہ حق بات آئی تھی اور وہی ان کی زبان سے نکلتی تھی

(۳۶۱۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ اَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ اَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ شَكَّ خَارِجَةُ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ عَلٰى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب بھی لوگوں کو کوئی معاملہ درپیش ہوا اور لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی رائے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کوئی الگ رائے دی (یہاں پر راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں حضرت ابن خطاب نے اس بارے میں کوئی رائے دی تو قرآن اس کے مطابق نازل ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

تشریح: ہمیشہ دل میں حق بات کا آنا اور وہی زبان پر جاری ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی ان کا شریک وسہیم نہیں۔

باب

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی فوراً قبول ہوئی

(۳۶۱۶) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامِ بِاَبِیْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ اَوْبِعُمَرَ قَالَ فَاَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَسْلَمَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا کر راوی بیان کرتے ہیں اگلے دن صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

باب

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا

(۳۶۱۷) قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذَاکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر فرد تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو یہ کہہ رہے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے سورج ایسے کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو (یعنی عمر سے زیادہ بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے)۔

سوال: یہ حدیث عام ہے اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت لازم آتی ہے جبکہ امت کا اجماع ہے کہ افضل الناس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب: یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے۔

---*---

۵۔ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرنے والے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعلق نہیں

(۳۶۱۸) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ مَا اَظُنُّ رَجُلًا يَّنْتَقِصُ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

ترجمہ: محمد بن سیرین کہتے ہیں میرے خیال میں کوئی بھی ایسا شخص جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا ہو تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا ہوگا۔

باب

۶۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالات نبوت کے حامل تھے

(۳۶۱۹) لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

قابلیت رکھنے والے ضرور پیدا ہوں گے مگر منصب ختم کر دیا گیا اسی طرح نبوت بھی کچھ کمالات کی وجہ سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ بے صلاحیت آدمی کو نبی نہیں بناتے مگر اب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے نبوت کا سلسلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف کر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا نیا نبی پیدا نہیں ہوگا عیسیٰ علیہ السلام ضرور آئیں گے مگر وہ پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں البتہ نبوت کے کمالات افراد او اجتماعات پائے جاسکتے ہیں حدیث میں ہے کہ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

پس حدیث کا مطلب یہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالات نبوت کے حامل ہیں اگر نبوت جاری ہوئی تو ان کو نبوت ملتی مگر نبوت وہبی ہے کسبی نہیں پس اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غایت درجہ فضیلت ہے۔

باب

۷۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا

(۳۶۲۰) رَاَيْتُ كَاَنِّيْ اُتِيْتُ بِقَدَحٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَاَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الْعِلْمُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا میں نے اس میں سے پی لیا پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا لوگوں نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا تعبیر بیان کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

(۳۶۲۱) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِشَابٍّ مِّنْ قُرَيْشٍ فَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَنَا هُوَ فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ فَقَالُوْا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے سونے سے بنا ہوا ایک محل دیکھا اور دریافت کیا یہ کس کا محل ہے لوگوں نے بتایا قریش کے ایک آدمی کا ہے میں نے یہ گمان کیا کہ شاید میں ہی وہ آدمی ہوں تو میں نے دریافت کیا وہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا وہ عمر بن خطاب ہیں۔

۸۔ جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے سونے کا محل ہے

(۳۶۲۲) اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِيْ دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِيْ فَاَتَيْتُ عَلٰى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ اَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ اَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِرَجُلٍ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا اَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَاَيْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا.

ترجمہ: ایک مرتبہ صبح کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ تم کس وجہ سے جنت میں مجھ سے آگے تھے میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے محسوس کی پھر میں ایک چوکور بلند سونے کے بنے ہوئے محل کے پاس آیا میں نے دریافت کیا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا یہ عرب سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں بھی ایک عربی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ محل قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں بھی ایک قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ پھر فرشتوں نے بتایا یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میں جس وقت بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت ادا کرنی چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید ان دونوں کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہوگا۔

باب

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محل جیسا محل ہے

(۳۶۲۳) خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَائَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَّهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ

لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ.

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام کنیز آئی اس نے عرض کی یارسول اللہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسلامت لے آیا تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے یہ نذر مانی تھی تو بجالو ورنہ رہنے دو تو اس نے دف بجانی شروع کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو وہ دف بجارہی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر آئے تو وہ دف بجارہی تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے تو تب بھی وہ دف بجارہی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو اس نے دف اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لی اور اوپر بیٹھ گئی آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر شیطان تم سے ڈرجاتا ہے میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی ابوبکر اندر آئے یہ بجاتی رہی پھر علی اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے پھر بھی یہ بجاتی رہی اور پھر تم اندر آئے اے عمر تو اس نے دف رکھ دی۔

بِهِمَا۔ قولہ انہی دو عملوں کی وجہ سے کسی نے اس مصداق اذان کے بعد دوگانہ کو اور وضوء کے بعد کے دوگانہ کو قرار دیا ہے اور کسی نے اس کا مصداق ہمیشہ باوضوء رہنے کو اور تحیۃ الوضوء کو قرار دیا ہے۔

باب

۱۰۔ شیاطین الانس والجن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں

(۳۶۲۴) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَى فَانْظُرِي فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ہم نے شور وغل کی آواز سنی اور کچھ بچوں کی آواز سنی نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے تو وہاں ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی جس کے اردگرد بچے موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا آؤ تم بھی دیکھ لو میں آئی میں نے اپنی ٹھوڑی آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی اور آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سر رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی آپ ﷺ (تھوڑی دیر بعد) مجھ سے دریافت کرنے لگے کیا تمہارا جی نہیں بھرا کیا تمہارا دل نہیں بھرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نہیں کہتی رہی میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی قدر ومنزلت کا جائزہ لینا چاہتی تھی اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آگئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سب لوگ اس عورت کے پاس سے دور چلے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنوں اور انسانوں سے تعلق رکھنے والے شیاطین کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمر کو دیکھ کر

بھاگ گئے۔

تشریح: شیاطین جن چیزوں سے بھاگیں ان کی اہمیت ظاہر ہے وہ اذان واقامت سن کر بھاگتے ہیں اس سے ان دونوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے پس جب شیاطین الجن ہی نہیں شیاطین الانس بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگتے ہیں تو اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

باب

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن تیسرے نمبر پر قبر سے نکلیں گے

(۳۶۲۵) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین کو شق کیا جائے گا اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے پھر عمر کے لیے پھر جنت البقیع میں دفن لوگ آئیں گے اور ان کا حشر میرے ساتھ کیا جائے گا پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ مجھے دونوں حرمین کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

باب

۱۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے محدَّث (ملہم) ہیں

(۳۶۲۶) قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلی امتوں میں سے محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوگا تو عمر بن خطاب ہوگا۔

باب

۱۳۔ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما جنتی ہیں

(۳۶۲۷) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے آگئے پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے آگئے۔

۱۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ خدا میں شہید ہوئے

(۳۶۲۸) قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَرْعٰى غَنَمًا لَهٗ اِذْجَآءَ الذِّئْبُ فَاَخَذَ شَاةً فَجَآءَ صَاحِبُهَا فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَقَالَ الذِّئْبُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاٰمَنْتُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا ایک بھیڑیا وہاں آیا اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا بکری کا مالک وہاں آیا اس نے اس بھیڑیئے سے بکری کو چھڑا لیا بھیڑیا بولا درندوں کے مخصوص دن میں تم اس کا کیا کرو گے جب اس کا رکھوالا صرف میں ہوں گا (پھر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں میں بھی ابوبکر بھی عمر بھی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے الٰہی مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت مدینۃ الرسول میں مقدر فرما چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولوء لوء ہ نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے آپ پر خنجر سے وار کیا اور ایسا کاری زخم لگایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے جانبر نہ ہو سکے اور تین دن بعد وفات پا کر جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر بے پایاں رحمت کی بارش فرمائیں۔ (آمین)

مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ایک قول ہے ان کی کنیت ابوعمر ہے ان کا لقب ذوالنورین اور امیر المومنین ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کی ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اور وہ مسلمان ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے سو یہ سب مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا پھر

حضرت عثمان اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں دیا جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ کر ۴ھ میں راہی فردوس ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنفسہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان کی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا اور جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوئی اس دن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدر کے مجاہدین میں شمار کیا اور ان کو مال غنیمت سے حصے اور اجر میں شریک کیا۔

ا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی

(۳۶۲۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اهْدَأْ اِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے وہ چٹان حرکت کرنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور شہید موجود ہیں۔

(۳۶۳۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَعِدَ اُحُدًا وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے پہاڑ ان کی وجہ سے کانپنے لگا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احد ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

تشریح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کے علاوہ پانچوں حضرات راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں یہ عظیم پیشن گوئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آخر حیات میں یہ اعتراض ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کر دیا ہے چنانچہ کوفہ بصرہ، اور مصر سے وفود آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے اقرباء کو عہدوں سے ہٹائیں آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا بلوائیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر میں محصور کر دیا اور مطالبہ شروع کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ خود خلافت سے معزول کر دیں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی نہیں کیا چنانچہ چالیس دن تک محاصرہ رہا۔

سترہ ذوالحج ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ جلدی کرو ہم تمہارے افطار کے منتظر ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آپہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا حضرت امام حسن مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی داڑھی پکڑ کھینچی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے بسم اللہ تو کلت علی اللہ۔ سواد بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ شروع ہو گیا عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نووار کئے ایک ازلی شقی نے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس خون ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾ (بقرہ:۱۳۷) تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس جان یکاہ حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں تین دن تک آپ کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔

باب

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے

(۳۶۳۱) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَّرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ.

ترجمہ: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق عثمان ہے (راوی کہتے ہیں) یعنی جنت میں۔

یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر فضائل میں ضعیف روایت معتبر ہے۔

باب

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ خرید کر وقف کیا

(۳۶۳۲) لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهٖ ثُمَّ قَالَ اُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ حِرَاءَ حِيْنَ انْتَقَضَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ مَنْ يُّنْفِقُ نَفَقَةً مُّتَقَبَّلَةً وَالنَّاسُ مُجْهَدُوْنَ مُعْسِرُوْنَ فَجَهَّزْتُ ذٰلِكَ الْجَيْشَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ بِئْرَ رُوْمَةَ لَمْ يَكُنْ يَشْرَبُ

مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا بِثَمَنٍ فَابْتَعْتُهَا فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَ الْفَقِيْرِ وَابْنِ السَّبِيْلِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ وَاَشْيَاءَ عَدَّدَهَا.

ترجمہ: ابوعبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کردیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر پر سے لوگوں کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ جب حراء پہاڑ حرکت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حراء ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید موجود ہے لوگوں نے جواب دیا جی ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ کہ نبی اکرم ﷺ نے جیش عسرت کے بارے میں فرمایا تھا جو شخص قبول کئے جانے والا خرچ کرے گا جب کہ لوگ تنگی اور پریشانی کا شکار ہیں (تو اسے یہ اجر ملے گا) تو میں نے اس لشکر کو سامان فراہم کیا؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رومہ کنوئیں سے پانی نہیں پیا جاسکتا تھا صرف قیمت کے عوض میں لیا جاسکتا تھا تو میں نے اس کنوئیں کو خرید کر ہر غریب وامیر اور مسافر کے لیے وقف کردیا لوگوں نے کہا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے (راوی کہتے ہیں) اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مزید باتیں بھی گنوائیں۔

بیئر رومہ ایک یہودی کا تھا وہ مسلمانوں کو اس سے پانی بھرنے نہیں دیتا تھا پیسے لیتا تھا اس کا پانی شیریں تھا نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ جو کوئی یہ کنواں خرید کر وقف کردے اس کے لیے جنت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کیا۔

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اونٹوں اور دیناروں سے لشکر کی بھرپور مدد کی پس نبی ﷺ نے فرمایا: اب عثمان جو کچھ کریں اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا

(۳۶۴۳) شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا آپ ﷺ جیش عسرت کی مدد کے لیے ترغیب دے رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک سو اونٹ ساز وسامان سمیت اللہ کی راہ میں دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے لشکر کی مدد کی ترغیب دی تو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں دو سو اُونٹ ان کے ساز وسامان سمیت اللہ کی راہ میں دیتا ہوں پھر آپ ﷺ نے لشکر کی مدد کی ترغیب دی پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یارسول اللہ ﷺ میں تین سو اونٹ ان کے ساز وسامان سمیت اللہ کی راہ میں دوں گا راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ منبر سے نیچے آگئے اور آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی عمل کرے اس پر کوئی پکڑ

نہیں ہوگی اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو بھی عمل کرے اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔

فائدہ: اعمال صالحہ: اعمال سیئہ کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ نیک کام برے کاموں کو یقینا مٹا دیتے ہیں (ہود آیت ۱۱۴) پھر مکفرات عام طور پر گناہوں سے مؤخر ہوتے ہیں مگر کبھی مقدم بھی ہوتے ہیں۔ جیسے بدری صحابی کے بارے میں فرمایا: لعل الله قد اطلع علی اهل بدر فقال: اعملو ما شئتم فقد غفرت لکم۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بھی ایسا ہی عمل قرار دیا ہے پس اگر بالفرض آپ رضی اللہ عنہ سے آخر حیات میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو یہ عمل اس کے لیے کفارہ بن گیا ہے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت رضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جوان کے لیے اپنی بیعت سے بہتر تھی

(۳۶۳۴) جَآءَ عُثْمَانُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ وَّكَانَ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْ كِتَابِیْ فِیْ كُمِّهٖ حِیْنَ جَهَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَیَنْثُرُهَا فِیْ حِجْرِهٖ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُقَلِّبُهَا فِیْ حِجْرِهٖ وَیَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس روایت کے راوی حسن بن واقع بیان کرتے ہیں میں نے اپنی تحریر میں ایک اور جگہ پر یہ بات دیکھی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں وہ دینار لے کر آئے جب وہ جیش عسرت کے لیے سامان فراہم کر رہے تھے انہوں نے ان دیناروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیا حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جھولی میں ان دیناروں کو پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان کو کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔

۶۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک قطعہ زمین خرید کر مسجد نبوی میں اضافہ کیا

(۳۶۳۵) قَالَ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِبَیْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلٰی اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ فَبَایَعَ النَّاسَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی فَكَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام سے گیا ہوا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک دوسرے ہاتھ پر رکھا (راوی کہتے ہیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لوگوں کی طرف سے ان کے اپنے ہاتھ سے بہتر تھا۔

فائدہ: مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلی مرتبہ توسیع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی، اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے پھر دوسری مرتبہ توسیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہوئی اور ان دونوں اضافوں میں اصل مسجد برقرار رکھی گئی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ توسیع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی اس مرتبہ ساری مسجد از سرنو بنائی گئی۔

۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو فتنہ ہوا اس میں آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے

(۳۶۳۶) قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عثمان فَقَالَ ائْتُونِي بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذِيْنِ اَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ قَالَ فَجِيئَ بِهِمَا فَكَاَنَّهُمَا جَمَلَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا حِمَارَانِ قَالَ فَاَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عثمان فقال اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِي بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلَ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِي اَنْ اَشْرَبَ حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّشْتَرِي بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدَهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنِي اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيْضِ قَالَ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اَنِّي شَهِيْدٌ ثَلَاثًا.

ترجمہ: حضرت ثمامہ بن حزن قشیری بیان کرتے ہیں میں اس وقت اس گھر کے پاس موجود تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے آکر یہ فرمایا اپنے ان دو بڑوں کو لے کر آؤ جنہوں نے تمہیں میرے خلاف کھڑا کیا ہے راوی بیان کرتے ہیں ان دونوں کو لایا گیا تو وہ اونٹوں کی طرح تھے یا وہ دونوں گدھوں کی طرح تھے راوی بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو اس وقت وہاں رومہ کنوئیں کے علاوہ کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص اس کو خرید کر مسلمانوں کو وقف کردے گا تو اس کو اس کے عوض میں جنت کی بشارت ہے تو میں نے اپنے مال میں سے اسے خریدا تھا آج تم لوگ مجھے اس میں سے پانی پینے سے روکتے ہو اور مجھے کھارا پانی پینا پڑ رہا ہے ان لوگوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مسجد لوگوں کی وجہ سے

تنگ ہوگئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص آل فلاں کی زمین خرید کر مسجد کی توسیع کرے گا تو اسے اس کے عوض میں جنت کی بشارت ہے تو میں نے اپنے مال میں سے خریدا تھا اور آج تم لوگ مجھے اسی مسجد میں دو رکعت پڑھنے سے روک رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال میں سے جیش عسرت کو سامان فراہم کیا تھا لوگوں نے جواب دیا اللہ جانتا ہے ایسا ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر موجود تھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں بھی موجود تھا تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کی حرکت کی وجہ سے کچھ پتھر نیچے بھی گر گئے تو آپ ﷺ نے اپنا پاؤں اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہرے رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں لوگوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ جانتا ہے ایسا ہی ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا انہوں نے میرے حق میں جو گواہی دی ہے رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں انہوں نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

باب

۸۔ نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ خلافت چھوڑیں

(۳۶۳۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَاِنْ اَرَادُوكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عثمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے اور لوگ اسے اتارنے کی کوشش کریں تو تم اسے نہ اتارنا۔

باب

۹۔ حیات نبوی ﷺ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فضیلت میں تیسرے نمبر پر تھے

(۳۶۴۰) كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَيٌّ اَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ بدرجہ ذکر کیا کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کئے گئے

(۳۶۴۱) ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ فِيهَا هٰذَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس میں یہ مظلوم کے طور پر قتل کر دیا جائے گا آپ ﷺ نے یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتائی۔

۱۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات اور ان کے جوابات

(۳۶۳۹) اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالُوْا قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنْ هٰذَا الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ اَتَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ مَا سَاَلْتُ عَنْهُ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَوْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكَ اَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمُهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّخْلُفَ عَلَيْهَا وَكَانَتْ عَلِيْلَةً وَّاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَانَ عُثْمَانَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ اِلٰى مَكَّةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ وَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ قَالَ لَهُ اذْهَبْ بِهٰذَا الْاٰنَ مَعَكَ۔

ترجمہ: عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مصر سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے بتایا یہ لوگ قریش ہیں اس نے دریافت کیا ان میں بزرگ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا میں آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ چیزوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے بتائیے میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن واپس چلے گئے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں اس نے دریافت کیا کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ تھے اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے حضرت عبداللہ نے جواب دیا جی ہاں کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے دن بھی شریک نہیں تھے اور اس میں شامل نہیں ہوئے تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں تو اس شخص نے اللہ اکبر کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا آگے آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں ان چیزوں کے بارے میں جس کے بارے میں تم نے دریافت کیا ہے جہاں تک غزوۂ اُحد کے دن واپس جانے کا تعلق ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی بخشش کر دی جہاں تک غزوہ بدر کے دن ان کے غیر موجود ہونے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ تھی نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی ان کی اہلیہ تھی نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کے اجر جتنا اجر اور حصہ ملے گا جہاں تک کہ ان کے بیعت رضوان میں شریک ہونے کا تعلق ہے تو مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی دوسرا شخص معزز سمجھا جاتا ہوتا تو آپ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ اس کو بھجوا دیتے نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھجوایا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور پھر اسے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا یہ عثمان کی بیعت ہوگئی پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا اب تم ان معلومات کے ہمراہ جاؤ۔

باب

۱۲۔ جس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض ہے وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے

(۳۶۴۲) اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِّيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا رَاَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلٰوةَ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يَبْغَضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کریں تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی عرض کی گئی یارسول اللہ ہم نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی شخص کے نماز جنازہ کو اس سے پہلے ترک کر دیا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص عثمان کو ناپسند کرتا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث منکر (سخت ضعیف) ہے کسی طرح قابل اعتبار نہیں اس حدیث کی یہی ایک سند ہے اور اس کا ایک راوی محمد بن زیادہ بے انتہا ضعیف ہے (تمام محدثین نے اس کو کذب قرار دیا ہے۔

۱۳۔ نبی ﷺ کی پیشین گوئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش پہنچے گی

(۳۶۴۲) اَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيْهِمْ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ اٰخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ فقال لَوْلَا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا قُمْتُ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت ابواشعث صنعانی بیان کرتے ہیں کچھ خطیب لوگ شام میں کھڑے ہوئے ان میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے ان میں سب سے آخر میں ایک شخص کھڑے ہوئے جن کا نام حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا انہوں نے فرمایا اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں اس وقت کھڑا نہ ہوتا ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عنقریب ظاہر ہونے والے فتنوں کا تذکرہ کیا تو اسی دوران آپ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے اپنا منہ چادر میں لپیٹا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس موقع پر یہ شخص ہدایت پر ہوگا راوی بیان کرتے ہیں میں اٹھ کر اس شخص کی طرف گیا تو اس چادر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے میں واپس نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کیا یہ؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں یہ۔

(۳۶۴۳) اِنْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا مُوْسٰى اَمْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنٍ فَجَاءَ رَجُلٌ يَّضْرِبُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا

اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ وَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابوموسیٰ تم دروازے پر کھڑے رہو اور دروازے کا دھیان رکھنا کسی بھی شخص کو اندر نہ آنے دینا راوی بیان کرتے ہیں ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دریافت کیا کون ہے انہوں نے جواب دیا ابوبکر میں نے عرض کی یارسول اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دیدو اور اس کو جنت کی خوشخبری سنادو وہ اندر آ گئے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا عمر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھول دیا وہ اندر آ گئے اور میں نے ان کو جنت کی خوشخبری دی پھر ایک اور شخص آیا میں نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی یارسول اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو اس آزمائش کے ہمراہ جو اسے لاحق ہوگی۔

(۳۶۴۴) قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا فَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: ابوسہلہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کیا گیا تھا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا میں اس (آزمائش) پر صبر کرتا ہوں۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر قرآن مجید سے استدلال:

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت اور حقانیت کے ثبوت پر یہ آیت واضح اور روشن دلیل ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ﴾ (سورہ نور آیت ۵۵)

"تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور بضرور خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی اور ان کے جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کرلیا ہے اس کو مضبوط کردے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیں گے۔"

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور یہ کہ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کردے گا اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا اور یہ بات بداہۃً معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ کے وصال کے بعد ہی ہو سکتا ہے اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے معلوم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خلیفہ بنانے سے مراد امام بنانا ہے اور یہ بات تاریخ سے معلوم ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ یعنی جن کے دور خلافت میں دین مضبوط ہو اور خوف کے بعد امن حاصل ہو خلیفہ بنانے کا عمل حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ایام میں واقع ہوا کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت ہوئی اور دین کو غلبہ حاصل ہوا اور دشمنان اسلام سے عظیم امن حاصل ہوا اور یہ دو وصف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حاصل نہیں ہوئے کیونکہ ان کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی فرصت نہیں ملی ان کا تمام وقت اپنی خلافت کے مخالف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گذرا اس سے واضح ہوگیا کہ یہ آیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔

مناقب علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الہاشمی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں ان کے والد کا نام عبد مناف ہے ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ہاشم کا نام عمرو ہے ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے آپ کی کنیت ابو الحسن ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی اور داماد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا سیدۃ نساء العلمین ان کے نکاح میں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر احد خندق بیعۃ رضوان اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے البتہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطاء فرمایا یوم بدر میں جھنڈا عطا کرنے میں اختلاف ہے جنگ احد میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک مہاجرین کا اور ایک بار مہاجرین اور انصار کا بھائی بنایا اور ہر بار حضرت علی سے یہ کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ (خون سے) رنگین نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا قوم کا سب سے بدبخت شخص تم کو قتل کرے گا جیسے قوم ثمود کے بدبخت نے اللہ کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔

امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خوارج کے تین شخص مکہ میں جمع ہوئے عبدالرحمن بن ملجم مرادی برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن بکیر تمیمی انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ یہ تین شخصوں کو قتل کریں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو اور ان کو قتل کر کے مسلمانوں کو ان سے نجات دلائیں گے۔ ابن ملجم نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گے برک نے کہا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن بکیر نے کہا میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا وہ سب ایک دوسرے سے عہد اور میثاق کر کے اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ اشجعی کو اپنا ہم راز بنا لیا اور اس کو ساتھ لیا جب فجر کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے یہ دونوں اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور زور سے نعرہ مارا اے علی حکومت اللہ کی ہے تمہاری نہیں ہے ابن ملجم نے تلوار ماری جو پیشانی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور شبیب کی تلوار طاق میں لگی پھر لوگ ان کو پکڑنے کے لیے دوڑے شبیب نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا جب ابن ملجم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو آرام سے رکھو اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو میرے ساتھ لاحق کر دینا حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ ہفتہ اور اتوار کی رات تک زندہ رہے اور انیس رمضان ۴۰ھ کو فوت ہو گئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اس کی آنکھیں نکال دی گئیں زبان کاٹی گئی پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔

البتہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت کا بیان ہے اور خلفائے ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت ان کو مدینہ میں خلیفہ بنایا تھا نہ کہ وصال کے وقت تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا نیز اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس سال پہلے میدان تیہ میں انتقال ہو گیا تھا۔

مصنف کے نزدیک یہ حدیث شیعہ کے موقف کے برعکس نتیجہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نہیں تھے اس لیے حضرت علی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں ہوں گے جس طرح حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون عارضی خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے عارضی اور جزوی خلیفہ تھے۔

باب ۱۷

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مزاج تھے

(۳۶۴۵) بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَيْشًا وَّاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَمَضٰى فِي السَّرِيَّةِ فَاَصَابَ جَارِيَةً فَاَنْكَرُوْا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ اَرْبَعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالُوْا اِذَا لَقِيْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ وَّكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا رَجَعُوْا مِنَ السَّفَرِ بَدَءُوْا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا اِلٰى رِحَالِهِمْ فَلَمَّا

قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ اَحَدُ الْاَرْبَعَةِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَلَمْ تَرَ اِلَى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ مَاتُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ مَاتُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مہم پر روانہ ہو گئے انہوں نے (مال غنیمت میں ملنے والی) ایک کنیز حاصل کر لی لوگوں نے ان کی اس بات کو پسند نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار اصحابہ نے طے کیا اور بولے جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کیا ہے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں گے مسلمان جب کہیں سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے پھر اپنے گھر واپس جایا کرتے تھے جب اس مہم کے افراد آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو ان چار میں سے ایک کھڑا ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے فلاں فلاں عمل کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی پہلے شخص کی مانند عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منہ پھیر لیا پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی پہلے شخص کی مانند کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منہ پھیر لیا پھر چوتھا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی ان لوگوں کی مانند بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کا آقا ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے جعفر بن سلیمان ضبعی ابوسلیمان بصری: سڑا ہوا شیعہ تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو یہ ان کو گالیاں دیتا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو بیٹھ کر رونے لگتا نیز یہ شخص شیخین رضی اللہ عنہ سے بھی بغض رکھتا تھا۔

اور اصول حدیث کی کتابوں میں طے ہے کہ گمراہ فرقے کا آدمی اگر کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس سے اس کے باطل مذہب کی تائید ہوتی ہو تو وہ روایت قطعاً مردود ہے پس اس راوی نے جو روایت کے آخر میں من بعدی بڑھا ہے وہ قطعاً مردود ہے۔

جواب: اور بھی متعدد حضرات کے لیے استعمال کیا ہے جیسے: ۱۔ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں سات کافروں کو قتل کر کے شہید ہوئے پس آپ نے فرمایا: قتلوه هذا مني و انا منه کافروں نے ان کو قتل کر دیا یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (یہ روایت مسلم شریف میں ہے)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اشعر کے لوگوں کی تعریف میں فرمایا: ان لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی غزوہ میں توشہ ختم ہونے کو آتا ہے یا وطن میں بال بچوں کا کھانا کم رہ جاتا ہے تو وہ اپنے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر اس کو

برابر بانٹ لیتے ہیں فھم منی وانا منھم پس وہ لوگ میرے مزاج کے اور میرے طریقے پر ہیں اور میں ان کے مزاج کا ہوں۔ (یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے)

دوسرا استدلال: نبی ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے: ھو ولی کل مؤمن من بعدی: وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہوں گے شیعہ کہتے ہیں ولی کے معنی والی (حاکم) کے ہیں اور من بعدی صراحۃ خلافت بلافصل پر دلالت کرتا ہے۔

جواب: ولی کے معنی والی کے نہیں ہیں یہ دو الگ الگ لفظ ہیں مترادف نہیں ہیں اور دونوں ولایت سے مشتق ہیں اور ولایت کے دو معنی ہیں دوستی اور امارت پہلے معنی کے لیے لفظ ولی ہے اور دوسرے معنی کے لیے لفظ والی فقہ میں نماز جنازہ کے سلسلہ میں عبارت ہے: اذا اجتمع الولی والوالی قدم الوالی: جب میت کا ولی اور حاکم جمع ہوں تو نماز پڑھانے کا حق والی (حاکم) کا ہے۔ اور حدیث میں ولی کے معنی دوست کے ہیں اس کی ضد عداوت ہے اور حدیث کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کی دوستی ہونی چاہیے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں من بعدی کے الفاظ صرف جعفر بن سلیمان ضعبی روایت کرتا ہے اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ صرف اجلح کندی بڑھاتا ہے اور یہ دونوں راوی شیعہ ہیں اس لیے ان کی روایتوں کا اعتبار نہیں اور شیعوں کا استدلال انہی دو باتوں پر موقوف ہے پس ان کا استدلال باطل ہوگیا۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے

(۳۶۴۶) قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ.

ترجمہ: حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ شعبہ نامی راوی کو شک ہے نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں میں جس کا مولی ہوں علی بھی اس کا مولی ہے۔

تشریح: یہ حدیث ترمذی میں مختصر ہے اور حدیث کا اتنا حصہ صحیح ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو متواتر ہے۔

حدیث کا شان ورود: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بات نبی ﷺ نے دو موقعوں پر فرمائی ہے:

پہلا واقعہ: وہ ہے جو ابھی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت (نمبر ۳۷۴۱) میں گزرا ہے یہی بات حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن الحصیب اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے نبی ﷺ نے ایک ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور اس کے دو حصے کیے ایک کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ہدایت دی کہ جب جنگ ہو تو سارے لشکر کے امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے جنگ ہوئی مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے خمس (پانچویں حصہ) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک باندی لی کیونکہ اس میں ذوالقربی کا بھی حصہ ہوتا ہے اور اسی رات اس سے مقاربت فرمائی یہ بات حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کھلی کیونکہ باندی میں استبرائے رحم ضروری ہوتا ہے واپسی میں نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور وہ ہر مسلمان کے دوست ہیں یعنی ان کی شکایت گویا میری شکایت ہے اور شکایت نفرت وعداوت پر دلالت کرتی ہے حالانکہ علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہیے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت

میں ہے تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے محبت کرتے ہیں (یہ روایت تحفہ ۴:۶۲۲ حدیث ۱۹۴ میں گذری ہے اور آگے (حدیث ۳۷۵۴) پر بھی آ رہی ہے)

دوسرا واقعہ: ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاضی وغیرہ بنا کر یمن بھیجا پھر جب نبی ﷺ نے ۱۰ ہجری میں حج فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ یمن سے سیدے مکہ مکرمہ آ کر حج میں شریک ہوئے وہ یمن سے ایک لشکر کے ساتھ آئے تھے جب مکہ مکرمہ قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنایا اور خود آگے بڑھ گئے تا کہ جلدی نبی ﷺ سے ملاقات کریں پیچھے امیر نے لشکریوں کو ایک ایک قیمتی جوڑا تقسیم کیا تا کہ وہ پہن کر نبی ﷺ سے ملاقات کریں جب لشکر مکہ پہنچا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے امیر کے عمل کو نادرست قرار دیا اور وہ سب جوڑے واپس لے لئے یہ بات لشکریوں کے لیے باعث شکایت بن گئی چنانچہ حج سے واپسی میں مقام جحفہ کے قریب غدیر خم میں جہاں سے یمن والوں کا راستہ الگ ہوتا تھا آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور مقصود یمن ولوں کو مطمئن کرنا تھا آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: میں جس کا مولا (دوست) علی اس کے مولی یعنی جسے مجھ سے محبت ہے اور یہ محبت ہر مؤمن کو ہوتی ہے اسے چاہیئے کہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے معمولی باتوں کی وجہ سے ان سے ناراض نہ ہو اور شکایت نہ کرے پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے آپ اس سے محبت کریں اور جو علی سے عداوت رکھے آپ اس کو دشمن سمجھیں اسطرح آپ ﷺ نے یمن والوں کو مطمئن کر کے رخصت کیا۔ (یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے)

اعتراض: لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایت کیوں ہوتی تھی؟ اور بھی تو صحابہ تھے ان سے لوگوں کو شکایت کیوں نہیں ہوتی تھی؟

جواب ا: اور حضرات سے بھی شکایت ہوتی تھی اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کچھ تخصیص نہیں تھی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کہ حق ادھر ہو جدھر علی رضی اللہ عنہ ہوں

(۳۶۴۷) رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ صَدِيْقٌ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اس نے اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کی مجھے ساتھ لے کر دار الہجرت تک آئے اور اس نے اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ حق کہتا ہے اگر چہ وہ تلخ ہو اور سچ کہنے کی وجہ سے اب اس کا کوئی دوست نہیں ہے اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ علی پر رحم کرے اے اللہ وہ جہاں بھی جائے حق کو اس کے ساتھ رکھنا۔

یہ حدیث ضعیف ہے مختار بن نافع تیمی ابو اسحاق تمار کوفی ضعیف راوی ہے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مؤمن کامل ہیں

(۳۶۴۸) قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِالرَّحَبَةِ فَقَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ اِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُءُوسَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِّنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا خَرَجُوْا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ سَنُفَقِّهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْلَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَّضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّيْنِ قَدِ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ عَلَى الْإِيْمَانِ قَالُوْا مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ وَكَانَ أَعْطٰى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ رحبہ (کے میدان) میں ارشاد فرمایا حدیبیہ کے دن مشرکین کے کچھ افراد نکل کر ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن عمرو اور قریش کے بڑے بڑے کچھ افراد شامل تھے ان قریش نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے کچھ لوگ نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے ہیں اور ہمارے غلاموں میں سے بھی کچھ لوگ ہیں انہوں نے دین کی سمجھ بوجھ حاصل نہیں کی وہ صرف ہماری زمینوں اور ہماری جائیدوں سے نکل کر آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہمیں واپس کر دیں اگر انہیں دین کی سمجھ بوجھ نہیں ہے تو ہم انہیں سمجھا لیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش یا تو تم ان حرکتوں سے باز آ جاؤ یا اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اس شخص کو بھیجے گا جو دین کی وجہ سے تمہاری گردنیں اڑا دے گا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کا ایمان کے حوالے سے امتحان لے لیا ہے لوگوں نے دریافت کیا وہ شخص کون ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دریافت کیا وہ شخص کون ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا وہ جوتوں کی مرمت کرنے والا شخص ہے (راوی بیان کرتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتے دیئے تھے تاکہ وہ مرمت کر دیں۔

ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف توجہ دی اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہنا۔

اعتراض: اس لیے ہوا تھا کہ صحابہ سمجھتے تھے شاید کوئی نئی مخلوق آئے گی جو قریش کو دین دشمنی کا مزاہ چکھائے گی۔

جواب: کا حاصل یہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہی ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ یہ کام لیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بطور مثال ہے اور قرینہ قلوبھم کی جمع ضمیر ہے مگر یہ تخصیص بھی ایک ایک طرح کی فضیلت ہے۔

باب

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض ونفرت نفاق کی علامت ہے

(۳۶۴۹) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں (اس حدیث میں پورا واقعہ منقول ہے)۔

(۳۶۵۰) إِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم انصار سے تعلق رکھنے والا لوگ منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پرلے درجے کی ضعیف ہے اس کی سند میں جعفر بن سلیمان ضبعی ابوسلیمان بصری ہے جو سڑا ہوا شیعہ تھا ابھی (حدیث ۳۷۴۱ میں) اس کا تذکرہ آیا ہے دوسرا راوی ابوہارون عمارۃ بن جوین عبدی بھی متروک، کذاب اور شیعہ ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی جو دوسری سند بیان کی ہے روی (فعل مجہول) سے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اس لیے یہ روایت کچھ نہیں۔

باب

۶۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی عداوت رکھتا ہے

(۳۶۵۱) لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھے گا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے اس کے دو راوی مجہول ہیں اور ذہبی نے مساور کے ترجمہ میں لکھا ہے: فیہ جھالة: وخبرہ منکر: مساور مجہول ہے اور اس کی روایت نہایت ضعیف ہے۔

البتہ باب میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ صحیح ہے۔ یہ روایت مسلم شریف (حدیث ۷۸ کتاب الایمان، باب ۳۳) میں ہے۔

باب

۷۔اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے ان میں ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۶۵۲) اِنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَّاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَّاَبُوْ ذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِيْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُحِبُّهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی ہدایت کی ہے اور اس نے مجھے یہ بتایا ہے وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نام ہمیں بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ان میں سے ایک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی (اور پھر یہ نام لئے) ابوذر مقداد اور سلمان اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کی ہدایت کی ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔

باب

۸۔ براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا

تشریح: خون اور مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا دستور یہ تھا کہ اس کا اعلان یا تو خود سردار کرتا تھا یا اس کے خاندان کا کوئی فرد کرتا تھا خاندان سے باہر کے کسی شخص کا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اس لیے براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا۔ (تفصیل میں ہے)

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیاء و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں

(۳۶۵۳) عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے (کسی بھی عہد کو) میرے اور علی کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں کرسکتا۔

(۳۶۵۴) اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کردی حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات قائم کردی ہے لیکن میرے اور کسی اور شخص کے درمیان بھائی چارگی قائم نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرندہ کھایا

(۳۶۵۵) كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِيْ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بھنا ہوا) پرندے کا گوشت موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ "اے اللہ اس شخص کو لے آ جو تیری بارگاہ میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ وہ پرندے (کے گوشت کو) کھالے" تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسے کھایا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعا باطل ہے ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مانگنے پر بھی دیتے تھے اور بے مانگے بھی

(۳۶۵۶) قَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَاَنِيْ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ سے میں کوئی چیز مانگتا تھا تو آپ ﷺ مجھے عطا کردیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا (یعنی نہیں مانگتا تھا) تو آپ ﷺ خود ہی مجھے عطا کردیتے تھے۔ یہ حدیث منقطع ہے عبد اللہ جملی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لقاء وسماع نہیں)۔

باب

۱۳۔ نبی ﷺ علم وحکمت کا گھر اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں

(۳۶۵۷) اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے۔

حدیث کا حال: امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر (نہایت ضعیف ہے)۔

اضافہ: اور ابن الجوزی نے اس روایت کو موضوعات میں لیا ہے۔

حدیث سے شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب: شیعہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی کیونکہ گھر میں دروازے ہی سے داخل ہوا جاتا ہے

جواب: یہ ہے کہ حدیث میں حصر نہیں ہے علی رضی اللہ عنہ ہی حکمت کا دروازہ تھے پس جیسے جنت کے آٹھ دروازے ہیں علم وحکمت کے بھی بہت سے دروازے ہیں ان میں سے ایک اہم دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اور نبی ﷺ نے دیگر صحابہ کے حق میں بھی ان کا علمی مقام واضح کرنے والے ارشادات فرمائے ہیں آپ ﷺ نے خواب میں دودھ نوش فرما کر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہے اور اس کی تعبیر علم سے بیان فرمائی ہے اور حضرت زید بن ثابت کو فرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا حلال وحرام کا بڑا عالم اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو قراءت میں فائق قرار دیا ہے۔

۱۴۔ علی رضی اللہ عنہ کو اللہ ورسول اللہ ﷺ سے محبت تھی اور اللہ ورسول کو ان سے

(۳۶۵۸) اَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ اَسُبَّهُ لَاَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ وَّخَلَفَهُ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِيْ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوْا لِيْ عَلِيًّا فَاَتَاهُ وَبِهٖ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنِهٖ فَدَفَعَ الرَّايَةَ اِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَكُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَكُمْ) الْاٰيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ.

ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ آپ ابوتراب پر تنقید نہیں کرتے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (مجھے ان کے بارے میں) تین باتیں یاد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھیں اس لیے میں انہیں برا نہیں کہہ سکتا ان تین میں سے کوئی ایک بھی میرے بارے میں ہوتی تو یہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں (کا مالک ہونے سے) زیادہ محبوب تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایک جنگ کے دوران اپنے پیچھے چھوڑ اتھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے خواتین اور بچوں کے ساتھ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے (حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں ہم اس بات کے انتظار میں رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا کر لاؤ راوی بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں دکھنے آئی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا اور جھنڈا انہیں عطا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب یہ آیت نازل ہوئی ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو بلاتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

باب

۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جنگی صلاحیت حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھی

(۳۶۵۹) بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَيْنِ وَاَمَّرَ عَلٰى اَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّعَلَى الْاٰخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَقَالَ اِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ قَالَ فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا فَاَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً فَكَتَبَ مَعِيْ خَالِدٌ كِتَابًا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشِيْ بِهٖ قَالَ فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَاَ الْكِتَابَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُهٗ ثُمَّ قَالَ مَا تَرٰى فِيْ رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ قُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ وَاِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ فَسَكَتَ.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے ان میں سے ایک کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور فرمایا جب جنگ شروع ہو گی تو علی رضی اللہ عنہ (دونوں لشکروں کے) امیر ہوں گے راوی بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ فتح کر لیا تو (مال غنیمت) میں سے ایک کنیز کو حاصل کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے میرے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ راوی بیان کرتے ہیں جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے خط کو پڑھا تو آپ ﷺ کا رنگ تبدیل ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کے بارے میں تم کیا سوچتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کے حضور کے غضب اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں میں تو صرف ایک قاصد ہوں تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

باب

۱۵۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے طویل سرگوشی فرمائی

(۳۶۶۰) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے جنگ طائف کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے سرگوشی میں کوئی بات کی لوگوں نے کہا نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچازاد کے ساتھ خاص طویل سرگوشی کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کے ساتھ سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔

باب

۱۶۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بحالت جنابت مسجد نبوی میں گذرنے کی روایت

(۳۶۶۱) لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرِكَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی میرے اور تمہارے علاوہ اور کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں (داخل) ہو۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پرلے درجہ کی ضعیف ہے ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔

باب

۱۷۔نبوت ملنے کے دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھنے کی روایت

(۳۶۶۲) بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَصَلّٰى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو پیر کے دن مبعوث کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن نماز ادا کی (یعنی انہوں نے اگلے دن اسلام قبول کرلیا)۔

روایت کا حال: یہ روایت باطل ہے کیونکہ نبوت کے ساتھ ہی نماز فرض نہیں ہوئی بعد میں فرض ہوئی ہے۔

۱۹۔انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مطلب

(۳۶۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی۔

(۳۶۶۴) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث کا شان ورود: ابھی (حدیث ۳۷۵۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں آیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تا کہ وہ مدینہ کو سنبھالیں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلداری کے لیے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔

حدیث کا مطلب: جب موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تو قوم کا ذمہ دار ہارون علیہ السلام کو بنا گئے تھے حضرت موسیٰ کے پیچھے قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام نے سنبھالا تھا اسی طرح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے رکھا تھا تا کہ وہ مدینہ اور اہل مدینہ کو سنبھالیں حدیث کا بس اتنا ہی مطلب ہے، البتہ اس ارشاد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔

شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب: اس حدیث سے شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل نہیں بنے تھے اور حیات میں خلافت بعد الوفات کے لیے مستلزم نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اسفار میں مختلف حضرات کو قائم مقام بنایا ہے مگر ان کو بعد الوفات خلافت نہیں ملی نہ فصل کے ساتھ نہ بغیر فصل کے۔

باب

۱۹۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرادیئے

(۳۶۶۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص دروازے کے علاوہ (مسجد نبوی کے) دیگر تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا معارضة بينه وبين حديث ابى بكر :لأن الأمر بسد الأبواب وفتح باب على كان فى اول الأمر والأمر بسد الخوخات الا خوخة ابى بكر كان فى آخر الأمر فى مرضه حيث بقى من عمره ثلاثة او اقل. (اللمعات نقله فى تحفة الاحوذى ٣٣١/٤)

اور اس عبارت کا حاصل حدیث (نمبر ۳۷۰۶) کی تشریح میں آ چکا ہے۔

(۳۶۶۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِىْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِىْ فِىْ دَرَجَتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو ان دونوں سے محبت کرتا ہو ان کے ماں باپ سے محبت کرتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ایک درجے میں ہوگا۔

(۳۶۶۷) قَالَ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰى عَلِىٌّ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی تھی (یعنی انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا)۔

(۳۶۶۸) اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِىٌّ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِىِّ فَاَنْكَرَهُ فَقَالَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ.

ترجمہ: حضرت ابوحمزہ انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت علیب نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

(۳۶۶۹) لَقَدْ عَهِدَ اِلَىَّ النَّبِىُّ الْاُمِّىُّ ﷺ اَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يَبْغُضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَالَ عَدِىُّ بْنُ ثَابِتٍ اَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْنَ دَعَا لَهُمُ النَّبِىُّ ﷺ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جو نبی امی ہیں انہوں نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ تم سے صرف مومن محبت رکھے گا اور تم سے صرف منافق بغض رکھے گا۔ عدی بن ثابت بیان کرتے ہیں میں اس زمانے سے تعلق رکھتا ہوں جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے دعائے خیر کی ہے۔

۲۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کا اشتیاق

(۳۶۷۰) قَالَتْ بَعَثَ النَّبِىُّ ﷺ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِىٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَّدَيْهِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِىْ حَتّٰى تُرِيَنِىْ عَلِيًّا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور آپ یہ دعا مانگ رہے تھے اے اللہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جس وقت تک تو مجھے علی نہ دکھادے۔

یہ حدیث ضعیف ہے ابوالجراح بہزی اورام شراحیل مجہول ہیں دونوں روایتوں سے روایت ترمذی ہی میں ہے۔

فضائل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے طلحہ بن عبید اللہ، بن عثمان، بن عمر، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ، ابومحمد القرشی التیمی، ان کی والدہ کا نام ہے الصعبہ بنت عبداللہ بن مالک الحضرمیہ۔

حضرت طلحہ، طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے معروف تھے یہ سابقین اولین میں سے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا جب حضرت طلحہ اور زبیر دونوں کو اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ان دونوں کو بھائی بنا دیا اور ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بھائی بنادیا حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں غزوہ بدر کے وقت شام گئے ہوئے تھے نبی ﷺ نے مال غنیمت میں سے بھی ان کا حصہ رکھا اور ان کو اجر کا مستحق بھی قرار دیا۔

حضرت طلحہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے بیعت رضوان میں بھی موجود تھے غزوۂ اُحد میں ان کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنالیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکتے رہے حتی کہ ان کا ہاتھ بے کار ہوگیا ان کے سر پر ضرب لگی اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کو اٹھا کر چٹان پر لے گئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلحۃ الخیر فرمایا اور غزوہ تبوک کے دن مجھے طلحۃ الفیاض فرمایا اور جنگ حنین کے دن مجھے طلحۃ الجود فرمایا جب جنگ احد کے دن حضرت طلحہ رسول اللہ ﷺ کو چٹان پر لے گئے تو آپ نے فرمایا طلحہ نے (جنت) کو واجب کرلیا۔

نام نامی طلحہ باپ کا نام عبیداللہ، بن عثمان، قبیلہ تیمی، قرشی کنیت ابومحمد منجملہ عشرہ مبشرہ منجملہ اصحاب شوری آٹھ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک القاب طلحۃ الجود طلحۃ الخیر طلحۃ الفیاض ولادت ہجرت سے ۲۸ سال پہلے شہادت مروان ۳۶ ہجری مدت عمر ۶۴ سال جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شہید ہوئے آپ بڑے سخی اور بڑے بہادر تھے۔

باب ۱۸

ا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی

(۳۶۷۱) قَالَ كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلٰى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَاَقْعَدَ تَحْتَهٗ طَلْحَةَ

فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ اُحد کے دن دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں آپ ﷺ چٹان پر چڑھنے لگے تو چڑھ نہیں پائے تو آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا اور پھر اس پر چڑھے جب آپ ﷺ چٹان پر پہنچ گئے تو راوی بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کرلی ہے۔

۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ چلتے پھرتے شہید

(۳۶۷۲) مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔

۳۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ جنت میں نبی ﷺ کے پڑوسی ہوں گے

(۳۶۷۳) قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ.

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں یہ خوشخبری سناتا ہوں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے طلحہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا (جن کا ذکر قرآن میں ہے)۔

(۳۶۷۴) قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے کانوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے آپ نے ارشاد فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔

باب

۵۔ مذکورہ حدیث کا شان ورود

(۳۶۷۵) اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالُوْا لِاَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ مَنْ هُوَ وَكَانُوْا لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلٰى مَسْئَلَتِهٖ يُوَقِّرُوْنَهٗ وَيُهَابُوْنَهٗ فَسَاَلَهُ الْاَعْرَابِيُّ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَاٰنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ایک ناواقف دیہاتی شخص سے یہ کہا تم آپ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں

دریافت کرو جس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور (جس کا ذکر قران میں ہے) اس سے مراد کون شخص ہے؟ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت واحترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے براہ راست سوال نہیں کیا کرتے تھے اس دیہاتی نے آپ سے یہ سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا آپ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اس نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سے منہ پھیر لیا اسی دوران میں مسجد کے دروازے اندر آیا میں نے سبز لباس پہن رکھا تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو دریافت کیا اپنی نذر کو پورا کرنے والے شخص کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تو دیہاتی نے جواب دیا یارسول اللہ میں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری طرف اشارہ کر کے) فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی نذر کو پورا کیا (جس کا ذکر قران میں ہے)۔

*

فضائل حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام زبیر رضی اللہ عنہ۔ باپ کا نام: العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قبیلہ: اسدی قرشی۔ کنیت: ابو عبداللہ۔ منجملۂ اصحاب شوریٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے لڑکے۔ ولادت: ۲۸ سال قبل ہجرت۔ شہادت: ۳۶ ہجری (جنگ جمل میں) مطابق ۵۹۴۔۶۵۶ عیسوی۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، بدر، خندق، حدیبیہ، خیبر فتح مکہ حنین طائف اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے فتح مصر میں بھی موجود تھے یہ ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شوریٰ کے لیے منتخب کیا۔

وادی سباع میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے آپ کو حالت نماز میں قتل کر دیا وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کی ہے۔ پھر کہا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو دس جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کو آپ کی شہادت ہوئی اس وقت آپ کی عمر سڑسٹھ ۶۷ سال تھی۔

باب ۱۹

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

(۳۶۷۶) قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ بِأَبِي وَأُمِّي.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ قریظہ کے دن میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا میرے ماں باپ (تم پر قربان ہوں)۔

باب وباب

۲۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوار ہیں

(۳۶۷۷) اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے۔

(۳۶۷۸) اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَزَادَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِیْهِ یَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ مَنْ یَّاْتِیْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے ابونعیم نامی راوی نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

غزوۂ احزاب کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کون شخص ہمارے پاس دشمنوں کی خبر لائے گا؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات تین مرتبہ دریافت کی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ عرض کی (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد غزوۂ احزاب کے موقع کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ہے جو دشمن کے کیمپ کی خبر لائے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حاضر ہوں دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہی نے لبیک کہا چنانچہ وہ گئے اور خبر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

اور قرآن میں حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص صحابہ کے لیے آیا ہے وہاں سے یہ لفظ مستعار لیا گیا ہے اور ناصر و مددگار کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

باب

۳۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جسم راہ خدا میں زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا

(۳۶۷۹) اَوْصَی الزُّبَیْرُ اِلٰی ابْنِهٖ عَبْدِاللّٰهِ صَبِیْحَةَ الْجَمَلِ فَقَالَ مَا مِنِّیْ عُضْوٌ اِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی انْتَهٰی ذَاكَ اِلٰی فَرْجِهٖ.

ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو جنگ جمل کی صبح یہ بتایا تھا میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں زخمی نہ ہوا ہو یہاں تک کہ انہوں نے اپنی شرمگاہ تک کا بھی تذکرہ کیا۔

———※———

فضائل حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام : عبدالرحمٰن (جاہلی نام عبدالکعبہ یا عبدعمرو) باپ کا نام عوف، بن عبدعوف، بن عبدالحارث، کنیت ابومحمد قبیلہ زہری قرشی مجملہ عشرہ مبشرہ اور منجملہ اصحاب شوریٰ ولادت ۴۴ سال قبل ہجرت وفات مدینہ میں ۳۲ ہجری مطابق ۵۸۰ـ۶۵۲) عیسوی آٹھویں نمبر پر مسلمان ہوئے بڑے مالدار بڑے سخی بڑے بہادر اور بڑے عقلمند تھے حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی بدر سے لے کر سبھی جنگوں میں شریک ہوئے غزوۂ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

ا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

(۳۶۸۰) اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہے عمر جنتی ہے عثمان جنتی ہے علی جنتی ہے طلحہ جنتی ہے زبیر جنتی ہے عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے سعد بن ابی وقاص جنتی ہے سعید بن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے۔

(۳۶۸۱) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ فَعَدَّ هٰؤُلَاءِ التِّسْعَةَ وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ فَقَالَ الْقَوْمُ نَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا اَبَا الْاَعْوَرِ مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ نَشَدْتُّمُوْنِيْ بِاللّٰهِ اَبُو الْاَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں انہیں یہ بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا دس آدمی جنتی ہیں ابوبکر جنتی ہے عمر جنتی ہے عثمان جنتی ہے زبیر طلحہ عبدالرحمٰن ابوعبیدہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (سب جنتی ہیں)۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نو آدمیوں کے نام لیے مگر دسویں آدمی کا نام نہیں لیا تو حاضرین نے کہا اے ابواعور ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتے ہیں دسواں آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے (وہ دسواں آدمی) ابواعور جنتی ہے۔

وہ دس صحابہ جن کو ایک ساتھ جنت کی خوش خبری سنائی گئی وہ دس صحابہ یہ ہیں: (۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (۶) حضرت زبیر بن العوام (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (حضرت عمر کے بہنوئی) (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔

باب

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے چار لاکھ کی قیمت کے باغ کی وصیت کی

(۳۶۸۲) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ اَمْرَكُنَّ لَمَّا يُهِمُّنِىْ بَعْدِىْ وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ قَالَ ثُمَّ تَقُوْلُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَسَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ تُرِيْدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ اَزْوَاجَ النَّبِىِّ ﷺ بِمَالٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے بعد تمہاری زیادہ فکر ہے تمہارے بارے میں صرف صبر کرنے والے لوگ ہی صبر کرسکیں گے (یعنی تمہارے حقوق صحیح طریقے سے ادا کرسکیں گے) نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو جنت کے چشمے سے سیراب کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج کی خدمت میں کچھ زمین پیش کی تھی جو چالیس ہزار دینار کے عوض میں فروخت ہوئی تھی۔

(۳۶۸۳) اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اَوْصٰى بِحَدِيْقَةٍ لِاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِ مِائَةِ اَلْفٍ.

ترجمہ: ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ میں فروخت ہوا تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے سعد، بن مالک، بن وہیب، بن عبدمناف، بن زہرہ، بن کلاب، بن مرہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن نضر، بن کنانہ القرشی الزہری ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں آپ چھ افراد کے بعد مسلمان ہوئے ایک قول ہے کہ چار کے بعد مسلمان ہوئے جس وقت انہوں نے اسلام قبول کیا ان کی عمر سترہ سال تھی یہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی اور ان چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی جن کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت ان سے راضی تھے بدر احد خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں خون بہایا اور وہ صحابی ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تیر چلایا۔

حضرت سعد نے ۵۵ھ میں وفات پائی ایک قول ۵۸ھ کا ہے اور ایک قول ۵۴ھ کا ہے مروان نے نماز جنازہ پڑھائی مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص: ۲۹۳۔۲۹۰)

باب ۲۱

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیت دعا کی دعا دی

(۳۶۸۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا کو قبولیت کو ظاہر کر۔

باب

۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی ماموں تھے

(۳۶۸۵) قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هٰذَا خَالِیْ فَلْيُرِنِیْ امْرُؤٌ خَالَهُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں کوئی آدمی اپنا ماموں دکھائے جو (ان جیسا ہو)۔

باب

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

(۳۶۸۶) قَالَ عَلِیٌّ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَبَاهُ وَاُمَّهُ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَقَالَ لَهُ ارْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ.

ترجمہ: سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے بھی اپنے والد اور والدہ کو جمع نہیں کیا صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے جمع کیا تھا غزوۂ اُحد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا تم تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے نوجوان پہلوان تم تیر اندازی کرو۔

(۳۶۸۷) قَالَ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا تھا (یعنی میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)۔

(۳۶۸۸) قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُفَدِّیْ اَحَدًا بِاَبَوَيْهِ اِلَّا لِسَعْدٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ سَعْدُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابو طالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی شخص کے لیے اپنے والدین کو فدا کرتے ہوئے نہیں سنا صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے سنا ہے غزوہ اُحد کے دن میں نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تم تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

باب

۴۔ نیک آدمی کا مصداق حضرت سعد رضی اللہ عنہ

(۳۶۸۹) قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً قَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا جَاءَ بِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ اَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند راتوں تک سو نہیں سکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کوئی باصلاحیت شخص آج رات ہماری پہرہ داری کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے سنا کہ ہتھیاروں کی آواز آ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کون ہے انہوں نے جواب دیا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا تم کیوں آئے ہو؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اندیشہ تھا تو میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے کے لیے آیا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔

فضائل حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام نامی: سعید والد کا نام زید، بن زید، بن عمرو، بن نفیل، خاندان عدوی قرشی کنیت ابو الاعور ولادت ۲۲ سال قبل ہجرت وفات ۵۱ ہجری مطابق ۶۰۰۔۶۷۱ عیسوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی مجملہ عشرہ مبشرہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا۔

باب ۲۲

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

(۳۶۹۰) اَنَّهُ قَالَ اَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ اَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُّ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ اٰثَمْ قِيْلَ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِحِرَاءٍ فَقَالَ اثْبُتْ حِرَاءُ فَاِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ قِيْلَ وَمَنْ هُمْ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَّعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قِيْلَ فَمَنِ الْعَاشِرُ قَالَ اَنَا.

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نو آدمیوں کے بارے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی گواہی دوں تو میں گنہگار ہوں گے ان سے دریافت کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حرا پہاڑ پر موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے حرا ٹھہرے رہو کیونکہ تمہارے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں ان سے دریافت کیا گیا وہ (دس) لوگ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعد عبدالرحمٰن بن عوف (جنتی ہیں) ان سے دریافت کیا گیا دسواں آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا وہ میں ہوں۔

حدیث پر کلام: یہ حدیث حضرت سعد بن زید سے پانچ راوی روایت کرتے ہیں:

(۱) **عبداللہ بن ظالم مازنی:** اس راوی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لین الحدیث کہا ہے۔ اس راوی کی روایت میں دو تسامح ہیں:

اوّل: ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل کردی ہے۔ جبل حراء والی روایت مستقل روایت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (حدیث ۳۷۲۶) آچکی ہے۔

دوم: اس روایت میں عشرہ مبشرہ میں رسول اللہ ﷺ کو شمار کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ مبشر (اسم فاعل) ہیں مبشر (اسم مفعول) نہیں ہیں۔ اور حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح کو چھوڑ دیا ہے جبکہ ان کا منجملہ عشرہ مبشرہ ہونا اجماعی ہے۔

———✻———

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے عامر، بن عبداللہ، بن جراح، بن ہلال، بن راہیب، بن ضبہ، بن حارث، بن فہر، بن مالک، بن نضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، یہ اپنی کنیت ابوعبیدہ اور اپنے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہو گئے اور ان کو عبیدہ بن جراح کہا جانے لگا۔

حضرت ابوعبیدہ ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی یہ سابقین اسلام میں سے ہیں انہوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، بدر، احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

غزوۂ بدر میں کفات کی طرف سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ کی محبت توحید نسبی محبت پر غالب ائی اور یک ہی وار میں کافر باپ کا کام تمام کردیا۔ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرے میں چبھ گئی تھیں حضرت ابوعبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر وہ کڑیاں کھینچیں جس سے ان کے دو دانت نکل گئے لیکن ان کا چہرہ اور حسین ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو قوی امین کا لقب دیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کو فتح کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے اپنی خلافت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

ایک مرتبہ شام میں حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے دیکھا ان کے گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال رکھی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کم از کم ضروری سامان تو لے لیتے کہا ہماری ضرورت یہی ہے۔

جب طاعون عمواس پھیلا تو سب مسلمان وہاں سے چلے گئے حضرت ابوعبیدہ دوستوں کے شدید اصرار کے باوجود تقدیر پر صابر وشاکر رہ کر وہیں رہے ان کی انگلی میں ایک پھنسی نکلی ۱۸ھ میں مقام محل سے نماز پڑھنے کے لیے بیت المقدس جارہے تھے کہ اجل نے آلیا آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔

ا۔ حضرت ابوعبیدة رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت تو کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت متفق علیہ ہے اور اس حدیث میں امانت داری کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ میں حصر نہیں۔ تاہم یہ ارشاد آپ رضی اللہ عنہ کے امتیاز پر دلالت کرتا ہے اور یہی آپ کی فضیلت ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ستائش کی

فضائل حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نام : عباس رضی اللہ عنہ باپ کا نام عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف خانوادہ ہاشمی قرشی کنیت ابوالفضل رشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (عبدالمطلب کے دس یا گیارہ یا تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں) خلفائے عباسیہ کے جد امجد ولادت مکہ میں اکیاون سال قبل ہجرت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین سال بڑے تھے) وفات: مدینہ میں ۳۲ ہجری میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں) مطابق: ۶۵۳ عیسوی، قدیم الاسلام ہیں مگر فتح مکہ تک اپنا اسلام چھپائے رکھا پھر ہجرت کی آپ کے دس لڑکے تھے (لڑکیاں ان کے علاوہ تھیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کا بے حد اکرام کرتے تھے۔

باب ۲۳

ا۔ جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا

(۳۶۹۱) اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مُغْضَبًا وَّاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّبْشَرَةٍ وَّاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غصے کی حالت میں تشریف لائے میں بھی اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا آپ کو غصہ کیوں آیا ہوا ہے انہوں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ ہمارا اور قریش کا کیا مسئلہ ہے جب یہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بڑے خوش ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو دوسری حالت میں ملتے ہیں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست مبارک میں میری جان ہے کسی بھی شخص میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ آپ لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرح محبت نہیں کریں گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ چچا باپ کی جگہ ہوتا ہے۔

باب وباب وباب

۲۔ چچا اور بھتیجا ہم مزاج تھے

(۳۶۹۲) اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

۳۔ باپ اور چچا: ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت ہیں

(۳۶۹۳) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ فِی الْعَبَّاسِ اِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ وَكَانَ عُمَرُ تَكَلَّمَ فِیْ صَدَقَتِهٖ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا آدمی کا چچا اس کے باپ کی جگہ ہوتا ہے اس کی وجہ یہ تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صدقہ دینے کے بارے میں کوئی بات کی تھی۔

(۳۶۹۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ اَوْ مِنْ صِنْوِ اَبِیْهِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا ہیں اور چچا باپ کی طرح ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) شاید یہ الفاظ ہیں باپ کا حصہ ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے لیے مغفرت عامہ تامہ کی دعا

(۳۶۹۵) لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةَ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰی اَدْعُوَ لَكَ بِدَعْوَةٍ یَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءً ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِیْ وَلَدِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا پیر کے دن آپ میرے پاس تشریف لائیے گا اور آپ اپنی اولاد سمیت آیئے گا تاکہ میں ان سب کے لیے دعا کروں گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو نفع دے گا تو اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہمراہ ہم بھی حاضر

ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادر ہمیں اوڑھادی اور دعا کی۔اے اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی مغفرت کردے جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اور کسی گناہ کو باقی نہ رہنے دے اے اللہ ان کی اولاد کے (حقوق کے معاملے میں) ان کی حفاظت کرنا۔
حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے عبدالوہاب نے اس حدیث میں تدلیس کی ہے۔

فضائل حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

نام نامی: جعفر باپ کا نام ابوطالب، بن عبدالمطلب، بن ہاشم، خانوادہ رضی اللہ عنہ ہاشمی قرشی لقب طیار (بہت اڑنے والے) ذوالجناحین (دو بازو والے) کنیت ابوالمساکین (غریب پرور) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی عمر میں دس بڑے سابقین اوّلین میں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ۸ ہجری میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔

باب ۲۴

ا۔دو ہاتھوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دو پر دیئے

(۳۶۹۶) رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا ہے۔

غزوہ موتہ (میم کا پیش، واو ساکن) میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تھا آپ رضی اللہ عنہ دوسرے کمانڈر مقرر کئے گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اُتر پڑے اور اس کی کوچیں کاٹ دیں (تاکہ وہ دشمن کے کام نہ آئے) پھر آپ رضی اللہ عنہ وار پر وار کرتے رہے یہاں تک کہ دشمن کی ضرب سے آپ رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا وہ بھی کٹ گیا تو باقی ماندہ بازوؤں سے جھنڈا آغوش میں لے لیا اور اس وقت تک بلند رکھا جب تک خلعت شہادت سے سرفراز نہ ہو گئے پھر دشمن نے ایسی تلوار ماری کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دو بازوؤں کے عوض جنت میں دو پر عنایت فرمائے جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں اسی لیے ان کا لقب جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین پڑ گیا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے۔یہ حدیث اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اس لیے شواہد کی وجہ سے قابل اعتبار ہے۔

اعتراض: پہلے حدیث (نمبر ۱۶۳۱) آئی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں (کے پوٹوں) میں ہوتی ہیں وہ جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں پس جب سبھی شہداء جنت میں جاتے ہیں تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کیا رہی؟

جواب: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی دو خصوصیتیں ہیں:

اوّل: شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں بیٹھ کر یعنی ہرے رنگ کے ہوائی جہازوں کی اگلی سیٹ پر بیٹھ کر جنت میں جاتی ہیں اور وہاں چگتی چرتی ہیں پھر واپس آجاتی ہیں یعنی دوسرے کے پروں سے اڑ کر جاتی ہیں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ خود اپنے

پروں سے اڑ کر جاتے ہیں اور دونوں میں فرق واضح ہے۔

دوم: شہداء کی روحیں تنہا جاتی ہیں ان کو کوئی لینے نہیں آتا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے جھرمٹ میں جاتے ہیں اور جہاں اور جب تک چاہتے ہیں گھومتے ہیں یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو میزبان کے فرستادے لینے آتے ہیں اور پورے اعزاز کے ساتھ لے جاتے ہیں اور دوسرے شہداء اپنے طور پر جاتے ہیں ان کو کوئی لینے نہیں آتا۔ یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا امتیاز ہے۔

باب

۲۔ باحیثیت لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں

(۳۶۹۷) مَا احْتَذٰى النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا وَلَا رَكِبَ الْكُوْرَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جوتا بنانے جوتا پہننے سواری پر سوار ہونے اور سواری پر بیٹھنے کے حوالے سے (یعنی عادت واطوار اور خصائل کے اعتبار سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر اور کوئی شخص نہیں ہے۔

۳۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حلیہ اور اخلاق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے

(۳۶۹۸) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا تم صورت اور سیرت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔

تشریح: سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور بچی مکہ میں تھیں جب عمرة القضاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے لوٹے تو بچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چچا چچا کہتی ہوئی پیچھے چلی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا جب قافلہ مرالظہران پہنچا تو اس بچی کی پرورش کا معاملہ خدمت نبوی میں پیش ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری چچا زاد بہن ہے اور میں نے اس کو لیا ہے اس لیے میرا حق ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری بھی چچا زاد بہن ہے اور اس کی خالہ (حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا) میرے نکاح میں ہیں پس میرا حق ہے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا میری بھتیجی ہے پس میں قریبی رشتہ دار ہوں اس لیے میرا حق ہے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما میں بھائی چارہ کرایا تھا)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی پرورش کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا اور وجہ ترجیح یہ بیان کی کہ خالہ ماں سی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: "اشبهت خلقي وخلقي" تم حلیہ اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: "انت مني وانا منك" تم میرے مزاج کے ہو اور میں تمہارے مزاج کا ہوں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: "انت اخونا ومولانا" تم ہمارے دینی بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہو تینوں حضرات خوش ہو گئے۔

۴۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریب پرور تھے

(۳۶۹۹) قَالَ اِنْ کُنْتُ لَاَسْأَلُ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ عَنِ الْاٰیَاتِ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَنَا اَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ مَا اَسْأَلُهٗ اِلَّا لِیُطْعِمَنِیْ شَیْئًا فَکُنْتُ اِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ یُجِبْنِیْ حَتّٰی یَذْهَبَ بِیْ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَیَقُوْلُ لِامْرَأَتِهٖ یَا اَسْمَآءُ اَطْعِمِیْنَا شَیْئًا فَاِذَا اَطْعَمَتْنَا اَجَابَنِیْ وَکَانَ جَعْفَرٌ یُحِبُّ الْمَسَاکِیْنَ وَ یَجْلِسُ اِلَیْهِمْ وَیُحَدِّثُهُمْ وَ یُحَدِّثُوْنَهٗ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُکَنِّیْهِ بِاَبِی الْمَسَاکِیْنِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعلق رکھنے والے کسی شخص سے قرآن کی کسی آیت کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا حالانکہ اس کے بارے میں مجھے اس شخص سے زیادہ پتا ہوتا تھا جس سے میں نے سوال کیا ہوتا لیکن میں اس سے صرف اس لیے سوال کرتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دے اور میں جب بھی حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کرتا تو وہ مجھے جواب نہیں دیتے تھے بلکہ اپنے ساتھ مجھے لے کر اپنے گھر چلے جاتے تھے اور اپنی اہلیہ سے فرماتے تھے اے اسماء ہمیں کچھ کھلاؤ جب وہ ہمیں کھانا دے دیتی تھی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مجھے جواب دیا کرتے تھے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریبوں سے محبت کیا کرتے تھے ان کے ساتھ گفتگو کرتے تھے اور وہ لوگ بھی ان کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابوالمساکین تجویز کی تھی۔

(۳۷۰۰) قَالَ کُنَّا نَدْعُوْ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَبَا الْمَسَاکِیْنِ فَکُنَّا اِذَا اَتَیْنَاهُ قَرَّبَنَا اِلَیْهِ مَا حَضَرَ فَاَتَیْنَاهُ یَوْمًا فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَهٗ شَیْئًا فَاَخْرَجَ جَرَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَکَسَرَهَا فَجَعَلْنَا نَلْعَقُ مِنْهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو ابوالمساکین کہا کرتے تھے بعض اوقات جب ہم ان کے ہاں جاتے تو وہ جو کچھ بھی کھانے کے لیے ہوتا آگے کر دیتے ایک مرتبہ ہم ان کے پاس گئے تو انہیں (ہمیں دینے کے لیے) کچھ نہ ملا تو انہوں نے شہد کی کپی توڑی اور ہم نے اسی سے شہد چاٹ لیا۔

*

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا سوانح

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے حسن، بن علی، بن ابی طالب، بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابومحمد ہے نبی ﷺ کے نواسے ہیں آپ کی ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں جو سیدۃ نساء العالمین ہیں حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں نبی ﷺ کے خوشبو دار پھول اور آپ ﷺ کے ہم شکل ہیں نبی ﷺ نے ان کا نام حسن رکھا ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈھے اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کر دی جائے جن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں ابواحمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابومحمد خود حضور نے رکھی تھی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے حضرت حسن نصف رمضان ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے حسین، بن علی، بن ابی طالب، بن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، القرشی الہاشمی آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے اور سینہ سے نیچے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جب آپ کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی آپ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سیدہ نساء العالمین ہیں۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما صاحب فضیلت تھے بکثرت نمازیں پڑھتے روزے رکھتے حج کرتے صدقہ کرتے اور تمام نیک کام کرتے جمعہ کے دن یوم عاشورہ ۶۱ھ میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر آپ کو شہید کیا گیا اس جگہ آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

باب ۲۵

حسن حسین رضی اللہ عنہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

(۳۷۰۱) اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دنیا میں جوانی میں فوت ہوئے حسنین رضی اللہ عنہما آخرت میں ان کے سردار ہوں گے۔

۲۔ اے اللہ ان لوگوں سے محبت فرما جو حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت کریں

(۳۷۰۲) طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَّا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ قَالَ فَكَشَفَهُ فَاِذَا حَسَنٌ وَّحُسَيْنٌ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا.

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں میرے والد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ایک رات میں کسی کام سے گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے اندر کوئی چیز اوڑھ رکھی تھی مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا تھا جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بات کر کے فارغ ہوا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ اندر کیا چیز ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر اوڑھ رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو اتارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر حضرت امام حسن اور امام حسین تھے یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں میرے نواسے ہیں میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تم بھی ان دونوں سے محبت کرو اور اس شخص سے بھی محبت کرو جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔

۳۔حسنین رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے

(۳۷۰۳) اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا يَسْاَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں عراق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کیا جو کپڑے پر لگ جاتا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس شخص کو دیکھو یہ مچھر کے خون کے بارے میں دریافت کررہا ہے جبکہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کو شہید کیا ہے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے امام حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

مسئلہ: مچھر اور کھٹمل خون پییں تو وضو نہیں ٹوٹتا اور ان کا خون ناپاک نہیں ہے پس خون کپڑے پر لگا ہوا ہو اور نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ (بہشتی زیور)

۴۔ایک خواب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل حسین رضی اللہ عنہ دیکھا

(۳۷۰۴) قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا.

ترجمہ: سلمی نامی خاتون بیان کرتی ہیں میں (ام المومنین) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں نے ابھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے یعنی خواب میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میں حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کو دیکھ کر آرہا ہوں۔

سند کا حال: یہ روایت ضعیف ہے۔

۵۔حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے

(۳۷۰۵) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کرتے تھے میرے دونوں بچوں کو بلا کر لاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان

دونوں کو سونگھا کرتے تھے اور پھر اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے تھے۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے یوسف بن ابراہیم ضعیف راوی ہے مگر اس کے شواہد ہیں۔

باب

۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائی

(۳۷۰۶) قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسن) سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

باب

۷۔ اولاد کی محبت فطری امر ہے

۹۔ حسنین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے

(۳۷۰۷) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا اِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ (اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) فَنَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا.

ترجمہ: حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں خطبہ دے رہے تھے اور اسی دوران حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ آئے ابھی (دونوں بچے تھے) انہوں نے سرخ قمیص پہنی ہوئی تھیں یہ چلتے تھے تو چلتے ہوئے گر پڑتے تھے نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے اترے اور آپ ﷺ نے دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا یہ دونوں آتے ہیں اور چلتے ہوئے گر جاتے ہیں تو مجھ سے صبر نہیں ہوا تو میں نے اپنی گفتگو روک کر ان دونوں کو اٹھالیا۔

فائدہ: اور ابھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت آرہی ہے کہ سب سے زیادہ مشابہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے پس تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہی آپ ﷺ کے ہم شکل تھے۔

(۳۷۰۸) حُسَيْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہے حسین (میرا) نواسہ ہے (یعنی مجھے اس پر فخر ہے)۔

(۳۷۰۹) قَالَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کوئی شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

(۳۷۱۰) رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہیں۔

۱۰۔ابن زیاد کو گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ملی

(۳۷۱۱) كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيئَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِقَضِيْبٍ لَّهُ فِيْ اَنْفِهٖ وَيَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا قَالَ قُلْتُ اَمَا اِنَّهٗ كَانَ مِنْ اَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا اس کے پاس امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اس نے اپنے پاس موجود چھڑی کے ذریعے ان کی ناک کو کریدا اور بولا میں نے ایسا خوبصورت شخص نہیں دیکھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

تشریح: عبیداللہ زیاد بن ابیہ کا لڑکا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا اور یزید کا چچا زاد بھائی تھا اس کی کوفہ کی امارت کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ابراہیم بن الاشتر نے ۶۶ ہجری میں قتل کیا ابراہیم کو مختار بن ابی عبید ثقفی نے ابن زیاد سے لوہا لینے کے لیے بھیجا تھا پھر مختار نے یہ سب سر مکہ مکرمہ میں حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس یا عبداللہ بن الزبیر کے پاس بھیج دیئے اور ان کی لاشوں کو نذر آتش کر دیا۔

(۳۷۱۲) قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حسن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں سینے سے لے کر سر تک اور حسین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہیں اس کے نچلے حصے کے اعتبار سے۔

(۳۷۱۳) قَالَ لَمَّا جِيئَ بِرَاْسِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَّاَصْحَابِهٖ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَاِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّؤُسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِيْ مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ ثُمَّ قَالُوْا قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

ترجمہ: عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور اسے رحبہ میں مسجد میں رکھا گیا تو میں بھی وہاں آیا تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا وہ آ گیا وہ آ گیا وہاں ایک سانپ تھا جو آیا وہ سانپ سروں کے درمیان میں سے گزرتا ہو عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں کے اندر گھس گیا تھوڑی دیر ٹھہرا پھر نکلا اور چلا گیا اور پھر غائب ہو گیا پھر لوگ بولے وہ آ گیا وہ آ گیا سانپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوانح

۱۱۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں۔ حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جاری ہے کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغرسنی میں فوت ہو گئے اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن وہ صغرسنی میں فوت ہو گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغرسنی میں فوت ہو گئے۔ اور امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نسل ختم ہو گئی۔

۱۲۔ فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کی تین متفرق حدیثیں

(۳۷۱۴) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ مَالِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَ كَذَا فَنَالَتْ مِنِّي فَقُلْتُ لَهَا دَعِينِي اٰتِي النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأُصَلِّيَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْأَلُهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَلِي وَلَكِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ رضی اللہ عنہ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ قَالَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ملاقات کی تھی میں نے کہا میں نے فلاں دن سے ملاقات نہیں کی ہے تو میری والدہ نے مجھے برا کہنا شروع کیا تو میں نے کہا آپ مجھے چھوڑیں میں ابھی

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاتا ہوں آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے لیے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کی جب آپ ﷺ نے نماز ادا کرلی پھر آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا آپ ﷺ نے میری آواز سن لی اور دریافت کیا کون ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے دریافت کیا تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت کرے (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) بعد میں نبی اکرم ﷺ نے بتایا آج ایک فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا ہے اس نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے یہ خوشخبری دی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی تمام خواتین کی سردار ہے اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے تمام نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(۳۷۱۵) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَبْصَرَ حَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي أُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور دعا کی اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔

(۳۷۱۶) رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّي أُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ یہ دعا کر رہے تھے۔

”اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔“

(۳۷۱۷) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَامِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک صاحب بولے اے لڑکے تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو خوب ہے۔

مَنَاقِبُ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کے گھر والوں کے فضائل ۔

(۳۷۱۸) رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ.

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے والد کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے دن دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اس کو تھامے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت۔

پہلے (حدیث ۳۲۲۹ میں) یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ سورۃ الاحزاب (آیت ۳۳) میں اہل البیت کا مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ اور آل رسول ﷺ اہل البیت کا مصداق ثانوی ہیں۔ یہ حضرات نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اہل بیت میں شامل ہوئے ہیں۔ مگر شیعوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بعض اہل السنہ بھی سمجھنے لگے ہیں کہ اہل البیت کا اصل مصداق صرف آل رسول ﷺ ہیں۔ اور ازواج مطہرات کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے اس سے ذہن صاف کر لینا چاہئے اور شاید امام ترمذیؒ کے ذہن میں بھی یہی مفہوم ہے چنانچہ حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل کے بعد یہ باب لائے ہیں جبکہ یہ باب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل کے بعد لانا چاہئے تھا پس اس عنوان کے تحت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مع آل رسول ﷺ کے فضائل بیان کئے جا رہے ہیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ابھی (حدیث ۳۷۷۸) گزری ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے تمہارا (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا) معاملہ اپنے بعد فکر مند کئے ہوئے ہے یعنی میرے بعد تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے تمہارے لیے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا اور تم نے بھی دار آخرت کو اختیار کیا ہے اور کچھ جمع نہیں کیا اور ہرگز صبر نہیں کریں گے تم پر مگر صبر کرنے والے یعنی باہمت بندے ہی تمہاری خبر گیریں کریں گے پھر ہوا یہ کہ حکومت نے ان کی ذمہ داری سنبھال لی اور وہ فکر معاش سے بے فکر ہو گئیں۔

تنبیہ: یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینی چاہیے کہ باب کی حدیثیں ایک دوسری حدیث کے ساتھ مشتبہ (گڈمڈ) ہو گئی ہیں موطا مالک میں بلاغا اور مستدرک حاکم میں بہ سند حسن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت (طریقہ) اگر تم ان دونوں کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔"

اور باب کی بعض حدیثوں میں کتاب اللہ اور اہل البیت کو مضبوط پکڑنے کا ذکر ہے حالانکہ کتاب اللہ کو مضبوط پکڑنے کی بات تو معقول

ہے مگر اہل البیت کو مضبوط تھامنے کا کوئی مطلب نہیں ان سے تو محبت وتعلق رکھنے کا، ادب واحترام کرنے کا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے مگر باب کی تیسری روایت میں دونوں کو تمسکتم کے تحت لے لیا ہے یہ تعبیر صحیح نہیں یہ مذکورہ حدیث کا اس حدیث میں اثر آ گیا ہے صحیح تعبیر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو مسلم شریف حدیث ۲۴۰۸ فضائل الصحابہ باب ۴ میں ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان خم چشمے پر لوگوں سے خطاب فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر وعظ ونصیحت فرمائی پھر ارشاد فرمایا:

الا ایها الناس فانما انا بشر یوشك ان یأتی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم ثقلین :اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوبکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذ کرکم الله فی اهل بیتی اذ کرکم الله فی اهل بیتی اذ کرکم الله فی اهل بیتی.

سنو لوگو: میں انسان ہی ہوں یعنی مجھے بھی موت آنے والی ہے قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا قاصد آئے پس میں لبیک کہوں اور میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ کی کتاب کو لے لو اور اس کو مضبوط پکڑو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی پھر فرمایا اور میرے گھر والے (بشمول آل رسول) میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں ۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اہل بیت کون ہیں؟ کیا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت نہیں؟

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تسائلوه من اهل بیته ولکن اهل بیته من حرم الصدقة بعده.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی اہل بیت ہیں مگر جن پر زکوٰۃ حرام ہے وہ اہل بیت ہیں اور ایک طریق میں ہے کہ ازواج ہی اہل بیت نہیں بلکہ آل رسول بھی ان میں شامل ہیں اس جواب سے ثابت ہوا کہ اہل البیت کا مصداق دونوں ہیں صرف آل رسول نہیں۔

(۱) کتاب اللہ کو تھامنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبے کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے زید بن الحسن قرشی ابوالحسین کوئی، صاحب الانماط ضعیف راوی ہے مگر امام ترمذی اس راوی سے خوش ہیں فرماتے ہیں زید بن الحسن سے متعدد اہل علم نے روایت کی ہے یعنی یہ راوی ٹھیک ہے مگر حقیقت میں یہ ضعیف ہے جیسا کہ تقریب میں ہے یہ راوی دونوں چیزوں کو اخذتم بہ کے تحت لایا ہے یہ تعبیر صحیح نہیں۔

۲۔ دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آل رسول کا اہل بیت میں شامل ہونا

(۳۷۱۹) قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَّعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهٗ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعَهُمْ

يَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ أَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلٰى خَيْرٍ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے سوتیلے صاحبزادے ہیں بیان کرتے ہیں (یہ آیت) بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اے اہل بیت تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں اچھی طرح سے پاک صاف کردے یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور انہیں چادر کے اندر کرلیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت پر موجود تھے تو ان سے ناپاکی کو دور کردے اور انہیں اچھی طرح سے پاک کردے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ یارسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ہو اور بھلائی کی جگہ پر ہو۔

۳۔ ایک روایت کہ قرآن اور کنبہ قیامت تک ساتھ رہیں گے

(۳۷۲۰) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِيْ أَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ عظمت والی ہے اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین پر لٹکی ہوئی ایک رسی ہے میری عترت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض پر مجھ تک پہنچ جائیں گے تم اس بات کا خیال رکھنا تم میرے بعد ان سے کیا برتاؤ کرتے ہو؟

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً صحیح نہیں پہلی سند میں عطیہ عوفی: شیعہ تھا اور مدلس بھی تھا اس نے کلبی کی کنیت ابوسعید رکھ رکھی تھی اور ان ابی سعید کہہ کر روایت کرتا تھا اور دھوکہ دیتا تھا کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے۔
اور دوسری سند میں حبیب بن ابی ثابت ہیں یہ بڑے فقیہ تھے مگر کثیر الارسال والتدلیس تھے یعنی سنے بغیر روایت کرتے تھے۔

۴۔ چودہ منتخب ساتھیوں والی روایت

(۳۷۲۱) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ أَوْ نُقَبَاءَ وَأُعْطِيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّبِلَالٌ وَّسَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ وَحُذَيْفَةُ وَعَمَّارٌ وَّعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ہر نبی کو سات نجیب دوست (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ساتھی دیئے گئے ہیں اور مجھے چودہ دیئے گئے ہیں (راوی بیان کرتے ہیں) ہم نے دریافت کیا وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں میرے بیٹے (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) جعفر ابوبکر عمر مصعب بن عمیر بلال سلمان عمار مقداد حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف نا قابل اعتبار ہے کثیر بن اسماعیل نواء (بھاری بوجھ ڈھونے والا) نہایت ضعیف راوی اور سڑا ہوا شیعہ تھا۔ قال ابن عدی کان غالیا فی التشیع مفرطا فیہ. (تہذیب)

اور یہ روایت صرف ترمذی میں ہے۔ پس یہ روایت شیعوں کی پیداوار ہے۔

۵۔ اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ

(۳۷۲۲) اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس وجہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔

باب ۲۷

فضائل حضرات معاذ، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہم

(۳۷۲۳) اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَقْرَؤُهُمْ اُبَيٌّ وَّلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَّاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے اور میری امت میں سب سے سخت عمر ہے حیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچا عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل ہے وراثت کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا زید بن ثابت ہے اور سب سے اچھی قرات کرنے والا ابی بن کعب ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

(۳۷۲۴) اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَّاِنَّ اَمِيْنَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے اور میری امت میں سب سے سخت عمر ہے حیا کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچا عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے وراثت کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے اچھی قرأت کرنے والا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

(۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل بن عمرو بن اوس انصاری خزرجی ، ابوعبدالرحمٰن (ولادت ۲۰ سال قبل ہجرت وفات : ۱۸ ہجری مطابق ۶۰۳ ـ ۶۳۹ عیسوی) جوانی میں مسلمان ہوئے حلال وحرام (مسائل فقہیہ) کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا حاکم بنایا خلافت صدیقی میں مدینہ واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے جہاد میں چلے گئے جب طاعون عمواس میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسلامی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ل نے ان کو برقرار رکھا مگر اسی سال آپ رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہوگیا۔

(۲) حضرت زید بن ثابت بن الضحاک : انصاری خزرجی ، ابوخارجہ (ولادت ہجرت سے گیارہ سال پہلے وفات ۴۵ ہجری مطابق ۶۱۱ ـ ۶۶۵ عیسوی) ۱۷ دن میں سریانی زبان میں مہارت پیدا کرلی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن کو سرکاری ریکارڈ میں لیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصاحف تیار کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے چھ اصحاب فتویٰ میں سے تھے اور علم المیراث کے خاص ماہر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کہیں جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے ہجرت کے وقت نابالغ تھے مگر کافی قرآن یاد کرلیا تھا کاتبین وحی میں سے تھے۔

(۳) حضرت ابی بن کعب بن قیس : نجاری خزرجی ابوالمنذر وابوالطفیل ، سید القراء بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے چھ اصحاب فتویٰ میں سے تھے سنہ ولادت معلوم نہیں وفات ۲۱ ہجری مطابق ۶۴۲ عیسوی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کو سید المسلمین کہتے تھے۔

(۴) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حالات پہلے آچکے ہیں۔

۱۔ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ومعاذ وزید وابی وابوعبیدۃ رضی اللہ عنہم کے امتیازات

۲۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو نامزد کرکے سورۃ البینہ سنانے کا حکم

۳۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قبیلہ خزرج کے چار شخصوں نے قرآن کریم حفظ کیا

(۳۷۲۷) جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اقدس میں چار لوگوں نے قرآن مجید جمع کیا تھا یہ انصاری تھے یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا حضرت ابوزید کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میرے ایک چچا ہیں۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی ستائش کی

(۳۷۲۸) نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْ بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

الْجَمُوحِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں عمر رضی اللہ عنہ اچھے ہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اچھے ہیں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے معاذ بن عمرو اچھا آدمی ہے۔

(۳۷۲۹) قَالَ جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا ابْعَثْ مَعَنَا أَمِينًا فَقَالَ فَإِنِّي سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ﷺ قَالَ وَكَانَ أَبُو إِسْحٰقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ صِلَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّينَ سَنَةً.

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک سردار اور اس کا نائب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ کسی امین شخص کو بھیج دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایسے امین کو بھیجوں گا جو واقعی امین ہوگا لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا۔

(۳۷۳۰) قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ عُمَرُ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَتْ ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ فَسَكَتَتْ.

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ کے کون سے صحابی نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے؟ انہوں نے جواب دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا عمر میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا پھر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے میں نے دریافت کیا پھر کون تھے؟ تو وہ خاموش رہیں۔

(۳۷۳۱) نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ الْجَرَّاحِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ابوبکر اچھا آدمی ہے عمر اچھا آدمی ہے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اچھا آدمی ہے۔

باب ۲۸

فضائل سلمان فارسی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم

(۳۷۳۲) إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَّسَلْمَانَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے علی عمار اور سلمان۔

ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: قحطانی ہیں مکہ میں بنومخزوم سے دوستی کا تعلق قائم کیا تھا وہ اور ان کے والدین سابقین اولین

(شروع میں اسلام قبول کرنے والوں میں) سے ہیں والدہ ماجدہ سمیہ رضی اللہ عنہا (اسلام میں پہلی شہید خاتون ہیں، ابو جہل نے ان کو قتل کیا تھا) ولادت: ستاون سال قبل ہجرت شہادت ۳۷ ہجری (جنگ صفین میں مدت عمر: ترانوے سال۔ لقب الطیب المطیب والد ماجد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی قدیم الاسلام ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور کوفہ والوں کو لکھا تھا انہ من النجباء من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چنیدہ صحابی ہیں۔

باب ۲۹

۱۔ خوش آمدید طیب ومطیب

(۳۷۳۳) جَآءَ عَمَّارٌ يَّسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اندر آنے کے لیے کہو پاک شخصیت اور پاک خصلت والے شخص کو خوش آمدید۔

۲۔ عمار رضی اللہ عنہ ہمیشہ راست روی والا معاملہ اختیار کرتے ہیں

(۳۷۳۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَرْشَدَهُمَا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کو جب بھی دو معاملات کے بارے میں اختیار دیا گیا تو اس نے اس کو اختیار کیا جو زیادہ بہتر والا ہو۔

۳۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت کی پیروی کرو

(۳۷۳۵) كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا قَدْرُ بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ وَاَشَارَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَّمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں گا؟ میرے بعد دو لوگوں کی پیروی کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (آپ نے یہ بھی فرمایا) اور عمار کے طریقے کی پیروی کرنا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمہیں جو بات بتائے اس کی تصدیق کرنا۔

تشریح: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ آئندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو نزاع ہو گا اس میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گا کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہوں گے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر ہوں گے جس سے درگزر کیا جائے گا۔

۴۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی

(۳۷۳۶) اَبْشِرْ عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے عمار یہ بات جان لو تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

تشریح: حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش خبری سن لو عمار تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی (باغی: قانون شکن اسلامی حکومت سے خروج کرنے والا)۔ یہ حدیث متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جن کے نام حدیث کے بعد مذکورہ ہیں حتیٰ کہ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ حدیث متواترہ ہے اور جنگ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں کے ہاتھ قتل کئے گئے پس یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

فضائل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

آپ کے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے مشہور قول جندب بن جنادہ ہے کنانہ بن خزیمہ کی شاخ غفار سے آپ کا تعلق تھا یمن کے رہنے والے تھے بہت قدیم الاسلام ہین کہتے ہیں پانچویں مسلمان ہیں تاریخ ولادت معلوم نہیں وفات ربذہ میں ۳۴ ہجری میں ہوئی ہے آپ کی سیرت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ کے نزدیک سونا چاندی رکھنا جائز نہیں تھا حالانکہ زکوۃ حولان حول کے بعد واجب ہوتی ہے اگر سونا چاندی جمع رکھنا جائز نہیں تو پھر زکوۃ کس چیز میں واجب ہوگی؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جیسا سچا آدمی آسمان وزمین نے نہیں دیکھا۔

باب ۳۰

(۳۷۳۷) مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ابوذر سے زیادہ سچے کسی شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے اٹھایا نہیں ہے (یعنی ابوذر دنیا کے سب سے سچے آدمی ہیں)۔

(۳۷۳۸) قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْهِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَتَعْرِفُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ نَعَمْ فَاعْرِفُوْهُ لَهٗ.

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے زیادہ زبان کے حوالے سے سچے اور وعدہ کو پورا کرنے والے کسی شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے اٹھایا نہیں یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی طرح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے رشک کرتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم انہیں یہ بات بتادیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم اسے بتادو۔

فضائل حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سلام بن الحارث: ابو یوسف اسرائیلی رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے آپ کا سابق نام حصین تھا یہ لومڑی کی کنیت ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا ہجرت کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا جلیل القدر ذی علم صحابہ میں آپ کا شمار ہے ۴۳ ہجری میں وفات پائی۔

باب ۳۱

۱۔ ابن اسلام رضی اللہ عنہ کے حق میں قرآن کریم کی دو آیتیں نازل ہوئیں

(۳۷۳۹) قَالَ لَمَّا أُرِيدُ قَتْلُ عُثْمَانَ جَآءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِي نَصْرِكَ قَالَ اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّي فَإِنَّكَ خَارِجًا خَيْرٌ لِي مِنْكَ دَاخِلًا فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ اسْمِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَنَزَلَتْ فِيَّ (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ) وَنَزَلَتْ فِيَّ (قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ) إِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُودًا عَنْكُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِي نَزَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاللهَ اللهَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَوَاللهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُوهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيرَانُكُمُ الْمَلَائِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ عَنْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُودِيَّ وَاقْتُلُوا عُثْمَانَ.

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن سلام ان کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں آپ کی مدد کرنے کے لیے آیا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں کے پاس جائیں اور انہیں مجھ سے دور کردیں آپ کا باہر ہونا میرے لیے آپ کے اندر ہونے سے بہتر ہے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اے لوگو میرا نام زمانہ جاہلیت میں فلاں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا اور اللہ کی کتاب کی یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

"اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے گواہ نے اس کی مانند گواہی دی وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کو اختیار کیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ آیت (بھی میرے بارے میں نازل ہوئی تم فرما دو گواہ ہونے کے اعتبار سے تمہارے اور میرے درمیان اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تلوار تم لوگوں سے میان میں ہے اور فرشتے تمہارے ساتھ اس شہر میں رہ رہے ہیں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا تھا تم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہیں تم انہیں قتل نہ کردینا اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں قتل کردیا تو تمہارے ساتھ رہنے والے فرشتے الگ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی میان میں موجود تلوار باہر نکل آئے گی

اور پھر وہ قیامت تک میان میں نہیں جائے گی لوگوں نے کہا اس یہودی کو بھی قتل کردو اور عثمان کو بھی قتل کردو۔

۲۔ حضرت عبداللہ دس میں سے ایک جنتی ہیں

(۳۷۴۰) لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ قِيْلَ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَوْصِنَا قَالَ اَجْلِسُوْنِيْ فَقَالَ اِنَّ الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ مَكَانَهُمَا مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةِ رَهْطٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ: یزید بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان سے کہا گیا اے ابوعبدالرحمٰن ہمیں کوئی وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا مجھے بیٹھا دو پھر فرمایا علم اور ایمان اپنی جگہ پر موجود ہیں جوان دونوں کو تلاش کرے گا وہ ان دونوں کو پالے گا (راوی بیان کرتے ہیں) انہوں نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی (اور بولے) تم علم کو چار آدمیوں کے پاس تلاش کرو ابودرداء رضی اللہ عنہ عویمر کے پاس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے چونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے یہ دس جنتی آدمیوں میں سے دسواں ہے اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں اس لیے شارحین نے حدیث کے دو مطلب بیان کئے ہیں:

(۱) آپ رضی اللہ عنہ جنت میں دسویں نمبر پر داخل ہوں گے۔

(۲) اسرائیلی صحابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا سواں نمبر ہے۔ بہر حال آپ رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہیں اور یہ بات آپ کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

فضائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بن غافل بن حبیب ہذلی ابوعبدالرحمٰن: قدیم الاسلام ہیں حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی علم وفہم عقل ودانش میں ممتاز تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے ان کے والد زمانہ جاہلیت میں گزر گئے ان کی والدہ ام عبد مسلمان ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ان کا خاص تعلق تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا خلافت عثمانی میں مدینہ آئے اور بعمر ساٹھ سال ۳۲ ہجری میں وفات پائی بہت ہی پستہ قد تھے بیٹھے ہوؤں کے برابر تھے خوشبو بکثرت استعمال کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا وعاء ملی علما علم سے بھرا ہوا ایک برتن آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین تلامذہ نصیب فرمائے تھے ان کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہ کا علم خوب پھیلا۔

باب ۳۲

۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کو مضبوط پکڑو

(۳۷۴۱) اِقْتَدُوْا بِاللَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے بعد میرے ساتھیوں میں سے ابو بکر وعمر کی اقتداء کرو عمار کی ہدایت کی پیروی کرو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عہد کو مضبوطی سے تھام لو (یعنی ان کے طریقے پر عمل کرو)۔

حدیث کے تینوں مضامین میں مناسبت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے خلافت کے زیادہ حق دار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ فرمایا:

لا توخر من قدمه رسول الله ﷺ الا نرضی لدنیانا من ارتضاه لدیننا؟

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قضیے میں خلافت حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور اس بات کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت نے فیصلہ کیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر جیسا تعلق تھے

(۳۷۴۲) اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مُوْسٰی یَقُوْلُ لَقَدْ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِیْ مِنَ الْیَمَنِ وَمَا نُرٰی حِیْنًا اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ ﷺ لِمَا نَرٰی مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ.

ترجمہ: اسود بن یزید بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے میں اور میرا بھائی یمن سے (مدینہ منورہ) آئے کافی عرصے تک ہم یہی سمجھتے رہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک صاحب ہیں کیونکہ ہم انہیں اور ان کی والدہ کو بکثرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آتے جاتے دیکھتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو گھر میں آنے کی خصوصی اجازت دے رکھی تھی

(۳۷۴۳) قَالَ اَتَیْنَا عَلٰی حُذَیْفَةَ فَقُلْنَا حَدِّثْنَا مَنْ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدْیًا وَّدَلًّا فَنَاْخُذَ عَنْهُ وَنَسْمَعَ مِنْهُ قَالَ کَانَ اَقْرَبُ النَّاسِ هَدْیًا وَّدَلًّا وَّسَمْتًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰی یَتَوَارٰی مِنَّا فِیْ بَیْتِهٖ وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ اَقْرَبِهِمْ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی.

ترجمہ: عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ ہمیں اس شخص کے بارے میں بتائیں جو عادت واطوار اور طور طریقوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو تا کہ ہم اس کے طریقے کو حاصل کریں اور ان سے احادیث کو سنیں تو حضرت حذیفہ نے فرمایا طور طریقوں اور عادات واطوار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے

زیادہ مشابہت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات کے بارے میں بھی واقف ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے محفوظ لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ام عبد کے صاحبزادے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ان سب کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

۳۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھے۔

۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں امارت کی کامل صلاحیت تھی

(۳۷۴۴) لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنْهُمْ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے مشورہ لئے بغیر کسی کو امیر مقرر کرنا ہوتا تو ابن اُم عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو ان لوگوں کا امیر مقرر کردیتا۔

(۳۷۴۵) لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا مِّنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنْهُمْ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے مشورہ کے بغیر کسی کو امیر مقرر کرنا ہوتا تو میں ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو امیر مقرر کرتا۔

۵۔ ابن مسعود ابی معاذ اور سالم رضی اللہ عنہم سے قرآن اخذ کرنے کا حکم

(۳۷۴۶) خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن چار لوگوں سے سیکھو ابن مسعود ابی بن کعب معاذ بن جبل اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام سالم۔

۶۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء اور چپلوں کے ذمہ دار تھے

(۳۷۴۷) قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَاَطْلُبُهُ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُّجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَمَّارُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ.

ترجمہ: حضرت خثیمہ بن ابی سبرہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ کسی نیک ساتھی کا ساتھ مجھے نصیب کردے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا دیا میں ان کے پاس بیٹھا میں نے ان سے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کسی نیک ساتھی کا ساتھ نصیب کرے تو مجھے آپ کا ساتھ مل گیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم

کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا اہل کوفہ سے میں بھلائی کو تلاش کرنے کے لیے اور اس کی طلب میں آیا ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہارے درمیان حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ موجود نہیں؟ جن کی دعا قبول ہوتی ہے یہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود نہیں ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی آپ کے نعلین شریفین اٹھایا کرتے تھے کیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص راز دار ہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطان سے محفوظ قرار دیا ہے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ جو دو کتابوں (پر ایمان رکھنے والے ہیں قتادہ نامی راوی بیان کرتے ہیں دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن مجید ہیں (کیونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی ہوئے تھے)۔

فضائل حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

نام نامی حذیفہ کنیت ابوعبداللہ لقب صاحب السر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار) والد کا نام حسل یا حسیل لقب الیمان (غزوۂ اُحد میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھ شہید ہوئے) وطن یمن قبیلہ کی طرف نسبت عبسی مدینہ میں انصار کے قبیلہ عبدالاشہل کے حلیف۔ وفات: ۳۶ ہجری (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت چالیس دن بعد) بڑے بہادر فاتح اور مدائن کے گورنر رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ کے منافقین کے نام بتائے تھے فتن کی احادیث کے بڑے عالم تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن آپ ہی کے توجہ دلانے پر کیا تھا۔

باب ۳۳

حذیفہ رضی اللہ عنہ تم جو کچھ بیان کریں اس کی تصدیق کرو

(۳۷۴۸) قَالُوا یَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَوِاسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَاحَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوهُ وَمَا اَقْرَاَكُمْ عَبْدُاللّٰهِ فَاقْرَءُوهُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کسی کو اپنا نائب مقرر کردیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر اپنا نائب مقرر کردیا اور تم نے اس کی نافرمانی کی تو تمہیں عذاب دیا جائے گا لیکن حذیفہ جو تمہیں بات بتائے تم اس کی تصدیق کرنا اور عبداللہ تمہارے سامنے جو قرائت کر کے سنائے تم اس کے مطابق پڑھنا۔

تشریح: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں جو روایت مروی ہے وہ پہلے (حدیث ۳۶۹۱، ۳۶۹۲) میں آچکی ہے۔

فضائل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، بن شراحیل، بن کعب، بن عبد العزیٰ، بن امری ء القیس، بن عامر، بن النعمان، بن عامر، بن

عبدود، ان کی والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہے ان کی کنیت ابو اسامہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب ہیں:

حضرت زید کے والد حارثہ بن قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک معزز قبیلہ تھا ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بنو معن سے تھیں وہ حضرت زید کو بچپن میں اپنے ساتھ لے کر میکے گئیں اسی دوران بنو قین کے کچھ سوار جو لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے حضرت زید کو خیمہ سے اٹھالائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کیا حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنالیا۔

باب ۳۴

۱۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی

(۳۷۴۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ اَبِيْكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلٰى حِبِّيْ.

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کو تین ہزار پانچ سو (درہم یا دینار) دیے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے تین ہزار مقرر کیے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے کہا آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے پہلے کسی غزوے میں شرکت نہیں کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ محبوب تھے اس لیے میں نے اپنی محبوب شخصیت کے مقابلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب شخصیت کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ پہلے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے

(۳۷۵۰) مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ اِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَتْ (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ).

ترجمہ: سالم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں پہلے ہم لوگ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تم ان لوگوں کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے۔“

۳۔ بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی

(۳۷۵۱) قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ابْعَثْ مَعِيْ اَخِيْ زَيْدًا قَالَ هُوَ ذَا قَالَ فَاِنِ انْطَلَقَ

مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَيْدٌ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَاللهِ لَا اَخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَيْتُ رَاْيَ اَخِيْ اَفْضَلَ مِنْ رَّاْيِيْ.

ترجمہ: حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو حضرت زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کے بھائی ہیں وہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔ زید نے عرض کی یارسول اللہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم میں آپ ﷺ کے مقابلے میں کسی اور کو اختیار نہیں کروں گا (حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے کے مقابلے میں زیادہ بہتر تھی۔

تشریح: اگر جبلہ بھائی کو لے کر چلے جاتے تو معلوم نہیں نبوت کے بعد آتے یا نہ آتے؟ اور ایمان کی دولت نصیب ہوتی یا نہ ہوتی؟ اور جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے جدا نہ ہوئے تو ان بھی ایمان نصیب ہوا اور جبلہ کو بھی یہ متاع گرانمایہ بدست آئی پس حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جبلہ کے فیصلہ سے بہتر ثابت ہوا۔

۴۔ حضرت زید ہر طرح امارت کے لائق تھے

۳۷۵۲۔ متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمْرَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا لوگوں نے ان کی امارت کے بارے میں شبہات کا اظہار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارات کے بارے میں شبہات کا اظہار کر رہے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کے بارے میں بھی اسی طرح کے خیالات پیش کر چکے ہو اللہ کی قسم وہ (زید بن حارثہ) امارات کے لائق تھا میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تشریح: نبی ﷺ نے جو آخری فوجی مہم ترتیب دی تھی اور جس میں شیخین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) بھی شامل تھے اس کا امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا پس رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

*

فضائل اسامۃ رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی بن زید بن امراء القیس بن عامر بن نعمان ان کی والدہ کا نام ام ایمن ہے ان کی کنیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں ابو محمد ابو زید ابو یزید اور ابو خارجہ ان کو حب رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اسامہ بن زید مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کے ساتھ خیر خواہی کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو اٹھارہ سال کی عمر میں عامل مقرر کیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شامل ہوئے وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں سے بالکل کنارہ کش رہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالتے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ڈال دیتا لیکن بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے ایک کافر پر حملہ کیا اس نے فوراً کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ہم نے اس کو قتل کر دیا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس کو قتل کر دیا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا اس وقت مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا اور میرا یہ عمل زمانہ جاہلیت کے اعمال میں شمار ہوتا اس وقت میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی کلمہ گو پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا اس وجہ سے میں آپ کی معیت میں رہ کر کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بعثت کے ساتویں سال پیدا ہوئے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہو گئے ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جرف میں فوت ہوئے تھے پھر آپ کو مدینہ لایا گیا۔

(اسد الغابہ ج:۱ ص ۶۶ ـ ۶۴)

باب ۳۵

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وقت میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی

(۳۷۵۳) لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ لِيْ.

ترجمہ: محمد بن اسامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی تو میں بھی واپس آ گیا لوگ بھی مدینہ منورہ آ گئے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان خاموش ہو چکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کلام نہیں کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ میرے اوپر رکھے اور پھر ان دونوں کو بلند کیا تو اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعائے خیر فرما رہے ہیں۔

۲۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے

(۳۷۵۴) قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ ﷺ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک پونچھنے کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ چھوڑ دیں میں اس کی ناک صاف کر دیتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے متعلقین میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت تھی

(۳۷۵۵) كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَا يَا أُسَامَةُ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ وَّالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ فَقَالَ أَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا أَدْرِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لٰكِنِّيْ أَدْرِيْ فَأْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِيْ إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ الْعَبَّاسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ لِأَنَّ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ۔

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں بیٹھا ہوا تھا اسی دوران حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما آ گئے ان دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی ان دونوں نے کہا اے اسامہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے اندر آنے کی اجازت لو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم یہ جانتے ہو یہ دونوں کس لیے آئے ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میں جانتا ہوں تم ان دونوں کو اجازت دو یہ دونوں حضرات اندر آ گئے ان دونوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں نے عرض کی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر والوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے اور میں نے بھی انعام کا ہے اور وہ اسامہ بن زید ہے ان دونوں حضرات نے عرض کی پھر کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر علی ابن ابو طالب ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے چچا کو ان میں سب سے آخر میں رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ آپ سے پہلے علی نے ہجرت کی تھی۔

*

فضائل حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بجیلہ سے تعلق تھا و کان سید امطاعا طوالا آپ رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے؟ اس میں اختلاف ہے راجح قول ۹ ہجری ہے ذوالخلیفہ کا مندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہدم کرایا تھا بڑے حسین و جمیل تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے جنگ قادسیہ میں بجیلہ کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو سفیر بنا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا مگر بعد میں آپ فتنوں سے الگ ہو گئے اور ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پردہ نہیں کیا اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

باب ۳۶

(۳۷۵۶) مَا حَجَبَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا ضَحِكَ.

ترجمہ: قیس بن ابو حازم حضرت جریر بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے (اپنے پاس آنے سے) نہیں روکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی مجھے دیکھا مسکرا دیئے۔

(۳۷۵۷) امَا حَجَبَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ.

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے۔

*

فضائل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی کنیت ابو العباس خلفائے عباسیہ کے جد امجد ،ولادت: مکہ میں ہجرت سے تین سال پہلے وفات طائف میں ۶۸ ہجری میں لقب ترجمان القرآن اور حبر الامۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشکلات آپ سے حل کراتے تھے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر آپ کو مقدم رکھتے تھے۔ والدہ ماجدہ: اُم الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، اور دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے حکمت کی دعا کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔

ایک مرتبہ: حدیث جبرئیل کے موقعہ پر جب جبرئیل علیہ السلام انسانی صورت میں صحابہ کے درمیان تشریف لائے تھے اور ایمان اسلام احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات کئے تھے اس وقت اور حضرات نے بھی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

دوسری مرتبہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کسی ضرورت سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا وہ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آدمی تھا وہ لوٹ آئے اور ابا سے کہا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہے اس لیے میں لوٹ آیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود آئے تو کوئی نہیں تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ (یہ واقعہ طبقات ابن سعد میں ہے)

باب ۳۷

(۳۷۵۸) اَنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے دوبار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار ان کے لیے دعائے خیر کی ہے۔

(۳۷۵۹) دَعَا لِی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ یُّؤْتِیَنِی اللهُ الْحِکْمَةَ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں یہ دعائے خیر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ایسا کیا۔

(۳۷۶۰) ضَمَّنِی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِکْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے کے ساتھ لگایا اور دعا کی ۔اے اللہ اسے حکمت (دانائی) کا علم عطا کر۔

---*---

فضائل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت ابوعبدالرحمٰن: عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں ولادت ہجرت سے دس سال قبل مکہ میں وفات ۷۳ ہجری میں مکہ میں مطابق ۶۱۳ ـ ۶۹۲ عیسوی مدت عمر تراسی سال اپنے والد صاحب کے ساتھ مسلمان ہوئے اور انہی کے ساتھ ہجرت کی غزوۂ خندق سے جہاد میں شرکت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا علم حاصل کیا ساٹھ سال تک فتوی دیا اور جب وفات پائی تو فضل وکمال میں اپنے والد صاحب کے مرتبہ تک پہنچ چکے تھے۔وھو احد العبادلة ،وفقھا الصحابة والمکثرین منھم۔
عبداللہ نیک آدمی ہے۔

باب ۳۸

(۳۷۶۱) رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّمَا فِیْ یَدِیْ قِطْعَةُ اِسْتَبْرَقٍ وَّلَا اُشِیْرُ بِهَا اِلٰی مَوْضِعٍ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِیْ اِلَیْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی مخمل کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اس کے ذریعے جنت میں جس طرف بھی اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی ایک نیک آدمی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) عبداللہ ایک نیک آدمی ہے۔

---*---

فضائل عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ : ہجرت کے بعد ایک ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۷۳ ہجری میں مکہ میں شہید ہوئے یزید کی موت کے بعد ۶۴ ہجری میں خلیفہ چنے گئے عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا: والدہ ماجدہ حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وھو احد العبادلة واحد الشجعان من الصحابة واحد من ولی الخلافة منھم - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام رکھا اور تحنیک کی۔

باب ۳۹

(۳۷۶۲) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی فِیْ بَیْتِ الزُّبَیْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ یَا عَائِشَةُ مَا اُرٰی اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ فَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰی اُسَمِّیَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِیَدِهٖ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر چراغ جلتا دیکھا تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہ میرا خیال ہے اسماء نے بچے کو جنم دیا ہے تم لوگ اس کا کوئی نام نہ رکھنا میں خود اس کا نام رکھوں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کا نام عبداللہ رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ذریعے اسے گھٹی دی۔

فضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک نجاری خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم (دس سال خدمت کی) والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ ولادت ہجرت سے دس سال پہلے وفات بصرہ میں ۹۳ ہجری میں (بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی) مدت عمر ایک سو تین سال۔ مطابق ۶۱۲ - ۷۱۲ عیسوی کنیت: ابوثمامہ اور ابوحمزۃ مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔

باب ۴۰

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

(۳۷۶۳) قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ صَوْتَهٗ فَقَالَتْ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُنَیْسٌ قَالَ فَدَعَا لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَاَیْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَیْنِ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَرْجُو الثَّالِثَةَ فِی الْاٰخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے میری والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چھوٹا انس (آپ اس کے بارے میں دعا کیجئے) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں تین دعائیں کی تھیں ان میں سے دو کا اثر دنیا میں دیکھ چکا

ہوں اور مجھے امید ہے تیسری آخرت میں مل جائے گی۔

(۳۷۶۴) اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتَهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس بن مالک آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے لیے دعا خیر کیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے اور جو کچھ تو اسے عطا کرے گا اس میں اس کے لیے برکت رکھ دے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دل لگی

(۳۷۶۵) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَنَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبزی کے حوالے سے میری کنیت رکھی تھی کیونکہ میں اسے توڑا کرتا تھا۔

(۳۷۶۶) قَالَ لِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَا ثَابِتُ خُذْ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ اَحَدٍ اَوْثَقَ مِنِّيْ اِنِّيْ اَخَذْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جِبْرِيْلَ وَاَخَذَهُ جِبْرِيْلُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

ترجمہ: ثابت بنانی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے ثابت مجھ سے علم حاصل کرلو کیونکہ تم مجھ سے زیادہ مستند کسی شخص سے علم حاصل نہیں کرسکو گے کیونکہ میں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے حاصل کیا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا علم حاصل کیا

(۳۷۶۷) قَالَ رُبَّمَا قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ يَا ذَا الْاُذُنَيْنِ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ يَعْنِيْ يُمَازِحُهُ.

ترجمہ: بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دو کان والے کہہ کر بلاتے تھے ابو اسامہ نامی راوی بیان کرتے ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذاق کے طور پر یہ فرمایا کرتے تھے۔

(۳۷۶۸) قَالَ قُلْتُ لِاَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَّحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ كَانَ يَجِيْءُ مِنْهُ رِيْحُ الْمِسْكِ.

ترجمہ: حضرت ابو خلدہ کہتے ہیں میں ابو العالیہ سے دریافت کیا کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کا سماع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس برس تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعائے خیر کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جس میں سال میں دو مرتبہ پھل لگا کرتا تھا اور اس میں ایک پودا تھا جس میں سے مشک کی خوشبو

آیا کرتی تھی۔

فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن بن صخر (مشہور نام) دوسی رضی اللہ عنہ (دوس: یمن کا قبیلہ ہے) ولادت ۲۱ سال قبل ہجرت وفات ۵۹ ہجری (مدینہ میں) مطابق ۶۰۲۔۶۷۹ عیسوی۔ مدت عمر اسی سال ۷ ہجری میں خیبر کے سال ہجرت کر کے مدینہ آئے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیثوں کے راوی (پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) اور آٹھ سو صحابہ و تابعین آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر بنایا تھا مگر نرم طبیعت اور عبادت میں مشغول پایا تو معزول کر دیا عارضی طور پر کئی مرتبہ مدینہ کے حاکم رہے (الھِرُّ نر بلی (بلاؤ) الھرۃ مادہ بلی الھریرۃ (تصغیر) بلی کا بچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلی کے بچے والا وجہ تسمیہ آگے آرہی ہے)۔

باب ۴۱

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت احادیث کا راز

(۳۷۶۹) قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَبَسَطْتُ ثَوْبِیْ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَخَذَهٗ فَجَمَعَهٗ عَلٰی قَلْبِیْ فَمَا نَسِیْتُ بَعْدَهٗ حَدِیْثًا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے سامنے اپنی چادر پھیلا دی پھر آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اسے اکٹھا کر کے میرے دل پر رکھ دیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(۳۷۷۰) قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْمَعُ مِنْكَ اَشْیَاءَ فَلَا اَحْفَظُهَا قَالَ ابْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَحَدَّثَ حَدِیْثًا كَثِیْرًا فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا حَدَّثَنِیْ بِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر میں ان کو یاد نہیں رکھ سکتا آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی چادر بچھاؤ میں نے اپنی چادر بچھائی پھر آپ ﷺ نے بہت سی احادیث بیان کی تو میں ان میں سے کوئی بھی حدیث نہیں بھولا جو بھی آپ نے بیان کیا۔

۲۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرت روایت کی تائید کی

(۳۷۷۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَنْتَ كُنْتَ اَلْزَمَنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَحْفَظَنَا لِحَدِیْثِهٖ.

ترجمہ: ولید بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ہم سب کے مقابلے میں زیادہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور سب سے زیادہ احادیث کے حافظ ہیں۔

(۳۷۷۲) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ فَقَالَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَرَاَیْتَ ھٰذَا الْیَمَانِیَّ یَعْنِیْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَھُوَ اَعْلَمُ بِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْکُمْ نَسْمَعُ مِنْہُ مَالَا نَسْمَعُ مِنْکُمْ اَوْ یَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَمْ یَقُلْ قَالَ اَمَّا اَنْ یَّکُوْنَ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَمْ نَسْمَعْ فَلَا اَشُکُّ اِلَّا اَنَّہٗ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَمْ نَسْمَعْ وَذٰلِکَ اَنَّہٗ کَانَ مِسْکِیْنًا لَا شَیْءَ لَہٗ ضَیْفًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَدُہٗ مَعَ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ کُنَّا نَحْنُ اَھْلَ بُیُوْتَاتٍ وَغِنًی وَ کُنَّا نَاْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ طَرَفَیِ النَّھَارِ لَا اَشُکُّ اِلَّا اَنَّہٗ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَمْ نَسْمَعْ وَلَا تَجِدُ اَحَدًا فِیْہِ خَیْرٌ یَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَمْ یَقُلْ۔

ترجمہ: مالک بن ابو عامر بیان کرتے ہیں ایک صاحب حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس آئے اور بولے اے ابومحمد آپ نے اس یمنی شخص کو دیکھا ہے؟ ان صاحب کی مراد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے کیا وہ آپ سب حضرات کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا زیادہ علم رکھتا ہے؟ ہم اس سے وہ احادیث سنتے ہیں جو ہم نے آپ حضرات سے نہیں سنی ہیں یا پھر وہ نبی اکرم ﷺ سے وہ باتیں بیان کرتا ہے جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی ہیں؟ تو حضرت طلحہ نے جواب دیا ایسا ہوسکتا ہے۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی وہ احادیث سنی ہوں جو ہم نے نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی ہیں اس کی وجہ یہ ہے وہ ایک غریب آدمی تھے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی تو وہ نبی اکرم ﷺ کے مہمان تھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے جبکہ ہم گھر بار والے خوشحال تھے ہم صبح شام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجایا کرتے تھے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے اس نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی وہ باتیں سنی ہوں گی جو ہم نے نہیں سنی ہیں اور تم کسی بھی نیک شخص کو ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی ایسی بات کرے جو آپ ﷺ نے فرمائی۔

۳۔ گدڑی میں لعل

(۳۷۷۳) قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا کُنْتُ اَرٰی اَنَّ فِیْ دَوْسٍ اَحَدًا فِیْہِ خَیْرٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا دوس سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا یہ خیال نہیں تھا کہ دوس میں کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس میں بھلائی موجود ہوگی۔

۴۔ دعائے نبوی سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چھوہاروں میں برکت ہوئی

(۳۷۷۴) اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اُدْعُ اللّٰہَ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ خُذْھُنَّ وَاجْعَلْھُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ ھٰذَا اَوْفِیْ ھٰذَا الْمِزْوَدِ کُلَّمَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْہِ یَدَکَ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِکَ التَّمْرِ کَذَا وَ کَذَا مِنْ وَّسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَ نُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حِقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ انْقَطَعَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں کچھ کھجوریں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی

یارسول اللہ ﷺ آپ سے دعا کیجئے کہ ان میں برکت آجائے نبی اکرم ﷺ نے انہیں اکٹھا کیا اور پھر آپ ﷺ نے میرے لیے ان میں برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا انہیں پکڑلو اور انہیں اپنے تھیلے میں ڈال لو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس تھیلے میں ڈال لو جب کبھی تم نے اس میں سے کچھ لینا ہو تو اپنا ہاتھ اس میں داخل کرنا اور نکال لینا لیکن تم اسے بکھیرنا نہیں راوی بیان کرتے ہیں میں نے اس تھیلے میں سے اتنی اتنی وسق کھجوریں اللہ کی راہ میں دی ہم خود اس میں سے کھایا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلایا کرتے تھے اور یہ کبھی میری کمر سے جدا نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو وہ گر گئی۔

۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کی وجہ

(۳۷۷۵) قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ لِمَ كُنِّیتَ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ اَمَا تَفْرَقُ مِنِّیْ قُلْتُ بَلٰی وَاللهِ اِنِّیْ لَاَ هَابُكَ قَالَ كُنْتُ اَرْعٰی غَنَمَ اَهْلِیْ وَكَانَتْ لِیْ هُرَیْرَةٌ صَغِیْرَةٌ فَكُنْتُ اَضَعُهَا بِاللَّیْلِ فِیْ شَجَرَةٍ فَاِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِیْ فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِیْ اباهريرة.

ترجمہ: عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ کی کنیت ابو ہریرہ کیوں رکھی گئی انہوں نے جواب دیا کیا تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں اللہ کی قسم میں آپ سے ڈرتا ہوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میرے پاس ایک بلی کا بچہ تھا میں اسے رات کے وقت درخت پر بٹھا دیتا تھا اور دن کے وقت اپنے ساتھ لے جایا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رکھ دی۔

۶۔لکھنا حفظ میں معاون ہوتا ہے

(۳۷۷۶) قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ اَكْثَرَ حَدِیْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنِّیْ اِلَّا عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ كَانَ یَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا اَكْتُبُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھ سے زیادہ احادیث روایت کرنے والا اور کوئی بھی نہیں ہے صرف حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں) اس کی وجہ بھی یہ ہے وہ (احادیث) نوٹ کیا کرتے تھے اور میں نوٹ نہیں کرتا تھا۔

*

فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان: صخر، بن حرب، بن امیہ، بن عبد شمس، بن عبد مناف قرشی، اموی رضی اللہ عنہ: ولادت: مکہ میں ہجرت سے بیس سال پہلے۔ وفات: دمشق میں ۶۰ ہجری میں۔ مطابق ۶۰۳۔۶۸۰ عیسوی۔ مدت عمر: اسی سال فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کاتبین وحی میں سے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اردن کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ملک شام بھی آپ کی ولایت میں شامل کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی آپ کو معزول کر دیا، مگر آپ نے عزل تسلیم نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ شروع کر دیا اور اس خون کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جس کے نتیجہ جنگ صفین ہوئی پھر تحکیم کا واقعہ پیش آیا پھر نتیجہ یہ

نکلا کہ حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی شام میں معاویہ اور عراق میں علی رضی اللہ عنہ حکومت کرتے رہے پھر قتل علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ سے مصالحت کرلی اس کے بعد بیس سال تک آپ نے بلا منازعت حکومت کی اور وفات سے پہلے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔

باب ۴۲

(۳۷۷۷) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ یہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں یہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔ اے اللہ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے اور اس کے ذریعے (لوگوں) کو ہدایت دے۔

(۳۷۷۸) لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ.

ترجمہ: ابو ادریس خولانی بیان کرتے ہیں جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکمرانی سے معزول کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا لوگوں نے کہا انہوں نے عمیر کو معزول کردیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کردیا ہے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاویہ کا ذکر صرف بھلائی کے ساتھ کرو کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔ اے اللہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ معاویہ کو راہ نما ہدایت مآب بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو راہ دکھا۔

فضائل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبداللہ عمرو بن العاص بن وائل سہمی قرشی: فاتح مصر۔ رضی اللہ عنہ ولادت: ہجرت سے پچاس سال پہلے۔ وفات: قاہرہ میں ۴۳ ہجری میں۔ مطابق ۵۷۴۔ ۶۶۴ عیسوی۔ مدت عمر: ۹۳ سال جاہلیت میں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد ہدنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے، نبی ﷺ نے ان کو غزوات ذات السلاسل میں امیر بنایا پھر کمک کے لیے جو لشکر بھیجا اس میں ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے پھر شام کے جہاد میں شریک رہے اور قنسرین وغیرہ فتح کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ نے مصر فتح کیا اور اس کے گورنر مقرر ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کیا حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے جھگڑے میں آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دل کی رغبت سے ایمان لائے ہیں اور قریش کے اچھے لوگوں میں سے ہیں۔

باب ۴۳

(۳۷۷۹) اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے اور عمرو بن عاص مومن ہوئے۔

(۳۷۸۰) اِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ.

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے عمرو بن عاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ایک ہیں۔

فضائل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بن المغیرۃ مخزومی قرشی رضی اللہ عنہ سیف اللہ ہدنہ کے زمانے میں ۷ ہجری میں (عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ) مسلمان ہوئے جاہلیت میں گھوڑسواروں کی کمان آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی نبی ﷺ نے بھی آپ کو سواروں کے دستے کا امیر مقرر کیا۔ خلافت صدیقی میں آپ نے مسیلمہ کذاب اور مرتدین سے لوہا لیا ۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوج کی کمان ان سے لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو افواج اسلامی کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا وہ برابر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے لڑتے رہے شام فتح ہوجانے کے بعد ۱۴ ہجری میں مدینہ لوٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو والی مقرر کرنا چاہا مگر انہوں نے انکار کیا حمص یا مدینہ میں وفات پائی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ عورتیں خالد جیسا جننے سے عاجز ہیں وکان مظفرا خطیبا فصیحا یشبہ عمر ابن الخطاب فی خلقه وصفته اظفر مندی آپ کے قدم چومتی تھی بڑے فصیح ومقرر تھے اخلاق واحوال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

باب ۴۴

خالد رضی اللہ عنہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں

(۳۷۸۱) قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے ایک جگہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ پڑاؤ کیا لوگ گزرنے لگے نبی اکرم ﷺ

نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی فلاں ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی فلاں بندہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کا برا بندہ یہ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی خالد بن ولید ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: سعد بن معاذ، بن النعمان، بن امری ءالقیس، بن زید، بن عبد الاشہل، بن جشم، بن الحارث، بن الخزرج، بن النبیت عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے ان کی صحابیت بھی ثابت ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے مدینہ بھیجا اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا جب حضرت سعد مسلمان ہوگئے تو انہوں نے بنو عبد الاشہل سے کہا جب تک تم لوگ اسلام قبول نہیں کرو گے تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری گفتگو حرام ہے تو وہ سب مسلمان ہوگئے ان کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی برکت تھا وہ بدر احد اور خندق کے معرکوں میں شریک ہوئے۔

۵ھ میں غزوہ خندق ہوا۔ میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا ان کے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں خیمہ لگایا گیا حضرت سعد اسی خیمہ میں رہتے تھے اور رسول اللہ روز ان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ اگر قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ۔ اور بنو قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر اس دعا کا دوسرا حصہ مقبول ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو جلا وطن کرنا چاہا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو اطلاع دی وہ دراز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچ صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر حضرت سعد سے فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں تو عرض کیا میرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ جنگ جو ہیں ان کو قتل کیا جائے بچیوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی ہے پھر اس حکم کے مطابق چار سو جنگ جو آدمی قتل کرائے۔

ایک دن زخم پھٹ گیا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچا لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا کر مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا انا للہ وانا الیہ رجعون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں جب آپ کو دفن کر کے لوٹے تو بہت مغموم تھے، اور ریش مبارک پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔

باب ۴۵

۱۔ جنت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دستی رومال دنیا کے ریشم سے بہتر ہوں گے

(۳۷۸۲) قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثَوْبُ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشمی کپڑا پیش کیا گیا لوگوں کو وہ بہت پسند آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔

۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عرشِ الٰہی جھوم گیا

(۳۷۸۳) وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ اهْتَزَّ لَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ لوگوں کے سامنے رکھا ہوا تھا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اس (یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے) پروردگار کا عرش جھوم اٹھا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۴۴) میں ہے ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ﴾ ساتویں آسمان اور زمین اور جولوگ ان میں ہیں سب پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں اور عرش الٰہی اللہ کی ایک بڑی مخلوق ہے۔ اور اس میں بھی شعور ہے۔

۳۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا

(۳۷۸۴) قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین بولے ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے ایسا اس وجہ سے ہوا ہے کیونکہ انہوں نے بنوقریظہ کے بارے میں (مخالفانہ) فیصلہ دیا تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہوا ہے۔

*

فضائل حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

باب ۴۶

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پولیس تھے

(۳۷۸۵) كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَعْنِيْ مِمَّا يَلِيْ مِنْ أُمُوْرِهٖ.

ترجمہ: حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی تعلق تھا جو کوتوال کا امیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ انصاری نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے اس سے مراد یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امور کے نگران تھے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (رئیس خزرج) کے صاحبزادے حضرت قیس خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں بڑے بہادر اور سخی تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں انصار کا علم آپ کے پاس رہتا تھا آپ کا قد بہت لمبا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص مددگاروں میں سے تھے ۶۰ ہجری میں وفات پائی اور ان کے پجامے کا جو قصہ مشہور ہے وہ بے اصل ہے۔

*

فضائل حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ خزرجی سلمی انصاری صحابی ہیں آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں پندرہ سو سے زائد حدیثیں آپ سے مروی ہیں ولادت ہجرت سے سولہ سال قبل۔

وفات: ۷۸ ہجری میں مدت عمر چورانوے سال آپ کے والد غزوۂ احد میں شہید ہوئے وہ کثیر العیال اور مقروض فوت ہوئے تھے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات خاصہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف مبذول تھیں۔

باب ۴۷

(۳۷۸۶) قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس (پیدل) تشریف لائے آپ کسی خچر یا کسی ترکی گھوڑے پر سوار نہیں تھے۔

(۳۷۸۷) قَالَ اسْتَغْفَرَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَعِيْرِ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً.

تَرجَمۂ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اونٹ والی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت کی تھی۔

تَشرِیح: اُونٹ والی رات کا تذکرہ پہلے دو جگہ آیا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس انہوں نے اپنا اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ دیا اور انہوں نے مدینہ تک سواری کی شرط کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس رات میں نے اُونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچا اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس مرتبہ میرے لیے استغفار کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جنگ احد میں قتل کئے گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑیں پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور ان پر مہربانی کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس مرتبہ استغفار مسلسل نہیں کیا تھا متفرق جملوں میں کیا تھا مثلاً یہ پوچھا کہ جابر رضی اللہ عنہ اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر تمہاری شادی ہوگئی ؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں۔ جابر تم اسی اونٹ پر مدینہ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر گھر پہنچ کر اونٹ میرے پاس لے آنا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں جابر گھر پہنچ کر محتاط رہنا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں اسی طرح پچیس مرتبہ استغفار کیا۔

فضائل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ عبدری قرشی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی پھر مکہ واپس آ گئے جب نبوت کے گیارھویں سال موسم حج میں مدینہ کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور جو مسلمان ہو جائیں ان کو قرآن پڑھائیں آپ مدینہ میں گھر گھر جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے آپ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر مسلمان ہوئے آپ ہی نے مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم جنگ بدر میں شریک ہوئے جنگ احد میں علم بردار تھے اسی جنگ میں ۳ ہجری میں شہید ہوئے اور یہ حدیث پہلے گزری ہے۔

باب ۴۸

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا اجر دنیا میں نہیں کھایا

(۳۷۸۸) قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا وَّمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا وَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ اِلَّا ثَوْبًا كَانُوْا اِذَا غَطُّوْا بِهٖ رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطُّوْا بِهٖ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غَطُّوْا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْاِذْخِرَ.

تَرجَمۂ: حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی اور ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا تھا ہمارا اجر اللہ تعالیٰ

کے ذمے ہو گیا اور ہم میں سے کچھ لوگ فوت ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے اجر کی وجہ سے کچھ نہیں کھایا اور ہم میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن رہے ہیں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے صرف ایک کپڑا چھوڑا تھا لوگ اس کے ذریعے ان کے سر کو ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے اور جب اس کے ذریعے ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر ظاہر ہو جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو۔

فضائل حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

باب ۴۹

(۳۷۸۹) كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غبار آلود بالوں پریشان حال اور پرانے کپڑوں والے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی طرف توجہ بھی نہیں کی جاتی لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دیتا ہے ان لوگوں میں سے ایک براء بن مالک بھی ہے۔

حضرت براء بن مالک خزرجی نجاری انصاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی اور بڑے بہادر تھے دیکھنے میں کمزور لاغر مگر سو آدمیوں کو مقابلہ پر بلا کر قتل کیا فتح تستر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لشکر کے دائیں بازو پر تھے شہر کے مشرقی دروازے پر ۲۰ ہجری میں شہید ہوئے۔

فضائل حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس قحطانی یمنی اشعری رضی اللہ عنہ بہادر حاکم اور فاتح تھے زبید (یمن) میں ہجری سے اکیس سال پہلے) پیدا ہوئے اور کوفہ میں ۴۴ ہجری میں وفات) پائی آپ رضی اللہ عنہ ہلکے جسم کے اور چھوٹے قد کے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین آواز سے نوازا تھا ابتدائے اسلام میں مکہ آئے اور مسلمان ہوئے پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے خیبر والے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زبید اور عدن کا والی مقرر کیا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ ہجری میں بصرہ کا والی مقرر کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا والی مقرر کیا تحکیم کے واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا نمائندہ بنایا پھر جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے چال چلی تو وہ مایوس ہو کر کوفہ لوٹ گئے۔

باب ۵۰

ابوموسیٰ اشعری: داؤد کے راگوں میں سے ایک راگ دیئے گئے تھے

(۳۷۹۰) اَنَّهٗ قَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى لَقَدْ اُعْطِيْتُ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوموسیٰ تمہیں آل داؤد کی سی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

(۳۷۹۱) كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ فَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ خندق کھود رہے تھے ہم مٹی کو منتقل کر رہے تھے آپ ہمارے پاس سے گزرتے تو یہ دعا کرتے تھے اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت کردے۔

(۳۷۹۲) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةْ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔اے اللہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کو عزت عطا کر۔

تشریح: مسند ابویعلی میں اس ارشاد کا شان ورود یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابوموسیٰ کے پاس سے گزرے ابوموسیٰ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے دونوں کھڑے ہو کر ان کا پڑھنا سننے لگے۔ پھر دونوں بڑھ گئے صبح جب ابوموسیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا ابوموسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میرا اپڑھنا سن رہے ہیں تو میں خوب مزین کر کے آپ ﷺ کو قرآن سناتا۔

❊

فضائل حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن سعد خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ وفات نبوی کے وقت پندرہ سال کے تھے ۹۱ ہجری میں وفات پائی اصل نام حزن تھا نبی ﷺ نے بدل کر سہل نام رکھا باب میں دو حدیثیں ہیں ایک خود حضرت سہل کی دوسری حضرت انس رضی اللہ عنہ کی۔

باب ۵۱

(۳۷۹۳) لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس مسلمان کو جہنم نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی یا اس کی زیارت کی جس نے میری

زیارت کی ہے۔

(۳۷۹۴) خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ تَسْبِقُ اَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ اَوْشَهَادَاتُهُمْ اَيْمَانَهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والا زمانہ ہے اور پھر اس کے بعد والا زمانہ ہے پھر اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جن کی قسمیں ان کی گواہی سے پہلے ہوں گی اور ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے پہلے ہوں گی (یعنی جھوٹی قسمیں اور جھوٹی گواہیاں ہوں گی)۔

سوال: اس میں حضرت سہل کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: وہ انصار عموم میں شامل ہیں پس وہ بھی دعا کے حق دار ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَصَحِبَهُ

فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابی کی تعریف:

من لقی النبی ﷺ مؤمنا به ومات علی الاسلام.

جس نے نبی ﷺ پر ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو، ایمان کے بعد ساتھ رہنا شرط نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں جو صحبہ بڑھایا ہے اصح مختار قول یہ ہے کہ یہ بات شرط نہیں جس نے بھی بحالت ایمان نبی ﷺ کو دیکھا ہے اگرچہ ایک جھلک ہی دیکھی ہو اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو مرتد نہ ہوا ہو تو وہ صحابی ہے۔

اسی طرح جس مؤمن نے کسی بھی صحابی کو بحالت ایمان دیکھا ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو تو وہ تابعی ہے اور جس نے اسی طرح کسی تابعی کو دیکھا ہے وہ تبع تابعی ہے اس کے بعد فضیلت کا سلسلہ ختم ہے۔

۱۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی

باب ۵۴

(۳۷۹۶) لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے اصحاب کو برا نہ کہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو بھی ان سے کسی ایک کے ایک مد بلکہ نصف مد (غلہ خیرات) کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۳۷۹۷) اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ سے (ڈرو) اللہ سے (ڈرو) میرے اصحاب کے بارے میں اور تم انہیں میرے بعد ہدف ملامت نہ بنانا کیونکہ جو شخص ان سے محبت رکھے گا وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا جو انہیں اذیت پہنچائے گا گویا اس نے مجھے اذیت پہنچائی جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانے کی کوشش کی جو اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچانے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے گا۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: لا تمس النار مسلما رآنی اورای من رآنی. دوزخ کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس شخص کو دیکھا ہے جس نے مجھے دیکھا ہے یہ فضیلت صحابہ وتابعین کے لیے ہے تبع وتابعین کے لیے نہیں)۔

فضائل اصحاب رضوان

باب ۵۲

(۳۷۹۵) لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جہنم میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

بیعت رضوان کا ذکر سورۃ الفتح (آیت ۱۸) میں ہے ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوئے جب وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے نبی ﷺ نے مصالحت کے لیے مکہ والوں کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت روانہ کی تھی قریش نے ان کو روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں قتل کردیا گیا پس آپ ﷺ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام سے بیعت لی کہ آخر دم تک لڑیں گے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔ پھر جب بیعت مکمل ہوگئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور اس کے بعد قریش کی سفارت آئی اور صلح ہوگئی اس بیعت میں صرف ایک آدمی نے جو منافق تھا شرکت نہیں کی اس کا نام جد بن قیس تھا اس کا سرخ اونٹ (قیمتی اونٹ) گم ہوگیا تھا وہ اس کی تلاش میں نکلا تھا اس سے صحابہ نے کہا کہ چل بیعت کر مگر اس نے جواب دیا مجھے میرا اونٹ مل جائے یہ بیعت سے زیادہ اہم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرنا حرام ہے

یہ عنوان بھی منفی پہلو سے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم کا عنوان ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم شریف میں لکھا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی برائی کرنا

حرام ہے اور گندے گناہوں میں سے ہے خواہ وہ فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں کیونکہ وہ حضرات مجتہد تھے اور تاویل کرنے والے تھے اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کی برائی کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو حد شرعی سے کم سزا دی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا البتہ بعض مالکیہ کی رائے میں اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

(۳۷۹۹) اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَشْكُوْ حَاطِبًا فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَیَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا یَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَةَ.

ترجمہ: حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاطب کی شکایت کی وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاطب ضرور جہنم میں جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے غلط کہا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ اس نے (غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔

(۳۸۰۰) مَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھیوں میں سے جو بھی شخص زمین پر فوت ہوگا قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کا قائد اور ان کے لیے نور بن کر زندہ ہوگا۔

(۳۸۰۱) اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ تعالیٰ تمہارے شر پر لعنت کرے۔

تشریح: اس حدیث کا شان ورود خاص ہے حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ (اصابہ ۲/۴۱۶) مگر چونکہ الفاظ عام ہیں اس لیے حکم عام ہے شان ورود کے ساتھ خاص نہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں آپ کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی جس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جاری ہے کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہو گئے اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن وہ صغر سنی میں فوت ہو گئے اور حضرت

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغرسنی میں فوت ہو گئے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی حضرت زبیر نے کہا حضرت زینب کی نسل ختم ہوگئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح کرنے کی ممانعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی حفاظت کی وجہ سے تھی

باب ۵۴

(۳۸۰۲) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اَنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اِسْتَاْذَنُوْنِيْ اَنْ يُّنْكِحُوْا اِبْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّهَا بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يَرِيْبُنِيْ مَا رَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا.

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہشام بن مغیرہ کے بچوں نے مجھ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی علی بن ابو طالب سے کر دیں میں نے ان کو اجازت نہیں دی میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا البتہ اگر ابن ابی طالب ایسا چاہتے ہیں تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے شادی کر لیں کیونکہ وہ (فاطمہ) میری جان کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بری لگے گی وہ مجھے بھی بری لگے گی اور جو چیز اسے تکلیف پہنچائے گی وہ مجھے بھی تکلیف پہنچائے گی۔

(۳۸۰۴) اَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا وَيُنْصِبُنِيْ مَا اَنْصَبَهَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنا چاہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میری جان کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے اذیت دے گی وہ چیز مجھے بھی اذیت دے گی اور جو چیز اسے پریشان کرے گی وہ چیز مجھے بھی پریشان کرے گی۔

۲۔ خاندان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ محبوب تھیں

(۳۸۰۳) كَانَ اَحَبَّ النِّسَاءِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ يَّعْنِيْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ.

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں خواتین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں (سب سے زیادہ محبوب) حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ابراہیم بن سعید بیان کرتے ہیں اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی خواتین اور مرد ہیں۔

۳۔ چارتن کی جنگ و مصالحت کے ساتھ آپ ﷺ کی جنگ و مصالحت کی روایت

(۳۸۰۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ فرمایا ہے میں اس شخص کے ساتھ جنگ کروں گا جس کے ساتھ تم جنگ کرو گے اور میں اس کے ساتھ صلح کروں گا جن کے ساتھ تم صلح کرو گے۔

حدیث کا حال: یہ روایت قطعاً صحیح نہیں علی بن قادم خزاعی کوفی شیعہ ہوگیا تھا اور سدی کبیر اسماعیل بن عبدالرحمٰن پر بھی شیعیت کا الزام تھا۔

۴۔ چارتن کی اہل بیت میں شمولیت دعائے نبوی ﷺ کی برکت سے ہوئی ہے

(۳۸۰۶) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَلَّلَ عَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ کِسَاءً ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ اَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ وَاَنَا مَعَھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّکِ اِلٰی خَیْرٍ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے حسن، حسین، حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم پر ایک چادر دی اور دعا کی۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور مخصوص لوگ ہیں تو ان سے ناپاکی کو دور کردے اور نہیں اچھی طرح سے پاک کردے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھلائی کی جگہ پر ہو۔

اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان کیا گیا ہے کہ چارتن کی اہل بیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے اہل بیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں اور تم بڑی خیر پر ہو کا مطلب یہ ہے کہ تم تو آیت کا شان نزول ہو پس تمہیں دعا کی حاجت نہیں۔

۵۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیرت و خصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے زیادہ مشابہ تھیں

(۳۸۰۷) قَالَتْ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ سَمْتًا وَدَلًّا وَھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ قِیَامِھَا وَقُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَۃَ رضی اللہ عنہا بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ وَکَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِھَا فَقَبَّلَتْہُ وَاَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَۃُ رضی اللہ عنہا فَاَکَبَّتْ عَلَیْہِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَاْسَھَا فَضَحِکَتْ فَقُلْتُ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ اَنَّ ھٰذِہٖ مِنْ اَعْقَلِ نِسَاءِنَا فَاِذَا ھِیَ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ قُلْتُ لَھَا اَرَاَیْتِ حِیْنَ اَکْبَبْتِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَرَفَعْتِ رَاْسَکِ فَبَکَیْتِ ثُمَّ اَکْبَبْتِ فَرَفَعْتِ رَاْسَکِ فَضَحِکْتِ مَا حَمَلَکِ عَلٰی ذٰلِکَ قَالَتْ اِنِّیْ اِذَنْ لَبَذِرَۃٌ اَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ مَیِّتٌ مِنْ وَجَعِہٖ ھٰذَا فَبَکَیْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَسْرَعُ اَھْلِہٖ لُحُوْقًا بِہٖ فَذَاکَ حِیْنَ ضَحِکْتُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عادات واطوار اور اٹھنے بیٹھنے کے طریقے میں میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر ساتھ بٹھاتے تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو جاتی تھیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتی تھیں اور انہیں اپنی جگہ پر بیٹھاتی تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو وہ رو رہی تھیں میں نے سوچا میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ خواتین میں سب سے زیادہ عقل مند ہیں لیکن ہیں تو یہ عورت ہی لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ سے کہا آپ کو یاد ہے جب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکی تھی آپ نے اپنا سر اٹھایا تو آپ رو رہی تھیں پھر آپ جھکی تو اپنا سر اٹھایا تو ہنس پڑی تھیں آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا اب میں یہ بات بتا سکتی ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بتایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی بیماری کے دوران انتقال ہو جائے گا اس کی وجہ سے میں رو پڑی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا آپ کے گھر والوں میں سب سے جلدی میں آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی تھی۔

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

(۳۸۰۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ۔

ترجمہ: اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور سرگوشی میں ان کے ساتھ کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے پہلے ہنسنے اور پھر رونے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس وقت یہ بات بتائی تھی (کہ عنقریب) آپ کا انتقال ہو جائے گا تو میں رو پڑی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بتایا میں مریم بن بنت عمران علیہا السلام کے علاوہ جنت کی تمام خواتین کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

(۳۸۰۹) قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا۔

ترجمہ: جمیع بن عمیر تیمی بیان کرتے ہیں میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سوال کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا فاطمہ رضی اللہ عنہا! سوال کیا گیا مردوں میں سے کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا ان کے شوہر (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور مجھے علم ہے وہ زیادہ (نفلی) روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً قابل اعتبار نہیں جمیع کوفی شیعہ ہو گیا تھا اور ابو الجحاف غالی شیعہ تھا بکثرت اہل بیت کے سلسلہ میں

روایات کرتا تھا۔

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والدہ ماجدہ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا فراسیہ (وفات نبوی کے بعد تک حیات رہیں) کنیت ام عبداللہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھانجے عبداللہ بن ازبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے کنیت رکھی تھی)۔

ولادت ۴ یا ۵ نبوی میں وفات ۵۸ ہجری میں مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ۶ یا ۷ سال کی عمر میں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ۳ سال بعد) رخصتی شوال سنہ ایک یا دو ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح باذن الٰہی ہوامکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھیں دو ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ سے مروی ہیں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا سے استفادہ کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے طرز عمل سے خوش نہیں تھیں مگر ان کے قتل کے بعد ان کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھیں اور جنگ جمل پیش آئی۔ و کانت من افقہ نساء المسلمین: واعلمھن بالدین والأدب۔

ا۔صدیقہ کے ساتھ ہم خوابی کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی

باب ۵۶

(۳۸۱۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ فَقُولِي لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُ النَّاسَ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَ مَا كَانَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَأَعْرَضَ عَنْهَا ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَ مَا كُنْتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذٰلِكَ قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں لوگ تحفے بھجوانے کے لیے بطور خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن کا انتظار کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن میری سوکنیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اکٹھی ہوئیں اور انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا لوگ اپنے تحفے بھجوانے کے لیے بطور خاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن کا انتظار کرتے ہیں ہم بھی اسی طرح بھلائی کے طلب گار ہیں جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا اسے چاہتی ہیں آپ یعنی (اُم سلمہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ ہدایت کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی موجود ہوں وہ اپنے تحفے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا کریں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا انہوں نے پھر یہی بات کی اور دہرائی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ساتھی خواتین نے یہ بات ذکر کی ہے لوگ اپنے تحفے بطور خاص عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں بھجواتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو

ہدایت کریں کہ وہ یہ تحفے بھجوادیا کریں خواہ آپ ﷺ کہیں بھی ہوں جب تیسری مرتبہ انہوں نے یہ بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو اس کے علاوہ تم میں سے کسی بھی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح باذن الٰہی ہوا

(۳۸۱۵) اَنَّ جِبْرِيْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

ترجمہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی تصویر ایک سبز ریشمی کپڑے میں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح غیبی اشارے سے ہوا تھا آپ ﷺ کی اپنی مرضی سے نہیں ہوا تھا۔

۳۔ جبرائیل علیہ السلام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوایا

(۳۸۱۶) يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور یہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کہا ان پر بھی سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں (پھر نبی اکرم ﷺ سے کہا) اپ وہ چیز دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

(۳۸۱۷) قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہہ رہے ہیں میں نے جواب دیا ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہر مسئلہ کا کچھ نہ کچھ علم تھا

(۳۸۱۸) قَالَ مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کو یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کسی بھی معاملے میں مشکل درپیش ہوئی تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کرتے تو اس مسئلے کے بارے میں ان کے پاس معلومات پا لیتے تھے۔

۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فصاحت و بلاغت میں ید طولی رکھتی تھیں

(۳۸۱۹) عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَارَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ: موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔

۶۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں

(۳۸۲۰) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوات سلاسل کا امیر مقرر کیا وہ بیان کرتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے دریافت کیا مردوں میں سے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کا والد۔

(۳۸۲۱) أَنَّهُ قَالَ يَارَسُولَ اللهِ ﷺ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قَالَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا انہوں نے دریافت کیا مردوں میں سے کون ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا والد۔

۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر خواتین پر برتری

(۳۸۲۲) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام خواتین پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر ہے۔

سوال: حدیث میں ہے کہ کھانے کا سردار گوشت ہے؟

جواب: گوشت ثرید میں شامل ہے۔

اعتراض: ثرید میں کیا خوبیاں ہیں؟

جواب: ثرید میں غذا بھی ہے اور مزہ بھی وہ سہولت سے چبایا جاتا ہے اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔

اعتراض: صدیقہ کی خوبیاں کیا ہیں؟

جواب: سیرت و صورت کی عمدگی شیریں کلامی فصاحت و بلاغت مزاج میں سنجیدگی رائے کی عمدگی عقل کی پختگی اور شوہر کے لیے سامان دل بستگی وغیرہ ان کی خوبیاں تھیں۔

(۳۸۲۳) أَنَّ رَجُلًا نَالَ مِنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ اُغْرُبْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا أَتُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔

ترجمہ: عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ کہا تو انہوں نے فرمایا مردود اور بدترین آدمی دفعان جاؤ کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب شخصیت کو اذیت پہنچا رہے ہو؟

(۳۸۲۴) هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَعْنِيْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہیں۔

(۳۸۲۵) قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرض کی گئی یارسول اللہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کی گئی مردوں میں سے کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا والد۔

*

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی القرشیہ الاسدیہ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے آپ ام المومنین ہیں آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں تمام مسلمانوں کا اسی ہر اجماع ہے کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں اسلام لانے میں آپ پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چوبیس سال رہیں وحی نازل ہونے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو طالب کے بعد فوت ہوئیں دونوں ایک سال میں فوت ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کی یلغار ہوگئی۔

ہجرت سے تین سال پہلے وفات ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رمضان میں فوت ہوئیں اور ان کو حجون میں دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ غیرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی

باب ۵۵

(۳۸۱۰) مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا بِيْ اَنْ اَكُوْنَ اَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ اِلَّا

لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَهَا وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيْجَةَ فَيُهْدِيْهَا لَهُنَّ.

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھے حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا تھا اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت انکا ذکر کیا کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بکری قربان کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو کچھ گوشت تحفے کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔

(۳۸۱۱) مَا حَسَدْتُ اَحَدًا مَا حَسَدْتُ خَدِيْجَةَ رضی اللہ عنہا وَمَا تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے کسی بھی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے انتقال کے بعد میرے ساتھ شادی کی تھی لیکن اس رشک کی وجہ یہی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت میں ایک محل کی بشارت دی تھی جو موتی سے بنا ہوگا جس میں کوئی شور نہیں ہوگا اور کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

۲۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت

تشریح: عشرہ مبشرہ کے علاوہ اور بھی متعدد صحابہ اور صحابیات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع میں جنت کی بشارت دی ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھی اس کی خوش خبری دی ہے اور آخرت کی چیزوں میں اور اس دنیا کی چیزوں میں محض لفظی اشتراک ہوتا ہے پس جنت کے بانس کی حقیقت آخرت ہی میں معلوم ہوگی۔

۳۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی بہترین خاتون ہیں

(۳۸۱۲) خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَّخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ.

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے فرمایا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے خواتین میں سب سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور خواتین میں سب سے بہتر مریم بنت عمران علیہا السلام ہیں۔

(۳۸۱۳) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَّفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَّآسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمہارے لیے تمام جہان کی خواتین میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ رضی اللہ عنہم (زوجہ) فرعون کافی ہیں۔

———✻———

فضائل ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

۱۔ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں ہیں

(۳۸۲۶) قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مَاتَتْ فُلَانَةُ لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ فَقِيْلَ لَهُ أَتَسْجُدُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ: عکرمہ بیان کرتے ہیں صبح کی نماز کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے تو وہ سجدہ میں چلے گئے ان سے دریافت کیا گیا آپ اس وقت سجدہ کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے جب تم کوئی نشانی دیکھ لو تو سجدہ کرلو اس سے بڑی نشانی اور کیا ہوگی؟ نبی اکرم کی زوجہ محترمہ (دُنیا) سے رخصت ہوگئی ہیں۔

تشریح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں ان نشانیوں کی شکل میں باقی تھیں پس ان میں سے کسی بیوی صاحبہ کا انتقال امت کے لیے ایک المیہ ہے اور ڈرانے والی نشانیوں میں مثلاً کسوف وخسوف کے وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے پس اس نشانی کے ظہور کے وقت بھی نماز نہ سہی سجدہ ایات کرنے میں کیا حرج ہے؟ اور وفجر اور عصر کے بعد نفلیں تو مکروہ ہیں مگر سجدہ تلاوت جائز ہے پس سجدہ آیات بھی جائز ہے۔

۲۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بھی نبیوں سے رشتہ ہے

(۳۸۲۷) قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَلَا قُلْتِ فَكَيْفَ تَكُوْنَانِ خَيْرًا مِنِّيْ وَزَوْجِيْ مُحَمَّدٌ وَأَبِيْ هَارُوْنُ وَعَمِّيْ مُوْسٰى وَكَانَ الَّذِيْ بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوْا نَحْنُ أَكْرَمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا وَقَالُوْا نَحْنُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتُ عَمِّهِ.

ترجمہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مجھے حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہن کے حوالے سے ایک ناپسندیدہ بات کا پتا چلا تھا میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کیا تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو؟ جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام میرے جد امجد ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پتہ چلی تھی کہ دیگر ازواج نے یہ کہا تھا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس عورت سے زیادہ معزز ہیں ان خواتین نے یہ کہا تھا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں آپ کے چچازاد ہیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے قرب وفات کی اطلاع ازواج کو نہیں دی تا کہ وہ بے قرار نہ ہوں

(۳۸۲۸) اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ۔

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی میں کوئی بات کی وہ رونے لگی پھر آپ ﷺ نے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے رونے پھر ہنسنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ بتایا تھا آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے تو میں رو پڑی پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا میں جنت کی تمام خواتین کی سردار ہوں صرف (مریم بنت عمران علیہا السلام) اس سے خارج ہیں تو میں ہنس پڑی۔

۴۔ نبی ﷺ کا ازواج کے ساتھ بہترین برتاؤ

(۳۸۲۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ اِنِّيْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَّاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَّاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللهَ يَا حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ پتہ چلا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے وہ رونے لگی نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا تم کیوں رو رہی ہو انہوں نے جواب دیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے میرے بارے میں یہ کہا ہے میں یہودی کی بیٹی ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک نبی کی بیٹی ہو تمہارے چچا ایک نبی ہیں تم ایک نبی کی بیوی ہو تو کس بات پر وہ تمہارے مقابلے میں فخر کرے گی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہے اے حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈرو۔

(۳۸۳۰) خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے بارے میں تم سب سے بہتر ہوں جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو یعنی (برائی کے ساتھ اس کا تذکرہ نہ کرو)۔

۵۔ آپ ﷺ ہر کسی سے دل صاف رکھتے تھے

(۳۸۳۱) لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْهِمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ قَالَ

عَبْدُاللهِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَّمَهُ فَانْتَهَيْتُ اِلٰى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ وَاللهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِيْ قَسَمَهَا وَجْهَ اللهِ وَلَا الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَتَثَبَّتُّ حِيْنَ سَمِعْتُهُمَا فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَاَخْبَرْتُهُ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ دَعْنِيْ عَنْكَ فَقَدْ اُوْذِيَ مُوْسٰى بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میرے صحابہ میں سے کوئی بھی شخص میرے سامنے کسی کو کوئی برائی پیش نہ کرے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں ان میں سے کسی کے پاس جاؤں تو میرا دل صاف ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مال آیا آپ نے اسے تقسیم کیا اس کے بعد میں دو آدمیوں کے پاس گیا تو وہ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم حضرت محمد ﷺ نے اس تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے (اجر وثواب) کا ارادہ نہیں کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے بہت بری لگی میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ سارا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اس حوالے سے حضرت موسیٰ کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا۔

(۳۸۳۲) لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم کسی شخص کے بارے میں مجھ تک کوئی بات نہ پہنچاؤ اسی روایت کا کچھ حصہ ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

فضائل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(دیکھیں مناقب باب ۱۰۵)

نبی ﷺ کو حکم ملا کہ ابی رضی اللہ عنہ کو قرآن سنائیں

باب ۵۸

(۳۸۳۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ اِنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ فَقَرَاَ عَلَيْهِ (لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) وَقَرَاَ فِيْهَا اِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ لَا الْيَهُوْدِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا الْمَجُوْسِيَّةُ مَنْ يَّعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُّكْفَرَهُ وَقَرَاَ عَلَيْهِ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ مَالٍ لَّابْتَغٰى اِلَيْهِ ثَانِيًا وَّلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَّابْتَغٰى اِلَيْهِ ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا تُرَابٌ وَّيَتُوْبُ اللهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی ہے میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے یہ سورت تلاوت کی ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ آپ نے اس میں یہ کہا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین ایک ہی ہے جو صحیح مسلمان (دین ہے) یہودی عیسائی یا مجوسی نہیں ہے جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا نبی اکرم ﷺ نے ان کے سامنے یہ بھی کہا اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ دوسری کی طلب کرے گا اگر دوسری ہو تو تیسری کی طلب کرے گا اگر دوسری ہو تو وہ تیسری کی طلب کرے گا ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

فضائل انصار وقریش

انصار: اوس وخزرج اور ان کے حلیف قبائل ہیں اور قریش کون لوگ ہیں؟

اس میں تین قول ہیں فہر بن مالک کی اولاد نضر بن کنانہ کی اولاد اور قصی بن کلاب کی اولاد (ابواب المناقب کے شروع میں نبی ﷺ کا نسب نامہ دیکھیں) پہلے دو قول مشہور ہیں تیسرا قول شاذ ہے اس باب میں گیارہ روایتیں ہیں دو میں قریش کا ذکر ہے [illegible] میں انصار کا۔

ا۔ جعرانہ میں اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انصار کی بد دلی اور نبی ﷺ کا ان سے خطاب

باب ۵۹

(۳۸۳۴) لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَبِهٰذَا الْأَسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْسَلَكَ الْأَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الْأَنْصَارِ.

ترجمہ: طفیل بن ابی کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے اگر انصار ایک وادی میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے ساتھ ہوں گا۔

۲۔ انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی بغض رکھتا ہے

(۳۸۳۵) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يَبْغَضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَاَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَاَبْغَضَهُ اللهُ فَقُلْتُ لَهُ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ فَقَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم ﷺ نے انصار کے بارے میں یہ فرمایا ہے ان سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق ان سے بغض رکھے گا جو ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ بھی اس سے بغض رکھے گا راوی بیان کرتے ہیں میں نے اپنے استاد سے پوچھا کیا آپ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی زبانی خود یہ حدیث سنی ہے انہوں نے کہا ہاں انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

انصار کے دونوں خاندان (اوس وخزرج) قحطانی ہیں اور مہاجرین کی اکثریت عدنانی تھی اور قحطان وعدنان کے درمیان موروثی عداوت چلی آرہی تھی اس لیے انصار سے محبت کرنے کا حکم دیا تاکہ مہاجرین وانصار شیر وشکر ہوجائیں۔

۳۔ انصار کے اوصاف اور نبی ﷺ کا ان سے خصوصی تعلق

۴۔ قریش کا ذکر خیر اور ان کے لیے دعا

(۳۸۳۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ هَلُمَّ هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ فَقَالُوْا لَا اِلَّا ابْنَ اُخْتٍ لَنَا فَقَالَ ﷺ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَاِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے انصار کے کچھ افراد کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کیا تمہارے درمیان کوئی اور تو نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی نہیں صرف ہمارا ایک بھانجا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قوم کا بھانجا ان کا ایک فرد ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا قریش کے لوگ زمانہ جاہلیت اور مصیبت کے قریب ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ میں ان کی دلجوئی کروں کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ انہوں نے جواب دیا جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی اور ایک گھاٹی میں جائیں اور انصار دوسری گھاٹی یا وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

(۳۸۳۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُعَزِّيْهِ فِيْمَنْ اُصِيْبَ مِنْ اَهْلِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ اِنِّيْ اُبَشِّرُكَ بِبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالِذَرَارِيِّ الْاَنْصَارِ وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيْهِمْ.

ترجمہ: نضر بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد اور آپ ﷺ کے چچازاد بھائیوں سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد اور آپ کے چچازاد بھائیوں کے بارے میں شہید ہونے پر ان سے تعزیت کی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو خط میں لکھا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ خوشخبری سناتا ہوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ انصار کی مغفرت کردے انصار کے بچوں کی مغفرت کردے ان کے بچوں کے بچوں کی مغفرت کردے۔

(۳۸۳۸) قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرِ اُقَوْمَكَ السَّلَامَ فَاِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ اَعِفَّةٌ صُبُرٌ.

ترجمہ: محمد بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اپنی قوم کو میرا اسلام کہنا کیونکہ میرے علم کے مطابق یہ لوگ پاک دامن اور صابر ہیں۔

(۳۸۳۹) اَلَا اِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِي اٰوِي اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِي وَاِنَّ كَرِشِيَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُّسِيئِهِمْ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں وہ میرے خاص قریبی لوگ جن کی طرف میں لوٹ کر جاتا ہوں وہ میرے گھر والے ہیں اور میرے قابل اعتماد لوگ انصار ہیں تو تم ان کے برے شخص کو معاف کر دینا اور اچھے شخص کی اچھائی کو قبول کرنا ہے۔

(۳۸۴۰) مَنْ يُّرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللهُ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قریش کو رسوا کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا۔

(۳۸۴۱) اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والا شخص انصار کو ناپسند نہیں کر سکتا۔

(۳۸۴۲) اَلْاَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَاِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيئِهِمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار میرے قابل اعتبار اور راز دار لوگ ہیں لوگ زیادہ ہوتے چلے جائیں گے تو یہ کم ہوتے چلے جائیں گے تو یہ کم ہوتے چلے جائیں تو تم ان میں سے اچھے شخص کی اچھائی کو قبول کرنا اور برے شخص کی برائی سے درگزر کرنا۔

(۳۸۴۳) اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو نے قریش کو پہلے رسوائی کا ذائقہ چکھایا اب انہیں مہربانی کا ذائقہ چکھادے۔

(۳۸۴۴) اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِنِسَاءِ الْاَنْصَارِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ نے یہ دعا کی اے اللہ انصار کی مغفرت کردے انصار کے بچوں کی مغفرت کردے ان کے بچوں کے بچوں کی مغفرت کردے انصار کی خواتین کی مغفرت کردے۔

بطون انصار میں کون سا بطن بہتر ہے؟

باب ۶۰

(۳۸۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ اَوْ بِخَيْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدَيْهِ قَالَ وَفِيْ دُوْرِ الْاَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندان کے بارے میں نہ بتاؤں (راوی کوشک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) سب سے بہتر انصار کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بنونجار ہیں پھران کے بعد بنوعبدالاشہل ہیں پھران کے بعد بنوحارث بن خزرج ہیں پھران کے بعد بنو ساعدہ ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے انگلیوں کو بند کرتے ہوئے یوں کھولا جیسے کوئی کچھ) پھینکتا ہے اور فرمایا ویسے انصار کے تمام افراد بہتر ہیں۔

(۳۸۴۶) خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرِ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے تمام خاندانوں میں سے بہترین بنونجار ہیں ان کے بعد عبدالاشہل ہیں انکے بعد بنوحارث بن خزرج ہیں پھر بنوساعدہ ہیں ویسے انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے تو ان سے کہا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو بھی بہت سے لوگوں پر ترجیح دی ہے۔

(۳۸۴۷) خَيْرُ دِيَارِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنونجار ہیں۔

(۳۸۴۸) خَيْرُ الْاَنْصَارِ بَنُو عَبْدِ الْاَشْهَلِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کا بہترین خاندان بنوعبدالاشہل ہیں۔

تشریح: انصار (اوس وخزرج) کے بہت سے بطون ہین نبی ے نے ان میں سے چار بطون کا بالترتیب بہتر قرار دیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) **بنوالنجار:** نسبت نجاری خزرج کا بطن ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اسی بطن سے ہیں اور یہی بطن : نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ننہال ہے۔

(۲) **بنوعبدالاشہل:** نسبت: اشہلی: اوس کا بطن ہے حضرت اسید بن حضیر اشہلی اسی بطن سے ہیں۔

(۳) **بنوالحارث:** نسبت حارثی: خزرج کا بطن ہے حضرت رافع بن خدیج حارثی اسی بطن سے ہیں۔

(۴) **بنوساعدہ:** نسبت ساعدی خزرج کا بطن ہے حضرت سعد بن عبادۃ ساعدی اسی بطن سے ہیں۔

اس باب میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے چار روایتیں ذکر کی ہیں۔

فضائل مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً

ا۔ مدینہ منورہ کی چیزوں میں برکت کی دعا

(۳۸۴۹) خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِحَرَّةِ السُّقْيَا الَّتِیْ كَانَتْ لِسَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِئْتُوْنِیْ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيْلَكَ وَدَعَا لِاَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ وَاَنَا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَدْعُوْكَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِیْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ مِثْلَیْ مَا بَارَكْتَ لِاَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم حراہ سقیا جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا علاقہ ہے وہاں پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے وضو کا پانی لاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کیا پھر دعا کی۔ اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے خاص بندے اور تیرے خلیل تھے اور انہوں نے مکہ کے لیے برکت کی دعا کی تھی میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد اور ان کے صاع میں ان کے لیے برکت کردے اسی طرح جس طرح تو نے اہل مکہ کے لیے برکت عطا کی تھی اور اس کے ساتھ مزید اور برکت بھی کردے جو دگنی ہو۔

یہ دعا پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کتاب الدعوات، باب مایقول اذا رای الباکورۃ من الثمر میں آچکی ہے۔

۲۔ قبر اطہر اور منبر نبوی کے درمیان جنت کی کیاری

(۳۸۵۰) مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کا ایک باغ ہے۔

(۳۸۵۱) قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَبِهٰذَا الْاَسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کہ جگہ جنت کا ایک باغ ہے۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی منقول ہے میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے

۳۔ مدینہ میں قیام اور موت کی فضیلت

(۳۸۵۲) مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہو سکتا ہو اسے وہیں فوت ہونا چاہیے کیونکہ جو شخص یہاں فوت ہو گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۳۸۵۳) اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُ اَتَتْهُ فَقَالَتِ اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الْعِرَاقِ قَالَ فَهَلَّا اِلَى الشَّامِ اَرْضِ الْمَنْشَرِ اصْبِرِيْ لَكَاعِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى شِدَّتِهَا وَلَاْوَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں ان کی ایک کنیز ان کے پاس آئی اور بولی میرے لیے (مدینہ منورہ میں) وقت گزارنا مشکل ہوتا جا رہا ہے میں یہ چاہتی ہوں کہ میں عراق چلی جاؤں حضرت ابن عمر ؓ نے دریافت کیا تم شام کیوں نہیں چلی جاتی ہو؟ جو حشر و نشر کی سرزمین ہے اور تم صبر سے کیوں کام نہیں لیتی ہو؟ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص (مدینہ منورہ) کی شدت اور پریشانی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ بنوں گا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) شفاعت کرنے والا بنوں گا۔

۴۔ مدینہ منورہ آخر تک آباد رہے گا

(۳۸۵۴) اٰخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْاِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسلامی شہروں میں سب سے آخر میں مدینہ منورہ بے آباد ہو گا۔

۵۔ مدینہ بھٹی ہے جو دھات کے میل کو دور کرتی ہے

(۳۸۵۵) اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَهٗ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ الْاَعْرَابِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ ثُمَّ جَآئَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَتُنَصِّعُ طَيِّبَهَا.

ترجمہ: حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اسے بخار ہو گیا وہ دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میری بیعت مجھے واپس کر دیں آپ ﷺ نے اسے انکار کر دیا تو وہ دیہاتی چلا گیا وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا پھر بولا میری بیعت مجھے واپس کر دیں آپ ﷺ نے انکار کر دیا پھر وہ (شہر مدینہ سے ہی) چلا گیا آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور صاف ستھری چیز کو نکھار دیتی ہے۔

۶۔ مدینہ کا بھی حرم ہے

(۳۸۵۶) اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ.

ترجمہ: سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اگر میں مدینہ منورہ میں کسی ہرن کو چلتا ہوا دیکھوں تو میں اسے خوفزدہ نہیں کروں گا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ حرم ہے۔

۷۔ مدینہ تین ہجرت گاہوں میں سے ایک ہے

(۳۸۵۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے احد پہاڑ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی) اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا میں اس (مدینہ منورہ) کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔

(۳۸۵۸) قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةَ اَوِ الْبَحْرَيْنِ اَوْ قِنَّسْرِيْنَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ بات وحی کی ہے ان تین جگہوں میں سے جہاں بھی تم پڑاؤ کرو گے وہی تمہارا دار الہجرت ہوگا مدینہ بحرین قنسرین۔

(۳۸۵۹) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مدینہ منورہ کی سختی اور شدت پر جو شخص صبر سے کام لے گا میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت کرنے والا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گواہ ہوں گا۔

٭

فضائل مکہ مکرمہ زادھا اللہ تکریما

باب ۶۲

(۳۸۶۰) رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَلَوْ لَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جارہا ہوتا تو میں (تجھے چھوڑ کر) نہ جاتا۔

(۳۸۶۱) لِمَكَّةَ مَا اَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَّاَحَبَّكِ اِلَيَّ وَلَوْ لَا اَنَّ قَوْمِيْ اَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے مکہ سے فرمایا تو کتنا بہترین شہر ہے اور مجھے کتنا پسند ہے؟ اگر مجھے میری قوم نے تجھ سے نہ نکالا ہوتا تو میں تیرے علاوہ کہیں اور نہ ٹھہرتا۔

فائدہ: علماء میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ کوئی مکہ کو افضل کہتا ہے کیونکہ وہاں کعبہ شریف ہے اور حرم مکی میں نماز کا ثواب ایک لاکھ ہے اور کوئی مدینہ کو افضل کہتا ہے۔ کیونکہ وہاں قبر اطہر ہے اور مذکورہ حدیثیں مکہ کی افضلیت کی طرف مشیر ہیں اور فیصلہ یہ ہے کہ جہتیں مختلف ہیں اور ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے

فضائل عرب اعزہم اللہ

باب ۶۳

عرب: سامی انسل لوگ: جزیرہ نمائے عرب کے باشندے جمع اعرب ......الاعراب: دیہات کے رہنے والے عرب بدو جو بارشوں اور سبزہ والے مقامات میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

۱۔ عربوں سے بغض نبی ﷺ کے بغض تک مفضی ہوگا۔

(۳۸۶۲) قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا سَلْمَانُ لَا تَبْغَضْنِیْ فَتُفَارِقَ دِیْنَكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَبْغَضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تَبْغَضُ الْعَرَبَ فَتَبْغَضُنِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمان تم مجھ سے بغض نہ رکھنا ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دین سے الگ ہو جاؤ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں؟ جبکہ آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تم عربوں سے بغض رکھو گے تو مجھ سے یہی بغض رکھو گے۔

اُلفت ومحبت اور بغض وعداوت کا معاملہ یکساں ہے

۲۔ جو عربوں کو دھوکہ دے گا وہ آپ ﷺ کی شفاعت ومودت سے محروم رہے گا

(۳۸۶۳) مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِیْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص عربوں کے ساتھ خیانت کرے گا وہ میری شفاعت کے مستحقین میں داخل نہیں ہوگا اور میری محبت اسے نصیب نہ ہوگی۔

اگر کسی کو عربوں سے نفرت ہوگی تو وہ نبی ﷺ کی نفرت تک مفضی ہوگی اس لیے فرمایا مجھ سے بغض مت رکھو یعنی عربوں سے بغض مت رکھو ورنہ تمہارے دین کی خیر نہیں۔

۳۔ عربوں کی ہلاکت قرب قیامت کی علامت ہے

(۳۸۶۴) کَانَتْ اُمُّ الْحُرَیْرِ اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَیْهَا فَقِیْلَ لَهَا اِنَّا نَرَاكِ اِذَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنَ

الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكِ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ.

ترجمہ: محمد بن ابورزین اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں سیدہ ام حریر رضی اللہ عنہا کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی عرب فوت ہوتا تھا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی تھی ان سے کہا گیا ہم نے آپ کو دیکھا کہ جب کوئی عرب شخص فوت ہوتا ہے تو اس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی تو انہوں نے جواب دیا میں نے اپنے آقا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی عربوں کا ہلاک ہوجانا ہے۔

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے ام الحریر مجہولہ ہیں۔

۴۔خروج دجال کے وقت عرب تھوڑے رہ جائیں گے

(۳۸۶۵) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے عنقریب لوگ دجال سے بچنے کے لیے بھاگیں گے اور پہاڑوں تک چلے جائیں گے حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عرب اس زمانے میں کہاں ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔

۵۔عرب سامی نسل ہیں

(۳۸۶۶) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ سَامُ اَبُو الْعَرَبِ وَيَافِثُ اَبُو الرُّوْمِ وَحَامُ اَبُو الْحَبَشِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے سام عربوں کے جدامجد ہیں یافث رومیوں کے جدامجد ہیں حام حبشیوں کے جدامجد ہیں۔

یہ حدیث پہلے (۳۲۵۵ میں آچکی ہے)۔

فضائل عجم اکرمہم اللہ

العجم: خلاف العرب، واحد عجمی غیر عربی (خواہ عربی زبان بولتا ہو یا نہ بولتا ہو) بطور خاص ایرانیوں (فارسیوں) کا اسم علم یا علم درست کرلیں۔

ا۔عجمیوں پر عربوں سے زیادہ اعتماد

باب ۶۴

(۳۸۶۷) ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَاَنَا بِهِمْ اَوْبِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْبِبَعْضِكُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے سامنے عجمیوں کا تذکرہ کیا گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے ان میں سے بعض لوگوں پر تم سے زیادہ اعتماد

ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم لوگوں سے زیادہ اعتماد ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے صالح راوی غیر صالح (ضعیف) ہے اور یہ حدیث صرف ترمذی میں ہے اور حدیث کا شان ورود مذکور نہیں کہ عجمیوں کا کیا تذکرہ ہوا تھا؟ اس لیے حدیث کا مطلب بھی واضح نہیں کہ نبی ﷺ نے عربوں سے زیادہ عجمیوں پر اعتماد کس بات میں کیا؟

۲۔ ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی کچھ عجمی اس کو حاصل کر لیتے

(۳۸۶۸) كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حِيْنَ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی اس وقت ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے اسے تلاوت کیا جب آپ ﷺ اس آیت تک پہنچے۔ اور ان میں سے بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔

ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان بعد میں آنے والے لوگوں سے مراد کون سے لوگ ہیں؟ جو ہم سے نہیں ملے ہیں تو آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان موجود تھے راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (ستارے) پر (موجود) ہو تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ وہاں تک بھی پہنچ جائیں گے۔

*

فضائل یمن

۱۔ اہل یمن کے لیے دعا

باب ۶۵

(۳۸۶۹) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف منہ کر کے دعا کی:

"اے اللہ! ان لوگوں کے دلوں کو (اسلام کی طرف پھیر دے) اور ہمارے لیے ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا کر دے۔"

۲۔ یمن والوں کی خوبیاں

(۳۸۷۰) اَتَاکُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن تمہارے پاس آ رہے ہیں جو بڑے نرم دل اور مہربان طبیعت کے مالک ہیں ایمان یمنی ہے حکمت یمنی ہے۔

۳۔ یمن والوں میں امانت داری ہے

(۳۸۷۱) اَلْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ وَّالْقَضَاءُ فِي الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِي الْاَزْدِ يعني الْيَمَنَ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بادشاہت قریش میں ہوگی قضا کا محکمہ انصار میں ہوگا اذان حبشہ میں ہوگی اور امانت ازد (قبیلے) یعنی یمن میں ہے۔

۴۔ یمن کے قبیلہ ازد کی اہمیت

(۳۸۷۲) اَلْاَزْدُ اُسْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّقُوْلُ الرَّجُلُ يَالَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًّا يَالَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ازد (یعنی یمنی لوگ) زمین میں اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں پست کر دیں جبکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انہیں سربلندی عطا کرے عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جب کوئی شخص یہ کہے گا اے کاش میں یمنی ہوتا اے کاش میری ماں یمنی ہوتی۔

(۳۸۷۳) حَدَّثَنِيْ غَيْلَانُ ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ اِنْ لَّمْ نَكُنْ مِنَ الْاَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ.

ترجمہ: غیلان بن جریر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے اگر ہم لوگ یمنی نہ ہوتے تو ہم لوگ کامل لوگ نہ ہوتے۔

۵۔ یمن کے قبیلہ حمیر کے لیے دعا اور ان کی خوبیاں

(۳۸۷۴) اَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَآءَ رَجُلٌ اَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَائَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَائَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَائَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَّاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَّهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَّاِيْمَانٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا میرا خیال ہے وہ قیس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمیر قبیلے پر لعنت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا وہ دوسری سمت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری سمت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حمیر قبیلے کے لوگوں پر رحم کرے کیونکہ ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا ہے اور وہ امن اور ایمان والے لوگ ہیں۔

قبائل غفار، اسلم جہینہ اور مزینہ کا ذکر

باب ٦٦

(۳۸۷۵) اَلْاَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَّاَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالدَّارِ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلَاهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انصار مزینہ جہینہ غفار اشجع بنوعبدالدار کے جتنے گھرانے ہیں یہ سب کے افراد میرے ساتھی ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کے مددگار ہیں۔

(۳۸۷۶) اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلم قبیلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلے کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور عصیہ قبیلے کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

(۱) غفار یمن کا مشہور قبیلہ: جس سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) اسم نام کے تین قبیلے تھے: اسم خزاعہ، اسلم مذحج اور اسلم بجیلہ معلوم نہیں حدیث میں کون سا قبیلہ مراد ہے۔

(۳) جہینہ قبیلہ قضاعہ کا بطن ہے جس سے حضرت عقبۃ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۴) مزنیہ مشہور قبیلہ ہے جس سے حضرت عبداللہ بن المغفل مزنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۵) اشجع بھی قبیلہ ہے جس سے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ اشجعی رضی اللہ عنہ اور حدیث کے راوی ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ ہیں

ثقیف اور بنوحنیفہ وغیرہ قبائل کا ذکر

ا۔ ثقیف کے لیے ہدایت کی دعا

باب ٦٧

(۳۸۷۷) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو ثقیف نے ہمیں قبروں کے ساتھ جلا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعائے ضرر کیجئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ثقیف قبیلے کو ہدایت عطا کر۔

ثقیف قبیلہ ہوازن کی شاخ ہے۔ غزوۂ حنین کے بعد غزوۂ طائف پیش آیا ہے ثقیف قبیلہ طائف میں رہتا تھا وہ قلعہ بند ہو گیا اور اندر سے تباہ کن تیراندازی شروع کر دی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بددعا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰھم اھد ثقیفا. اے اللہ ثقیف کو ہدایت عطا فرما چنانچہ بعد میں پورا ثقیف قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

۲۔ ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ سے ناگواری

(۳۸۷۸) مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفًا وَّبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ.

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت تین قبیلوں کو ناپسند کرتے ہیں ثقیف بنو حنیفہ اور بنی امیہ۔

(۳۸۷۹) فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيرٌ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف قبیلے کے بارے میں فرمایا یہ کذاب ہیں اور ہلاک کرنے والے ہیں۔

تشریح: کہتے ہیں ثقیف کی مختار بن ابی عبید اور حجاج بن یوسف کی حرکتوں کی وجہ سے اور بنو حنیفہ کو مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعوئے نبوت کی وجہ سے اور بنو امیہ کو عبید اللہ بن ابی زیاد) یزید کے چچازاد بھائی) کی خباثت کی وجہ سے (جو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تھی ناپسند کیا ہے۔

۳۔ ثقیف میں مہا جھوٹا اور ہلاکو ہوں گے

(۳۸۸۰) اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ فُلَانًا اَهْدٰى اِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقِفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ایک جوان اُونٹنی تحفے کے طور پر پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عوض میں چھ جوان اُونٹنیاں اسے عطا کی لیکن وہ اس بات سے ناراض ہوا اس کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے فرمایا: فلاں شخص نے ہمیں تحفے کے طور پر ایک اُونٹنی دی ہم نے بدلے میں اسے چھے اونٹنیاں دیں تو وہ پھر بھی ناراض رہا میں نے یہ ارادہ کیا میں صرف کسی قریشی انصاری ثقفی یا دوسی شخص کا تحفہ قبول کیا کروں۔

تشریح: مختار بن ابی عبید (۱:۶۷ھ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سالا تھا کہتے ہیں اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور قافیہ بازی کرتا تھا اور

اس کو وحی قرار دیتا تھا اور حجاج کے ظلم، سے ہر شخص واقف ہے۔

۴۔اب میں صرف قریشی، انصاری ثقفی یا دوسی کا ہدیہ قبول کروں گا

(۳۸۸۱) اَهْدٰی رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ فَزَارَةَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ نَاقَةً مِّنْ اِبِلِهِ الَّتِیْ كَانُوْا اَصَابُوْا بِالْغَابَةِ فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ فَتَسَخَّطَهُ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا مِّنَ الْعَرَبِ يُهْدِیْ اَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ فَاُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا عِنْدِیْ ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ عَلَیَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَا اَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِیْ هٰذَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِیٍّ اَوْ اَنْصَارِیٍّ اَوْ ثَقَفِیٍّ اَوْ دَوْسِیٍّ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک اُونٹنی تحفے کے طور پر پیش کی جو ان لوگوں کو غابہ کے مقام سے ملی تھی نبی اکرم ﷺ نے اس کے عوض میں کوئی چیز دی تو وہ ناراض ہوگیا میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا دیہاتیوں سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ ایسے ہیں جب وہ تحفہ دیتے ہیں تو میں انہیں اس کے بدلے میں وہ چیز دیتا ہوں جو میرے پاس ہوتی ہے تو وہ پھر بھی ناراض ہوجاتے ہیں اور اس بارے میں مجھ سے ناراض ہی رہتے ہیں اللہ کی قسم آج کے بعد میں کسی دیہاتی کا تحفہ قبول نہیں کروں گا صرف کسی قریشی انصاری ثقفی یا دوسی کا تحفہ قبول کروں گا۔

۵۔قبیلہ اسد اور اشعر کی تعریف

(۳۸۸۲) نِعْمَ الْحَیُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرِيُّوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِی الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بنواسد اور بنواشعر بہترین قبیلے ہیں یہ لوگ جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کرتے اور مال غنیمت میں کبھی دھوکہ نہیں کرتے یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

٦۔قبائل اسلم وغفار کے لیے دعا اور قبیلہ عصیہ محروم

(۳۸۸۳) اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اسلم قبیلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلے کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔

(۳۸۸۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسلم قبیلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار قبیلے والوں کی مغفرت کرے عصیہ قبیلے والوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

۷۔قبائل عرب میں تفاضل

(۳۸۸۵) وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَغِفَارٌ وَّاَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ اَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ

مُّزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَسَدٍ وَّطَيِّئٍ وَّغَطَفَانَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے غفار اسلم مزینہ اور جہینہ (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے) قبیلے کے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسد طے غطفان (قبیلے کے لوگوں سے) بہتر ہوں گے۔

تشریح: مسلم شریف (حدیث ۲۵۲۲ کتاب فضائل الصحابۃ حدیث ۱۹۳) میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے مفصل ہے اس سے اس حدیث کے سمجھنے میں مدد ملے گی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اقرع بن حابس (تمیمی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجیوں کا سامان چرانے والے قبائل اسلم غفار مزینہ اور جہینہ نے بیعت اسلام کی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ اگر اسلم غفار مزینہ اور جہینہ بہتر ہوں بنو تمیم بنو عامر اسد اور غطفان سے تو وہ گھاٹے اور خسارے میں رہیں گے یا نہیں؟ اقرع نے جواب دیا ہاں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک وہ قبائل ان سے بہت بہتر ہیں۔

(۳۸۸۶) جَاءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَجَاءَ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى فَلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا.

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کرو انہوں نے عرض کی آپ پہلے بھی ہمیں خوشخبری دے چکے ہیں اب کچھ مال عطا کریں راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر یمن سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ خوشخبری قبول کرو جب بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا تھا تو ان لوگوں نے عرض کی ہم قبول کرتے ہیں۔

۸۔ شام اور یمن کے لیے دعا اور نجد محروم

(۳۸۸۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّمُزَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ تَمِيْمٍ وَّاَسَدٍ وَّغَطَفَانَ وَبَنِيْ عَامِرِ ابْنِ صَعْصَعَةَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهٗ فَقَالَ الْقَوْمُ قَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ فَهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ.

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم غفار مزینہ قبیلے کے لوگ تمیم اسد غطفان بنو عامر بن صعصعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو بلند آواز میں ادا کیا ہے سے زیادہ بہتر ہیں۔ حاضرین نے کہا اس صورت میں یہ (دوسرے طبقے کے لوگ) محروم ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ (پہلے طبقے) کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

باب ٦٨

(۳۸۸۸) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا اَوْقَالَ مِنْهَا يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا کر اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا کر لوگوں نے عرض کی ہمارے نجد کے لیے بھی دعا کیجئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(۳۸۸۹) قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ طُوْبٰى لِلشَّامِ فَقُلْنَا لِاَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآن اکٹھا کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شام والوں کے لیے خوشخبری ہے ہم نے دریافت کیا وہ کس وجہ سے یا رسول اللہ ﷺ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ رحمٰن کے فرشتوں نے اپنے پر ان پر پھیلائے ہوئے ہیں۔

(۳۸۹۰) لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَائِهِمِ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ اَوْلَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَّفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یا تو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں گے جو جہنم کا کوئلہ ہیں یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہوں گے جو گوبر کا کیڑا ہوتا ہے اور اپنے ناک سے گوبر کی گولیاں بناتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کے تکبر اور باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے اب آدمی یا تو مومن اور پرہیز گار ہوگا یا گنہگار اور بد بخت کیونکہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

۹۔ نسب وخاندان پر اترانے کی ممانعت

(۳۸۹۱) اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ قَدْ اَذْهَبَ اللهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَّفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَّالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کے تکبر اور

باپ دادا کے فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (اب لوگ) یا مومن اور پرہیز گار ہوگا یا گنہگار اور بد بخت ہوگا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھے۔

فضائل ومناقب کے بیان سے ایک ضرر کا اندیشہ تھا ممکن ہے کچھ لوگ اپنے اسلاف کے مفاخر پر اُترانے لگیں اور یہ مناقت ان کے لیے نخوت وغرور کا باعث بن جائیں اس لیے یہ آخری باب لائے اور اس کے ذریعہ تنبیہ کی کہ اخلاف کو اسلاف کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور اولاد کو آباء کا نمونہ بننا چاہیے اسی سے نسبت میں چار چاند لگتے ہیں ورنہ نسبت دنیا وآخرت میں سر بلند نہیں کر سکتی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شمائل النبی ﷺ

نبی ﷺ کی حیات طیبہ کا بیان

شمائل: شمال کی جمع ہے جیسے خصائل: خصال کی جمع ہے شمال کے معنی ہیں طبیعت عادت اور اخلاق اور مراد حیات طیبہ ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالہ میں ۵۶ باب اور ۳۹۷ حدیثیں ہیں جن میں سے ۲۱۳ سنن ترمذی میں آ چکی ہیں اور ۱۸۴ نئی روایتیں ہیں سنن کی آخری کتاب ابواب المناقب تھی وہ ابواب بھی سیرت طیبہ کے بیان سے شروع کئے گئے تھے مگر امام ترمذیؒ نے محسوس کیا کہ ان ابواب سے حق ادا نہیں ہوا اس لیے یہ مستقل رسالہ سیرت طیبہ کے بیان میں سنن کے ساتھ لاحق کیا اور یہ جو عام تصور قائم ہو گیا ہے کہ شمائل مستقل تصنیف ہے

اہل السیر ودیگر بزرگانِ دین نے آنحضور ﷺ کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

عجیب وغریب واقعات پیدائش کے وقت

(۱) قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فکان من دلالات حمل محمد ﷺ ان کل دآبۃ کانت لقریش نطقت تلك اللیلۃ وقالت حمل برسول اللہ ﷺ ورب الکعبۃ وھو امان الدنیا وسراج اھلھا. (البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۷۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ماں کے پیٹ میں آنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس رات قریش کا ہر چوپایہ بولنے لگا اور وہ کہتا کہ حضور ﷺ رب کعبہ کی قسم ماں کے پیٹ میں آ چکے ہیں۔

آپ ﷺ دنیا کے لیے امن اور اس کے رہنے والوں کے لیے چراغ (یعنی راہ ہدایت) ہیں۔

(۲) ولم یبق کاھن فی قریش ولا قبیلۃ من قبائل العرب الا حجبت عن صاحبتھا وانتزع علم الکھنۃ منھا. (بحوالہ سابق)

ترجمہ: قریش اور عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا اور ان قبائل کا کوئی کاھن باقی نہیں بچا جس کے شیاطین ساتھی اس کے پاس آنے سے رک نہ گئے ہوں اور کاھن لوگوں سے ان کا علم چھین لیا گیا۔

(۳) ولم یبق سریر ملك من ملوك الدنیا الا اصبح منکوسا والملك مخرسا لا ینطق یومہ لذلك.

(البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۷۲۰)

ترجمہ: دنیا بھر کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ایسا نہ بچا کہ اس کا تخت الٹ نہ دیا گیا ہو اور خود بادشاہ بھی گونگا ہو گیا اس دن بول نہ سکا۔

ہر صفت میں با کمال

اہل السیر و دیگر بزرگانِ دین نے آنحضور ﷺ کی صفات محمودہ میں مندرجہ ذیل صفات کا تذکرہ فرمایا اور بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اسماء میں ان کا ذکر کیا۔

(۱) احلم الناس (۲) اشجع الناس (۳) اعدل الناس (۴) اسخی الناس (۵) اشد الناس حیاء (۶) اشد الناس تواضعا (۷) ارء ف الناس (۸) خیر الناس (۹) انفع الناس (۱۰) افصح الناس (۱۱) احسن الناس (۱۲) اجود الناس (۱۳) انجد الناس (۱۴) اشد الناس (۱۵) اوقر الناس (۱۶) اعلی الناس خلقا (۱۷) اجمل الناس (۱۸) ارجح الناس (۱۹) اوسع الناس صدر (۲۰) اصدق الناس. (بشریت رسول سید لعل شاہ بخاری ص ۱۴۰)

میرے آپؐ کے نبی ﷺ تمام کائنات میں سب حسینوں سے احسن سب جمیلوں سے اجمل سب کاملوں سے اکمل تمام شریفوں میں اشرف تمام عزیزوں میں اعز اور سب ناموں میں اتم ہیں۔ بلکہ یوں سمجھ لیں کہ یہ تمام اسم تفصیل کے صیغے بھی چھوٹے اور کم ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کا مرتبہ اس کا بھی زیادہ ہے۔

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے آپ ﷺ کے نام کے چرچے

قال وھب ابن منبة اوحی الله تعالی الی النبی من الانبیاء بنی اسرائیل یقال له شعیاء ان قم فی بنی اسرائیل فانی سأطلق لسانك بوحی فقام فقال.

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی جن کو شعیاء کہا جاتا ہے وحی بھیجی کہ تو بنی اسرائیل میں کھڑا ہو جا میں عنقریب تیری زبان پر وحی جاری کروں گا وہ کھڑے ہوئے اور کہا۔

یاسماء انصتی ویا ارض اسمعی — اے آسمان تو خاموش ہو جائے اور اے زمین تو سن لے۔

ان الله یرید ان یدبر امرا — اللہ کسی کام کی تدبیر کا ارادہ کرنا چاہتے ہیں۔

ویقضی شأنا — اور ایک عظیم شان امر کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

یرید ان یحول الریف الی الفلاة — اور یہ چاہتا ہے کہ جنگلوں بیابانوں کو سرسبزی کی چادر سے ڈھانپ لیں۔

والآجام فی الغیطان والانھار فی الصحاری — اور نشیبی زمین کو جھاڑ و اشجار سے اور صحراؤں کو نہروں سے آراستہ کر دیں۔

یرید ان یبعث نبیا من الامیین — اُمیوں میں سے ایک نبی امی کو بھیجنا چاہتے ہیں۔

لیس بفظ ولا غلیظ وسخاب فی الاسواق — جو نہ سخت گو ہوں گے اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔

لو یمر الی جنب السراج — اگر وہ چراغ کے پاس سے گذرے۔

لم یطف من سکینته — تو ان کی رفتار کی لطافت اور سکون کی وجہ سے چراغ بجھنے نہ پائے۔

ولو یمشی علی القصب الیابس — اگر ان کے قدم کسی خشک نرکل پر پڑیں گے۔

لم یسمع من تحت قدمیه — تو ان کے قدموں کے نیچے سے سرسراہٹ کی آواز سنائی نہ دے۔

ابعثه بشیرا ونذیرا	میں اس کو بشارت دینے والا (جہنم سے) ڈرانے والا بھیجوں گا۔
لا یقول الخناء	وہ فضول باتیں نہیں کرے گا۔
افتح به اعینا عمیا	میں اس کے ذریعے سے اندھی آنکھوں کو بینا کروں گا۔
اذانا صما وقلوبا غلفا	اور بہرے کانوں کو صفت شنوائی دوں گا اور غافل دلوں کو ان کے ذریعے آگاہی دوں گا۔
واهب له کل خلق کریم	اور میں اسے تمام اخلاق کریمانہ ھبہ کروں گا۔
واسدده بکل امر جمیل	اور ان کی ہر اچھے معاملے میں درستگی کرتا رہوں گا۔
واجعل السکینة لباسه	اور میں سکون کا لباس انہیں پہناؤں گا۔
والبر شعاره	بھلائی اور حسن سلوک کو ان کا شعار بنادوں گا۔
والتقوی ضمیره	اور ان کا دل سراپا میری خشیت ہوگا۔
والحکمة منطقه	اور ان کے منہ سے حکمت کے بول جھڑ رہے ہوں گے۔
والصدق والوفاء طبیعته	اور سچائی اور وفا کو ان کی طبیعت بنادوں گا۔
والعفو والمعروف خلقه	معافی درگذر اور بھلائی ان کا اخلاق بنادوں گا۔
والحق شریعته	اور حق کو ان کی شریعت بنادوں گا۔
والعدل سیرته	اور عدل وانصاف کو ان کی سیرت بناؤں گا۔
والهدی امامه	اور ہدایت کو ان کا امام بناؤں گا۔
والاسلام ملته	اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا۔
واحمد اسمه	اور احمد ان کا نام ہوگا۔
اهدی به بعد الضلالة	اور میں ان کے ذریعے سے لوگوں کو گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا۔
واعلم به بعد الجهالة	اور میں ان کے ذریعے سے جہالت کے بعد طوفان علم برپا کردوں گا۔
وارفع به بعد الخمالة	اور میں ان کے ذریعے سے پست وکمزور لوگوں کو بلندی آفتاب دوں گا۔
واعرف به بعد النکرة	اور میں ان کے ذریعے سے حق سے بھٹکے ہوئے حق کی پہچان کراؤں گا۔
واکثر به بعد القلة	اور میں ان کے ذریعے قلت کو کثرت سے تبدیل کردوں گا۔
واغنی به بعد العیلة	اور میں ان کے ذریعے سے غریبوں کو مالدار بناؤں گا۔
اجمع به بین امم مختلفة	اور میں ان کے ذریعے مختلف امتوں کو جمع کروں گا۔
واعضاء متشتة	اور منتشر (بکھرے ہوئے) اعضاء کو جمع کروں گا۔
وقلوب متفرقة	اور ان کے ذریعے سے متفرق دلوں کو جوڑ دوں گا۔

واستنقذ به فئاما عظیمة من الهلکة اور ان کے ذریعے سے بہت بڑی جماعت کو ہلاکت سے بچاؤں گا۔

واجعل امته خیر امة اخرجت للناس اور میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا جو انسانیت کی رہبری کرے گی۔
یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر اچھی باتوں کا حکم کرے گی اور بری باتوں سے منع کرے گی۔
موحدین مؤمنین مخلصین مصدقین بما جاءت رسلی.
وہ توحید کی شمع جلانے والے اللہ پر ایمان لانے والے اخلاص والے اور ان سب کی تصدیق کرنے والے ہوں گے جو انبیاء رسول لے کر آئے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۷ تفسیر القرآن ص ۴۹۷ للامام الجلیل الحافظ عماد الدین) (البدایۃ والنھایۃ ج ۱ ص ۳۷۵)

الفاظ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بیان کیا

الف نے کہا اللہ کا نبی آیا ہے
ب نے کہا بانی اسلام آ رہا ہے
ت نے کہا تاجدار حرم آ رہا ہے
ث نے کہا ثروت والا آ رہا ہے
ج نے کہا جلیل القدر آ رہا ہے
ح نے کہا حبیب اللہ آ رہا ہے
خ نے کہا خاتم النبیین آ رہا ہے
د نے کہا داعی الی اللہ اور دلوں کو جوڑنے والا آ رہا ہے
ذ نے کہا ذا الکتاب آ رہا ہے
ر نے کہا رحمۃ اللعالمین آ رہا ہے
ز نے کہا زمانے کا امام آ رہا ہے
س نے کہا ساقی کوثر آ رہا ہے
ش نے کہا شافی محشر آ رہا ہے
ص نے کہا صادق و امین آ رہا ہے
ض نے کہا ضعیفوں کا والی آ رہا ہے
ط نے کہا طہٰ آ رہا ہے
ظ نے کہا ظلم مٹانے والا آ رہا ہے
ع نے کہا عرب کا تاجدار آ رہا ہے
غ نے کہا غریبوں کا آقا آ رہا ہے
ف نے کہا فسق و فجور کا مٹانے والا آ رہا ہے
ق نے کہا قرآن والا آ رہا ہے
ک نے کہا کملی والا آ رہا ہے
ل نے کہا لا الہ الا اللہ والا آ رہا ہے
م نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہا ہے
ن نے کہا نبیوں کا امام آ رہا ہے
و نے کہا والضحیٰ کے چہرے والا آ رہا ہے
ہ نے کہا ہادی آ رہا ہے
ی نے کہا یتیموں کا والی آ رہا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ فرماتے ہیں:

رایت النبی ﷺ فی لیلة اضحیان وعلیه حلة حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فیلهو عندی احسن من القمر. (شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص ۷۲۲)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف

اور آپ ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا تو میں نے فیصلہ کر دیا کہ آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رائیت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجھہ.

میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا (آپ ﷺ کا چہرہ اتنا منور تھا) گویا کہ چہرے میں سورج چل رہا ہے۔

(۳) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا:

صفی لنا رسول اللہ ﷺ. آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے۔

لو رأیتہ رایت الشمس طالعة. اگر تم حضور ﷺ کو دیکھ لیتے تو تم سورج کو طلوع ہوتا گمان کرے۔

(مشکوۃ ج ۲ باب فضائل سید المرسلین)

چند دلچسپ واقعات

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چرخہ کات رہی تھی اور آپ ﷺ بیٹھ کر اپنے جوتے سی رہے تھے اور پسینے کے قطرے آپ کے ماتھے مبارک پر جمع تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کی طرف دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی (جیسے مبہوت ہوگئیں ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا) تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا دیکھ رہی ہو کہنے لگی آپ کے ماتھے پر پسینہ کو چمکتا دیکھ کر مجھے ایک شاعر ابو کبیرہ الہذلی کا ایک شعر یاد آگیا۔

واذا نظرت الی اسرة وجهه * برقت کبرق العارض المتهلل

ترجمہ: جب میں اس کے ماتھے پر نظر ڈالتا ہوں تو یوں چمکتا ہے جیسے آسمان پر بجلیاں نظر آتی ہیں۔ (رحمۃ اللعالمین)

(۵) ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑا سی رہی تھیں تو سوئی گر کر گم ہوگئی اندھیرا تھا تلاش کیا مگر نہ ملی تو اچانک آپ ﷺ دروازے سے اندر داخل ہونے لگے تو داخل ہوتے ہی کمرہ ایسا منور ہوگیا کہ وہ سوئی چمکنے لگی اور وہ سوئی مل گئی۔ (رحمۃ اللعالمین ج دوم ۱۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں۔

لنا شمس وللافاق شمس * شمسی خیر من شمس السماء

فان الشمس تطلع بعد الفجر * وشمسی طالع بعد العشاء

افلت شموس الاولین و شمسنا * ابدا علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ: ایک ہمارا سورج ہے ایک آسمان کا سورج ہے ہمارا سورج (محمد ﷺ) آسمان کے سورج سے بہتر ہے کیونکہ وہ سورج تو فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے میرا سورج ایسا ہے جو عشاء کے بعد بھی طلوع ہوتا رہتا ہے پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ آسمان کے کنارے پر (طلوع ہوتا ہے) جو غروب نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

کان رسول اللہ ﷺ فخما مفخما.

"آپ ﷺ خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسرے لوگوں کی نظروں میں بھی بڑے مرتبے والے تھے۔"

یتلألا وجهه تلألوء القمر لیلة البدر. آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

اطول من المربوع. آپ ﷺ کا قد مبارک بالکل درمیانے قد والے سے کسی قدر لمبا تھا۔

واقصر من المشذب. لیکن آپ ﷺ کا قد زیادہ لمبے قد والے سے چھوٹا تھا۔

عظیم الهامة. سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

رجل الشعر (ان انفرقت عقیقته) فرق والا فلا.

"بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ ﷺ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے۔"

یجاوز شعرہ شحمة اذنیه (اذا هو وفره).

جس زمانے میں آپ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے بڑھ جاتے تھے۔

ازهر اللون آپ ﷺ کا رنگ نہایت چمکدار تھا۔

واسع الجبین پیشانی کشادہ تھی۔

ازج الحواجب آپ کے آبرو خمدار اور باریک تھے۔

سوابغ فی غیر قرن دونوں آبرو جدا جدا تھے۔

یدرہ الغضب ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

اقنی العرنین آپ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی۔

نور یعلوہ اس پر ایک چمک اور نور تھا۔

یحسبه من لم یتامله اشم.

ابتداء آپ ﷺ کو دیکھنے والا بڑی ناک والا گمان کرتا لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ وہ حسن کی چمک کی وجہ سے بلند ہے۔

کث اللحیة آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان تھی۔

ادعج آپ ﷺ کی آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔

سهل الخدین دونوں رخسار ہموار اور ہلکے تھے۔

ضلیع الفم آپ ﷺ کا منہ مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔

اشنب مفلج الاسنان دقیق المسربة.
آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک اور آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فاصلہ بھی تھا سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔
آپ ﷺ کی گردن موتی کی طرح چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

معتدل الخلق. آپ ﷺ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پر گوشت تھے۔
بادن متماسك. اور بدن گھٹا ہوا تھا
سواء البطن والصدر. پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا۔
عریض الصدر. لیکن سینہ مبارک فراخ اور چوڑا تھا۔
بعید مابین المنکبین. آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔
ضخم الکرادیس. جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں
انور المتجرد. آپ کے بدن کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں ڈھکا رہتا ہو۔
موصول مابین اللبة والسرة بشعر یجری کالخط. سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔
عاری الثدیین والبطن مما سوی ذالك. اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا۔
اشعر الذراعین والمنکبین واعالی الصدر. البتہ دونوں بازو اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔
طویل الزندین آپ کی کلائیاں لمبی تھی۔
رحب الراحة اور ہتھلیاں فراخ تھی۔
سبط القصب آپ کی ہڈیاں معتدل اور سیدھی تھی۔
شثن الکفین والقدمین ہتھلیاں اور دونوں قدم گداز اور پر گوشت تھے۔
سائل الاطراف ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھی
خمصان الاخمصین آپ لے تلوے قدرے گہرے تھے۔
مسیح القدمین قدم ہموار تھے۔
ینبو عنهما الماء کہ پانی ان کے صاف ستھرے اور چکنے ہونے کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا۔
اذا زال زال قدما جب آپ ﷺ چلتے تھے تو قدم کو قوت سے اٹھاتے۔
یخطو یکفوا اور آگے کو جھک کر چلتے۔
ویمشی هونا قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔
ذریع المشیة چلنے کے اعتبار سے تیز رفتار تھے۔

اذامشی کانما ینحط من صبب جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے معلوم ہوتا گویا کہ نچان میں اتر رہے ہیں۔

واذا التفت التفت جمیعا جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔

خافض الطرف آپ ﷺ کی نظر نیچی رہتی تھی

اطول من نظرہ الی السماء آپ ﷺ کی نظر بہ نسبت آسمان کے نیچے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔

جل نظرہ الملاحظة آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی زیادہ شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔

یسوق اصحابہ ویبداء من لقیہ بالسلام.

چلنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے سے آگے کر دیتے اور خود پیچھے رہ جاتے جس سے ملتے تو سلام کرنے میں پہل کرتے۔

کان رسول اللہ ﷺ متواصل الاحزان آپ ﷺ مسلسل غمگین رہتے تھے۔

دائم الفکرة آپ ﷺ ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔

لیس لہ راحة کسی گھڑی آپ ﷺ کو چین نہیں آتا تھا۔

لایتکلم فی غیر حاجة بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔

طویل السکوت اکثر اوقات خاموش رہتے

یفتح الکلام ویختمہ بأشداقہ آپ ﷺ کی تمام گفتگو شروع سے آخر تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔

یتکلم بجوامع الکلم آپ ﷺ جامع کلام فرماتے جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے۔

(کلامہ) فصل لو فضول وتقصیر الاحزان آپ ﷺ مسلسل غمگین رہتے تھے۔

دائم الفکرة آپ ﷺ ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔

لیس لہ راحة کسی گھڑی آپ ﷺ کو چین نہیں آتا تھا۔

لایتکلم فی غیر حاجة بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔

طویل السکوت اکثر اوقات خاموش رہتے

یفتح الکلام ویختمہ بأشداقہ آپ ﷺ کی تمام گفتگو شروع سے آخر تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔

یتکلم بجوامع الکلم آپ ﷺ جامع کلام فرماتے جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے۔

(کلامہ) فصل لا فضول وتقصیر.

آپ ﷺ کا کلام دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا نہ اس میں ضرورت سے کم اور نہ فضول باتیں ہوتی تھیں۔

دمث آپ ﷺ نرم مزاج تھے۔

لیس بالجافی سخت مزاج نہ تھے

ولا المھین اور نہ اہانت کرنے والے تھے یعنی کسی کی تذلیل کرنے والے نہیں تھے۔

یعظم النعمة وان دقت آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعظیم کرتے اگرچہ وہ تھوڑی کیوں نہ ہو۔

لا یذم منها شیئا ولا یمدحه نہ اس کی مذمت کرتے اور نہ اس کی تعریف فرماتے

ولا یقوم لغضبه اپنے حق کے لیے غصہ نہ ہوتے تھے۔

اذا تعرض للحق شئی حتی ینتصر له.

جب کوئی حق کے آڑ آ جاتا تو پھر کوئی بھی آپ کے غصے کی تاب نہ لا سکتا تھا اور آپ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا جب آپ ﷺ بدلہ لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ:

لا تغضبه الدنیا وما کان لها.

دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا کیونکہ آپ کو ان کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔

فاذا تعرض للحق لم یعرفه احد.

جب کوئی حق بات اور دینی امور کے آڑ آتا تو اس وقت آپ کے غصے کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔

ولم یقم لغضبه شئی حتی ینتصر لها یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا بدلہ لے لیں۔

لا یغضب لنفسه ولا ینتصر لها اپنی ذات کے لیے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے اور نہ انتقام لیتے تھے۔

اذا اشار اشار بکفه کلها جب کسی کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے (انگلیوں سے نہ فرماتے)

واذا تعجب قلبها جب کسی پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو پلٹ لیتے تھے۔

واذا تحدث یصل بها اور جب بات کرتے تو (بات کرتے ہوئے) ہاتھوں کو بھی حرکت دیتے۔

یضرب براحته الیمنی باطن بابهامه الیسری اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارے......

واذا غضب اعرض واشاح جب آپ ﷺ کسی پر ناراض ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے۔

واذا فرح غض طرفه اور جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں جھکا دیتے۔

جل ضحکه التبسم آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی۔

ویفتر عن مثل حب الغمام آپ ﷺ کے دانت اولے کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی ان صفات کا ایک عرصہ تک تذکرہ نہیں کیا لیکن جب میں نے ان کے سامنے ان صفات کو بیان کیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ تو ماموں جان سے یہ باتیں مجھ سے پہلے ہی پوچھ چکے ہیں اور یہ بھی مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنے والد محترم سے رسول اللہ ﷺ کے مکان تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور مجلس میں تشریف فرما ہونے اور حضور ﷺ کے طرز و طریقے کو بھی معلوم کر چکے تھے اور ان میں سے ایک بات بھی انہوں نے نہیں چھوڑی تھی چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے مکان تشریف لے جانے کے حالات

دریافت کیے تو انہوں نے فرمایا:

کان دخوله ﷺ لنفسه مأذونا له فی ذلك.

کہ حضور ﷺ کو مکان جانے کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اجازت تھی۔

وکان اذا آوی الی منزله جزء دخوله ثلاثة اجزاء.

اور آپ ﷺ مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔

جزء لله وجزء لأهله وجزء لنفسه.

ایک حصہ اللہ کی عبادت میں خرچ فرماتے (یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے) دوسرا حصہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں خرچ فرماتے (مثلاً ان سے ہنسا بولنا بات کرنا ان کے حالات معلوم کرنا) تیسرا حصہ خاص اپنی ضروریات راحت وآرام کے لیے رکھتے تھے۔

ثم جزا جزا بینه وبین الناس.

پھر اس اپنے والے حصہ کو بھی دو حصوں پر اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے تھے۔

فرد ذلك علی العامة والخاصة.

اور اسی طرح پر خصوصی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت بھی حاضر ہوتے ان خواص کے ذریعے سے آپ کی بات عوام تک پہنچی۔

لا یدخر عنهم شیئا.

ان لوگوں سے کسی چیز کو اٹھا کر نہ رکھتے تھے (یعنی نہ دین کے امور میں نہ دنیاوی منافع میں)۔

غرض ہر قسم کا نفع بلا دریغ پہنچاتے تھے۔

وکان سیرته فی جزء الأمة ایثار اهل الفضل (باذنه)

اور اس امت کے اس حصہ میں آپ ﷺ کا یہ طرز تھا کہ ان آنے والوں میں اہل فضل یعنی علم وعمل والوں کو حاضری کی اجازت میں ترجیح دیتے تھے۔

قسمه علی قدر فضلهم فی الدین.

اس وقت کو ان کی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔

فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجتین ومنهم ذو الحوائج.

کوئی حاجت لے کر آتا اور کوئی دو اور کوئی بہت ساری حاجتیں لے کر حاضر ہوتا۔

فیتشاغل بهم ویشغلهم فیما اصلحهم والأمة من مسألته عنهم.

آپ ﷺ ان کی حاجتیں پوری کرنے میں لگ جاتے اور ان کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود ان کی اور تمام امت کی اصلاح کے لیے مفید اور کارآمد ہوں۔

واخبارهم بالذی ینبغی لهم.

آپ ﷺ ان آنے والوں سے عام مسلمانوں کے دینی حالات پوچھتے اور جو ان کے مناسب بات ہوتی وہ ان کو بتا دیتے۔

ويقول ليبلغ الشاهد الغائب.

اور ان کو یہ فرما دیتے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید اور ضروری باتوں کو غائبین تک پہنچا دیں۔

وابلغوني حاجة من لا يستطيع ابلاغي حاجته.

اور یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ جو لوگ مجھ سے (دوری یا شرم یا رعب یا کسی عذر یا پردہ کی وجہ سے) اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کر سکتے تم لوگ ان کی ضرورتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو۔

فانه من (ابلغ) سلطانا حاجة من لا يستطيع ابلاغها اياه ثبت الله قدميه يوم القيامة.

اس لیے کہ جو شخص بادشاہ تک کسی ایسے شخص کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے۔

لا يذكر عنده الا ذلك.

حضور ﷺ کی مجلس میں ضروری اور مفید باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا۔

ولا يقبل من احد غيره.

اور اس کے علاوہ (یعنی فضول باتیں) سننا گوارہ نہیں کرتے تھے۔

يدخلون عليه (روادا) ولا يفترقون الا عن ذواق.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی خدمت میں دینی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے تھے اور کچھ نہ کچھ چکھ کر ہی واپس جاتے تھے (چکھنے سے مراد امور دینیہ کا حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اور کسی چیز کا کھانا بھی مراد ہو سکتا ہے)۔

ويخرجون ادلة يعني فقهاء.

صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی مجلس سے ہدایت اور خیر کے لیے مشعل اور رہنما بن کر نکلتے تھے۔

عوام اور خواص میں آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی ہوتی تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد سے حضور ﷺ کی باہر تشریف آوری کے متعلق دریافت کیا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لا کر کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

كان رسول الله ﷺ يخزن لسانه الا بما يعنيه.

کہ رسول اللہ ﷺ ضروری امور کے علاوہ اپنی زبان کو استعمال نہیں فرماتے تھے۔

ويؤلفهم ولا ينفرهم.

آنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے ان کو مانوس فرماتے متوحش نہیں بناتے تھے۔

ویکرم کریم کل قوم ویولیه علیهم.

اور ہر قوم کے کریم اور معزز کا اکرام فرماتے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اسی قوم پر متولی سردار فرماتے۔

ویحذر الناس ویحترس منهم من غیر ان یطوی عن احد منهم بشره ولا خلقه.

لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور خود اپنی بھی لوگوں کے تکلیف پہنچانے سے حفاظت فرماتے لیکن باوجود احتیاط رکھنے اور احتیاط کی تاکید کے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی نہیں ہٹاتے۔

یتفقد اصحابه. اور اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے

ویسأل الناس عما فی الناس لوگوں کے حالات آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر ان کی اصلاح فرماتے۔

ویحسن الحسن ویقویه اچھی بات کی تحسین فرما کر اس کی تقویت فرماتے

ویقبح القبیح ویوهیه اور بری بات کی برائی بتا کر اسے زائل فرماتے اور روک دیتے۔

معتدل الأمر غیر مختلف آپ ﷺ ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے بات پکی اور صحیح فرماتے۔

لا یغفل مخافة ان یغفلوا او یمیلوا.

لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے کہ مبادا وہ دین سے غافل ہو جائیں یا حق سے ہٹ جائیں۔

لکل حال عنده عتاد ہر کام کے لیے آپ ﷺ کے ہاں ایک خاص انتظام تھا

ولا یقصر عن الحق ولا یجوزه امر حق میں نہ کوتاہی فرماتے نہ حد سے تجاوز فرماتے تھے۔

الذین یلونه من الناس خیارهم آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے۔

افضلهم عنده اعمهم نصیحة آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جو ہر ایک کا بھلا چاہنے والا ہو۔

واعظمهم عنده منزلة احسنهم مواساة وموازرة.

اور آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے۔

آپ ﷺ کی مجلس ادب سے پر تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کی مجلس کے حالات دریافت کیے تو انہوں نے فرمایا:

کان رسول الله ﷺ لا یجلس ولا یقوم الا علی ذکر.

کہ آپ ﷺ کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی۔

ولا یوطن الأکن وینهی عن ایطانها.

اور آپ ﷺ اپنے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی جگہ مخصوص کرنے سے منع فرماتے تھے۔

واذا انتهی الی قوم جلس حیث ینتهی به المجلس.

اور جب کسی جگہ آپ تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے۔

ویأمر بذلك یعطی كل جلسائه نصیبه.

"اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے کہ جہاں جگہ خالی مل جایا کرے بیٹھ جایا کرو آپ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق ادا فرماتے۔"

لا یحسب جلیسه ان احدا اكرم علیه منه.

آپ کے پاس ہر بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں۔

ومن جالسه او قاومه فی حاجة صابره حتی یكون هو المنصرف عنه.

اور جو آپ کے پاس کسی کام سے بیٹھتا یا آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تو آپ اس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی چلا جائے۔

ومن سأله حاجة لم یرده الا بها او بمیسور من القول.

جو آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ ﷺ اس کو وہ چیز مرحمت فرما دیتے یا (اگر نہ ہوتی تو) نرمی سے جواب فرماتے۔

قد وسع الناس منه بسطه وخلقه.

آپ ﷺ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں کے لیے عام تھی۔

فصار لهم ابا آپ ﷺ تمام لوگوں کے لیے شفقت میں والد جیسا معاملہ فرماتے۔

وصاروا عنده فی الحق سواء اور حق بات میں تمام لوگ آپ کے نزدیک برابر تھے۔

مجلسه مجلس حلم وحیاء وصبر وامانة آپ کی مجلس میں حلم وحیا صبر وامانت پائی جاتی تھی۔

لا ترفع فیه الاصوات آپ کی مجلس میں نہ شور شغب ہوتا تھا۔

ولا تؤبن فیه الحرم اور نہ کسی کی بے عزتی اور آبروریزی کی جاتی تھی۔

ولا تنثی فلتاته متعادلین یتفاضلون فیه بالتقوی.

آپ کی مجلس میں اول تو کسی سے لغزش نہیں ہوتی تھی سب محتاط ہو کر بیٹھتے تھے اور اگر کسی سے ہو جاتی تھی تو اس کے آگے تذکرہ نہیں ہوتا تھا آپس میں سب برابر شمار کیے جاتے تھے ایک دوسرے پر فضیلت تقوی سے ہوتی تھی۔

متعواضین یوقرون فیه الكبیر ہر شخص دوسرے کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آتا تھا بڑوں کی تعظیم کرتے تھے۔

ویرحمون (فیه) الصغیر اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے یؤثرون ذا الحاجة حاجت مند کو ترجیح دیتے تھے۔

ویحفظون الغریب اور اجنبی مسافر آدمی کی خبر گیری کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی مجلس اخلاق سے پر تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ طرز پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ دائم البشر سهل الخلق.

آپ ﷺ کی ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے تھے (یعنی چہرہ انور پر ہمیشہ تبسم اور بشاشت کا اثر نمایاں ہوتا تھا)۔

لین الجانب آپ ﷺ نرم مزاج تھے۔

لیس بفظ ولا غلیظ آپ ﷺ نہ سخت گو تھے نہ سخت دل۔

ولا سخاب نہ چلا کر بولتے تھے۔

ولا فحاش نہ فحش گوئی اور بدکلامی فرماتے تھے۔

ولا عتاب نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیب پکڑتے۔

ولا مزاح نہ زیادہ مذاق کرنے والے۔

یتغافل عما لا یشتھی آپ کو جو بات پسند نہ ہوتی تو اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔

ولا یؤیس منه راجیة آپ ﷺ سے امید کرنے والا مایوس نہیں ہوتا تھا۔

ولا یخیب فیه اور نہ وہ اس امید (کے پورا ہونے میں) محروم ہوتا۔

قد ترك نفسه من ثلاث المرائة والاکثار وما لا یعنیه.

آپ ﷺ نے اپنے آپ کو تین باتوں سے بالکل دور فرما رکھا تھا جھگڑے سے زیادہ باتیں کرنے والا اور لایعنی اور بےکار باتوں سے۔

وترك الناس من ثلاث کان لا یذم احدا ولا یعیره ولا یطلب عورته.

اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا نہ کسی کی مذمت فرماتے تھے نہ کسی کو عار دلاتے تھے اور نہ کسی کے عیوب تلاش فرماتے تھے۔

ولا یتکلم الا فیما یرجوا ثوابه.

آپ ﷺ صرف وہی کلام فرماتے تھے جو باعث اجر وثواب ہو۔

اذا تکلم اطرق جلسائوه کانما علی رئوسهم الطیر.

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھتے ہوں۔

فاذا تکلم سکتوا جب آپ بولتے تو صحابہ رضی اللہ عنہ خاموش ہوجاتے۔

فاذا سکت تکلموا اور جب آپ ﷺ سکوت فرماتے تب صحابہ کلام کرتے تھے۔

ولا یتنازعون عنده آپ ﷺ کے سامنے کسی بات میں جھگڑا نہیں کرتے تھے۔

یضحك مما یضحکون منه جس بات سے سب لوگ ہنستے آپ ﷺ بھی اس بات پر تبسم فرماتے۔

ویتعجب مما یتعجبون منه اور جس بات سے سب لوگ تعجب کرتے تو آپ ﷺ تعجب میں شریک رہتے۔

ویصبر للغریب علی الحفوة فی منطعه ومسالته حتی ان کان اصحابه (لیستجلبونهم) فی المنطق.

اجنبی مسافر آدمی کی سخت گفتگو اور بدتمیزی کے سوال پر صبر فرماتے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے اجنبی مسافروں کو آپ ﷺ کی مجلس میں لے آتے (تا کہ ان کے ہر قسم کے سوالات سے خود بھی منتفع ہوں اور ایسی باتیں جن کو ادب کی وجہ سے یہ حضرات نہیں پوچھ سکتے

تھے وہ بھی معلوم ہو جائے)۔

ویقول اذا رائیتم صاحب حاجة فاوفدوه.

آپ ﷺ یہ بھی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ کہ جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو۔

ولا یقبل الثناء الا من مکافیء.

اگر کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ ﷺ اس کو گوارہ نہ فرماتے البتہ اگر آپ کے کسی احسان کے بدلہ میں بطور شکریہ کے کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ ﷺ سکوت فرماتے کہ احسان کا شکر اس پر ضروری تھا اس لیے گویا وہ اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہے۔

ولا یقطع علی احد حدیثه حتی یجوز فیقطعه (بنھی) او قیام.

کسی کی بات کاٹے نہیں تھے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اس کو روک دیتے تھے یا مجلس سے کھڑے ہو جاتے تھے تاکہ وہ خود رک جائے۔

آپ ﷺ کی خاموشی کیسی ہوتی تھی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضور ﷺ کی خاموشی کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

کان سکونته علی اربع الحلم والحذر والتقدیر والتفکر.

آپ ﷺ چار موقعوں پر خاموشی اختیار فرماتے تھے برداشت کرنا اور بیدار مغز ہونا اور اندازہ لگانا اور غور وفکر کرنا۔

فأما تقدیره ففی تسویته النظر والاستعماع بین الناس.

آپ ﷺ دو باتوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے کہ کس طرح سے تمام لوگوں کے ساتھ دیکھنے میں اور بات سننے میں برابر کا معاملہ ہو۔

واما تذکره او قال تفکره فیما یبقی ویفنی.

آپ ﷺ باقی رہنے والی آخرت اور فنا ہونے والی دنیا کے بارے میں غور وفکر فرمایا کرتے تھے۔

وجمع له الحلم والصبر فکان لا یغضبه شئی ولا یستفزه.

اللہ تعالیٰ نے اپ ﷺ کو حلم وصبر دونوں صفتوں سے نوازا تھا چنانچہ آپ کو کسی چیز کی وجہ سے اتنا غصہ نہیں آتا تھا کہ آپے سے باہر ہو جائیں۔

وجمع له الحذر فی اربع اخذه بالحسنی والقیام لهم فیما جمع لهم الدنیا ولاخرة.

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی ایک بھلی بات کو اختیار کرنا دوسرے ان امور کا اہتمام کرنا جن سے امت کا دنیا وآخرت میں فائدہ ہو (اس روایت میں چار چیزوں میں سے صرف دو کا ذکر ہے) اور

کنز العمال کی روایت میں یہ مضمون بھی ہے۔

وجمع له الحذر فی اربع اخذه بالحسنی لیقتدی به.

اللہ نے آپ کو چار چیزوں کے بارے میں بیدار مغزی عطا فرمائی تھی ایک نیک بات کلو اختیار کرنا تا کہ اس نیک بات کے اختیار کرنے میں لوگ آپ کی اقتداء کریں۔

وترك القبیح لیتناھی عنه.

دوسرے بری بات کا چھوڑنا تا کہ لوگ بھی اس سے رک جائیں۔

وجتھادہ الرای فیما اصلح امته.

تیسرے اپنی امت کی بھلائی والے کاموں کے بارے میں خوب سوچ و بچار کرنا۔

والقیام فیما جمع لھم الدنیا والاخرة.

چوتھے امت کے لیے ان امور کا اہتمام کرنا جس سے ان کی دنیا اور آخرت کا فائدہ ہو۔ (حیاة الصحابہ جلد ق ص ۳۳)

سنت رسول اللہ ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے:

قیل ماسنتك یارسول الله ﷺ. عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی سنت کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

المعرفة راس مالی	معرفت میرا راس المال ہے۔
والعقل اصل دینی	اور عقل میرا اصل دین ہے۔
والحب اساسی	اور محبت میرا اساسہ ہے۔
والشوق مرکبی	اور شوق میری سواری ہے۔
وذکر الله انیسی وکنزی	اللہ کا ذکر میری انسیت اور خزانہ ہے۔
والحزن رفیقی	اور غم میرا دوست ہے۔
والعلم سلاحی	اور علم میرا اتھیار ہے۔
والصبر ردائی	اور صبر میرا پہناوا ہے۔
والرضاء غنیمتی	اور رضا میری غنیمت ہے۔
والعجز فخری	اور عاجزی میرا فخر ہے۔
والزھد حرفتی	اور زہد میرا پیشہ ہے۔
والیقین قوتی	اور یقین میری خوراک ہے۔
والصدق شفیعی	اور سچائی میرا ساتھی ہے۔

والطاعة حسبی — اور اطاعت میرا بچاؤ ہے۔
والجهاد خلقی — اور جہاد میرا اخلاق ہے۔
وقرة عینی فی الصلاۃ — اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ج سوم ص ۲۵۰ قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری)

آپ ﷺ کا لباس

آپ ﷺ زیادہ تر روئی کا لباس پہنتے تھے صوف اور کتان کا لباس بھی آپ ﷺ نے کبھی کبھی پہنا ہے آپ ﷺ نے ۹ قسم کے پہناوے پہنتے۔

① جبہ ② قبا ③ قمیص ④ ازار ⑤ چادر ⑥ عمامہ ⑦ ٹوپی ⑧ حلہ (جبہ، چوغہ) ⑨ موزہ۔ (اصح السیر ص ۵۵۰)

تعریف: ① جبہ: اس کو کہتے ہیں جس کی آستین کلائی سے اوپر رہتی ہے اور نہایت کھلا ہوتا ہے۔

② **قبا:** اس کو کہتے ہیں جو آگے سے کھلا ہوتا ہے۔

③ **ازار:** اس کو کہتے ہیں جو چادر بطور لنگی نیچے باندھی جائے۔ (اصح السیر ۵۵۰)

آپ ﷺ کا علم وعقل

حضرت وہب بن منبہ تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے متقدمین کی اکہتر (۷۱) کتابیں پڑھیں جن میں لکھا ہے کہ دنیا کی ابتداء سے انتہا تک تمام لوگوں کو جس قدر عقلیں عطا کی گئی ہیں ان سب کی عقلیں (اور علوم) نبی کریم ﷺ کی عقل کی نسبت ایسی ہیں جیسا کہ دنیا کے تمام ریگستانوں کے مقابلے میں ایک ذرہ یا یوں سمجھ لو کہ عقل کے ہزار حصے ہیں نو سو ننانوے حصے نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے اور ایک حصہ دوسرے لوگوں کو۔ (مدارج النبوت طیب الازھار فی جمال سید الابرار)

آپ ﷺ کے اعضاء مبارک کیسے تھے

چہرہ مبارک:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ نے نبی پاک ﷺ کے اوصاف کا جب ذکر کیا تو کسی نے پوچھا کہ آپ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (صاف چمکدار) تھا تو کہا نہیں سورج چاند کے مثل تھا اور ذرا گولائی پر تھا۔ (ابن سعد صفحہ ۱۶۴ شمائل کبریٰ ص ۲۵ جلد ۵)

چہرہ سے روشنی نکلتی تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کپڑا سی رہی تھی سوئی گر گئی تلاش کیا تو نہ ملی۔ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور سے روشنی نکل رہی تھی اس سے میں نے سوئی پائی۔

(ابن عساکر، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۳ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۰ شمائل کبریٰ ص ۲۶ جلد ۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دھوپ میں ہوتے تو دھوپ پر آپ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آجاتی اگر آپ

چراغ کی روشنی میں ہوتے تو چراغ کی روشنی پر آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آجاتی۔ (ابن جوزی بیہقی ص ۴۰ شمائل کبریٰ ص ۲۶)

پیشانی مبارک:

بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ اس نبی عربی کی تصدیق کرو جو کشادہ پیشانی ملی بھوؤں والا ہوگا۔ (بیہقی ص ۲۱ شمائل کبریٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پیشانی مبارک ایسی چمک دار تھی گویا سورج ڈوب رہا ہو۔ (ابن سعد ص ۴۱۵ شمائل کبریٰ)

دندان مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک بڑے خوبصورت (موتی جیسے) تھے۔

(بیہقی سبل ص ۳۰ شمائل کبریٰ ص ۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے جب آپ ﷺ تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

(دلائل ج ۱ ص ۲۱۵ شمائل ترمذی شمائل کبریٰ ص ۲۹)

حضرت عمیر انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنی بہنوں کے ساتھ جو پانچ تھیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سوکھا گوشت کھا رہے تھے چنانچہ گوشت کی وہ بوٹی جسے آپ ﷺ نے دانتوں سے چبا کر دے دیا میں نے اسے تبرک کے طور پر) بہنوں کے درمیان تقسیم کردی ان مین سے ہر ایک نے وہ ٹکڑا چبایا چنانچہ مرتے وقت تک ان کے دانتوں میں باس اور کسی کے چبانے کی جو بدبو ہوتی ہے وہ نہیں پائی گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۲۹)

آنکھ مبارک:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک بڑی سفید مائل بسرخی تھی۔ (شمائل کبریٰ ص ۳۱ ج ۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کا سیاہ حصہ خوب سیاہ اور سفید حصہ خوب سفید تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنکھوں کی پتلی (جو گول سا ہوتا ہے۔) بہت سیاہ تھی۔ (ابن سعد ص ۴۱۲ شمائل کبریٰ ص ۳۱ ج ۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے مروی ہے کہ جب میں آپ ﷺ کی آنکھ کو دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ ﷺ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے۔ (مسند احمد سہل ص ۲۳ شمائل کبریٰ ص ۳۱ ج ۵)

فائدہ: آپ ﷺ کی آنکھ پیدائشی سرگیں تھیں۔ (شمائل کبریٰ)

آپ ﷺ رات میں بلا روشنی کے دیکھ لیتے

حضرت عباس و عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اس طرح دیکھ لیتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۱ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۲)

ثریا کے گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے

علامہ سہل نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے۔ (سہل الہدی ج ۲ ص ۲۵ شمائل کبریٰ ص ۳۲ ص ۵)

سر مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گھنے سر گھنی داڑھی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ ۲۱۶ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۴)

منہ مبارک:

حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک وسیع وکشادہ تھا۔
(ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۵)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ اور ہونٹ باریک تھے۔ (شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۵)

لعاب دہن (تھوک) مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمام قسموں کے عطر کو سونگھا ہے مگر آپ ﷺ کے منہ (تھوک) کی خوشبو سے زیادہ کسی کو خوشبودار نہیں پایا۔ (سبل ص ۱۳۰ ابن سعد شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۶)

لعاب مبارک میں شفا

خیبر کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھنے لگی تھی آپ ﷺ نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھ میں آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈال دیا چنانچہ وہ بالکل ٹھیک ہوگئی گویا کہ کچھ بیماری تھی ہی نہیں۔ (بخاری ص ۶۰۸ مسلم شمائل کبریٰ ص ۳۶ ج ۵)

زبان مبارک سے سیرابی

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ (جب چھوٹے بچے تھے) آپ ﷺ کے پاس تھے ان کو پیاس لگی آپ ﷺ سے پانی مانگا آپ نے پانی تلاش کیا نہیں ملا تو آپ ﷺ نے اپنا دہن مبارک ان کے دے دیا وہ چوسنے لگے جس سے وہ سیراب ہوگئے (اور ان کی پیاس بجھ گئی۔ (خصائص ج ۱ ص ۳۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۶)

لعاب دہن

آپ ﷺ کا تھوک مبارک بڑا با برکت تھا مریض پر تھوک دیتے شفا پاتا خشک کنویں میں تھوک دیتے پانی سے ابل پڑتا۔ (شمائل کبریٰ ص ۳۸ ج ۵)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ خدا فتح فرمائے گا وہ خدا رسول سے محبت کرتا ہے اور خدا اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں لوگوں نے یہ سوچتے ہوئے رات

گذاری کہ دیکھو کن کو دیا جاتا ہے صبح ہوئی تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آگئے ہر ایک امید رکھتا تھا کہ اسے دیا جائے گا آپ ﷺ نے معلوم کیا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا ان کی آنکھ آ گئی ہے (دکھ رہی) ہے ان کو بلایا گیا آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن لگایا اور دعا کی ایسے اچھے ہو گئے کہ گویا ان کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۰۵ شمائل کبریٰ ص ۳۸ ج ۵)

رخسار مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم تھے۔ (شمائل کبریٰ ص ۴۱ ج ۵)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سفید تھے۔ (ابن عساکر سبل ج ۲ ص ۲۹ شمائل کبریٰ ج ۵)

فائدہ: خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک پچکے اور دبے ہوئے نہ تھے اور نہ بہت اٹھے ہوئے تھے بلکہ چہرہ مبارک کی ہیئت سے مناسب طور پر تھے۔ اور آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں کھردرا پن نہیں تھا اور نہ رخسار میں مہاسے وغیرہ کے داغ تھے جیسا کہ بعض صحت مندوں کو ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کے رخسار پر بال ہوتے ہیں یہ حسن اور چہرے کی خوشنمائی کو کھو دیتا ہے چنانچہ رخسار مبارک کی کیفیت میں راوی نے اسیل اور سہل بیان کیا ہے جس کا واضح مطلب یہ کہ نہ بال نہ مہاسے وغیرہ تھے۔ (شمائل کبریٰ ص ۴۱ ج ۵)

کان مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پوری قوت سماعت رکھتے تھے۔ (ابن عساکر سبل ج ۲ ص ۲۶ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۲۶)

ابونعیم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم لوگ وہ سن لیتے ہو جو میں سنتا ہوں ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو وہ جو آپ ﷺ سن لیتے ہیں۔ نہیں سن پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ان چہروں کو دیکھ لیتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھ پاتے میں اسے سن لیتا ہوں۔ جسے تم نہیں سن پاتے میں آسمان کی چرچراہٹ کو سنتا ہوں اور اسے کوئی ملامت نہیں کہ وہ چرچرائے کہ آسمان میں ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں کہ حضرات فرشتے یا تو قیام کی حالت میں ہیں یا سجدہ کی حالت میں۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۹ مشکوٰۃ ص ۴۵۷ دلائل ابونعیم ص ۳۷۹ سبل ج ۲ ص ۷۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۲)

ناک مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک اونچی تھی ایک چمک تھی جو نمایاں نظر آتی تھی جو غور سے نہ دیکھنے والا گمان کرے گا کہ اُونچی ہے مگر اُونچی نہیں تھی (بلکہ معلوم ہوتی تھی۔ (ترمذی دلائل النبوۃ ص ۲۱۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک باریک تھی۔ (ابن عساکر سبل شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۳)

پلک اور بھویں مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کی پلک گھنے اور لمبے تھے۔ (ابن سعد ص ۴۱۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

ملا علی قاری نے بیان کیا ہے کہ پلکوں پر بال بہت تھے اور لمبے تھے۔ (جمع ص ۳۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں بھویں ملی ہوئی تھیں۔ (ابن سعد ص ۴۱۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوؤں مبارک باریک اور قوس نما تھے۔
(دلائل النبوۃ ص ۲۱۴ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بھوؤں حقیقتاً ملے ہوئے نہ تھے دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا جو دُور سے نظر نہ آتا تھا تاوقت کہ غور سے نہ دیکھا جائے۔ (الدمشقی فی سبل الہدیٰ ص ۲۲ شمائل کبریٰ ج ۵ صل ۴۴)

چنانچہ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں غیر قرن کا لفظ آرہا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ دونوں بھوؤں ملے ہوئے تھے۔اور جن روایتوں میں بھوؤں کے ملے ہونے کا ذکر ہے ان کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دراصل وہ فاصلہ جو ہلکا سا تھا بلاغور کیے نظر نہ آتا تھا حالانکہ حقیقت میں وہ ملا ہوا نہ تھا چنانچہ ابو صالح دمشقی کی بھی رائے ہے علامہ مناوی شارح شمائل نے بھی لکھا ہے کہ دونوں بھوؤں کے درمیان فصل تھا کہ عرب لمبے بھوؤں کو مکروہ اہل قیافہ اسے مذموم سمجھتے ہیں۔

خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوؤں بالوں سے بھرے ہوئے تھے اور قوس نما دونوں طرف سے کمان کی طرح ٹیڑھے اور بالکل ملے ہوئے نہ تھے۔

داڑھی مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی۔ (دلائل ص ۲۱۷ ابن سعد ص ۴۳ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی بڑی تھی:

نافع بن جبیر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔
(دلائل صفحہ ۲۱۷ ابن سعد ص ۴۳ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی کالی تھی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بہت سیاہ کالے تھے۔
(ابن عساکر سبل ج ۲ ص ۳ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۶)

داڑھی میں تیل لگانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر میں تیل کثرت سے لگاتے اور داڑھی میں کنگھی فرماتے۔
(مشکوٰۃ ص ۳۸۱ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں تیل لگاتے۔ (سبل ج ۷ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۷)

داڑھی میں پانی لگا کر سنوارنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کو ہر دن پانی لگا کر سنوارتے۔ (سبل ج ۷ ص ۳۴۶ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۷)

داڑھی میں خوشبو لگاتے:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔ (مرقات ج ۴ ص ۴۶۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولا ہاتھ پر رکھتے پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۶۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۸)

کبھی دست مبارک سے داڑھی پکڑ لیتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رنجیدہ ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

(مجمع ج ۶ ص ۱۴۶ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۱)

گردن مبارک:

ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسی مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندنی جیسی صاف تھی۔

حافظ ابوکر بن ابی خشیمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن بہت خوبصورت دیدہ زیب تھی گردن کا وہ حصہ جو کھلا اور نظر آتا تھا وہ دھوپ اور ہوا کی وجہ سے چاندی کے اس ٹکڑے کی طرح چمکتا تھا جس میں سونے کا سنہرا رنگ پرودیا ہو اور گردن کا وہ حصہ جو کپڑے کے اندر رہتا وہ تو ایسا خوبصورت اور دیدہ زیب تھا جیسے بدر کا چاند۔ (سبل الہدی ج ۲ ص ۴۳ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۴۹)

مونڈھا مبارک:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔

(دلائل النبوۃ ص ۲۴۱ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۰)

ہڈیوں کے جوڑ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہڈیوں کے سرے اور مونڈھے بلند و مضبوط تھے۔

(شمائل ص ا شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۰)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کے سرے اور جوڑ مضبوط اور گوشت سے پر تھے۔

(بیہقی سبل الہدی ج ۲ ص ۸۱ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۱)

مطلب یہ ہے کہ ہڈی کے سرے اور جوڑ مثلاً کہنی مونڈھے گٹے وغیرہ کی ہڈیاں نکلی ہوئی اور پتلی نہیں تھیں جیسا کہ عموماً دبلے مریض کی ہڈیوں میں ہوتا ہے۔

بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ دعا میں ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ بغل کی سفید نظر آجاتی۔ (بخاری سبل ج ا ص ۷۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو بغل کی سفیدی نظر آجاتی۔

(بخاری سبل ج ا ص ۷۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

بغل میں بونہیں ہوتی تھی:

قبیلہ بن قریش کے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم اطہر سے ملایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا بغل کے پسینے کا کیا حال تھا تو انہوں نے جواب دیا خوشبو تھی مشک جیسی۔ (بزار سبل ج ۲ ص ۷۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

آپ ﷺ کا بغل مبارک نہایت ہی صاف روشن چمکدار تھا اس پر بال نہ تھے علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بغل مبارک میں بال نہیں تھے اسی کو امام سنوی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (سبل ج ۲ ص ۷۵ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ٦۳ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۲)

سینہ مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک اور سینہ مبارک دونوں یکساں تھے یعنی سینہ کے مقابلہ میں پیٹ نکلا ہوا یا بھرا ہوا نہیں تھا جیسا کہ موٹے لوگوں کا ہوتا ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک نمایاں بلند ظاہر ہوتا تھے (اندر کو گھسا ہوا نہ تھا جیسا کہ کمزور مریض زیادہ دبلوں کا ہوتا ہے۔ (شمائل ترمذی سبل ص ۵۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۳)

سینہ کشادہ تھا:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا۔ (شمائل، شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۳)

سینہ مبارک اور ناف مبارک کے درمیان بالوں کی لکیر:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور ناف کے درمیان بالوں کی ہلکی لکیر تھی۔ (شمائل ص ۲ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

اُم معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نہ تو کوئی آپ ﷺ کو پیٹ نکلنے کے عیب سے متصف کرسکتا تھا نہ گھسا پیٹ کہا جاسکتا تھا۔
(مسند حارث سبل ج ۲ ص ۵۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ (ترمذی شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۵)

پیٹھ مبارک:

محرش بن عبد الکعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مقام جعرانہ سے عمرہ کرنے رات میں چلے میں نے آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا کہ ایسا خوبصورت اور روشن تھا گویا چاندی میں ڈھلا ہوا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۵ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵٦)

سر مبارک:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بڑے سیاہ کالے تھے۔
(ابن عساکر شمائل کبریٰ ص ۵۷ ج پنجم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر بال بکثرت تھے اور خوشنما تھے۔ (شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵)

بال کیسے تھے؟:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچدار تھے۔ (بلکہ ہلکی سی

پیچیدگی تھی)۔ (شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حجر سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بال پیچدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ (بیہقی شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۵۸)

بالوں کی حد کتنی تھی؟:

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کندھے تک تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کان اور کندھے مبارک کے درمیان تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کان کی لو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال وفرہ سے اوپر جمہ سے نیچے ہوتے یعنی کندھوں اور کان کے مابین ہوتے۔

ابوالمتوکل الناجی نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک لمہ تک تھے جس نے کانوں کی لو کو چھپا رکھا تھا۔

خیال رہے کہ بالوں کی مختلف تعبیریں ہیں جو مقدار زمانہ اور احوال کے اعتبار سے مختلف ہوجاتے تھے جس نے جس مقدار اور ہیئت کو دیکھا بیان کر دیا۔

بالوں میں چوٹیاں:

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی چار چوٹیاں دیکھی ہیں۔

فائدہ: بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں مقیم تھے اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوٹیا کا رکھنا ثابت نہیں حافظ نے بیان کیا کہ یہ سفر کی حالت کا واقعہ ہے۔ ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو بڑے بال سے منع فرمایا ہے چنانچہ وائل کے بال بڑے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء وجوارح

ترمذی شریف میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک برکت کا استعارہ ہے: راسه من البركة.....ورجليه من الاستقامة. پائے اقدس استقامت کا استعارہ ہے...... ويديه من السخاوة. ہاتھ مبارک سخاوت کا استعارہ ہے......وقلبه من الايمان. دل ایمان کا استعارہ ہے......وصدره من الرحمة. اور سینہ رحمت کا استعارہ ہے...... وشفتيه من الحمد. لب مبارک حمد کا استعارہ ہے......ولسانه من الذكر. وزبان ذکر کا استعارہ ہے......وعينه من الحياء. آنکھیں حیاء کا استعارہ ہے......(دس برس مکہ اور دس مدینہ میں رہے اس میں کلام ہے)۔ (شمائل ترمذی مع خصائل نبوی ص ۱۰ کا مطالعہ کیجئے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جن پر محدثین اور مؤرخین کا اتفاق ہے گیارہ عورتوں سے، اس سے زیادہ میں اختلاف ہے۔

(۱) خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد (۲) سودہ بنت زمعہ بن قیس (۳) عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم (۴) زینب بنت جحش (۵) جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار (۶) حفصہ بنت عمر فاروق (۷) اُم حبیبہ (ان کے نام میں اختلاف ہے اکثروں نے رملہ اور

بعضوں نے ہند بتایا ہے) (۸) اُم سلمہ بنت امیہ (۹) صفیہ بنت حیی موسیٰ کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں (۱۰) زینب بنت خزیمہ (۱۱) میمونہ بنت حارث بن حزن (رضی اللہ عنہن) ان کا اصل نام برہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۴ اصح السیر ص ۵۶۶ سیر الصحابہ، البدایہ والنھایہ وغیرہ ہم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

مؤرخین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار لڑکیاں تھیں اور اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ عنہا پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے

لڑکوں میں اختلاف ہے اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ تین لڑکے تھے۔

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

بعضوں نے کہا کہ چوتھے صاحبزادے حضرت طیب رضی اللہ عنہ اور پانچویں حضرت طاہر رضی اللہ عنہ تھے۔

بعض کہتے ہیں طاہر اور طیب رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی صاحبزادے کے نام ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کا نام طیب رضی اللہ عنہ اور طاہر رضی اللہ عنہ تھا۔

بعضوں نے دو لڑکے اور بھی بتائے مطیب اور مطہر رضی اللہ عنہما اور لکھا ہے کہ طیب اور مطیب رضی اللہ عنہما ایک ساتھ پیدا ہوئے اور طاہر اور مطہر رضی اللہ عنہما ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۹۴)

ما الفرق بین الحبیب والکلیم؟

واما الفقیة ابو محمد عبداللہ بن حامد فتکلم علی مقام الخلة بکلام طویل الی قال.

اور بہر حال فقیہ ابو محمد عبداللہ بن حامد نے دوستی و محبوبیت کے مقام پر ایک بہت لمبا کلام کیا یہاں تک کہ فرمایا:

ویقال الخلیل الذی یعبد ربه علی الرغبة والرهبة من قوله ﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ۝﴾ (التوبہ ۱۱۴) من کثرة مایقول: آه آه.

خلیل اس کو کہا جاتا ہے جو اپنے رب کی عبادت کرتا ہے شوق و رغبت اور ڈر کے ساتھ اللہ کا ارشاد ہے کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے (کہ وہ بہت کثرت سے آہ آہ کہتے تھے)۔

والحبیب الذی یعبد ربه علی الرؤیة والمحبة.

حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کی عبادت کرتا ہے دیکھنے کے ساتھ اور محبت کے ساتھ۔

ویقال الخلیل الذی یکون معه انتظار العطاء.

خلیل ان کو کہا جاتا ہے جو عطا کا انتظار کرتا ہے محبوب کی طرف سے۔

والحبیب الذی یکون معه انتظار اللقاء.

اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کو محبوب کی ملاقات کا انتظار ہو۔

ویقال الخلیل الذی یصل بالواسطة من قوله: ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾(الانعام: ۷۵)

خلیل ان کو کہا جاتا ہے جو واسطے کے ساتھ ملتا ہے (اپنے رب سے) اللہ کا ارشاد ہے اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں (یعنی ابراہیم کو ملکوت دکھائے)۔

والحبیب الذی یصل الیه من غیر واسطة من قوله ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾(النجم: ۹)

حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے رب سے بغیر کسی واسطے کے ملتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے) تو وہ کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (یعنی اپنے حبیب کو اپنا آپ دکھادیا)۔

وقال الخلیل ﴿وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓــٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ (الشعراء: ۸۲)

خلیل نے کہا اور وہ کہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔

وقال الله للحبیب ﴿لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾(بفتح: ۲)

اور اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب سے کہا فرمایا تاکہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔

وقال الخلیل ﴿وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ﴾ (الشعرا: ۸۷)

اور خلیل نے کہا اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجیو۔

وقال للنبی ﷺ ﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ﴾(التحریم: ۸)

اور اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا اس دن اللہ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔

وقال الخلیل حین القی فی النار ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

جب خلیل کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

وقال الله لمحمد ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾(الانفال: ٦٤)

اور اللہ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا اے نبی اللہ تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

وقال الخلیل ﴿اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾(الصافات: ۹۹)

اور خلیل نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔

وقال الله لمحمد ﴿وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ (والضحی: ۷)

اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا اور رستے سے ناواقف دیکھا تمہیں تو رستہ سیدھا دکھایا۔

وقال الخلیل ﴿وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ﴾(الشعرا: ۸٤)

اور خلیل نے کہا اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر۔

وقال اللہ لمحمد ﴿وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴾ (الم نشرح:٤)
اور اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا اور ہم نے آپ کو ذکر کو بلند کیا۔

وقال الخلیل ﴿وَّ اجۡنُبۡنِیۡ وَ بَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴾ (ابراھیم:٣٥)
اور خلیل نے کہا اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ۔

وقال للحبیب ﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴾ (الاحزاب:٣٣)
اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا اے (پیغمبر کے) اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (بتوں کی پرستش کرنا) دُور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔

وقال الخلیل ﴿وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴾ (الشعراء:٨٥)
اور خلیل نے کہا اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر۔

وقال لمحمد ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴾ (الکوثر:١)
اور اللہ نے اپنے حبیب سے فرمایا (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر لعلامہ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن القرشی الدمشقی ٦/٣٣١)

ارض وسماء میں سب سے عالی تعریف کے لائق: هو افصح بمقاله ...... هو اکمل بنو اله ...... هو اعظم بجلاله هو افقد بمثاله ......اس سے بڑھ کر فصیح کوئی نہیں وہ بولتا ہے تو لبوں سے وحی کے پھول جھڑتے ہیں اس سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں شرافت نسبی میں کوئی اس کا ثانی نہیں فصاحت وبلاغت میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں ...... جمال وکمال میں بھی کوئی ثانی نہیں۔ هو حامد و محمد هو ماجد و مجدد ...... وہ بشیر بھی وہ نذیر بھی ...... وہ آپ اپنی نظیر بھی وہ زمین پر شاہ بھی فقیر بھی ...... اور فلک پر عرض مصیر بھی وہ جسیم بھی اور وسیم بھی ...... وہ رؤف بھی وہ خلیل بھی ...... وہ کلیم بھی وہ ارفع الدرجات بھی ...... وہی اکمل الحسنات بھی ...... اسی کا فیض جہاں میں ...... وہ نماز میں وہ اذان میں۔